بسم اللہ الرحمن الرحیم
إن الصلوٰة تنهى عن الفحشاء والمنكر
بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی اور برائی کی باتوں سے
(العنکبوت: ۴۵)
نماز مسنون کلاں
تالیف
مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی
بانی
مدرسہ نصرة العلوم گوجرانوالہ
ناشر
ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرة العلوم
فاروق گنج گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ (العنکبوت آیت ۴۵)

اور قائم کر نماز کو بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی اور برائی کی باتوں سے

وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي (طٰہٰ آیت ۱۴)

اور قائم کر نماز کو خاص میری یاد کے لیے

لَا خَيْرَ فِي دِيْنٍ لَا صَلٰوةَ فِيْهِ (مسند احمد ص ۲۱۸ ج ۴، بیہقی ص ۴۵۵ ج ۲، البدایہ والنہایہ ص ۳۰)

نماز مسنون کلاں

تالیف

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

ناشر

ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم فاروق گنج گوجرانوالہ

پاکستان

طبع ۱۸

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب نماز مسنون کلاں

تالیف حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ بانی مدرسہ نصرۃ العلوم

مطبع طفیل آرٹ پریس لاہور

تعداد (۱۱۰۰)

سرورق وکتابت محمد امان اللہ قادری

ناشر ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم فاروق گنج گوجرانوالہ

قیمت ۳۴۰ روپے

تاریخ طبع ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ بمطابق دسمبر ۲۰۰۸ء

ملنے کے پتے

(۱) ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم فاروق گنج گوجرانوالہ

(۲) مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور

(۳) مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

(۴) مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

(۵) اسلامیہ کتب خانہ اڈا کامی ایبٹ آباد

(۶) کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

(۷) کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

فہرست مضامین نماز مسنون کلاں

دیباچہ

طبع ششم

از: محمد فیاض خان سواتی مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا۔

بحمداللہ تعالیٰ نماز مسنون کلاں کا چھٹا ایڈیشن قارئین کرام کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے خصوصی فضل وکرم سے اس کتاب کو بہت مقبولیت سے نوازا ہے۔ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ بمطابق جون ۱۹۸۶ء میں یہ کتاب پہلی مرتبہ شائع ہوکر منظر عام پہ آئی اور اپنی بے پناہ خوبیوں کی وجہ سے اس کا پہلا ایڈیشن بہت جلد ختم ہوگیا اور ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ بمطابق دسمبر ۱۹۸۷ء میں دوسری مرتبہ پھر رجب ۱۴۱۰ھ مطابق مارچ ۱۹۹۰ء میں تیسری مرتبہ پھر ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۹۲ء میں چوتھی مرتبہ، پھر ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ بمطابق مئی ۱۹۹۲ء میں پانچویں مرتبہ شائع ہوا۔ گویا کہ تقریباً نو سال کے قلیل عرصہ میں اب شعبان ۱۴۱۵ھ بمطابق جنوری ۱۹۹۵ء میں اس کا چھٹا ایڈیشن منظر عام پہ آیا ہے۔ اس ایڈیشن میں پاکستان کے جید علماء کرام کی نماز مسنون کلاں پہ تصدیقات بھی درج کر دی گئی ہیں اور پاکستان کے مختلف جرائد ورسائل نے نماز مسنون کلاں پہ جو تبصرے کیے تھے۔ انہیں بھی اس ایڈیشن میں درج کر دیا گیا ہے۔ نماز جیسے اہم رکن اسلام کے موضوع پہ اردو زبان میں ایسی مدلل ضخیم کتاب شاید ہی موجود ہو۔ قرآن وسنت، خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، سلف صالحینؒ، بزرگان دینؒ، ائمہ دینؒ خصوصاً امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مسلک اس نماز مسنون کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس میں کسی مسلک پہ نقد وجرح نہیں کی گئی۔ بلکہ مثبت مگر مدلل طور پہ مسلک احنافؒ کو ترجیح دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کو ہر طبقہ میں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں بھی احباب نے اس کوشش

کو قابلِ صد تحسین و آفرین قرار دیا ہے۔ نماز مسنون کلاں کی اشاعت جہاں مسلک احناف سے تعلق رکھنے والوں کے لیے ایک انمول چیز ہے۔ وہاں مخالفین و ناقدین کے لیے پریشانی کا باعث بھی ہے۔ خصوصاً بعض اہلحدیث (غیر مقلدین) حضرات نے تو اس کتاب کی افادیت و اہمیت کو گھٹانے کے لیے کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ اس کتاب کے چند مسائل کو لے کر ان پر بے جا اعتراضات کی ناکام کوشش کی اور عوام الناس کو باور کرایا گیا کہ نماز مسنون میں درج شدہ مسائل قرآن و سنت کے خلاف ہیں اور احناف کا نماز کا طریقہ غلط ہے۔ جس کے ردِ عمل میں احقر نے ایک کتابچہ بنام "حیّ علی الفلاح" لکھا ہے جس میں نماز مسنون کلاں پر کیے جانے والے جملہ اعتراضات کے مسکت اور مدلل جوابات لکھ دیے ہیں۔ اور معترضین کی غلط بیانیوں اور افترا پردازیوں کو طشت ازبام کر دیا گیا ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت پر ثابت قدم رکھے۔ اور مسلکی تعصب رکھنے والوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

از احقر

محمد فیاض خان سواتی

مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم جامع مسجد نور گوجرانوالہ

۲۲ شعبان ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۹۵ء

تصدیقات علماء کرام

مکتوب گرامی ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ، سابق مدرس دارالعلوم دیوبند بانی و مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مکرمی و محترم المقام حضرت العلام مولانا صوفی عبدالحمید صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ امید ہے کہ مزاج بالخیر ہوں گے

آپ کی عالیہ گرانقدر تصنیف "نماز مسنون" موصول ہوئی ۔ ماشاء اللہ اس کی شدید ضرورت تھی ۔ اس موضوع پر ایک جامع کتاب آپ نے تصنیف فرما کر فرض کفایہ ادا کر دیا ہے ۔ طباعت کی عمدگی نے چار چاند لگا دیے ہیں ، میری تو نظر کمزور ہے تاہم جگہ جگہ سے سننے میں خط وافر اور بے حد مسرتیں حاصل ہوتی ہیں ، میری دلی دعا ہے کہ باری تعالیٰ آپ کی یہ عظیم کاوش اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور دنیا و آخرت کے ترقیات اور لازوال نعمتوں سے مالامال فرمائے ۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر کی خدمت میں تسلیمات پیش فرما دیں ۔

والسلام

عبدالحق عفرلہ

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

مکتوب گرامی ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف خان مدظلہ فاضل دیوبند ، بانی و مہتمم تعلیم القرآن پلندری آزاد کشمیر

حضرت العلام جناب صوفی صاحب ۔ زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کافی دن ہوئے کہ آپ کی طرف سے میرے اور مولانا اسحاق صاحب کے نام نماز مسنون کلاں دو عدد موصول ہوئیں ایک عدد تو مولانا اسحاق کو حسب حکم پیش کر دیا تھا جس پر وہ بڑے مسرور ہوئے ماشاء اللہ اس میں صرف نماز کا مسنون طریقہ ہی بیان نہیں ہے ، بلکہ بہت عمدہ اسلوب

کے ساتھ اچھی علمی تحقیق بھی ہے جس سے عوام اور طلباء ہی نہیں بلکہ اہل علم حضرات بھی استفادہ کر سکیں گے۔ بحمد اللہ بہت ہی مبارک کوشش ہے۔ آپ کو آپ کی اس عمدہ تصنیف پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے جو نسخہ میرے لیے بطور ہدیہ بھیجا گیا ہے۔ اس کا بیحد شکر گزار بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ برادران سے جو دینی خدمت لی ہے وہ مسلک حق کے لیے بہت بڑا سرمایہ افتخار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک سعی کو قبول فرما کر دارین کی سرخروئی کا باعث بنائے۔ آمین

میں بڑا شرمندہ ہوں کہ آپ کے اس ہدیے اور عنایت کا جواب بڑی تاخیر سے دے رہا ہوں مجھے امید ہے کہ آپ میری اس کوتاہی کو معاف فرمائیں گے۔ اگر بار خاطر نہ ہو تو حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ کو ہدیہ سلام مسنون عرض ہو۔

والسلام

محمد یوسف خان

مکتوب گرامی، شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد لکھوی مدظلہ، شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان

مخدوم و مکرم حضرت مولانا عبد الحمید صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

بحمد اللہ الکریم یہاں سب احباب خیر و عافیت سے ہیں۔ امید ہے کہ حضرت والا کے مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔ کل حضرت والا مرتبت کی طرف سے "نماز مسنون کلاں" مجلد کی ایک کاپی موصول ہوئی جو جامعہ قاسم العلوم گل گشت ملتان کے کتب خانہ میں داخل کر دی گئی ہے۔ نماز کے موضوع پر حضرت والا نے ایسی جامع مفصل کتاب لکھ کر اور بہترین صورت میں اسے شائع فرما کر ملت اسلامیہ پاکستانیہ پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے جزاکم اللہ تعالیٰ و نفعنا اللہ بعلومکم و طول بقائکم۔ بندہ کو پاکیزہ دعاؤں سے سعادت بخشی جائے۔

خادم فیض احمد عفی عنہ

۲۵/۲/۱۴۰۷ھ

مکتوب گرامی شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ پروفیسر میاں منظور احمد صاحب مدظلہ
فاضل دیوبند و شیخ الحدیث دار العلوم الشہابیہ سیالکوٹ

محترمی و مکرمی صوفی صاحب ادام اللہ برکاتکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں چشم تصور میں اس دن کا نظارہ اب بھی محفوظ پاتا ہوں جب دن کہ میں آپ کے مدرسہ نصرۃ العلوم میں حاضر ہوا تھا۔ ایک طرف بعض لوگوں کے ساتھ ایک کشادہ پیشانی والے منور چہرے کو دیکھا تھا اور دوسری منزل میں مولانا سرفراز صاحب مدظلہ کے درس قرآن میں چلا گیا تھا۔ دوبارہ جب نیچے آتا ہوا۔ تو آنجناب کو آپ کے دفتر میں ملا تھا۔ آپ کی ملاقات سے پہلے میں نے اپنے ساتھی سے کہدیا تھا کہ اس نیم دراز شخص کی پیشانی میں مجھے نور علم اور چہرے پر عالمانہ وقار نظر آتا ہے آنجناب سے کچھ دیر گفتگو رہی اور میرے تمام ظنون بحمداللہ یقین سے بدل گئے، پھر آپ نے اپنے دروس کی تین کتابیں بھجوائیں تو میں سراپا ممنون احسان ہو گیا۔ اب آپ کی کتاب نماز مسنون موصول ہوئی۔ ان تمام ہدایا کا تہہ دل سے نکلا ہوا شکریہ قبول فرمائیے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ ذ آپ اس دور جاہلیت جدیدہ میں بفضلہ تعالیٰ علم کا حق ادا کر رہے ہیں۔ آپ کے دروس سے استفادہ کرتا ہوں۔ نماز کو جستہ جستہ دیکھا ہے، الحمد للہ کہ آپ نے نہایت عالمانہ ومحققانہ انداز میں کچھ بزعم غلط لوگوں کے اڑائے ہوئے گرد وغبار کو چھانٹ دیا ہے۔

۔۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

والسلام

الاحقر:۔ پروفیسر میاں منظور احمد
دار العلوم الشہابیہ سیالکوٹ

مکتوبِ گرامی :- حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ
فاضل جامعۃ الازہر مصر، مدرس الجامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

محترم جناب حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ابھی ابھی مولانا عبدالرزاق صاحب لدھیانوی نے آپ کی طرف سے ایک نہایت قیمتی تحفہ "نماز مسنون" عنایت کیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ماشاء اللہ بہت محنت فرمائی ہے، اور امت کے لیے نماز جیسی بنیادی عبادت میں راہنمائی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی، علم وعمل اور قلم میں برکت فرمائے۔ تاکہ اسی طرح تعبیری انداز میں آئندہ بھی مختلف موضوعات پر کام ہوتا ہے انشاء اللہ میں خود بھی استفادہ کروں گا۔ اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لیے دوں گا۔

والسلام

طالب دعاء۔ عبدالرزاق اسکندر

جامعۃ العلوم الاسلامیہ۔ کراچی ۵

۲۹ / ۳ / ۱۴۰۷ھ

۳ / ۱۲ / ۱۹۸۶ء

مکتوب گرامی :حضرت مولانا حافظ قاری کرنل ڈاکٹر فیوض الرحمٰن صاحب مدظلہ
پی۔ ایم۔ اے کاکول ایبٹ آباد

حضرت المحترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کے تعزیت نامہ سے بڑا سکون ملا۔ فجزاکم اللہ خیراً۔ مرحوم اور محزونین کو آئندہ بھی اپنی دعاؤں میں یاد فرمائے رہنے کی درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کا سایۂ رحمت کامل صحت وعافیت کے ساتھ ہمارے سروں پر سلامت رکھیں اور دین قیم کی مزید مخلصانہ جذبات کی توفیق بخشیں۔ آمین۔ آپ کا قیمتی تحفہ "نماز" بھی موصول ہوا۔ جزاکم اللہ خیراً، ماشاء اللہ بہت معلوماتی کتاب ہے۔ اور

طباعت و کتابت بھی عمدہ ہے۔ اپنے ہاں کی لائبریریوں کے لیے بھی خریدیں گے۔ ان شاء اللہ
اس کتاب پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں، درسِ قرآن کا سلسلہ تحریری صورت میں برابر
جاری رہنا چاہیئے۔ اس سے بھی بہتوں کا بھلا ہو گا۔

والسلام علیکم
فیض الرحمن
۲۰ / ۵ / ۱۴۰۷ھ

مکتوب گرامی ، حضرت مولانا محمد اقبال نعمانی صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ محمدیہ و خطیب جامع مسجد مرکزی چوک
علی پور چٹھہ گوجرانوالہ

مکرم و محترم جناب حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی مدظلہ العالی
سلام مسنون۔ مزاج گرامی! امید ہے جناب بعافیت ہوں گے۔

جناب کا ارسال فرمودہ گرانقدر اور انمول تحفہ (نماز مسنون کلاں) مجھے موصول ہوا۔ مطالعہ کیا ماشاء اللہ کتاب ہر اعتبار سے جامع ہے۔ اور تقاضۂ وقت کے عین مطابق ہے۔ اللہ کریم نے اس کتاب کے ذریعے آپ سے ایک عظیم دینی خدمت لے لی ہے۔ کتاب کا اسلوب بیان عمدہ ہے۔ کتاب چونکہ مثبت انداز میں لکھی گئی ہے جو اس کی افادیت کو چار چاند لگانے والی بات ہے تاہم اس سے مخالفین کے اس جھوٹے پراپیگنڈہ کی قلعی کھل جاتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ فقہ حنفی کے پیروکاروں کے پاس احادیث رسول سے ثبوت نہیں ہے۔ اس وقت ایسی کتاب کی بڑی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی اور وہ ضرورت اس کتاب کے ذریعے کما حقہ پوری ہو گئی ہے یہ کتاب بہت سی کتابوں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم اس خدمت کو مقبول فرمادیں اور مسلمانوں کے لیے نافع فرمادیں اور آپ کو جزائے خیر سے نوازیں۔

فقط والسلام
محمد اقبال نعمانی، جامع مسجد مرکزی علی پور چٹھہ
ضلع گوجرانوالہ ۔ ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

مکتوب گرامی ؛ جناب ابوالکلام خواجہ صاحب ، ملتان

محترمی و مکرمی جناب حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب دامت برکاتکم العالیہ

السلام علیکم ۔

گذشتہ ماہ آپ کی طرف سے "نماز مسنون" کا ہدیہ موصول ہوا نماز کے بارے میں جامع و مانع کتاب جس کی ضرورت ، اہمیت اور افادیت محتاجِ بیان نہیں عنایت فرمانے پر ممنون ہوں ۔ خداوندِ قدوس اس کتاب کو جو دائرہ معارفِ نماز کی حیثیت رکھتی ہے ۔ قبولیت سے سرفراز فرما دیں اور مجھ جیسے عامی و خاطی کو اس سے علمی استفادے اور عملی اصلاح کی توفیق عطا فرمائیں ۔ آمین

دعاؤں کا محتاج

ابوالکلام خواجہ

معرفت خواجہ پیپر مارٹ ، چوک بازار ، ملتان

تبصرہ - ادارہ ماہنامہ "بینات" ، کراچی

جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ فروری ۱۹۸۷ء

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی دامت فیوضہم کی شخصیت اہل علم طبقہ میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان صفحات میں متعدد بار ان کا ذکر آ چکا ہے۔

بلاشبہ آں موصوف ان علمائے ربانی میں سے ہیں۔ جن کے اوقات میں حق تعالیٰ نے مافوق العادت برکت فرمائی ہے۔ اور دین قیم کی بے لوث اور خاموش خدمت کے لیے ان کو موفق بنایا ہے۔ نماز کے موضوع پر یوں تو سینکڑوں سے متجاوز کتب و رسائل تصنیف کیے گئے ہیں۔ مگر ان میں سے بیشتر مستند رسائل کی زبان عربی ہے جب کہ اردو رسائل و کتب میں عموماً دلائل کی طرف التفات نہیں کیا گیا۔ بلکہ عموماً اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ جب کہ آئینہ کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ ناقص العلم متعصب اور غالی قسم کے لوگ جب بھی کوئی ایسی کتاب لکھتے ہیں تو وہ اپنا زورِ قلم تمام تر اس پہ صرف کرتے ہیں کہ ہمارا مسلک ہی حق ہے۔ اور دیگر سب مسلک غلط، خلاف سنت صرف قیاسی فقہ، انسانی اجتہاد اور محض قیاس پر مبنی ہیں۔ جس سے عوام کا غلط فہمی میں مبتلا ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ ان حالات کے پیشِ نظر ضرورت تھی کہ نماز جیسی اہم عبادت کے مسائل پر عام فہم اور دلنشین انداز میں ایک ایسی کتاب لکھی جائے۔ جس میں مسائل کے علاوہ دلائل بھی بیان کیے جائیں۔

زیرِ نظر کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اگرچہ مسائل کا استیعاب تو نہیں کیا گیا لیکن اہم اور ضروری مسائل کو دلائل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں عوام و خواص کی بنیادی اور اہم ضرورت کے پیش نظر دعوات و اذکار کے ساتھ ساتھ ان تمام قرآنی آیات کو جن میں صراحۃً نماز کا ذکر ہے "تذکار الصلوٰۃ فی القرآن" کے عنوان سے

یکجا کر دیا گیا ہے۔

کتابت و طباعت اور تجلید کی عمدگی نے کتاب کو دیدہ زیب بنا دیا ہے۔ اُمید ہے اہلِ ذوق اس گرانقدر سرمایہ کی پذیرائی فرمائیں گے۔

تبصرہ :۔ ادارہ ماہنامہ "الفاروق"، کراچی

ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۹۸۶ء

حضرت مولانا صوفی عبد الحمید صاحب ملک کے مشہور اہلِ قلم اور محقق عالم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب مدظلہٗ کے بھائی ہیں۔ دونوں بھائیوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے علم و تقویٰ کے ساتھ ساتھ تحقیق ذوق سے نوازا ہے۔ چنانچہ مختلف موضوعات پر دونوں حضرات کی مختلف تصانیف اس پر شاہد عدل ہیں۔ صوفی صاحب موصوف کی دیگر چھوٹی بڑی تصانیف کے علاوہ معالم العرفان فی دروس القرآن کے نام سے درسِ قرآنِ کریم کا ایک سلسلہ بھی ہے جس کے متعدد اجزاء شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کی بہت سی خصوصیات میں ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ آپ فلسفہ ولی اللہی کے صحیح الفکر شارح بھی ہیں اور برصغیر کے مدارس میں موجودہ دور میں یہ خصوصیت شاید آپ ہی کی درس گاہ کو حاصل ہے کہ اس میں دورہ حدیث کے ساتھ آپ پورے سال سبقاً سبقاً حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی تصنیفِ لطیف حجۃ اللہ البالغہ پڑھاتے ہیں۔ نیز اس کے علاوہ مختلف امور و نظریات کے متعلق آپ کی معلومات سن کر آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ ہمیشہ مسجد و مدرسہ میں رہنے والے اور قال اللہ اور قال الرسول میں ہر وقت مصروف رہنے والے اللہ کے اس بندے کو یہ معلومات کیسے حاصل ہوتی ہیں۔ غرضیکہ آپ کی شخصیت موجودہ پُرفتن دور میں ان علماء سلف کی زندگیوں کا نقش صحیح ہے جو تعلقات اور تعیشات کی تمام کشتیاں جلا کر اپنے آپ کو علم کے جزیروں میں مقید کر دیتے تھے اور اب اس دور میں ان کی مثالیں بالکل ناپید ہو چکی ہیں۔

وقد كانوا اذا عُدّوا قليلا

فقد صاروا اعزّ من القليل

مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مدرسہ نصرۃ العلوم جیسے عظیم ادارہ کے اہتمام و انصرام کی ذمہ داریاں سرانجام دینے کے علاوہ گوجرانوالہ کی سب سے بڑی جامع مسجد ،مسجد نور میں خطابت اور روزانہ درس قرآن و حدیث کے فرائض سے بھی عہدہ برآ ہوتے ہیں اور امام ولی اللہ دہلوی ؒ کے علمی خانوادہ کے علمی تبرکات کی اشاعت اور تصنیف و تالیف کی طرف بھی پوری توجہات مبذول کیے ہوئے ہیں۔

حضرت صوفی صاحب مدظلہ کے دروس القرآن کے متعدد مجموعے شائع ہو کر اہل علم و دانش سے داد و تحسین حاصل کر چکے ہیں اور علماء خطباء ان سے مسلسل استفادہ کر رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب بلاشبہ ان کی ایک شاہکار تصنیف ہے جس میں انہوں موجودہ دور کی ایک اہم ترین ضرورت کو پورا کرتے ہوئے نماز کے بیشتر مسائل کو جمع کر کے قرآن و سنت سے ان کے دلائل بھی مہیا کر دیئے ہیں۔ حنفی نقطۂ نظر سے اس امر کی ضرورت ایک عرصہ سے شدت کے ساتھ محسوس کی جا رہی تھی کہ نماز اور اس کے متعلقہ دیگر ضروری مسائل کے ضمن میں قرآن و سنت کی روشنی میں دلائل کو اس طرح اکٹھا کر دیا جائے کہ کسی ایک مسئلہ پر احناف کے موقف کی وضاحت اور ترجیح معلوم کرنے کے لیے بہت سی کتابوں کی طرف مراجعت کی ضرورت باقی نہ رہے۔ بحمد اللہ صوفی صاحب مدظلہ نے اس کتاب کے ذریعہ اس ضرورت کو کم و بیش مکمل حد تک پورا کر دیا ہے۔

کتاب کے آغاز میں نماز کے بارے میں قرآن پاک کی ایک سو نو آیات کو سورتوں کی ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ پھر فقہی ترتیب کے مطابق طہارت، اوقات نماز، اذان، شرائط، ارکان، واجبات، سنن، مکروہات، سجدہ سہو، ادراک فریضہ، تراویح، جمعہ، عیدین، صلوٰۃ المسافر، صلوٰۃ الخوف، اور نماز جنازہ جیسے اہم موضوعات پر کم و بیش پانچ سو ضمنی عنوانات کا احاطہ کرتے ہوئے آخر میں حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے خطبات جمعہ اور پھر کتاب الاذکار کے تحت زندگی کے مختلف گوشوں سے تعلق رکھنے والی مسنون دعاؤں کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے اور اس طرح مصنف نے علماء و خطباء کو اپنی اس محنت شاقہ کے ذریعہ بہت ضخیم کتابوں کی ورق گردانی سے بے نیاز کر دیا ہے ____

نماز مسنون آپ کی محنتوں اور کاوشوں کا تازہ نتیجہ اور ثمرہ ہے جو ۸۲۵ صفحات اور چھوٹے بڑے تقریباً پانچ سو عنوانات پر مشتمل ہے اور وضو، غسل، تیمم، نماز کے مسائل پر مشتمل ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ پہلے صاف اور سادہ اُردو میں مسئلہ لکھتے ہیں پھر کسی فقہی کتاب سے اس کا حوالہ لکھتے ہیں اور پھر احادیث مرفوعہ یا اقوال صحابہؓ و تعامل امت سے اس کی دلیل ذکر کرتے ہیں۔ پوری کتاب نہایت تحقیق و تدقیق پر مشتمل ہے اور درحقیقت اِن لوگوں کے پروپیگنڈے کا مثبت اور مسکت جواب ہے جو بزعم خویش اپنے آپ کو اہلِ حدیث اور حدیث پر عمل پیرا کہتے ہیں اور باقی پوری امت کو اہل رائے اور قیاس پر عمل کرنے والا بتلاتے ہیں اور بعض معاندین تو ایسے ہیں جو پوری امت کی نمازوں کو مردود اور نامقبول اور اپنی نمازوں کو مقبول کہتے ہیں بلکہ بعض مسخرے قسم کے ناخدا شناس اور مزاج دین سے ناواقف تو باقاعدہ لوگوں کی نماز کا مذاق بھی اڑاتے ہیں۔

حضرت صوفی صاحب مدظلہٗ کی مذکورہ بالا کتاب اس زہر کے لیے تریاق ہے۔ کتاب ہر لحاظ سے بہترین ہے۔ ہمارے خیال کے مطابق کوئی لائبریری اور گھر اس کتاب سے خالی نہیں ہونا چاہیئے۔ خاص کر وہ حضرات جو معاندین کے اعتراضات کا نشانہ بنتے ہیں ان کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے یہ کتاب ہر عالم (خصوصاً ائمہ مساجد) کے زیر مطالعہ ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ فاضل مصنف کی عمر و علم اور خدمات میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

تبصرہ:۔ ادارہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور

۱۹ تا ۲۶ ستمبر ۱۹۸۶ء

مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے مہتمم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی دامت برکاتہم دور حاضر کے ان خوش قسمت بزرگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے دینی علوم کی ترویج و اشاعت کے لیے منتخب فرمایا ہے اور انہوں نے تدریس و تعلیم کے ساتھ ساتھ تقریر و تحریر کے ذریعے بھی لوگوں کو دین حق اور اس کے اعتقادی و عملی تقاضوں سے آگاہ کرنے کے لیے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

حضرت صوفی صاحب مدظلہ نے "نماز مسنون کلاں" میں انداز ایسا اختیار کیا کہ علماء اور طلباء کے ساتھ ساتھ عام تعلیم یافتہ مسلمان بھی اس سے پوری طرح استفادہ کر سکتے ہیں اور پھر عام مناظرانہ انداز سے ہٹ کر انہوں نے افہام وتفہیم کا اسلوب اختیار کر کے کتاب کی افادیت کو دوچند کر دیا ہے۔

ہمارے نزدیک "نماز مسنون کلاں" نہ صرف دینی مدارس کی لائبریریوں اور علماء و خطباء کے ذاتی کتب خانوں میں ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ بلکہ عام تعلیم یافتہ مسلمانوں میں بھی اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ضروری ہے اور غالباً اسی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے ساڑھے آٹھ سو صفحات کی اس ضخیم کتاب کا ہدیہ اس کی لاگت کے مطابق صرف پچھتر روپے رکھا گیا ہے، جو بلاشبہ ناشرین کے مشنری جذبہ اور ایثار کا مظہر ہے اللہ تعالیٰ حضرت مصنف مدظلہ کی اس عظیم محنت پر انہیں جزائے خیر دے اور ان کی تصنیفات کو زیادہ سے زیادہ افادۂ عوام کا ذریعہ بنائیں۔

تبصرہ :- ادارہ ماہنامہ "الانور" شفیلڈ برطانیہ اگست ۱۹۸۶ء

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب مدظلہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر کے چھوٹے بھائی ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں۔ فلسفہ میں حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے خصوصی شاگرد[1] ہیں، تصوف میں آپ کو بلند مقام حاصل ہے۔ تدریس میں مسلم شریف اور حجۃ اللہ البالغہ کے پڑھانے میں آپ کو علمی حلقوں میں خاصی شہرت حاصل ہے اور رافضیت میں آپ کو ملکہ تام حاصل ہے۔ برصغیر کی مشہور علمی شخصیت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی سے آپ نے اس موضوع پر شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔ دارالعلوم سے فراغت کے بعد آپ چار سال تک طبیہ کالج میں طب پڑھتے رہے۔ فارغ ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک گوجرانوالہ میں حکمت کا شغل جاری رکھا لیکن اللہ نے آپ سے دین کی خدمت کا عظیم کام لینا تھا ————

———— ۱۹۵۲ء میں گھنٹہ گھر کے قریب ایک چھپڑ میں

---

[1] حضرت سندھیؒ کے شاگرد نہیں ہیں۔ (فیاض)

مدرسہ نصرۃ العلوم اور جامع مسجد نُور کی بنیاد رکھی جو آج ملک کے بڑے مدارس میں شمار ہوتا ہے
مسجد نُور شہر کی بڑی مسجد ہے۔ جہاں جمعہ میں سب سے زیادہ مجمع ہوتا ہے۔ حضرت صوفی صاحب
تیس سال سے درس وخطابت کے ساتھ تصنیف وتالیف کا کام بھی جاری کیے ہوئے ہیں
تصوف پر کئی کتابوں کا ترجمہ اور تشریح آپ کا علمی شاہکار ہیں۔ آپ ہر روز مسجد نور میں درس قرآن
دیتے ہیں جو دروس القرآن کے نام سے شائع ہو رہا ہے اور علمی وعوامی حلقوں میں خاصی شہرت
حاصل کر چکا ہے۔ نماز پر آپ نے پہلے ایک مختصر کتاب لکھی تھی لیکن نماز پر تفصیلی کتاب لکھنے
کا ارادہ تھا کہ اللہ پاک نے یہ عظیم کام پورا کرا دیا۔ نماز مسنون بلاشبہ آپ کا ثانی علمی شاہکار
ہے جو علماء طلباء، خطباء حتیٰ کہ مفتیان عظام کے لیے بھی ایک گرانقدر تحفہ ہے۔ مذہب
حنفی کے تمام مفتیٰ بہ مسائل کو احادیث اور معتبر ومستند کتب فقہ سے بحوالہ نقل کیا گیا ہے۔ نماز
پر اس سے قبل اس طرح کی تفصیلی کتاب منظرِ عام پر نہیں آئی۔ کتاب کے آخر میں خطبات
جمعہ وعیدین اور اذکار مسنونہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ طباعت جلد اور کاغذ میں بھی کمال کیا گیا ہے
قیمت بہت مناسب ہے، فقہ حنفی سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کے لیے یہ کتاب حرزِ جاں
بنانے کے قابل ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف وناشرین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

تبصرہ: حضرت مولانا محمد گوہر شاہ۔ مدیر اعلیٰ ماہنامہ "النصیحۃ"

ومہتمم دار العلوم اسلامیہ چارسدہ۔ جمادی الاول ۱۴۰۷ھ فروری ۱۹۸۷ء

زیر تبصرہ کتاب : نمازِ مسنون کتابوں میں سے ایک بہترین اور نادر مجموعہ ہے۔
مصنف کتاب مولانا صوفی عبدالحمید صاحب، مہتمم دار العلوم نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، فاضل
دیوبند ہیں۔ محقق عصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر کے بھائی ہیں اور جانی پہچانی
شخصیت ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ یہ کتاب نماز کے موضوع پر جامع سہل وآسان اور
مدلل ہے۔ بندہ کی نظر سے اردو زبان میں اس سے زیادہ مفید، مدلل اور آسان کتاب نہیں گذری ہے
مولانا صاحب نے کتاب کی تمہید میں کتاب کے مآخذ اور مراجع کے ساتھ ساتھ کتاب کی
خصوصیات اور اعتدال کی تعلیم وتلقین اختصار اور جامعیت کے ساتھ ذکر کیے ہیں۔ کتاب
کے مقدمہ میں قرآن مجید کی وہ آیات مع ترجمہ وتفسیر ذکر کیے ہیں جن میں نماز کا بیان کسی بھی انداز

سے آیا ہے۔ اس کے بعد فقہی ترتیب سے طہارت اور نماز کے ایک ایک مسئلہ قدرے تفصیل سے ذکر ہے۔ تمام مسائل امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مسلک کے مطابق ان دلائل کے ساتھ ذکر کیے ہیں، جو قرآن مجید و احادیث صحیحہ اور فقہی اقوال سے مؤید ہوں۔ زیر نظر کتاب میں طہارت، اذان، اوقات نماز، فرائض نماز، سنن، مستحبات، مکروہات اور مفسدات کا پورا بیان درج ہے۔

جمعہ و عیدین، نماز جنازہ اور نوافل وغیرہ کے تمام مباحث اور اس کے ساتھ ساتھ اذکار و دعوات اور خطبات کا ایک بہترین مجموعہ ہے۔

بہرحال زیر تبصرہ کتاب نماز مسنون ایک مفید کتاب ہے۔ اللہ پاک مولانا صاحب کو اجر جزیل عطا فرمائیں۔ اور مصنف علامہ صاحب کی زیر تبصرہ کتاب نیز دیگر تصانیف کی مقبولیت میں مزید ترقی عطا فرما دیں۔

الدین النصیحۃ کی بناء پر تمام قارئین سے التماس ہے کہ اس کتاب کو حاصل کر کے سفر و حضر میں پاس رکھ کر ان کی بیش بہا احکام و مسائل سے فائدہ حاصل کریں۔

محمد گوہر شاہ

تبصرہ:- حضرت مولانا محمد اشرف علی قریشی۔

مدیر ماہنامہ صدائے اسلام پشاور محرم ۱۴۰۸ھ ستمبر ۱۹۸۷ء

پیش نظر کتاب "نماز مسنون کلاں" حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی صاحب دامت برکاتہم کی تصنیف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے حق ادا کر دیا ہے۔ اس موضوع پر ایک جامع کتاب ہے۔ جو کہ انسان کو بہت سی کتابوں کی ورق گردانی سے بے نیاز کر دیتی ہے یہ کتاب عامۃ المسلمین کے ساتھ ساتھ اہل علم حضرات کے لیے انتہائی نافع ہے۔

مساجد میں اس کا رکھنا بہت ہی سودمند ہے۔ تاکہ عامۃ المسلمین اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکیں۔ اس کتاب میں تمام ضروری مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے ابواب میں قرآن پاک کی اکثر سورتیں، کتاب الطہارات، فضائل وضوء، مکروہات وضو، استنجاء، غسل کے احکام، تیمم، کتاب الصلوٰۃ، اذان، شرائط نماز، ارکان صلوٰۃ، واجبات نماز، سنن صلوٰۃ، مفسدات صلوٰۃ، مکروہات نماز، سجدہ سہو، ادراک فریضہ، صلوٰۃ الوتر، صلوٰۃ السفر، صلوٰۃ التسبیح، صلوٰۃ التراویح، صلوٰۃ الجمعہ، صلوٰۃ العیدین، عید الاضحیٰ، صلوٰۃ المسافر، صلوٰۃ الخوف، صلوٰۃ الطالب

والمطلوب، صلوٰۃ المریض، صلوٰۃ الجنازہ وغیرہ، خطبات کتاب الاذکار والدعوات، مشائخ کرام چشتیہ کے معمولات وعمومی اوراد، اور اس قسم کے بہت سے دیگر عنوانات سے یہ کتاب مزین ہے۔
نماز مسنون کا مطالعہ ہر زن ومرد کے لیے مفید ہے۔ اور اس کتاب کو ہر ایک گھر کی لائبریری کی زینت بننا چاہیئے۔

تبصرہ: حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ، ماہنامہ الخیر ملتان
صفر ۱۴۱۴ھ اگست ۱۹۹۳ء

نماز کے موضوع پر حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی مدظلہ کی تالیف "نماز مسنون کلاں" ہے جس میں انہوں نے نماز کے ضروری مسائل، دلائل سمیت ذکر کر دیئے ہیں۔ دلائل کتاب اللہ، احادیث صحیحہ وسنت ثابتہ اور صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور ائمہ دینؒ کے تعامل کے حوالوں سے ہے۔
مناظرانہ انداز کی بجائے کتاب وسنت کی ترجمانی اور امام اعظم ابوحنیفہؒ اور احناف کے طریق کی ترجیح پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ مصنف علام نے اس حقیقت کو ملحوظ رکھا ہے کہ ائمہ کرامؒ کے فروعی وفقہی اختلافات، علمی اور استنباطی اختلافات ہیں انہیں مناظروں ومناقشوں کا موضوع بنانا غلو اور تنگ نظری ہے۔
بلاشبہ حنفی مسلک کے پیروکاروں کو اپنے مسلک اور شرح صدر کے لیے "نماز مسنون" ایک کافی وشافی تالیف ہے۔ ۸۲۷ صفحات پر مشتمل اس تالیف میں نماز کے متعلقات ضروری تفصیل کے ساتھ آ گئے ہیں۔ ہماری رائے میں نہ صرف حنفی مسلک کے ہر امام وخطیب کے لیے خصوصاً اور عوام کے لیے عموماً اس کا مطالعہ نافع ہے بلکہ مسلک اہل حدیث کے غیر متعصب حضرات کے لیے بھی اس کا مطالعہ ان شاء اللہ بصیرت افروز وچشم کشا ہوگا۔ کاغذ کتابت، طباعت عمدہ، خوبصورت ڈائی دار جلد قیمت -/۱۶۰ روپے۔ ہمارے پیش نظر نماز مسنون کلاں کا پانچواں ایڈیشن ہے جو اس کی غیر معمولی مقبولیت وافادیت کی بین دلیل ہے اس ایڈیشن میں کتابت کی ان اغلاط کی تصحیح بھی کر دی گئی ہے جو سابقہ ایڈیشنوں میں رہ گئی تھی

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِہٖ وَ رَسُوْلِہٖ اَکْرَمِ الْاَکْرَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُعَظَّمِیْنَ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَتْبَاعِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۳۱) (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے میرے ان بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہ وہ نماز قائم کریں۔

تمہید احقر نے آج سے تقریباً بیس سال قبل بچے بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے نماز پر ایک چھوٹا سا کتابچہ ترتیب دیا تھا۔ بنام "نماز مسنون" اس کتابچہ کے اب تک سات ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ اس کتابچہ سے بچوں کی تعلیم میں بہت فائدہ ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کتابچہ کو اپنے فضل و کرم سے بہت مقبولیت عطا فرمائی۔ بچوں کے علاوہ اس کتابچہ سے بڑے حضرات نے بھی بہت فائدہ اٹھایا۔ اس کے ساتویں ایڈیشن کی کتابت دوبارہ کرائی گئی تھی۔ اور اس کتابچہ میں کچھ اضافات بھی کئے گئے۔ ایک بات یہ بھی تھی کہ مسائل مندرجہ کے متعلق حوالجات درج کر دیئے گئے۔ اور احادیث کا سلسلہ بھی چالیس تک پورا کر دیا گیا۔ اور بعض اذکار ضروریہ کا بھی اضافہ کیا گیا۔ اور ساتھ ہی خطباء حضرات کی سہولت و ضرورت کے پیش نظر جمعہ، عیدین اور نکاح کے خطبات بھی اسمیں شامل کر لیے گیے۔

جب یہ کتابچہ لکھا گیا تھا اس وقت سے احقر کے ذہن میں یہ بات گردش کرتی تھی کہ نماز مسنون پر ایک درمیانے درجہ کی کوئی مستند کتاب بھی ہونی چاہیئے۔ جس میں نماز مسنون کے اکثر مسائل ضروریہ بمع دلائل کے درج ہوں۔

لیکن ایسا موقع نہ مل سکا کہ اس کی طرف توجہ مبذول کیجائے۔ اب قریب زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے اس کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کتاب میں حتی الامکان دلائل کتاب اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ اور سنت ثابتہ سے اور صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ اور ائمہ دینؒ کے تعامل سے مذکور ہوں گے اور صرف مثبت پہلو ہی درج ہو گا۔ مناظرانہ باتیں اور مسلکی مناقشات کا ذکر کم ہو گا، اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے احقر نے کچھ تھوڑا سا مواد کتاب ہذا (نماز مسنون کلاں) میں جمع کر دیا ہے۔ ترتیب عام کتب احادیث اور کتب فقہ کے مطابق ہے۔ دلائل کا ذکر قرآن کریم کے علاوہ اکثر صحیح احادیث اور فقہ کی معتبر کتب سے مانوس طریق پر کیا گیا ہے۔

اصل مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضاء و خوشنودی ہے۔ اور پھر جملہ افراد ملت کی بہتری۔ اور بالخصوص حضرت امام ابوحنیفہؒ کے پیروکار اور احناف کرام کے طریق کی ترجیح بھی کسی قدر نمایاں ہو گی۔

اصل بات یہ ہے کہ نماز جیسی اہم ترین عبادت پر تمام امت متفق ہے۔ لیکن نماز کی کیفیت ادا بعض افعال و صفات کچھ سنن و آداب اور مستحبات نماز کے بارہ میں صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور ائمہ دین کا باہم اختلاف پایا جاتا ہے۔ اصل پر متفق ہوتے ہوئے ہر ایک کو اپنے طریق کی افضیلت و اولویت کے اظہار و ترجیح کا پورا حق حاصل ہے۔ اس بارہ میں اگر انصاف سے کام لیا جائے، تو احناف کرام کا طریق صلوٰۃ دوسروں کی تغلیط کے بغیر سب سے افضل و اولیٰ نظر آئے گا۔

چنانچہ حضرت مولانا نواب صدیق حسن خاں بھوپالیؒ باوجود غیر مقلد اور فرقہ اہل حدیث کے مقتدا ہونے کے حنفی طریق پر نماز پڑھتے تھے۔ چنانچہ صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں۔

٭ اَنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ عَلٰی طَرِیْقَۃِ الْاَحْنَافِ فَلَا یَرْفَعُ الْاَیْدِیْ فِی الْمَوَاضِعِ غَیْرَ تَکْبِیْرِ التَّحْرِیْمَۃِ وَلَا یَجْھَرُ بِاٰمِیْنَ بَعْدَ الْفَاتِحَۃِ وَلَا یَضَعُ یَدَہٗ عَلٰی صَدْرِہٖ وَاِنْ کَانَ یُوْتِرُ بِوَاحِدَۃٍ وَیُصَلِّیْ ثَمَانَ رَکْعَاتٍ فِی التَّرَاوِیْحِ ' (نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۱۹۱)	وہ نواب صدیق حسن خانؒ احناف کے طریقہ پر نماز پڑھتے تھے۔ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرتے تھے اور نہ فاتحہ کے بعد آمین بالجہر کرتے تھے۔ اور نہ ہاتھ سینہ پر رکھتے تھے۔ اگرچہ وہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے اور آٹھ رکعات تراویح۔

نیز حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب "فیوض الحرمین" میں تحریر فرماتے ہیں۔

إِنَّ فِي الْمَذْهَبِ الْحَنَفِيِّ طَرِيقَةً أَنِيقَةً هِيَ أَوْفَقُ بِالسُّنَّةِ الْمَعْرُوفَةِ الَّتِي جُمِعَتْ وَنُقِّحَتْ فِي زَمَانِ الْبُخَارِيِّ وَأَصْحَابِهِ
(فیوض الحرمین ص۳۶)

بے شک مذہب حنفی میں ایک ایسا عمدہ طریقہ ہے جو سنت معروفہ کے ساتھ سب سے زیادہ موافقت رکھتا ہے۔ وہ سنت جس کو امام بخاریؒ اور ان کے زمانہ کے دیگر محدثین کے دور میں جمع اور منقح کیا گیا ہے۔

نماز کے موضوع پر ابتدائی قرون سے لے کر اب تک سینکڑوں سے متجاوز کتب، رسالے، چھوٹے کتابچے اور عظیم وضخیم کتابیں تصنیف کی گئی ہیں۔

احادیث کی تمام کتب اور فقہ کی تمام کتابوں اور فتاویٰ میں نماز کے جملہ مسائل مندرج ہیں۔ ان کے علاوہ مستقل طور پر صرف نماز کے موضوع پر ہر دور اور ہر زمانہ میں بہت کام ہوتا رہا ہے۔ متقدمین میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا رسالہ کتاب الصلوٰۃ مختصر اور اہم ترین کتابچہ ہے۔ ہر دور میں مختلف زبانو میں نماز کے متعلق کتب ورسائل کی اشاعت ہوتی رہی ہے۔ پریس کے ظہور کے دور میں تو یہ کام بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ امام ابن ہمامؒ کا سفری رسالہ جو انہوں نے سفر کی حالت میں لکھا تھا۔ وہ بھی خوب ہے۔ اس کا نام زاد الفقیر رکھا ہے۔

عہد وسطیٰ کے فقہائے کرام میں سے جس نے کتاب منیۃ المصلی لکھی ہے۔ بڑی اہم کتاب ہے۔ اور پھر اس کی شرح غنیۃ المتملی (کبیری) جو محدث فقیہ شیخ ابراہیم حلبیؒ کی تصنیف ہے بے حد اہم کتاب ہے۔ جس میں مسائل کے ساتھ تمام صحاح ستہ سے دلائل۔ احادیث صحیحہ، حسنہ پیش کیے ہیں۔ اور تقریباً یہی انداز امام ابن ہمامؒ نے "فتح القدیر شرح ہدایہ" میں اختیار کیا ہے۔

اور حضرت مولانا ملا علی قاریؒ نے "شرح نقایہ" میں محدثانہ طریق پر دلائل کا ذکر اور احادیث کی جرح وتعدیل کی ہے۔ متاخرین فقہاء ومحدثین میں طریق استدلال اور توضیح وبیان کے اعت سے بہت عمدہ بے مثال کتاب ہے۔

فارسی زبان میں مفتاح الصلوٰۃ مولانا فتح محمد صاحب برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ کی بہت اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ کا رسالہ "فوائد نماز" فارسی زبان میں نماز کے حقائق کے بیان میں بہت مختصر اور بے مثال ہے۔

خلاصہ کیدانی عربی بھی مختصر رسائل میں درسیات میں شامل ہے۔ جس میں نماز کے بارہ میں ک

مسائل مذکور ہیں، اردو زبان میں بے شمار کتابیں اس موضوع پر شائع ہوئیں ہیں۔ چنانچہ بہشتی زیور کے نماز کے اجزار از حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی بہت مفید اور اہم ہیں۔ حضرت مولانا ابوالخیر اسدی صاحب کی مدنی نماز اور حضرت حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کی فلسفہ نماز اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی تعلیم الاسلام۔ اور مولانا شیخ الحدیث محمد زکریا کی فضائل نماز اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب کی حنفی نماز اور مولوی اکرام الحق صاحب راولپنڈی کی نماز کی کتاب اور اس سلسلہ میں اردو زبان میں سب سے زیادہ مفصل اور طویل کتابوں میں سے حضرت الاستاذ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقی فرنگی محلی کی کتاب علم الفقہ بہت مفید اور مفصل کتاب ہے۔

اور حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری تلمیذ حضرت مولانا شیخ الہند کی کتاب عماد الدین بڑی اہم کتاب ہے۔ اسی طرح مولانا سید زوار حسین کی کتاب عمدۃ الفقہ کا حصہ دوم کتاب الصلوٰۃ بھی اہم۔ مفید مشرح کتاب ہے۔ اگرچہ ان میں اکثر کتابوں میں دلائل کی وضاحت عموماً فقہ کی کتب سے کی گئی ہے۔

کتاب ہذا میں ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں گے کہ دلائل کا زیادہ تر حصہ مستند احادیث سے اخذ کیا گیا ہے۔ اور اس کے علاوہ فقہائے کرام کے قوی دلائل اور سلف کے تعامل سے لیا گیا ہے۔

فقہائے کرام نے دلائل کے احادیث سے استدلال کی طرف کم توجہ کی ہے، کیونکہ ان کے نزدیک عوام کے لیے تسہیل و تیسیر ہمیشہ پیش نظر رہی ہے۔ اس لیے کہ مسائل کے حدیثی استدلال میں بڑی بحث و تمحیص اور ردّ و قدح ہوتی ہے۔ پھر سند پر کلام اور اس کی تنقیح یہ عوام کے بس کا روگ ہی نہیں۔ عوام کو تو اصل مسائل ہی معلوم ہونے ضروری ہیں۔ تاکہ وہ ان پر عمل کر سکیں۔

لیکن جدید دور میں پریس کی توسیع و ظہور نے اکثر لوگوں کو کسی قدر تردد میں ڈال دیا ہے۔ کتابوں کی کثرت اور شروح احادیث کی گوناگوں زیادتی نے احادیث کی طرف رجحان زیادہ کر دیا ہے۔

اور پھر ناقص العلم اور متعصب لوگ ایسے ہیں کہ وہ جب کوئی کتاب لکھتے ہیں تو عوام کو یہ باور کراتے ہیں کہ "ہمارا مسلک" ہی حق ہے۔ اور دیگر مسالک سب غلط۔ خلاف سنت، صرف قیاسی انسانی اجتہاد اور محض قیاس پر مبنی ہیں۔ جس سے عوام مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں۔ حالانکہ فروعی

مسالک اپنے فروعات میں حق پر ہیں اور شریعت حقہ میں ایسے تمام مسالک کے لیے اپنے طریق کار کی ترجیح وتائید کے لیے اصول وضوابط دلائل و براہین اور صریح قرائن موجود ہیں۔ سب کو برحق مانتے ہوئے اپنے مسلک کو قوی دلائل اور واضح قرائن سے راجح قرار دینے کا پورا حق حاصل ہے۔ لیکن تشدد تعصب تعمق وجنبہ داری کی قطعاً گنجائش نہیں اکثر فرق مبتدعہ اسی تعصب کا شکار ہوتے ہیں۔ اور اپنے سوا کسی کو تسلیم نہیں کرتے۔

خدا کی پناہ۔ بعض تو معمولی اور ادنی درجہ کے استحبابی مسائل میں بھی اس قدر غلو کرتے ہیں کہ ان کو فرض۔ واجب سے کم نہیں سمجھتے۔ اور اس کے خلاف سنت اور مستحب امور پر عمل کرنے والوں کو گمراہ اور صراط مستقیم سے ہٹا ہوا خیال کرتے ہیں۔ جزوی مسائل میں اس قدر زیادہ زور دینا کہ باقی تمام راستے مسدود نظر آئیں۔ تنگ نظری اور ستم ظریفی کی انتہا ہے۔ مذاہب اربعہ متبوعہ اور اہل ظاہر کے اختلافات اور بعض دیگر ائمہ کرام کے فقہی اور فروعی اختلافات یا تشریحی اور توضیحی اختلافات خواہ کتنے بھی زیادہ کیوں نہ ہوں آخر یہ علمی اور استنباطی اختلافات ہیں۔ اور یہ سب اہل حق ہیں۔ اور بعض جزوی اعمال واذکار کی وجہ سے انہیں حق سے خارج نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو حق کے سمجھنے اور اس کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔

ان تمام امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کتاب کی ترتیب کی ضرورت لاحق ہوئی۔ اس میں تمام مسائل کا استیعاب نہیں کیا گیا بلکہ اہم مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر استیعاب مد نظر ہوتا تو اس کتاب کا حجم اس سے سہ چند ہو جاتا اور حالات اس کے متحمل نہیں۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے۔ کہ اس میں اکثر ضروری مسائل مع دلائل کے علاوہ عوام وخواص کی اہم اور بنیادی ضرورت یعنی اذکار اور دعوات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ نماز کے اذکار اور بعد از نماز کی دعائیں اور اذکار کے علاوہ عام لیل ونہار میں ضروری ادعیہ واذکار بھی ایک خاص ترتیب سے اس کتاب میں ملیں گے۔ اور ہر شخص ان کو معمول بنا سکتا ہے۔

کتاب کی ابتدا میں ناظرین کرام ایک فصل میں تذکار صلوٰۃ فی القرآن پڑھیں گے۔ وہ تمام آیات جن میں صراحتہً نماز کا ذکر ہے۔ وہ سب یکجا کر دی گئی ہیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ قرآن کریم میں نماز کا کہ کس کس مقام پر ہے۔ تمام آیات کا ترجمہ زیادہ سہل زبان میں لکھا گیا ہے۔ اس ترجمہ میں زیادہ

ترکشف الرحمٰن کو مقدم رکھا گیا ہے۔ دیگر مقامات پر آیات کریمہ کا ترجمہ اور نیز احادیث کے تراجم بھی احقر نے اپنے فہم ناقص کے مطابق لکھے ہیں۔ لیکن قرآنی آیات کے تراجم میں زیادہ اعتماد و انحصار حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ۔ اور حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ اور حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ اور مولانا شیخ الہند محمود حسن دیوبندیؒ کا زیادہ لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور مولانا فتح محمد صاحبؒ کا ترجمہ بھی ہے جس سے استفادہ کیا گیا ہے اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا ترجمہ قرآن اور فوائد تفسیریہ، یہ تراجم ہمارے اس دور میں سب سے زیادہ نافع اور قابل اعتماد ہیں۔

مسائل اور دلائل ان کے فہم و اخذ میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص واضح طور پر نشاندہی کریگا تو اس کی اصلاح کی جائے گی۔ لیکن مسلکی تعصب اور مشاغبیت (شورشر) کے طور پر اور مناظرہ بازی کے طریق پر جو شخص بات کرے گا۔ اس کی بات کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی۔

واللہ اعلم

وھو الموفق والمعین

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

احقر عبدالحمید سواتی

۱۴۰۴ھ

۱۹۸۴ء

اشاعتِ کتاب

(طبع سیزدہم)

نماز مسنون کلاں کی اشاعت کی سعادت مجموعی طور پر ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرت العلوم کے حصہ میں آرہی ہے، لیکن ناسپاس گذاری ہوگی، اگر مندرجہ ذیل دو صاحبوں کا خصوصی شکریہ نہ ادا کیا جائے

ایک حاجی محمد اسلم صاحب کپڑے والے ہیں، جنہوں نے اس کتاب کی کتابت کے مصارف کا ذمہ اٹھایا، اور ضخیم کتاب کی کتابت مکمل ہوئی، اللہ تعالیٰ حاجی صاحب موصوف کی اس عظیم خدمت و قربانی کو قبول فرمائے، اور ان کے لیے زادِ آخرت بنائے۔ (حاجی صاحب موصوف اب وفات پاچکے ہیں)

دوسرے صاحب مولوی محمد اشرف صاحب فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم ہیں، جنہوں نے اس کتاب کے سلسلہ میں بہت محنت و کاوش کی ہے۔ اور کافی مشقت برداشت کی ہے، اصل کتاب کے مسودہ کو کتابت کے قابل بنانا، کیونکہ احقر کا خط ایسا نہیں کہ کاتب صاحبان آسانی سے لکھ سکیں، اور اس کے علاوہ کتاب کے حوالہ جات کی درستگی، اور مسودہ میں درج حوالوں کو اصل کتابوں کے ساتھ ملانا، اور بار بار کی ورق گردانی کی زحمت اٹھانا، یہ ایک عظیم محنت تھی، جس کو احقر انجام نہ دے سکتا، اگر مولوی محمد اشرف صاحب اس کی ذمہ داری قبول نہ کرتے۔

اس طرح انہوں نے میرے کام میں سہولت پیدا کی، اور بعض مقامات پر مسودہ میں تقدیم و تاخیر اور ترتیب وغیرہ کے سلسلہ میں مفید مشورے بھی دیے، اور اس کے علاوہ پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں بھی مولوی صاحب موصوف کی محنت قابل داد ہے۔

الغرض کہ اس کتاب کے سلسلہ میں اگر ان کا تعاون نہ ہوتا تو شاید کہ اس کی اشاعت نہ ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کے علم و عمل اور اخلاص میں برکت عطا فرمائے، اور اس محنت و کاوش کو ان کے لیے موجب اجر جزیل بنائے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

احقر

عبدالحمید سواتی مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ، فروری ۲۰۰۳ء۔

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قرآن کریم میں توحید، معاد رسالت کے ذکر کے بعد جس قدر تذکرہ نماز کا ہے۔ کسی دوسری عبادت کا نہیں۔ اجمالی طور پر اور عبادت واطاعت کے ضمن میں تو سینکڑوں دفعہ سے بھی زیادہ ذکر ہوگا۔ لیکن صراحۃً تقریباً ایک سو نو ۱۰۹ مرتبہ قرآن مجید میں نماز کا ذکر ہے۔ اس میں نماز کی فرضیت اہمیت اور حکمت کے علاوہ نماز کے احکام ومسائل اس کے شرائط مبادی ارکان اور مستحبات تک کا بھی تذکرہ موجود ہے، اس کا اجر وثواب دنیاوی اور اخروی فوائد بھی مذکور ہیں۔ عقیدہ اور فکر کی اصلاح کے بعد تمام عبادات میں سے اہم ترین عبادت نماز ہے۔ اس کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات واضح طور پر موجود ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّا طُھُوْرَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا صَلٰوۃَ لَہٗ اِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلٰوۃِ مِنَ الدِّیْنِ کَمَوْضِعِ الرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ

(الترغیب والترہیب للمنذری ج ۱ ص ۱۴۳ بحوالہ طبرانی)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں امانت نہیں اسمیں ایمان نہیں اور جس کی طہارت نہیں اس کی نماز نہیں اور جس کے لیے نماز نہیں اس کے لیے دین نہیں نماز کا مقام دین میں ایسا ہے جیسا سر کا مقام جسم میں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

حضرت ابوہریرۃ رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لِمَنْ حَوْلَہٗ مِنْ اُمَّتِہٖ اُکْفُلُوْا لِیْ بِسِتٍّ اَکْفُلْ لَکُمْ بِالْجَنَّۃِ قَالُوْا وَمَا ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الصَّلٰوۃُ وَالزَّکٰوۃُ وَالْاَمَانَۃُ وَالْفَرْجُ وَالْبَطْنُ وَاللِّسَانُ

(الترغیب والترہیب ص۱۴۳ ج۱ بحوالہ الطبرانی)

نے اپنے اردگرد اپنی امت کے لوگوں سے فرمایا تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضور وہ کون سی چیزیں ہیں؟ آپ نے فرمایا نماز، زکوٰۃ۔ امانت، شرمگاہ کی حفاظت، پیٹ کی حفاظت اور زبان کی حفاظت۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم لَا سَھْمَ فِی الْاِسْلَامِ لِمَنْ لَّا صَلٰوۃَ لَہٗ

(الترغیب والترہیب ص۱۹۵ ج۱ بحوالہ مسند بزار)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا حصہ نہیں ہے اسلام میں جس کی نماز نہیں۔

عَنْ فَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلصَّلٰوۃُ مَثْنٰی مَثْنٰی تَشَھُّدٌ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ وَتَخَشُّعٌ (اَیْ بِالْبَاطِنِ اَنْ لَّا یَتَطَرَّقَ اِلَی الْقَلْبِ الْوَسَاوِسُ وَالْخَوَاطِرُ) وَتَضَرُّعٌ (اَمَّا فِی الظَّاھِرِ بِاِکْثَارِ الدُّعَاءِ وَالسُّؤَالِ) وَتَمَسْکُنٌ (بِاِظْھَارِ الذِّلَّۃِ وَالْاِفْتِقَارِ لَہٗ وَالْاِسْقَاطِ عَنْ دَرَجَۃِ الْاِسْتِحْقَاقِ) ثُمَّ تُقْنِعُ (تَرْفَعُ) یَدَیْکَ (ترمذی ص۸۳)

فضل بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز دو دو رکعت ہے۔ پھر دو رکعت کے بعد تشہد ہے اور اپنے باطن اور قلب سے عاجزی کرنا اور گڑگڑانا ہے اور اپنی شکست کا اظہار ہے اور پھر ہاتھ اٹھانا ہے۔

عُثْمَانُؓ مَرْفُوْعًا اِنَّ الصَّلَوَاتِ تُذْھِبُ الذُّنُوْبَ کَمَا تُذْھِبُ الْمَآءُ الدَّرَنَ

(مسند احمد ص۷۲ ج۱)

حضرت عثمانؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز گناہوں کو اس طرح لے جاتی ہے جس طرح پانی میل کچیل کو صاف کر دیتا ہے۔

ابن مسعودؓ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِھَا قُلْتُ ثُمَّ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا

اَیٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔
(بخاری ص۶۶ ج۱، مسلم ص۶۲ ج۱)

کہ نماز جس کو وقت پر ادا کیا جائے۔ عرض کیا پھر کونسا عمل۔ فرمایا ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ عرض کیا پھر کونسا عمل فرمایا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

اَبُوْنُعَیْمٍ عَنْ فَضْلِ بْنِ دُکَیْنٍ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ۔ (مظہری ص۳۰ ج۴، کنز العمال ص۲۰۳ ج۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز دین کا ستون ہے۔

اِبْنِ عَسَاکِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ وَقَالَ اَلصَّلٰوۃُ نُوْرُ الْمُؤْمِنِ (مظہری ص۳۰۵ ج۴، ابن ماجہ ص۱۲ عن انسؓ)
(کنز العمال ص۲۰۵ ج۴)

فرمایا کہ نماز مومن کا نور ہے۔

عَنْ عَلِیٍّؓ وَقَالَ اَلصَّلٰوۃُ قُرْبَانُ کُلِّ تَقِیٍّ
(مظہری ص۳۰۵ ج۴، کنز العمال ص۲۰۶ ج۴)

کہ نماز ہر متقی کے لیے تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے۔

اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّؓ مَرْفُوْعًا وَالصَّلٰوۃُ نُوْرٌ۔ (مسلم ص۱۱۸ ج۱)

حضرت ابومالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز نور ہے۔

ثَوْبَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَقِیْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَیْرَ اَعْمَالِکُمُ الصَّلٰوۃُ وَلَا یُحَافِظُ عَلَی الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ۔ (موطا امام مالک ص۲۳
مسند احمد ص۲۷۶ ج۵، دارمی ص۱۳۳ ج۱، ابن ماجہ ص۲۴)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو استقامت پر رہو۔ اور تم ایسی حالت پوری طرح شمار نہیں کر سکتے (تمہاری طاقت میں نہیں) اور جان لو تمہارے بہترین اعمال میں نماز ہے اور وضوء کی حفاظت نہیں کر سکتا مگر مومن۔

اَبِیْ هُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَءَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ مِنْهُ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا هَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالَ

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بتلاؤ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو۔ اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرے کیا اس کے بدن کا میل کچیل رہ سکتا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا پس یہی مثال

فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا۔ (بخاری ص۷۶ ج۱، مسلم ص۲۳۵ ج۱)

پانچ نمازوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ خطاؤں اور گناہوں کو مٹاتا ہے۔

وَفِي حَدِيثِ مُعَاذٍ مَرْفُوعًا رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلٰوةُ وَذُرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ (مسند احمد ص۲۳۱ ج۵، ترمذی ص۲۷۶ ج۲)

حضرت معاذؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاملہ کی بنیاد اسلام ہے۔ اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔

اَبِي ذَرٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَاَخَذَ غُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّي الصَّلٰوةَ يُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا تَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ (مسند احمد ص۱۷۹ ج۵)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موسم سرما میں باہر نکلے جب کہ درختوں کے پتے گر رہے تھے۔ آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں ہاتھ سے پکڑیں تو پتے گرنے لگے۔ فرمایا کہ ابوذر! عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا بیشک جب عبد مسلم نماز پڑھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتا ہے۔ تو اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے گرتے ہیں

مُعَاذٍ اَوْصَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلٰوةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَاِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ (مسند احمد ص۲۳۸ ج۵)

حضرت معاذؓ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی۔ کہ فرض نماز قصداً ترک نہ کرنا۔ کیونکہ جس نے قصداً فرض نماز ترک کی اللہ تعالیٰ کا ذمہ (حفاظت) اس سے بری ہوگیا۔

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُورًا وَلَا بُرْهَانًا وَلَا نَجَاةً

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا ذکر کیا اور فرمایا کہ جس نے نماز کی حفاظت کی تو اس کے لیے یہ قیامت کے دن نور اور برہان (دلیل) اور نجات ہوگی۔ اور جس نے اس کی حفاظت نہ کی تو نہ یہ اس کے لیے نور اور برہان ہوگی اور نہ نجات کا باعث ہوگی

وَكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ۔ (مسند احمد ص۱۶۹ ج۲ کنز العمال ص۲۲۹)

اور ایسا آدمی قارون، فرعون، ہامان، ابی بن خلف (جیسے نافرمانوں) کے ساتھ ہوگا۔

اَبِی الدَّرْدَاءِؓ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ۔

(زجاجۃ المصابیح ص۱۴۳ ج۱ بحوالہ ابن ماجہ)

حضرت ابو دردا‏ؓ کہتے ہیں کہ مجھے میرے پیارے دوست (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے وصیت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنانا چاہے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا تجھے آگ میں جلا دیا جائے۔ اور فرض نماز کو بھی قصداً نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے فرض نماز کو قصداً چھوڑ دیا۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ (حفاظت) اٹھ گئی۔ اور شراب بھی نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کا دروازہ کھولنے والی چیز ہے

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اِنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِیْ الصَّلٰوةُ مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ۔

(موطا امام مالک ص۵)

حضرت عمرؓ نے اپنی حکومت کے افسروں کی طرف یہ مکتوب (سرکلر) لکھا۔ کہ تمہارے کاموں میں میرے نزدیک سب سے اہم کام نماز ہے جس نے اس کی حفاظت کی اور اس کی نگرانی کی تو اس نے اپنے سارے دین کو محفوظ کر لیا۔ اور جس نے اس کو ضائع کر دیا تو وہ باقی باتوں کو بہت زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔

قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ. اَلصَّلٰوةُ خَيْرُ مَوْضُوْعٍ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّسْتَكْثِرَ فَلْيَسْتَكْثِرْ۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط۔ فتح الملہم ص۲۴۳ ج۱، کنز العمال ص۲ ج۴ عن ابی ہریرہؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ نماز ایک بہترین مقرر کیا ہوا عمل ہے۔ پس جو شخص طاقت رکھتا ہے کہ اس میں سے زیادہ حصہ لے تو اس کو چاہیئے کہ وہ زیادہ حصہ لے (زیادہ نماز ادا کرے)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ جِبْرَائِيْلَ عليه السلام قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا

حَبَّبَ اِلَیْکَ الصَّلٰوۃَ فَخُذْ مِنْھَا مَا شِئْتَ (مسند احمد ص۲۵۵ ج۱)

کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے نماز کو ایک محبوب عمل بنایا ہے۔ پس آپ اس میں سے جتنا حصہ چاہیں لیں

نماز تقرب الی اللہ کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ (مسلم ص۱۹۱ ج۱، ابوداؤد ص۱۲۷ ج۱، نسائی ص۱۲۰ ج۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جس حالت میں اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے وہ سجدہ کی حالت ہوتی ہے

نماز کو صحیح طریق پر ادا کرنا اور خامیوں سے بچنا بھی از حد ضروری ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَرْفُوْعًا۔ مَا مِنْ مُصَلٍّ اِلَّا وَمَلَکٌ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَمَلَکٌ عَنْ یَسَارِہٖ فَاِنْ اَتَمَّھَا عَرَجَا بِھَا وَاِنْ لَّمْ یُتِمَّھَا ضَرَبَا بِھَا وَجْھَہٗ۔

(الترغیب والترہیب ص۱۸۳ ج۱ بحوالہ اصبہانی)

حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے۔ اسکے دائیں طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے اور ایک بائیں طرف، اگر اس شخص نے نماز کو پوری طرح مکمل شکل میں ادا کیا تو یہ دونوں فرشتے اس نماز کو لے کر اوپر (بارگاہ الٰہی میں) لیجاتے ہیں اور اگر اس نے اس کو پوری طرح ادا نہ کیا تو وہ نماز اس کے چہرے پر پھینک دی جاتی ہے۔

اَنَسٌؓ مَرْفُوْعًا۔ مَنْ صَلَّی الصَّلَوَاتِ لِوَقْتِھَا وَاَسْبَغَ لَھَا وُضُوْءَھَا وَاَتَمَّ لَھَا قِیَامَھَا وَخُشُوْعَھَا وَرُکُوْعَھَا وَسُجُوْدَھَا خَرَجَتْ وَھِیَ بَیْضَاءُ مُسْفِرَۃٌ تَقُوْلُ حَفِظَکَ اللّٰہُ کَمَا حَفِظْتَنِیْ وَمَنْ صَلَّاھَا لِغَیْرِ وَقْتِھَا وَلَمْ یُسْبِغْ لَھَا وُضُوْءَھَا وَلَمْ یُتِمَّ لَھَا خُشُوْعَھَا وَلَا رُکُوْعَھَا وَلَا سُجُوْدَھَا خَرَجَتْ وَھِیَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَۃٌ تَقُوْلُ ضَیَّعَکَ اللّٰہُ کَمَا ضَیَّعْتَنِیْ حَتّٰی اِذَا کَانَتْ حَیْثُ شَاءَ اللّٰہُ

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے نمازیں ان کے وقت پر پڑھیں اور وضو بھی کامل بنایا اور نماز کا قیام، خشوع (عاجزی) رکوع، اور سجدہ پوری طرح ادا کیا تو وہ نماز وہاں سے نکلتی ہے۔ سفید روشن ہوتی ہے اور وہ کہتی ہے "اے نمازی اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے جسطرح تو نے میری حفاظت کی ہے" اور اگر اس نے نماز کا خشوع، رکوع، سجدہ مکمل نہ کیا تو وہ وہاں سے نکلتی ہے سیاہ تاریک ہوتی ہے اور کہتی ہے۔ اللہ تعالے تجھے ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے

لُفَّتْ كَمَا يُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلِقُ ثُمَّ ضُرِبَ بِهَا وَجْهُهٗ۔ (الترغیب والترہیب ص۱۴۹ بحوالہ الطبرانی)

پھر وہ وہاں ہوتی ہے جہاں اللہ تعالےٰ چاہے۔ پھر اسکو اس طرح لپیٹ دیا جاتا ہے جس طرح پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہے اور اس نمازی کے منہ پر پھینک دیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں امام سے رکوع و سجود میں سبقت کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا۔

لَا صَلَّيْتَ وَحْدَكَ وَلَا صَلَّيْتَ مَعَ اِمَامِكَ (کتاب الصلوٰۃ للامام احمدؒ ص۲)

کہ تم نے نہ تو اکیلے نماز پڑھی ہے اور نہ اپنے امام کے ساتھ پڑھی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ

يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُصَلُّوْنَ وَلَا يُصَلُّوْنَ۔ (کتاب الصلوٰۃ ص۲)

لوگوں پر ایسا زمانہ آجائے گا۔ کہ گو بظاہر نماز پڑھیں گے۔ لیکن حقیقت میں وہ نماز نہ پڑھنے والے ہوں گے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ نَافِلَةً حَتّٰى يُؤَدِّيَ الْفَرِيْضَةَ (کتاب الصلوٰۃ ص۱۲)

اللہ تعالےٰ نفل نماز یا عبادت کو قبول نہیں کرتا جب تک فرض نہ ادا کیے جائیں (فرض کا اہتمام ضروری ہے نفل عبادت سے)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ بندہ جب تک نماز میں ہوتا ہے اس کو تین باتیں حاصل ہوتی ہیں۔

(۱) آسمان کی بلندیوں سے لیکر اس کے سر کی چوٹی تک نیکی بکھرتی رہتی ہے۔

(۲) ملائکہ آسمان سے لے کر اس نمازی کے قدموں تک اس کو گھیرتے ہیں۔

(۳) ایک منادی کرنے والا یہ اعلان کرتا رہتا ہے کہ اگر بندہ کو معلوم ہو تو وہ نماز میں کبھی بھی ادھر اُدھر التفات نہ کرے۔ (کتاب الصلوٰۃ ص۱۴)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص ساٹھ سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے لیکن اس کی نماز نہیں ہوتی۔ جب یہ پوچھا گیا کہ اس کی نماز کیوں نہیں ہوتی تو آپ نے فرمایا اس لیے نہیں ہوتی کہ اگر یہ شخص رکوع پوری طرح ادا کرتا ہے تو سجدہ صحیح طریق پر ادا نہیں کرتا اور اگر سجدہ صحیح طرح ادا کرتا ہے تو رکوع صحیح نہیں ادا کرتا (کتاب الصلوٰۃ ص۲۲)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

نماز کا تذکرہ قرآن مجید میں

ضمناً اور اطاعت و عبادت کے عنوان میں تو سینکڑوں مرتبہ نماز کا ذکر موجود ہے۔ لیکن صراحت کے ساتھ بھی قرآن کریم کے ایک سو نو مقامات میں نماز کا ذکر ہے۔ چنانچہ

سورۃ البقرہ میں نماز کا ذکر

(۱) هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝۲ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝۳ (البقرہ پ۱)

یہ قرآن خدا سے ڈرنے والوں کی راہنمائی کرتا ہے۔ وہ جو غیب کی باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے اسمیں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔

(۲) وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝۴۳ (البقرہ پ۱)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کرو۔

(۳) وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ۝۴۵ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝۴۶ ع (البقرہ پ۱)

اور قوت پکڑو صبر اور نماز سے بیشک نماز ضرور شاق ہے مگر ان پر نہیں جو ڈرنے والے ہیں وہ جو یقین رکھتے ہیں اس بات پر کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور بیشک ان کو اسی کی طرف واپس جانا ہے

(۴) وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ

اور یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کی عبادت نہ کرنا۔ اور ماں باپ سے نیک سلوک کرنا۔ اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں۔ سے بھی حسن سلوک سے پیش آنا۔ اور عام

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾

(بقرہ پ۱)

لوگوں سے نرمی سے بھلی بات کہا کرنا اور نماز قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا، پھر تم پھر گئے مگر تم میں سے بہت تھوڑے اور تم ہو ہی روگردانی کرنے والے۔

(۵) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾ (بقرہ پ۱)

اور تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ اور جو اعمال خیر بھی تم اپنے لیے آگے بھیج دو گے قرآن کا ثواب اللہ کے ہاں محفوظ پاؤ گے۔ بیشک اللہ تعالےٰ تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

نیز بقرہ کی آیت نمبر ۱۱۴ میں ضمناً نماز کا ذکر ہے

"اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی مساجد میں اس کا نام لینے سے منع کرے اور مساجد کی تخریب میں کوشش کرے"

(۶) نیز بقرہ آیت ۱۲۵ میں

"اور اللہ کے گھر کو پاک صاف رکھو رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے" (یعنی نماز پڑھنے والوں کے لیے) (بقرہ آیت ۱۴۳)" اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں کہ وہ تمہارے ایمان کو (تمہاری نمازوں کو) ضائع کر دے"

(۷) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ (بقرہ پ۲)

اے ایمان والو صبر سے اور نماز سے قوت حاصل کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

(۸) وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ

(بقرہ آیت ۱۷۷)

اور نیکی حقیقت میں اس شخص کی ہے جو نماز کی پابندی کرتا ہو اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو۔

(۹) حٰفِظُوْا عَلَي الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۤ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ (بقرہ پ۲)

اور سب نمازوں کی حفاظت کرو اور خاص کر درمیان والی (عصر کی) نماز کی۔ اور اللہ تعالیٰ کے روبرو باادب کھڑے ہوا کرو پھر اگر تم کو خوف ہو تو پیادہ کھڑے کھڑے پڑھ لو یا سواری پر پڑھ لو پھر جب تم امن حاصل کر لو تو خدا کو اسطرح یاد کرو جس طرح تم کو سکھا دیا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے

(۱۰) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ (البقرہ پ۳)

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور نماز کی پابندی کی اور زکوٰۃ ادا کی تو ان کے رب کے پاس ان کا ثواب محفوظ ہے۔ اور نہ ان کو کسی قسم کا خوف ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

سورۃ آلِ عمران میں نماز کا ذکر

(۱۱) فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ (آل عمران آیت ۳۹ پ ۳)

پس فرشتوں نے زکریا علیہ السلام کو آواز دے کر کہا جب کہ وہ مسجد کے کمرہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(۱۲) يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۔ (آل عمران آیت ۴۳ پ ۳)

اے مریم تو اپنے رب کی فرمانبردار بن کر رہ اور سجدہ کیا کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کر (نماز کا پڑھنا مراد ہے)

سورۃ نساء میں نماز کا ذکر

(۱۳) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ (النساء پ ۵)

اے ایمان والو جب تم نشے کی حالت میں ہو تو اس وقت تک کہ تم زبان سے جو کچھ کہتے ہو اسے سمجھنے نہ لگو نماز کے قریب نہ جاؤ، اور اسی طرح جنابت کی حالت میں بھی نماز نہ پڑھو جب تک غسل نہ کر لو۔ اِلّا یہ کہ تم مسافر ہو اور اگر کبھی تم بیمار ہو۔ یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص جائے ضرورت سے فارغ ہو کر آئے یا تم عورتوں سے ملے ہو (مباشرت کی ہو) اور پھر تم پانی پر قدرت نہ پاؤ۔ تو ایسی حالت میں تم پاک زمین پر قصد کرو اور اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مسح کر لو یعنی تیمم کر لیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ بڑا درگذر کرنیوالا اور بڑا بخشش کرنے والا ہے

(۱۴) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۔

(سورۃ نساء، آیت ۷۷ پ ۵)

(۱۵) وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا (۱۰۱) وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَاۗىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (۱۰۲) فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ

اے مخاطب! کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ تم ابھی تک اپنے ہاتھوں کو (لڑائی سے) روکے رہو اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔

اور جب تم ملک میں سفر کرو تو تم کو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نمازیں قصر کیا کرو (چار رکعت کی بجائے دو رکعت پڑھا کرو) اگر تم کو یہ خوف ہو کہ کافر تم کو کسی پریشانی میں مبتلا کر دیں گے۔ بلاشبہ کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ اور جب آپ ان مسلمانوں کے درمیان موجود ہوں اور آپ اپنے ہمراہیوں کو نماز پڑھانے کھڑے ہوں تو چاہیے کہ ان میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑا ہو جائے۔ اور یہ لوگ اپنے اپنے ہتھیار اپنے ساتھ لے لیں۔ پھر جب وہ لوگ سجدہ کر چکیں (ایک رکعت پڑھ لیں) تو ان کو چاہیے کہ وہ تمہارے پیچھے چلے جائیں اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ان کو چاہیے کہ وہ آجائیں اور آپ کے ہمراہ نماز پڑھیں۔ لیکن یہ دوسرا گروہ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار اپنے ساتھ لے لے۔ کیونکہ کافر یہ آرزو رکھتے ہیں کہ کسی طرح تم اپنے اسلحہ اور جنگی سامان سے غافل ہو جاؤ۔ تو وہ تم پر ایک دم ٹوٹ پڑیں۔ اور اگر تم کو بارش کی وجہ سے کوئی دشواری ہو یا تم بیمار ہو تو تم کو اس بات میں کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے ہتھیار اتار کر رکھ دو اور صرف اپنی حفاظت کا سامان لے لو یقین جانو کہ اللہ تعالےٰ نے کافروں کے

كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ (نساء پ۵) لیے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پھر جب تم یہ نماز پوری کر چکو تو تم کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہو۔ پھر جب تم کو ہر طرح اطمینان نصیب ہو جائے۔ تو تم قاعدے کے موافق نماز ادا کرو۔ بیشک نماز مقرر اور معین اوقات کے ساتھ مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے۔

(۱۶) اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۴۲﴾ (نساء پ۵)

بلاشبہ اپنے خیال میں یہ منافق اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کو اس دھوکہ کی سزا دینے والا ہے۔ اور یہ منافق جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو محض لوگوں کو دکھلانے کو بڑی کاہلی اور کساہٹ سے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور خدا کا ذکر بھی نہیں کرتے مگر مختصر سا (بہت تھوڑا)

(۱۷) لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ سَنُؤْتِیْهِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۶۲﴾ ع (نساء پ۶)

لیکن ان میں سے وہ اہل کتاب جو علم میں پختہ ہیں اور وہ جو مسلمان ہیں کہ یہ ان کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ سے پہلے نازل ہوئی ہیں اور وہ نماز کی پابندی کرنے والے اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ اور وہ جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہم عنقریب اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

سورہ مائدہ میں نماز کا ذکر

(۱۸) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ

اے ایمان والو جب تم نماز پڑھنے کو اٹھو (اور تم بے وضو ہو) تو اپنے منہ کو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کو دھو لیا کرو۔ اور اپنے سروں کا مسح کر لیا کرو۔ اور اپنے پاؤں بھی ٹخنوں تک دھو لیا کرو۔ اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو تمام جسم کو خوب پاک کرو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص جائے ضرورت

مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۶﴾

(مائدہ پ۶)

سے فارغ ہو کر آیا ہو۔ (بول و براز سے فارغ ہو کر) یا تم نے عورتوں سے (مباشرت کی ہو) پھر تم پانی پر قدرت نہ پاؤ تو ایسی حالت میں تم پاک مٹی کا قصد کرو اور اس مٹی سے اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کا مسح کر لو۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک و صاف کرے اور تم پر اپنے احسانات کی تکمیل کر دے۔ تاکہ تم اس کا شکر بجا لاؤ۔

(۱۹) بنی اسرائیل سے اللہ تعالےٰ نے جب عہد و پیمان لیا تھا اور بارہ نقیب ان پر مقرر کیے تھے اور ان سے فرمایا تھا۔

لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾

(مائدہ پ۶)

کہ اگر تم نماز کے پابند رہو گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے۔ اور میرے تمام رسولوں پر ایمان لاؤ گے اور ان رسولوں کی مدد کرو گے اور اللہ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہو گے (خدا کی راہ میں مال صرف کرتے رہو گے) تو ضرور میں تم سے تمہاری خطائیں دور کروں گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرونگا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ پھر جس شخص نے تم میں اس پختہ عہد کے بعد غلط روش اختیار کی تو بے شک وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔

(۲۰) اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ (مائدہ پ۶)

مسلمانوں تمہارا رفیق تو صرف اللہ تعالےٰ اور اسکا رسول اور وہ ایمان والے ہیں۔ جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور وہ خدا کے حضور میں جھکنے والے (رکوع کرنیوالے) ہیں۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اور اہل ایمان کو رفیق بنائیگا تو یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ ہی کی جماعت

غالب رہنے والی ہے۔

(۲۱) وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝۵۸ (مائدہ پ۶)

اور جب تم نماز کے لیے اذان دیتے ہو۔ تو یہ لوگ اس کے ساتھ بھی مذاق اور کھیل کرتے ہیں (اس لئے) کہ یہ لوگ بالکل عقل سے بے بہرہ ہیں۔

(۲۲) وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝۹۱ (مائدہ پ۷)

اور (یہ شیطن ارادہ کرتا ہے کہ) تم کو اللہ کے ذکر سے اور نماز ادا کرنے سے باز رکھے سو تم اب بھی ان باتوں (شراب نوشی، جوا، بتوں کے استھان، فال کھولنے کے تیروں) سے باز آؤ گے یا نہیں!

(۲۳) تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ (مائدہ آیت ۱۰۶ پ۷)

(اگر شہادت کے ادا کرنے میں دو آدمی کوتاہی کریں تو ان کی جگہ دوسرے دو کھڑے ہو جائیں شہادت علی الشہادت کے لیے) ان دونوں کو روک لو نماز کے بعد۔

سورۃ انعام میں نماز کا ذکر

(۲۴) وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۭ وَهُوَ الَّذِيْٓ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۷۲ (انعام پ۷)

اور یہ بھی کہ تم نماز کی پابندی کرو اور یہ بھی کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور وہی ذات ہے جس کی طرف تم سب سمیٹے جاؤ گے۔

(۲۵) وَهٰذَا كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹۲ (انعام پ۷)

اور یہ قرآن بھی ایک کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے۔ جو بڑی بارکت ہے۔ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ اور اس لیے نازل کی تاکہ آپ اہل مکہ کو اور مکہ کے چاروں طرف بسنے والوں کو ڈرائیں۔ اور جو لوگ آخرت کو مانتے ہیں وہ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی نمازوں سے پوری طرح باخبر رہتے ہیں۔

(۲۶) قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾

(انعام پ۸)

اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ بالیقین میری نماز میری عبادت میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ جو رب ہے تمام جہانوں کا۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھ کو یہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب فرمانبرداروں سے پہلا فرمانبردار ہوں۔

سورۃ اعراف میں نماز کا ذکر

(۲۷) قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ ۖ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْھَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۚ کَمَا بَدَاَکُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾

(اعراف پ۸)

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تو انصاف کرنیکا حکم دیا ہے۔ اور نیز یہ کہ تم ہر نماز کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو۔ یعنی قبلہ کی طرف، اور خدا کی عبادت اس طور پر کیا کرو کہ اس کی عبادت کو خالص اسی کے لیے کرنیوالے ہو۔ جسطرح اس نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے اسی طرح تم پھر لوٹو گے۔

(۲۸) یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾ ع

(اعراف پ۸)

اے بنی آدم ہر مسجد (نماز) کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔ اور کھاؤ اور پیؤ اور حد سے آگے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۲۹) وَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ ۖ

(اعراف پ۹)

اور تمام جادوگر سجدہ میں گر گئے۔

(۳۰) وَالَّذِیْنَ یُمَسِّکُوْنَ بِالْکِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ۭ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ ﴿۱۷۰﴾

(اعراف پ۹)

اور جو لوگ توریت (کتاب الٰہی) کے صحیح پابند ہیں اور نماز کی بھی پابندی کرتے ہیں تو یقیناً ہم ایسے نیک کردار لوگوں کا اجر ضائع نہیں کریں گے۔

(۳۱) وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ

اور جب قرآن نماز میں پڑھا جایا کرے تو اس کو

وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ (اعراف پ۹)

پوری توجہ سے سنا کرو۔ اور خاموش رہا کرو شاید کہ تم پر رحم کیا جائے۔

سورۃ انفال میں نماز کا ذکر

(۲۲) إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ إِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط (انفال آیت ۲-۴ پ۹)

بس ایمان والے تو وہی ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب خدا تعالیٰ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو قوی تر کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔ وہ ایسے ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ بھی کیا کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں۔

(۲۳) وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ط فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ (انفال پ۹)

اور بیت اللہ کے پاس ان (مشرکین) کی نماز سوائے اس کے اور کچھ نہ تھی کہ وہ سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے۔ سو اب عذاب کا مزہ چکھو۔ اس کفر کے بدلے میں جو تم کیا کرتے تھے۔

سورۃ توبہ میں نماز کا ذکر

(۲۴) فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ط إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ (توبہ پ۱۰)

پھر اگر وہ توبہ کریں۔ اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں۔ تو ان کی راہ چھوڑ دو بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

(۲۵) فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ط وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ (توبہ پ۱۰)

پھر اگر یہ لوگ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں۔ تو یہ لوگ دین کے اعتبار سے تمہارے بھائی ہیں۔ اور ہم تفصیل کے ساتھ احکام

(۳۶) اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾

(توبہ پ ۱۰)

بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو سمجھ دار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو تو صرف وہی لوگ آباد کر سکتے ہیں۔ جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائیں۔ اور نماز کی پابندی کریں۔ اور زکوٰۃ ادا کریں۔ اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور سے نہ ڈریں۔ سو ایسے لوگوں کی نسبت خدا سے امید ہے کہ یہی لوگ راہ یافتہ لوگوں میں سے ہوں گے۔

(۳۷) وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

(توبہ پ ۱۰)

اور ان کی خیرات قبول کیے جانے سے بجز اس امر کے کوئی بات مانع نہیں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا۔ اور یہ نماز کو نہیں آتے مگر بڑی کاہلی سے۔ اور یہ خیرات نہیں کرتے مگر بادلِ ناخواستہ۔

(۳۸) وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾

(توبہ پ ۱۰)

اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں۔ جو نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے حکم پر چلتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ ضرور رحم فرمائے گا بیشک اللہ تعالیٰ کمال قوت کمال علم کا مالک ہے۔

(۳۹) وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾

(توبہ پ ۱۰)

اور اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آئندہ ان میں سے جب کوئی مر جائے تو کبھی اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں اور نہ آپ اس کی قبر پر جا کر کھڑے ہوں۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالت کفر ہی میں مرے بھی ہیں۔

(۴۰) لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ۭ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ (توبہ آیت ۱۰۸، پ۱۱)

اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس مسجد (ضرار) میں کبھی بھی جاکر (نماز کے لیے) کھڑے نہ ہوں۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد اول روز سے تقوی پر رکھی گئی ہے (مسجد قبا، اور مسجد نبوی) وہ مسجد اس کی مستحق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں (نماز ادا کریں)

(۴۱) اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۭ (توبہ آیت ۱۱۲، پ۱۱)

ان مسلمانوں سے بھی وعدہ (بشارت) ہے جو توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے، شکر بجا لانیوالے، روزہ رکھنے والے۔ رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے (نماز ادا کرنے والے) اچھی باتوں کی تعلیم دینے والے اور برے کاموں سے منع کرنیوالے اور اللہ تعالیٰ کی مقررہ حدود کی نگہداشت کرنے والے۔

سورۂ یونس میں نماز کا ذکر

(۴۲) وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ (یونس پ۱۱)

اور ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی پر وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنی قوم کیلئے مصر میں مکان بناؤ اور تم اپنے گھروں ہی میں نماز کی جگہ بنا لو۔ اور نماز کی پابندی رکھو اور اے موسیٰ تو ایمان والوں کو بشارت دیدے۔

سورۂ ہود میں نماز کا ذکر

(۴۳) قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾ (ہود، پ۱۲)

قوم شعیب کے لوگ کہنے لگے اے شعیب! کیا تیری نماز نے تجھ کو ہمارے متعلق یہ حکم دیا ہے کہ ہم ان معبودوں کی عبادت ترک کردیں جن کی عبادت ہمارے بڑے بوڑھے کرتے چلے آئے ہیں۔ یا یہ حکم دیا ہے کہ ہم اپنے مال میں اپنے حسب دل خواہ تصرف کرنا چھوڑ دیں بیشک

آپ تو بڑے حلیم الطبع اور نیک چلن ہیں ۔

(۴۴) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّـيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ (۱۱۴)

(ہود، پ۱۲)

اور اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز کی پابندی کیجئے بیشک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ باتیں ایک مکمل نصیحت ہیں ان کے لیے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں

سورۃ رعد میں نماز کا ذکر

(۴۵) وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ (۲۲)

(رعد پ۱۳)

اور نیز یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی رضا جوئی کی غرض سے تکالیف پر صبر کرتے ہیں۔ اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کیا کرتے ہیں۔ اور برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا اس عالم میں نیک انجام ہے

سورۃ ابراہیم میں نماز کا ذکر

(۴۶) قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ (۳۱)

(ابراہیم پ۱۳)

اے پیغمبر (علیہ السلام) میرے ایمان والے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ نماز کی پابندی رکھیں اور جو کچھ ہم نے انکو دیا ہے اسمیں سے اس دن کے آنے سے پہلے کچھ خفیہ اور علانیہ بھی خیرات کیا کریں کہ جس دن نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی اور نہ اس دن کوئی دوستی کام آئے گی

(۴۷) رَبَّنَآ اِنِّىْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ

اے ہمارے رب میں اپنی اولاد میں سے بعض اولاد (اسماعیل علیہ السلام) کو ایک بے زراعت میدان میں تیرے محترم گھر کے پاس آباد کر رہا ہوں تاکہ اے ہمارے رب یہ لوگ نماز کی پابندی رکھیں اور جن کو میں بسا رہا ہوں

مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾

قران کی طرف کچھ لوگوں کے قلوب کو مائل کر دے اور ان کو کھانے کے لیے پھل عطا کرتا کہ وہ تیرا شکر کرتے رہیں۔

(ابراہیم پ ۱۳)

(۴۸) رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾

اے میرے رب مجھ کو نماز کی پابندی کرنے والا رکھیو اور میری اولاد میں سے بھی بعضوں کو یہی توفیق دیجیو اے ہمارے رب اور میری دُعا قبول کرے۔

(ابراہیم پ ۱۳)

سورۃ حجر میں نماز کا ذکر

(۴۹) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

اور یقیناً ہم جانتے ہیں تم میں سے آگے بڑھنے والوں کو (اگلی صفوں میں نماز ادا کرنے والے) اور پیچھے رہنے والوں کو بھی جانتے ہیں۔

(حجر پ ۱۴)

(۵۰) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

سو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے رہیے، اور نماز پڑھنے والوں میں شامل رہیے، اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہیے۔ یہاں تک آپ کو موت آجائے۔

(حجر پ ۱۴)

سورۃ بنی اسرائیل میں نماز کا ذکر

(۵۱) اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۖ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

اے پیغمبر (علیہ السلام) آفتاب کے ڈھلنے کے وقت سے لے کر رات کے اندھیرے تک نمازیں ادا کیا کیجیے۔ برابر صبح کی نماز بھی پڑھا کیجیے یقیناً صبح کی نماز حاضر ہونے کا وقت ہے (یعنی فرشتوں کے) اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی سو اس میں بیدار ہو کر تہجد کی نماز پڑھا کیجیے۔ یہ تہجد کی نماز آپ کے لیے ایک زائد چیز ہے امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دیگا۔

(بنی اسرائیل پ ۱۵)

(۵۲) قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۖ اِنَّ الَّذِيْنَ

آپ ان سے کہہ دیجیے تم اس قرآن پر خواہ ایمان لاؤ

أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿١٠٧﴾ وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ﴿١٠٨﴾ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ﴿١٠٩﴾ (بنی اسرائیل پ ۱۵)

یا نہ لاؤ جن لوگوں کو قرآن سے پہلے کتب آسمانی کا علم دیا گیا تھا ان کا حال تو یہ ہے کہ جب ان کے سامنے یہ قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل یعنی منہ کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے۔ بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہی ہو کر رہتا ہے اور وہ ٹھوڑیوں یعنی منہ کے بل روتے ہوئے گرتے ہیں اور یہ قرآن کا سننا ان میں خشوع اور عاجزی کو زیادہ بڑھاتا ہے۔

(۵۳) وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ﴿١١٠﴾

(بنی اسرائیل پ ۱۵)

اور اپنی جہری نمازیں نہ تو پکار کر پڑھئے اور نہ اس میں بالکل ہی چپکے چپکے پڑھئے بلکہ جہر اور اخفاء کے درمیان ایک متوسط طریقہ اختیار کر لیجئے۔

سورۃ مریم میں نماز کا ذکر

(۵۴) وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ (مریم پ ۱۶)

(عیسٰی علیہ السلام کہتے ہیں) اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھ کو خدا نے بابرکت کیا ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہوں اس نے مجھ کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے

(۵۵) وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا۔

(مریم آیت ۵۵، پ ۱۶)

اور وہ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) اپنے متعلقین کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا کرتا تھا اور وہ اپنے رب کی بارگاہ میں پسندیدہ تھا۔

(۵۶) فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ (مریم پ ۱۶)

پھر ان حضرات مذکورین (جو آیات رحمٰن کو سن کر سجدہ ریز ہو جاتے تھے) کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ جنہوں نے نمازوں کو برباد کیا۔ اور نفسانی خواہشات کی پیروی کی تو ایسے لوگ عنقریب اپنی گمراہی کا پھل پائیں گے۔

سورۃ طٰہٰ میں نماز کا ذکر

(۵۷) اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (۱۴)

(طٰہٰ، پ۱۶)

(اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا) یقین کرلو میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں سو تو میری ہی عبادت کیا کر اور میری ہی یاد کے لیے نماز پڑھا کر

(۵۸) فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی (۱۳۰)

(طٰہٰ، پ۱۶)

سو جو کچھ یہ کافر کہتے ہیں اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) اس پر آپ صبر کرتے رہیے اور آفتاب نکلنے سے پہلے اور آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کیا کیجیے اور رات کی بعض گھڑیوں میں بھی اپنے رب کی پاکی بیان کیجیے۔ اور دن کے کناروں پر بھی تاکہ آپ خوش ہوں۔

(۵۹) وَاْمُرْ اَهْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا ۖ لَا نَسْـَٔلُکَ رِزْقًا ۖ نَحْنُ نَرْزُقُکَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰی (۱۳۲)

(طٰہٰ، پ۱۶)

اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز کا حکم کیجیے اور خود بھی نماز کے پابند رہیے۔ ہم آپ سے روزی طلب نہیں کرتے روزی آپ کو ہم دیا کرتے ہیں۔ اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔

سورۃ انبیاء میں نماز کا ذکر

(۶۰) وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءَ الزَّکٰوۃِ ۚ وَکَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ (۷۳)

(انبیاء، پ۱۷)

اور ان سب (انبیاء علیہم السلام) کو ہم نے لوگوں کا پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم کے موافق لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے، اور ہم نے ان کے پاس نیک کام کرنے اور نماز کی پابندی کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا۔ اور وہ سب ہماری ہی عبادت میں لگے رہتے تھے۔

سورۃ حج میں نماز کا ذکر

(٦١) وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿٢٦﴾

(حج پ ١٧)

اور وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی جگہ بتائی اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیجیو۔ اور طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کیلئے میرے گھر کو پاک رکھیو۔

(٦٢) الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٥﴾

(حج پ ١٧)

جو (یعنی عاجزی کرنے والے) ایسے لوگ کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور جو مصائب ان پر پڑتے ہیں ان کو برداشت کرتے ہیں اور جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں۔ اور جو ہمارے دیئے گئے میں سے کچھ خیرات بھی کیا کرتے ہیں۔

(٦٣) الَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿٤١﴾

(حج پ ١٧)

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں با اختیار کر دیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں۔ اور زکوٰۃ ادا کریں اور بھلے کام کرنے کا حکم دیں۔ اور برے کام کرنے سے لوگوں کو روکیں۔ اور ہر کام کا انجام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

(٦٤) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٧٧﴾ (حج پ ١٧)

اے ایمان والو! تم رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی عبادت کیا کرو۔ اور بھلے کام کرتے رہا کرو۔ امید ہے کہ فلاح پاؤ۔

(٦٥) فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿٧٨﴾

(حج پ ١٧)

سو تم لوگ نماز کی پابندی رکھو۔ اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کو مضبوط پکڑے رہو۔ وہی تمہارا کارساز ہے۔ سو کیا اچھا کارساز ہے۔ اور کیا اچھا مددگار۔

سورۃ مومنون میں نماز کا ذکر

(۶۶) قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲ (مومنون پ۱۸)

یقیناً وہ ایمان والے کامیاب ہوگئے جو اپنی نمازوں میں اظہار عجز و نیاز کرنے والے ہیں۔

(۶۷) وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹ (مومنون پ۱۸)

اور وہ جو اپنی نمازوں کی پابندی کرنے والے ہیں۔

سورۃ نور میں نماز کا ذکر

(۶۸) فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝۳۶ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۪ۙ

(نور آیت ۳۷، پ۱۸)

وہ چراغ ان گھروں میں روشن کیا جاتا ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ ان کی قدر و منزلت کی جائے۔ اور ان مکانوں (مساجد) میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے۔ اور مکانوں میں صبح و شام ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ کسی قسم کی خرید غافل کر سکتی ہے نہ کسی قسم کی فروخت۔

(۶۹) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۴۱

(نور پ۱۸)

کیا اے مخاطب تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے۔ اور وہ پرندے جو پر پھیلائے ہوئے اڑتے پھرتے ہیں، یہ سب خدا کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ ان سب نے اپنی اپنی عبادت (نماز) کا طریقہ اور اپنی تسبیح کو جان رکھا ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے

(۷۰) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۵۶

(نور پ۱۸)

اور قائم کرو نماز۔ اور ادا کرتے رہو زکوٰۃ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(۷۱) مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۣ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ

(نور آیت ۵۸ پ ۱۸)

(اور تمہارے غلام اور نابالغ بچے تین اوقات تمہارے پاس اجازت لے کر آئیں) فجر کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جب تم اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیا کرتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد، یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں۔

سورۃ فرقان میں نماز کا ذکر

(۷۲) وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ (فرقان پ ۱۹)

(اور عباد الرحمٰن وہ ہیں) جو رات گذارتے ہیں اپنے رب کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے (نماز پڑھتے)

سورۃ شعرا میں نماز کا ذکر

(۷۳) الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾

(شعرا پ ۱۹)

وہ خداوند قدوس جو آپ کو دیکھتا ہے، جب آپ رات کو تہجد کی نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، اور اس وقت بھی جب آپ سجدہ کرنے والوں (نمازیوں) میں اٹھتے بیٹھتے ہیں۔

سورۃ نمل میں نماز کا ذکر

(۷۴) الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾

(نمل پ ۱۹)

وہ ایمان والے ایسے ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں۔ اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

سورۃ عنکبوت میں نماز کا ذکر

(۷۵) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ (سورۃ عنکبوت آیت ۴۵)

اور نماز قائم کریں بیشک نماز بے حیائی سے اور بری باتوں سے باز رکھتی ہے۔

سورۃ روم میں نماز کا ذکر

(۶) فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿١٧﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿١٨﴾ (روم پ ۲۱)

پس اللہ ہی کی تسبیح بیان کرو جب تم شام کرتے ہو۔ اور جب صبح کرتے ہو اور تمام آسمانوں اور زمین میں اسی کی حمد و ثنا ہوتی ہے۔ اور ظہر کے وقت بھی خدا کی پاکی بیان کرو (نماز ادا کرو)

(۷) مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٣١﴾ (روم پ ۲۱)

تم خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہو۔ اور اسی سے ڈرتے رہو۔ اور نماز قائم کرو۔ اور شرک کرنے والوں سے نہ ہو۔

سورۃ لقمان میں نماز کا ذکر

(۸) هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾ (لقمان پ ۲۱)

یہ آیتیں ہدایت اور رحمت ہیں نیک لوگوں کے لیے وہ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور وہ آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں۔

(۹) يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ (لقمان آیت ۱۷ پ ۲۱)

حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو کہا اے میرے بیٹے نماز پڑھا کر اور اچھی باتوں کی نصیحت کیا کر۔ اور برے کاموں سے منع کیا کر۔

سورۃ السجدۃ میں نماز کا ذکر

(۱۰) اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿١٥﴾ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿١٦﴾ (سجدہ پ ۲۱)

بیشک ہماری آیتوں پر وہ لوگ ایمان رکھتے ہیں جب انکو ان آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے تو سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں۔ اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ ان کے پہلو اپنی خوابگاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں۔ اور وہ اپنے رب کو خوف و امید

سے پکارتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انکو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔

سورۃ احزاب میں نماز کا ذکر

(۸۱) وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

(امہات المومنینؓ سے خطاب ہے) اور نماز کی پابندی کرتی رہو اور زکوٰۃ ادا کرتی رہو۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔

سورۃ فاطر میں نماز کا ذکر

(۸۲) اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

(فاطر آیت ۱۸، پ ۲۲)

بے شک آپ انہیں لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں (فائدہ وہی لوگ اٹھاتے ہیں) جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں بن دیکھے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔

(۸۳) اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝۲۹ (فاطر پ ۲۲)

بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو ہم نے ان کو روزی دی ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ وہ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جس کو نقصان نہیں پہنچنے والا۔

سورۃ زمر میں نماز کا ذکر

(۸۴) اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۔ (زمر آیت ۹، پ ۲۳)

بھلا وہ شخص جو رات کی گھڑیاں سجدے اور قیام کی حالت میں عبادت کرتے ہوئے گزارتا ہو نیز آخرت سے ڈرتا ہو۔ اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو۔ (کیا یہ نافرمان کے ساتھ برابر ہوگا)

سورۃ شوریٰ میں نماز کا ذکر

(۸۵) وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۖ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۖ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾

(شوریٰ پ ۲۵)

اور (ایماندار لوگ وہ ہیں) جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ اور ان کا معاملہ آپس میں مشوروں سے طے پاتا ہے۔ اور جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔

سورۃ فتح میں نماز کا ذکر

(۸۶) تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ

(فتح آیت ۲۹، پ ۲۶)

اور (اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھو گے تم اے مخاطب! کبھی رکوع میں کبھی سجدہ میں اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی کی جستجو میں لگے رہتے ہیں۔ اور ان کی علامت کثرت سجود سے ان کے چہروں سے نمایاں ہو رہی ہے

سورۃ ق میں نماز کا ذکر

(۸۷) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾

(ق پ ۲۶)

اور آفتاب کے طلوع و غروب سے پہلے اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ پاکی بیان کرتے رہیں۔ اور رات میں بھی اس کی تسبیح کیا کریں۔ اور نمازوں کے بعد بھی۔

سورۃ ذٰریٰت میں نماز کا ذکر

(۸۸) كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

(ذٰریٰت، پ ۲۶)

وہ لوگ رات میں بہت کم سویا کرتے تھے (یعنی نماز میں قیام کرتے تھے) اور شب کے آخری حصہ میں استغفار کیا کرتے تھے۔

سورۃ طور میں نماز کا ذکر

(۸۹) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۴۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾ (طور پ۲۷)

اور جس وقت آپ اٹھا کریں اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ پاکی بیان کیا کریں۔ اور بعض اوقات شب میں بھی اور ستاروں کے غائب ہونے کے بعد بھی اس کی تسبیح کیا کریں

سورہ نجم میں نماز کا ذکر

(۹۰) فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ (نجم پ۲۷)

پس اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ کرو اور عبادت کرو۔

سورۃ مجادلہ میں نماز کا ذکر

(۹۱) فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ (مجادلہ پ۲۸)

پس اب نماز کی پابندی کرو۔ اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے۔

سورۃ جمعہ میں نماز کا ذکر

(۹۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾

(جمعہ پ۲۸)

اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دیجائے تو تم خدا کی یاد کے لیے کوشش کرو اور خرید فروخت چھوڑ دیا کرو۔ یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو۔ پھر جب نماز پوری ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی اس کا دیا ہوا رزق حلال تلاش کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

سورۃ قلم میں نماز کا ذکر

(۹۳) يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ (قلم پ ۲۹)

جس دن پنڈلی کو نمایاں کیا جائے گا (یعنی ایک خاص قسم کی تجلی ظاہر ہوگی) اور لوگوں کو سجدہ کے لیے بلایا جائے گا۔ پھر (کافر) سجدہ نہ کر سکیں گے ان کی آنکھیں نیچی ہو رہی ہونگی۔ اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔ اس رسوائی کا سبب یہ ہے کہ ان کو دنیا میں سجدہ کے لیے بلایا جاتا تھا۔ حالانکہ اس وقت تو یہ توانا اور تندرست تھے۔

سورۃ معارج میں نماز کا ذکر

(۹۴) إِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ (معارج پ ۲۹)

مگر ہاں وہ نمازی جو اپنی نماز کی برابر پابندی رکھتے ہیں (وہ بے صبرے نہیں ہوتے)

(۹۵) وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ (معارج پ ۲۹)

اور وہ جو اپنی نمازوں کی پوری طرح حفاظت کرنے والے ہیں۔

سورۃ جن میں نماز کا ذکر

(اور یہ بھی وحی کی گئی ہے)

(۹۶) وَأَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا ﴿۱۸﴾ (جن پ ۲۹)

کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔ سو اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

سورۃ مزمل میں نماز کا ذکر

(۹۷) يٰٓأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ إِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗٓ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿۳﴾ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴿۴﴾

اے کمبل اوڑھنے والے! رات کو کھڑے ہو۔ مگر تھوڑی رات جو نصف رات ہو یا اس نصف سے بھی کچھ کم کر دیا کرو۔ یا نصف رات سے کچھ بڑھا دیا کرو اور

(۹۸) اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَىِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

(مزمل آیت نمبر ۲۰ پ ۲۹)

قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر (ترتیل سے) صاف صاف پڑھا کرو۔ بیشک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ دو تہائی رات کے قریب اور کبھی نصف رات کے قریب کبھی ایک تہائی رات کے قریب کھڑے رہتے ہیں (نماز میں) اور آپ کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ بھی۔ اور اللہ تعالیٰ ہی رات دن کا صحیح اندازہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم اس پر قابو نہ پاسکو گے۔ لہٰذا اس نے تمہارے حال پر توجہ فرمائی ہے۔ پس اب تم لوگ قرآن میں سے پڑھو جو آسانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں بعض بیمار ہوں گے اور کچھ سفر کریں گے زمین میں اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرتے ہوئے۔ اور کچھ اللہ کے راستے میں جہاد و قتال میں مصروف ہوں گے۔ پس پڑھو قرآن سے جتنا میسر ہو سکے اور نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔

سورۃ مدثر میں نماز کا ذکر

(۹۹) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝۳ (مدثر پ ۲۹)

اور (نماز شروع کرتے وقت) اپنے رب کی بڑائی بیان کریں

(۱۰۰) مَا سَلَكَكُمْ فِىْ سَقَرَ ۝۴۲ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝۴۳ (مدثر پ ۲۹)

تم کو دوزخ میں کس چیز نے داخل کیا۔ وہ کہیں گے۔ نہیں تھے ہم نماز پڑھنے والوں میں۔

سورۃ قیامۃ میں نماز کا ذکر

(۱۰۱) فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۝۳۱ (قیامۃ پ ۲۹)

نہ اس نے تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔

سورۃ دھر میں نماز کا ذکر

(۱۰۲) وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿٢٦﴾ (دھر پ۲۹)

اور رات کے کچھ حصے میں اس کے سامنے سجدہ کریں (نماز پڑھیں) اور ایک لمبے حصہ تک اس کی پاکی بیان کریں

سورۃ مرسلت میں نماز کا ذکر

(۱۰۳) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿٤٨﴾ (مرسلت پ۲۹)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو رکوع نہیں کرتے۔

سورۃ اعلیٰ میں نماز کا ذکر

(۱۰۴) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿١٥﴾ (اعلیٰ پ۳۰)

تحقیق وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنے رب کا نام لیا۔ اور نماز پڑھی

سورۃ علق میں نماز کا ذکر

(۱۰۵) اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ﴿٩﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿١٠﴾ (علق پ۳۰)

بھلا اے مخاطب! آپ نے اس شخص کو دیکھا جو ایک بندے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے جب وہ خاص بندہ نماز پڑھتا ہے۔

(۱۰۶) كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿١٩﴾ (علق پ۳۰)

ہرگز نہیں آپ اس کا کہنا مانیں اور اپنے رب کے سامنے سجدہ کریں (نماز پڑھیں) اور اس کا قرب حاصل کریں

سورۃ بینہ میں نماز کا ذکر

(۱۰۷) وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا

حالانکہ ان اہل کتاب کو صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ یکسو ہو کر خالص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے اعتقاد

الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴿۵﴾ (بینہ پ۳۰)

سے اس کی عبادت کیا کریں۔ اور نماز کی پابندی رکھیں۔ اور زکوٰۃ دیا کریں۔ اور یہی طریقہ درست ومضبوط ہے

سورۃ الماعون میں نماز کا ذکر

(۱۰۸) فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ﴿۴﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿۵﴾ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ﴿۶﴾ (ماعون پ۳۰)

پس ایسے نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غفلت و بے اعتنائی برتتے ہیں۔ جو ریاکاری کرتے ہیں۔

سورۃ کوثر میں نماز کا ذکر

(۱۰۹) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿۲﴾ (کوثر پ۳۰)

پس آپ اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

كتاب الطهارات

طہارۃ کا بیان

تعریفات

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ فرض کا جاننا اور معلوم کرنا فرض ہوتا ہے۔ اور واجب کا جاننا واجب ہوتا ہے۔ سنت کا جاننا سنت اور مستحب کا جاننا مستحب ہوتا ہے۔

فرض کی تعریف فرض وہ ہوتا ہے۔ جس کا لزوم قطعی دلیل سے ثابت ہو۔ جسمیں کسی قسم کا شبہ (شک) نہ ہو۔ کہ اللہ تعالٰے کا حکم ایسا ہی ہے۔ (مَالَزِمَ فِعْلُهٗ بِدَلِيْلٍ قَطْعِيٍّ) جیسا آیات قرآنیہ یا احادیث متواترہ سے۔ جن میں کسی طرح تاویل وغیرہ نہ ہو۔

فرض کا حکم فرض کا حکم یہ ہے کہ اس کا کرنے والا مستحق ثواب ہوتا ہے۔ اور اس کا تارک مستحق عذاب ہوتا ہے۔ اور اس کا منکر کافر ہوتا ہے۔ اور فرض وہ ہوتا ہے جس کے فوت ہونے سے عمل ہی فوت ہوجاتا ہے۔ یہ رکن ہوتا ہے۔ اس کے وجود سے شیٔ کا وجود اس کے عدم سے شیٔ کا عدم ہوتا ہے۔

فرض کی دو قسمیں
(۱) جو نصوص سے ثابت ہو۔
(۲) جو مجتہدین کے اجتہاد سے متعین کیا گیا ہو۔ یہ اس قسم اول کی طرح قطعی نہیں ہوتا۔

فرض عین جس کا ادا کرنا ہر شخص پر جو مکلف ہو۔ ضروری ہوتا ہے۔

فرض کفایہ وہ ہوتا ہے کہ اگر جماعت میں سے بعض آدمی اس کو ادا کرلیں تو سب کی طرف سے فرض ساقط ہوجائے گا۔ اور اگر کوئی شخص بھی ادا نہ کرے تو سب جماعت گنہگار ہوگی۔ جیسا نماز جنازہ، کفن دفن۔ تیمار داری۔ بیمار پرسی وغیرہ۔

واجب کی تعریف واجب وہ ہوتا ہے۔ جس کا ثبوت دلیل ظنی سے ہوتا ہے۔ جیسا غیر منصوص آیات یا غیر متواتر احادیث سے اس کا ثبوت ہو (مَاثَبَتَ لُزُوْمُهٗ بِدَلِيْلٍ ظَنِّيٍّ) اور اس کے کرنے والے کا ثواب فرض کے ثواب سے کم ہوتا ہے۔ اور اس کے تارک کا عذاب فرض کے تارک کے عذاب سے کم ہوتا ہے۔ اس کے نہ کرنے سے مکروہ تحریمی لازم آتا ہے اس کا اعادہ کرنا لازم ہوتا ہے۔

واجب کا حکم اور اس کا حکم یہ ہے۔ کہ اس کا منکر فاسق اور گمراہ ہوتا ہے۔ یہ ایسا موقوف علیہ ہوتا ہے۔ جس کے وجود سے شئی کا وجود ہوتا ہے لیکے انعدام سے شئی کا انعدام نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں نقصان اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

سنّت کی تعریف دین کا وہ راستہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو۔ (اَلطَّرِيْقَةُ الْمَسْلُوْكَةُ فِي الدِّيْنِ مِنْ غَيْرِ افْتِرَاضٍ وَّلَا وُجُوْبٍ) اس کا کرنیوالا مستحق ثواب ہوتا ہے۔ اور اس کا تارک مستحق سزا اور ملامت ہوتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

امام ابن ہمامؒ نے اس طرح تعریف فرمائی ہے: مَا وَاظَبَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ تَرْكِهٖ اَحْيَانًا" یہ تعریف صحیح معلوم نہیں ہوتی کیونکہ ولاء۔ ترتیب، تیامن، نیت کو آپ نے کبھی ترک نہیں کیا۔ اس کے باوجود یہ سب سنت ہیں۔ لہذا پہلی تعریف زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔

سنّت کا حکم حکم اس کا یہ ہے۔ کہ اس کا منکر بدعتی اور مسئی (گنہگار) ہوتا ہے اگر استخفاف اور توہین کرے گا۔ تو پھر کافر ہوگا۔

اور اس کے سنت ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے عمل نہ کرنے سے مکروہ تنزیہی لازم آتا ہے۔ اجزاء متممہ مکملہ کی طرح ہوتا ہے۔

مستحب کی تعریف مستحب وہ ہوتا ہے۔ جس کے عمل کرنے کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہو۔ اور گاہے خود بھی عمل کیا ہو۔ اور وہ عبادت کے باب سے ہو عادت کے باب سے نہ ہو۔

مستحب کا حکم اس کا منکر نہ کافر ہوتا ہے، نہ فاسق نہ مبتدع نہ عاصی (گنہگار) اس پر عمل کرنے والا ثواب وفضیلت کا مستحق ہوتا ہے۔ ثواب عظیم اس کو حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کا تارک ثواب اور فضیلت سے محروم ہوتا ہے۔ اجزاء محسنہ، مزینہ کی طرح ہوتا ہے۔

مباح مباح وہ ہوتا ہے جس کے کرنے میں ثواب نہ ہو۔ اور نہ کرنے میں کوئی گناہ و سزا نہ ہو۔

حرام کی تعریف حرام وہ ہوتا ہے جس کی حرمت اور ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو۔

حرام کا حکم اس کا منکر کافر ہوتا ہے۔ اور بغیر کسی عذر کے اس کا مرتکب فاسق مستحق عذاب و سزا ہوتا ہے۔

مکروہ تحریمی کی تعریف جس کی ممانعت وناپسندیدگی دلیل ظنی سے ثابت ہو۔

مکروہ تحریمی کا حکم بغیر عذر کے اس کا مرتکب مستحق سزا ہوگا۔ لیکن یہ سزا حرام سے کم درجہ کی ہوگی۔ اور اس کا منکر کافر بھی نہیں ہوتا۔

مکروہ تنزیہی وہ ہوتا ہے کہ جس سے اگر آدمی بچتا ہے تو مستحق ثواب ہوگا۔ اور اس کا مرتکب اگرچہ عذاب و سزا کا مستحق نہیں ہوتا۔ لیکن ایسا کام کرنے میں ایک طرح کی خرابی اور برائی پائی جاتی ہے۔

طہارت کے وجوب کا سبب طہارت نظافت کو اور ازالہ حدث وخبث کو کہتے ہیں۔ اس کے وجوب کا سبب نماز وغیرہ ہے۔ جیسا کہ امام ابن ہمامؒ نے کہا ہے۔

اِرَادَةُ مَا لَا يَحِلُّ اِلَّا بِهَا

یعنی طہارت کا سببِ وجوب ایسی چیز کا ارادہ کرنا ہوتا ہے جو بغیر طہارت کے حلال وجائز نہ ہو۔

(فتح القدیر صفحہ ۱۰ / ۱۲)

طہارت و نظافت کی اہمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ

بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیز کو پسند کرتا ہے

نَظِیفٌ یُحِبُّ النَّظَافَةَ — نظافت والا ہے اور نظافت کو پسند کرتا ہے۔
(ترمذی ص۲۹۹)

طہارت و نظافت اور انسان کے جسم سے حدث (بے وضو ہونے اور جنابت کی حالت) اور خبث (نجاست وغیرہ) کو دُور کرنا ضروری اور واجب ہے۔ بغیر طہارت کے بعض اعمال حلال نہیں ہوتے۔ مثلاً نماز۔ قرآن کریم کو چھونا اور ہاتھ لگانا، نماز جنازہ ادا کرنا، سجدہ تلاوت ادا کرنا۔ حیض و جنابت کی حالت میں مسجد میں داخل ہونا ممنوع ہے۔ حدث اکبر (جنابت) اور حدث اصغر یعنی بول، براز، مذی، ودی وغیرہ سے طہارت ضروری ہے۔

منی (مادہ تولید) خون حیض و نفاس، خون استحاضہ، زخم کا خون نکسیر کا پھوٹنا، پیپ کا خارج ہونا، قے کا آنا، ان سب سے طہارت لازم و ضروری ہوتی ہے۔ اور اس کے علاوہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلنَّظَافَةُ تَدْعُوْا اِلَی الْاِیْمَانِ — کہ نظافت ایمان کی طرف دعوت دیتی ہے۔

(الترغیب و الترہیب ص۱۰۳ ج۱ بحوالہ طبرانی)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ الْاِسْلَامَ نَظِیفٌ فَتَنَظَّفُوْا — نظافت و طہارت حاصل کیا کرو کیونکہ اسلام پاکیزہ اور نظیف ہے

(کنز العمال ص۱۲۹ ج۹ بحوالہ خطیب بغدادی و طبرانی الاوسط)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک

مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ (ترمذی ص۲۴، ابن ماجہ ص۲۴، دارمی ص۱۱۴) — کہ نماز کی چابی طہارت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک اہل قبا کی تعریف میں

فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ (توبہ آیت ۱۰۸) — کہ اس (مسجد قبا) کے ارد گرد ایسے لوگ رہتے ہیں جو طہارت کو پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ طہارت حاصل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَقْبَلُ صَلٰوةً بِغَیْرِ طُهُوْرٍ وَلَا صَدَقَةً مِّنْ غُلُوْلٍ (مسلم ص۱۱۹ ج۱، ترمذی ص۲۶) — کہ بے شک اللہ تعالیٰ طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا اور خیانت کے مال سے صدقہ قبول نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا (توبہ آیت ۱۰۳) — ان کے اموال سے صدقہ وصول کر کے ان کو ظاہر و باطن میں پاک کر دیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (البقرہ آیت ۲۲۲) — اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور طہارت کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (المدثر آیت ۴) — اپنے لباس کو پاک کریں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ (مسلم ص ۱۱۸ ج ۱) — طہارت ایمان کا جزو ہے یا ایمان کا نصف ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ — اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں بنا دے اور طہارت کرنے والوں میں بنا دے۔

اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ (مسند احمد ص ۴۲ ج ۶، ابن ماجہ ص ۲۵، داری ص ۱۴۰ ج ۱، نسائی ص ۵ ج ۱) — مسواک منہ کو پاک کرنے والی ہے۔

ان آیات و احادیث سے طہارت کی اہمیت ظاہر و باہر ہے

طہارت کے پھر کئی درجات ہیں ظاہر کو احداث و اخباث اور فضلات سے پاک کرنا۔ جوارح و اعضاء کو جرائم و آثام سے۔ قلب کو اعتقادات باطلہ اور اخلاق مذمومہ و رذیلہ اور ناپسندیدہ سے اور روح کو عمّا سوی اللہ کے خیال سے پاک کرنا۔

تزکیہ ۔ کہتے ہیں پاک صاف کرنا۔ نکھارنا میل کچیل کو دور کرنا۔ نفس انسانی کو ہر قسم کی نجاستوں اور گندگیوں سے صاف ستھرا صیقل کرنا۔ شہوت و غضب سے پاک کرنا۔ عقل کے تابع کرنا، اور عقل کو شرع کے، نفس کو کفر، شرک، نفاق، شک، الحاد، عقائد باطلہ، نیات فاسدہ، اخلاق ذمیمہ سے، بدن کو فضلات خون، پیپ، بول و براز وغیرہ نجاسات و احداث سے۔

لہٰذا ظاہری طہارت نجاست و ناپاکی سے اور باطنی طہارت شرکیات و شہوانیات سے ضروری ہے حضرت ام معبدؓ کہتی ہیں کہ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا سُنی

يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ وَ عَمَلِيْ مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِيْ مِنَ الْكِذْبِ وَعَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ (فیض القدیر شرح جامع صغیر ص ۲ بحوالہ خطیب بغدادی وبیہقی فی الدعوات ص)

اے اللہ میرے قلب کو نفاق سے اور میرے عمل کو ریا سے ۔ اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک کر دے ، بے شک تو جانتا ہے آنکھوں کی خیانت اور دلوں کی مخفی باتوں کو ۔

کپڑے کی صفائی کپڑے کا پاک صاف ہونا ۔ اور کپڑے حلال کی کمائی سے بنائے گئے ہوں ۔ نماز پڑھتے وقت جگہ پاک ہو قبلہ رو ہو ۔ ظاہری قبلہ تو کعبہ ہے ۔ باطنی قبلہ عرش الہٰی اور مشاہدہ مقصود ہے ۔

حضرت حاتم اصمؒ نے فرمایا کہ " جب نماز کا وقت آتا ہے تو میں ظاہری طہارت (وضوء) پانی سے کرتا ہوں اور باطنی طہارت (وضوء) توحید ، توبہ استغفار رجوع الی اللہ سے کرتا ہوں "

ذوالنون مصریؒ کا قول ہے " کہ عوام کی توبہ گناہوں سے ہوتی ہے اور خواص کی توبہ غفلت سے "

سہل بن عبداللہؒ فرماتے ہیں " توبہ یہ ہے کہ تم اپنے گناہوں کو فراموش نہ کرو حدیث میں ہے ۔

اَلتَّوْبَةُ النَّدَمُ (ابن ماجہ ص ۳۱۳ ، فیض القدیر ص ۲۸۵ ج ۳) یعنی توبہ ندامت کو کہتے ہیں ۔

بزرگان دین کا یہ بھی قول ہے ۔ کہ " جس طرح ظاہری طہارت کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی ۔ اسی طرح باطنی طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی معرفت درست نہیں ہوتی "

حضرت سفیان ثوریؒ نے مرض الموت میں ایک نماز کے لیے ساٹھ مرتبہ طہارت کی اور دعا کی " خدایا مجھے آخری دم تک باوضوء رکھنا "

حضرت شبلیؒ نے مسجد میں آنے کا ارادہ کیا اور وضوء بنایا ۔ ہاتف نے آواز دی ۔ تو نے ظاہر کو تو پاک صاف کر لیا لیکن باطن کی صفائی کہاں ۔ واپس ہوئے تو تمام مال و اسباب میراث و ملک خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دیا ۔ سال بھر صرف وہی کپڑے تھے جن میں نماز پڑھتے تھے ۔ حضرت جنیدؒ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا وہ طہارت بہت اچھی اور نفع بخش ہے ۔ خدا آپکو ہمیشہ طاہر رکھے

حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ نے ۱۴ سال ایک کمبل کے اندر عبادت و ریاضت کرتے

ہوئے گذار دیئے تھے ۔

اسی طرح استنجاء پاک کرنا۔ ڈھیلہ اور پانی سے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اور غُفْرَانَکَ پڑھنا۔ کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

لَاتَبُلْ قَائِماً (ترمذی صـ۲۸ ، ابن ماجہ صـ۲۶) کھڑے ہوکر پیشاب نہ کر۔

رُکے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت۔ کیونکہ اس سے پانی ناپاک ہو جائے گا۔ پھر طہارت کس طرح کرے گا۔ غسلخانہ میں پیشاب کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ کہ اس سے وساوس پیدا ہوتے ہیں۔ استنجاء پاک کرنے کے بعد ہاتھ کو خوب صابن مل کر یا مٹی وغیرہ کے ساتھ صاف کرنا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر آتے تھے۔ ہاتھ مبارک کو زمین پر ملتے تھے۔ (صابن وغیرہ اگر نہ مل سکے) اسی طرح اگر پانی موجود نہ ہو یا پانی استعمال کرنے کی طاقت نہ ہو۔ تو تیمم کرنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ — اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی ڈال دے لیکن وہ

وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ — ارادہ فرماتا ہے کہ تم کو پاک کردے اور اپنی نعمت تم پر

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۶﴾ (مائدہ پ۶) — پوری کردے اور تاکہ تم شکریہ ادا کرو۔

جبتک ظاہری طہارت نجاست ناپاکی سے اور باطن کی طہارت شرکیات و شہوانیات سے نہ ہوگی انسان کا قلب جلوہ گاہ نہیں بن سکیگا۔

دل صاف ہو تو جلوہ گہ یار کیوں نہ ہو — آئینہ ہو تو قابل دیدار کیوں نہ ہو (میر)

لباس کی طہارت وصفائی نجاست سے اور پھر حلال کی کمائی سے بنا ہوا ہو۔

پانی تو طبعی طور پر طہارت کا آلہ ہے۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا (فرقان آیت ۴۸) — اور ہم نے اتارا ہے آسمان کی طرف سے پانی جو خود پاک ہے اور دوسری چیزوں کو پاک کرنے والا ہے

تیمم اس کا بدل ہے

دائیں ہاتھ سے استنجاء پاک کرنے سے ممانعت کی گئی ہے۔ راستہ میں قضاء حاجت سے منع کیا گیا ہے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ غسل کرنا کپڑے بدلنا تیل عطر وغیرہ لگانا یہ سب طہارت کے اصول ہیں۔

عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ — ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس چیزیں فطرت

اَلشَّارِبِ اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ۔ اَلسِّوَاكُ اِسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ قَصُّ الْاَظْفَارِ غَسْلُ الْبَرَاجِمِ نَتْفُ الْاِبِطِ حَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ۔ قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةُ

(مسلم ص۱۲۹/۱، ابوداؤد ص۸/۱)

میں داخل ہیں۔ مونچھوں کا کاٹنا۔ داڑھی کو بڑھانا، مسواک کرنا۔ ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنا ناخن تراشنا انگلیوں کی بیرونی جنٹوں کو میل کچیل سے خوب صاف کرنا بغلوں کے بال اکھاڑنا۔ زیر ناف بال مونڈنا اور پانی سے استنجا کرنا۔ مصعبؒ کہتے ہیں کہ دسویں بات مجھے یاد نہیں۔ غالباً وہ مضمضہ یعنی کلی کرنا ہے۔

مرد با ایمان و نمازی کے لیے فرائض نوافل۔ ذکر الٰہی بغیر طہارت کے ناممکن ہے۔ طہارت سے ملائکہ مقربین اور ارواح طیبہ سے مناسبت پیدا ہوتی ہے۔

دانتوں کو صاف کرنا	سخت زمین پر پیشاب نہ کرنا
راستہ میں بول و براز نہ کرنا	غسل خانے کی نرم زمین پر پیشاب نہ کرنا
سایہ دار درخت کے نیچے بول و براز نہ کرنا	بول و براز کے بعد ڈھیلہ یا پانی سے استنجا کرنا
ماء راکد (رکے ہوئے پانی) میں بول (پیشاب) نہ کرنا	ہاتھ مٹی یا صابن وغیرہ سے پاک کرنا
کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرنا	جمعہ کے دن طہارت کا خاص اہتمام کرنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر طاقت ہوتی تھی طہارت کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے لیے ایک مشفق باپ کی طرح ہوں۔ میں تمہیں تعلیم دیتا ہوں کہ جب تم قضاء حاجت کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف رُخ اور پشت نہ کیا کرو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تین ڈھیلے یا پتھر استعمال کیا کرو (اور گوبر۔ لید۔ ہڈی۔ کوئلہ وغیرہ) سے استنجا نہ پاک کیا کرو۔ اور نہ دائیں ہاتھ سے۔ (ابن ماجہ ص۲۷، نسائی ص۱۶/۱، ابوداؤد ص۳، دارمی ص۱۳۸/۱)

ڈھیلہ۔ پتھر یا پرانا کپڑا یا روئی یا اس مقصد کے لیے جو ردی قسم کا کاغذ بنایا جاتا ہے۔ اس سے استنجا پاک کرو۔ ۱۲ سواتی

فضائل وضو

(۱) عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ علیه وسلم مَا مِنْ اِمْرَءٍ مُّسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلٰوةٌ مَّكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيْرَةً (مسلم ص۱۲۱ ج۱)

حضرت عثمانؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو مرد مسلم کہ اس کے پاس فرض نماز حاضر ہوتی ہے۔ اور وہ اچھی طرح وضوء کرتا ہے۔ اور عاجزی سے وہ نماز پڑھتا ہے اور رکوع کرتا ہے تو وہ نماز اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے جب تک کہ وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔

(۲) اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ (بخاری ص۲۵ ج۱ مسلم ص۱۲۶ ج۱)

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے " میری امت کے لوگ سفید پیشانی سفید ہاتھ اور پاؤں والے ہوں گے وضوء کے آثار سے پس جو چاہتا ہے تم میں سے کہ اپنی سفیدی کو دراز کردے تو اس کو چاہیے کہ وہ دراز کرے"

(۳) اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ خَلِيْلِيْ يَقُوْلُ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ (مسلم ص۱۲۷ ج۱)

حضرت ابوہریرۃؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ مومن کا زیور اس مقام تک پہنچے گا جہاں تک وضو پہنچتا ہے"

(۴) عُثْمَانَ رض مَرْفُوْعًا. مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ (مسلم ص۱۲۵ ج۱)

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے اچھی طرح وضو کیا (سنن وآداب کا خوب خیال رکھا) تو گناہ (صغیرہ) اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اسکے ناخنوں کے نیچے سے نکل جاتے ہیں"

(۵) اِبْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا. مَنْ تَوَضَّاَ عَلٰى طُهْرٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے وضوء طہارت پر کیا یعنی پہلے وضو

(ترمذی ص۳۵ ابن ماجہ ص۲۹)

تھا، بشرطیکہ اس نے نماز وغیرہ پڑھی ہو) تو اس کو دس نیکیاں ملیں گی۔"

⑥ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا۔ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ۔

(مسلم ص۱۲۷ ج۱، ترمذی ص۲۳)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں وہ چیز جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹاتا ہے۔ اور درجات کو بلند کرتا ہے: لوگوں نے عرض کیا۔ حضور ضرور بتلائیں فرمایا، وضو کو کامل بنانا تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے اور کثرت سے قدم اٹھانا مساجد کی طرف اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ بھی رباط ہے (دشمن کے مقابلہ میں اپنے آپ کو مستعد کرنا ہے)

فرائض وضوء

وضو کے فرائض چار ہیں۔ تین اعضاء کا دھونا اور ایک عضو کا مسح کرنا۔ یعنی (۱) منہ کا دھونا (۲) دونوں ہاتھ مع کہنیوں کے دھونے (۳) دونوں پاؤں مع ٹخنوں کے دھونے (۴) سر کا مسح کرنا۔

منہ کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ طولاً۔ پیشانی میں بالوں کے اگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک۔ اور عرضاً۔ دونوں کانوں کی لوؤں کے درمیان کے حصہ کا دھونا اگر سر پہ بال ہوں اور اگر گنجا ہو تو پیشانی کی ہڈی۔ کے بالائی حصہ سے جہاں سر کی ہڈی کا جوڑ ہوتا ہے۔ وہاں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک دھونا فرض ہوگا۔ (شرح وقایہ ص۵۱ تا ۵۲ ج۱)

اور دونوں ہاتھوں میں کلائیوں کے ساتھ کہنیاں بھی داخل ہیں ٹخنے بھی پاؤں میں داخل ہیں

(ہدایہ ص۱۴ ج۱ شرح نقایہ ص۱۴ ج۱ کبیری ص۱۷)

اور سر کا مسح چوتھے حصہ (ربع رأس) تک فرض ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک۔

(ہدایہ ص۱۴ ج۱ شرح نقایہ ص۱۴ ج۱ شرح وقایہ ص۵۵ ج۱، مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کراچی)

اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ثابت ہے۔

① عَنْ مُغِیْرَۃَ بْنِ شُعْبَۃَ ...... وَمَسَحَ بِنَاصِیَتِہٖ (مسلم ص ۱۳۴ ج ۱، ابوداؤد ص ۲۰ ج ۱، منتقی ابن جارود ص ۲۶)

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور ناصیہ (ربع راس) کا مسح کیا۔

② عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَتَوَضَّأُ (الی ان قال) فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَاْسِہٖ۔
(ابوداؤد ص ۲۰ ج ۱، مستدرک حاکم ص ۱۶۹ ج ۱، ومسلم ص ۱۳۴ ج ۱)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے سر کے اگلے حصہ (ربع راس) کا مسح کیا۔

اس سے ـــــ ربع راس کا مسح ہی معلوم ہوتا ہے۔ وضوء کے بارہ میں اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اس طرح فرمایا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ (مائدہ آیت ۶)

اے ایمان والو! جب تم ارادہ کرو نماز کی طرف کھڑے ہونے کا (اور تمہاری طہارت نہ ہو) تو دھو لو اپنے مونہوں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں پر اور دھو لو اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک۔

مسئلہ | اگر ناخن پر آٹا جم گیا ہو تو جب تک اس کو دھوئے گا نہیں اور دُور نہیں کرے گا، وضوء نہیں ہوگا۔ (شرح وقایہ ص ۷۳ ج ۱)

بعض علماء کرام ناخن پالش کو بھی اسی حکم میں شمار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

مسئلہ | نماز۔ سجدہ تلاوت۔ نماز جنازہ، طواف کعبہ، مس مصحف (قرآن کریم کو ہاتھ لگانا) بغیر وضوء کے جائز نہیں۔

مسئلہ | حیض اور نفاس والی جنبی اور بے وضو شخص کے لیے قرآن کی طرح توراۃ کو اور تمام کتب سماویہ کو ہاتھ لگانا بھی مکروہ ہے (شامی ص ۱۶۰ ج ۱، کبیری ص ۶)

سنن وضوء

(۱) نیّت حضرت امام شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ نیت، اعمال کے سلسلہ میں کئی باتوں کو چاہتی ہے سب سے پہلے یہ کہ تم اس شئے کو پہچانو۔ جس کا تم قصد کرتے ہو۔ اور تم یہ بھی جانو کہ تم اس کے کرنے پر مامور ہو۔ اور یہ کہ تم طلب کرو اس بات کی موافقت کو جسکے بارے میں اللہ تعالےٰ نے تمہیں بطور عبادت کے پابند بنایا ہے (

اس کے علاوہ نیت پر اعمال کا دارومدار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوٰی (بخاری ص۲ ج۱ مسلم ص۱۴۲ ج۲) کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ اور ہر آدمی کو وہی کچھ حاصل ہوگا جو اس کی نیت میں ہے۔

اور ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

وَنِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔
(فیض القدیر ص۲۹۱ ج۶، بحوالہ بیہقی وطبرانی)

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے کہ

وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (سورۃ البینۃ ۵) اور ان لوگوں کو نہیں حکم دیا گیا مگر اس بات کا کہ یہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص اس کی اطاعت کرنے والے ہوں

اخلاص فی العبادت بغیر تصحیح نیت کے متصور نہیں۔ نیت جیسی ہوگی عمل ویسا ہی ہوگا۔ نیت دل کے قصد اور ارادہ کو کہتے ہیں۔ زبان سے الفاظ کا ادا کرنا ضروری نہیں۔ عام لوگوں کے لیے یہ اجازت ہے کہ وہ الفاظ بھی اگر ادا کر لیں تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ ان الفاظ کو اگر ضروری اور لازم خیال کریں تو پھر یہ بدعت ہو جائے گی۔

مسئلہ وضوء میں نیت حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت سفیان ثوریؒ، حضرت امام اوزاعیؒ حضرت حسن بصریؒ اور حضرت امام مالکؒ کے نزدیک سنت ہے (السعایہ ص۱۴۱ ج۱)

مسئلہ عبادات غیر مقصودہ مثلاً لباس کا دھونا، مکان کا صاف کرنا۔ بدن سے نجاست کو

دور کرنا وضوء اور غسل وغیرہ میں نیت شرط یا فرض نہیں۔ البتہ یہ مسنون ہے تاکہ اجر و ثواب حاصل ہو سکے اور عبادات مقصودہ مثلاً نماز، روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج وغیرہ میں نیت فرض اور ضروری ہے۔

(شرح وقایہ ص ۶۲/۱ کبیری ص ۵۲)

(۲) **تسمیہ** | یعنی بسم اللہ پڑھنا وضوء سے پہلے سنت ہے (ہدایہ ص ۵/۱ شرح نقایہ ص ۵/۱)
اس کے کئی الفاظ احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ (مجمع الزوائد ص ۲۲/۱ بحوالہ طبرانی فی الصغیر اسنادہ حسن)

(۲) بِسْمِ اللّٰهِ (کنز العمال ص ۱۱۸/۹)

(۳) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (دارقطنی ص ۱/۱ نسائی ص ۲۵/۱ سنن الکبریٰ للبیہقی ص ۴۳/۱ کبیری ص ۲۱ شرح نقایہ ص ۵/۱)

(۴) بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ

یہ الفاظ کسی صحیح مرفوع روایت سے ثابت نہیں اور بقول امام ابن ہمامؒ فقہاء کرام سے منقول ہیں (فتح القدیر ص ۱۴/۱)

مسئلہ | اگر یوں کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، تو اس سے سنت ادا ہو جائے گی (کبیری ص ۲۱ فتح القدیر ص ۱۴/۱)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّا وُضُوْءَ لَهٗ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ۔ (ابوداؤد ص ۱۴/۱ مستدرک حاکم ص ۱۴۶/۱ ابن ماجہ ص ۳۲، دارقطنی ص ۹/۱)

اس کی نماز نہیں جس کا وضوء نہیں۔ اور اس کا وضوء نہیں جس نے اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا (یعنی کامل درجہ کا وضوء نہ ہوگا)

ابی هريرةؓ۔ ابن مسعودؓ۔ ابن عمرؓ مرفوعاً۔ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَذَكَرَ اللّٰهَ فَاِنَّهٗ يُطَهِّرُ جَسَدَهٗ كُلَّهٗ، وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ لَمْ يُطَهِّرْ اِلَّا مَوْضِعَ الْوُضُوْءِ

(دارقطنی ص ۲/۱، ۷۳، سنن الکبریٰ للبیہقی ص ۴۴/۱)

حضرت ابوہریرہؓ۔ حضرت ابن مسعودؓ۔ حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضوء کیا اور اللہ کا نام لیا تو یہ اس کے سارے جسم کو پاک کر دیتا ہے۔ اور جس نے اللہ کا نام نہ لیا اس کے صرف وضوء والے اعضاء پاک ہوتے ہیں

مسئلہ صحیح بات یہ ہے کہ دو دفعہ بِسْمِ اللّٰہِ کہے پہلی مرتبہ استنجار کرنے سے پہلے (جب کہ استنجار کے لیے کشف عورت کرنا چاہتا ہو اس سے پہلے) اور دوبارہ جب کہ اعضار وضو کو دھونے لگے (ہدایہ ص۵ ج۱ کبیری ص۲۱)

مسئلہ اگر وضور کے ابتدار میں بِسْمِ اللّٰہِ کہنا بھول گیا تو درمیان میں کہنے سے سنت ادا نہ ہو گی۔ کیونکہ وضور عمل واحد ہے۔ برخلاف طعام کے کہ اس کا ہر ہر لقمہ اور ہر ہر گھونٹ الگ الگ عمل ہے۔ وہاں سنت ادار ہو جائے گی (کبیری ص۲۲ وَکَذَا حَقَّقَ ابْنُ هُمَامٍ فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ ص۱۵ ج۱)

مسئلہ بعض لوگ وضور سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھتے ہیں اس کا حکم نہیں ہے۔ خلاف سنت ہے۔

مسئلہ وضور کامل بنانا چاہیئے وعید آئی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ (مسلم ص۱۲۵ ج۱، ابوداود ص۱۳ ج۱)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاکت ہے ایڑیوں کے لیے دوزخ کی آگ سے وضور کامل بناؤ (یعنی ایڑیوں کی کوئی جگہ خشک نہ بچنے پائے۔

(۳) تثلیث تثلیث یعنی تین تین مرتبہ اعضار وضور کو دھونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک سے ثابت ہے۔ تمام صحاح ستہ میں اس کی احادیث موجود ہیں۔

(۴) مسواک کرنا مسواک کرنا سنت ہے۔

(ہدایہ ص۵ ج۱ شرح نقایہ ص۱ ج۱، کبیری ص۳۲، ۳۳)

۱۔ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَرْفُوْعًا۔ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ (بخاری ص۱۲۲ ج۱ مسلم ص۱۲۹ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ محسوس کرتا تو ان کو حکم دیتا مسواک کرنے کا ہر نماز کے لیے

۲۔ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا مرفوعاً عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ (الی ان قال) وَالسِّوَاكُ (مسلم ص۱۲۹ ج۱، ابن ماجہ ص۲۵)

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ دس چیزیں فطرت کی ہیں ان میں ایک مسواک ہے۔

(۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَلسِّوَاکُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ (مسند احمد ص۶۲ ج۶ دارمی ص۱۴۲ ج۱ نسائی ص۵ ج۱)

حضرت عائشہ رضی کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک منہ کو پاک کرنے والی — رب کو راضی کرنے والی ہے۔

(۴) وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ (الی ان قال) وَالسِّوَاکُ

حضرت ابو ایوب رضی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ کہ چار چیزیں رسولوں کی سنت میں سے ہیں۔ ان میں ایک مسواک بھی ہے۔

(۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَفْضُلُ الصَّلٰوۃُ الَّتِیْ یُسْتَاکُ لَهَا عَلَی الصَّلٰوۃِ الَّتِیْ لَا یُسْتَاکُ لَهَا سَبْعِیْنَ ضِعْفًا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ وہ نماز جس کے لیے مسواک کیا گیا ہو وہ اس سے ستر مرتبہ فضیلت والی ہوتی ہے، جس کے لیے مسواک نہ کیا گیا ہو۔

(زجاجۃ المصابیح ص۹۵ ج۱ بحوالہ البیہقی فی شعب الایمان)

مسئلہ مسواک ہر درخت کی روا ہے۔ بہتر پیلو۔ نیم۔ کیکر۔ زیتون۔ کھچین وغیرہ کڑوے خشک۔ تر ہر قسم کی مسواک کا استعمال کرنا درست ہے۔ (کبیری ص۲۳)

مسئلہ مسواک چھوٹی انگلی کے برابر موٹی اور تقریباً ایک بالشت ہو (شرح نقایہ ص۶ ج۱)

مسئلہ مسواک بالعرض کرنی چاہیے نہ کہ بالطول یعنی مسواک کو دانتوں پر دائیں بائیں چلانا چاہیے نہ کہ اوپر۔ نیچے (شرح نقایہ ص۶ ج۱ کبیری ص۲۳)

عَنْ بُهْزٍ رضی کَانَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَسْتَاکُ عَرْضًا۔

(کنز العمال ص۲۷۶ ج۹ بحوالہ ابن عساکر و ابو نعیم)

حضرت بھز رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسواک عرضاً کرتے تھے۔

مسئلہ برش استعمال کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ حرام بالوں سے بنا ہوا نہ ہو۔ لیکن سنت اس سے ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ مسواک مردوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عورتوں کے لیے بھی اسی طرح سنت ہے۔

(۵) مضمضہ مضمضہ یعنی منہ میں پانی ڈال کر کلی کرنا (ہدایہ ص۵ ج۱، شرح نقایہ ص۶ ج۱)

مسئلہ وضوء اور غسل میں غرغرہ سنت ہے۔ الّا یہ کہ روزہ کی حالت ہو۔

عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اِذَا تَوَضَّأْتَ فَاَبْلِغْ فِي الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا (نیل الاوطار ص۱۵۱ ج۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم وضوء کرو تو مضمضہ (کلی کرنے) استنشاق (ناک میں پانی ڈالنے) میں خوب مبالغہ کیا کرو مگر روزہ کی حالت میں مبالغہ نہ کرو۔

(۶) استنشاق ناک میں پانی ڈال کر اس کو جھاڑنا اور صاف کرنا (ہدایہ ص۵ ج۱، شرح نقایہ ص۶ ج۱)

(۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی وضوء کرے تو فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا (بخاری ص۴۵ ج۱، مسلم ص۱۲۴ ج۱) تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالکر ناک کو خوب جھاڑ دے

(۲) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي اَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَسْتَنْثِرْ (بخاری ص۲۸ ج۱، مسلم ص۱۲۴ ج۱، ابوداؤد ص۱۹ ج۱، نسائی ص۲۶ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی وضوء کرتا ہے تو اس کو چاہیے کہ ناک میں پانی ڈالے اور اچھی طرح اس کو جھاڑے۔

(۷) تخلیل اللحیہ ڈاڑھی کا خلال کرنا بھی سنت ہے۔ (ہدایہ ص۵ ج۱، شرح نقایہ ص۷ ج۱)

عَنْ اَنَسٍ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ اَخَذَ كَفًّا مِّنْ مَّاءٍ فَاَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ وَقَالَ هٰكَذَا اَمَرَنِي رَبِّي (ابوداؤد ص۱۹ ج۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب وضوء کرتے تھے تو پانی ہاتھ میں لے کر جبڑے کے نیچے ڈالتے تھے اور پھر ڈاڑھی مبارک کا خلال کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ مجھے میرے رب نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔

۸۔ انگلیوں کا خلال کرنا

ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے۔
(ہدایہ ص۵ ج۱ شرح نقایہ ص۸ ج۱)۔

(۱) عَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبُرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَخَلِّلْ بَيْنَ الْاَصَابِعِ (ترمذی ص۱۲ ج۱ حسن صحیح مستدرک حاکم ص۱۴۸ ج۱ نسائی ص۳۱ ج۱)

حضرت لقیط بن صبرۃؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم وضو کرو تو کامل طریقہ پر اور اچھی طرح وضو کرو۔ اور انگلیوں کے درمیان خلال کرو۔

(۲) عَنْ عَائِشَةَ رضـ مَرْفُوْعًا۔ خَلِّلُوْا بَيْنَ اَصَابِعِكُمْ، لَا يُخَلِّلُ اللّٰهُ تَعَالٰى بَيْنَهَا بِالنَّارِ،
(دار قطنی ص۹۵ ضعیف)

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انگلیوں کے درمیان خلال کیا کرو تاکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے ان کا خلال نہ کرائے۔

۹۔ پورے سر کا مسح

تمام سر کا ایک ہی مرتبہ مسح کرنا سنت ہے (ہدایہ ص۶ ج۱ شرح نقایہ ص۸ ج۱)
عبداللہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو

فَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَاَدْبَرَ بِهَا
(بخاری ص۳۲ ج۱، ترمذی ص۳۱)

تمام سر کا مسح کیا سامنے اور پیچھے سے بھی۔

۱۰۔ کانوں کا مسح

کانوں کا مسح کرنا بھی سنت ہے۔
(ہدایہ ص۵ ج۱ شرح نقایہ ص۸ ج۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم مَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَاُذُنَيْهِ بَاطِنَهُمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَظَاهِرَهُمَا بِاِبْهَامَيْهِ
(نسائی ص۲۹ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ نے سر کا مسح کیا اور دونوں کانوں کا مسح بھی کیا۔ اندرونی حصہ کا مسح شہادت کی انگلیوں سے اور ظاہری حصہ کا دونوں انگوٹھوں سے۔

۱۱۔ ترتیب

ترتیب سے وضو کرنا۔ (ہدایہ ص۶ ج۱ شرح نقایہ ص۸ ج۱)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر مرتب وضو ثابت نہیں۔

۱۲۔ موالات

یعنی پے در پے وضو کرنا ایک عضو کے دھونے سے دوسرے عضو کے دھونے تک

اتنا وقفہ نہ ہو کر پہلا عضو خشک ہو جائے (شرح نقایہ ص۹ ج۱، کبیری ص۲۵)

۱۲۔ دلک — دلک (اعضاء وضوء کا ملنا) بھی سنت ہے۔ (شرح نقایہ ص۹ ج۱، کبیری ص۲۷ ج۱)

مسئلہ — انگوٹھی اگر ڈھیلی ہوئی ہو تو وضوء کرتے وقت اس کو حرکت دینا سنت ہے۔ اگر انگوٹھی تنگ نہ ہو اور اگر تنگ ہو تو اس کو حرکت دینا ضروری ہے۔ تاکہ پانی اس کے نیچے پہنچ جائے۔ (کبیری ص۲۴)

۱۔ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رض کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا تَوَضَّأَ حَرَّكَ خَاتَمَهٗ (دارقطنی ص۳۲ ج۱)

ابو رافع رض کہتے ہیں کہ جب آپ وضوء کرتے تھے تو انگوٹھی کو انگلی میں حرکت دیتے تھے۔

۲۔ عن مُجَمِّعِ بْنِ عتاب عَنْ ابیہ قَالَ وَضَّأْتُ عَلِيًّا رض فَحَرَّكَ خَاتَمَهٗ (ابن ابی شیبہ ص۲۹ ج۱)

حضرت عتابؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو وضوء کرایا۔ تو آپ نے اپنی انگوٹھی کو اچھی طرح ہلایا۔

۳۔ عن ابی تمیم الجیشانی اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ اِذَا تَوَضَّأَ حَرَّكَ خَاتَمَهٗ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹ ج۱)

ابو تمیم جیشانی رح روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ جب وضوء کرتے تھے تو اپنی انگوٹھی کو ہلاتے تھے۔

مستحبات وضوء

۱۔ بغیر عذر کے کسی دوسرے سے وضوء کرنے میں مدد نہ لینا (شرح نقایہ ص۹ ج۱، کبیری ص۳۱)

۲۔ قبلہ رخ ہونا۔ (شرح نقایہ ص۹ ج۱)

۳۔ دائیں طرف سے شروع کرنا۔ (شرح نقایہ ص۹ ج۱، ہدایہ ص۶ ج۱)

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ شَأْنِهٖ كُلِّهٖ فِيْ طُهُوْرِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ (بخاری ص۲۶ ج۱، مسلم ص۱۳۲ ج۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام کاموں میں جہاں تک ممکن ہوتا دائیں طرف کو زیادہ پسند فرماتے۔ طہارت، کنگھی پھیرنے اور جوتا پہننے میں۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَبِسْتُمْ وَاِذَا

حضرت ابو ہریرۃ رض روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، جب تم لباس پہنو

تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوْا بِمَيَامِنِكُمْ — اور جب تم وضو کرو تو دائیں طرف پہلے شروع کرو

(ابوداود ۲/۲۱۵ ابن ماجہ ۱/۳۲)

۴۔ مسح الرقبہ

یعنی گردن کا مسح کرنا۔ صحیح بات یہ ہے کہ گردن کا مسح مستحبات میں سے ہے اس کا کرنا زیادہ بہتر ہے بنسبت اس کے ترک کے۔ (شرح نقایہ ۱/۹)

۱۔ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم انصاریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور سر کا مسح کیا۔

فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ

(مسلم ۱/۱۲۲، بخاری ۱/۳۱)

سامنے کے حصہ پر اور پچھلے حصہ پر بھی ابتدا سامنے کے حصہ سے کی۔ پھر دونوں ہاتھوں کو پیچھے گدی (گردن) تک لے گئے (قفا سر کے پچھلے حصہ کو کہتے ہیں جو گردن کے ساتھ متصل ہے مناسب یہی ہے کہ سر کے ساتھ گردن پر بھی ہاتھ پھیر دیے جائیں۔

۲۔ عن ابن عمرؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ بِيَدَيْهِ عَلٰى عُنُقِهِ وُقِيَ الْغُلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

(تلخیص الجبیر ۱/۹۳)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے وضو کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے گردن کا مسح کیا تو وہ شخص قیامت کے دن طوق سے بچایا جائے گا۔ (اس کی گردن میں عذاب کا طوق نہیں ڈالا جائے گا)

۳۔ عَنْ مجاهدٍ عن ابن عمرؓ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا مَسَحَ رَأْسَهٗ مَسَحَ قَفَاهُ مَعَ رَأْسِهِ (بیہقی ۱/۶۰)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ جب سر پر مسح کرتے تھے تو ——— گردن کا مسح بھی سر کے مسح کے ساتھ کرتے تھے۔

۵) دلک یعنی مل کر اعضاء وضو کا دھونا۔ صحیح بات یہ ہے کہ دلک مستحبات میں سے ہے۔ اگرچہ اس کا ذکر سنن میں بھی کیا گیا ہے

۶۔ اطمینان سے وضو کرنا۔

۷۔ کپڑوں کو قطروں سے (چھینٹوں) سے محفوظ رکھنا۔

۸۔ ہر فرض نماز کے لیے تازہ وضوء کرنا۔

۹۔ قطعہ خاتم کو ہلانا اور حرکت دینا۔ یعنی ہاتھ کی انگوٹھی کو اور کان کی بالی کو حرکت دینا۔

كَمَا فِي حَدِيثِ أَبِي رَافِعٍ رض قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ وُضُوْءَ الصَّلٰوةِ حَرَّكَ خَاتَمَهُ فِي إِصْبَعِهِ۔ (دارقطنی ص۸۳ ج۱، ابن ماجہ ص۳۵)

جیسا کہ حضرت ابو رافع رض کی روایت میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضوء کرتے تھے تو ہاتھ کی انگلی میں انگوٹھی کو حرکت دیتے تھے۔

بعض نے اس کو مستحبات میں شمار کیا ہے۔

۱۰۔ قبل از وقت وضوء کرنا۔ (کبیری ص۲۸)

۱۱۔ وضوء کے بعد اگر وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ الوضوء ادا کرنا مستحب ہے۔

۱۲۔ وضوء کے بعد ادعیہ کا پڑھنا۔ (شرح نقایہ ص۹ ج۱)

ادعیہ وضوء

۱۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (مسلم ص۱۲۲ ج۱)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

۲۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (ترمذی ص۲۴)

اے اللہ! مجھ کو توبہ کرنیوالوں میں سے بنا دے اور مجھے طہارت اور پاکی حاصل کرنیوالوں میں سے بنا دے۔

۳۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ اَللّٰهُمَّ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ (ابن سنی ص۲۲)

پاک ہے تیری ذات اے اللہ اور میں تیری حمد کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اے اللہ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

۴۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ (ابن سنی ص۲۱)

اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے گھر کو وسیع بنا دے اور مجھے میرے رزق میں برکت دے۔

مسئلہ وضوء کے بعد بعض حضرات اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ پڑھتے ہیں۔ اس کا کسی صحیح روایت میں ذکر نہیں ہے۔ بعض مشائخ کرام کے معمولات میں اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ اور دیگر ادعیہ کے پڑھنے کا ذکر اگرچہ ملتا ہے۔ لیکن صحیح احادیث میں اس کا ثبوت نہیں۔ اور جو روایات اس سلسلہ میں ذکر کی جاتی ہیں۔ وہ قابل اعتبار نہیں اس کا التزام کرنا اور اس کو مستحب جاننا خلاف سنت ہے۔

مسئلہ وضوء کرنے کے بعد رومال تولیہ وغیرہ سے پونچھنا یا پانی خشک کر لینا جائز ہے۔

عَنِ الْحَسَنِؒ وَابْنِ سِیْرِیْنَؒ قَالَا لَا بَأْسَ بِاَنْ یَّمْسَحَ الرَّجُلُ وَجْهَهٗ مِنَ الْوُضُوْءِ قَبْلَ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالْمِنْدِیْلِ اَوْقَالَ بِالثَّوْبِ (مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۸۲ ج ۱)

حضرت امام حسن بصریؒ اور امام ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنے سے پہلے وضوء کرنے کے بعد کوئی شخص رومال (تولیہ وغیرہ) سے اپنے چہرہ کو پونچھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

مکروہات وضوء

۱۔ مسجد میں وضوء کرنا مکروہ ہے۔ تاکہ مستعمل پانی مسجد میں نہ گرے۔

۲۔ نجس اور ناپاک جگہ وضوء کرنا۔

۳۔ قبلہ رخ بلغم وغیرہ کا تھوکنا یا پھینکنا۔

۴۔ وضوء کرتے وقت بغیر ضرورت کے دنیاوی باتیں کرنا۔ (نورالایضاح صفحہ ۳)

۵۔ چہرے پر زور سے پانی پھینکنا۔ (نورالایضاح صفحہ ۳)

۶۔ وضوء میں زیادہ پانی صرف کرنا۔ اسراف اور گناہ ہے۔ (نورالایضاح صفحہ ۳)

۷۔ داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔

نواقض وضوء

جن چیزوں سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے

۱۔ بول وبراز کے راستے سے جو چیز بھی (مثلاً پیشاب، پاخانہ، ریح۔ دیدان (کیڑے) اور سنگریزہ

وغیرہ) خارج ہو اس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (ہدایہ ص۱ شرح نقایہ ص۹ کبیری ص۱۲۴)

۱۔ اَوْ جَاءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ ۔ (مائدہ آیت ۶)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "یا تم میں سے کوئی شخص اگر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو نماز کے لیے اس کو طہارت کرنی ضروری ہوگی"

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ اَلْوُضُوْءُ مِمَّا خَرَجَ (بیہقی ص۱۱۶ ج۱)

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ وضوء اس چیز سے ضروری ہوتا ہے جو خارج ہو۔

۳۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ فِي الَّذِيْ يَتَوَضَّأُ وَيَخْرُجُ ۔ الدُّوْدُ مِنْ دُبُرِهٖ قَالَ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ وَكَذٰلِكَ قَالَ الْحَسَنُ وَجَمَاعَةٌ ۔ (بیہقی ص۱۱۶ ج۱ ابن ابی شیبہ ص۳۹ ج۱ مصنف عبدالرزاق ص۱۴۴ ج۱)

حضرت عطاء بن ابی رباحؒ نے کہا ہے کہ جو شخص وضوء کرتا ہے۔ اور پھر اس کے براز کے راستہ سے کوئی کیڑا خارج ہوتا ہے تو اس پر وضوء کرنا ضروری ہوتا ہے۔ حضرت حسنؒ اور فقہاء و محدثین کی ایک جماعت نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

۴۔ قَالَ عَطَاءٌ فِيْمَنْ يَخْرُجُ مِنْ دُبُرِهٖ الدُّوْدُ اَوْ مِنْ ذَكَرِهٖ نَحْوُ الْقَمْلَةِ يُعِيْدُ الْوُضُوْءَ (بخاری ص۲۹ ج۱)

حضرت عطاءؒ سے منقول ہے جس شخص کے براز کے راستہ سے کیڑا خارج ہو یا بول کے راستہ سے جوں وغیرہ جیسی کوئی چیز خارج ہو اس پر ضروری ہے کہ وہ دوبارہ وضوء کرے۔

۵۔ قَالَ عَطَاءٌ تَوَضَّأْ مِنْ كُلِّ حَدَثٍ مِنَ الْبَوْلِ وَالْخَلَاءِ وَالْفُسَاءِ وَالضُّرَاطِ وَمِنْ كُلِّ حَدَثٍ يَخْرُجُ مِنَ الْاِنْسَانِ (مصنف عبدالرزاق ص۱۳۹ ج۱)

حضرت عطاءؒ نے کہا وضوء کرو۔ ہر حدث سے بول ہو یا براز۔ یا بے آواز ہوا خارج ہو۔ یا پاد وغیرہ جو انسان سے خارج ہو۔

(۲) خون۔ پیپ۔ ریم۔ صدید (پتلا زرد پانی) جسم کے کسی حصے سے خارج ہو کر بہنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (جامع صغیر ص۷ ہدایہ ص۱۰ ج۱ شرح نقایہ ص۱۰ ج۱ کبیری ص۱۳۱)

۱۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا رَعَفَ انْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ (موطا امام مالک ص۲۷)

نافعؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو جب نکسیر پھوٹتی تھی وہ واپس پلٹ کر وضوء کرتے تھے۔

۲۔ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ کَانَ لَا یَرَی الْوُضُوْءَ مِنَ الدَّمِ اِلَّا مَا کَانَ سَائِلًا۔ (مصنف ابن شیبہ ص۱۲۷ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ وہ ایسے خون سے وضوء ضروری خیال کرتے تھے جو اپنے مقام سے نکل کر بہ جائے۔

مسئلہ آنکھ کے اندر اگر کوئی پھنسی۔ دانہ وغیرہ ٹوٹ گیا اور باہر نہیں نکلا تو وضوء نہیں ٹوٹا۔ اگر باہر نکلا تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔ (شرح وقایہ ص۶۷ ج۱)

مسئلہ کان میں درد ہو اور جو پانی وغیرہ اس سے بہ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ تھوک خون ملا ہوا اگر خارج ہو تو جو غالب ہوگا اس کا حکم ہوگا (شرح نقایہ ص۱۱ج۱ شرح وقایہ ص۶۷ ج۱)

عَنِ الْحَسَنِ فِیْ رَجُلٍ بَزَقَ فَرَاٰی فِیْ بُزَاقِهٖ دَمًا اَنَّهٗ لَمْ یَرَ ذٰلِکَ شَیْئًا حَتّٰی یَکُوْنَ دَمًا غَلِیْظًا یَعْنِی الْبُزَاقَ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲۴ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ نے کہا کہ جس شخص نے اپنے تھوک میں خون دیکھا تو جب تک گاڑھا خون نہ ہو یعنی تھوک پر جب تک غالب نہ ہو اس وقت تک اس سے وضوء نہیں کرنا پڑتا۔

۲۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ فِی الرَّجُلِ یَبْزُقُ فَیَکُوْنُ فِیْ بُزَاقِهِ الدَّمُ قَالَ اِذَا غَلَبَتِ الْحُمْرَةُ الْبَیَاضَ تَوَضَّأَ وَاِذَا غَلَبَ الْبَیَاضُ الْحُمْرَةَ لَمْ یَتَوَضَّأْ (ابن ابی شیبہ ص۱۲۴ ج۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا جو شخص تھوک میں خون دیکھتا ہے اگر سفیدی پر سرخی غالب ہو تو وضوء کرے اور اگر سرخی پر سفیدی غالب ہو تو وضوء نہ کرے

۳۔ عن ابْنِ سِیْرِیْنَؒ فِی الرَّجُلِ یَبْصُقُ دَمًا قَالَ اِذَا کَانَ الْغَالِبُ عَلَیْهِ الدَّمَ تَوَضَّأَ (مصنف عبدالرزاق ص۱۴۸ ج۱)

امام ابن سیرینؒ نے بھی یہی کہا ہے۔ کہ اگر تھوک پر خون غالب ہو تو وضوء کرے (ورنہ نہیں)

مسئلہ پچھنا یا جونک لگوانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگرچہ بدن پہ خون کا نشان نہ ہو۔ (شرح وقایہ ص۶۸ ج۱)

مسئلہ انجکشن (ٹیکہ) لگوانے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ اگر خون یا رطوبت خارج ہو ورنہ نہیں۔

مسئلہ نکسیر سے امام ابوحنیفہؒ۔ سفیان ثوریؒ۔ اسحٰق بن راہویہؒ۔ امام احمدؒ وغیرہم کے نزدیک وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ امام شافعیؒ۔ امام مالکؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا۔

عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَؓ كَانَ اِذَا رَعُفَ اِنْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ (موطا امام مالک صلا ۲۰)

حضرت ابن عمرؓ کو جب نکسیر پھوٹتی تھی تو پلٹ کر وضوء کرتے تھے۔

۲۔ منہ بھر کر قے آنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (جامع صغیر ص، ہدایہ ج۱ ص۸، شرح نقایہ ج۱ ص، کبیری ص۱۲۹)

۱۔ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَهُ قَيْءٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلَسٌ اَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ (ابن ماجہ ص۸۵، دارقطنی ج۱ ص۱۵۵)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو قے آجائے یا نکسیر پھوٹ جائے یا مذی خارج ہو جائے اس کو پلٹ کر وضوء کرنا چاہیے (کہ اس کا وضوء نہیں رہا)

۲۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَتَوَضَّأَ فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ صَدَقَ وَاَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوْءَهُ

(ترمذی ص۲۹، مسند احمد ج۶ ص۴۴۳)

حضرت ابو درداءؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قے آئی تو آپ نے وضوء کیا (معدان بن ابی طلحہؒ نے کہا کہ) میں دمشق کی مسجد میں حضرت ثوبانؓ (حضور علیہ السلام کے خادم) سے ملا اور میں نے یہ ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت ابو الدرداءؓ صحیح کہتے ہیں، کیونکہ میں نے ہی حضور علیہ السلام کے لیے وضوء کا پانی ڈالا تھا۔

۳۔ مغيرة عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الْقَلَسِ فَقَالَ ذٰلِكَ الدَّسْعُ اِذَا ظَهَرَ فَفِيْهِ الْوُضُوْءُ (ابن ابی شیبہ ج۱ ص۴۶)

مغیرہؒ نے حضرت ابراہیمؒ سے قے کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ قے اگر منہ بھر کر آئے تو اس سے وضوء کرنا ضروری ہوتا ہے۔

۴۔ قَالَ عَطَاءٌؒ فِي الْقَلَسِ وُضُوْءٌ (ایضاً)

حضرت عطاءؒ نے بھی یہی کہا ہے کہ جو قے منہ بھر کر آئے۔

۵۔ وَقَالَ عَطَاءٌؒ هُوَ حَدَثٌ (ایضاً)

یہ حدث ہے۔ اور اس میں وضوء کرنا پڑتا ہے۔

مسئلہ قے میں اگر بلغم خارج ہو تو وضوء نہیں ٹوٹتا (جامع صغیر ص، شرح نقایہ ج۱ ص۱۱، ہدایہ ج۱ ص۸، شرح وقایہ ج۱ ص۶۸، کبیری ص۱۲۹)

۴۔ نوم مضطجعاً یعنی نیند کا آنا لیٹنے کی حالت میں یا کسی چیز سے تکیہ یا ٹیک لگا کر کہ اگر اس چیز کو ہٹایا جائے تو یہ گر پڑے، یا کروٹ کے بل سونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔

(ہدایہ ج۱ ص۹، شرح نقایہ ج۱ ص۱۱)

١- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّمَا الْوُضُوْءُ عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ۔

(ابوداؤد ص۲۷ ج۱ ترمذی ص۲۷ بیہقی ص۱۲۱ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی چت لیٹ جائے تو اس پر وضوء کرنا لازم ہے۔ کیونکہ جب وہ چت لیٹے گا تو اس کے اعضاء ڈھیلے ہو جائیں گے (اور گمان غالب ہے کہ ہوا خارج ہو کر وضوء ٹوٹ جائے گا۔)

امام ابوداؤدؒ نے اس حدیث کے راوی ابوخالد یزید الدالانیؒ کے بارے میں کہا ہے کہ ان کا سماع قتادہؒ سے ثابت نہیں، لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ علامہ ماردینیؒ نے الجوہر النقی میں کمال کے حوالے سے لکھا ہے کہ سماع ثابت ہے۔ اور امام ابن جریر طبریؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے (الجوہر النقی علی البیہقی ص۱۲۱ ج۱)

٢- زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَلْيَتَوَضَّأْ۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جو چت لیٹنے کی حالت میں سو گیا اس پر وضوء کرنا لازم ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۲۹ ج۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۲ ج۱)

مسئلہ قیام، قعود، رکوع، سجدہ (ہیئۃ مسنون پر) اور قعدہ کی حالت میں نیند سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔

(ہدایہ ص۹ ج۱ شرح نقایہ ص۱۱ ج۱ کبیری ص۱۲۷)

١- عَنْ أَنَسٍؓ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُوْنَ فَيُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّؤُوْنَ

(ابوداؤد ص۲۷ ج۱، ترمذی ص۲۷)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ سوتے تھے (یعنی اس ہیئۃ پر جس سے وضوء نہیں ٹوٹتا) اور پھر نماز پڑھتے تھے اور وضوء نہیں کرتے تھے۔

٢- أَبِي هُرَيْرَةَؓ قَالَ لَا عَلَى السَّاجِدِ النَّائِمِ وُضُوْءٌ حَتّٰى يَضْطَجِعَ فَإِذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّأَ (بیہقی ص۱۲۲ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جو سجدہ کی حالت میں سوئے اس پر وضوء نہیں۔ یہاں تک کہ چت لیٹ کر سوئے تو پھر اس پر وضوء ہوگا۔

٣- عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ جَالِسٌ فَلَا يَتَوَضَّأُ وَإِذَا نَامَ مُضْطَجِعًا أَعَادَ الْوُضُوْءَ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۳۰ ج۱)

حضرت ابن عمرؓ جب بیٹھے بیٹھے سو جاتے تھے تو وضوء نہیں کرتے تھے اور جب چت لیٹ کر سوتے تھے تو پھر وضوء دوبارہ کرتے تھے۔

۵۔ بیہوشی اور جنون لاحق ہونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (ہدایہ ص۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲ ج۱، کبیری ص۱۴۰)

۱۔ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ إِذَا أَفَاقَ الْمَجْنُوْنُ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ (مصنف عبدالرزاق ص۱۲۳ ج۱)

حضرت حماد رح کہتے ہیں جب دیوانہ آدمی دورہ کی حالت سے ہوش میں آئے تو اس کو نماز کے لیے وضو کرنا چاہیئے۔

۶۔ رکوع و سجود والی نماز میں بالغ نمازی کے قہقہہ (اتنی آواز میں ہنسنا کہ ساتھ والا آدمی سن لے) لگانے سے نماز اور وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (ہدایہ ص۹ ج۱، کبیری ص۱۴۱، شرح نقایہ ص۱۲ ج۱)

۱۔ عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ ضَحِكَ أَنْ يُّعِيْدَ الْوُضُوْءَ وَيُعِيْدَ الصَّلٰوةَ

(مجمع الزوائد ص۲۴۶ ج۱ بحوالہ طبرانی فی الکبیر)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو شخص نماز میں ہنسا ہے تو وضوء اور نماز دونوں کا اعادہ کرے۔ (دوبارہ پڑھے)

۲۔ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ قَهْقَهَ فِيْ صَلٰوتِهِ أَعَادَ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوةَ

(الجوہر النقی علی البیہقی ص۱۴۶ ج۱)

حضرت معبد بن ابی معبد رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز میں قہقہہ لگایا تو وہ وضوء اور نماز کا اعادہ کرے۔

۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحِكَ فِيْ صَلَاتِهِ فَلْيُعِدِ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوةَ (الجوہر النقی علی البیہقی ص۱۴۶ ج۱)

حضرت ابن عمر رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی نماز میں ہنسا تو اس کو دوبارہ وضوء کرنا چاہیئے اور دوبارہ نماز پڑھنی چاہیئے۔

۷۔ مذی اور ودی کے خارج ہونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (ہدایہ ص۱۲ ج۱)

مسئلہ وضوء کے بعد اگر خود برہنہ ہو جائے یا کسی برہنہ کو دیکھ لے تو اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ پہلے وضوء کیا تھا پھر اگر یاد نہ رہے کہ وضوء ہے یا جاتا رہا تو اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ (کبیری ص۱۴۵)

مسئلہ شک ہو کہ وضوء کیا تھا یا نہیں تو اس سے نماز نہیں ہوگی۔ وضوء کرے پھر نماز پڑھے۔ (کبیری ص۱۴۵)

مسئلہ ناخن کاٹنے اور بال منڈانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ (کبیری ص۱۴۵)

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ أَخَذَ مِنْ شَعْرِهِ أَوْ أَظْفَارِهِ فَلَا وُضُوْءَ عَلَيْهِ (بخاری ص۲۹ ج۱)

حضرت حسن بصری رح نے کہا ہے کہ جس شخص نے اپنے بال کٹوائے (یا منڈائے) یا ناخن ترشوائے تو اس پر دوبارہ وضوء

نہیں۔ (یعنی اس کا وضوء نہیں ٹوٹتا۔

استنجاء

اصل میں یہ نجو سے ماخوذ ہے۔ نجوۃ مکان مرتفع کو کہتے ہیں۔ جس طرح بول و براز کرنے والا شخص مکان مرتفع کا طلب گار ہوتا ہے تاکہ قضائے حاجت کے وقت تستر حاصل کر سکے۔ اسی طرح استنجا کرنے والا بھی تستر کو اختیار کرتا ہے

استنجاء کا معنیٰ ہوتا ہے مقام نجو کو صاف کرنا۔ انسان کے پیٹ سے جو چیز سبیلین (مقام بول و براز) سے خارج ہوتی ہے۔ بشرطیکہ وہ ذی جرم ہو۔ تو اس مقام کو صاف کرنا استنجاء کہلاتا ہے۔ بول و براز وغیرہ میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ البتہ ریح کے خارج ہونے سے استنجا نہیں کرنا پڑتا جیسا کہ نوم سے بھی استنجا نہیں ہوتا۔ صرف وضوء ہی ضروری ہوتا ہے۔ استنجاء پتھر۔ ڈھیلے۔ پرانی روئی (لوگڑ) کپڑا وغیرہ سے پاک کرے۔ یہاں تک کہ وہ مقام بالکل صاف ہو جائے۔

یہ استنجا سنت ہے جب کہ نجاست ایک درہم کی مقدار سے متجاوز نہ ہو۔ بعض ائمہ کرام (جیسا امام مالکؒ۔ شافعیؒ، احمدؒ) کے نزدیک مطلق استنجاء واجب ہے۔ لیکن احناف کرام یہ کہتے ہیں کہ اگر نجاست مخرج سے متجاوز یعنی ایک درہم کی مقدار یا اس سے زیادہ ہو تو پھر استنجاء کرنا واجب ہو گا۔ ورنہ پہلے ڈھیلے وغیرہ سے استنجا کرنا سنت ہے اور پھر پانی کے ساتھ مستحب ہے اگر نجاسب متجاوز نہ ہو۔ نجاست کے مخرج سے متجاوز ہونے کی صورت میں استنجاء واجب ہوتا ہے۔ انگلیوں کے اندرونی کناروں سے اس کو صاف کرے پھر اس کے بعد ہاتھوں کو صابن وغیرہ یا مٹی مل کر صاف کرے۔

(ہدایہ صـ۴۸ ج۱ کبیری صـ۲۹ شرح نقایہ صـ۴۷، ۴۸ ج۱)

مسئلہ پانی کے ساتھ استنجاء کرنا مسنون ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے البتہ ڈھیلے وغیرہ سے بھی استنجاء پاک کرنا درست ہے۔ (ترمذی صـ۲۹، مستدرک صـ۱۵۵ ج۱ ہدایہ صـ۴۸ ج۱۔ شرح نقایہ صـ۴۸ ج۱ شرح وقایہ صـ۱۲۷ ج۱)

۱۔ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ   حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا یَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِیْ اَدَاوَۃً مِّنْ مَّاءٍ وَعَنَزَۃً فَیَسْتَنْجِیْ بِالْمَاءِ (بخاری صـ۲۷ مسلم صـ۱۳۲)

علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو میں اور ایک میرا ہم عمر لڑکا، پانی کا برتن لے جاتے تھے اور آپ کا چھوٹا نیزہ بھی اٹھاتے تھے آپ پانی سے استنجا پاک کرتے تھے۔

مسئلہ ڈھیلے وغیرہ سے استنجا پاک کرنا درست ہے اور عدد کا طاق ہونا سنت ہے اور تین کا عدد مستحب ہے (درمختار صـ۵۶)

۱۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْیُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ (ابوداؤد صـ۶)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص استنجا پاک کرتا ہے تو اس کو چاہیے کہ طاق مرتبہ کرے جس نے ایسا کیا تو اس نے بہت اچھا کیا۔ اور جس نے ایسا نہ کیا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

۲۔ عن سلمان مرفوعاً لَا یَسْتَنْجِیْ اَحَدُکُمْ بِدُوْنِ ثَلَاثَۃِ اَحْجَارٍ (مسلم صـ۱۳۰)

حضرت سلمانؓ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا نہ پاک کرے (یعنی بہتر ہے کہ تین پتھر استعمال کرے)۔

مسئلہ ہڈی سے استنجا پاک کرنا جائز نہیں (ہدایہ صـ۴۸، شرح نقایہ صـ۴۷، شرح وقایہ صـ۱۲۷)

اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

۱۔ فَاِنَّہٗ زَادُ اِخْوَانِکُمْ مِنَ الْجِنِّ (ترمذی صـ۴)

یہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت ابوہریرہؓ سے فرمایا کہ۔

اَبْغِنِیْ اَحْجَارًا اَسْتَنْفِضْ بِھَا اَوْ نَحْوَہٗ وَلَا تَاْتِنِیْ بِعَظْمٍ وَّلَا رَوْثٍ (بخاری صـ۲۷)

میرے لیے پتھر یا اس جیسی کوئی چیز (ڈھیلہ وغیرہ) تلاش کر کے لا دو تاکہ میں اس سے استنجا پاک کروں ہڈی اور گوبر نہ لانا۔

مسئلہ گوبر۔ لید۔ مینگنیاں وغیرہ سے استنجا پاک کرنا جائز نہیں (ہدایہ صـ۴۸ شرح نقایہ صـ۴۷ شرح وقایہ صـ۱۲۷)

اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ڈھیلوں کے ساتھ گوبر بھی پیش کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھینک دیا اور فرمایا۔

۱۔ اِنَّہَا رِکْسٌ اَوْ رِجْسٌ (بخاری ص۲۷ ج۱) (مسند احمد ص۳۸۹ ج۱)

یہ ناپاک چیز ہے (ناپاک چیز سے کیسے استنجا پاک کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ جَابِرٌ یَقُوْلُ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ یُّتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ اَوْ بِبَعْرٍ (مسلم ص۱۳۰ ج۱)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ہڈی یا مینگنی سے استنجاء پاک کیا جائے۔

۳۔ عَنْ رُوَیْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَنْجٰی بِرَجِیْعِ دَابَّۃٍ اَوْ عَظْمٍ فَاِنَّ مُحَمَّدًا مِّنْہُ بَرِیْئٌ (ابوداؤد ص۶ ج۱)

حضرت رویفع بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی جانور کے گوبر وغیرہ سے استنجاء پاک کیا یا ہڈی سے۔ تو بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص سے بری اور بیزار ہیں۔

مسئلہ | کوئلہ، شیشہ، پکی اینٹ سے استنجا پاک کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ ان میں زخم پیدا کرنے اور اذیت دینے کی صلاحیت ہے۔ (در مختار ص۵۶ ج۱)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ الْجِنِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا مُحَمَّدُ انْہَ اُمَّتَکَ اَنْ یَّسْتَنْجُوْا بِعَظْمٍ اَوْ رَوْثَۃٍ اَوْ حُمَمَۃٍ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ لَنَا فِیْھَا رِزْقًا قَالَ فَنَھَی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ابوداؤد ص۶ ج۱)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا جنات کا وفد (ڈیپوٹیشن) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور انہوں نے عرض کیا کہ حضرت اپنی امت کے لوگوں کو آپ منع کر دیں کہ وہ ہڈی، گوبر اور کوئلے سے استنجاء پاک کریں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے لیے ان اشیاء میں رزق رکھا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا۔

مسئلہ | کھانے کی چیز سے اور جانوروں کے چارے سے بھی استنجاء پاک کرنا درست نہیں ہے۔ (ہدایہ ص۴۸ ج۱، در مختار ص۵۶ ج۱)

وَکُرِہَ تَحْرِیْمًا بِعَظْمٍ وَّطَعَامٍ وَّرَوْثٍ (در مختار ص۵۶ ج۱)

ہڈی، کھانا، اور گوبر کے ساتھ استنجا پاک کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

کھانے کی اشیاء کا احترام کرنا ضروری ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكْرِمُوا الْخُبْزَ (مستدرک حاکم ص۱۲۲ ج۴)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روٹی کی عزت کرو۔

مسئلہ کاغذ سے بھی استنجاء پاک کرنا درست نہیں ہے۔ کسی قسم کا کاغذ بھی ہو۔ اگر اس پر لکھا ہوا ہے تو اس سے اور بھی بُرا ہے۔ اور اگر سادہ ہے تو قابلِ استعمال ہے۔ البتہ آج کل جو استنجاء خشک کرنے کے لیے ایک خاص قسم کا کاغذ (ٹشو پیپر) بنایا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ استنجاء پاک کرنا درست ہے۔

شارح نقایہ حضرت ملا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ بعض فقہائے کرام نے استنجا جن چیزوں سے پاک کیا جاتا ہے۔ اس کی جامع مانع تعریف اس طرح کی ہے۔

يَجُوْزُ بِكُلِّ جَامِدٍ طَاهِرٍ مُنَقٍّ قَالِعٍ لِلْاَثَرِ غَيْرِ مُؤْذٍ لَيْسَ بِذِيْ حُرْمَةٍ وَلَا سَرَفٍ وَلَا يَتَعَلَّقُ بِهٖ حَقٌّ لِلْغَيْرِ (شرح نقایہ ص۵۰ ج۱)

استنجاء پاک کرنا جائز ہے ہر ایسی چیز سے جو ٹھوس ہو (جیسا ڈھیلہ وغیرہ) اور پاک ہو۔ اور تنقیہ کرنے والی ہو اور نجاست کے اثر کو اکھاڑنے والی ہو۔ اور ایذاء پہنچانے والی بھی نہ ہو (تند و تیز۔ ٹھیکرا، شیشہ، اینٹ ہڈی وغیرہ) اور احترام والی بھی نہ ہو (جیسا کاغذ وغیرہ)

اور اس میں اسراف بھی نہ ہو (جیسا ریشم کا کپڑا وغیرہ) اور اس کے ساتھ کسی غیر کا حق بھی متعلق نہ ہو۔

استنجاء کے بعض آداب کا ذکر

مسئلہ نیند سے بیدار ہونے والے کے لیے ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے تین بار دھونا سنت ہے (ہدایہ ص۴ج۱۔ شرح نقایہ ص۱۶ ج۱)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهٖ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا (مسلم ص۱۳۶ ج۱، بخاری ص۲۸ ج۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں نہ ڈالے جبتک کہ وہ اس کو پہلے تین بار دھو نہ لے۔

مسئلہ صحرا یا جنگل، بیابان میں قضائے حاجت کے وقت دور جانا چاہیے۔ (شرح نقایہ ص۴۹ ج۱) جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔

۱۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رض اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم اِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ اَبْعَدَ (ابوداؤد صـ۲ ج۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تھے تو دور تشریف لے جاتے تھے۔

۲۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رض مرفوعاً اِذَا اَرَادَ الْبَرَازَ اِنْطَلَقَ حَتّٰى لَا يَرَاهُ اَحَدٌ (ابوداؤد صـ۲ ج۱)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے دور تشریف لے جاتے تھے، تاکہ آپ کو کوئی نہ دیکھے۔

مسئلہ پیشاب کرتے وقت نرم جگہ تلاش کرنی چاہیئے۔ (شرح نقایہ صـ۴۹ ج۱)

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ اِنِّيْ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَاَرَادَ اَنْ يَّبُوْلَ فَاَتٰى دَمِثًا فِيْ اَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ ثُمَّ قَالَ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّبُوْلَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهٖ (ابوداؤد صـ۲ ج۱)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے پیشاب کرنے کا ارادہ کیا تو ایک دیوار کے سامنے نرم زمین پر پیشاب کیا اور آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرنے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ پیشاب کے لیے کسی مناسب جگہ کو تلاش کرے۔

مسئلہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت انگوٹھی یا کاغذ وغیرہ ہو جس پہ اللہ تعالیٰ کا نام پاک یا کوئی آیت یا حضور علیہ السلام کا نام مبارک لکھا ہوا ہو۔ تو اس کو باہر اتار کر جانا چاہیئے۔

۱۔ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَاوَلَنِيْ خَاتَمَهٗ (مصنف ابن ابی شیبہ صـ۱۱۲ ج۱)

عکرمہؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تھے تو اپنی انگوٹھی مجھے دیدیتے تھے۔

۲۔ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَّدْخُلَ الْكَنِيْفَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ فِيْهِ اِسْمُ اللّٰهِ (مصنف ابن ابی شیبہ صـ۱۱۲ ج۱)

حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے وہ مکروہ سمجھتے کہ کوئی شخص بیت الخلاء میں داخل ہو اور اس نے انگوٹھی پہنی ہوئی ہو۔ جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو۔

مسئلہ بول براز کرتے وقت باہر صحرا میں کپڑا اٹھانے سے پہلے اور بیت الخلاء میں دروازے سے اندر جانے سے پہلے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (بخاری ص۲۶ ج۱)

اے اللہ میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں نر و مادہ شیاطین سے۔

پڑھے اور پھر پہلے بایاں پاؤں بیت الخلاء میں رکھے۔ اور باہر نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر رکھے اور باہر نکلنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

(۱) غُفْرَانَكَ (۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ (ترمذی ص۲ ابن ماجہ ص۲۶)

اے اللہ میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دینے والی چیز کو دور کر دیا اور مجھ کو عافیت عطا فرمائی (شرح نقایہ ص۴۹)

مسئلہ | بول و براز، استنجا کرتے وقت بالکل زمین کے قریب ہو کہ کپڑا اٹھانا چاہیے (شرح نقایہ ص۴۹ ج۱) جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے (ترمذی ص۲۸، ابوداؤد ص۳ ج۱)

مسئلہ | طہارت والی جگہ پیشاب نہیں کرنا چاہیے۔ اس سے وسواس پیدا ہوتے ہیں۔ (شرح نقایہ ص۴۹ ج۱، درمختار ص۵۷ ج۱)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِیْ مُسْتَحَمِّهٖ ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیْهِ قَالَ اَحْمَدُ ثُمَّ یَتَوَضَّأُ فِیْهِ فَاِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ (ابوداؤد ص۵ ج۱، ترمذی ص۲۱)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے غسل خانہ (نہانے کی جگہ) میں پیشاب نہ کرے۔ کہ پھر وہ اس میں غسل کرے گا یا وضوء۔ کیونکہ عام وسوسے اس سے پیدا ہوتے ہیں۔

مسئلہ | کسی بل یا سوراخ میں پیشاب نہ کرے (شرح نقایہ ص۴۹ ج۱، درمختار ص۵۷ ج۱) ایک تو اس لیے کہ مساکن (رہائش گاہ) جن ہوتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ قَالَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ یُّبَالَ فِی الْجُحْرِ قَالَ قَالُوْا لِقَتَادَةَ مَا یُكْرَهُ مِنَ الْبَوْلِ فِی الْجُحْرِ قَالَ كَانَ یُقَالُ اِنَّهَا مَسَاكِنُ الْجِنِّ (ابوداؤد ص۵ ج۱)

حضرت عبداللہ بن سرجسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص کسی بل (سوراخ) میں پیشاب کرے قتادہؓ سے جب پوچھا گیا کہ اس کی کیا وجہ ہے تو انہوں نے کہا کہ ممکن ہے کہ اس میں جن بستے ہوں۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کہیں بچھو۔ سانپ وغیرہ نکل کر نقصان نہ پہنچائیں ۔

مسئلہ جدھر شدید ہوا چل رہی ہو۔ ادھر بھی رُخ نہ کرے (شرح نقایہ صہ ۴۹ ج۱، درمختار صہ ۵۷ ج۱)

اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ (فتح الباری صہ ۲۴۹ ج۱، دارقطنی صہ ۱۲۸ ج۱) — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیشاب سے بچو

مسئلہ دائیں ہاتھ سے بغیر عذر کے استنجا کرنا مکروہ ہے (ہدایہ صہ ۴۵ ج۱، شرح نقایہ صہ ۴۸ ج۱)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا بَالَ اَحَدُکُمْ لَا یَسْتَنْجِیْ بِیَمِیْنِہٖ (بخاری صہ ۲۷ ج۱، مسلم صہ ۱۳۱ ج۱)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص دائیں ہاتھ سے استنجا پاک نہ کرے۔

مسئلہ راستہ میں یا سایہ والی جگہ میں یا پھلدار درخت کے نیچے بول براز مکروہ ہے ۔ (شرح نقایہ صہ ۴۹ ج۱، درمختار صہ ۵۷ ج۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِتَّقُوا اللَّعَّانَیْنِ قَالُوْا مَا اللَّعَّانَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ ظِلِّهِمْ (مسلم صہ ۱۳۲ ج۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو لعنت والی چیزوں سے بچو لوگوں نے عرض کیا حضور! وہ کیا ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ جو لوگوں کے راستہ میں یا ان کے سایہ والی جگہ میں پاخانہ پھرتا ہے ۔

مسئلہ پانی میں (خواہ پانی کھڑا ہو یا جاری) بول و براز مکروہ ہے (درمختار صہ ۵۷ ج۱)

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ (بخاری صہ ۳۷ ج۱، مسلم صہ ۱۳۸ ج۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص رُکے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے ۔

۲۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّبَالَ فِی الْمَاءِ الْجَارِیْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری پانی میں بھی پیشاب کرنے سے منع فرمایا

مسئلہ سورج یا چاند کی طرف رخ کرنا بھی ایسی حالت میں مکروہ ہے (شرح نقایہ صہ ۴۹ ج۱، درمختار صہ ۵۷ ج۱)

مسئلہ کسی شخص کی دیوار کی جڑ میں بغیر اس کی اجازت کے پیشاب کرنا ممنوع ہے (شرح نقایہ صہ ۴۹ ج۱)

مسئلہ بول براز اور استنجا کرتے وقت منہ یا پشت (صحرا و بنیان میں) قبلہ کی طرف کرنی مکروہ ہے۔
(در مختار ص۵۷ ج۱، شرح نقایہ ص۴۵ ج۱، شرح وقایہ ص۱۲۷ ج۱)

۱۔ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا بِبَوْلٍ وَّلَا غَائِطٍ (مسلم ص۱۳۰ ج۱، بخاری ص۵۷ ج۱)

حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ رخ کرو اور نہ پشت پھیرو پیشاب کے لیے اور نہ پاخانہ پھرنے کے لیے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الْغَائِطَ فَلَا یَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ وَلَا یُوَلِّھَا ظَھْرَہٗ (بخاری ص۲۶ ج۱، مسلم ص۱۳۰ ج۱)

حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی شخص قضائے حاجت (بول و براز) کے لیے جاتا ہے۔ تو قبلہ کی طرف رخ نہ کرے اور نہ اس حالت میں پشت ادھر پھیرے۔

مسئلہ بغیر عذر کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور یہ تہذیب ہے (شرح نقایہ ص۴۷ ج۱، در مختار ص۵۷ ج۱)

۱۔ امیر المومنین حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس وقت سے

فَمَا بُلْتُ قَائِمًا (ترمذی ص۲۸، ابن ماجہ ص۲۶)

میں نے کھڑے ہو کر کبھی پیشاب نہیں کیا۔

۲۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَکُمْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَبُوْلُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْہُ مَا کَانَ یَبُوْلُ اِلَّا قَاعِدًا

(ترمذی ص۲۸)

ام المومنین حضرت عائشہؓ نے کہا تمہارے پاس جو شخص بیان کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے (عام حالات میں بغیر عذر کے) تو تم اس کی تصدیق نہ کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے (البتہ عذر کی حالت میں آپ نے کھڑے ہو کر بھی پیشاب کیا ہے جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت سے ثابت ہے۔

مسئلہ بول براز استنجا کرتے وقت ستر عورت واجب ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَتَی الْغَائِطَ فَلْیَسْتَتِرْ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص باہر قضائے حاجت کے

فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ اِلَّا اَنْ یَّجْمَعَ کَثِیْبًا مِّنْ رَمْلٍ فَلْیَسْتَدْبِرْہٗ

(ابوداؤد ص ۱/۶)

لیے جاتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ کسی چیز کی اوٹ میں قضائے حاجت کرے اگر کوئی چیز نہ پائے تو ریت کو اکٹھا کر کے ایک ٹیلہ سا بنا کر اس کی اوٹ میں قضائے حاجت کرے

مسئلہ بول و براز کی حالت میں بات چیت کرنی مکروہ تحریمی ہے اور گناہ ہے (شرح نقایہ ص ۱/۴۹)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بول و براز کے وقت باتیں کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ۔

فَاِنَّ اللّٰہَ یَمْقُتُ عَلٰی ذٰلِکَ (مستدرک حاکم ص ۱/۱۵۷)

(ابوداؤد ص ۱/۳، ابن ماجہ ص ۲۹)

اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔

مسئلہ پیشاب۔ پاخانہ یا استنجا کرتے وقت زبان سے کلمہ یا کوئی آیت یا حدیث پڑھنی مکروہ ہے۔

۱۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَا تُشْهِدِ الْمَلٰٓئِکَۃَ عَلٰی خَلَاءِکَ

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱/۱۱۴)

حضرت عطاء نے کہا ہے کہ تم فرشتوں کو۔ بیت الخلاء میں بیٹھتے وقت اپنے اوپر گواہ نہ بناؤ (یعنی ایسی حالت میں گفتگو نہ کرو)

۲۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَرْبَعَۃٌ لَا یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ عِنْدَ الْخَلَاءِ الخ (ابن ابی شیبہ ص ۱/۱۱۴)

حضرت ابراہیم نخعی نے کہا ہے کہ چار قسم کے آدمی قرآن نہ پڑھیں۔ ان میں سے ایک وہ ہے جو بیت الخلاء میں قضاء حاجت کر رہا ہو۔

مسئلہ ذکر قلبی یا پاس انفاس کرنا اس حالت میں جائز ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ اَحْیَانِہٖ

(ابوداؤد ص ۱/۴)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا ذکر اپنے تمام اوقات میں کرتے تھے۔

نوٹ اس حدیث کے متعلق محدثین کرام کہتے ہیں کہ تمام اوقات قیام۔ قعود۔ چلنا پھرنا۔ لیٹنا وغیرہ مراد ہے۔ اور بیت الخلاء وغیرہ میں ذکر لسانی کو ممنوع قرار دیتے ہیں

اور اصحاب سلاسل بزرگان دین اس حدیث کو اپنی عمومیت پر رکھتے ہوئے اس کو ذکر قلبی اور پاس انفاس پر محمول کرتے ہیں۔ حدیث ظاہر پر رہتے ہوئے بالکل اس کے مطابق رہتی ہے۔

مسئلہ استنجاء کا ڈھیلا بر سرِ عام خشک کرنا نہایت مذموم فعل ہے۔

مسئلہ پیشاب کرتے وقت یہ احتیاط ضروری ہے کہ چھینٹیں وغیرہ بدن یا کپڑوں پر نہ لگنے پائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابَ الْقَبْرِ مِنْهُ (فتح الباری ج۱ ص۲۲۹، دارقطنی ج۱ ص۱۲۸)

کہ پیشاب سے بچو کیونکہ عام طور پر عذاب قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔

مسئلہ جب کوئی شخص استنجا کرتا ہے تو اسفل حصہ کے کپڑوں پر پانی کے چھینٹے ڈالنا چاہیئے تاکہ وسواس سے بچ جائے۔ (شرح نقایہ ج۱ ص۴۹)

عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السلام اَتَاهُ فِيْ اَوَّلِ مَا اُوْحِيَ اِلَيْهِ فَاَرَاهُ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوةَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوْءِ اَخَذَ حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَرَشَّ بِهَا فِي الْفَرْجِ (دارقطنی ص۱۱۱، مسند احمد ج۴ ص۱۶۱، مصنف عبدالرزاق ج۱ ص۱۵۲)

حضرت زید بن حارثہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے ابتدائی نزول وحی کے زمانہ میں اور آپ کو وضوء اور نماز کا طریقہ بتلایا جب آپ وضو سے فارغ ہوئے تو پانی لے کر اسفل حصہ میں چھڑکاؤ کیا۔ (یہ وسوسوں کو روکنے کا طریق تھا)

مسئلہ استنجا کرنے کے بعد ہاتھ کو صابن وغیرہ سے صاف کرنا چاہیئے ورنہ مٹی مل کر صاف کرنا چاہیئے۔

۱۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَى الْخَلَاءَ (اِلٰى اَنْ قَالَ) فَاسْتَنْجٰى ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الْاَرْضِ (ابوداؤد ص۷)

حضرت ابوہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجاء کیا پھر ہاتھ کو زمین پر ملا۔

۲۔ عَنْ مَيْمُوْنَةَ رض قَالَتْ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْاَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيْدًا (مسلم ج۱ ص۱۴۷)

ام المومنین حضرت میمونہ رض نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجاء کیا تو پھر آپ نے ہاتھ کو زمین پر اچھی طرح مل کر صاف کیا۔

غسل کے احکام

فرائض غسل | غسل فرض میں تین امر ضروری ہیں۔

(۱) مضمضہ (کلی کرنا) (۲) استنشاق (ناک میں پانی ڈالنا) (ہدایہ صہ ۱۰ ج ۱)

یہ دونوں باتیں وضوء میں سنت ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ (مسلم صہ ۱۲۹ ج ۱)

دس چیزیں فطری ہیں۔

ان میں مضمضہ اور استنشاق بھی ہے۔ لیکن غسل کی حالت میں یہ فرض ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ عَجْرَدٍ فِی جُنُبٍ نَسِیَ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ قَالَتْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یُمَضْمِضُ وَ یَسْتَنْشِقُ وَیُعِیْدُ الصَّلٰوۃَ (دارقطنی صہ ۱۱۶ ج ۱)

عائشہؓ بنت عجرد سے منقول ہے اگر کوئی جنابت والا مضمضہ (کلی کرنا) یا استنشاق (ناک میں پانی ڈالنا) بھول گیا ہو غسل کرتے وقت۔ تو حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ نے کہا کہ وہ بعد میں مضمضہ اور استنشاق کرے اور اگر نماز پڑھی ہے تو اس کو دوبارہ لوٹائے (غسل کے اعادہ کی ضرورت نہیں)

(۳) تمام بدن پر پانی ڈالنا۔ (ہدایہ صہ ۱۰ ج ۱)

وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا (مائدہ ع ۲)

اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو خوب اچھی طہارت حاصل کرو۔

اور ظاہر ہے کہ اچھی طرح طہارت حاصل کرنا جب ہی ہوگا جب کہ تمام بدن پر پانی ڈالا جائے اور خوب مل کر جسم کو دھویا جائے۔ اور جہاں جہاں پانی پہنچانا ممکن ہے ان حصوں میں پانی پہنچایا جائے۔

منہ اور ناک فی الجملہ ظاہری بدن کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اس لیے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالکر اس کو خوب جھاڑنا غسل کی حالت میں ضروری ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے۔

۱۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے آنحضرت صلی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحْتَ کُلِّ شَعْرَۃٍ جَنَابَۃٌ (مصنف عبدالرزاق ص۲۶۴ ج۱ الجوہر النقی علی البیہقی ص۱۷۸ ج۱)

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ تَحْتَ کُلِّ شَعْرَۃٍ جَنَابَۃٌ (الجوہر النقی علی البیہقی ص۱۷۸ ج۱ بحوالہ تہذیب الآثار للطبری)

حضرت ابو درداءؓ سے منقول ہے، انہوں نے کہا کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے۔

۳۔ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَکَ مَوْضِعَ شَعْرَۃٍ مِنْ جَنَابَۃٍ لَمْ یُصِبْھَا الْمَاءُ فُعِلَ بِھَا کَذَا وَکَذَا مِنَ النَّارِ (دارمی ص۱۵۷ ج۱ ابن ماجہ ص۴۴ ابو داؤد ص۳۳ ج۱ بیہقی ص۱۷۵ ج۱ تلخیص الحبیر ص۱۴۲ ج۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی ایسی چھوڑی کہ اس پر پانی نہ پہنچا تو اس شخص کے ساتھ ایسا ایسا سلوک کیا جائے گا جہنم میں (یعنی اسے سزا دی جائے گی۔)

مسئلہ غسل میں کلی یا ناک میں پانی ڈالنا یاد نہیں رہا۔ تو بعد میں کر لیں۔ اعادہ غسل کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ اگر عورت نے ناک میں نتھ یا کان میں کانٹے بالیاں وغیرہ پہنی ہوئی ہیں تو غسل کرتے وقت ان کو ہلانا ضروری ہے (شرح وقایہ ص۷۳ ج۱)

مسئلہ انگوٹھی۔ چھلہ بھی اگر انگلیوں میں ڈال رکھا ہے تو غسل اور وضوء میں مرد و عورت دونوں کے لیے ان کو ہلانا ضروری ہے۔ (شرح وقایہ ص۷۴ ج۱)

مسئلہ ناخن پالش اگر لگایا ہوا ہے تو جب تک اس کو کھرچ کر اتار نہ دیا جائے۔ اکثر علماء کے نزدیک غسل اور وضوء نہ ہوگا۔ عورتوں کو اس سے بچنا چاہیے۔

مسئلہ ناخن کا تراشنا ہفتے میں ایک بار یا پندرہ دن میں ایک بار انتہائی چالیس دن تک تراشنا ضروری ہے ناخن جس طرح ہاتھ کے تراشنے ضروری ہیں اسی طرح پاؤں کی انگلیوں کے بھی ضروری ہیں۔ کیونکہ ناخن کے نیچے میل اگر جمع ہو جائے اور پانی کے پہنچنے سے مانع ہو تو وضوء اور غسل درست نہیں ہوگا۔

سُننِ غسل

(۱) سب سے پہلے اپنے ہاتھ دھوئے (ہدایہ ص۱۱ ج۱ شرح نقایہ ص۱۴ ج۱)

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ (بخاری ص۳۹ ج۱، مسلم ص۱۴۷ ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت سے غسل کرتے تھے تو پہلے ہاتھ دھوتے تھے۔

(۲) پھر استنجا کرے (ہدایہ ص۱۱ ج۱، شرح نقایہ ص۱۴ ج۱)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ بِغَسْلِ يَدَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُّدْخِلَهُمَا الْاِنَاءَ ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهٗ (ترمذی ص۱۴)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت سے غسل کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے تھے پھر ان کو برتن میں داخل کرتے تھے۔ اور استنجا کرتے تھے۔

(۳) پھر بدن پر اگر کسی حصہ میں نجاست لگی ہوئی ہو تو اس کو زائل کرے (ہدایہ ص۱۱، شرح نقایہ ص۱۴ ج۱)

(۴) پھر وضو کرے جیسا نماز کے لیے کیا جاتا ہے (ہدایہ ص۱۱ ج۱، شرح نقایہ ص۱۴ ج۱، کبیری ص۵۰ ج۱)

(۵) پھر اپنے سر پر اور سارے جسم پر تین بار پانی ڈالے (ہدایہ ص۱۱ ج۱، شرح نقایہ ص۱۴ ج۱، کبیری ص۵۰)

عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ مَرْفُوْعًا، اَمَّا الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَتُفْرِغُ بِيَمِيْنِكَ عَلٰى شِمَالِكَ ثُمَّ تُدْخِلُ يَدَكَ فِي الْاِنَاءِ فَتَغْسِلُ فَرْجَكَ وَمَا اَصَابَكَ ثُمَّ تَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ تُفْرِغُ عَلٰى رَاْسِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (مجمع الزوائد ص۲۷۰ ج۱ بحوالہ ابویعلیٰ)

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنابت سے غسل کرنا چاہو پہلے اپنے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالو۔ اور پھر ہاتھ کو صاف کرنے کے بعد برتن میں داخل کرو۔ اور پہلے استنجا کرو اور پھر جہاں نجاست لگی ہوئی ہو اس کو دھو پھر وضو کرو۔ جیسا نماز کے لیے ہوتا ہے پھر اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالو۔

مسئلہ جب کوئی شخص غسل کرنے کی نیت سے کپڑے اپنے جسم سے اتارنے کا ارادہ کرتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنات (و شیاطین وغیرہ) کی آنکھوں اور بنی آدم کے اعضاء مستورہ کے درمیان ستر (پردہ) اس سے ہوتا ہے کہ مسلمان یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کے سوا کوئی

(عمل الیوم واللیلۃ لابن سنیؒ ص۱۱) معبود نہیں۔

مسئلہ عورت کے لیے سر کی مینڈیوں کو کھولنا ضروری نہیں جب کہ بالوں کی جڑوں میں پانی ڈال دے تو اس کا غسل مکمل ہو گا۔ (ہدایہ ص۱۱، شرح نقایہ ص۱۴، کبیری ص۴)

۱۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ امْرَاَۃٌ اَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِیْ اَفَاَنْقُضُہٗ لِغُسْلِ الْجَنَابَۃِ قَالَ لَا اِنَّمَا یَکْفِیْکِ اَنْ تَحْثِیْ عَلٰی رَأْسِکِ ثَلٰثَ حَثَیَاتٍ (مسلم ص۱۵۰)

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا کہ میں اپنے سر کی مینڈیوں کو مضبوط باندھ لیتی ہوں تو غسل جنابت کے لیے میں انکو کھولا کروں۔ آپ نے فرمایا، نہیں انکو کھولنے کی ضرورت نہیں، تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈال دو۔

۲۔ وَقَالَتْ عَائِشَۃُ رضؓ وَسَاَلَتْہُ عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَۃِ فَقَالَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰی رَأْسِہَا فَتَدْلُکُہٗ حَتّٰی تَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَأْسِہَا (مسلم ص۱۵۰، ابن ماجہ ص۴)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل جنابت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے سر پر پانی ڈالے اور اس کو ملے یہاں تک کہ پانی اس کے سر کی درزوں تک پہنچ جائے۔ یعنی بالوں کی جڑوں تک۔

۳۔ عَنْ جَابِرٍ رضؓ قَالَ اِذَا اغْتَسَلَتِ الْمَرْاَۃُ مِنَ الْجَنَابَۃِ فَلَا تَنْقُضْ شَعْرَہَا وَلٰکِنْ تَصُبُّ الْمَاءَ عَلٰی اُصُوْلِہٖ وَتَبُلُّہٗ (دارمی ص۱۴۲)

حضرت جابرؓ نے کہا کہ جب عورت غسل جنابت کرتی ہے تو اس کو چاہیے کہ بالوں کی مینڈیاں نہ کھولے بلکہ بالوں کی جڑوں پر پانی ڈال کر ان کو تر کر دے۔

مسئلہ اگر مرد نے لمبے بال رکھے ہوں جیسا کہ بعض اقوام میں اس کا رواج ہے۔ ترکمان۔ درروزی بعض اتراک اور علوی وغیرہ تو ایسی صورت میں غسل جنابت کے وقت مینڈیاں ہوں تو ان کا کھولنا ضروری ہو گا۔ اس کے بغیر غسل صحیح نہیں ہو گا۔ (شرح وقایہ ص۷۵، کبیری ص۴)

عَنْ ثَوْبَانَ رضؓ اَنَّہُمْ اِسْتَفْتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ اَمَّا الرَّجُلُ فَلْیَنْثُرْ رَأْسَہٗ (ابوداؤد ص۱۴)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرد کے غسل میں بالوں کے متعلق فتویٰ پوچھا تو آپ نے فرمایا مرد کو چاہیے

کر وہ غسل کے وقت بالوں کو کھول دے اور بکھیر دے۔

مسئلہ | غسل کرنے سے پہلے وضو کر لیا یا صرف غسل ہی کیا اور سر پر مسح کر لیا تو بعد غسل کے دوبارہ وضو کرنا خلاف سنت ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ اَنْ لَّا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ (ترمذی ص۲۲)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کیا کرتے تھے۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ بہت سے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کا یہی مسلک ہے کہ غسل کے بعد وضو نہ کیا جائے۔

مسئلہ | غسل کرتے وقت جو لوگ بلند آواز سے کلمہ وغیرہ پڑھتے رہتے ہیں ناجائز اور خلاف ادب ہے۔

مسئلہ | اذکار وضو، وغسل، وضو وغسل سے پہلے اور ادعیہ فارغ ہونے کے بعد کرنی چاہئیں۔

مسئلہ | غسل خانہ میں (اگر کچا ہو) پیشاب نہیں کرنا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ مُسْتَحَمِّهٖ فَاِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ (ترمذی ص۲۹ ابوداؤد ص۳)

تم میں سے کوئی شخص اپنے غسل خانہ میں پیشاب نہ کرے کیونکہ عام وسوسے اس سے پیدا ہوتے ہیں۔

اقسام غسل

نظافت کے نظام میں طہارت کے لیے وضو کے ساتھ غسل بھی ہے۔ اور غسل کی متعدد قسمیں ہیں۔ (۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت (۴) مستحب

غسل فرض اور موجبات غسل | التقائے ختانین یعنی مرد وعورت کے اعضاء مستورہ کا آپس میں اس طرح اتصال کہ حشفہ غائب ہو جائے مرد وعورت دونوں پر غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ خواہ انزال ہو یا نہ ہو یعنی مادہ منویہ خارج ہو یا نہ ہو۔ (ہدایہ ج۱ ص۱۱، کبیری ص۴۲)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

علیہ وسلم .... اِذَا مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ (قَالَ الْاِمَامُ الْمُسْلِمُ وَفِیْ حَدِیْثِ مَطَرٍ) وَاِنْ لَّمْ یُنْزِلْ

(مسلم صہ ۱۵۶ ج ۱، ترمذی صہ ۴۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد و عورت کے اعضاء مستورہ آپس میں ...... مل جائیں تو غسل فرض ہو جاتا ہے۔ امام مسلمؒ کہتے ہیں کہ (مطرؒ راوی کی روایت کردہ) حدیث میں "اگرچہ انزال نہ ہو" کے الفاظ بھی ہیں۔

۲۔ قَالَ مُعَاذٌ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَمَّا یُوْجِبُ الْغُسْلَ مِنَ الْجِمَاعِ فَقَالَ: اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ

(مجمع الزوائد صہ ۲۶۷ ج ۱)

حضرت معاذؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جماع میں کس وقت غسل واجب ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ جب مرد و عورت کے اعضاء مستورہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے (یہ شرط نہیں کہ مادہ خارج ہو تو پھر غسل کیا جائے)۔

(۲) انزال سے یعنی دفق (اچھل کر مادہ منویہ کا خارج ہونا شہوت کے ساتھ) سے بھی غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ (شرح نقایہ صہ ۱۴ ج ۱، ہدایہ صہ ۱۰ ج ۱، کبیری صہ ۵۴)

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَسَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِذَا رَأَیْتَ الْمَذْیَ فَتَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَکَرَکَ وَاِذَا رَأَیْتَ فَضْخَ الْمَاءِ فَاغْتَسِلْ

(مسند احمد صہ ۱۲۵ ج ۱) وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاؤدَ "اِذَا فَضَخْتَ الْمَاءَ فَاغْتَسِلْ۔"

(ابوداؤد صہ ۲۷ ج ۱)

امیر المؤمنین حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں میں کثیر المذی تھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب تو مذی دیکھے تو استنجا کر اور وضو کر اور جب تو دیکھے کہ مادہ منویہ اچھل کر خارج ہوا ہے تو غسل کر، اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب مادہ منویہ شہوت اور جوش سے خارج ہو تو غسل کرو۔

مسئلہ مذی کے خروج سے غسل فرض نہیں ہوتا بلکہ استنجاء اور وضوء کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مذی سیال شفاف اور غلیظ رطوبت کو کہا جاتا ہے۔ (ہدایہ صہ ۱۲ ج ۱ و صہ ۱۳)

کُلُّ فَحْلٍ یَمْذِیْ (منتقی ابن جارود صہ ۱۳)

ہر نر آدمی سے مذی خارج ہوتی ہے۔

مذی کے سلسلہ میں حضرت علیؓ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح طور پر فرمان ہے۔

۱۔ اِذَا رَأَیْتَ الْمَذْیَ فَاغْسِلْ ذَکَرَکَ وَتَوَضَّأْ وُضُوْءَکَ لِلصَّلٰوۃِ وَاِذَا فَضَحْتَ الْمَاءَ فَاغْتَسِلْ (ابوداؤد ص۲۷ ج۱)

جب مذی دیکھے تو استنجا کر اور وضو کر اور جب تو دیکھے کہ مادہ منویہ اچھل کر خارج ہوا ہے۔ تو غسل کر

۲۔ قَالَ الْمِقْدَادُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْیِ فَقَالَ اِذَا وَجَدَ ذٰلِکَ اَحَدُکُمْ فَلْیَنْضَحْ فَرْجَہٗ بِالْمَاءِ وَلْیَتَوَضَّأْ وُضُوْءَہٗ لِلصَّلٰوۃِ

حضرت مقدادؓ کہتے ہیں کہ میں نے مذی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مذی پائے تو استنجا کرے اور نماز کے لیے وضو کرے۔

(مسلم ص۱۴۳ ج۱، موطا امام مالک ص۲۹، منتقی ابن جارود ص۱۳، ابوداؤد ص۲۷، ترمذی ص۲۴ عن علیؓ)

مسئلہ ودی کے خروج سے بھی غسل فرض نہیں ہوتا بلکہ استنجا کرنا اور وضو کرنا ضروری ہوتا ہے۔

ودی سفید قسم کی رطوبت ہوتی ہے۔ جو ہضم کی خرابی سے پیشاب کے بعد خارج ہوتی ہے (ہدایہ ص۱۲ ج۱)

۱۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ الْوَدْیُ الَّذِیْ یَکُوْنُ بَعْدَ الْبَوْلِ فَفِیْہِ الْوُضُوْءُ

(بیہقی ص۱۱۵ ج۱)

حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کہ ودی جو پیشاب کے بعد خارج ہوتی ہے اس میں وضو ہی کرنا ہوتا ہے۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ هُوَ الْمَنِیُّ وَالْمَذْیُ وَالْوَدْیُ فَاَمَّا الْمَذْیُ وَالْوَدْیُ فَاِنَّہٗ یَغْسِلُ ذَکَرَہٗ وَیَتَوَضَّأُ وَاَمَّا الْمَنِیُّ فَفِیْہِ الْغُسْلُ (طحاوی ص۲۴، بیہقی ص۱۱۵، مصنف ابن ابی شیبہ ص۹۲ ج۱)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ منی - مذی اور ودی (تین قسم کے مواد ہیں) پس مذی اور ودی میں استنجا اور وضو کرے، اور منی میں غسل کرے۔

۳۔ عَنِ الْحَسَنِ فِی الْمَذْیِ وَالْوَدْیِ قَالَ یَغْسِلُ فَرْجَہٗ وَیَتَوَضَّأُ وُضُوْءَہٗ لِلصَّلٰوۃِ۔ (طحاوی ص۲۴ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ مذی اور ودی میں استنجا کرے اور نماز کے لیے وضو کرے (یعنی غسل فرض نہیں ہوتا)

اور اسی طرح حضرت عکرمہؒ و مجاہدؒ سے بھی منقول ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ص۹۲ ج۱)

(۳) احتلام (بدخوابی) سے بھی غسل فرض ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ مادہ باہر خارج ہو جائے (ہدایہ ص۱۸ ج۱، شرح نقایہ ص۱۵ ج۱، کبیری ص۴۵)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ اِسْتَيْقَظَ مِنْ مَّنَامِهٖ فَرَاٰى بِلَّةً قَالَ لَوْ وَجَدْتُ ذٰلِكَ لَاغْتَسَلْتُ (ابن ابی شیبہ ص۸۰ ج۱)	حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا اس شخص کے بارہ میں جو نیند سے بیدار ہو اور اس نے تری و رطوبت دیکھی (کپڑے وغیرہ میں) تو اس کا کیا حکم ہے، ابن عمرؓ نے کہا کہ اگر میں ایسا معاملہ دیکھوں تو میں غسل کروں گا۔
۲۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ فِى الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ بَعْدَ النَّوْمِ قَالَ يَغْتَسِلُ (ابن ابی شیبہ ص۸۰ ج۱)	حضرت ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے کہ جو شخص سو کر اٹھنے کے بعد اگر تری یا احتلام کی رطوبت پاتا ہے تو اس کو غسل کرنا چاہیے۔
۳۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَطَاءٍ قَالَا اِذَا رَاٰى بَلَلًا فَلْيَغْتَسِلْ (ابن ابی شیبہ ص۸۰ ج۱)	حضرت سعید بن جبیرؒ اور حضرت عطاءؒ دونوں نے کہا ہے کہ اگر رطوبت پائے تو غسل کرے۔

مسئلہ عورت کا بھی یہی حکم ہے (عورت کو احتلام ہو اور مادہ خارج ہو تو غسل فرض ہوتا ہے۔

(ہدایہ ص۱۱ ج۱، شرح نقایہ ص۱۵ ج۱)

۱۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلَى النَّبِىِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِىْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ (مسلم ص۱۴۶ ج۱)	حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیمؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضرت! اللہ تعالےٰ حق بات کے ظاہر کرنے سے نہیں شرماتا۔ آپ یہ فرمائیں کہ جب عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر غسل فرض ہوتا ہے آپ نے فرمایا۔ ہاں غسل فرض ہو جاتا ہے جب وہ دیکھے کہ مادہ خارج ہو گیا ہے۔
۲۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَاَلَتْ امْرَاَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِىْ مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فِىْ مَنَامِهٖ فَقَالَ اِذَا كَانَ	حضرت انسؓ کہتے ہیں، ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر عورت خواب میں دیکھے ایسی حالت جو مرد دیکھتے ہیں (یعنی احتلام و بدخوابی کی حالت دیکھے) تو آپ نے فرمایا، جب

مِنْهَا مَا يَكُوْنُ مِنَ الرَّجُلِ فَلْتَغْتَسِلْ (مسلم ص۱۴۵ ج۱ و ص۱۴۶، بخاری ص۴۲ ج۱ عن ام سلمۃؓ، ترمذی ص۳۲، ابوداؤد ص۳۱ ج۱ عن عائشہؓ)

عورت میں بھی وہی بات ہو جو مرد میں ہوتی ہے (مادہ خارج ہو جائے) تو اس پر بھی غسل فرض ہوگا۔

(۴) عورت کا ایام ماہواری یعنی حیض سے پاک ہونے پر بھی غسل کرنا فرض ہوتا ہے۔ (ہدایہ ص۱۲ ج۱، شرح نقایہ ص۱۵ ج۱، کبیری ص۵۴)

۱۔ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ الخ (بقرہ آیت ۲۲۲)

حیض کی حالت میں عورتوں کے قریب نہ جاؤ یعنی مجامعت اور ہمبستری نہ کرو جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں اور جب وہ اچھی طرح پاک ہو جائیں یعنی غسل کر لیں تو پھر ان سے مقاربت کرو۔

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي۔ (بخاری ص۴۴ ج۱، کنز العمال ص۲۴۲ ج۹ و ص۲۴۳، ابوداؤد ص۳۷، ۳۸، منتقی ابن جارود ص۲۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی کہتی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حیض کا وقت آجائے تو نماز ترک کر دو۔ اور جب وہ چلا جائے تو غسل کر لو اور پھر نماز پڑھو۔

(۵) نفاس سے پاک ہونے پر (بچہ بچی پیدا ہونے کے بعد خون بند ہونے پر) غسل کرنا فرض ہوتا ہے (ہدایہ ص۱۲ ج۱، شرح نقایہ ص۱۵ ج۱، کبیری ص۵۴)

عَنْ مُعَاذٍ رضي اِذَا مَضٰى لِلنُّفَسَاءِ سَبْعٌ ثُمَّ رَاَتِ الطُّهْرَ فَلْتَغْتَسِلْ وَلْتُصَلِّ (مستدرک ص۱۷۶ ج۱، کنز العمال ص۲۴۵ ج۹)

حضرت معاذؓ کہتے ہیں کہ جب نفاس والیوں پر سات دن گذر جائیں اور پھر وہ طہر کی حالت دیکھے یعنی خون بند ہو جائے تو وہ غسل کرے اور نماز پڑھے۔

غسل واجب

(۱) غسل کی اقسام واجبہ میں سے ایک غسل میت ہے۔ (کبیری ص۵۵) جیسا کہ حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے (بخاری ص۱۶۷ ج۱، مسلم ص۳۰۴ ج۱، ترمذی ص۱۶۲)

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ اَنَّهُ قَالَ غُسْلُ الْمَيِّتِ كَالْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ (ترمذی ص۱۶۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ میت کو غسل دینا ایسا ہی ضروری (اور واجب) ہے جس طرح جنابت کا غسل ہوتا ہے۔

(۲) اور اسی طرح اگر آدمی کے تمام جسم پر ظاہری نجاست لگ جائے یا ناپاک چھینٹے پڑ جائیں تو پھر بھی غسل کرنا واجب ہو گا۔

غسل سنت

(۱) جمعہ کے دن نماز جمعہ کے ادا کرنے کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔ اجتماع میں لوگوں کو اذیت سے بچانے کے لیے اور نظافت کے نقطۂ نظر سے جمعہ کا غسل کرنا سنت ہے (ہدایہ ص۱۸ ج۱، شرح نقایہ ص۱۵ ج۱، کبیری ص۵۴)

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ

(بخاری ص۱۲۰ ج۱، ص۱۲۲، مسلم ص۲۷۹ ج۱، ترمذی ص۹۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کی نماز کے لیے آئے تو اس کو غسل کر لینا چاہیے۔

۲۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَ نِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ

(ترمذی ص۹۸)

حضرت سمرۃ بن جندب رض کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن وضوء کیا تو ٹھیک ہے اور اچھا ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل بہت افضل ہے۔

۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ مِنَ السُّنَّةِ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

(آثار السنن ص۸۹ ج۲، بحوالہ بزار)

حضرت عبداللہ بن مسعود رض نے کہا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت میں سے ہے۔

۴۔ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ جَاءُوْا فَقَالُوْا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا قَالَ لَا وَلٰكِنَّهٗ اَطْهَرُ وَخَيْرٌ لِّمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَّمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ بِوَاجِبٍ

(ابو داؤد ص۵۱ ج۱، طحاوی ص۸۲ ج۱)

عکرمہ رض سے روایت ہے کہ عراق سے کچھ لوگ آئے اور حضرت عبداللہ بن عباس رض سے دریافت کیا، جمعہ کے دن غسل کرنا آپ کے نزدیک واجب ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ لیکن یہ پاکیزہ اور بہتر ہے اور جو غسل نہ کرے تو یہ واجب نہیں ہے۔

(۲) عیدین کے لیے بھی غسل کرنا سنت ہے۔ (ہدایہ ص۱۸/۱ شرح نقایہ ص۱۶/۱، کبیری ص۵۵)

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْاَضْحٰى۔ (ابن ماجہ ص۹۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن غسل کیا کرتے تھے۔

۲۔ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ يَغْدُوَ اِلَى الْمُصَلّٰى (موطا امام مالک ص۱۶۵)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عید الفطر کے دن عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔

۳۔ عَنْ زَاذَانَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ عَنِ الْغُسْلِ فَقَالَ اِغْتَسِلْ كُلَّ يَوْمٍ اِنْ شِئْتَ قَالَ لَا بَلِ الْغُسْلُ الْمُسْتَحَبُّ قَالَ اِغْتَسِلْ كُلَّ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ النَّحْرِ وَيَوْمِ عَرَفَةَ۔ (کنز العمال ص۳۴/۹، طحاوی ص۸۴/۱)

حضرت زاذان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے غسل کے بارہ میں دریافت کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، اگر تم چاہو تو ہر روز غسل کرو تو اس شخص نے عرض کیا کہ حضرت میں تو مستحب غسل کے بارہ میں دریافت کرتا ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، پھر تم ہر جمعہ کے دن اور عید الفطر، عید الاضحیٰ اور عرفہ کے دن غسل کیا کرو۔

قَالَ هُشَيْمٌ قُلْتُ لِيَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ هَلْ مِنْ غُسْلٍ غَيْرِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ فِطْرٍ وَيَوْمُ اَضْحٰى وَيَوْمُ الْجُمُعَةِ (مجمع الزوائد ص۱۹۸/۲ بحوالہ ابو یعلی)

ہشیم رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں یزید بن ابی زیاد رحمہ اللہ سے پوچھا، کیا جمعہ کے علاوہ بھی غسل ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہے۔ عرفہ کے دن۔ عید فطر۔ عید الاضحیٰ اور جمعہ کے دن۔

(۳) عرفہ کے دن وقوف کے لیے بعد زوال بھی غسل کرنا سنت ہے۔ (ہدایہ ص۱۸/۱، شرح نقایہ ص۱۶/۱، کبیری ص۵۵)

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا رَاحَ اِلَى الْمَعْرُوْفِ اِغْتَسَلَ۔

نافع رحمہ اللہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ جب وہ زوال کے بعد معروف (وقوف کی جگہ)

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۶۸ مطبوعہ حیدر آباد) کی طرف جاتے تو پہلے غسل کرتے۔

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِمْضِ اِلٰى عَرَفَاتٍ فَاِذَا كَانَ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ فَاغْتَسِلْ اِنْ وَجَدْتَ مَاءً وَاِلَّا فَتَوَضَّأْ۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ عرفات کی طرف جاؤ جب زوالِ شمس کا وقت ہو اگر پانی میسر ہو تو غسل کرو۔ ورنہ وضوء ہی کرو۔

(ابن ابی شیبہ ص۶۸ ج۱ طبع حیدر آباد دکن)

(۴) احرام باندھنے کے وقت بھی غسل کرنا سنت ہے (ہدایہ ص۲۴ ج۱، شرح نقایہ ص۱۶ ج۱، کبیری ص۵۵)

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّغْتَسِلَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّحْرِمَ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْخُلَ الْمَكَّةَ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ سنت ہے جب کوئی احرام کا ارادہ کرتا ہے غسل کرے اور جب مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو پھر بھی غسل کرے

(مستدرک حاکم ص۴۴۷ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲ ج۴)

۲۔ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم تَجَرَّدَ لِاِهْلَالِهٖ وَاغْتَسَلَ (ترمذی ص۱۴۳)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھنے کے وقت غسل کیا

۳۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ كَانَ يَغْتَسِلُ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ (موطا امام مالک ص۲۲۸)

نافعؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ احرام باندھنے سے پہلے غسل کرتے تھے۔

غسل مستحب

جب کوئی غیر مسلم مسلمان ہوجائے تو اس کے لیے بھی غسل کرنا مستحب ہے (کبیری ص۵۶) جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

۱۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ اَنَّهٗ اَسْلَمَ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اَنْ يَّغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ (ترمذی ص۸۸)

حضرت قیس بن عاصمؓ کہتے ہیں جب میں ایمان لایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں غسل کروں اور پانی میں بیری کے پتے ڈال دوں۔

۲۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ ثُمَامَةَ بْنَ اُثَالٍ اَوْ اُثَالَةَ اَسْلَمَ فَقَالَ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ثمامہؓ بن اثال جس وقت مسلمان ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذْهَبُوْا بِهٖ اِلٰی حَائِطِ بَنِیْ فُلَانٍ فَمُرُوْهُ اَنْ یَّغْتَسِلَ (مجمع الزوائد ص۲۸۳ ج۱ بحوالہ بزار و احمد)

فرمایا، اس کو فلاں باغ میں لے جاؤ اور اسے کہو کہ یہ غسل کرے۔

۳۔ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ اَبِیْ هِشَامٍ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیْ یَا قَتَادَةُ اِغْتَسِلْ (مجمع الزوائد ص۲۸۳ ج۱ بحوالہ الطبرانی کبیر)

حضرت قتادہ بن ابی ہشام رض کہتے ہیں کہ جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (اسلام لاکر) تو آپ نے فرمایا اے قتادہ غسل کر لو۔

مسئلہ | لیکن اگر ایسا شخص جنابت کی حالت میں ہو تو پھر اس کے لیے بھی غسل کرنا مؤکد (واجب اور ضروری) ہوگا (شرح وقایہ ص۶۴ ج۱، کبیری ص۵۵)

(۲) فصد اور پچھنے لگوانے سے غسل کرنا مستحب ہے۔ (کبیری ص۵۵)

عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُغْتَسَلُ مِنْ اَرْبَعٍ مِنَ الْجَنَابَةِ وَیَوْمِ الْجُمُعَةِ وَمِنْ غُسْلِ الْمَیِّتِ وَالْحِجَامَةِ (مستدرک حاکم ص۱۶۳ ج۱، ابوداؤد ص۵۱ ج۱)

ام المومنین حضرت عائشہ رض صدیقہ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار باتوں سے غسل کرنے کے بارہ میں حکم دیتے تھے۔ جنابت سے جمعہ کے دن اور میت کو غسل دینے پر اور سنگیاں لگوانے پر۔

(۳) ہفتہ میں ہر مسلمان کے لیے ایک بار غسل کرنا مستحب ہے۔ اگر کوئی عذر نہ ہو۔

۱۔ عَنْ جَابِرٍ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْغُسْلُ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ کُلِّ اُسْبُوْعٍ یَوْمًا وَّهُوَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ (طحاوی ص۸۲ ج۱)

حضرت جابر رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غسل کرنا ہر مسلمان پر مؤکد ہے۔ ہفتے میں ایک دن اور وہ جمعہ کا دن ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض یَقُوْلُ حَقٌّ لِلّٰهِ وَاجِبٌ عَلٰی مُسْلِمٍ فِیْ کُلِّ سَبْعَةِ اَیَّامٍ یَغْتَسِلُ۔ (طحاوی ص۸۴ ج۱)

حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مؤکد حق ہے ہر مسلمان پر سات دن میں کہ وہ غسل کرے۔

(۴) دخول مکہ کے وقت غسل کرنا مستحب ہے (کبیری ص۵۵)

عَنْ نَافِعٍ قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ رض اِذَا دَخَلَ

حضرت نافع رح کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رض

اَدْنَی الْحَرَمِ اَمْسَکَ عَنِ التَّلْبِیَۃِ ثُمَّ یَبِیْتُ بِذِیْ طُوًی ثُمَّ یُصَلِّیْ بِہٖ الصُّبْحَ وَ یَغْتَسِلُ وَیُحَدِّثُ اَنَّ نَبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ (بخاری ص۲۱۱ ج۱، مسلم ص۴۰۹ ج۱)	جب حرم کی حدود میں داخل ہوتے تھے تو تلبیہ پڑھنا موقوف کر دیتے تھے اور پھر ذی طوی کے مقام میں رات گذارتے تھے۔ پھر صبح کی نماز ادا کرتے تھے اور غسل کرتے تھے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ یہ بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے

پانی کے احکام

وہ پانی جن سے طہارت کرنی جائز ہے

ایسے پانی مختلف قسم کے ہیں جن سے وضوء، غسل اور طہارت کرنی جائز ہے۔

(۱) وہ پانی جو بارش سے حاصل ہوتا ہے۔ (شرح نقایہ ص۱۸ ج۱ ہدایہ ص۱۳ ج۱ کبیری ص۹۸)

۱۔ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَہُوْرًا (پ۱۹ الفرقان آیت ۴۸)	اور اتارا ہم نے آسمان کی طرف سے (بادل وغیرہ سے) پانی جو پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔
۲۔ وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَہِّرَکُمْ بِہٖ۔ (انفال آیت ۱۱)	اور وہ (اللہ تعالیٰ) اتارتا ہے تمہارے اوپر آسمان کی طرف سے پانی تاکہ اس کے ساتھ تمہیں پاک صاف کرے
۳۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَآءٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَاِنِّیْ لَاَدْلُکُ ظَہْرَہٗ وَاَغْسِلُہٗ (سنن الکبریٰ للبیہقی ص۳ ج۱)	حضرت سعد بن وقاص رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارش کے پانی میں۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کو مل رہا تھا۔ اور آپ کو نہلا رہا تھا۔

مسئلہ اور اسی سلسلہ میں شبنم کا پانی اگر اتنی مقدار میں جمع ہو جائے کہ اس سے وضو کیا جا سکتا ہو۔

(۲) اسی سلسلہ میں برف اور اولوں کو پگلا کر ان کا پانی بھی ہے (شرح نقایہ ص۱۶ ج۱)

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

۱۔ اَللّٰہُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَآءِ	اے اللہ میرے گناہوں کو پانی برف اور اولوں

وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ (بخاری ص۱۰۳ ج۱، مسلم ص۲۱۹ ج۱، نسائی ص۶۳ ج۱) — کے ساتھ دھو ڈال۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔ (مسلم ص۳۱۱ ج۱، نسائی ص۲۸ ج۱) — اے اللہ اس کو پانی و برف اور اولوں سے دھو ڈال۔

۳۔ عَنْ شُعْبَۃَ قَالَ سَأَلْتُ الْحَکَمَ عَنِ الْغُسْلِ وَالْوُضُوْءِ بِالثَّلْجِ فَقَالَ یُکَسِّرُہٗ وَیَغْتَسِلُ وَیَتَوَضَّأُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۷۵ ج۱) — حضرت شعبہؒ نے کہا کہ میں نے حضرت حکمؒ سے برف کے پانی سے غسل اور وضوء کرنے کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا، برف کو توڑ کر اس کے پانی سے غسل بھی کرے اور وضوء بھی۔

۴۔ قَالَ وَکِیْعٌ وَکَانَ سُفْیَانُ یَسْتَحْسِنُہٗ وَیَغْتَسِلُ مِنْہُ وَیَتَوَضَّأُ (ابن ابی شیبہ ص۱۷۵ ج۱) — حضرت وکیعؒ کہتے ہیں کہ حضرت سفیانؒ برف کے پانی سے وضوء اور غسل کرنے کو مستحسن خیال کرتے تھے۔

۵۔ عَنِ الْحَسَنِ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ اغْتَسَلَ بِالثَّلْجِ فَاَصَابَہُ الْبَرْدُ فَمَاتَ فَقَالَ یَا لَھَا مِنَ الشَّھَادَۃِ (ایضاً) — حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے برف کے ساتھ غسل کیا تھا تو اس کو سردی لگ گئی اور وہ فوت ہو گیا تو انہوں نے فرمایا کہ کیا ہی خوبی ہے اس شہادت کے لیے۔

(۳) اور وہ پانی جو زمین سے حاصل کیا جاتا ہے، مثلاً چشموں اور حوض وغیرہ کا پانی (ہدایہ ص۱۳ ج۱، شرح نقایہ ص۱۶ ج۱، کبیری ص۸۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَکَہٗ یَنَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ (الزمر آیت ۲۱) — اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف سے پانی اتار کر اس کو زمین کے اندر چشموں وغیرہ کی شکل میں چلا دیا۔

(۴) کنوئیں کا پانی (ہدایہ ص۱۳، شرح نقایہ ص۱۶ ج۱، کبیری ص۸۸)

۱۔ وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَۃٍ وَّقَصْرٍ مَّشِیْدٍ ﴿۴۵﴾ (الحج پ۱۷) — اور لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد بہت سے کنوئیں معطل پڑے ہوئے ہیں اور محلات ویران اجڑے پڑے ہوئے ہیں

۲۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیر بضاعہ اور دیگر کنوؤں کے پانی سے طہارت کرتے تھے۔

(۵) وادیوں اور نہروں کا پانی (ہدایہ ص ۱/۱۳، شرح نقایہ ص ۱/۱۶، کبیری ص ۸۸)

۱۔ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِیَۃٌ بِقَدَرِھَا (الرعد آیت ۱۷) — اللہ تعالیٰ نے پانی برسایا (زمین پر چلا کر) وادیوں اور نہروں میں اس کو بہا دیا، پس بہہ پڑی وادیاں اپنے اندازے کے مطابق۔

(۶) دریاؤں اور سمندروں کا پانی (ہدایہ ص ۱/۱۳، شرح نقایہ ص ۱/۱۶، کبیری ص ۸۸)

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔

اَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَآءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ الطَّھُوْرُ مَآؤُہٗ وَالْحِلُّ مَیْتَتُہٗ (موطا امام مالک ص ۱۷) — کہ ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں آپ نے فرمایا: سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا شکار (مچھلی) حلال ہے۔

نسائی ص ۱/۶۳، ترمذی ص ۲۱، منتقیٰ ابن جارود ص ۲۵، ابن ابی شیبہ ص ۱/۱۳۱)

۲۔ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ سُئِلَ اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ اَیُتَوَضَّؤُ مِنْ مَآءِ الْبَحْرِ فَقَالَ ھُوَ الطَّھُوْرُ مَآؤُہٗ وَالْحَلَالُ مَیْتَتُہٗ (ابن ابی شیبہ ص ۱/۱۳۰) — حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ سمندر کے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے تو آپ نے فرمایا اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار (شکار مچھلی) حلال ہے۔

۳۔ عَنْ عِکْرِمَۃَ اَنَّ عُمَرَ سُئِلَ عَنْ مَآءِ الْبَحْرِ فَقَالَ اَیُّ مَآءٍ اَنْظَفُ مِنْہُ (ابن ابی شیبہ ص ۱/۱۳۰) — حضرت عکرمہ سے روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا، سمندر کا پانی کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ پاک صاف پانی کونسا ہو سکتا ہے۔

اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت حسن بصری، حضرت عکرمہ، حضرت طاؤس، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت عطاء، حضرت سعید بن المسیب وغیرہ سے ثابت ہے (ابن ابی شیبہ ص ۱/۱۳۰ اور ۱۳۱)

مطلق پانی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَآءُ — راشد بن سعد کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہیں بنا سکتی جب تک

لَا يُنَجِّسُهُ شَیْءٌ اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰی لَوْنِهٖ اَوْ طَعْمِهٖ اَوْ رِيْحِهٖ — کہ اس کے رنگ۔ ذائقہ اور بو میں تبدیلی نہ ہو۔ (طحاوی ص۱۹ ج۱، تخلیص الحبیر ص۱۵ ج۱ وصحح ابوحاتم ارسالہ)

مسئلہ سیلاب کے گدلے پانی سے وضوء اور طہارت کرنی جائز ہے۔

(ہدایہ ص۱۴ ج۱، شرح نقایہ ص۱۶ ج۱، کبیری ص۹۰)

جن پانیوں سے طہارت کرنی جائز نہیں

(۱) درختوں اور پھلوں سے نچوڑے ہوئے پانی سے طہارت جائز نہیں کیونکہ وہ مطلق پانی نہیں (ہدایہ ص۱۳ ج۱، شرح نقایہ ص۱۸ ج۱، کبیری ص۸۸)

(۲) ایسے پانی سے بھی طہارت جائز نہیں کہ جس میں کوئی اور چیز مل کر اس کو پانی کی طبیعت اور مزاج سے ہی نکال دے۔ جیسے شربت۔ سرکہ۔ عرق گلاب (روز واٹر) مار باقلاء، شوربا، مولی یا گاجر کا پانی وغیرہ۔ کیونکہ یہ حقیقت میں پانی نہیں ہیں (جامع صغیر ص۹، ہدایہ ج۱ ص۱۳، کبیری ص۸۸، شرح نقایہ ص۱۸ ج۱)

(۳) رُکے ہوئے پانی میں اگر نجاست واقع ہو جائے تو اس سے وضوء اور طہارت جائز نہیں خواہ نجاست قلیل ہو یا کثیر ہو (ہدایہ ص۱۴ ج۱، کبیری ص۹۴، شرح وقایہ ص۸۰ ج۱، شرح نقایہ ص۱۸ ج۱)

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِی الْمَآءِ الدَّآئِمِ الَّذِیْ لَا يَجْرِیْ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ۔ (بخاری ص۳۷ ج۱، مسلم ص۱۳۸ ج۱، طحاوی ص۱۸ ج۱)

حضرت ابوہریرۃ رضؓ کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص رُکے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے ایسا پانی جو جاری نہیں ہے۔ پھر اس میں غسل کرے گا (اور وہ جائز نہیں)

۲۔ عَنْ جَابِرٍ رضؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنَّهٗ نَهٰی اَنْ يُّبَالَ فِی الْمَآءِ الرَّاكِدِ (مسلم ص۱۳۸ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۹ ج۱، طحاوی ص۱۸ ج۱)

حضرت جابر رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رُکے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ نَوْمِہٖ فَلَا یَغْمِسْ یَدَہٗ فِی الْاِنَاءِ حَتّٰی یَغْسِلَھَا (بخاری ص۲۸ ج۱، مسلم ص۱۳۶ ج۱، موطا امام محمد ص۴۹)

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں نہ ڈبوئے جب تک کہ اس کو پہلے دھو نہ لے۔

(۴) ماء مستعمل: جس کو ازالہ حدث کے لیے یا قربت یعنی ثواب و اجر حاصل کرنے کے لیے بدن پر استعمال کیا گیا ہو۔ وہ ماء مستعمل ہے ایسے پانی سے طہارت نہیں حاصل کی جا سکتی۔ اس کا استعمال وضوء اور غسل کے لیے جائز نہیں ہے (ہدایہ ص۱۶ ج۱، شرح نقایہ ص۱۹ ج۱)

مسئلہ: اگر پانی میں کوئی چیز مل جائے اور وہ اس پانی کے اوصاف ثلاثہ (رنگ۔ بو۔ ذائقہ) میں سے کسی وصف کو تبدیل کر دے تو اس پانی سے بھی طہارت کرنی جائز ہے۔ جیسا کہ پانی میں اکثر سیلاب کی مٹی مل جاتی ہے۔ یا زعفران۔ صابون۔ اشنان (ایک بوٹی ہوتی ہے) وغیرہ کوئی بھی پاک چیز مل جائے تو اس سے بھی وضوء اور غسل کرنا جائز ہے۔ (ہدایہ ص۱۴ ج۱ شرح نقایہ ص۱۶ ج۱، کبیری ص۹۰)

۱۔ عَنْ اُمِّ ھَانِیٍ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِغْتَسَلَ ھُوَ وَمَیْمُوْنَۃُ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ فِیْ قَصْعَۃٍ فِیْھَا اَثَرُ عَجِیْنٍ (نسائی ص۴۷ ج۱)

حضرت ام ھانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک ہی برتن سے پانی لے کر غسل کیا جس برتن میں گوندھے ہوئے آٹے کا اثر تھا۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا کَانَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم فَوَقَصَتْہُ نَاقَتُہٗ وَھُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِغْسِلُوْہُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ (بخاری ص۲۴۹ ج۱، مسلم ص۳۸۴ ج۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر حج میں تھا، احرام کی حالت میں وہ اونٹنی سے گر کر فوت ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی میں بیری کے پتے ڈال کر اس پانی سے غسل دو۔

۳۔ عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ تُوُفِّیَتْ اِحْدٰی بَنَاتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم فَقَالَ اِغْسِلْنَھَا بِالسِّدْرِ وِتْرًا

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی نے وفات پائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف

وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُوْرًا ۔
(بخاری ص ۱۶۹ ج ۱ مسلم ص ۳۰۴ ج ۱)

لائے اور آپ نے فرمایا کہ اس کو بیری کے پتے ڈالے ہوئے پانی سے غسل دو طاق مرتبہ ۔ اور آخر میں اس میں کافور بھی ملاؤ ۔

مسئلہ نہر کا پانی (دریا، نہر) یا جاری پانی کے اندر اگر نجاست پڑ جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ جب کہ اس نجاست کا پانی میں اثر معلوم نہ ہو یعنی رنگ ۔ بو ۔ ذائقہ اس کا تبدیل نہ ہوا ہو۔ بڑا حوض ماء جاری کے حکم میں ہوتا ہے ۔ (ہدایہ ص ۱۵ ج ۱ شرح نقایہ ص ۱۷ ج ۱ کبیری ص ۹۳ و ۹۴)

۱۔ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَاءُ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰى لَوْنِهٖ اَوْ طَعْمِهٖ اَوْ رِيْحِهٖ ۔
(طحاوی ص ۱۹ ج ۱ تلخیص الحبیر ص ۵ ج ۱) وَكَذَا قَالَ الزُّهْرِيُّ (بخاری ص ۳۷ ج ۱)

راشد بن سعدؒ کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' پانی پاک ہوتا ہے اس کو کوئی چیز نجس نہیں بنا سکتی۔ جب تک کہ اس کے رنگ ذائقہ یا بو پر کوئی ناپاک چیز غالب نہ آجائے ۔ اور اسی طرح امام زہریؒ نے بھی کہا ہے ۔

۲۔ عَنْ جَابِرٍؓ اَوْ قَالَ اَبِيْ سَعِيْدٍؓ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَانْتَهَيْنَا اِلٰى غَدِيْرٍ وَفِيْهِ جِيْفَةٌ فَكَفَفْنَا وَكَفَّ النَّاسُ حَتّٰى اَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لَكُمْ لَا تَسْتَقُوْنَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْجِيْفَةُ فَقَالَ اِسْتَقُوْا فَاِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ
(طحاوی ص ۱۶ ج ۱)

حضرت جابرؓ یا حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر میں ہم ایک تالاب تک پہنچے جس میں مردار جانور پڑا ہوا تھا۔ تو اس کے پانی کو استعمال کرنے سے ہم رک گئے اور باقی لوگ بھی رک گئے' یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا تم لوگ اس پانی کو کیوں استعمال نہیں کرتے تو ہم نے عرض کیا حضور! اس میں مردار جانور پڑا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو استعمال کرو۔ پانی کو (جب کہ وہ کثیر ہو) کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی ۔

۳۔ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ فِيْ رَكْبٍ فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِؓ حَتّٰى

حضرت عمرؓ بن الخطاب ایک گروہ میں سفر پر تھے اس گروہ میں حضرت عمروؓ بن العاص بھی تھے۔ ایک

وَرَدُوْا حَوْضًا فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِصَاحِبِ الْحَوْضِ هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ فَقَالَ عُمَرُ رض يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ لَا تُخْبِرْنَا فَإِنَّا نَرِدُ عَلَى السِّبَاعِ وَ تَرِدُ عَلَيْنَا

(بیہقی ص۲۵ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۷۷ ج۱)

تالاب پر پہنچے تو عمرو بن العاص رض نے حوض (تالاب) کے مالک سے کہا کہ یہ بتلاؤ تمہارے تالاب پر درندے بھی آتے ہیں؟ تو حضرت عمر رض نے فرمایا اے تالاب والے تمہیں یہ بتلانے کی ضرورت نہیں ان تالابوں پر درندے بھی آتے ہیں اور انسان بھی آتے ہیں۔

(سب پانی استعمال کرتے ہیں یہ ناپاک نہیں ہوتا)

مسئلہ ایسے جانور کا پانی میں مرجانا جس کا خون نہیں بہتا اس سے پانی نجس نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مچھر، مکھی زنبور (بھڑ) بچھو وغیرہ (جامع صغیر ص۵، ہدایہ ص۱۶ ج۱، شرح نقایہ ص۱۸ ج۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ۔

(بخاری ص۴۶۷ ج۱، ص۸۶۰ ج۲، ابوداود ص۱۸۱ ج۲)

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی پڑجائے تو اس مکھی کو پوری طرح ڈبو کر پھر اس کو باہر پھینک دیا کرو۔ (اور پانی یا مشروب وغیرہ کو استعمال کر سکتے ہو لیکن اگر گرم کھولتے ہوئے مشروب میں مکھی گر کر تحلیل ہو جائے تو پھر اس مشروب کو استعمال کرنا طبعی طور پر ناپسندیدہ ہے۔

مسئلہ جو جانور پانی میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اگر پانی میں مرجائیں تو اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مچھلی، مینڈک، سرطان (کیکڑہ) وغیرہ (جامع صغیر ص۵، ہدایہ ص۱۶ ج۱، شرح نقایہ ص۱۸ ج۱)

مسئلہ ڈرائی کلین۔ پٹرول میں جو کپڑے دھوئے جاتے ہیں بغیر پانی کے ان کی تفصیل یہ ہے۔ اگر پاک اور ناپاک کپڑے یکجا پٹرول میں ڈال دیے گئے تو وہ پاک نہیں ہونگے بلکہ اس طرح پاک کپڑے بھی ناپاک ہو جائینگے ضروری ہے کہ پاک کپڑوں کے ساتھ ناپاک کپڑے نہ ملائے جائیں، پاک کپڑوں کو الگ پٹرول میں ڈال کر ان کا میل کچیل صاف کر دیا جائے اور ناپاک کپڑوں کو تین بار پاک پٹرول میں دھویا جائے، اور ہر بار کپڑوں کو خشک کیا جائے یا پانی سے تین بار اس طرح دھو یا جائے، تو وہ تب پاک ہوں گے۔

مسئلہ کپڑوں پر استری پھیرنا مکروہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ زینت جائز میں داخل ہے۔

مسئلہ ہر قسم کی کچی کھالیں جب ان کو رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہیں۔ خواہ حلال جانور

کی ہو۔ یا حرام جانور کی۔ ماسوا خنزیر کی کھال کے وہ کسی حال میں پاک نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَإِنَّهُ رِجْسٌ (الانعام آیت ۱۴۵)

بے شک وہ خنزیر ناپاک ہے۔

اور ماسوار انسان کی کھال کے کہ وہ اگرچہ پاک ہوتی ہے۔ لیکن اس کا استعمال حرام ہے۔

(ہدایہ ص ۱۸/۱، شرح نقایہ ص ۱۹/۱)

۱- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ (مسلم ص ۱۵۹/۱)

حضرت ابن عباس رض کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب کچے چمڑے کو رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

۲- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ (نسائی ص ۱۹/۲، مسند احمد ص ۲۱۹/۱)

حضرت ابن عباس رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر کچی کھال جس کو رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔

۳- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ جُلُودِ الْمَيْتَةِ فَقَالَ دِبَاغُهَا ذَكَاتُهَا۔

(نسائی ص ۱۹۰/۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مردار جانوروں کے چمڑوں کے بارہ میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ان کا رنگ دینا ہی ان کی طہارت ہے۔

۴- عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ رض أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ دَعَا بِمَاءٍ مِنْ عِنْدِ امْرَأَةٍ قَالَتْ مَا عِنْدِي إِلَّا فِي قِرْبَةٍ لِي مَيْتَةٍ قَالَ أَلَيْسَ قَدْ دَبَغْتِهَا قَالَتْ بَلَى قَالَ فَإِنَّ دِبَاغَهَا ذَكَاتُهَا۔

(نسائی ص ۱۹۰/۲)

سلمہ بن المحبق رض کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے سفر میں ایک عورت سے پانی طلب کیا۔ اس عورت نے کہا کہ میرے پاس تو اور پانی نہیں صرف اس مشکیزہ میں جو مردار جانور کی کھال سے بنایا گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو نے اس کھال کو دباغت نہیں دی یعنی رنگا نہیں تو اس نے کہا ہاں میں نے اسکو رنگا ہے۔ تو آپ نے فرمایا "اس کا رنگنا ہی اس کے پاک ہونے کی دلیل ہے۔"

مسئلہ خنزیر کے سوا تمام جانوروں کی ہڈیاں اور بال پاک ہوتے ہیں (ہدایہ صہ ۱۹ ج ۱ شرح نقایہ صہ ۲۰ ج ۱)

۱۔ قَالَ حَمَّادٌ لَا بَأْسَ بِرِيْشِ الْمَيْتَةِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي عِظَامِ الْمَوْتَى نَحْوِ الْفِيْلِ وَغَيْرِهِ أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ سَلَفِ الْعُلَمَاءِ يَمْتَشِطُوْنَ بِهَا يَدَّهِنُوْنَ فِيْهَا لَا يَرَوْنَ بِهِ بَأْسًا وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَإِبْرَاهِيْمُ لَا بَأْسَ بِتِجَارَةِ الْعَاجِ (بخاری صہ ۳۷ ج ۱)

حضرت حمادؒ نے فرمایا مردار پرندے کے پر میں کوئی حرج نہیں اگر پانی وغیرہ میں گر پڑا وہ ناپاک نہیں ہوگا حضرت امام زہریؒ نے مردہ جانوروں کی ہڈیوں کے بارہ میں فرمایا جیسا کہ ہاتھی وغیرہ کی ہڈیاں۔ کہ میں نے سلف میں علماء کو پایا ہے کہ وہ اس کی کنگھیاں استعمال کرتے تھے اس سے بنے ہوئے ظروف میں تیل بھی استعمال کرتے تھے۔ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

امام محمد ابن سیرینؒ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے تھے کہ ہاتھی دانت کی تجارت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ وَكَانَ لِأَبِيْ مُشْطٌ وَمُدٌّ مِنْ عِظَامِ الْفِيْلِ۔ (مصنف عبدالرزاق صہ ۶۹ ج ۱)

اور حضرت ہشامؒ بن عروہؒ کہتے ہیں کہ میرے والد والد کی کنگھی بھی اور مد (پیمانہ جو تقریباً ایک سیر کے برابر ہوتا ہے) ہاتھی دانت کے بنے ہوئے۔

۳۔ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ عُمَرَ قَالَ لَيْسَ لِصُوْفٍ ذَكَاةٌ إِغْسِلْهُ فَانْتَفِعْ بِهِ (مصنف عبدالرزاق صہ ۶۶ ج ۱)

حضرت سفیان ثوریؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا اون کے لیے ضروری نہیں کہ وہ اس جانور کی ہو جو ذبح کیا ہوا ہو۔ اس کو دھو کر استعمال کر سکتے ہو۔

۴۔ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ الصُّوْفُ وَالْمِرْعِزُّ وَالْجُزُّ وَالشَّلُّ لَا بَأْسَ بِهِ وَبِرِيْشِ الْمَيْتَةِ۔ (مصنف عبدالرزاق صہ ۶۶ ج ۱)

امام ابن سیرینؒ کہتے ہیں۔ اون (صوف) اور چھوٹی روئیں جو بکری کے بالوں کے نیچے ہوتے ہیں اور روئیں دار چھوٹے بال اور بھیڑ کے بال لون الگ یا بالوں اور پشم کے ساتھ ملی ہو۔ اس کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اسی طرح مردار پرندے کے پر بھی پاک ہیں

مسئلہ انسان کے بال اور ہڈیاں بھی پاک ہوتی ہیں لیکن ان کو استعمال کرنا اور ان سے انتفاع حرام ہے (ہدایہ صہ ۱۹ ج ۱، شرح نقایہ صہ ۲۰ ج ۱)

۱۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل آیت)

البتہ تحقیق ہم نے بنی آدم کو عزت و کرامت بخشی ہے

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رض لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس عورت پر جو اپنے بال دوسری عورت کے بالوں کے ساتھ جوڑتی ہے۔ اور اسی طرح جڑوانے والی پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

۳۔ وَالْاٰدَمِيُّ مُحْتَرَمٌ بَعْدَ مَوْتِهٖ عَلٰى مَا كَانَ عَلَيْهِ فِيْ حَيَاتِهٖ۔ فَكَمَا يَحْرُمُ التَّدَاوِيْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْاٰدَمِيِّ الْحَيِّ اِكْرَامًا لَّهٗ فَكَذٰلِكَ لَا يَجُوْزُ التَّدَاوِيْ بِعَظْمِ الْمَيِّتِ۔ (شرح السیر الکبیر ج ۱ ص ۱۲۸)

اور انسان مرنے کے بعد بھی اسی طرح محترم ہے جیسا کہ زندہ انسان کے جسم کے کسی جز کو دوا کے طور پر استعمال کرنا حرام ہے۔ اور یہ چیز انسان کے محترم ہونے کی وجہ سے ہے۔ تو اسی طرح میت کے اجزا سے بھی علاج جائز نہیں۔

انسان کے بال، کھال اور دیگر اعضاء کا استعمال ممنوع اور حرام ہے۔ یہ انسان کی تکریم کے خلاف ہے۔ جو اسے اللہ تعالیٰ نے بخشی ہے۔ علماء نے اضطرار کی حالت میں صرف انسان کے خون منتقل کرنے بلڈ ٹرانسفیوژن (نقل الدم) (BLOOD TRANSFUSION) کو مباح قرار دیا ہے۔ وہ بھی بڑی احتیاط کے ساتھ صرف جان بچانے کے لیے اگر کسی شخص کی جان تلف ہونے کا شدید خطرہ ہو۔ اور ماہر حکیم یا ڈاکٹر یہ کہے کہ اگر اس کو خون نہ پہنچایا گیا تو اس کی جان یقیناً تلف ہو جائے گی اور اس حالت میں خون کا بدل بھی موجود نہ ہو تو ایسی حالت میں یہ مباح ہوگا۔ لیکن آنکھیں، قلب اور تولید و تناسل کے دیگر اعضاء یا جسم کی ہڈیاں وغیرہ دوسرے کے جسم میں جوڑنا اس کا جواز نہیں معلوم ہوتا۔ اضطرار کی حالت میں جان بچانے کے لیے مردار، خنزیر، شراب وغیرہ کی اباحت ہوتی ہے۔ لیکن محض پیوند کاری اور سائنسی ترقیات کے پیش نظر انسان کے اعضاء کا ایک دوسرے کے ساتھ پیوند کاری کا رجحان نہایت خطرناک ہے اس سے تو تمام انسانیت کی اعلیٰ قدریں پامال ہو کر رہ جائیں گی۔ اور اسلام نے جو اخلاق کا معیار قائم کیا ہے وہ بالکل پیوند خاک ہو جائے گا۔ اگر مردوں کے اجسام سے آنکھیں قلب، گردے، خصیے، جگر، رحم اور شرم گاہیں نکال نکال کر بیمار لوگوں کے اجسام میں جوڑے گئے اور اس طرح ان کو شفا حاصل ہوئی تو اس سے بڑھ کر بے غیرتی، بے شرمی، بے حیائی کا کون سا مظاہرہ ہوگا۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا۔

کنویں کے مسائل

کنویں کے اندر اگر نجاست پڑ جائے تو اُس کے پاک و ناپاک ہونے کے بارہ میں جو احکام فقہائے کرام نے لکھے ہیں وہ سب صحابہ کرام رض و تابعین عظام اور سلف کے آثار کے اتباع پر مبنی ہیں، عقل و قیاس کے خلاف ہیں۔ کیونکہ عقلی قیاس تو یہی چاہتا ہے کہ اگر ایک دفعہ کنویں میں نجاست پڑ جائے تو پھر اس کے پاک ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ اس کو پاٹ (بند کر) دینا چاہیئے۔ جیسا کہ بشر معتزلی کا مسلک ہے۔ کیونکہ نجاست جب پانی میں سرایت کر جاتی ہے۔ تو وہ نجاست دیواروں کو بھی لگ جاتی ہے۔ اور اسی طرح نیچے مٹی میں بھی سرایت کرتی ہے۔ تو وہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتا۔ لیکن سلف کے آثار یہ بتاتے ہیں کہ کنویں بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ جب کنویں میں نجاست واقع ہو جائے اور اس کا سب پانی نکال دیا جائے تو پانی ڈول، رسی، دیواریں اور مٹی سب پر پاک ہونے کا حکم لگ جاتا ہے۔

مسئلہ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر کنویں میں ایک دو مینگنیاں پڑ جائیں تو پانی فاسد و ناپاک نہیں ہوگا۔ کھلی جگہوں میں جو کنویں ہوتے ہیں ان میں اکثر ہوا وغیرہ سے گوبر مینگنیاں وغیرہ پڑ جاتی ہیں۔ مجبوراً قلیل نجاست معاف سمجھی جائے گی۔ کبوتر اور چڑیوں کی بیٹیں اگر پڑ جائیں تو اس سے بھی پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (جامع صغیر ص۵، ہدایہ ص۱۹ ج۱، شرح نقایہ ص۲۱، کبیری ص۱۶۱، ۱۶۲)

مسئلہ حضرت امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ اگر بکریاں کنویں میں پیشاب کر جائیں، تو سارا پانی نکالنا پڑے گا۔ (جامع صغیر ص۵، ہدایہ ص۱۹ ج۱)

حضرت امام محمد رح فرماتے ہیں، ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب ملنے سے پانی نجس نہیں ہوتا۔ لیکن اگر پیشاب پانی پر غالب ہو جائے یعنی اس کی مقدار اتنی ہو جائے کہ پانی پر غلبہ حاصل کر لے تو پھر وہ مطہر یعنی پاک کرنے والا نہیں رہے گا۔ امام محمد رح کے نزدیک ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب ویسے بھی نجس نہیں۔ ان کا استدلال عرینہ والوں کی اس حدیث سے ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اونٹوں کا پیشاب پینے کا حکم دیا تھا۔

(مسلم ص۵۷ ج۲، ابوداؤد ص۲۴۴ ج۲، نسائی ص۵۷ ج۱)

حضرت امام ابوحنیفہ رح فرماتے ہیں "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ یہ معلوم ہوا تھا

کہ ان کی شفا اس میں ہے۔ یہ عام قانون نہیں پھر یہ لوگ سب مرتد ہو گئے تھے۔ چرواہوں کو قتل کر دیا اور اونٹ لے گئے۔ پھر یہ پکڑے گئے اور ان سے قصاص لیا گیا یہ مسلمان بھی نہیں تھے۔

عام قانون پیشاب کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔

۱۔ اِسْتَنْزِهُوا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ۔ (فتح الباری ص۳۴۹ ج۱، دارقطنی ص۱۲۸ ج۱)

کہ پیشاب سے بچو کیونکہ عام طور پر عذاب قبر اس سے (نہ بچنے کی وجہ) سے ہوتا ہے۔ (پیشاب کے قطرے چھینٹے وغیرہ بدن یا کپڑوں پر نہ لگنے پائیں)

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ عَامَّةُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ فَتَنَزَّهُوا مِنَ الْبَوْلِ (دارقطنی ص۱۲۸ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عام طور پر عذاب قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے اس لیے پیشاب سے بچو۔

۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ۔ (مستدرک حاکم ص۱۸۳ ج۱ دارقطنی ص۱۲۸ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اکثر عذاب قبر پیشاب سے (نہ بچنے کی وجہ سے واقع ہوتا ہے۔

اس میں انسان، حیوانات سب کے پیشاب شامل ہیں (ہدایہ ص۲ ج۱)

۱۔ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ بَوْلُ الْبَهِيمَةِ وَالْإِنْسَانِ سَوَاءٌ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۶ ج۱)

حضرت میمون بن مہرانؒ کہتے ہیں کہ جانور اور انسان دونوں کا پیشاب برابر ہے (دونوں ناپاک ہیں)

۲۔ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَنَّهُمَا قَالَا اغْسِلْ مَا أَصَابَكَ مِنْ أَبْوَالِ الْبَهَائِمِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۶ ج۱)

حضرت نافعؒ اور عبدالرحمٰن بن قاسمؒ دونوں کہتے ہیں کہ جانوروں کا پیشاب جو تمہارے (جسم یا کپڑوں) کو لگ جائے تو اس کو دھو۔

۳۔ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ يَقُولُ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ بَعَثْتُ جَمَلِي فَبَالَ فَأَصَابَنِي بَوْلُهُ قَالَ اغْسِلْهُ قُلْتُ إِنَّمَا كَانَ انْتِضَحَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي يُقَلِّلُهُ قَالَ اغْسِلْهُ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۶ ج۱)

حضرت ابومجلزؒ کہتے ہیں، میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے سامنے ذکر کیا کہ میں نے جب اپنے اونٹ کو اٹھایا (کھڑا کیا) تو اس نے پیشاب کر دیا جو میرے جسم سے لگا۔ تو حضرت ابن عمرؓ نے کہا اس کو دھو۔ میں نے عرض کیا کہ اس پیشاب کے چھینٹے اور قطرے

ادھر اُدھر لگے ہیں پیشاب کو تھوڑا بتایا۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ بہرحال اس کو دھودو۔

۴۔ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ اَنَّ عَلِیًّا سُئِلَ عَنْ صَبِیٍّ بَالَ فِی الْبِئْرِ قَالَ یُنْزَحُ۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۲ ج۱)

خالد بن سلمہؒ کہتے ہیں " حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ بچہ کنوئیں میں پیشاب کر گیا ہے آپ نے فرمایا سب پانی نکالا جائے "۔

مسئلہ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر کنوئیں میں چوہا گر کر مرجائے یا چڑیا ممولہ وغیرہ یا چھپکلی کور کرلہ وغیرہ مرجائے اور ان کو کنوئیں سے نکال لیا جائے۔ تو پھر بیس سے تیس ڈول پانی نکالنے سے کنواں پاک ہوجائیگا بڑا ڈول ہو تو بیس ڈول کافی ہیں اگر چھوٹا ہو تو تیس ڈول (جامع صغیر ص۸ ہدایہ ص۲ ج۱ شرح نقایہ ص۲۱ ج۱ کبیری ص۱۵۷)

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اِذَا وَقَعَ الْجُرَذُ فِی الْبِئْرِ نُزِحَ مِنْهَا عِشْرُوْنَ دَلْوًا۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۲ ج۱)

حضرت عطاءؒ نے کہا کہ جب چوہا کنوئیں میں گر پڑے۔ تو (اس کو نکالنے کے بعد) بیس ڈول پانی نکالنے سے کنوئیں کا پانی پاک ہوجائے گا۔

اور بعض نے احتیاطاً چالیس ڈول نکالنے کا حکم دیا ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ فِی الْفَارَةِ تَقَعُ فِی الْبِئْرِ قَالَ یُسْتَقٰی مِنْهَا اَرْبَعُوْنَ دَلْوًا
(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۲ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ اگر کنوئیں میں چوہا گر پڑے تو اس سے چالیس ڈول پانی نکالنے پہ پاک ہوجائے گا۔

مسئلہ مرغی اگر کنوئیں میں گر کر مرجائے (بلی، کبوتر وغیرہ کے بارے میں بھی یہی حکم ہے) تو چالیس سے پچاس ڈول تک پانی نکالنے سے پاک ہوجائے گا۔ (جامع صغیر ص۹ ہدایہ ص۲ ج۱ شرح نقایہ ص۲۱ ج۱ کبیری ص۱۵۸)

۱۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ کُهَیْلٍ فِی الدَّجَاجَةِ تَقَعُ فِی الْبِئْرِ قَالَ یُسْتَقٰی مِنْهَا اَرْبَعُوْنَ دَلْوًا
(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۲ ج۱)

حضرت سلمہ بن کہیلؒ سے منقول ہے کہ اگر مرغی کنوئیں میں گر پڑے تو اس سے چالیس ڈول پانی نکالا جائے۔

۲۔ عَنِ الشَّعْبِیِّ فِی الطَّیْرِ وَالسِّنَّوْرِ وَنَحْوِهِمَا یَقَعُ فِی الْبِئْرِ قَالَ یُنْزَحُ مِنْهَا اَرْبَعُوْنَ دَلْوًا (طحاوی ص۱۹ ج۱ طبع کراچی)

حضرت امام شعبیؒ نے کہا ہے کہ کوئی پرندہ یا بلی وغیرہ کنوئیں میں گر پڑیں تو اس سے چالیس ڈول پانی نکالا جائے۔

۳۔ حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ اَنَّہٗ قَالَ فِی الدَّجَاجَۃِ وَقَعَتْ فِی الْبِئْرِ فَمَاتَتْ قَالَ یُنْزَحُ مِنْهَا قَدْرَ اَرْبَعِیْنَ دَلْوًا اَوْ خَمْسِیْنَ (طحاوی ص۱۹ ج۱)

حضرت حماد بن ابی سلیمانؒ نے کہا ہے کہ اگر مرغی کنوئیں میں گر کر مر جائے تو اس سے چالیس یا پچاس ڈول پانی نکالا جائے (چھوٹا ڈول پچاس اور بڑا چالیس) یا چالیس تو ضرور نکالا جائے اور پچاس بر بنائے احتیاط

۴۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْجُرَذِ اَوِ السِّنَّوْرِ تَقَعُ فِی الْبِئْرِ قَالَ یُدْلٰی مِنْهَا اَرْبَعِیْنَ دَلْوًا۔ (طحاوی ص۲۰ ج۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۲ ج۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے کہ اگر چوہا یا بلی کنوئیں میں گر پڑے تو اس کی طہارت کے لیے چالیس ڈول پانی نکالا جائے۔

مسئلہ | اگر انسان یا بکری اور کتا وغیرہ کنوئیں میں گر کر مر جائے تو تمام پانی کنوئیں کا نکالنا چاہیے۔ (جامع صغیر ص۹ ہدایہ ص۲۰ ج۱ شرح نقایہ ص۲۰ ج۱ کبیری ص۱۵۷)

۱۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ اَنَّ زَنْجِیًّا وَقَعَ فِیْ زَمْزَمَ یَعْنِیْ فَمَاتَ فَاَمَرَ بِهٖ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَاُخْرِجَ وَ اَمَرَ بِهَا اَنْ تُنْزَحَ۔ (دار قطنی ص۳۳ ج۱ بیہقی ص۲۶۶ ج۱)

حضرت امام محمد بن سیرینؒ سے منقول ہے "ایک حبشی چاہ زمزم میں گر کر فوت ہو گیا۔ تو حضرت ابن عباسؓ نے حکم دیا کہ اس کو پہلے نکالو۔ جب اسکو نکالا گیا تو پھر آپ نے حکم دیا کنوئیں کا سارا پانی نکالا جائے۔

۲۔ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ حَبَشِیًّا وَقَعَ فِیْ زَمْزَمَ فَمَاتَ فَاَمَرَ ابْنُ الزُّبَیْرِ فَنُزِحَ مَاءُهَا (طحاوی ص۱۹ ج۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۲ ج۱)

حضرت عطاءؒ سے منقول ہے کہ ایک حبشی چاہ زمزم میں گر کر مر گیا تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس کا سارا پانی نکلوایا۔

مسئلہ | اگر کنوئیں میں کوئی جانور پھول جائے یا پھٹ جائے تو خواہ وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو سارا پانی نکالنا ضروری ہوگا (جامع صغیر ص۹، ہدایہ ص۲ ج۱، شرح نقایہ ص۲ ج۱، کبیری ص۱۶۰)

۱۔ عَنْ مَیْسَرَۃَ اَنَّ عَلِیًّا رضی اللہ عنہ قَالَ فِیْ بِئْرٍ وَقَعَتْ فِیْهَا فَارَۃٌ فَمَاتَتْ قَالَ یُنْزَحُ مَاءُهَا۔ (طحاوی ص۱۹ ج۱)

میسرہؒ سے روایت ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر کسی کنوئیں میں چوہا گر کر مر جائے تو اس کنوئیں کا سارا پانی نکالا جائے۔

مسئلہ | اگر کنواں چشمہ جاری ہو تو پھر کنوئیں میں جو مقدار پانی کی ہے۔ اتنی مقدار نکالنے سے

حکم طہارت کا لگ جائے گا۔ (ہدایہ صـ۲۰ ج۱، شرح نقایہ صـ۲۰ ج۱)

۱۔ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ حَبْشِيًّا وَقَعَ فِيْ زَمْزَمَ فَمَاتَ فَاَمَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَنُزِحَ مَاءُهَا فَجَعَلَ الْمَاءُ لَا يَنْقَطِعُ فَنَظَرَ فَاِذَا عَيْنٌ تَجْرِيْ مِنْ قِبَلِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَسْبُكُمْ

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ ایک حبشی چاہ زمزم میں گرکر مرگیا تو حضرت ابن زبیرؓ نے حکم دیا تو اس کا سارا پانی نکالا گیا۔ تو پانی منقطع نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ حجر اسود کی جانب چشمہ جاری تھا۔ تو حضرت ابن الزبیرؓ نے کہا کہ بس تمہارے لیے اتنا کافی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صـ۱۴۲ ج۱ طحاوی صـ۱۹ ج۱)

۲۔ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ اِذَا سَقَطَتِ الْفَارَةُ اَوِ الدَّابَّةُ فِي الْبِئْرِ فَانْزَحْهَا حَتّٰى يَغْلِبَكَ الْمَاءُ (طحاوی صـ۱۹ ج۱)

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب کوئی چوہا یا اس قسم کا کوئی جانور کنوئیں میں گر جائے تو اس کا پانی نکالو یہاں تک کہ پانی تم پر غالب آجائے۔

مسئلہ اگر کنوئیں میں کوئی چوہا وغیرہ جانور گرگیا ہو اور اس کا پتہ بھی نہ چل سکے کہ کب وہ گرا ہے۔ اور وہ پھولا بھی نہ ہو۔ تو ایک دن ایک رات کی نمازیں جو اس پانی سے وضوء کرکے پڑھی ہوں لوٹانی چاہیئں۔ اور اگر وہ جانور پھول گیا یا پھٹ گیا ہو تو پھر تین دن تین رات تک کی نمازیں لوٹانی چاہیئں اور ہر چیز کو اس اثنا میں کہ اس کے پانی سے دھوئی ہو صاف کیا جائے اور دھویا جائے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا یہی فتویٰ ہے۔

(ہدایہ صـ۲۱ ج۱، شرح نقایہ صـ۲۱ ج۱، کبیری صـ۱۶۰)

سؤر (پس خوردہ) کے احکام

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ پس خوردہ یعنی (جھوٹا) کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) ایک طاہر (پاک) ہوتا ہے۔ جیسا کہ انسان کا پس خوردہ خواہ وہ مومن ہو یا کافر پس خوردہ طاہر ہوگا جیسا کہ فقہائے کرام فرماتے ہیں۔

وَسُؤْرُ الْاٰدَمِيِّ وَمَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ طَاهِرٌ (ہدایہ صـ۲۱ ج۱، شرح نقایہ صـ۲۲ ج۱، کبیری صـ۱۶۶، ۱۶۷)

انسان کا پس خوردہ اور ان جانوروں کا جن کا گوشت کھایا جاتا ہے پاک ہے۔

اس میں حیض اور نفاس والی عورتیں اور جنابت والا اور کافر سب شریک ہیں کیونکہ ان کی نجاست حکمی ہے۔ مشرک اور کافر میں شرک اور کفر کی وجہ سے نجاست حکمی پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی طرح حیض و نفاس اور جنابت والے میں بھی شریعت نے اس حالت میں نجس ہونے کا حکم لگایا ہے۔ ورنہ ظاہری طور پر کوئی نجاست نہیں ہوتی اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے وفد کو مسجد میں اتارا تھا جب لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ لوگ کافر ہیں ان کو کس طرح مسجد میں ٹھہرنے کی اجازت ہوتی ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اِنَّمَا اَنْجَاسُ النَّاسِ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ (طحاوی ص۱۶ ج۱) ان کی نجاست ان کے باطن (قلوب و ارواح) میں ہے۔

یعنی ظاہری اجسام و ابدان پر تو نجاست نہیں ان کے نفسوں میں نجاست ہے۔

۲- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خَیْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِیْ حَنِیْفَةَ یُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِیَةٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ۔

(بخاری ص۶۲۷ ج۲، مسلم ص۹۳ ج۲، نسائی ص۱۱ ج۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر نجد کی طرف (دشمنوں کی سرکوبی کے لیے) بھیجا تھا وہ لشکر قبیلہ بنی حنیفہ کے ایک شخص جس کو ثمامہ بن اثال کہتے تھے۔ قیدی بنا کر لائے تو اس کو مسجد (نبوی) کے ستون کے ساتھ باندھ دیا۔

۳- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ رض قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عَنْ مُوَاکَلَةِ الْحَائِضِ فَقَالَ وَاکِلْهَا۔

(ترمذی ص۲۶)

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض والی عورت کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کے بارہ میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا تم اس کے ساتھ کھا سکتے ہو وہ تمہارے ساتھ کھا سکتی ہے۔

۴- عَنْ عَائِشَةَ رض کُنْتُ اَشْرَبُ فِی الْاِنَاءِ وَاَنَا حَائِضٌ فَیَاْخُذُهُ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَیَضَعُ فَاهُ عَلٰی مَوْضِعِ فِیَّ فَیَشْرَبُ۔

(مسلم ص۱۴۳ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۱۰۸ ج۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں جس برتن میں پیتی تھی حیض کی حالت میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی برتن کو لے کر اسی مقام پر (دہن مبارک) رکھ کر پیتے تھے۔ جس مقام سے میں نے منہ لگایا ہوتا تھا۔

اور اسی طرح امام زہریؒ امام شعبیؒ حضرت حسن بصریؒ وغیرہم سے منقول ہے (مصنف عبدالرزاق ص ۱۰۸، ۱۰۹ ج ۱)

مسئلہ اگر کسی شخص کے منہ میں زخم وغیرہ ہو تو اس صورت میں اگر وہ پانی یا کسی مشروب چیز کو منہ لگائے گا۔ تو وہ اس خون و پیپ وغیرہ کی وجہ سے ناپاک ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اگر اس نے شراب استعمال کی ہے اور منہ کو صاف نہیں کیا۔ اسی حالت میں منہ لگا دیا تو وہ بھی ناپاک ہو جائے گا (شرح نقایہ ص ۲۲ ج ۱)

شراب کی طرح ہر ناپاک چیز کا حکم بھی یہی ہے۔

مسئلہ قے کرنے والے نے کسی برتن سے منہ لگا کر کلی کی تو وہ برتن، پانی وغیرہ ناپاک ہو جائے گا۔

طفل شیر خوار جو منہ سے آلائش ڈالتا ہے۔ اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۲) دوسری قسم پس خوردہ کی مکروہ ہے۔ جیسا کہ بلی کا پس خوردہ۔ بلی کے ہر وقت گھروں میں آجانے کی وجہ سے اور برتنوں میں منہ ڈالنے کی وجہ اس کے پس خوردہ کو مکروہ تنزیہی قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ اس سے بچنا مشکل ہے۔ اور اس میں حرج ہے (جامع صغیر ص ۸، ہدایہ ص ۲۲ ج ۱ شرح نقایہ ص ۲۲ ج ۱ کبیری ص ۱۶۸)

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ وَاِذَا وَلَغَتْ فِیْهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً (ترمذی ص ۲۹ وفی روایۃ دارقطنی ص ۶۶ ج ۱ والطحاوی ص ۲۱ ج ۱ غُسِلَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی جس وقت کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو ایک مرتبہ یا دو مرتبہ دھو لیا کرو۔ (جب اس کا منظنہ ہو کہ اس نے نجاست وغیرہ میں منہ ڈالا ہوگا)

۲۔ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَؓ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ اِنَّهَا لَیْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّمَا هِیَ مِنَ الطَّوَّافِیْنَ عَلَیْكُمْ اَوِ الطَّوَّافَاتِ (ترمذی ص ۲۹ موطا امام مالک ص ۱۶ طحاوی ص ۲۱ ج ۱ موطا امام محمد ص ۸۳)

حضرت ابوقتادہؓ کہتے ہیں "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی نجس نہیں ہے بیشک یہ تو تمہارے پاس چکر مارنے والے یا چکر مارنے والیوں میں سے ہے۔ اس کے پس خوردہ سے گریز کرنے میں حرج ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَاْسَ بِاَنْ یُّتَوَضَّاَ بِفَضْلِ سُؤْرِ الْهِرَّةِ وَغَیْرُهُ اَحَبُّ اِلَیْنَا مِنْهُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ (موطا امام محمد ص ۸۳)

حضرت امام محمدؒ کہتے ہیں کہ بلی کے پس خوردہ سے وضو کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ اگر اس کے علاوہ پانی مل سکے تو وہ ہمارے نزدیک زیادہ بہتر ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔

۲۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ سُؤْرَ السِّنَّوْرِ (مصنف عبدالرزاق ۱/۹۸)

حضرت نافع رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ بلی کے پس خوردہ کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

مسئلہ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر بلی نے چوہا کھایا ہو۔ یا نجاست میں منہ ڈالا ہو تو تقریباً پندرہ بیس منٹ کے اندر اندر اگر وہ کسی برتن یا مشروب میں منہ ڈالے گی تو وہ مکروہ تحریمی ہوگا ورنہ نہیں۔

(ہدایہ ۱/۲۲، شرح نقایہ ۱/۲۳، کبیری ص ۱۶۹، فتح القدیر ۱/۸۷)

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ لَا بَأْسَ بِهَا اِلَّا اَنْ تَرٰى فِيْ فِيْهَا نَجَاسَةً (موطأ امام مالک ص ۱۷)

حضرت امام مالکؒ سے منقول ہے بلی کے پس خوردہ کے استعمال میں کچھ حرج نہیں الا یہ کہ اگر اس کے منہ میں نجاست دیکھو تو پھر وہ مکروہ ہوگا۔

بلی اکثر اپنا شکار وغیرہ مارنے کے بعد اپنا منہ صاف کرلیتی ہے۔ اس کی عادت ہے۔

(۳) تیسری قسم نجس (ناپاک) ہے۔ جیسا کہ خنزیر یا درندہ جانوروں کا پس خوردہ۔ خنزیر تو نجس العین ہے اور درندہ جانوروں کا گوشت ناپاک اور حرام ہے۔ ان کا لعاب دہن بھی ناپاک ہے۔ لہذا ان کا پس خوردہ ناپاک ہوگا۔ (ہدایہ ۱/۲۲، شرح نقایہ ۱/۲۲، کبیری ص ۱۶۷)

مسئلہ کتے کا پس خوردہ نجس و ناپاک ہے۔ اس کے منہ ڈالنے سے پانی وغیرہ نجس ہو جاتا ہے جس برتن میں کتا منہ ڈال دے پانی وغیرہ بہا کر اس برتن کو تین دفعہ دھونا ضروری ہے (ہدایہ ۱/۲۲، شرح نقایہ ۱/۲۲)

جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَلْبِ يَلَغُ فِي الْاِنَاءِ يُغْسَلُ ثَلَاثًا۔ (دار قطنی ۱/۶۵)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کتا جس برتن میں منہ ڈالتا ہے، اس کو تین مرتبہ دھویا جائے۔

یہ روایت مرفوعاً تو اتنی قوی نہیں لیکن حضرت ابوہریرہؓ (جو سات مرتبہ والی حدیث کے راوی ہیں) کا فتوی اس پر ہے۔ جیسا کہ

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْاِنَاءِ فَاَهْرِقْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (دار قطنی ۱/۶۶، طحاوی ۱/۲۳)

حضرت عطاءؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے انہوں نے یہ فتوی دیا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسمیں جو چیز بھی ہو اس کو بہا دو اور پھر برتن کو تین مرتبہ دھو ڈالو

اور اس پر حضرت ابو ہریرہؓ کا خود عمل بھی ہے۔ جیسا کہ صحیح سند سے ثابت ہے۔

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اَنَّهٗ کَانَ اِذَا وَلَغَ الْکَلْبُ فِی الْاِنَاءِ اَهْرَاقَهٗ وَغَسَلَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (دار قطنی ج۱ ص۶۶)

حضرت عطاءؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ کا خود عمل بھی اس طرح بیان کیا ہے کہ جب کتا برتن میں منہ ڈالتا تھا تو اس کو بہا دیتے تھے اور پھر اس کو تین مرتبہ دھوتے تھے۔

اور جب راوی اپنی روایت کے خلاف عمل کرتا ہے۔ یا فتویٰ دیتا ہے تو اس کا مطلب ہوگا کہ سابقہ حکم یا تو منسوخ ہو گیا ہے یا وہ اتنا مؤکد نہیں صرف استحباب کے درجہ میں ہے۔ اگر ایسا تسلیم نہ کیا جائے تو پھر راوی کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے۔ اور وہ قابلِ اعتماد نہیں رہتا۔

اور امام عبد الرزاقؒ نے حضرت امام زہریؒ کا فتویٰ بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ سَاَلْتُ الزُّهْرِیَّ عَنِ الْکَلْبِ یَلَغُ فِی الْاِنَاءِ قَالَ یُغْسَلُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ۔ (مصنف عبد الرزاق ج۱ ص۹۷)

حضرت معمرؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زہریؒ سے دریافت کیا کہ کتا جب برتن میں منہ ڈال دے تو کیا کیا جائے۔ انہوں نے کہا تین مرتبہ دھو ڈالو۔

باقی سات مرتبہ دھونے کی روایات اگرچہ درجہ اوّل کی صحیح روایات ہیں۔ لیکن ائمہ حدیث و فقہائے کرام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ۔

اوّلاً یہ تمام روایات اس دور کے ساتھ مقید ہیں۔ جب کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ حکم بھی تھا کہ اگر کتا منہ ڈال دے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیئے۔ اور ایک مرتبہ مٹی سے بھی اسکو صاف کرنا چاہیئے۔ پھر جب کتوں کے ساتھ لوگوں کا تنفر پیدا ہو گیا تو ان کو قتل کرنے سے منع فرما دیا اور برتن صاف کرنا بھی اس تخفیف میں آگیا۔

ثانیاً علمائے احناف یہ بھی فرماتے ہیں کہ اب اگر کوئی شخص سات مرتبہ برتن کو دھوئے گا تو یہ استحباب کے درجہ میں ہوگا۔ البتہ پاک ہونے کے لیے تین مرتبہ کا دھونا کافی ہوگا۔ حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ کی روایت میں سات مرتبہ دھونے کا ذکر ہے۔ اور آٹھویں مرتبہ مٹی کے ساتھ صاف کرنا بھی ہے۔

عَنِ ابْنِ مُغَفَّلٍ رضی قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا وَلَغَ الْکَلْبُ فِی الْاِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوْهُ

حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈالدے تو اس کو سات مرتبہ (پانی سے) دھو اور آٹھویں مرتبہ

التُّرَابِ بِالتُّرَابِ (مسلم ج۱ ص۱۳۷ طحاوی ج۱ ص۲۲ دارقطنی ج۱ ص۶۵) مٹی مل کر اس کو صاف کرو۔

آج کل میڈیکل سائنس اور جدید طبی انکشافات و تحقیقات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ کتے کے لعاب دھن میں اس قسم کے جراثیم پائے جاتے ہیں جو مٹی کے بغیر صاف نہیں ہوتے۔

امام طحاویؒ نے کہا ہے کہ جب غلیظ سے غلیظ نجاست سے آلودہ برتن وغیرہ تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں تو کتے کے منہ ڈالنے ہوئے بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ البتہ اگر احتیاط کی جائے اور سات مرتبہ دھویا جائے تو بہتر ہے۔ حضرت امام شافعیؒ کا سات مرتبہ پر اصرار کرنا جب کہ آٹھ مرتبہ کا ذکر بھی صحیح حدیث میں موجود ہے۔ باعث تعجب ہے (طحاوی ج۱ ص۲۳، ص۲۴)

انصاف کی بات یہی ہے کہ تین مرتبہ دھونے سے برتن پاک ہو جاتا ہے۔ سات مرتبہ دھونا مستحب ہے اور ایک دفعہ مٹی سے صاف کرنا تصفیہ اور تنظیف کے لحاظ سے بہت مناسب ہے۔

حضرت امام مالکؒ کا مسلک تو اس سے بھی زیادہ عجیب ہے وہ فرماتے ہیں کہ کتے کا پس خوردہ ناپاک نہیں ہوتا۔ البتہ برتن کو سات مرتبہ دھونا امر تعبدی ہے (یعنی ہم مسلمان چونکہ اللہ تعالیٰ کے عابد اور بندے ہیں اور اس کے ہر حکم کی تعمیل ہمارے لیے ضروری ہے۔ خواہ اس کی حکمت و علم ہماری سمجھ میں نہ بھی آئے۔ جیسا کہ مثلاً ہوا خارج ہو جانے سے وضوء کے اعضاء کا دھونا فرض ہو جاتا ہے۔ یہ امر تعبدی ہے۔ ورنہ عقل اور سمجھ میں یہ بات نہیں آسکتی) تو اسی طرح اس برتن کو سات مرتبہ دھونا بھی ایک امر تعبدی ہے ورنہ ناپاک ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں کیا جاتا۔

(۴) اور چوتھی قسم مشکوک ہے۔ جیسا کہ گدھے اور خچر کا پس خوردہ (جامع صغیر ص۷ ہدایہ ج۱ ص۲۳، شرح نقایہ ج۱ ص۲۳ کبیری ص۱۶۹)

چونکہ اس میں صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے اختلاف اور دلائل کے تعارض کی وجہ سے اس کا یہ حکم فقہائے کرام نے بیان کیا ہے جیسا کہ

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ گدھے کا پس خوردہ طاہر ہے۔ (شرح نقایہ ج۱ ص۲۳ فتح القدیر ج۱ ص۱۳)

۲۔ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ الْحِمَارُ يَشْرَبُ فِي جَفْنَتِي قَالَ نَعَمْ وَتَوَضَّأْ بِفَضْلِهِ (مصنف عبدالرزاق ج۱ ص۱۰۳)

حضرت ابن جریجؒ کہتے ہیں "میں نے حضرت عطاءؒ سے دریافت کیا کہ گدھا میرے بڑے پیالے میں پانی پی سکتا ہے انہوں نے کہا ہاں پی سکتا ہے اور اس کے بچے ہوئے پانی سے

تم وضو کر سکتے ہو۔

۲۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ لَا بَأْسَ بِسُؤْرِ الْحِمَارِ (مصنف عبدالرزاق ص۱۰۴ ج۱ و مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰ ج۱) — حضرت امام زہریؒ نے کہا ہے کہ گدھے کے پس خوردہ سے (وضو کرنے میں) کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح حضرت مجاہدؒ، حضرت جابر بن زیدؒ اور مصنف عبدالرزاق میں حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے (مصنف عبدالرزاق ص۱۰۴ ج۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰ ج۱)

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ نجس ہے (مجمع الانہر ص۳۶ شرح نقایہ ص۲۴ ج۱)

نیز اس لیے کہ ان کا گوشت مکروہ تحریمی ہے اور ان کا لعاب دھن بھی ایسا ہی ہوگا۔

۱۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹ ج۱ و مصنف عبدالرزاق ص۱۰۵ ج۱) — حضرت نافعؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ گدھے کے پس خوردہ کو مکروہ خیال کرتے تھے

۲۔ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كَانَ يَقُولُ لَا تَوَضَّأْ بِسُؤْرِ الْحِمَارِ وَلَا بِسُؤْرِ الْبَغْلِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰ ج۱ و مصنف عبدالرزاق ص۱۰۵ ج۱) — حضرت حمادؒ نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے نقل کیا، وہ کہتے تھے کہ گدھے اور خچر کے پس خوردہ سے وضو نہ کیا کرو۔

۳۔ وَعَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ سُؤْرَ الْحِمَارِ وَالْبَغْلِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰ ج۱) — حضرت حسن بصریؒ بھی گدھے کے پس خوردہ کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

۴۔ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ الْبَغْلُ مِنَ الْحِمَارِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰ ج۱) — حضرت حمادؒ نے کہا کہ خچر بھی گدھے کی جنس ہے۔

اسی طرح امام محمد بن سیرینؒ اور حضرت قتادہؒ سے ثابت ہے۔ (مصنف عبدالرزاق ص۱۰۴ ج۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰ ج۱)

حضرت امام محمدؒ سے بھی منقول ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں اگر ان کے اندر کپڑا ڈبو دیا تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ گدھے کا پس خوردہ۔ ماء مستعمل گدھی کا دودھ اور ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب۔

(عنایہ برحاشیہ فتح القدیر ص۹۰ ج۱، کبیری ص۱۶۹ ج۱)

مسئلہ اگر مشکوک پانی کے علاوہ کوئی پانی نہ مل سکے تو فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ وضو کرے اور ساتھ تیمم بھی کرے بغیر اس کے نماز درست نہیں ہوگی۔ (ہدایہ ص۲۳ ج۱ جامع صغیر ص۰ شرح نقایہ ص۲۴ ج۱)

مسئلہ گھوڑے کا پس خوردہ پاک ہے۔ کیونکہ یہ ایک پاکیزہ و نظیف جانور ہے۔
(ہدایہ صہ ۲۳/۱، شرح نقایہ صہ ۲۲/۱)

مسئلہ کھلی مرغی جو ہر جگہ منہ ڈالتی ہے اور دیگر شکاری پرندوں کا پس خوردہ مکروہ ہے
(شرح نقایہ صہ ۲۳/۱، ہدایہ صہ ۲۲/۱)

عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ فِی الدَّجَاجَۃِ تَشْرَبُ مِنَ الْاِنَاءِ یَکْرَہُ اَنْ یَّتَوَضَّأَ بِہٖ (مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۳۱/۱)

حضرت حسن بصریؒ کہتے تھے کہ (کھلی) مرغی جس برتن سے پانی پیتی ہے۔ اس سے وضو کرنا مکروہ ہے۔

کیونکہ یہ پرندے مردار بھی کھاتے ہیں اور پاک و ناپاک ہر چیز میں منہ ڈالتے ہیں۔ مرغی کا بھی یہی حال ہے۔

مسئلہ مرغی کسی جگہ باندھی ہوئی ہو تو پھر اس کا پس خوردہ ناپاک نہیں ہوگا۔

مسئلہ گھروں میں رہائش پذیر سانپ چوہے وغیرہ کا پس خوردہ بھی مکروہ ہے۔ اور اس کا استعمال جائز ہے۔ اس لیے کہ ان سے احتراز اور بچاؤ مشکل ہے۔ (جامع صغیر صہ ۴، ہدایہ صہ ۲۲/۱، شرح نقایہ صہ ۲۳/۱)

مسئلہ پسینہ تمام جانوروں کا ان کے پس خوردہ اور لعاب دھن کی طرح ہے۔ جس جانور کا پس خوردہ حرام ہے یا مکروہ ہے اس کا پسینہ بھی حرام یا مکروہ ہے۔ کیونکہ لعاب دھن اور پسینہ دونوں گوشت سے پیدا ہوتے ہیں۔

البتہ گدھے کے پسینہ کے بارہ میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔ احناف کرام کی ظاہر الروایہ تو یہ ہے کہ گدھے اور خچر کا پسینہ پاک ہے۔ اور گدھی کا دودھ ناپاک ہے۔ پسینہ اس لیے پاک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر بغیر کاٹھی وغیرہ کے سواری کرتے تھے۔ اور ملک حجاز کی گرمی میں ناممکن ہے کہ اس کا پسینہ نہ نکلتا ہو۔

اور اس لیے بھی اس کا پسینہ پاک ہی سمجھا جاتا ہے کہ عموم بلوٰی اور مجبوری ہے کیونکہ اکثر لوگوں کو گدھے کی سواری کرنی پڑتی ہے۔ اس لیے اس کے پسینہ کو پاک کہا گیا ہے۔

اور دودھ کی طرف چونکہ ایسی مجبوری اور ضرورت نہیں پڑتی اس لیے وہ نجس ہی ہوگا۔
(شرح نقایہ صہ ۲۴/۱)

تیمم

قرآن کریم میں دو مقامات پر تیمم کا مسئلہ ذکر کیا گیا ہے۔ سورہ مائدہ اور سورۃ نساء میں۔

تعریف تیمم | تیمم کا لغوی معنی قصد کرنا ہوتا ہے۔ اور شریعت میں کہتے ہیں۔

اَلْقَصْدُ اِلَی الصَّعِیْدِ الطَّیِّبِ لِلتَّطْہِیْرِ عَلٰی وَجْہٍ مَّخْصُوْصٍ (شرح نقایہ ص۲۴ ج۱، کبیری ص۶۲) یعنی پاک مٹی کا قصد کرنا طہارت اور پاکی حاصل کرنے کے لیے، خاص طریقے پر۔

تیمم | ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ سفر کی حالت میں تیمم کا حکم قرآن پاک میں نازل ہوا تھا۔ (بخاری ص۴۸ ج۱، مسلم ص۱۶۰ ج۱، طحاوی ص۷۵ ج۱)

حضرت عمران بن حصینؓ کی روایت ہے کہ ہم سفر کی حالت میں تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جب آپ نے تیمم کا حکم دیا تھا (بخاری ص۴۹ ج۱، مسلم ص۲۴۰ ج۱)

اور تیمم کا حکم صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے ساتھ مخصوص ہے پہلی امتوں میں اس کی اجازت نہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی خصوصیات کے سلسلہ میں بیان فرمایا ہے۔

وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَہُوْرًا (بخاری ص۴۸ ج۱، مسلم ص۱۹۹ ج۱) کہ میرے لیے تمام زمین کو مسجد کے حکم میں اور طہور بنایا گیا ہے۔

یعنی ہر جگہ نماز ادا ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ جگہ پاک ہو۔ اور مٹی کو پاک قرار دیا ہے۔ تاکہ تیمم کیا جا سکے۔

۱۔ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْہَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ؕ وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّہَّرُوْا ؕ وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھولو۔ اور سروں کا مسح کرو اور پاؤں کو ٹخنوں تک یعنی بمع ٹخنوں کے دھوؤ۔ اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو اچھی طرح طہارت حاصل کرو یعنی خوب غسل کرو۔ اور اگر تم بیمار ہو (اور پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو) یا سفر میں

الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ط مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۶﴾

(سورۂ مائدہ پ۶)

یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت (بول و براز) سے فارغ ہو کر آیا ہو۔ یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو (یعنی ان سے ہمبستری کی ہو) اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔ اور اپنے چہروں اور ہاتھوں پر اس کو ملو۔ اللہ تعالیٰ تم پر تنگی نہیں ڈالنا چاہتا۔ لیکن وہ تم کو پاک صاف کرنا چاہتا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کرنا چاہتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔

۲- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾

(النساء پ۵)

اے ایمان والو نماز کے قریب نہ جاؤ جب کہ تم نشہ کی حالت میں ہو یہاں تک کہ تم جانو کہ تم کیا کہتے ہو اپنی زبانوں سے اور جنابت کی حالت میں بھی نماز کے قریب نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ غسل کر لو۔ ہاں اگر تم راستہ پر گذرنے والے (مسافر) ہو (تو اس کا حکم آگے بیان ہوتا ہے اور وہ یوں ہے) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے واپس آیا ہو یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو[1]۔ اور تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو۔ اور چہرہ کا مسح اور ہاتھوں کا مسح کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

ان آیات کی تشریح اور تیمم کی حکمت

کفار اور اہل کتاب میں دو خرابیاں تھیں جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ پر صحیح ایمان نہ لانا۔ (۲) اور مال کو اللہ تعالیٰ کے لیے خرچ نہ کرنا بلکہ دکھلاوے اور اپنی عزت بڑھانے کے لیے خرچ کرنا۔

---

[1] عورتوں کو ہاتھ لگانا اور لمس کرنا اس میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ اس سے وضو کے ٹوٹ جانے کے قائل ہیں اور امام مالکؒ و احمدؒ یہ کہتے ہیں کہ اگر شہوت کے ساتھ ہاتھ لگائے تو وضو ٹوٹ جائیگا ورنہ نہیں امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا لمس سے مراد آیت میں عورتوں سے مباشرت کرنا ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک لمس سے ایسی شکل میں وضو ٹوٹ جائے گا۔ جب جسم سے کوئی مادہ خارج ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سواتی۔

پہلی خرابی کا منشا نقصان علم اور غلبہ جہل ہے۔ دوسری خرابی کا منشا ہوائے نفس اور اپنی خواہش ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گمراہی کے دو بڑے سبب ہیں۔

(۱) جہل جس میں حق و باطل کی تمیز ہی نہیں ہوتی۔

(۲) خواہش و شہوات۔ جس سے باوجود تمیز حق و باطل کے حق کے موافق عمل نہیں کر سکتا۔ شہوات سے قوت ملکی (فرشتوں جیسی خصلت) ضعیف اور قوت بہیمی (جانوروں جیسی خصلت) قوی ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ملائکہ سے بُعد اور شیاطین سے قرب ہوتا ہے۔ جو بہت سی خرابیوں کی جڑ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے نشہ کی حالت میں مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ یہ جہل کی حالت ہے۔ پھر جنابت کی حالت میں نماز پڑھنے سے روکا ہے۔ یہ حالت ملائکہ سے بُعد اور شیاطین سے قرب کی حالت ہے۔ جہاں جنبی ہوتا ہے وہاں ملائکہ رحمت نہیں آتے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ (ابوداؤد ص۲ ج۲، نسائی ص۱ ج۵)

حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں تصویر، کتا اور جنبی ہوتا ہے۔

نشہ خشوع اور حضور کے مخالف ہے تو جنابت طہارت و نظافت کے منافی ہے۔

(حضرت شیخ الہندؒ حاشیہ ص۱۰۲، قرآن پاک مطبوعہ تاج کمپنی)

تیمم، پانی کا قائم مقام

پانی کے قائم مقام ایسی چیز ہونی چاہیئے جس کا حصول سہل ہو۔ چنانچہ مٹی ہی ایسی چیز ہے جو آسانی سے ہر جگہ مل سکتی ہے اور اس کے علاوہ خاک انسان کی اصل بھی ہے اور اپنی اصل کی طرف رجوع کرنے سے گناہوں اور خرابیوں سے بچاؤ ہے۔ کافر بھی قیامت کے دن آرزو کریں گے۔

۱۔ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا (نبا آیت ۴۰ پ۳۰)

اے کاش میں مٹی ہوتا اور خاک میں مل جاتا۔

۲۔ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (پ۱۶ طٰہٰ آیت ۵۵)

اسی مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے۔ اور اسی سے تمہیں دوسری دفعہ اٹھائیں گے۔

شاعر نے حقیقت کی زبان میں کہا ہے۔

سہ تاپاک نگردی بتو آتش ندھند ‏ تاخاک نہ نگردی بتو آتش ندھند

سہ اے پندار وجود آلودہ خود راپاک ساز ‏ کیں طہارت سالک رہ رانمازی میکند

سہ اے کہ در مستیٔ ہستی ماندۂ ‏ دائماً در خود پرستی ماندۂ

بر سرایوانِ وحدت کے رسی ‏ چوں تو در زندانِ پستی ماندۂ

جب انسان غفلت کی مستی سے ہوشیار ہو۔ اور نشۂ جہالت سے پاک ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے قابل ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِذَا کَانَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّہٗ یُنَاجِیْ رَبَّہٗ ‏ نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔ (مسلم ص ۲۰۷ ج ۱، بخاری ص ۵۹ ج ۱)

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ یعنی نماز مومن کی معراج ہے۔ (نماز میں اس کو انتہائی روحانی بلندی حاصل ہوتی ہے)

صعید وجہ ارض یا سطح زمین کو کہتے ہیں۔ جنسِ ارض سے تیمم جائز ہوگا۔ تراب (مٹی) رمل (ریت) حجارۃ (پتھر) معدن (کان) یا کوئی رنگ۔

جنس ارض کی شناخت یہ ہوگی کہ آگ اس کو جلا کر خاکستر نہ بنا دے۔ چنانچہ گیرو۔ پتھر۔ یاقوت زبرجد۔ چونا وغیرہ سے تیمم جائز ہے۔ البتہ خاکستر اور راکھ سے تیمم جائز نہیں ہے۔

تفصیلِ تیمم

قَصْدُ الصَّعِیْدِ الطَّیِّبِ لِلتَّطْہِیْرِ یعنی پاک مٹی کا قصد کرنا طہارت حاصل کرنے کے لیے۔ جب کوئی شخص پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو۔ سفر کی وجہ سے (عدم استطاعۃ علی استعمال الماء) مثلاً اس سے ایک میل پانی دور ہو (ہدایہ ص ۲۴ ج ۱، شرح نقایہ ص ۲۴ ج ۱، کبیری ص ۶۱)

۱۔ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ تَیَمَّمَ وَصَلَّی الْعَصْرَ وَبَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْمَدِیْنَۃِ مِیْلٌ اَوْمِیْلَانِ ‏ نافعؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے تیمم کرکے نماز ادا فرمائی۔ حالانکہ ان کے درمیان اور مدینہ کے درمیان صرف ایک دو میل کی مسافت تھی۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۲۲۹ ج ۱ ومعناہ موطا امام مالک ص ۱۳)

یا پانی تو قریب ہے لیکن پانی تک پہنچنے کا آلہ رسی یا ڈول وغیرہ موجود نہ ہو۔ یا کوئی اور مانع ہو سانپ، درندہ یا دشمن، یا مرض کے زیادہ ہونے کا خطرہ ہو۔ (ہدایہ ص ۲۷ ج ۱، شرح وقایہ ص ۲۵ ج ۱، کبیری ص ۸۵،۶۷)

وَقَالَ الْحَسَنُ فِی الْمَرِیْضِ عِنْدَہُ الْمَاءُ ‏ حضرت حسن بصریؒ نے کہا ہے کہ اگر کسی مریض کے

وَلَا یَجِدُ مَنْ یُّنَاوِلُہٗ یَتَیَمَّمُ (بخاری ص۴۸ ج۱ تعلیقاً)

پاس پانی موجود ہو، لیکن اس پانی کو پکڑانے والا کوئی نہ ہو تو وہ مریض تیمم کر سکتا ہے۔

یا سردی شدید ناقابلِ برداشت ہو (ہدایہ ص۲۵ ج۱ ،شرح نقایہ ص۲۴ ج۱ کبیری ص۶۶)

اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ اَجْنَبَ فِیْ لَیْلَۃٍ بَارِدَۃٍ فَتَیَمَّمَ وَتَلَا وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا فَذُکِرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَلَمْ یُعَنِّفْ (بخاری ص۴۹ ج۱ تعلیقاً دارقطنی ص۱۷۸ ج۱)

حضرت عمرو بن العاصؓ ایک نہایت ہی شدید ٹھنڈی رات میں جنابت میں مبتلا ہو گئے۔ تو انہوں نے تیمم کر لیا اور یہ آیت پڑھی جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" اور نہ ہلاک کرو اپنی جانوں کو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بہت مہربان ہے" تو اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا تو آپ نے اس پر کوئی سختی نہیں فرمائی۔

یا ساتھی کے چھوٹ جانے کا خطرہ ہو۔ یا اپنی پیاس یا اپنے ساتھی کی پیاس کا خطرہ ہو کہ پانی اگر استعمال کر لیا گیا تو پیاس کا کیا ہو گا۔ تو ان سب صورتوں میں تیمم کرنا جائز ہے (شرح نقایہ ص۲۵)

۱۔ عَنِ ابْنِ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْہِ وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَا اِذَا خَافَ الْعَطَشَ وَمَعَہٗ مَاءٌ یَتَیَمَّمُ وَلَا یَتَوَضَّأُ (مصنف عبدالرزاق ص۲۳۲ ج۱)

حضرت مجاہدؒ اور حضرت عطاءؒ سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص پیاس کا خطرہ محسوس کرتا ہے اور اس کے پاس پانی ہو تو وہ تیمم کر سکتا ہے اور وہ وضوء نہ کرے۔

۲۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اِذَا خَشِیَ الْمُسَافِرُ عَلٰی نَفْسِہٖ الْعَطَشَ وَمَعَہٗ مَاءٌ تَیَمَّمَ (مصنف عبدالرزاق ص۲۳۲ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ نے بھی کہا ہے کہ جب کوئی مسافر اپنے نفس پر پیاس کا خطرہ محسوس کرتا ہے۔ اور اس کے پاس پانی بھی ہو تو وہ تیمم کر سکتا ہے۔

یہ طہارت ضروریہ ہے۔ یہ وضوء اور غسل دونوں کے قائمقام ہے۔ اس کو تشبیہی وجود طہارت کے ساتھ حاصل ہوتا ہے یہ بالخاصہ مؤثر ہے اسلئے صرف ہاتھ اور منہ کے ساتھ ہی مقرر کیا گیا ہے۔ تمام بدن کو مٹی سے آلودہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

یہ تیمم صرف حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ خاص ہے۔ پہلی امتوں میں یہ روا نہیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلصَّعِیْدُ الطَّیِّبُ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ

کہ پاک مٹی مسلمان کیلئے وضوء (طہارت کا ذریعہ)

وَاِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَآءَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَاِذَا وَجَدَهٗ فَلْيُمِسَّهٗ بَشَرَتَهٗ ۔
(ابوداؤد ص۴۸ ج۱، ترمذی ص۲۴ حسنٌ صحیح
وللترمذی طهور المسلم غنیة المتملی ص۶۲ للشیخ ابراهیم الحلبیؒ)

اگرچہ وہ دس سال تک بھی پانی نہ پائے۔ پس جب وہ پانی پالے تو اس کو اپنے جسم پر استعمال کرے ترمذی کی روایت اس طرح ہے کہ "تیمم مسلمان کے لیے طہارت ہے"

اور دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زمین ہمارے لیے مسجد اور طہارت بنائی گئی ہے۔ (بخاری ص۴۸ ج۱، مسلم ص۱۹۹ ج۱)

مسئلہ تیمم کے لیے نیت کرنی ضروری ہے (ہدایہ ص۲۶ ج۱، کبیری ص۶۴، شرح نقایہ ص۲۶ ج۱)

ترکیب تیمم تیمم کی ترکیب یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی وغیرہ پر مار کر ہاتھوں کو جھٹک دے تاکہ زیادہ گرد وغبار لگنے سے شکل مشوش نہ ہو۔ (ہدایہ ص۲۵ ج۱، شرح نقایہ ج۱ ص۲۶ کبیری ص۶۲)

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ تَيَمَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ضَرَبْنَا بِاَيْدِيْنَا عَلَى الصَّعِيْدِ الطَّيِّبِ ثُمَّ نَفَضْنَا اَيْدِيْنَا فَمَسَحْنَا بِهَا وُجُوْهَنَا
(دار قطنی ص۱۸۱ ج۱)

حضرت سالمؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم نے تیمم کیا اپنے ہاتھوں کو پاک مٹی پر مار کر ان کو جھٹک کر اپنے ہاتھوں اور چہرہ پر مسح کیا۔

ایک ضربہ سے منہ پر مسح کرے اور دوسرے ضربہ سے دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک۔
(ہدایہ ج۱ ص۲۵، شرح نقایہ ج۱ ص۲۵، ۲۶)

اس مسئلہ میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔ چنانچہ پانچ مذہب ہیں۔

(۱) امام محمد بن سیرینؒ کے نزدیک تیمم کے لیے تین ضربات کا ہونا ضروری ہے۔ ایک چہرہ کے لیے دوسرا دونوں ہاتھوں کے لیے تیسرا دونوں بازوں کے لیے (لیکن عطاءؒ، مکحولؒ، اوزاعیؒ، احمدؒ، اسحاقؒ اور عام محدثین کے نزدیک ایک ہی ضربہ ہے)

(۲) امام اوزاعیؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک تیمم صرف کلائی تک ہے۔

(۳) امام مالکؒ کے نزدیک نصف ہاتھ تک ہے۔

(۴) امام زہریؒ کے نزدیک بغل تک ساری کلائی اور بازو پر تیمم کرنا ضروری ہے۔

(۵) حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ و دیگر اکثر فقہائے کرام کے نزدیک دو ضربے ہیں۔ (امام شافعیؒ کے نزدیک ضربے اگرچہ دو ہیں لیکن تیمم صرف کلائی تک ہے) اور کہنیوں تک ہے۔ اور حضرت علیؓ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ حسن بصریؒ، شعبیؒ، سالم بن عبداللہؒ۔ سفیان ثوریؒ امام مالکؒ اور اکثر علمار کرام کا بھی یہی مسلک ہے (نووی شرح مسلم صفحہ ۱۶۰ ج ۱، کفایہ صفحہ ۲۷ ج ۱)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ؓ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اَلتَّیَمُّمُ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ ضَرْبَۃٌ لِلذِّرَاعَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ رواہ الحاکمُ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تیمم میں ایک ضربہ چہرہ کے لیے اور دوسرا دونوں ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک۔

(مستدرک صفحہ ۱۸۰ ج ۱ والدارقطنیؒ (صفحہ ۱۸۱ ج ۱)

وَقَالَ الْحَاکِمُ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِیْ رِجَالُہٗ کُلُّھُمْ ثِقَاتٌ (کبیری صفحہ ۶۲)

مسئلہ تیمم ہر اس چیز پر جائز ہے جو زمین کی جنس سے ہو۔ جیسے مٹی۔ ریت۔ پتھر۔ سرمہ۔ مردا سنگ زبرجد۔ یاقوت، گیرو۔ ہڑتال طبقی۔ ہڑتال ورقی۔ گل ارمنی۔ لاجورد۔ چونا۔ سیمنٹ۔ ابرک۔ سنکھیا وغیرہ

(ہدایہ صفحہ ۲۶ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۲۶ ج ۱، کبیری صفحہ ۶۷)

عَنْ حَمَّادٍ قَالَ تَیَمَّمُوْا بِالصَّعِیْدِ وَالْجِصِّ وَالْجَبَلِ وَالرَّمَلِ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۱۶۱ ج ۱)

حضرت حمادؒ کہتے ہیں کہ پاک مٹی چونا۔ پتھر اور ریت پر تیمم کرو۔

مسئلہ پارہ پر اگر گرد و غبار ہو تو اس پر تیمم روا ہوگا۔

مسئلہ جو چیز جنس ارض سے نہ ہو۔ اس پر تیمم روا نہیں۔ جیسا کہ سونا۔ چاندی۔ لوہا۔ تانبا۔ قلعی۔ پیتل وغیرہ معدنیات درخت یا نباتات جو جل کر راکھ بن جائیں ان پر تیمم روا نہیں یہ جنس ارض سے نہیں ہوتے۔ (کفایہ شرح ہدایہ صفحہ ۲۷ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۲۶ ج ۱)

مسئلہ معدنیات سونا، چاندی وغیرہ کے کشتہ جات پر بھی تیمم روا نہ ہوگا (کبیری صفحہ ۶۸)

مسئلہ دیوار پتھر کی ہو یا پختہ اینٹوں کی یا کچی اینٹوں کی بشرطیکہ پاک ہو۔ تو اس پر تیمم جائز ہے۔

(شرح نقایہ صفحہ ۲۶ ج ۱، کبیری صفحہ ۶۹)

اَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ (بخاری صہ ۴۸/۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دیوار کی طرف متوجہ ہوئے اور چہرہ مبارک اور ہاتھوں پہ مسح کیا (تیمم کیا)

مسئلہ | پہاڑی یا معدنی نمک پر بھی تیمم جائز ہے۔ لیکن دریائی نمک یا مٹی والا نمک اگر ہو تو اس پر تیمم روا نہیں ہوگا۔ (کبیری صہ ۸۰)

مسئلہ | پاک گارے پر تیمم کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگر کرے تو جائز ہوگا۔ (کبیری صہ ۷۹)

مسئلہ | کلر والی زمین پر بھی تیمم جائز ہے۔

مسئلہ | اناج (گندم۔ جو۔ باجرہ وغیرہ) پر اگر گرد و غبار ہو تو تیمم جائز ہے ورنہ نہیں۔

(شرح وقایہ صہ ۹۰/۱، کبیری صہ ۸۰)

عَنْ حَمَّادٍ قَالَ كُلُّ شَيْءٍ ضَرَبْتَ عَلَيْهِ بِيَدَيْكَ فَهُوَ صَعِيْدٌ حَتّٰى غُبَارُ لِبْدِكَ

(مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۱۶۱/۱)

حضرت حمادؒ کہتے ہیں کہ جس چیز پر بھی تم ہاتھ مارو وہ صعید ہے۔ حتیٰ کہ تمہارے نمدے کا غبار بھی

مسئلہ | نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو تیمم کرکے نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ میت کا ولی نہ ہو (ہدایہ صہ ۳۸/۱ شرح نقایہ صہ ۲۵/۱، کبیری صہ ۸۱)

۱۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَتَيَمَّمَ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا (الجوہر النقی ہامش البیہقی صہ ۲۳۰/۱)

نافعؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ کے پاس جنازہ لایا گیا اور ان کا وضو اس وقت نہیں تھا۔ انہوں نے تیمم کیا اور نماز جنازہ ادا کی۔

۲۔ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الرَّجُلِ تَفْجَأُهُ الْجَنَازَةُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ قَالَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّيْ عَلَيْهَا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ اگر کسی کے پاس اچانک جنازہ آ جائے۔ اور اس کا وضو نہ ہو تو تیمم کرکے نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے

(طحاوی صہ ۶۴/۱ و ابن ابی شیبہ صہ ۱۲۲/۳ مخطوطہ)

۳۔ اسی طرح حضرت ابراہیم نخعیؒ۔ حضرت حسن بصریؒ اور حضرت عطاءؒ حضرت عکرمہؒ سے منقول ہے۔ (طحاوی صہ ۶۴/۱، مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۱۲۲/۱)

مسئلہ اور اسی طرح عید کی نماز کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو تیمم کر سکتا ہے۔
(ہدایہ ص۲۸ ج۱، شرح نقایہ ص۲۵ ج۱)

مسئلہ جمعہ کی نماز کے فوت ہونے کے خطرہ پر تیمم نہیں کر سکتا۔ اگر جمعہ فوت ہو جائے تو ظہر کی نماز پڑھ لے۔ (ہدایہ ص۲۹ ج۱، شرح نقایہ ص۲۵ ج۱)

مسئلہ جس میت کو غسل دینے کا امکان نہ ہو تو اس کو تیمم کرا دیا جائے اور دفن کیا جائے۔
(شامی ص۹۳۶ ج۱)

مسئلہ تیمم ہر اس چیز سے ٹوٹ جاتا ہے جس سے وضوء ٹوٹتا ہے۔ اور اگر تیمم والا شخص پانی کو دیکھ لے جس کے استعمال پر قادر ہو تو اس کا تیمم ٹوٹ جائے گا (ہدایہ ص۲۷ ج۱، شرح نقایہ ص۲۷ ج۱، کبیری ص۸۴)

مسئلہ تیمم جنابت اور حدث (بے وضوء ہونے) کے لیے یکساں جائز ہے اور دونوں کے لیے ایک ہی تیمم ہے (ہدایہ ص۲۵ ج۱، کبیری ص۸۱)

۱۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کو ایک سخت ٹھنڈی (سرد) رات میں جنابت لاحق ہو گئی تو انہوں نے تیمم کیا اور یہ آیت پڑھی۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ (نساء پ۵) — اور اپنی جانوں کو قتل مت کرو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مہربان ہے۔

اس بات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا گیا تو آپ نے کوئی سختی نہ فرمائی۔
(بخاری ص۴۹ ج۱ تعلیقاً۔ دارقطنی ص۱۷۸ ج۱)

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اَصَابَ رَجُلًا جُرْحٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ احْتَلَمَ فَاُمِرَ بِالْاِغْتِسَالِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَلَمْ يَكُنْ شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص کے سر پر زخم آ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں۔ اور اس شخص کو اتفاقاً احتلام ہو گیا۔ اس کو اس کے ساتھیوں نے غسل کرنے کا حکم دیا۔ اس نے غسل کیا اور وہ مہلک ثابت ہوا وہ شخص مر گیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا خدا ان کو تباہ کرے۔ انہوں

(ابوداؤد ص۴۹ ج۱، دارمی ص۱۵۹ ج۱، مسند احمد ص۳۳ ج۱)

نے اس شخص کو ہلاک کر ڈالا۔ یہ مسئلہ پوچھ لیتے۔ لاچارگی اور درماندگی کا علاج سوال ہوتا ہے۔

۳- عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَلْجُنُبُ فِی السَّفَرِ اِنْ لَّمْ یَجِدِ الْمَاءَ کَیْفَ طُهُوْرُهٗ قَالَ طُهُوْرُهٗ الَّذِیْ لَیْسَ بِمُتَوَضِّیْٔ اِنْ لَّمْ یَجِدِ الْمَاءَ سَوَاءٌ لَا یَخْتَلِفَانِ یَمْسَحَانِ بِوُجُوْهِهِمَا وَاَیْدِیْهِمَا۔

(مصنف عبدالرزاق ص۲۴۰ ج۱)

حضرت ابن جریجؒ نے کہا میں نے حضرت عطاءؒ سے کہا کہ جنبی آدمی اگر سفر میں پانی نہ پائے تو اس کی طہارت کس طرح ہوگی۔ تو عطاءؒ نے کہا اس کی طہارت اس شخص کی طرح ہوگی جو پانی نہ پانے کی وجہ سے وضوء نہیں کرسکتا یہ دونوں (نجاست والا اور بے وضوء) برابر ہیں۔ یہ دونوں تیمم کریں گے چہرہ اور ہاتھوں پر مٹی ملیں گے۔

مسئلہ جس شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں کے مقام سے کٹے ہوئے ہوں۔ تو جب وہ تیمم کرے کٹی ہوئی جگہ پر مسح کرے (کبیری ص۶۴)

مسئلہ بعض اوقات ہندو۔ سکھ وغیرہ غیر مسلموں کے پاس پانی ہوتا ہے لیکن لوگ اس سے طہارت نہیں کرتے ایسی صورت میں تیمم جائز نہیں ہوگا۔

مسئلہ ریلوے اسٹیشن پر نل قریب ہے لیکن گاڑی کے چھوٹنے کا خدشہ ہے تو ایسی صورت میں تیمم کرنا جائز ہے۔

مسئلہ جس شخص کو پانی کے ملنے کی توقع ہو۔ اس کو آخر وقت میں تیمم کرنا چاہیے۔ تاکہ نماز مکمل طہارت سے ادا ہوسکے۔ اگر اس نے پہلے ہی تیمم کرلیا اور نماز ادا کرلی اور پھر وقت میں پانی مل گیا تو دوبارہ نماز کا اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے (ہدایہ ص۲۸ ج۱، شرح نقایہ ص۲۷ ج۱)

۱- ابْنُ جُرَیْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اِذَا كُنْتَ فِی الْحَضَرِ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَلَیْسَ عِنْدَكَ مَاءٌ فَانْتَظِرِ الْمَاءَ فَاِنْ خَشِیْتَ فَوْتَ الصَّلٰوةِ فَتَیَمَّمْ وَصَلِّ

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۰ ج۱)

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ جب تم اقامت کی حالت میں ہو اور نماز کا وقت آجائے اور تمہارے پاس پانی موجود نہ ہو۔ تو پانی کے لیے انتظار کرو۔ اگر تم کو نماز کے فوت ہونے کا خوف ہوجائے تو پھر تیمم کرکے نماز پڑھ لو۔

۲- نَافِع اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ تَيَمَّمَ وَصَلَّى الْعَصْرَ وَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْمَدِيْنَةِ مِيْلٌ اَوْ مِيْلَانِ ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَلَمْ يُعِدِ الصَّلٰوةَ

(مصنف عبدالرزاق ص۲۲۹ ج۱، بخاری ص۴۸ ج۱ تعلیقاً، دارقطنی ص۱۸۶ ج۱)

نافع رح کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رض نے تیمم کرکے عصر کی نماز ادا کی۔ اور مدینہ تک ایک یا دو میل کی مسافت تھی۔ پھر وہ مدینہ میں داخل ہوئے سورج ابھی کافی اونچا تھا تو حضرت عبداللہ بن عمر رض نے نماز دوبارہ نہیں لوٹائی۔

۲- عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اِذَا صَلّٰى بِالتَّيَمُّمِ ثُمَّ وَجَدَ الْمَاءَ فِيْ وَقْتِ تِلْكَ الصَّلٰوةِ لَمْ يُعِدْ

(مصنف عبدالرزاق ص۲۲۸ ج۱)

حضرت سعید بن المسیب رح نے کہا کہ جب کوئی شخص تیمم کرکے نماز پڑھتا ہے اور پھر اسی نماز کے وقت میں پانی پالیتا ہے تو اس کو یہ نماز دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

ضربتین اور ضربہ کی بحث

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رح شرح مسلم میں لکھتے ہیں "اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رض کی قولی مرفوع روایت موجود ہے کہ تیمم کے لیے دو ضربے ہیں۔ ایک ضربہ چہرہ کے لیے اور دوسرا ضربہ دونوں ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک۔

اس روایت کو دارقطنی رح (ص۱۸۰ ج۱) حاکم رح (مستدرک ص۱۷۹ ج۱) اور بیہقی رح (سنن الکبری ص۲۰۷ ج۱) نے روایت کیا ہے۔ اور اس کو موقوفاً ائمہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ اور اس میں علی بن ظبیان راوی ہے جس کو محدث قطان رح اور ابن معین رح اور بہت سے دیگر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور دارقطنی رح اور حاکم رح عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْاَنْمَاطِيْ عَنْ عَزْرَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ روایت کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلذِّرَاعَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ (کہ تیمم کے لیے دو ضربے ہیں ایک ضربہ چہرہ کے لیے اور دوسرا ضربہ ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک)

محدث ابن جوزی رح نے اس روایت کو عثمان بن محمد رح راوی کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ کہ یہ متکلم فیہ راوی ہے۔ لیکن ابن جوزی رح نے اس کو ضعیف قرار دینے میں غلطی کی ہے۔ امام ابن دقیق العید رح نے کہا ہے کہ اس میں کسی نے کلام نہیں کیا۔ البتہ اس کی روایت شاذ

ہے کیونکہ ابُونعیمؒ نے اس کو عزرۃؒ سے موقوفاً نقل کیا ہے۔ اور حاکمؒ نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔ اور دارقطنیؒ نے اس کے موقوف ہونے کو صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص میں اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور درایہ میں کہا ہے۔ کہ اس حدیث کو دارقطنیؒ اور حاکمؒ نے حضرت جابرؓ سے سند حسن کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور حاکمؒ نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ صحیح الاسناد ہے لیکن امام بخاریؒ اور مسلمؒ نے اس کو بیان نہیں کیا۔

اور امام بدرالدین عینی حنفیؒ نے کہا ہے کہ اس کو بیہقیؒ نے بھی بیان کیا ہے۔ اور حاکمؒ نے اسحاق حربیؒ کے واسطہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ اور حاکمؒ نے کہا ہے یہ سند صحیح ہے۔ اور امام ذہبیؒ نے بھی کہا ہے کہ "اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ" اس کی سند صحیح ہے۔ اب ان لوگوں کی بات کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیئے۔ جو اس کی صحت کو تسلیم نہیں کرتے۔ (فتح الملہم ص ۴۹۵/۱)

حافظ ابن حجرؒ نے بلوغ المرام میں کہا ہے۔ کہ ضربتین والی روایت جس کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَصَحَّحَ الْاَئِمَّۃُ وَقْفَہٗ۔ (بلوغ المرام ص ۲۱)

اس کو دارقطنی نے نقل کیا ہے۔ اور ائمہ نے اس کے موقوف ہونے کو صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت ابوجہیم انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیر جمل کی طرف قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ راستہ میں ایک شخص نے سلام کیا تو حضور علیہ السلام نے سلام کا جواب نہ دیا۔

حَتّٰی وَضَعَ یَدَہٗ عَلَی الْجِدَارِ وَمَسَحَ بِھَا وَجْھَہٗ وَیَدَیْہِ ثُمَّ قَالَ عَلَیْکَ السَّلَامُ۔ (بخاری ص ۴۸/۱ دارقطنی ص ۱۷۷/۱ ابوداؤد ص ۵۳/۱)

یہاں تک کہ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک دیوار پر رکھا اور اپنے چہرہ اور ہاتھوں پر تیمم کیا اور پھر سلام کا جواب دیا۔

دوسری روایت میں ہے۔

فَضَرَبَ الْحَائِطَ بِیَدِہٖ ضَرْبَۃً فَمَسَحَ بِھَا وَجْھَہٗ ثُمَّ ضَرَبَ اُخْرٰی فَمَسَحَ بِھَا ذِرَاعَیْہِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ ثُمَّ

کہ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ایک دفعہ [illegible]ار پر مارا اور چہرہ پر پھیرا۔ پھر دوسری مرتبہ دیوار پر ہاتھ مار کر دونوں بازوں پر پھیرا کہنیوں تک۔

رَدَّ عَلَیَّ السَّلَامَ (دار قطنی ص ۱۷۷ ج ۱) — پھر آپ نے مجھ کو سلام کا جواب دیا۔

اور دار قطنیؒ کہتے ہیں کہ حضرت جابرؓ کی روایت جسمیں ضربتین کا ذکر ہے۔

ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلذِّرَاعَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ — ایک ضربہ چہرہ کے لیے اور دوسرا دونوں ہاتھوں کیلیے اور کہنیوں تک۔

رِجَالُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ وَالصَّوَابُ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ (دار قطنی ص ۱۸۱ ج ۱) — اسکے سب راوی ثقہ ہیں، اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ موقوف ہے (اس کو دار قطنیؒ کے علاوہ طبرانی نے بھی ابن عمرؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے)

مسئلہ تیمم کے لیے استیعاب ضروری ہے۔ یعنی منہ اور ہاتھوں پر مع کہنیوں کے مسح کرنا ضروری ہے۔ (ہدایہ ص ۲۵ ج ۱ کبیری ص ۶۲)

مسئلہ امام مالکؒ کے نزدیک تیمم کا سنت طریقہ

سُئِلَ مَالِكٌ كَيْفَ التَّيَمُّمُ وَاَيْنَ يُبْلَغُ بِهٖ فَقَالَ يَضْرِبُ ضَرْبَةً لِوَجْهِهٖ وَضَرْبَةً لِيَدَيْهِ وَيَمْسَحُهُمَا اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ — حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک ضربہ چہرہ کے لیے اور دوسرا دونوں ہاتھوں کیلیے اور کہنیوں تک مسح کرے۔

(موطا امام مالک ص ۱۹)

مسئلہ کیا ایک تیمم سے متعدد فرائض ادا کیے جا سکتے ہیں؟

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں "ایک تیمم کے ساتھ دو فرض نہیں پڑھ سکتا" امام احمدؒ فرماتے ہیں "ایک وقت میں فرض۔ نفل۔ فوائت سب پڑھ سکتا ہے۔ جب دوسری نماز کا وقت داخل ہو گا پھر تیمم کرنا پڑے گا"

حضرت امام ابوحنیفہؒ اور دوسرے فقہاء فرماتے ہیں کہ جب تک کوئی ناقض تیمم پیش نہ آئے تو ایک تیمم سے سب فرائض وقتی۔ قضاء۔ نوافل دوسرے وقت کی نماز سب پڑھ سکتا ہے

(۱) عَنْ اَبِیْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ الْمُتَيَمِّمُ عَلٰى تَيَمُّمِهٖ مَا لَمْ يُحْدِثْ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۶۰ ج ۱) — حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا ہے کہ تیمم کرنے والا تیمم کی حالت (طہارت) میں ہی ہو گا۔ جب تک کہ وہ بے وضو نہ ہو۔

۲۔ اور اسی طرح امام زہریؒ و حضرت سعید بن المسیبؒ حضرت حسن بصریؒ سے مصنف عبدالرزاق ص ۲۱۵ ج ۱

میں اور بخاری صفحہ ۴۹ ج ۱ میں حضرت حسن بصریؒ سے۔ مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۱۶۰ ج ۱ میں حضرت عطار بن ابی رباحؒ سے منقول ہے۔

۲۔ امام نسائیؒ نے باب باندھا ہے۔

اَلصَّلٰوٰتُ بِتَيَمُّمٍ وَّاحِدٍ — ایک تیمم سے متعدد نمازوں کا پڑھنا۔

اور پھر اس کے تحت حضرت ابوذرؓ کی روایت بیان کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَلصَّعِيْدُ الطَّيِّبُ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَاِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَآءَ عَشْرَ سِنِيْنَ — کہ پاک مٹی مسلمان کے لیے وضوء کے حکم میں ہے اگرچہ دس سال تک وہ پانی نہ پائے۔

(نسائی صفحہ ۲۶ ج ۱ مطبع رحیمیہ دہلی صفحہ ۳۸ ج ۱ سلفیہ لاہور)

امام نسائیؒ نے اس سے پہلے یہی مسئلہ سمجھایا ہے۔

امام ولی اللہ دہلویؒ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں۔

"تیمم کا طریقہ بھی ایک ان باتوں میں سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ محدثین کرام کا مسلک اور طریقہ کے ظہور سے پہلے اکثر فقہاء کرام اور تابعین وغیرہ اس پر عمل پیرا تھے اور اسی کے قائل تھے۔ کہ تیمم کے لیے دو ضربات ہیں۔ ایک ضربہ چہرہ کے لیے اور دوسرا ضربہ دونوں ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک۔ اور احادیث میں زیادہ اصح حضرت عمارؓ کی روایت ہے[1]۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تھا کہ تمہارے لیے یہ کافی تھا تم دونوں ہاتھ مٹی پر مارتے اور پھر اس کو جھٹک کر چہرہ پر ملتے اور دونوں ہاتھوں پر۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت بیان کی گئی ہے[2] کہ تیمم کے لیے دو ضربے ہیں ایک چہرہ کے لیے اور دوسرا دونوں ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا عمل دونوں طریق پر منقول ہے۔ اور اس کے درمیان تطبیق بھی ممکن ہے۔

---

[1] بخاری صفحہ ۴۸ ج ۱، مسلم صفحہ ۱۶۱ ج ۱۔ [2] دارقطنی صفحہ ۱۸۰ ج ۱، مستدرک حاکم صفحہ ۱۷۹ ج ۱، بیہقی صفحہ ۲۰۷ ج ۱

(۱) ایک ضربہ ادنیٰ درجہ تیمم ہے اور دو ضربے سنت ہے۔

(۲) اور اس طرح بھی تطبیق ممکن ہے جس کی طرف "یَکْفِیْکَ" کا لفظ راہنمائی کرتا ہے۔ ممکن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت عمارؓ کو بات کھلائی تھی اس میں تیمم کی پوری کیفیت بیان کرنا مقصود نہیں تھی بلکہ مطلب یہ تھا کہ تیمم میں ضربہ کی وجہ سے ہاتھوں کے ساتھ جو مٹی غبار وغیرہ لگتا ہے۔ اس کو چہرہ اور ہاتھوں تک پہنچانا چاہیئے نہ کہ مٹی میں لوٹ پوٹ ہو جانا (جیساکہ حضرت عمارؓ نے کیا تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اتنی بات سمجھائی تھی۔ اور اس میں یہ ارادہ نہیں کیا تھا۔ کہ تیمم میں ممسوح اعضاء کی مقدار بیان کی ہو۔ اور نہ ضربات کی تعداد کو بیان کرنا مقصود تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت عمارؓ کے لیے اس معنی پر محمول ہو سکتا ہے جس کا مقصد ـــــ بنسبت "تمرغ" (تمام جسم کو مٹی میں آلودہ کرنا اور لوٹ پوٹ ہونا) کے ہے۔ (تیمم صرف ہاتھوں اور چہرہ پر کافی ہے۔ تمام بدن اور جسم کو مٹی میں آلودہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے باقی تیمم کی ترکیب بیان کرنا مقصود نہیں تھا) اور اس جیسے مسائل میں انسان کے لیے مناسب ہے کہ اس چیز کو اختیار کیا جائے جس سے پوری طرح یقین کے ساتھ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکے یعنی احتیاط ہی مناسب ہے۔ (اور احتیاط یقیناً دو ضربات اور کہنیوں تک مسح کرنے میں ہے)

(حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۸۵ ج ۱ طبع بریلی اور صفحہ ۱۸۰ ج ۱ طبع مصر)

ایک ضربہ والی روایات اگرچہ صحیح ہیں اور درجہ اول کی روایات ہیں لیکن مجمل ہیں۔ ان میں صرف خاص پہلو بیان کئے گئے ہیں۔ اور دو ضربے والی روایات اگرچہ اس درجہ کی نہیں ہیں۔ لیکن فی الجملہ صحت کے پایہ تک پہنچتی ہیں اور مفصل ہیں اور احتیاط بھی اسی میں ہے۔

مسئلہ چیچک یا زخم والے کے لیے تیمم کرنا جائز ہے۔

ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِيْ قَوْلِهٖ "وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ" قَالَ اِذَا كَانَتْ بِالرَّجُلِ الْجِرَاحَةُ اَوِ الْقُرُوْحُ اَوِ الْجُدَرِيُّ فَيُجْنِبُ فَيَخَافُ اَنْ يَّمُوْتَ اِنْ غَسَلَ تَيَمَّمَ

(دارقطنی صفحہ ۱۷۷ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک میں "اگر تم بیمار پڑ جاؤ یا سفر میں ہو" تو عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا جب کسی آدمی کے جسم میں زخم ہوں یا پھوڑے ہوں یا چیچک کے زخم ہوں اور اس کو جنابت لاحق ہو جائے اور اس کو خطرہ ہو کہ

اگر غسل کیا تو کہیں ہلاکت واقع نہ ہو جائے تو ایسا شخص تیمم کرلے۔

مسئلہ کیا متیمم (تیمم والا) وضوء والوں کو نماز پڑھا سکتا ہے۔؟

سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَيَمَّمَ أَيَؤُمُّ أَصْحَابَهُ وَهُمْ عَلَىٰ وُضُوءٍ قَالَ يَؤُمُّهُمْ غَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ وَلَوْ أَمَّهُمْ هُوَ لَمْ أَرَ بِهِ بَأْسًا

(موطا امام مالک ص۱۹)

حضرت امام مالکؒ سے سوال کیا گیا کہ اگر ایک شخص تیمم کرتا ہے کیا وہ اپنے باوضوء ساتھیوں کو نماز پڑھا سکتا ہے تو امام مالکؒ نے کہا اگر کوئی شخص (باوضوء) پڑھائے تو میرے نزدیک اچھا ہے۔ لیکن اگر وہی پڑھائے تو میں اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتا۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام ابویوسفؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔

امام بخاریؒ نے تعلیقاً بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے تیمم کی حالت میں نماز پڑھائی (بخاری ص۴۹ج۱)۔ لیکن امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اور اسی طرح حضرت علیؓ سے منقول ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا يَؤُمُّ الْمُقَيَّدُ الْمُطْلَقِينَ وَلَا الْمُتَيَمِّمُ الْمُتَوَضِّئِينَ

(دارقطنی ص۱۸۵)

حضرت علیؓ نے فتویٰ دیا کہ کوئی جکڑا ہوا اور باندھا ہوا آدمی کھلے آدمیوں کو نماز نہ پڑھائے۔ اور نہ کوئی تیمم کرنے والا وضوء کرنے والوں کو نماز پڑھائے۔

نبیذ تمر نبیذ تمر (پانی میں کھجوریں بھگوئی ہوئی ہوں) کے سوا اگر پانی موجود نہ ہو تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کے ساتھ وضوء کرکے نماز پڑھے اس کی موجودگی میں تیمم درست نہ ہوگا۔

(ہدایہ ص۲۲ج۱، شرح نقایہ ص۲۸ج۱، کبیری ص۱۷)

اور نبیذ ایسا ہو جو میٹھا رقیق اور سیال ہو۔ جو اعضاء وضوء پر بہنے والا ہو اور جو گاڑھا ہو جائے تو وہ حرام ہوگا۔ کیونکہ وہ نشہ آور ہو جاتا ہے۔ لہذا اس سے وضوء بھی ناجائز ہوگا۔ آگ پر پکانے سے بھی اگر گاڑھا نہ ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور جس کا پینا حرام ہوتا ہے اس سے وضوء کرنا بھی ناجائز ہے۔ نبیذ تمر سے وضوء کرنیکا ذکر جس حدیث میں ہے وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ واقعہ لیلۃ الجن میں پیش آیا۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَهٗ لَیْلَةَ الْجِنِّ مَا فِیْ اِدَاوَتِكَ قَالَ نَبِیْذٌ قَالَ تَمْرَةٌ طَیِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُوْرٌ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۶ ج۱ ابوداؤد ص۱۲ ج۱) وَزَادَ اَحْمَدُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا وَصَلّٰی۔ (مسند احمد ص۴۵۰ ج۱ مصنف عبدالرزاق ص۱۷۹ ج۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لیلۃ الجن میں فرمایا عبداللہ تمہارے برتن میں کیا چیز ہے۔ تو عبداللہؓ نے عرض کیا کہ نبیذ ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کھجور بھی پاک اور پانی بھی پاک ہے۔ اور مسند احمد کی روایت میں یہ بھی ہے آپ نے اس نبیذ سے وضو کیا اور نماز ادا فرمائی۔

اس روایت پہ جرح کی گئی ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ لیلۃ الجن میں حضور علیہ السلام کے ساتھ نہیں تھے۔ لیکن لیلۃ الجن تو حضور علیہ السلام کے ساتھ چھ مرتبہ پیش آئی۔ دیکھئے (اٰکام المرجان ص۵۲) انمیں سے بعض مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضور علیہ السلام کے ساتھ نہیں تھے اور بعض دفعہ ساتھ موجود تھے جیسا کہ اصح حدیث میں آتا ہے۔ (ترمذی ص۱۰۵)

۲۔ حضرت عکرمہؒ تلمیذ عبداللہ بن عباسؓ سے بھی نبیذ التمر کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں تو انہوں نے کہا ہے

اَلْوُضُوْءُ بِالنَّبِیْذِ اِذَا لَمْ یَجِدِ الْمَاءَ (دارقطنی ص۷۵ ج۱ مجمع الزوائد ص۲۱۵ ج۱ بحوالہ ابو یعلیٰ)

نبیذ سے وضوء درست ہے اس شخص کے لیے جو پانی نہ پائے۔

۳۔ اور اسی طرح حضرت علیؓ سے بھی منقول ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ کَانَ لَا یَرٰی بَاْسًا بِالْوُضُوْءِ مِنَ النَّبِیْذِ (ابن ابی شیبہ ص۲۶ ج۱ دارقطنی ص۷۹ ج۱)

حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ وہ نبیذ سے وضوء کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

تو صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؒ کا عمل و تعامل جب اس کے ساتھ شریک ہو گیا تو اس سے استدلال کی کافی گنجائش ہے۔

مسئلہ | اگر پانی میسر نہ ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نبیذ تمر ہو تو اس کے ساتھ وضوء کرنا جائز ہے۔ جب کہ آدمی بستی یا شہر میں نہ ہو۔ لیکن نبیذ تمر کے سوا اور کسی قسم کے نبیذ سے وضوء کرنا جائز نہیں۔ (مختصر الطحاوی ص۱۵)

مسئلہ فاقد الطہورین

یعنی جس شخص کو پانی اور مٹی دونوں نہ مل سکیں تو وہ کیا کرے۔ اس بارہ میں فقہائے کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اصل اصول تو یہ ہے۔ جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ (ترمذی ۲۹) کہ نماز بغیر طہارت کے مقبول نہیں ہوتی۔

تفسیر مظہری ج۲ ص۱۳۲ میں ہے۔ کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ دونوں فرماتے ہیں۔ فَاقِدُ الطُّھُوْرَیْن نماز نہ پڑھے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کی قضاء لازم ہے۔ اور امام مالکؒ کے نزدیک قضاء بھی نہیں ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک ایسا شخص نماز پڑھے۔ لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک اس کو دہرانا یعنی اعادہ کرنا ضروری ہے۔ جب پانی اور مٹی مل جائے۔ لیکن امام احمدؒ کے نزدیک اعادہ ضروری نہیں ہے۔ یہ حضرات کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جنابت والے کو نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ جب تک کہ وہ غسل نہ کرلے۔ اور پانی نہ ملنے والے کو منع کیا ہے۔ جب تک وہ تیمم نہ کرلے۔ اور فاقد الطہورین نہی میں داخل ہوگا۔ یعنی وہ نماز نہیں پڑھے گا۔

درمختار ص۴۲ ج۱ (مطبع مجتبائی دہلی) میں ہے کہ جس کو پانی اور مٹی دونوں نہ مل سکیں مثلاً کسی ناپاک اور نجس مکان میں قید ہو۔ تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز کو مؤخر کردے۔ اور اس حالت میں نہ پڑھے لیکن صاحبین (امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) کہتے ہیں کہ وہ تشبہ بالمصلین کرے۔ یعنی نمازیوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ (ابوداؤد ص۲۰۳ ج۱) جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت پیدا کریگا وہ ان میں سے ہوگا۔

اسکی مثال ایسی ہے کہ جس طرح حائض (حیض والی عورت) رمضان میں دن کے وقت حیض سے پاک ہوجائے۔ یا مسافر دن کے وقت مقیم ہوجائے تو ان کو تشبہ بالصائمین کرنا چاہیے اس مہینہ کے احترام کی وجہ سے باقی ماندہ دن میں وہ کھانے پینے وغیرہ سے رکے رہیں۔ اور پھر بعد رمضان اس کو قضاء کریں۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ کا رجوع بھی اس کی طرف ثابت ہے اس تشبہ کے نظائر موجود ہیں۔ چنانچہ احادیث میں صوم عاشورا کے سلسلہ میں منقول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

اَصُمْتُمْ یَوْمَکُمْ ھٰذَا قَالُوْا لَا قَالَ فَاَتِمُّوْا بَقِیَّۃَ یَوْمِکُمْ۔ (ابوداود ص ۳۳۲ ج ۱)

کیا تم نے اس دن کا روزہ رکھا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا نہیں رکھا۔ فرمایا باقی ماندہ دن کو روزدار کی طرح پورا کرو اور پھر اس کو قضاء کر لینا کیونکہ عاشورہ کا روزہ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے فرض تھا۔

اور اس کی دوسری مثال یہ ہے۔ فقہائے کرام اور محدثین فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص کا حج فاسد ہو جائے تو وہ شخص یَصْنَعُ کَمَا یَصْنَعُوْنَ یعنی وہ اسی طرح افعال کرتا ہے جس طرح دوسرے حاجی کرتے ہیں۔ اور پھر آئندہ اس کی قضاء کرے گا۔ اور قضاء کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔

دَیْنُ اللّٰہِ اَحَقُّ اَنْ یُّقْضٰی۔ (مسلم ص ۳۶۲ ج ۱)

اللہ تعالیٰ کا قرض زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسکو ادا کیا جائے۔

امام ابوحنیفہؒ۔ امام شافعیؒ اور ان کے شاگرد اور امام سفیان ثوریؒ۔ امام اوزاعیؒ سب کے نزدیک قضاء واجب ہے۔ (فتح الملہم ص ۳۸۷ ج ۱، ص ۳۸۸)

امام نسائیؒ نے ایک باب باندھ کر یہ مسئلہ سمجھایا ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ یَجِدِ الْمَآءَ وَلَا الصَّعِیْدَ

یعنی جو شخص پانی اور مٹی دونوں نہ پائے۔

اور اس باب میں وہ حضرت عائشہؓ والے واقعہ کی حدیث ذکر کی ہے ——

فَصَلَّوْا بِغَیْرِ وُضُوْءٍ

کہ پانی نہ ملا تو صحابہ کرامؓ نے بغیر وضو کے نماز پڑھی

موزوں پر مسح

(مسح علی الخفین)

اہل سنت والجماعت کے نزدیک بالاتفاق مردوں عورتوں سب کے لیے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ اور سنت مشہورہ سے ثابت ہے (ہدایہ ص ۳۱ ج ۱، شرح نقایہ ص ۲۹ ج ۱، کبیری ص ۱۰۷)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابن عبدالبرؒ نے بیان کیا ہے کہ موزوں پر مسح کرنا ہر قسم کے

شک وشبہ سے بالا ہے۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس صحابہ کرامؓ سے موزوں پر مسح کرنا نقل کیا ہے۔ (شرح نقایہ صفحہ ۲۸/۱ کبیری صفحہ ۱۰۴)

امام ابن دقیق العیدؒ نے حضرت امام حسن بصریؒ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ستر صحابہ کرامؓ نے بیان کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر مسح کرتے تھے۔ اور صحابہ کرامؓ میں سے کسی سے بھی اس کا انکار منقول نہیں ہے۔ (شرح نقایہ صفحہ ۲۸/۱)

امام مسلمؒ (صفحہ ۱/۱۳۳) ترمذیؒ (صفحہ ۱۴) ابوداؤدؒ (صفحہ ۱/۲۱) نسائیؒ (صفحہ ۱/۲۱) ابن ماجہؒ (صفحہ ۴۱) اور امام احمدؒ (مسند احمد صفحہ ۴/۳۶۴) وغیرہ اکثر محدثین نے حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ کی روایت بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے میں نے بچشم خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا

اور حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فقہ اکبر میں تحریر فرمایا ہے۔

وَالْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ سُنَّةٌ (فقہ اکبر صفحہ ۳۶) اور موزوں پر مسح کرنا سنت ہے۔

فقیہ اور محدث ابراہیم حلبیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ سے لوگوں نے اہل سنت والجماعت کے مذہب کے بارے میں سوال کیا تو امام صاحبؒ نے فرمایا اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ تم شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر بن الخطابؓ کو سب صحابہؓ پر فضیلت دو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں داماد یعنی حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ سے محبت کرو۔ اور موزوں پر مسح کرنے کو جائز سمجھو۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کی یہ بات دراصل حضرت انس بن مالکؓ (صحابی) کے قول سے ماخوذ ہے۔ جنہوں نے فرمایا۔

اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ تُفَضِّلَ الشَّيْخَيْنِ وَتُحِبَّ الْخَتَنَيْنِ وَتَرَى الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ

بے شک یہ بات سنت میں سے ہے کہ تم حضرات شیخین کو سب صحابہ پر فضیلت دو۔ اور دونوں ختنین (حضور علیہ السلام کے دامادوں) سے محبت کرو۔ اور موزوں پر مسح کرنے کو جائز سمجھو۔

لیکن موزوں پر مسح کرنا دراصل رخصت واجازت ہے۔ اگر کوئی شخص اس کو جائز سمجھتے ہوئے مسح نہ کرے بلکہ پاؤں کو دھوئے تو یہ عزیمت ہے۔ اس پر اس کو اجر ملے گا۔ لیکن جو شخص موزوں پر مسح کرنے کو روا نہیں سمجھتا تو اکثر فقہاء کے نزدیک وہ گمراہ ہے۔ اور امام کرخیؒ کہتے ہیں مجھے اس شخص

پرکفر کا خطرہ ہے۔" (کبیری ص۱۰۴ تا ۱۰۵)

عَنْ اَفْلَحَ مَوْلٰی اَبِیْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ اَنَّہٗ کَانَ یَاْمُرُ بِالْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ وَکَانَ ھُوَ یَغْسِلُ قَدَمَیْہِ فَقِیْلَ لَہٗ فِیْ ذٰلِکَ کَیْفَ تَاْمُرُ بِالْمَسْحِ وَاَنْتَ تَغْسِلُ فَقَالَ بِئْسَ مَا لِیْ اِنْ کَانَ مَھْنَاہُ لَکُمْ وَمَاْثَمُہٗ عَلَیَّ قَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم یَفْعَلُہٗ وَیَاْمُرُ بِہٖ وَلٰکِنْ حُبِّبَ اِلَیَّ الْوُضُوْءُ

(ابن ابی شیبہ ص۱۲۶ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۱۹۸ ج۱، مجمع الزوائد ص۲۵۵ ج۱)

حضرت ابوایوبؓ سے منقول ہے کہ وہ موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اور خود پاؤں کو دھوتے تھے۔ ان سے جب کہا گیا کہ یہ کیسی بات ہے کہ آپ خود تو پاؤں کو دھوتے ہیں اور دوسروں کو مسح کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا میرے لیے یہ بات تو بڑی ہوگی کہ خوشگواری تمہارے حصہ میں آئے اور گناہ مجھ پر (مطلب یہ کہ میں کوئی غلط بات نہیں کر رہا) بلکہ میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ موزوں پر مسح کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتے تھے۔ لیکن میں وضوء کرنا اور پاؤں کو دھونا زیادہ پسند کرتا ہوں (مطلب یہ یہ کہ مسح کرنا جائز ہے۔ لیکن پاؤں کا دھونا عزیمت ہے میں اس کو پسند کرتا ہوں)

بعض اہل بدعت جیسا کہ شیعہ روافض وغیرہ موزوں پہ مسح کرنے سے انکار کرتے ہیں اور موزوں پر مسح کرنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ یہ خیال ان کا سراسر باطل ہے۔

اور یہ مسح اس شخص کے لیے ہے۔ جو بے وضوء ہو۔ جنابت والے کے لیے مسح کرنا جائز نہیں ہے (ہدایہ ص۳۳ ج۱، شرح نقایہ ص۲۸ ج۱، کبیری ص۱۰۸)

چنانچہ حضرت صفوان بن عسالؓ بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے جب ہم لوگ سفر میں ہوتے تھے کہ ہم تین دن رات تک موزے اپنے پاؤں سے نہ اتاریں مگر جنابت کی حالت میں موزے اتارنے کا حکم فرماتے تھے۔ اور بول و براز اور نیند میں نہ اتاریں، بلکہ ان پر مسح کریں (مسند احمد ص۲۳۹ ج۴، نسائی ص۳۲ ج۱، ترمذی ص۱۴۰، ابن ماجہ ص۴۰)

وَصَحَّحَہُ التِّرْمِذِیُّ وَالْخَطَّابِیُّ وَحَسَّنَہُ الْبُخَارِیُّ (آثار السنن ص۴۳ ج۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ میں سفر کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ تھا۔ رات کے وقت آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو آپ نے وضو کیا۔ اور جب آپ نے سر مبارک پر مسح کیا تو میں نے اپنے ہاتھ نیچے جھکائے۔ تاکہ آپ کے پاؤں سے موزے اتار دوں۔ آپ نے فرمایا۔

دَعْهُمَا فَاِنِّیْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَیْنِ وَ مَسَحَ عَلَیْهِمَا (مسلم صہ ۱۳۴ ج ۱) — ان کو چھوڑ دو کیونکہ میں نے ان میں پاؤں طہارت کی حالت میں داخل کیے ہیں اور پھر اپنے موزوں پر مسح کیا۔

اور دوسری روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

مَسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ وَمُقَدَّمَ رَاْسِهٖ وَعَلٰی عِمَامَتِهٖ (مسلم صہ ۱۳۴ ج ۱) — موزوں پر مسح کیا اور سر کے اگلے حصہ پر بھی مسح کیا اور اپنی پگڑی مبارک پر بھی مسح کیا۔

اور حضرت بلالؓ کی روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

مَسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ وَالْخِمَارِ (مسلم صہ ۱۳۴ ج ۱) — موزوں پر مسح کیا اور سر کے رومال پر بھی (خمار اوڑھنی یا سر پر لپیٹنے کا رومال)

سر کے چوتھے حصہ (ربع راس) پر مسح کرنا وضوء میں فرض ہے۔ اس کو مقدم راس اور ناصیہ کے ساتھ بھی تعبیر کیا گیا ہے اتنے حصے کا مسح فرض ہے باقی تمام سر پر مسح فرض نہیں البتہ مستحب ہے۔ اسلیے چوتھے حصے کا مسح کرنے کے بعد ہاتھ مبارک پگڑی اور رومال پر بھی پھیر لیا۔ جب تک ربع راس یا سر کے اگلے حصہ کے بالوں پر مسح نہ کر لیا جائے۔ خالی پگڑی یا رومال پر مسح کرنا درست نہ ہوگا۔ یہ بالتبع تکمیل مسح کے لیے ہی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جوتوں پر مسح بھی بالتبع ہی ہو سکتا ہے۔ اصل میں موزے یا جراب پر مسح ہو۔ اور باقی ماندہ چپل کے تسموں یا جوتے کے چمڑے پر ہاتھ پھیر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت میں جو آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلَی الْجَوْرَبَیْنِ وَالنَّعْلَیْنِ — وضوء کیا اور جرابوں پر اور جوتوں پر مسح کیا۔

(ابوداؤد صہ ۲۱ ج ۱)

اوّلاً تو یہ روایت صحیح نہیں۔ امام ابوداؤد (صہ ۲۱ ج ۱) کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدیؒ اس حدیث کو بیان نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ حضرت مغیرہؓ سے جو بات معروف ہے۔ اس میں موزوں پر مسح کرنے کا ذکر ہے۔ نہ جرابوں پر۔ اور جن محدثین کے نزدیک یہ حدیث قابل استناد مانی گئی ہے۔ ان کے

نزدیک بھی اصل مقصد جوتے پر مسح کرنا نہیں ہے۔ بلکہ موزے یا جرابوں (جن پر مسح درست ہے)۔
پر مسح کرنا مقصود ہے۔ جوتوں پر بالتبع ہے۔ امام طحاویؒ نے اسی طرح بیان کیا ہے (طحاوی ص۱/۶۰)
صرف جوتے پر بغیر موزے یا جراب کے مسح کرنا درست نہیں ہے۔ امام ابوداؤدؒ کہتے ہیں
حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے بھی ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جرابوں پر مسح کیا۔
(ابوداؤد ص۱/۲۱)۔ لیکن یہ روایت بھی متصل اور قوی نہیں ہے البتہ صحابہ کرامؓ سے حضرت علیؓ۔ حضرت
ابن مسعودؓ۔ حضرت براء بن عازبؓ۔ حضرت انس بن مالکؓ۔ حضرت ابوامامہؓ۔ حضرت سہل بن سعدؓ۔
حضرت عمرو بن حریثؓ اور حضرت عمر بن الخطابؓ۔ حضرت ابن عباسؓ سے جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔

مسئلہ ہر قسم کے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ چمڑے کے ہوں یا رکسین۔ پلاسٹک وغیرہ اور نائلون کے
بشرطیکہ دبیز ہوں سب پر مسح جائز ہے۔ ان کا حکم چمڑے جیسا ہی ہے۔

مسئلہ ہر قسم کی جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں۔ مندرجہ ذیل تین قسم کی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے
(۱) ایسی جرابیں جو منعل ہوں۔ یعنی جن کے نیچے تلوے کے حصہ میں چمڑا لگا ہو۔ خواہ جرابیں
باریک ہوں۔
(۲) مجلد ہوں یعنی وہ جرابیں جن کے نیچے اور اوپر دونوں حصوں میں چمڑہ لگا ہوا ہو۔
(۳) گاڑھی جرابیں جو شفاف نہ ہوں۔ ایسی دبیز ہوں جن سے پانی اندر نہ سرایت کر سکتا ہو۔ ایسی
جرابیں خواہ اون کی ہوں۔ نائیلون یا سوت کی ہوں۔ لیکن موٹی ہوں۔ اور پھر ایسی ہوں کہ جن کو باندھے
بغیر انسان میل دو میل چل سکے۔ ایسی جرابیں اگر ہوں تو ان پر مسح کرنا درست ہے ورنہ نہیں (ہدایہ ص۱/۴۲)
حدیث میں جن جرابوں پر مسح کرنے کا ذکر ہے۔ فقہائے کرام نے ان سے اسی قسم کی جرابیں
مراد لی ہیں۔

۱۔ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنِ الْحَسَنِ اَنَّهُمَا قَالَا يُمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ اِذَا كَانَا صَفِيْقَيْنِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱/۱۸۸)

حضرت قتادہؒ حضرت سعید بن المسیبؒ اور حضرت حسن بصریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔ جرابوں پر مسح کرنا چاہیئے۔ جب کہ وہ دبیز ہوں۔

۲۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ اَنَّهُ رَاٰى اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيَّ يَمْسَحُ عَلٰى

یزید بن ابی زیادؒ سے منقول ہے۔ انہوں نے حضرت ابراہیم نخعیؒ کو دیکھا کہ وہ نمدہ کی جرابوں (ربڑی

جَرْمُوْقَیْنِ لَہٗ مِنَ اللِّبَادِ (مصنف عبدالرزاق ج۱ ص۲۰۰) بڑی موٹی جرابوں پر مسح کرتے تھے۔

۳۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَمْرٍو اَنَّہٗ مَسَحَ عَلٰی جَوْرَبَیْنِ مِنْ شَعْرٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۱۸۸) حضرت عقبہ بن عمروؓ سے منقول ہے۔ کہ انہوں نے بالوں سے بنی ہوئی (دبیز) جرابوں پر مسح کیا۔

مسئلہ موزے پہنتے وقت اگر طہارت کامل نہ ہو تب بھی پاؤں کو دھو کر موزے پہن لے تو درست ہے۔ اور جب اس شخص کو حدث لاحق ہو تو اس وقت طہارت تام ہونی ضروری ہے۔

(ہدایہ ج۱ ص۳۰، شرح نقایہ ج۱ ص۲۹، کبیری ص۱۰۷)

عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَأْمُرُ بِالْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ اِذَا لَبِسَھُمَا وَھُمَا طَاھِرَتَانِ (مجمع الزوائد ج۱ ص۲۵۵ بحوالہ ابویعلی) حضرت عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیتے تھے جب کہ وہ موزے طہارت کی حالت میں پہنے ہوں۔

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ

مسح پاؤں کے اوپر والے حصہ پر ہی ہو سکتا ہے۔ نیچے والے حصہ پر درست نہیں۔ ہاتھ کی تین انگلیوں کو پاؤں کے اگلے بالائی حصہ پر رکھ کر اوپر پنڈلی کی طرف کھینچ لے۔ تقریباً تین انگلیوں کی مقدار تک فرض ہے۔

(ہدایہ ج۱ ص۳۱، شرح نقایہ ج۱ ص۲۸، کبیری ص۱۰۹)

اور موزوں پر مسح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو دائیں موزے کے اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بائیں موزے کے اگلے حصے پر رکھے یا انگلیوں کو مع ہتھیلیوں کے رکھ کر پنڈلی کی طرف کھینچے (شرح وقایہ ج۱ ص۹۹، کبیری ص۱۱۰)

حضرت علیؓ سے منقول ہے انہوں نے کہا ہے۔

۱۔ لَوْ کَانَ الدِّیْنُ بِالرَّاْیِ لَکَانَ اَسْفَلُ الْخُفِّ اَوْلٰی بِالْمَسْحِ مِنْ اَعْلَاہُ وَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَمْسَحُ عَلٰی ظَاھِرِ خُفَّیْہِ۔ (ابوداؤد ج۱ ص۲۲) اگر دین رائے یعنی صرف عقل کے ساتھ ہوتا تو موزے کے زیریں حصہ پر مسح کرنا بالائی حصے سے زیادہ اولیٰ ہوتا (کیونکہ گرد وغبار، مٹی وغیرہ زیریں حصہ پر زیادہ ہوتی ہے) حالانکہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ

دارقطنی ص۱۹۹ ابن ابی شیبہ ص۱۸۱ج۱ آثار السنن ص۲۴ اسنادہ حسن — کہ آپ موزوں کے اوپر والے حصہ پر مسح کرتے تھے۔

۲۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى خُفَّيْهِ وَمَدَّهُمَا مِنَ الْاَصَابِعِ اِلٰى اَعْلَاهُمَا مَسْحَةً وَّاحِدَةً وَّكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰى اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى الْخُفَّيْنِ (نصب الرایہ ص۱۸۰ج۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رض سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک موزے پر رکھے اور ان کو انگلیوں سے پیچھے کی طرف کھینچا۔ ایک ہی دفعہ۔ گویا کہ اب بھی میری نگاہوں میں ہیں حضور علیہ السلام کی انگلیاں مبارک موزوں پر۔

۳۔ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ الْمَسْحُ عَلٰى ظَهْرِ الْخُفَّيْنِ خِطَطٌ بِالْاَصَابِعِ (بیہقی)

حضرت حسن بصری رح نے کہا ہے کہ مسح موزوں کے اوپر ہوتا ہے۔ انگلیوں سے خطوط بناؤ۔

۴۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ سَاَلْتُ الزُّهْرِیَّ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاَمَرَّ اَصَابِعَهٗ مِنْ مُقَدَّمِ رِجْلِهٖ اِلٰى فَوْقِهَا ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۸۵ج۱)

حضرت سعید بن عبدالعزیز رح کہتے ہیں کہ میں نے امام زہری رح سے موزوں پر مسح کرنے کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے بتلا دیا۔ اور ہاتھ کی انگلیوں کو پاؤں کے اگلے حصہ پر رکھ کر پیچھے کی طرف کھینچا۔

مسئلہ اگر صرف انگلیوں کے پوروں سے مسح کرے اور انگلیوں کی جڑوں اور ہتھیلیوں کو دور رکھے گا تو مسح نہیں ہوگا۔ الّا یہ کہ پوروں سے پانی متقاطر ہو (کبیری ص۱۱۰ شرح وقایہ ص۹۹ج۱)

مدتِ مسح موزوں پہ مسح کرنے کی مدت کے بارہ میں شریح بن ہانی رح نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت علی رض بن ابی طالب کے پاس جاؤ۔ اور ان سے دریافت کرو۔ کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں وہ حضور علیہ السلام کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے۔ شریح رح کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رض کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا

جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موزے پر مسح کرنے کے لیے تین دن تین رات مسافر کے لیے اور ایک دن

وَيَوْمًا وَّلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ — ایک رات مقیم کے لیے مدت مقرر فرمائی ہے۔

(مسلم صـ۱۳۵ ج۱، مصنف عبدالرزاق صـ۲۰۲ ج۱)

مسئلہ موزے پہننے کے بعد جب حدث لاحق ہوگا یعنی جب بے وضوء ہوگا۔ اس وقت سے تین دن تین رات یا ایک دن ایک رات کا حساب کیا جائے گا (ہدایہ صـ۳۱ ج۱، شرح نقایہ صـ۳۱ ج۱، کبیری صـ۱۰۸)

مسئلہ مسح بھی ان چیزوں سے باطل ہوجاتا ہے۔ جن سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور موزے پر مسح کرنے کی مدت جب ختم ہوجائے تو اس سے بھی مسح باطل ہوجائے گا (ہدایہ صـ۳۲ ج۱، شرح نقایہ صـ۳۱ ج۱)

مسئلہ اگر تین انگلیوں کے برابر موزہ پھٹ جائے تو اس پر مسح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (ہدایہ صـ۳۱ ج۱، شرح نقایہ صـ۳۱ ج۱، کبیری صـ۱۱۳)

مسئلہ پاؤں کا اکثر حصہ اگر موزے سے باہر نکل جائے تو مسح باطل ہوجائے گا (ہدایہ صـ۳۲ ج۱، شرح نقایہ صـ۳۱ ج۱، کبیری صـ۱۱۴)

مسئلہ پھوڑا ہو یا زخم یا ایسی بیماری ہو جس سے پانی ڈالنے سے نقصان ہو تو وضوء کے وقت پھوڑے یا زخمی جگہ پر مسح ہی کرلیں (شرح وقایہ صـ۱۰۶ ج۱)

۱۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ قَرْحَةٌ فِيْ ذِرَاعِيْ قَالَ لَا تُعَرِّيْهَا وَامْسَحْهَا الْمَاءَ (مصنف عبدالرزاق صـ۱۶۱ ج۱)

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عطاءؒ سے کہا کہ میرے بازو میں زخم ہے۔ انہوں نے کہا اس کو مت کھولو اور اس پر مسح کرو۔

۲۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَرَأَيْتَ إِنِ اشْتَكَيْتُ أُذُنِيْ فَاشْتَدَّ عَلَيَّ أَنْ أَغْسِلَهَا قَالَ لَا تُنَقِّهَا وَامْسَحْهَا الْمَاءَ فَقَطْ (مصنف عبدالرزاق صـ۱۶۲ ج۱)

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے پوچھا اگر میرے کان میں تکلیف ہو اور اس کو دھونا دشوار ہو تو میں کیا کروں۔ انہوں نے کہا اس پر مسح کرو۔

۳۔ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَبِي الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيِّ وَهُوَ وَجِعٌ فَوَضَّؤُوْهُ فَلَمَّا بَقِيَتْ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ قَالَ امْسَحُوْا عَلٰى هٰذِهٖ فَإِنَّهَا مَرِيْضَةٌ

عاصم بن سلیمانؒ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ابوالعالیہؒ کے پاس گئے وہ بیمار تھے۔ ان کو وضوء کرایا گیا جب ان کا ایک پاؤں رہ گیا تو انہوں نے کہا اس پر مسح کرو اس میں تکلیف ہے اور ان کے اس پاؤں میں حمرہ

وَكَانَ بِهَا حُمْرَةٌ وَالْحُمْرَةُ الْوَرَمُ۔ (سرخ بادہ کی تکلیف تھی۔ جو ایک قسم کا شدید ورم ہوتا ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۶۳ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۵ ج۱)

مسئلہ اگر پٹی یا کھپچی وغیرہ باندھی ہوئی ہو اور کھولنے سے نقصان ہو تو اوپر سے مسح کریں ورنہ اسکو کھول کر مسح کریں۔ (شرح وقایہ ص۱۰۶ ج۱، ہدایہ ص۴۴ ج۱، شرح نقایہ ص۲۹ ج۱)

۱۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَكْفِيْهِ أَنْ يَّتَيَمَّمَ وَيَعْصِبَ عَلٰى جُرْحِهٖ خِرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحُ عَلَيْهَا وَيَغْسِلُ سَائِرَ جَسَدِهٖ (بیہقی ص۲۲۸ ج۱)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکے لیے یہ بات کافی ہے۔ وہ تیمم کرے اور زخم پر کپڑے کی پٹی باندھ دے اور پھر اس پر مسح کرے اور باقی سارے جسم کو دھوئے۔

۲۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ تَوَضَّأَ وَكَفُّهٗ مَعْصُوْبَةٌ فَمَسَحَ عَلَى الْعَصَائِبِ وَغَسَلَ سِوٰى ذٰلِكَ (بیہقی ص۲۲۸ ج۱)

حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ نے وضو کیا اور ان کے ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ تو انہوں نے پٹی پر مسح کیا اور باقی حصے کو دھویا۔

۳۔ عَنِ الْأَشْعَثِ قَالَ سَأَلْتُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْجَبَائِرِ فَقَالَ امْسَحْ عَلَيْهَا مَسْحًا فَاللّٰهُ أَعْذَرُ بِالْعُذْرِ (مصنف عبدالرزاق ص۱۶۱ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۶ ج۱)

اشعثؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے کھپچیوں (لکڑی سے باندھی ہوئی) پر مسح کرنے کے بارہ میں دریافت کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ان پر مسح کرو۔ اللہ تعالیٰ انسان کے عذر کو قبول کرتا ہے۔

حیض۔ نفاس اور استحاضہ

حیض اور اس کے احکام

عورتوں کے ساتھ جو خون خاص ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔

(۱) حیض ہر تندرست بالغ عورت کے رحم سے ہر ماہ چند دن تک خون جاری ہوتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تامہ اور حکمت بالغہ سے عورتوں کی جسمانی۔ بدنی اور طبعی صحت کے لیے ضروری ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے۔

إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ

کہ یہ ایسا امر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام

ادھر (بخاری ص۴۳ج۱، مسلم ص۲۸۵ج۱)   کی بیٹیوں (عورتوں) پر مقدر کیا۔

اس خون کے ہر ماہ عورت کے جسم سے خارج ہو جانے پر اس کی صحت پر خوشگوار اثر پڑتا ہے اگر اس میں خرابی پیدا ہو جائے تو عورت کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اور طرح طرح کے امراض کا شکار ہو جاتی ہے۔

حیض بلوغ کی عمر سے لے کر سن یاس تک یعنی بارہ تیرہ سال سے پینتالیس۴۵ پچاس۵۰ سال تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ پھر یہ منقطع ہو جاتا ہے (شرح نقایہ ص۴۲ج۱)

شاذونادر ہی اس کے خلاف بھی ہوتا رہتا ہے۔

دوسرے مذاہب والے حیض والی عورتوں کے بارے میں افراط و تفریط میں مبتلا تھے چنانچہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب یہود میں کوئی عورت ایام ماہواری (منتھلی کورس) میں مبتلا ہوتی تھی تو یہود اس کو علیحدہ کر دیتے تھے۔ نہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے تھے اور نہ ایک جگہ اس کے ساتھ رہتے تھے (ایسی عورت کو تنگ و تاریک کوٹھری میں بند کر دیتے تھے (مسلم ص۱۴۳ج۱)

اور بعض لوگ اس کے برخلاف اس حالت میں مباشرت فاحشہ سے بھی باز نہ آتے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔

فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ (البقرہ آیت ۲۲۲)   اور الگ رہو عورتوں سے حیض کے دنوں میں اور ان کے قریب نہ جاؤ یعنی ان سے مباشرت نہ کرو جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں۔

اسلام کی پاکیزہ تعلیم نے اس قسم کی بیہودہ باتوں کو ممنوع قرار دیا۔ اور اعتدال و توازن کی تعلیم دی۔

حیض کی وجہ سے کئی احکام پیدا ہوتے ہیں۔

حیض کے ایام حضرت امام ابوحنیفہؒ۔ امام سفیان ثوریؒ۔ امام ابن مبارکؒ امام لیثؒ اور دیگر فقہائے کرام کے نزدیک کم سے کم تین یوم اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہیں۔ اور حضرت امام شافعیؒ، امام مالکؒ امام احمدؒ، امام اوزاعیؒ وغیرہ کے نزدیک کم سے کم ایک دن اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہو سکتے ہیں۔ اس سے زائد بیماری اور استحاضہ شمار کیا جائے گا۔ اور امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کے نزدیک جو خون تین دن سے کم یا دس دن سے زائد ہو استحاضہ ہے۔ (ہدایہ ص۴۵ج۱ شرح نقایہ ص۴۲ج۱)

۱۔ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ اَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ قَالَ   حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کہتے ہیں کہ حیض والی

الحائِضُ اِذَا جَاوَزَتْ عَشَرَةَ اَیَّامٍ فَھِیَ بِمَنْزِلَۃِ الْمُسْتَحَاضَۃِ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّیْ (دارقطنی ص۲۱۰ ج۱ الجوہر النقی علی البیہقی ص۳۲۲ ج۱)	عورت جب حیض کے دس دن سے تجاوز کر جائے تو وہ بمنزلہ مستحاضہ کے ہوگی وہ غسل کرے اور نماز پڑھے۔
۲۔ عَنْ رَبِیْعٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَبْعَدُ الْحَیْضِ عَشْرٌ (مصنف عبدالرزاق ص۳۰۰ ج۱)	حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔
۳۔ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ھِیَ حَائِضٌ فِیْمَا بَیْنَھَا وَبَیْنَ عَشْرَۃٍ فَاِذَا زَادَتْ فَھِیَ مُسْتَحَاضَۃٌ (دارقطنی ص۲۱۰ ج۱)	حضرت انس رضہ کہتے ہیں کہ حیض کی مدت دس دن تک ہوگی جب اس سے تجاوز کر جائے تو وہ مستحاضہ ہوگی۔
۴۔ عَنِ الرَّبِیْعِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَدْنٰی الْحَیْضِ ثَلَاثٌ (دارمی ص۱۲۲ ج۱)	حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ کم سے کم مدت حیض کی تین دن ہے۔
۵۔ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ اَبِیْ عُثْمَانَ الرَّازِیِّ عَنْ سُفْیَانَ اَقَلُّ الْحَیْضِ ثَلٰثٌ وَاَکْثَرُہٗ عَشْرٌ (دارقطنی ص۲۱۰ ج۱)	حضرت سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ کم سے کم مدت حیض کی تین دن ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ دس دن۔

حیض کے بارے میں عورتوں کی عادات مختلف ہوتی ہیں کسی کو چار یوم کسی کو پانچ یوم کسی کو اس سے زیادہ۔

مسئلہ حیض کے دنوں میں عورت کی عادت کے جتنے دن ہوں ان میں خون خواہ سرخ۔ زرد مٹیالہ ہو یا خاکستری سیاہ ماسوا سفیدی خالص کے سب حیض شمار ہوگا (موطا امام محمد ص۸۲، شرح وقایہ ص۱۱۴ ج۱ ہدایہ ص۳۵ ج۱)

عَنْ عَلْقَمَۃَ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ اُمِّیْ اَنَّ نِسْوَۃً سَاَلْتَ عَائِشَۃَ رض عَنِ الْحَائِضِ تَغْتَسِلُ اِذَا رَاَتِ الصُّفْرَۃَ وَتُصَلِّیْ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ لَا حَتّٰی تَرَی الْقَصَّۃَ الْبَیْضَاءَ (مصنف عبدالرزاق ص۳۰۲ ج۱ موطا امام محمد ص۸۲ بخاری ص۴۶ ج۱ تعلیقاً موطا امام مالک ص۴۳)	علقمہؒ کہتے ہیں میری والدہ نے مجھے بتایا کہ کچھ عورتوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ حیض والی عورت خون میں زردی دیکھتی ہے تو وہ غسل کر کے نماز پڑھے یا نہ تو ام المؤمنینؓ نے فرمایا نہیں جب تک کہ بالکل سفید رطوبت نہ دیکھے۔ اس وقت تک وہ حیض میں ہی سمجھی جائے گی۔

احکام حیض

حیض کے دنوں میں عورت پر نماز پڑھنی حرام ہوتی ہے۔ اور روزہ بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ البتہ روزہ کی قضاء اس پر لازم ہوتی ہے۔ اور نماز بالکل معاف ہوتی ہے۔ (ہدایہ صفحہ ۳ جلد ۱، شرح نقایہ صفحہ ۳۶ جلد ۱، شرح وقایہ صفحہ ۱۱۴ جلد ۱)

۱- عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَیْضَۃُ فَاتْرُکِی الصَّلٰوۃَ (بخاری صفحہ ۴۴ جلد ۱)

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب حیض کا وقت آجائے تو نماز ترک کر دو"۔

۲- عَنْ مُعَاذَۃَ الْعَدَوِیَّۃِ قَالَتْ عَائِشَۃُ قَدْ یُصِیْبُنَا ذٰلِکَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوۃِ (مسلم صفحہ ۱۵۳ جلد ۱، مصنف عبدالرزاق صفحہ ۳۳۲ جلد ۱، بخاری صفحہ ۴۶ جلد ۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کو جب حیض کی حالت لاحق ہوتی تھی تو ان کو حکم دیا جاتا تھا وہ روزہ کی قضاء کریں اور نماز کی قضاء نہ کریں۔

اور یہ وجہ بھی ہے کہ عورتوں کے لیے روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں اس لیے کہ روزہ سال میں صرف ایک ماہ ہوتا ہے۔ اور دس روزوں کو متفرق طور پر قضاء کر لینا کوئی دشوار نہیں۔ اگر ایک ماہ بھی ہو جیسا کہ نفاس کی صورت میں ہو سکتا ہے تو پھر بھی سال بھر میں آسانی سے ادا ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر نماز کی قضاء لازم ہو تو پھر یقیناً عورتیں حرج میں مبتلا ہو سکتی ہیں۔ وقتی نمازیں بھی پڑھنی اور پھر قضاء بھی اور اس کے علاوہ دیگر امور ضروریہ انجام دینے پڑتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق دین میں اللہ تعالیٰ نے حرج مدفوع قرار دیا ہے۔ جیسا کہ

وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ (الحج آیت ۷۸)

اور تمہارے اوپر دین کے معاملہ میں حرج (تنگی) اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھی۔

مسئلہ حیض۔ نفاس والی عورت روزہ قضاء کریگی اور نماز کی قضاء نہیں کریگی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک عورت نے دریافت کیا ہم اپنے حیض کے دنوں کی نمازیں قضاء کریں تو ام المومنینؓ نے کہا کیا تم خارجیہ ہو (خارجی فرقہ کے لوگ ایسا فتویٰ دیتے ہیں کہ عورت حیض کے دنوں کی نماز قضاء کرے۔ خارجی ایک گمراہ فرقہ ہے) ام المومنینؓ نے کہا حضور علیہ السلام کے زمانہ میں

قَدْ كَانَتْ اِحْدَانَا تَحِيْضُ فَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ (ترمذی ص۴۵)

جب ہم میں سے کسی عورت کو حیض آتا تو اسے نماز قضاء کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں "اس بارے میں فقہائے کرام کا اتفاق ہے۔ کسی کا بھی اس میں اختلاف نہیں کہ حیض والی عورت صرف روزے کی قضاء کریگی۔ نماز کی نہیں"

مسئلہ حیض والی عورت خاوند کے ساتھ ایک برتن میں کھا پی سکتی ہے۔ اور ایک بستر پر لیٹ سکتی ہے۔ البتہ گھٹنے کے مقام سے ناف تک ہاتھ لگانا یا اس حصہ کو برہنہ کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رض كُنْتُ اَشْرَبُ فِى الْاِنَاءِ وَاَنَا حَائِضٌ فَيَاْخُذُهُ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِىْ فَيَشْرَبُ (مسلم ص۱۴۳ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۱۰۸ ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں کہ جس برتن میں میں پیتی تھی حیض کی حالت میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس برتن کو لے کر اسی مقام پر دہن مبارک رکھ کر پیتے تھے۔ جس مقام سے میں نے منہ لگایا ہوتا تھا۔

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم اِذَا حِضْتُ يَاْمُرُنِىْ اَنْ اَتَّزِرَ ثُمَّ يُبَاشِرُنِىْ (بخاری ص۴۴ ج۱، مسلم ص۱۴۱ ج۱، ترمذی ص۴۶)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں جب مجھے حیض کی حالت لاحق ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم دیتے تھے کہ میں تہبند باندھ لوں۔ پھر ایک ہی جگہ ہم لیٹ جاتے تھے۔

مسئلہ حیض کی حالت میں عورت مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی۔ البتہ ہاتھ بڑھا کر مسجد سے کسی چیز کو لینا ہو تو لے سکتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رض سے فرمایا مصلّٰے (جائے نماز) کو پکڑا دو ام المؤمنین رض نے عرض کیا کہ میں تو حیض کی حالت میں ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔

اِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِىْ يَدِكِ (مسلم ص۱۴۳ ج۱، ترمذی ص۴۶)

کہ حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔

مسئلہ جنبی، حیض اور نفاس والی کا مسجد میں داخل ہونا ناجائز ہے۔ (ہدایہ ص۳۶ ج۱، شرح نقایہ ص۳۶ ج۱)

عَنْ عَائِشَةَ رض تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَاِنِّىْ لَا اُحِلُّ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رض کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و‌ نے فرمایا "میں حلال نہیں سمجھتا حیض والی

الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ (ابوداؤد ج۱ ص۳۰، ابن ماجہ ص۴۷، نصب الرایہ ج۱ ص۱۹۴، تخلیص الحبیر ج۱ ص۱۴۰، نیل الاوطار ج۱ ص۲۵۰)

عورت کے لیے اور جنابت والے کے لیے مسجد میں داخل ہونا۔"

مسئلہ حیض اور نفاس والی عورت بیت اللہ شریف کا طواف بھی نہیں کر سکتی (ہدایہ ج۱ ص۳۶، شرح نقایہ ج۱ ص۴۶)

عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ لَّا تَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ حَتّٰی تَطْھُرِیْ (بخاری ج۱ ص۴۴، مسلم ج۱ ص۳۸۹)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم حیض کی حالت میں بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔ جب تک کہ تم پاک نہ ہو جاؤ۔"

مسئلہ جنبی اور حیض نفاس والی عورت قرآن کریم کی تلاوت بھی نہیں کر سکتی (ہدایہ ج۱ ص۳۶، شرح نقایہ ج۱ ص۴۷)

۱۔ عَنْ عَلِیٍّ رض قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُقْرِئُنَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَّا لَمْ یَکُنْ جُنُبًا۔ (ترمذی ص۴۸)

حضرت علی رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو ہر حال میں قرآن پاک پڑھنے کی اجازت دیتے تھے۔ جب تک کہ کوئی شخص جنابت کی حالت میں نہ ہو۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا تَقْرَءُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَیْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ (ترمذی ص۳۵، دارقطنی ج۱ ص۱۱۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنابت والا اور حیض والی قرآن پاک نہ پڑھیں۔

مسئلہ جنبی۔ حیض۔ نفاس والی۔ محدث (بے وضو شخص) کے لیے مصحف (قرآن پاک) کو ہاتھ لگانا جائز نہیں الا یہ کہ منفصل کپڑے سے پکڑے تو پھر جائز ہوگا۔ قرآن کریم میں ہے۔

۱۔ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ (واقعہ پ۲۷)

کہ قرآن پاک کو ہاتھ نہ لگائیں مگر پاک لوگ۔

اس آیت مبارکہ سے یہی متبادر ہے۔

۲۔ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَہٗ لَا تَمَسُّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا وَاَنْتَ عَلٰی طُھْرٍ (دارقطنی ج۱ ص۱۲۲، مستدرک حاکم ج۳ ص۴۸۵)

حکیم بن حزام رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نہ ہاتھ لگاؤ قرآن کو مگر ایسی حالت میں کہ تم پاک ہو۔

۳۔ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ لَا تَمَسَّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ (مجمع الزوائد ص۲۷۶ ج۱، بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پاک کو ہاتھ نہ لگائے مگر وہ جو پاک ہو۔

مسئلہ اور اس حالت (حیض و نفاس) میں بیوی خاوند بھی آپس میں زن شوئی کا تعلق قائم نہیں رکھ سکتے۔ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ (بقرہ)

نفاس نفاس وہ خون ہوتا ہے۔ جو عورت کی زچگی کے بعد جاری ہوتا ہے۔ اس خون کے اقل ایام متعین نہیں ہیں کبھی جلدی بند ہو جاتا ہے، کبھی دیر سے لیکن اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس۴۰ دن تک ہو سکتی ہے، اس سے زیادہ نہیں۔ اگر اس کے بعد بھی خون آئے تو وہ نفاس نہیں ہوگا بلکہ بیماری اور استحاضہ کا خون ہوگا۔ (ہدایہ ص۴۲ ج۱، شرح نقایہ ص۳۸ ج۱)

۱۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رض قَالَتْ كَانَتِ النُّفَسَاءُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم تَقْعُدُ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً (ترمذی ص۲۷، مستدرک حاکم ص۱۷۵ ج۱، ابوداؤد ص۴۳ ج۱، بیہقی ص۳۴۱ ج۱)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ نفاس والی عورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بیٹھتی تھیں چالیس دن تک۔

۲۔ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم لِلنُّفَسَاءِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا (مجمع الزوائد ص۲۸۱ ج۱ بحوالہ طبرانی)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاس والی عورتوں کے لیے زیادہ سے زیادہ مدت نفاس چالیس دن مقرر فرمائی ہے۔

اکثر فقہائے کرام کا یہی مسلک ہے۔ اور امام شافعیؒ اور امام اوزاعیؒ کے نزدیک یہ مدت ساٹھ دن یعنی دو ماہ تک بھی ہو سکتی ہے۔

مسئلہ نفاس والی عورت حیض والی کی طرح صرف روزہ قضاء کرے گی نماز قضاء نہیں کرے گی۔

(در مختار ص۵۲ ج۱)

لَا يَاْمُرُهَا النَّبِيُّ صلی اللّٰه علیه وسلم بِقَضَاءِ صَلٰوةِ النِّفَاسِ۔ (مستدرک حاکم ص۱۷۵ ج۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفاس والی عورتوں کو نفاس کی حالت کی نمازوں کے قضاء کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔

استحاضہ تیسرا خون استحاضہ ہے۔ یہ در اصل رحم کے اندر کسی باریک رگ کے پھٹ جانے

سے جاری ہوتا ہے۔ اور اکثر مسلسل ہوتا ہے۔ اور کبھی وقفہ کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔

استحاضہ والی عورت جس کے ایام معلوم ہوں اس کا معاملہ تو آسان ہے کہ وہ ان ایام میں توقف کریگی پھر غسل کر کے نمازیں وغیرہ پڑھتی رہے گی۔ لیکن جو عورت بالغ ہوتے ہی استحاضہ میں مبتلا ہو جائے یا بعد میں استحاضہ میں مبتلا ہو۔ اور اس کے ایام حیض گم ہو جائیں یعنی معلوم نہ ہو کہ حیض کے دن کون سے ہیں اور طہر کے دن کون سے۔ جن عورتوں میں حیض کی بے قاعدگی ہوتی ہے ان میں اس قسم کے عوارض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لیے احادیث میں استحاضہ کے بارے میں تین قسم کے احکام ملتے ہیں۔

(۱) معلوم الایام عورت ایک دفعہ غسل کرے گی اور پھر ہر وقتِ نماز کے لیے جدید وضو کر کے نماز ادا کرے گی۔

۱۔ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مبتلائے استحاضہ تھی۔ ام المومنین ام سلمہؓ نے اس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ عورت دیکھ لے ان ایام ولیالی کو۔ جن میں اسے حیض آتا تھا ہر مہینہ میں اس عارضہ کے لاحق ہونے سے پہلے۔ تو اتنے دنوں ــــ ہر مہینہ میں نماز ترک کر دے پھر غسل کرے (اور خون اگر بہتا ہو تو) لنگوٹ باندھ لے اور پھر نماز پڑھتی رہے۔

(موطا امام مالک ص۴۲، ابوداؤد ص۳٦ ج۱، نسائی ص٦۵ ج۱، دارمی ص۱٦۵ ج۱)

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحاضہ عورت کے بارے میں فرمایا کہ

تَدَعُ الصَّلٰوةَ اَيَّامَ اَقْرَائِهَا الَّتِیْ كَانَتْ تَحِيْضُ فِيْهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَتَصُوْمُ وَتُصَلِّیْ۔

وہ ان ایام میں جن میں اسے حیض آتا تھا نماز ترک کر دے پھر ایک دفعہ غسل کرے اور ہر نماز کے وقت وضو کرے اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔

(ترمذی ص۴۲، ابوداؤد ص۳٦ ج۱)

۳۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحاضہ عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا کرے تو آپ نے فرمایا:

تَدَعُ الصَّلٰوةَ اَيَّامَ اَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلَةً وَّاحِدَةً ثُمَّ تَتَوَضَّأُ

ایسی عورت اپنے مقررہ ایام حیض میں نماز ترک کر دے پھر ایک دفعہ غسل کرے اور پھر ہر نماز کے

عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ (كنز العمال ص۲۴۴ ج۹ و آثار السنن ص۲۹ ج۱) وقت وضوء کرے۔
بحوالہ صحیح ابن حبان۔ اشارہ صحیح)

مسئلہ استحاضہ والی۔ سلسل البول۔ رعاف (نکسیر) زخم رسنے والا۔ ریح البواسیر والے اور ایسے تمام معذور لوگ ہر نماز کے وقت تازہ وضوء کریں۔ فرض۔ نفل قضاء۔ وغیرہ سب نمازیں ادا کریں۔ اور پھر دوسری نماز کے وقت پھر نیا وضوء کریں (ہدایہ ص۳۹ ج۱، شرح نقایہ ص۳۹ ج۱، کبیری ص۱۳۲)

مسئلہ معذور افراد کے لیے کپڑا دھونا فرض نہیں۔ (کبیری ص۱۳۵)

۱۔ اَنَّ مِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ طُعِنَ فِيْهَا فَاَيْقَظَ عُمَرَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ وَلَا حَظَّ فِي الْاِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَجُرْحُهٗ يَثْعَبُ دَمًا (مؤطا امام مالک ص۲۶ مصنف عبدالرزاق ص۱۵۱ ج۱)

حضرت مسور بن مخرمہؓ کہتے ہیں کہ جس رات امیر المومنین حضرت عمرؓ بن الخطاب کو زخمی کیا گیا تھا تو ایک شخص (وہ حضرت ابن عباسؓ تھے) ان کے پاس آئے اور صبح کی نماز کے لیے ان کو بیدار کیا (ان پر غنودگی طاری تھی) تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہاں بھائی (نماز تو ضرور پڑھنی چاہیئے) اور اس شخص کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس نے نماز ترک کر دی۔ پھر حضرت عمرؓ نے نماز پڑھی اور ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

(۲) مسلسل خون جاری ہو۔ اور ایام حیض بھی معلوم نہ ہوں۔ تو ایسی عورت ہر ایک نماز کے لیے غسل کرے بر بنائے احتیاط۔

(۳) وقفہ وقفہ سے خون جاری ہوتا ہو۔ اور ایام بھی معلوم نہ ہوں۔

ایسی عورت ظہر عصر ایک غسل سے اور مغرب عشاء ایک غسل سے اور صبح کے لیے الگ غسل کر کے نمازیں ادا کرے گی جیسا کہ حضرت حمنہ بنت جحشؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَاِنْ قَوِيْتِ عَلٰى اَنْ تُؤَخِّرِي الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِي الْعَصْرَ ثُمَّ تَغْتَسِلِيْنَ حِيْنَ تَطْهُرِيْنَ وَتُصَلِّيْنَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ تُؤَخِّرِيْنَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلِيْنَ

کہ اگر تم سے ہو سکے تو ظہر کی نماز کو مؤخر کرو اور عصر کی نماز کو جلدی کرو۔ اور جب تم پاک ہو تو دونوں نمازوں کے لیے ایک غسل کرو۔ اور ان کو ادا کرو۔ اور مغرب عشاء کو اسی طرح ایک غسل سے پڑھو۔ اور صبح کی نماز

الْعِشَاءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِيْنَ وَتَجْمَعِيْنَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فَافْعَلِيْ وَتَغْتَسِلِيْنَ مَعَ الصُّبْحِ وَتُصَلِّيْنَ وَكَذٰلِكَ فَافْعَلِيْ وَصُوْمِيْ۔ (ترمذی ص۴۵، مصنف عبدالرزاق ص۳۰۷ ج۱)

کے لیے الگ غسل کرو اور نماز پڑھو اور روزہ رکھو۔

مسئلہ | استحاضہ والی عورت کا حکم وہ نہیں جو حیض اور نفاس والی کا ہے۔ یہ نماز پڑھ سکتی ہے۔ قرآن پاک کو چھو سکتی ہے مسجد میں داخل ہو سکتی ہے۔ روزہ رکھ سکتی ہے۔ اور خاوند کے ساتھ مباشرت بھی کر سکتی ہے (یہ ایک قسم کی بیماری ہے)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا حضرت! میں ایک ایسی عورت ہوں کہ استحاضہ میں مبتلا ہوں اور کبھی میں پاک نہیں ہوتی۔ ہر وقت خون جاری رہتا ہے۔ تو کیا میں نماز ترک کر دوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔

اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلٰوةَ فَاِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ (بخاری ص۴۴ ج۱، مسلم ص۱۵۱ ج۱)

یہ کسی رگ کے پھٹ جانے سے خون بہتا ہے اور یہ حیض نہیں۔ جب تمہارے حیض کے دن آئیں تو نماز ترک کرو جب وہ دن چلے جائیں تو غسل کرو اور پھر نماز پڑھو۔

تطہیر انجاس

(یعنی نجاستوں سے طہارت حاصل کرنیکے احکام)

طہارت حاصل کرنی ضروری ہے

اِنَّ حُكْمَ الطَّهَارَةِ اِبَاحَةُ الصَّلٰوةِ وَمَا يُشَاكِلُهَا

کیونکہ طہارت کے بغیر نماز یا نماز جیسی عبادتیں نہیں ادا کی جا سکتیں۔

خبث کا نجاست حقیقیہ اور حدث کا نجاست حکمیہ پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ اور انجاس کا اطلاق

دونوں پر ہوتا ہے۔

طہارت عبادت کے لیے موقوف علیہ کا درجہ رکھتی ہے۔ لہذا مسلمان کے لیے بدن۔ لباس مکان وغیرہ کی تطہیر ضروری ہے۔

مسئلہ بدن یا کپڑے پر نجاست لگ جائے تو اس کا دھونا ضروری ہے (ہدایہ صہ ۴۲ ج ۱)

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (المدثر پ ۲۹) اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو

تَحُتُّهُ، ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ (مسلم صہ ۱۴۰ ج ۱، ابوداؤد صہ ۵۲ ج ۱) پہلے اس کو کسی چیز سے کھرچ دو۔ پھر اس کو پانی کے ساتھ مل کر دھو اور پھر اس میں نماز پڑھو۔

نجاست کی مختلف قسمیں ہیں اور ہر ایک کا الگ الگ حکم ہے۔

(۱) نجاست حقیقیہ مرئی جو جسم اور جرم والی نجاست ہوتی ہے۔ جیسا گوبر پاخانہ وغیرہ۔

(۲) نجاست حقیقیہ غیر مرئی جیسا پیشاب وغیرہ

(۳) اور نجاست حکمیہ جیسا حیض۔ نفاس اور جنابت ہوتی ہے۔

حدث اصغر یعنی بے وضو ہونا اور حدث اکبر جنابت والا ہونا۔

نجاست غلیظہ جیسا دم مسفوح۔ خمر (شراب) بول و براز۔ کتے کا پاخانہ۔ درندوں جانوروں کا پاخانہ اور ان کا لعاب دھن۔ مرغی۔ بطخ اور مرغابی کی بیٹ اور سبیلین سے خارج ہونے والی ہر وہ چیز جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ وہ سب نجاست غلیظہ میں داخل ہیں (شرح نقایہ صہ ۴۵ ج ۱)

مسئلہ نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک درہم سے کم ہو تو معاف ہے۔ اور اگر درہم یا اس سے زیادہ ہو تو اس کو دھونے کے بغیر نماز جائز نہیں (جامع صغیر صہ ۹، ہدایہ صہ ۴۵ ج ۱، شرح نقایہ صہ ۴۵ ج ۱)

۱۔ عَنْ قَتَادَةَ كَانَ يَقُولُ مَوْضِعُ الدِّرْهَمِ فَاحِشٌ (مصنف عبدالرزاق صہ ۳۷۵ ج ۱) حضرت قتادہؒ کہتے تھے ایک درہم کے برابر اگر نجاست ہو تو وہ فاحش ہے۔

۲۔ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ إِذَا كَانَ مَوْضِعُ الدِّرْهَمِ فِي ثَوْبِكَ فَاعِدِ الصَّلٰوةَ (مصنف عبدالرزاق صہ ۳۷۵ ج ۱) حضرت حمادؒ کہتے ہیں کہ اگر ایک درہم کی مقدار تیرے کپڑے پر لگی ہو تو اگر نماز پڑھ لی ہے تو اس کا اعادہ کرو۔

نجاست خفیفہ۔ بول فرس۔ بول مایوکل لحمہ یعنی گھوڑے کا پیشاب اور ان جانوروں کا پیشاب جن کا

گوشت کھایا جاتا ہے (بَہِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ) اور ان پرندوں کی بیٹیں جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا (ہدایہ ص۴۶ ج۱، شرح نقایہ ص۴۴ ج۱)

مسئلہ نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ ربع ثوب — (یعنی ازار، آستین وغیرہ کا چوتھا حصہ) یا ربع بدن (یعنی بازو وغیرہ کا چوتھا حصہ) سے کم پر معاف ہے اگر اس سے زیادہ ہو تو اس کا دھونا ضروری ہوتا ہے۔

(جامع صغیر ص۹، ہدایہ ص۴۵ ج۱، شرح نقایہ ص۴۴ ج۱)

مسئلہ گوبر، لید، مینگنیاں وغیرہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نجاست غلیظہ اور صاحبینؒ کے نزدیک نجاست خفیفہ میں داخل ہیں (جامع صغیر ص۹، ہدایہ ص۴۵ ج۱، شرح نقایہ ص۴۴ ج۱)

مسئلہ ایسے پرندوں کی بیٹیں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ پاک ہیں۔ مگر مرغی کی بیٹیں، بول، براز اور خون کی طرح نجاست غلیظہ ہے (شرح نقایہ ص۴۵ ج۱)

عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ کُنَّا مَعَ عَبْدِ اللّٰہِ اِذْ وَقَعَ عَلَیْہِ خُرْءُ عُصْفُوْرٍ فَقَالَ ھٰکَذَا بِیَدِہٖ نَفَضَہٗ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۵ ج۱)

حضرت ابوعثمانؓ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ تھے۔ اچانک ایک پرندے کی بیٹ ان پر گری تو انہوں نے ہاتھ سے اس کو جھٹک دیا۔

مسئلہ شراب بھی نجاست غلیظہ ہے۔ (شرح نقایہ ص۴۵ ج۱)

۱۔ عَنِ الْحَسَنِ اَلْقَیْءُ وَالْخَمْرُ وَالدَّمُ بِمَنْزِلَۃٍ یَعْنِیْ فِی الثَّوْبِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۳ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ نے کہا ہے کہ قے۔ شراب اور خون سب ناپاک ہیں۔

۲۔ عَنْ مُجَاھِدٍ قَالَ اِذَا اَصَابَ ثَوْبَکَ خَمْرٌ فَاغْسِلْہُ ھُوَ اَشَدُّ مِنَ الدَّمِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۳ ج۱)

حضرت مجاہدؒ نے کہا ہے کہ اگر تمہارے کپڑے پر شراب لگ جائے تو اس کو دھو دو یہ خون سے زیادہ شدید ہے۔

۳۔ عَنِ الْحَسَنِ فِی الْجُبِّ یُقْطَرُ فِیْہِ مِنَ الْخَمْرِ وَالدَّمِ قَالَ یُھْرَاقُ۔ (ابن ابی شیبہ ص۱۹۶ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ نے کہا ہے اگر مٹکے میں شراب یا خون کے قطرے گر جائیں تو اس کو بہا دو۔

مسئلہ بول کی باریک چھینٹیں سوئی کے سرے کے برابر معاف ہیں۔

(جامع صغیر ص۱۰، ہدایہ ص۴۶ ج۱، شرح نقایہ ص۴۶ ج۱)

مسئلہ مادہ منویہ اگر رقیق (پتلا) ہو تو اس کا دھونا بدن اور کپڑے سے ضروری ہے۔ اور اگر مادہ غلیظ (گاڑھا) ہو اور خشک ہو جائے تو اس کو کھرچ دینے سے بدن اور کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ بغیر دھونے کے۔ (ہدایہ ص۴۲ج۱ شرح نقایہ ص۴۲ج۱)

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا كَانَ يَابِسًا وَاَغْسِلُهٗ اِذَا كَانَ رَطْبًا (دارقطنی ص۱۲۵ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں کہ میں جب منی خشک ہوتی تھی تو اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے کھرچ دیتی تھی اور جب تر ہوتی تھی تو میں اس کو دھوتی تھی۔

۲۔ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنْ كَانَ رَطْبًا فَاغْسِلْهُ وَاِنْ كَانَ يَابِسًا فَاحْكُكْهُ وَاِنْ خَفِيَ عَلَيْكَ فَارْشُشْهُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۵ج۱)

حضرت عمر رض نے فرمایا کہ اگر منی تر ہو تو اس کو دھو ڈالو۔ اور اگر خشک ہو تو اس کو کھرچ ڈالو۔ اور اگر اس کا مقام تم پر مخفی ہو جائے تو پھر ہلکا سا کپڑے کو دھو ڈالو۔

مسئلہ مرئی (دکھائی دینے والی) نجاست سے پاکی اس کا عین زائل کر دینے سے ہوتی ہے۔ پانی سے ہو یا ہر ایسی چیز سے جو مائع (سیال) طاہر اور مزیل ہو۔ یعنی نجاست وغیرہ کو زائل کرنے والی ہو۔ مثلاً سرکہ۔ عرق گلاب۔ پٹرول مٹی کا تیل (روغن گیاس) وغیرہ جو نچوڑنے سے نچڑ جاتے اور تیل و دودھ اور پھلوں کا عصر (نچوڑ) نہ ہو۔ جن میں چکناہٹ ہوتی ہے (ہدایہ ص۴۲ج۱، شرح نقایہ ص۴۱ج۱)

اور غیر مرئی نجاست سے تین مرتبہ دھو کر نچوڑ دینے سے پاک ہو جائے گا۔ اگر نچوڑنا ممکن ہو۔ اور اگر ممکن نہ ہو تو پھر تین مرتبہ دھو کر چھوڑ دیا جائے۔ یہاں تک کہ پانی کا تقاطر بند ہو جائے۔ تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔ جیسا کہ بڑی بڑی دریاں۔ قالینیں وغیرہ ہوتی ہیں (ہدایہ ص۴۲ شرح نقایہ ص۴۱ج۱)

مسئلہ موزہ جرم (جسم) والی نجاست مثلاً گوبر، لید، پاخانہ، خون، منی وغیرہ کے خشک ہونے پہ اس موزہ کو زمین پر مل دینے (دلک) سے پاک ہو جاتا ہے۔ (جامع صغیر ص۹ ہدایہ ص۴۲ج۱ شرح نقایہ ص۴۲ج۱)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَاِنْ رَاٰى فِيْ نَعْلَيْهِ قَذَرًا اَوْ اَذًى

حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنے جوتوں میں کوئی گندگی اور نجاست (جرم والی) دیکھے تو اس کو

فَلْيَمْسَحْهُ (ابوداؤد ص۹۵ ج۱) پونچھ دے وہ پاک ہو جائے گی۔ (لیکن اگر رقیق نجاست ہو جو اندر جذب ہو جاتی ہے اس کو جب تک پانی سے صاف نہ کیا جائے وہ پاک نہیں ہوتی)

مسئلہ آئینہ۔ تلوار۔ چھری۔ چاقو وغیرہ پر اگر نجاست لگ جائے تو ان کو پونچھ دینے سے یہ چیزیں پاک ہو جاتی ہیں (ہدایہ ص۴۴ ج۱، شرح نقایہ ص۴۳ ج۱)

مسئلہ زمین پر نجاست لگ جانے سے جب زمین خشک ہو جاتی ہے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ البتہ اس پر تیمم کرنا جائز نہیں (ہدایہ ص۴۴ ج۱، شرح نقایہ ص۴۳ ج۱)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ اِذَا جَفَّتِ الْاَرْضُ فَقَدْ زَكَتْ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۸ ج۱)
عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ اِذَا جَفَّتِ الْاَرْضُ فَقَدْ زَكَتْ (ایضاً)

حضرت امام محمد بن الحنفیہؒ اور حضرت ابی قلابہؒ نے کہا ہے کہ زمین جب خشک ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ جو نجاست دوسری جنس میں تبدیل ہو جائے مثلاً گدھا نمک کی کان میں پڑ جانے سے نمک بن جائے یا گوبر وغیرہ آگ جلانے سے راکھ بن جائے تو پاک ہو جاتا ہے (احکام القرآن للجصاصؒ ص۲۱۲ ج۳، شرح نقایہ ص۴۶ ج۱، شرح وقایہ ص۱۲۴ ج۱)

مسئلہ جن چیزوں میں خون سرایت نہیں کرتا مرنے سے وہ نجس نہیں ہوتیں جیسے۔ بال، پر، سینگ، کھر اور ہڈی وغیرہ جب تک کہ اس ہڈی میں دسومت نہ ہو (ہدایہ ص۱۹ ج۱، شرح نقایہ ص۲۰ ج۱)

۱۔ عَنْ عُمَرَ وَ قَالَ لَيْسَ لِصُوْفِ الْمَيْتَةِ ذَكَاةٌ اَغْسِلْهُ فَانْتَفِعْ بِهٖ (مصنف عبدالرزاق ص۶۶ ج۱)

حضرت عمرؓ نے کہا کہ مردار کی اون ناپاک نہیں ہوتی اس کو دھو کر اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

۲۔ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ اَلصُّوْفُ وَالْمِرْعَزُ وَالْجُزُّ وَالتَّلُّ لَا بَاْسَ بِهٖ وَبِنَتْفِ الْمَيْتَةِ۔ (مصنف عبدالرزاق ص۶۶ ج۱)

امام ابن سیرینؒ کہتے ہیں۔ اون (صوف) اور چھوٹی روئیں جو بکری کے بالوں کے نیچے ہوتے ہیں۔ (المرعز والمرعزی) اور روئیں دار چھوٹے بال (زغب) اور بھیڑ کے بال (الجز) اون الگ یا بالوں اور پشم

کے ساتھ مل ہوئی (الشلّ) اس کو استعمال کرنے
میں کوئی حرج نہیں اور اسی طرح مردار پرندے
کے پر بھی پاک ہیں۔

مسئلہ عصب (پٹھے) میں اگر دسومت یا گوشت لگا ہوا ہو تو نجس ہے ورنہ پاک ہے۔
(شرح نقایہ ص۲۴ ج۱، شرح وقایہ ص۸۴ ج۱)

مسئلہ نافہ مشک پاک ہوتا ہے۔ اور کستوری کا کھانا بھی حلال ہے
(نور الایضاح ص۵۵، شرح نقایہ ص۴۶ ج۱، شرح وقایہ ص۸۴ ج۱)

مسئلہ موزہ پہ اگر جرم (جسم) والی نجاست لگ جائے تو اس کو زمین پہ رگڑنے (دلک) سے پاک ہو جاتا ہے۔
لیکن اگر غیر ذی جرم نجاست اس پہ لگی ہے تو اس کا دھونا ضروری ہے۔
(ہدایہ ص۴۳ ج۱، شرح نقایہ ص۴۳ ج۱)

کتاب الصلوٰۃ

اَوقاتِ نماز

نماز کے اوقات کا پہچاننا بھی ایک مومن کے لیے ضروری ہے۔

(۱) ایک تو یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے " نماز کو اللہ تعالیٰ نے بقیدِ وقت فرض قرار دیا ہے "

(۲) اور دوسری بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِنَّ لِلصَّلٰوۃِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا (ترمذی ص۲۹ مسند احمد ج۲ ص۲۳۲) نماز کے وقت کی ابتداء اور انتہاء ہے اس کو جاننا بھی ضروری ہے

(۳) اور یہ بھی افضل الاعمال اور احب الاعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کو اس وقت پر ادا کرنا ہے

اَلصَّلٰوۃُ لِوَقْتِھَا (مسلم ج۱ ص۶۳) اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِھَا (بخاری ج۱ ص۷۶)

(۴) اور تعیین اوقات کے سلسلہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو نازل فرما کر اہتمام کے ساتھ اوقات کی تعیین بتلائی گئی اور آخر میں یہ فرمایا۔

هٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ (ترمذی ص۲۹، ابوداود ج۱ ص۵۶)

یہ وقت گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے تھے اور (آپ اور آپ کی امت کے لیے) وقتِ نماز ان دونوں کے درمیان ہے۔

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوقات مکروہہ میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اوقات میں مستحب مباح اور مکروہ سب قسم کے اوقات ہیں اور ان کے علاوہ متبرک اوقات بھی ہیں۔ جن میں نماز و دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ اور کبھی نماز میں تعجیل کی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی تاخیر کی۔ اس لیے مومن کی شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی ہے۔

اِنَّ خِيَارَ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُرَاعُوْنَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالْاَهِلَّةَ وَالنُّجُوْمَ وَالْاَظِلَّةَ لِذِكْرِ اللّٰهِ (حصن حصین ص۲۲)

بے شک اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور اچھے بندے وہ ہیں جو آفتاب و ماہتاب چاند اور ستاروں اور سایوں کی حفاظت و نگرانی کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلیے (نماز، روزہ اور عبادات کے اوقات معلوم کرنے کیلیے)

اس لیے اوقات نماز کی شناخت اور پھر ان کی حفاظت از بس ضروری ہے۔ اور نماز کے شرائط میں یہ بھی داخل ہے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے کہ فرائض وقت کے بغیر نہیں ادا ہو سکتے۔ وقت ایسے بھی بڑی قیمتی چیز ہے۔

اَلْوَقْتُ سَيْفٌ قَاطِعٌ (امام شافعیؒ) — وقت قاطع تلوار ہے

ع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

آیات مبارکہ اذکار و عبادات کے لیے بھی قرآن میں وقت کا ذکر موجود ہے۔

(۱) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ (آل عمران آیت ۴۱ پ ۳) — اور ذکر کرو اپنے رب کا کثرت سے اور تسبیح کرو پچھلے پہر اور صبح کے وقت

(۲) فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ۖ وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ ﴿۱۳۰﴾ (طٰہٰ پ ۱۶) — اور صبر کر ان باتوں پر جو یہ (مخالف لوگ) کہتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید بیان کر۔ سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں بھی تسبیح کر۔ اور دن کے دونوں اطراف میں تاکہ آپ راضی ہو جائیں۔

(۳) فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ﴿۱۸﴾ (الروم پ ۲۱) — پس پاکی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس وقت تم شام کرتے ہو اور صبح کرتے ہو۔ اور اسی کے لیے تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں اور پچھلے پہر اور جب ظہر کے وقت میں داخل ہوتے ہو۔

(۴) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۴۸﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿۴۹﴾ (الطور پ ۲۷) — اور تسبیح بیان کریں اپنے رب کی جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور رات کے وقت ستاروں کے ڈوبنے کے بعد

(۵) فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ۔ (ق ۴۰ پ ۲۶) — پس صبر کر ان باتوں پر جو یہ لوگ کہتے ہیں اور تسبیح بیان کر اپنے رب کی تعریف کے ساتھ۔ طلوع شمس سے پہلے اور غروب سے پہلے اور رات کے وقت اور نمازوں کے بعد

(وَالْمُرَادُ مِنْ اَدْبَارِ السُّجُوْدِ النَّوَافِلُ اَوِ التَّسْبِيْحُ بَعْدَ الْفَرَائِضِ)

(۶) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ع ﴿۱۱۴﴾ (ہود پ ۱۲)

اور نماز قائم کر دن کے دونوں طرف اور رات کے حصوں میں۔ بے شک نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے یاد کرنے والوں کے لیے

احادیث مبارکہ

(۱) اِبْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَلصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا (بخاری ج۱ ص۷۶، مسلم ج۱ ص۶۲)

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کونسا عمل اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا۔"

وَقَالَ الْعُلَمَاءُ اِنَّ الصَّلٰوةَ اَفْضَلُ الْعِبَادَاتِ بَعْدَ الشَّهَادَتَيْنِ. كَمَا فِيْ حَدِيْثِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرُ مَوْضُوْعٍ اَيْ خَيْرُ عَمَلٍ وَضَعَهُ اللّٰهُ لِعِبَادِهٖ لِيَتَقَرَّبُوْا اِلَيْهِ

اور علماء نے کہا ہے کہ تمام عبادتوں میں افضل شہادتین کے بعد نماز ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے نماز بہترین موضوع ہے یعنی بہترین عمل ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے تقرب کے لیے مقرر فرمایا ہے۔

(۲) عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوٰتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ

(مسند احمد ج۵ ص۳۱۵، ابوداؤد ج۱ ص۶۱، موطا امام مالک ص، نسائی ج۱ ص۸۰)

عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو فرض کیا ہے۔ جس نے اچھی طرح وضو کیا اور انکو پڑھا انکے وقت پر اور رکوع و خشوع پوری طرح کیا تو اللہ تعالیٰ کا عہد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بخش دے گا۔ اور جس نے ایسا نہ کیا اس کے لیے خدا تعالیٰ کے ہاں کوئی عہد نہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو بخش دے اور چاہے عذاب دے دے۔

(۳) ابنِ عبّاسؓ قال قال رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم اَمَّنِیْ جبرائیلُ عِندَ البیتِ مَرَّتینِ فصلّی الظُّهرَ حِینَ زالتِ الشمسُ وکانتْ قَدْرَ الشِّراكِ وصلّٰی بیَ العصرَ حِینَ صارَ ظِلُّ کُلِّ شیءٍ مِثْلَهُ وصلّٰی بیَ المغربَ حِینَ اَفطرَ الصّائمُ وصلّٰی بیَ العشاءَ حِینَ غابَ الشَّفَقُ وصلّٰی بیَ الفجرَ حِینَ حَرُمَ الطّعامُ والشّرابُ علی الصّائمِ فلمّا کانَ الغدُ صلّٰی بیَ الظُّهرَ حِینَ کانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ وصلّٰی بیَ العصرَ حِینَ کانَ ظِلُّهُ مِثْلَیْهِ وصلّٰی بیَ المغربَ حِینَ اَفطرَ الصّائمُ وصلّٰی بیَ العشاءَ الٰی ثُلُثِ اللّیلِ وصلّٰی بیَ الفجرَ فاَسْفَرَ ثُمَّ التفتَ اِلَیَّ فقالَ یا محمّدُ هٰذا وقتُ الانبیاءِ مِن قَبلِكَ والوقتُ ما بینَ هٰذینِ الوقتینِ

(ابوداؤد ص۵۶ ج۱، ترمذی ص۳۸)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بیت اللہ کے پاس دو دفعہ امامت کرائی۔ چنانچہ ظہر کی نماز پہلی دفعہ اس وقت پڑھی جب سورج ڈھل گیا۔ اور سایہ ایک تسمہ کے برابر تھا۔ اور عصر کی نماز مجھے اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا۔ اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی جب روزہ دار افطار کرتا ہے اور عشاء کی نماز اس وقت پڑھائی جب شفق غائب ہو گیا اور فجر کی نماز جب کھانا پینا روزہ دار پر حرام ہو جاتا ہے اس وقت پڑھائی لیکن جب دوسرا دن ہوا تو ظہر کی نماز مجھے پڑھائی جب سایہ ہر چیز کا اس کی مثل ہو گیا۔ اور عصر جب ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو گیا۔ اور مغرب جس وقت روزہ دار افطار کرتا ہے۔ اور عشاء رات کی ایک تہائی گزرنے کے بعد۔ اور فجر پڑھائی خوب روشن کر کے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے کہا اے محمد یہ وقت انبیاء (علیہم السلام) کا ہے جو آپ سے پہلے گذرے ہیں اور (آپ اور آپ کی امت کے لیے) نمازوں کا وقت ان دونوں (اول و آخر) وقتوں کے درمیان ہے۔

(۴) عبدُ اللهِ بنِ عمرؓ قالَ قالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وقتُ الظُّهرِ اِذا زالتِ الشمسُ وکانَ ظِلُّ الرّجلِ کطولِهٖ ما لَمْ یحضُرِ العصرُ ووقتُ العصرِ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کا وقت جب سورج ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اس کی مثل ہو جائے جب تک عصر کا وقت نہ آ جائے اور عصر کا وقت (مستحب) اس وقت تک ہے جب تک کہ سورج زرد نہ ہو جائے اور مغرب کا وقت

مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ الْاَوْسَطِ وَ وَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ۔ (مسلم ۲۲۳/۱)

جب تک کہ شفق غائب نہ ہو جائے۔ اور عشاء کا وقت نصف لیل تک۔ اور صبح کا وقت طلوع فجر سے جب تک سورج طلوع نہ ہو۔ جب سورج طلوع ہو جائے تو نماز سے رک جاؤ۔ بے شک سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے

مسئلہ ادائے نماز کے لیے لازمی شرط ہے۔ کہ نماز کا جو وقت شریعت نے مقرر کیا ہے اس وقت میں ادا کی جائے۔ وقت سے پہلے جو نماز پڑھی گئی تو وہ قطعاً نہ ہوگی۔ بعد از وقت قضاء ہوگی نہ کہ ادا

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء آیت ۱۰۳)

بے شک نماز ایمان والوں پر متعین اوقات کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔

نماز فجر کا وقت

نماز فجر کا وقت صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے۔
(ہدایہ ص۹۴، شرح نقایہ ص۵۰/۱، کبیری ص۲۲۶)

۱۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضـ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلصَّلٰوةِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَاِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ (ترمذی ص۴۰، مسند احمد ص۲۳۲/۲)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک نماز کے اوقات کے لیے اوّل اور آخر (یعنی ابتداء اور انتہاء) ہے اور بے شک فجر کی نماز کا اوّل وقت اس وقت ہوتا ہے جب فجر طلوع ہوتی ہے اور بے شک اس کا آخری وقت وہ ہوتا ہے جب سورج طلوع ہوتا ہے۔

۲۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْفَجْرُ فَجْرَانِ فَاَمَّا الْفَجْرُ الَّذِيْ يَكُوْنُ كَذَنَبِ السِّرْحَانِ فَلَا يُحِلُّ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر (صبح) دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک فجر (صبح کاذب) وہ ہوتی ہے۔ بھیڑیے کی دم کی طرح (اوپر کو اٹھی ہوئی نظر آتی ہے)

الصَّلٰوۃَ وَلَا یُحَرِّمُ الطَّعَامَ وَاَمَّا الَّذِیْ یَذْھَبُ مُسْتَطِیْلًا فِی الْاُفُقِ فَاِنَّہٗ یُحِلُّ الصَّلٰوۃَ وَیُحَرِّمُ الطَّعَامَ (مستدرک حاکم ص ۱۹۱ ج ۱)

سو ایسی فجر نہ نماز کو جائز قرار دیتی ہے اور نہ کھانے کو حرام قرار دیتی ہے (اسوقت فجر کی نماز پڑھنی جائز نہیں ہوتی اور روزہ رکھنے والے کے لیے کھانا حرام نہیں ہوتا) دوسری فجر (صبح صادق) وہ ہوتی ہے جو آسمان کے کنارے (افق) پر پھیل جاتی ہے تو اس وقت نماز پڑھنی جائز ہوتی ہے۔ اور کھانا کھانا حرام ہوتا ہے"۔

مسئلہ نماز فجر غلس (ابتدائی وقت اور اندھیرے میں) اور اسفار دونوں وقت جائز ہے۔ البتہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک زیادہ فضیلت اسفار میں ہے (ہدایہ ص ۵۰ ج ۱، شرح نقایہ ص ۵۴ ج ۱)

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ (ترمذی ص ۴۰،

حضرت رافع بن خدیجؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فجر کو خوب اچھی طرح روشن کر کے نماز پڑھو اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے"۔

ابوداؤد ص ۶۱ ج ۱، نسائی ص ۹۴ ج ۱، ابن ماجہ ص ۴۹، قال ابو عیسی حَدِیْثُ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ حَسَنٌ صَحِیْحٌ)

امام طحاویؒ کا مذہب یہ ہے کہ صبح کی نماز شروع غلس میں کرے اور ختم اسفار میں (طحاوی ص ۱۲۳ ج ۱) اور یہ بعض جگہوں پر معمول بہ بھی ہے۔ لیکن قرأت کی طوالت کو بعض کمزور ضعیف اور معذور لوگ برداشت نہیں کر سکتے۔

مسئلہ صبح کی نماز روشنی میں ایسے وقت میں پڑھنی چاہیے کہ قرأت مسنونہ ترتیل کے ساتھ پڑھ سکیں اور اگر نماز میں فساد و خرابی ظاہر ہو تو دوبارہ اعادہ طہارت کے ساتھ قرأت مسنونہ پڑھی جا سکے۔

(شرح وقایہ ص ۱۳۰ ج ۱، شرح نقایہ ص ۵۴ ج ۱)

مسئلہ تمام نمازی فجر کی نماز کے لیے غلس میں اکٹھے ہو جائیں تو پھر غلس میں پڑھنا افضل ہوگا۔ جیسا کہ عشاء کی نماز کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک ثابت ہے (بخاری ص ۸۰ ج ۱، مسلم ص ۲۳۰ ج ۱)

نماز ظہر کا وقت نماز ظہر کا وقت زوال شمس سے دو مثل تک ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ کے نزدیک ایک مثل تک ہے (ہدایہ ص ۴۹ ج ۱، شرح نقایہ ص ۵۱ ج ۱، کبیری ص ۲۲۶)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الظُّهْرِ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَاٰخِرُ وَقْتِهَا حِيْنَ يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ۔ (ترمذی ص۱۶۵، مسند احمد ص۲۳۲ ج۲)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ظہر کی نماز کا ابتدائی وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب سورج ڈھلتا ہے۔ اور اس کا آخری وقت وہ ہوتا ہے جب عصر کی نماز کا وقت داخل ہوتا ہے۔"

مسئلہ ظہر کی نماز سردی میں جلدی اور گرمی میں تاخیر کرکے پڑھنی چاہیے۔ (ہدایہ ص۵۱ ج۱، شرح نقایہ ص۵۴ ج۱)

۱- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ (بخاری ص۷۷ ج۱، مسلم ص۲۲۴ ج۱)

حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کرکے پڑھا کرو۔ کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش سے ہے۔"

۲- عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ (بخاری ص۱۲۴ ج۱، تمہید لابن عبدالبر ص۶ ج۵)

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ جب سردی شدید ہوتی تھی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز جلدی پڑھتے تھے اور جب گرمی شدید ہوتی تھی تو ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کرکے پڑھتے تھے۔

مسئلہ سایہ اصلی کو چھوڑ کر ہر چیز کا سایہ جب دو مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ (ہدایہ ص۴۹ ج۱، کبیری ص۲۲۷)

قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رض صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ (موطا امام مالک ص۶، مصنف عبدالرزاق ص۵۴۲ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ظہر کی نماز پڑھو جب تمہارا سایہ ایک مثل ہو۔ اور عصر کی نماز پڑھو جب تمہارا سایہ دو مثل ہو۔

نماز عصر کا وقت نماز عصر کا وقت ظہر کے وقت کے نکلنے سے غروب آفتاب تک ہے لیکن سورج کے زرد ہونے کے بعد عصر کا وقت مکروہ ہے (ہدایہ ص۴۹ ج۱، شرح نقایہ ص۵۲ ج۱، کبیری ص۲۲۸)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی تو اس نے

فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ (مسلم ص۲۲۱ ج۱، بخاری ص۷۹ ج۱، عصر کی نماز کو پالیا
ترمذی ص۵۴، ابوداؤد ص۵۹ ج۱، نسائی ص۹۰ ج۱، ابن ماجہ ص۵۱)

مسئلہ | علماء احناف کے نزدیک احتیاط اس میں ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر اور نماز عصر دو مثل کے بعد پڑھی جائے (شامی ص۲۶۴ ج۱)

۱- عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رض قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَشَدَّ تَعْجِيْلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَاَنْتُمْ اَشَدُّ تَعْجِيْلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ (ترمذی ص۵۱، مسند احمد ص۲۸۹ ج۶)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رض کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ظہر کی نماز تم سے جلدی پڑھتے تھے اور اور تم لوگ عصر کی نماز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جلدی پڑھتے ہو۔

۲- رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَاْمُرُهُمْ بِتَاْخِيْرِ الْعَصْرِ (بیہقی ص۴۴۳ ج۱ وهامش الجوهر النقی ص۴۴۱ ج۱)

حضرت رافع بن خدیج رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو حکم دیتے تھے وہ عصر کی نماز کو مؤخر کر کے پڑھیں۔

۳- عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ يُعَجِّلُوْنَ الظُّهْرَ وَيُؤَخِّرُوْنَ الْعَصْرَ (مصنف عبدالرزاق ص۵۴۰ ج۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رض کے ساتھی اور شاگرد ظہر کی نماز جلدی پڑھتے تھے اور عصر کی نماز تاخیر سے پڑھتے تھے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّهُ كَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ حَتّٰى اَقُوْلَ قَدِ اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۲۷ ج۱)

سوار بن شبیب رض کہتے ہیں حضرت ابوہریرہ رض عصر کو اتنا مؤخر کر کے پڑھتے تھے کہ میں یہ خیال کرتا تھا شاید سورج زرد ہو گیا ہے۔

۴- علی بْنُ شَيْبَانَ قَالَ قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَادَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً (ابوداؤد ص۵۹، ابن ماجہ ص۴۸)

علی بن شیبان رض کہتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ عصر کی نماز مؤخر کر کے پڑھتے تھے جب تک سورج سفید اور صاف ہوتا ہے (زرد ہونے سے پہلے)

۵- عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ

حضرت ابراہیم نخعی رض کہتے ہیں کہ تم سے پہلے لوگ ظہر کی نماز

اَشَدَّ تَعْجِیْلًا لِلظُّھْرِ وَاَشَدَّ تَاْخِیْرًا لِلْعَصْرِ مِنْکُمْ (مصنف عبدالرزاق ص۵۴۴ ج۱)

کہ تم ظہر کی بہ نسبت جلدی پڑھتے اور عصر کی نماز کو تم سے زیادہ مؤخر کرتے تھے۔

مسئلہ نماز عصر اگر ایک مثل پر پڑھ لی جائے تو حضرت مولانا گنگوہیؒ نے لکھا ہے کہ ایک مثل کا وقت قوی ہے۔ لہٰذا اگر ایک مثل کے بعد عصر پڑھے تو ادا ہو جائے گی۔ اعادہ نہ کرے" (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۲۲)

نماز مغرب کا وقت

نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے۔

(ہدایہ ص۴۹ ج۱، شرح نقایہ ص۵۲ ج۱، کبیری ص۲۲۸)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِیْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِھَا حِیْنَ یَغِیْبُ الشَّفَقُ (ترمذی ص۲۹ ، مسند احمد ص۲۳۲ ج۲)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغرب کا اول وقت وہ ہوتا ہے جب سورج غروب ہو۔ اور اس کا آخری وقت وہ ہوتا جب شفق غائب ہو۔

مسئلہ امام ابوحنیفہؒ (عمر بن عبدالعزیزؒ اور عبداللہ بن مبارکؒ امام اوزاعیؒ زفر بن الہذیلؒ ایک روایت میں امام مالکؒ اور حضرت ابوثورؒ۔ مبردؒ۔ فراءؒ صحابہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ابوہریرہؓ۔ حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ اور امام مزنیؒ، امام باقرؒ۔ ابن منذرؒ۔ امام خطابیؒ اور ثعلبؒ وغیرہ) کے نزدیک شفق سفیدی ہے۔ لہٰذا مغرب کا وقت ان کے نزدیک سرخی کے بعد سفیدی کے غروب تک ہے (ہدایہ ص۵۰ ج۱، شرح نقایہ ص۵۲ ج۱، کبیری ص۲۲۸)۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِؓ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (اِلٰی اَنْ قَالَ) ثُمَّ اَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ حِیْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخَّرَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حَتّٰی کَادَ یَغِیْبُ بَیَاضُ النَّھَارِ وَھُوَ الشَّفَقُ فِیْمَا نُرٰی ثُمَّ اَمَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَصَلّٰی (مجمع الزوائد ص۳۰۴ ج۱ بحوالہ طبرانی فی الاوسط)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے جب اوقات کے بارے میں سوال کیا تھا تو سورج غروب ہونے پر اذان ہوئی پھر آپ نے مغرب کی نماز کو اس قدر مؤخر کیا قریب تھا کہ دن کی سفیدی (شفق) غائب ہو جائے اور ہمارے خیال میں وہی شفق ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔

امام شافعیؒ ایک روایت میں امام مالکؒ اور امام احمدؒ۔ صاحبینؒ (حضرت سفیان ثوریؒ۔ ابن ابی لیلیٰؒ امام اسحٰق بن راہویہؒ۔ مکحولؒ۔ طاؤسؒ۔ حسن ابن حیؒ داؤد بن علی ظاہریؒ۔ صحابہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ، حضرت عبادہؓ۔ حضرت شداد بن اوسؓ) کے نزدیک شفق سرخی ہے۔ لہٰذا مغرب کا وقت ان کے نزدیک سرخ شفق کے غروب تک ہے (ہدایہ ص۴۹ ج۱، شرح نقایہ ص۵۲ ج۱، کبیری ص۲۲۸)

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ الشَّفَقُ الْحُمْرَةُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۲۳ ج۱)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ شفق سرخی ہوتی ہے۔

مسئلہ احتیاط اس میں ہے کہ مغرب کی نماز تو سرخی کے اندر ہی پڑھ لی جائے اور نماز عشاء سفیدی کے بعد۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ نَزَلَ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ بِوَقْتِ الصَّلٰوةِ (اِلٰی اَنْ قَالَ) وَیُصَلِّی الْعِشَاءَ حِیْنَ یَسْوَدُّ الْاُفُقُ۔ (ابوداؤد ص۵۶ ج۱، ابن ابی شیبہ ص۳۳۰ ج۱)

حضرت ابو مسعود انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے مجھے نماز کے اوقات بتائے (اور عشاء کی نماز اس وقت پڑھتے تھے۔ جب افق سیاہ ہوجاتا تھا (شفق غائب ہوجاتی تھی)

۲۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ عَلَی الْفِطْرَةِ مَا صَلَّوُا الْمَغْرِبَ قَبْلَ طُلُوْعِ النُّجُوْمِ۔ (مسند احمد ص۴۴۹ ج۳ وکذا ابوداؤد ص۶۰ ج۱)

حضرت سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگ برابر فطرت پر رہیں گے جب تک وہ مغرب کی نماز ستاروں کے نمایاں ہونے سے پہلے پڑھتے رہیں گے۔

۳۔ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ وَقْتِ الْعِشَاءِ قَالَ اِذَا مَلَاَ اللَّیْلُ بَطْنَ کُلِّ وَادٍ (مجمع الزوائد ص۳۱۲ ج۱ بحوالہ طبرانی فی الاوسط)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشاء کی نماز کے وقت کے بارہ میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب رات کی تاریکی ہر وادی کے بطن کو پر کردے تو وہ عشاء کا وقت ہوتا ہے۔

۴۔ کَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اَنْ

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے یہ لکھوایا تھا کہ عشاء

صَلُّوْا صَلٰوةَ الْعِشَاءِ اِذَا ذَهَبَ بَيَاضُ الْاُفُقِ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ

کی نماز جب افق کی سفیدی چلی جائے اس وقت سے ایک تہائی رات تک پڑھو۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۵۶ ج۱)

مسئلہ مغرب کی نماز اذان کے متصل ہی پڑھنی مستحب ہے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

نماز عشاء کا وقت

نماز عشاء کا وقت غروب شفق سے ایک ثلث تک مستحب و مختار وقت ہے۔ اور نصف شب تک مباح وقت ہے۔ بغیر کراہت کے۔ اور اس کے بعد طلوع فجر تک کراہیت کے ساتھ نماز ادا ہوگی (ہدایہ ص۵۰، ۵۱ ج۱، شرح نقایہ ص۵۲، ۵۵ ج۱، کبیری ص۲۲۹، ۲۳۵، تمہید ص۹۲ ج۸)

۱۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ حِيْنَ يَغِيْبُ الْاُفُقُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَنْتَصِفُ اللَّيْلُ

(ترمذی ص۲۹، مسند احمد ص۲۳۲ ج۱)

حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک عشاء کی نماز کا ابتدائی وقت اس وقت ہوتا ہے جب شفق غائب ہو جائے اور اس کا آخری وقت جب رات نصف ہو جائے (مباح وقت ہے)

۲۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَلَاَخَّرْتُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ۔ (ترمذی ص۱۲، مصنف عبدالرزاق ص۵۵۵ ج۱)

حضرت زید بن خالد الجہنی رض نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اگر میں اپنی امت پر دشواری محسوس نہ کرتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ اور میں عشاء کی نماز کو بھی ایک تہائی رات تک مؤخر کرتا۔

۳۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلّٰى (بخاری ص۸۱ ج۱، مسلم ص۲۲۹ ج۱)

حضرت انس رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کو نصف رات تک مؤخر کیا پھر نماز پڑھی۔

۴۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ اَعْتَمَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ لَیْلَۃٍ حَتّٰی ذَھَبَ عَامَۃُ اللَّیْلِ وَحَتّٰی نَامَ اَھْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰی (مسلم ص۲۲۹ ج۱)

ام المومنین حضرت عائشہ رض کہتی ہیں کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کو اس قدر مؤخر کیا کہ رات کا اکثر حصہ گذر گیا۔ اور مسجد والے بھی سو گئے۔ پھر آپ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھی۔

۵۔ کَتَبَ عُمَرُ اِلٰی اَبِیْ مُوْسٰی وَصَلِّ الْعِشَاءَ اَیَّ اللَّیْلِ شِئْتَ وَلَا تَغْفُلْھَا (طحاوی ص۱۱ ج۱)

حضرت عمر رض نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رض کو لکھا کہ عشاء کی نماز رات کے جس حصہ میں چاہو پڑھو اور اس سے غافل نہ رہو۔

۶۔ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ جُرَیْجٍ اَنَّہٗ قَالَ لِاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض مَا اِفْرَاطُ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ قَالَ طُلُوْعُ الْفَجْرِ۔ (طحاوی ص۱۱ ج۱)

حضرت ابو ہریرۃ رض سے پوچھا گیا کہ عشاء کی نماز میں کوتاہی کب ہوتی ہے۔ تو انہوں نے کہا جب فجر طلوع ہو جائے۔

مسئلہ عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور نماز عشاء کے بعد غیر ضروری گفتگو مکروہ ہے (شرح نقایہ ص۵۵ ج۱)

عَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَکْرَہُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِیْثَ بَعْدَھَا (بخاری ص۸۱ ج۱، مسلم ص۲۳۰ ج۱، ترمذی ص۵۱)

حضرت ابو برزۃ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو ناپسند فرماتے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

مسئلہ نماز عشاء کے بعد تلاوتِ قرآن، ذکر الٰہی، دینی کتب کا مطالعہ و تکرار اور اپنی بیوی سے بات مہمانوں سے یا دیگر ضروری امور میں گفتگو مکروہ نہیں۔

۱۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَسْمُرُ مَعَ اَبِیْ بَکْرٍ فِی الْاَمْرِ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَنَا مَعَھُمَا (ترمذی ص۵۱)

حضرت عمر رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رض کے ساتھ مسلمانوں کے بعض امور میں رات کو بات چیت کرتے تھے۔ اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا۔

۲۔ عَنْ اَوْسِ بْنِ حُذَیْفَۃَ رض قَالَ ..... کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت اوس بن حذیفہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آیا کرتے تھے۔ ہر

يَاتِيْنَا كُلَّ لَيْلَةٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فَيُحَدِّثُنَا (اِلٰى اَنْ قَالَ) وَاَكْثَرُ مَا يُحَدِّثُنَا مَا لَقِيَ مِنْ قَوْمِهٖ مِنْ قُرَيْشٍ۔

(ابن ماجہ صفحہ ۹۵ مسند احمد صفحہ ۳۴۲ و ۳۴۳ ج ۴)

رات عشاء کی نماز کے بعد اور پھر ہمارے ساتھ بات چیت کرتے تھے۔ اور زیادہ تر جو بات ہمارے پاس کرتے تھے،

وہ ان واقعات کے متعلق ہوتی تھی جو آپ کو اپنی قوم قریش کی طرف سے پیش آئے تھے (مصائب و تکالیف)

نماز وتر کا وقت

پانچ نمازیں فرض ہیں ان کے علاوہ نماز وتر واجب ہے لیکن اس کا وقت عشاء کے تابع ہے۔ یعنی عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔

(ہدایہ صفحہ ۱۵۰ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۵۳ ج ۱، کبیری صفحہ ۲۲۹)

۱۔ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ رَافِعِ التَّنُوْخِيُّ قَاضِيْ اَفْرِيْقَةَ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَدِمَ الشَّامَ وَاَهْلُ الشَّامِ لَا يُوْتِرُوْنَ فَقَالَ لِمُعَاوِيَةَ مَا لِيْ اَرٰى اَهْلَ الشَّامِ لَا يُوْتِرُوْنَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ وَوَاجِبٌ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ زَادَنِيْ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ صَلٰوةً وَهِيَ الْوِتْرُ وَقْتُهَا مَا بَيْنَ الْعِشَاءِ اِلٰى طُلُوْعِ الْفَجْرِ (مسند احمد صفحہ ۲۴۲ ج ۵)

حضرت معاذ بن جبلؓ شام آئے اور شام کے لوگ وتر نہیں پڑھتے تھے تو انہوں نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ کیا بات ہے میں شام والوں کو دیکھ رہا ہوں، یہ وتر نہیں پڑھتے تو انہوں نے کہا کیا یہ واجب ہے ان پر۔ تو حضرت معاذؓ نے کہا ہاں واجب ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میرے رب عز و جل نے ایک نماز زیادہ کی ہے۔ اور وہ وتر ہے اور اس کا وقت عشاء کی نماز سے لے کر طلوع فجر تک ہے۔

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَاَوْسَطِهٖ وَاٰخِرِهٖ فَانْتَهٰى اِلَى السَّحَرِ

(مسلم صفحہ ۲۵۵ ج ۱، بخاری صفحہ ۱۳۶ ج ۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ رات کے تمام حصوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر ادا کیے ہیں۔ اوّل شب میں اوسط میں اور آخری شب میں آپ کے وتر سحری تک پہنچے ہیں۔

مسئلہ اول وقت سے مراد شروع اور اخیر کا درمیانی وقت ــــ ہے۔ نہ کہ بالکل ابتدائی وقت۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اوّل وقت سے مراد نصف اوّل ہے نصف اول میں جو نماز ادا ہوگی وہ اوّل وقت میں ادا ہوگی۔ لامحالہ اوّل وقت سے اضافی وقت ہی مراد ہے۔ ورنہ آج تک کسی نے بالکل وقت کے شروع ہونے کے سیکنڈ پر نماز ادا نہیں کی۔

مسئلہ جن احادیث میں اخیر وقت نماز پڑھنے کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ یا جن کو منافق کہا گیا ہے اس سے مراد مکروہ اوقات ہیں۔

مسئلہ کسی رئیس یا با اثر آدمی کیلئے جماعت میں وقت معترہ سے تاخیر کرتے سے گنہگار ہوگا مگر امام کیلئے قدرے تاخیر روا ہے۔

مسئلہ گھڑیوں کے مطابق وقت کی پابندی مستحسن ہے۔ اور سنت کے مطابق ہے کہ اس میں نمازیوں کے لیے سہولت ہوتی ہے۔

مسئلہ قطب شمالی اور قطب جنوبی کے ممالک میں اوقات نماز کی پابندی اندازہ لگا کر نماز پڑھنی ہوگی، جیسا کہ فتنہ دجال والی حدیث سے متعاد ہوتا ہے: "دن ایک سال کے برابر ہوگا۔ صحابہؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ اس وقت نمازیں کس طرح ادا کی جائیں گی۔ آپ نے فرمایا اندازہ کر کے نمازیں پڑھنا" اور یہی حکم ان بلاد کا ہے۔ جہاں چھ ماہ یا کم و بیش مدت تک دن یا رات رہتے ہیں۔

بلغار ایک شہر شدید البرد یعنی جہاں سخت سردی ہوتی ہے وہاں سورج زمین پر ۲۳ گھنٹے ٹھہرتا ہے۔ اور وہاں نماز عشاء اور وتر کا وقت نہیں آتا۔ فقہاء کرامؒ سے سوال کیا گیا کہ وہاں کیا کیا جائے؟

ابن ہمامؒ اور بعض دوسرے فقہاء کرامؒ نے کہا کہ اندازہ کر کے یہ نمازیں پڑھنی لازم ہوں گی لیکن اکثر فقہاء کرامؒ نے اس کے خلاف فتویٰ دیا۔ کیونکہ فرضیت نماز کا سبب وقت ہے۔ اور وقت نہ پانے والا شخص مکلف نہ ہوگا۔

بعض کتب میں لکھا ہے کہ بلغار کے مسلمانوں نے ایک استفتاء مرتب کر کے ایک فقیہ (برہان الائمہؒ) کے پاس بھیجا۔ انہوں نے جواب دیا کہ تم پر عشاء اور وتر فرض نہیں اسی طرح ظہیر مرغینانیؒ اور خوارزمیؒ نے بھی فتویٰ دیا ہے۔ شمس الائمہ حلوانیؒ نے اس کے خلاف فتویٰ دیا۔ اور کسی آدمی کو بھیجا۔ کہ خوارزمیؒ سے مجمع میں سوال کرنا کہ "اس شخص کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جو پانچ نمازوں میں

سے ایک کا انکار کرتا ہے" خوارزمیؒ نے سوال کا منشا اور مطلب سمجھ لیا اور کہا کہ "تم اس شخص کے بارہ میں کیا کہتے ہو کہ جس کے دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت یا دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت کاٹ لیے گئے ہوں۔ اس کے وضوء میں کتنے فرض ہیں۔

اس نے جواب دیا کہ "چوتھے فرض کا محل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے تین ہی فرض ہیں"

حلوانیؒ نے اس جواب کے بعد اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا۔ واللہ اعلم بالصواب

اس مسئلہ میں احتیاط امام ابن ہمامؒ کے فتویٰ میں ہی ہے۔ کیونکہ وقت نماز کے لیے علت نہیں صرف سبب اور علامت ہی ہے اور علت تو حکم خداوندی ہے۔

مسئلہ بلغار کی تحقیق مسلم اور ترمذی کی یہ صحیح روایت ہے۔

قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لَبْثُهٗ فِي الْاَرْضِ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ اَيَّامِهٖ كَاَيَّامِكُمْ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الْيَوْمَ الَّذِيْ كَالسَّنَةِ اَتَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ يَوْمٍ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ

(مسلم ص ۴۰۱ ج ۲ و ترمذی ص ۳۲۵)

راوی بیان کرتا ہے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور اس دجال کا زمین میں کتنی مدت تک ٹھہرنا ہو گا۔ آپ نے فرمایا چالیس دن تک۔ ایک دن سال کے برابر ہو گا۔ دوسرا دن مہینہ کے برابر تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر ہو گا اور باقی ایام تمہارے ان ہی ایام کی طرح ہوں گے عرض کیا۔ حضور یہ بتلائیں کہ اس دن میں جو سال کے برابر ہو گا کیا اس میں ایک دن کی نمازیں کفایت کریں گی آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ ان کا حساب لگا کر پوری سال کی نمازیں پڑھنی ہوں گی۔

اس حدیث کا مطلب جیسا کہ (کوکب الدری تقریر ترمذی میں) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بیان کیا ہے کہ نماز اندازہ اور حساب لگا کر پوری سال بھر کی نمازیں پڑھنی پڑیں گی۔ کیونکہ سورج کا اتنی دیر تک اور لمبے عرصہ تک غروب نہ ہونا۔ یہ واقعہ میں ایسا نہ ہو گا بلکہ دجال لعین کا سحر۔ نظر بندی اور شعبدہ بازی کی وجہ سے ایسا معلوم ہو گا کہ دن اتنا دراز ہے۔ ورنہ سورج واقعہ میں تو اسی طرح اپنی عادت کے مطابق طلوع و غروب ہو گا۔ لیکن ہماری نگاہوں کے سامنے یہ ظاہر نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ دجال

نے ہماری نگاہوں کے سامنے اپنے سحر کرشمہ سازی اور شعبدہ بازی (استدراج) سے ایسا سورج کھڑا کر دیا ہوگا جو غروب نہ ہوگا۔

اس لیے نمازیں پوری پڑھنی ہوں گی۔ اور نمازوں کی نسبت ان کے حقیقی اوقات کی طرف کرنی پڑے گی۔ اور یہ نمازیں جو اندازہ سے پڑھی جائیں گی وہ قضا نہیں ہوں گی بلکہ وقتی ہی متصور ہوں گی۔ اور اس میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ اس — دن کا طول اور درازی محض دجال کی شعبدہ بازی کی وجہ سے ہوگی۔ حقیقت میں وہ درازی نہ ہوگی۔ تو ایسی صورت میں وجوب صلوٰۃ کو اس کے اصلی اوقات کی طرف منسوب کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔ لہذا اس حدیث سے بلغار والوں کے لیے نماز عشاء کے وجوب پر استدلال درست نہ ہوگا۔ کیونکہ وہاں شفق کے غروب سے قبل ہی طلوع فجر ہو جاتا ہے۔ اور فی الواقعہ ان لوگوں کو عشاء کی نماز کا وقت ملتا ہی نہیں۔

یہ مسئلہ متاخرین فقہاء کرام کے نزدیک اختلافی ہے۔ صاحب رد المحتار امام ابن ہمامؒ حلبیؒ ابن نجیمؒ اور دیگر فقہاء کرام نے اس پر بحث کی ہے" اور جو شخص ان دونوں (عشاء اور وتر) کا وقت نہ پائے تو اس پر یہ واجب نہ ہوں گی۔" (کنز الدقائق) اس کی شرح میں ابن نجیمؒ صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں۔

"یعنی عشاء اور وتر دونوں نمازیں ایسے شخص پر واجب نہ ہوں گی جیسا کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے مقام میں ہو جہاں شفق کے غائب ہونے سے پہلے ہی طلوع فجر ہو جائے جس طرح کہ بلغار میں ہوتا ہے۔ جب سال کی چھوٹی راتیں ہوتی ہیں جیسا کہ معجم البلدان والے نے نقل کیا ہے ایسے شخص پر عشاء اور وتر اس لیے واجب نہ ہوں گے کہ اس کے حق میں سبب موجود نہیں۔ یعنی وقت جو نماز کا سبب ہے (کِتَابًا مَّوْقُوْتًا) فقیہ بقالیؒ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ وہ شخص جس کے دونوں ہاتھ کہنیوں کے مقام سے کٹے ہوئے ہوں یا پاؤں ٹخنے کے مقام سے تو اس کے حق میں ہاتھوں کا دھونا یا پاؤں کا دھونا وضو میں فرض نہ ہوگا جب کہ محل فرض ہی موجود نہیں۔

لیکن بعض دیگر فقہاء کرامؒ نے اس کے برخلاف فتویٰ دیا ہے کہ نمازیں واجب ہوں گی۔ اور اسی کو محقق ابن ہمامؒ نے اپنی کتاب "فتح القدیر" میں اختیار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "محل فرض

کا موجود نہ ہونا اس کے درمیان اور ایک مقرر کیے ہوئے سبب کے درمیان فرق ہے ایک ایسا سبب جو وجوب حقیقی پہ صرف علامت بنایا گیا ہے یہ حقیقی علت نہیں بلکہ اس وجوب پہ جو نفس الامر اور واقعہ میں ثابت ہے اس کی علامت ہے۔ ان دونوں میں واضح طور پہ فرق ہے۔ کیونکہ کسی شے کے لیے علامت اور پہچان کرانے والی (نشانیاں) متعدد بھی ہو سکتی ہیں۔ پس وقت کا انتفار اور عدم وجود صرف ایک مُعرّف کا انتفاع ہے اور کسی شیٔ کی دلیل کے انتفاع سے اس شیٔ کا انتفار لازم نہیں آتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے لیے کوئی اور دلیل ہو۔ اور یہاں بھی وجوب صلوٰۃ کی دلیل وہ ہے جس کا ذکر واقعہ معراج کی اخبار میں کثرت و تواتر کے ساتھ موجود ہے اور ان اخبار میں پانچ نمازوں کی فرضیت کا ذکر ہے۔

ابن نجیمؒ کہتے ہیں

صحیح بات یہ ہے کہ وقت کے فقدان پہ جو نماز ادا کی جائے گی اس میں قضار کی نیت نہیں کرے گا۔ اور جس نے وجوب عشار کا فتویٰ دیا ہے اس کے قول پہ وتر بھی واجب ہوگا۔

(بحر الرائق ص ۱۴۷/۱)

اور امام ابن ہمامؒ لکھتے ہیں۔

کہ جہاں طلوع فجر شفق کے غائب ہونے سے پہلے ہوتا ہے وہاں عشار کی نماز اور وتر واجب نہیں۔ کیونکہ سبب وجوب (وقت) نہیں۔

صاحب کنز نے اسی کو اختیار کیا ہے اور یہ عدم وجوب کا فتویٰ بقالیؒ نے دیا ہے۔ اور اس کو مقطوع الیدین پہ قیاس کیا ہے۔ فقیہ حلوائیؒ نے پہلے تو اس کا انکار کیا اور پھر بقالیؒ کے ساتھ اتفاق کر لیا۔ لیکن امام برھانی الکبیرؒ نے وجوب کا فتویٰ دیا ہے۔

امام ابن ہمامؒ مزید کہتے ہیں کہ

کوئی بھی غور و فکر کرنے والا شخص کبھی شک نہیں کر سکتا کہ محل فرض کے نہ ہونے اور اس سبب کے نہ ہونے میں جس کو محض علامت وجوب ٹھہرایا گیا ہے اور وہ وجوب تو مخفی ہے اور نفس الامر میں ثابت ہے، مُعرّفات کے متعدد ہونے کا بھی جواز ہے۔ وقت کا انتفار صرف ایک معرف کا انتفا ہے۔ کسی شے کی دلیل کا انتفار اس شیٔ کے انتفار کو مستلزم نہیں۔ اس لیے کہ دلیل تو اور بھی ہو سکتی ہے۔ معراج کے واقعہ سے یقینی طور پہ پانچ نمازوں کی فرضیت ثابت ہے۔ اور

یہ تمام آفاق واطراف کے لیے ہے، کسی ملک یا خطہ کی تخصیص اس میں نہیں۔

اور دجال کے بارہ میں جو حدیث منقول ہے (جس کو مسلم اور ترمذی نے نقل کیا ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اندازہ کرکے نمازیں پڑھنا۔ یقیناً تین سو سے زیادہ عصر کی نمازیں ایک مثل یا دو مثل سائے سے قبل ہی واجب قرار دی گئی ہیں۔ اسی پر قیاس کرلو۔ اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ واجب نفس الامر میں پانچ نمازیں ہیں۔ لیکن ان کی تقسیم ان اوقات پر ہوگی جب وہ اوقات موجود ہوں گے۔ اور جب وہ اوقات میسر نہ ہوسکیں تو وہ نمازیں ساقط نہ ہوں گی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان۔ "خَمْسُ صَلَوَاتٍ کَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ" کہ اللہ تعالیٰ نے رات دن میں پانچ نمازیں بندوں پر فرض قرار دی ہیں۔

پھر ابن ہمامؒ نے مزید بیان کیا۔

وقت ادا کے فقدان سے قضاء کی نیت نہیں کرے گا۔ اور جس نے فرض کو واجب قرار دیا ہے اُس نے وجوب وتر کا بھی قول کیا ہے (فتح القدیر ص ۱۵۶/۱)

حضرت گنگوہیؒ کی تشریح اگرچہ نہایت اچھی ہے۔ جس سے حدیث کا مطلب آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ لیکن "اَلْعِبْرَةُ لِعُمُوْمِ الْاَلْفَاظِ" کے قاعدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اُس کی تخصیص صرف دجال کے زمانہ کے ساتھ مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ اس لیے ہمارے ناقص خیال میں علامہ ابن ہمامؒ کی تحقیق راجح معلوم ہوتی ہے اسی کو ابن نجیمؒ اور بعض دوسرے فقہاء کرام نے بھی اختیار کیا ہے کہ نماز وصوم ارض تسعین میں اور اسی طرح دیگر ان مقامات میں خواہ قطب شمالی ہو یا قطب جنوبی یا دیگر کرات اور سیارات کی سطح ہو سب جگہ حساب اور اندازہ سے نمازیں پڑھنی پڑیں گی اور روزہ بھی رکھنا ہوگا۔ حدیث کے الفاظ کی عمومیت ارض تسعین وغیرہ کے مکان کے حق میں طلوع وغروب آفتاب کا ایسا ہی حکم ثابت کرتی ہے جس طرح زمانہ دجال میں۔

اسی طرح فضائی سفر میں بھی نماز کا مسئلہ درپیش ہوگا۔ بالفرض اگر بارہ بجے دن کے وقت ہوائی جہاز میں مغرب کی جانب نہایت ہی سریع رفتار طیارے میں پرواز ہو مسلسل پندرہ گھنٹے سورج جو غروب نہیں ہوگا۔ تو ظہر۔ عصر۔ مغرب کی نمازوں کا کیا حکم ہوگا۔ سوائے اس کے ایک پہر (۳ گھنٹے) گذرنے کے بعد ظہر کی نماز پھر اتنا ہی وقت گذرنے کے بعد عصر و مغرب کی نماز ادا کی جائے۔ بجز

اس کے کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی۔ اور ترک صلوٰۃ بھی ممکن نہیں، جب کہ نماز کو خطرناک سے خطرناک حالت میں بھی قائم کرنے کا حکم ہے۔ (فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا)

ارض تسعین میں اور اسی طرح چاند وغیرہ سیارات پر بھی آج کے زمانہ میں ریڈیو اور لاسلکی ذرائع مواصلات کے ذریعہ بڑی آسانی سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ اور اوقات صوم وصلوٰۃ کا تعین آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔

فوق القمر۔ فوق المشتری۔ فوق الزہرہ ودیگر سیارات وغیرہ کی سطح پر رسائی کی صورت میں آخر نماز کا کیا حکم ہوگا۔ کیونکہ فوق القمر تک رسائی تو قطعی اور یقینی طور پر مشاہدہ سے ثابت ہو چکی ہے۔ اس لیے حدیث کے الفاظ کو عمومیت پر رکھتے ہوئے وہاں بھی اندازہ لگا کر پانچ ہی پڑھنی پڑیں گی حالانکہ وہاں یہ معروف ومعہود تصور یوم ولیل بالکل مفقود ہو کر رہ جاتا ہے۔ لیکن عقل سلیم باور نہیں کر سکتی کہ نماز اور روزہ جیسی اہم ترین عبادتیں وہاں متروک ہو کر رہ جائیں۔ "اَقْدِرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ" کو سامنے رکھ کر حساب لگا کر ہر ربع نہار (جو تین گھنٹے بنتے ہیں) کے بعد جیسا کہ یہاں متمدن دنیا میں اوقات نماز کے لیے وقفہ ٹھہرایا جاتا ہے۔ اور ہر نماز سے دوسری نماز تک اسی وقفہ کے مطابق نمازیں ادا کرنا ہوں گی اور روزہ یہاں بھی رکھنا ہوگا۔

قطب جنوبی اور قطب شمالی کے علاقوں میں ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان کے ملحقہ متمدن خطوں میں یوم ولیل کا جتنا وقفہ ہوتا ہے اس کو ہی وہاں معیار بنا لیا جائے اور اس کے مطابق نماز روزہ ادا کر لیں۔

روزہ میں اشکال نماز کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ نماز میں وقت صرف سبب ہے علت نہیں اور یوم کی میقات روزہ کے لیے ظرف ہے جب کہ مظروف کا تصور بدون ظرف کے زیادہ موجب اشکال ہو سکتا ہے۔ لیکن روزہ کا اصلی مقصد بہر حال اس ظرفیت پر موقوف نہیں۔ روزہ تو قہر بہیمیت اور کسر شہوت وکسر طبیعت ہے۔ اور وہ اس ظروف کے بغیر بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

سرد ممالک میں مئی۔ جون۔ جولائی۔ اگست کے مہینوں میں دن جتنا دراز ہوتا ہے۔ اسی وقفہ کو بھی معیار بنایا جا سکتا ہے۔

ہمارے اکابر میں سے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی نے اس مسئلہ پر بہت

وقیع کلام کیا ہے۔ اور وجوب صلاۃ وصوم پر دو قسم کے دلائل مہیا کیے ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جو ریاضی کے اصول پر مبنی ہے اور دوسری قسم وہ ہے جن کو شاہ رفیع الدینؒ نے قرآنی آیات سے استنباط کیا ہے۔ اور ولی اللّٰہی طریق پر استدلال کیا ہے۔ استدلال سے دل کافی مطمئن ہوتا ہے۔

شاہ رفیع الدینؒ کے اس رسالہ کا ترجمہ بعینہٖ ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

نماز اور روزہ کا حکم ارض تسعین میں

"حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ اپنے بعض افادات (رسائل) میں اس طرح فرماتے ہیں
میں نے (قدیم) اہل علم میں سے کسی کو نہیں پایا کہ اُس نے اِس مسئلہ میں کلام کیا ہو۔ اور نہ فقہاء کرام نے
کسی فقہی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ شاید علماء سلفؒ نے جب دیکھا
کہ اس مقام میں تو کوئی جانور بھی آباد نہیں چہ جائیکہ کوئی نوع انسانی میں سے وہاں رہائش پذیر ہو۔
اس کا امکان نہیں۔ اس لیے انہوں نے اس بحث کے ذکر سے پہلوتہی کیا ہے اور انہوں نے یہ
خیال کیا ہے کہ اس بحث کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ سورج اس خطہ ارض کے مقامات سے بہت
دور ہے۔ اور ان مقامات پر برودت انتہائی زوردار طریقہ پر چھائی ہوئی ہوتی ہے۔ وہاں مستقل طور
پر کسی جانور کی رہائش کا امکان کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حیات کے لیے حرارت غریزی (طبعی حرارت)
کی ضرورت ہوتی ہے اور یہاں طبعی حرارت موجود نہیں تو کسی جاندار کی رہائش پذیری کس طرح ہو سکتی ہے
اس لیے نماز و روزہ کے حکم کی بحث کا اس خطہ میں کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن قرآن کریم سے ان عبادات
کا حکم یہاں اس خطہ میں بھی مستفاد ہوتا ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ سورج جب اپنی خاص حرکت
کے ساتھ بروج شمالی میں داخل ہوتا ہے۔ حمل سے سنبلہ کے آخر تک تو وہاں کے ساکنین سے رات
دن کے تمام دورہ میں غائب نہیں ہوتا بلکہ ہر دن مدار کو قطع (طے) کرتا ہے فلک الافلاک کی حرکت
کے ساتھ تو اس وجہ سے مناسبت ہے کہ نمازی ہر دن کے مدار (ORBIT) کو دو حصوں میں تقسیم کرنے
اور ایک کو دن اعتبار کرے اس مدار کو اوقات پر تقسیم کرنے سے اور اس میں تین نمازیں (صبح، ظہر،
عصر) ان کے اوقات میں پڑھے۔

اور نصف آخر کو رات اعتبار کرے اور اس میں پہلے مغرب کی نماز پڑھے اور پھر جب سورج
ربع مدار تک پہنچ جائے تو عشاء کی نماز پڑھے۔ اور یہ ہے نماز کا حکم جب سورج مدارات الشمالیہ
میں وہاں کے باشندوں کی نگاہوں میں ظاہر ہو لیکن جس وقت سورج بروج جنوبیہ میں ہو۔ میزان سے
حوت کے آخر تک، تو مدارات جنوبیہ کو مدارات شمالیہ کی طرح مقدر کیا جائے۔ نصف مدار کو یوم اور

نصف کو رات اعتبار کرے۔ کیونکہ جنوبی اور شمالی مدارات برابر ہیں ان میں کوئی تفاوت نہیں اگرچہ یہ اوج و حضیض کے اختلاف کی وجہ سے نظر میں متفاوت ہیں اور یہ تفاوت بھی غیر محسوس ہے۔

صوم یہ تو نماز کا حال تھا۔ لیکن روزہ کے بارہ میں دریافت کیا جائے ان جہاز والوں سے جو وہاں قریب کی متمدن (آباد) زمین سے آتے ہیں۔ کہ کون سا مہینہ ہے۔ قمری مہینوں میں سے۔ تو جب یہ معلوم ہو جائے تو ہر مہینے کو تیس ۳۰ یوم میں تقسیم کیا جائے تو پھر جب اس حساب سے رمضان کا مہینہ آ جائے۔ تو نصف مدار کو دن اور نصف کو رات اعتبار کرے دن کو روزہ رکھے اور رات کو افطار کرے اور یہی طریقہ سہل (قابل عمل) ہے۔ اگرچہ اس سلسلہ میں نجومی آلات (وہ آلات جن سے ستاروں کی حرکات معلوم کی جاتی ہیں) بھی ہیں۔ اور جغرافیائی حالات و واقعات متعین کرنے کے آلات و اسباب بھی ہیں جیسا کہ بلاد روم میں ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ خاص قسم کی گھنٹیاں بنائی ہوئی ہیں۔ جن سے مہینوں کو معلوم کیا جاتا ہے۔ اس کے ذریعہ تمام قمری مہینہ کی تشکیل اول سے آخر تک معلوم کی جاتی ہے۔ پہلے اس سے رمضان کے مہینہ کو معلوم کیا جاتا ہے۔ پھر دن رات کی گھڑیاں اس سے معلوم کی جا سکتی ہیں۔ اور اپنے وقت پر اس سے افطار کیا جا سکتا ہے۔

اور ممکن ہے کہ منازل قمر کو اس مہینہ کی ابتداء سے معلوم کیا جائے۔ اور ہر منزل کو ان میں سے دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ نصف کو یوم اعتبار کیا جائے اور نصف کو رات۔

اور سب سے سہل یہ طریقہ ہے کہ قمر کا منطقہ پانچ درجہ منطقہ بروج کی طرف مائل ہے۔ تو جب قمر منازل شمالیہ میں ہو۔ تو اس کا مدار اس خطہ والوں پہ ہمیشہ ظاہر ہو گا۔ پس ہر مدار کو نصف کر کے روزہ رکھا جائے اور افطار کیا جائے۔ اور جب قمر بروج جنوبیہ کی طرف جائے تو اسی حساب سے جو بروج شمالیہ میں کہا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی عمل کیا جائے اور یہ (صوم و صلوٰۃ) کا حکم ایسا ہے کہ اس پر قرآن میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان جو (سورۃ یونس آیت ۵ پ ۱۱ میں)

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّ	(وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکدار اور چاند
الْقَمَرَ نُورًا وَّقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا	کو روشن بنایا اور چاند کے لیے منزلیں مقرر کیں تاکہ
عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ط	تم لوگ برسوں کا شمار اور اوقات کا حساب معلوم کر سکو)

اور منازل قمر اٹھائیس ۲۸ ہیں۔ اور یہ منازل بارہ برجوں میں تقسیم ہوتی ہیں۔ ہر برج کے لیے دو منزلیں

اور ایک ثلث منزل۔ تو قمر ہر رات ان میں سے ایک منزل میں اترے گا۔ اور مہینے کا اختتام ان منازل میں قمر کے اترنے سے ہوگا۔

اور اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ تاکہ تم مہینے۔ ایام اور ساعات کا اور جو چیزیں اس پر متفرع ہوتی ہیں اس کا حساب معلوم کرو جیسا صلوٰۃ۔ صوم۔ قرض کی میعاد مشاہرہ کا وجوب وغیرہ۔ اور اللہ تعالےٰ کا فرمان سورۃ الرحمٰن آیت ۵

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (کہ سورج اور چاند حساب سے چلتے ہیں)

مطلب یہ ہے کہ بروج اور منازل کے حساب سے یہ چلتے ہیں۔ اس سے تجاوز نہیں کرتے یعنی اوقات اور معیاد کے اعتبار سے۔

اعتراض اگر یہ اشکال پیش کیا جائے کہ اوقات نماز تو رات اور دن کی گھڑیاں (ساعات) پر موقوف ہیں۔ خواہ وہ لمبی ہوں یا چھوٹی۔ تو اس لحاظ سے جہاں چھ ماہ کا دن ہوتا ہے وہاں تین ہی نمازیں پڑھی جائیں۔ اور باقی نصف میں دو نمازیں۔

اور اسی طرح روزہ بھی شریعت میں ماہ کی ابتدائے قمر کے طلوع کے ساتھ واجب ہوتا ہے اس بنا پر جب قطب شمالی کے ساکنین پر چاند طلوع ہو اپنی خاص حرکت کے ساتھ۔ تو اس وقت روزہ رکھا جائے۔ اور جب چاند جنوب کی طرف چلا جائے تو اس وقت افطار کیا جائے۔

جواب جواب یہ ہے کہ یہ صورت مقصود شرع کے سراسر خلاف ہے اور قرآن کریم کی آیات کے بھی مخالف ہے کئی وجہ سے۔

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ اوقات صلوٰۃ کی تقسیم دن رات کی ساعات پر اس تعلق سورج کی حرکتِ اولیہ کے ساتھ جو تمام حرکات سے سریع تر ہوتی ہے۔ جب سورج اپنے فلک میں حرکتِ خاصہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قرآن کریم سورۃ الفرقان آیت ۶۲

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا

(اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا۔ یہ سب دلائل اس شخص کے لیے ہیں جو سوچنے سمجھنے کا ارادہ رکھتا ہو یا شکر بجالانا چاہتا ہو۔)

یہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بعد آتا ہے ایک جاتا ہے تو دوسرا اس کے متعاقب آتا ہے پس یہ دونوں روشنی اور اندھیرے۔ زیادت ونقصان (کمی بیشی) میں ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں۔ پس جس کا عمل ایک میں فوت ہو گیا وہ اس کو دوسرے میں قضاء کرے اور معنی یہ ہے کہ ذکر کرے زبان کے ساتھ قلب کے ساتھ، یا اپنے رب کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرے۔ جسم اور اعضاء وجوارح کے ساتھ۔

تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ یوم اور لیل جو (سورج کی) حرکت اولیہ کے ساتھ متعلق ہیں وہی متعین ہیں ذکر اور شکر کے لیے۔

اور روزہ بھی شکر میں داخل ہے۔ کیونکہ روزہ دار اپنے بدن کو محفوظ رکھتا ہے۔ ترک غذا سے اللہ تعالیٰ کے لیے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ نماز اس لیے فرض قرار دی گئی ہے کہ بندہ اپنے پیدا کرنے والے کی طرف تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد (ساعۃً فساعۃ) متوجہ ہوتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اس توجہ اور عبادت کا رنگ اس کی روح اور نفس پر پوری طرح چھا جائے اور اس سے غفلت اور بدمستی کا رنگ دور ہو جائے۔ تو یہ بات اگر سال میں صرف پانچ مرتبہ واقع ہوگی تو وہ روح اور جسم پر اصلاً مؤثر نہ ہوگی۔ بلکہ وہ اس روحانیت کے اثر کو بالکل فراموش کر دے گا۔

اسی طرح ایک روزہ کے افطار کا امتداد چھ ماہ تک دراز ہو جائے تو اس خطۂ ارض کے باشندوں کے لیے تکلیف مالایطاق ہوگی۔ اتنی لمبی مدت تک کھانے سے رُک جانا عادۃً مہلک ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (بقرہ ۲۸۶) (اللہ تعالیٰ کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی بساط کے موافق)

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ روزہ کی فرضیت کے ذکر کرنے کے بعد

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ (بقرہ ۱۸۳، ۱۸۴)

(جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا اس امید پر کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ گنتی کے چند دنوں میں روزہ رکھا کرو)

تو ظاہر ہے کہ دنوں کا شمار کرنا اور گننا ایک مہینہ میں یقیناً وہ ایک ماہ سے عرف میں کم ہوگا۔ چنانچہ عرف میں "ایام شہر" مہینے کے دنوں کو کہتے ہیں۔ اور اس طرح شمار کرتے ہیں۔ ایک دن، دو دن

تین دن۔ چار دن۔

اور جب مہینے سے تجاوز کرتے ہیں تو پھر ایک ماہ دو ماہ تین ماہ۔ ڈھائی ماہ شمار کرتے ہیں۔ ایام کو شمار نہیں کرتے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ روزہ کبھی بھی ایک ماہ سے زائد نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ چھ ماہ تک دراز ہو جائے۔

متکلف فقہاء کا شبہ | بعض متکلف فقہاء نے اس مقام پہ یہ شبہ وارد کیا ہے کہ اصول فقہ کی کتابوں میں صلوٰۃ و صوم کا سبب وجوب وقت قرار دیا گیا ہے۔ اور ارض تسعین میں ان کا وقت ہی نہیں۔ یعنی ہر روز طلوع۔ زوال۔ غروب ہی نہیں۔ تو پھر نماز اور روزہ کس طرح سبب کے یعنی وقت کے بغیر متحقق ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ہر چیز اپنے سبب سے ہی واجب ہوا کرتی ہے۔

جواب | یہ ہے کہ وقت کے سبب ہونے سے مراد ہے وقت سبب وجود ہے۔ یعنی علامت ہے ان کے وجود کے لیے۔ ورنہ اصلی سبب وجوب صوم و صلوٰۃ کا وہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا حکم ہے۔ ایک خاص حکمت کی وجہ سے۔ تو نماز کے سلسلہ میں سبب حقیقۃً وہ خالق تعالیٰ کے ذکر و فکر کے ساتھ تنبہ ہے۔ اور اس کی یاد سے غفلت کو دور کرنا ہے۔ اور روزہ کے اندر کسر نفس اور ہضم نفس ہے۔ مالوفات کے ترک کرنے سے ایک طویل مدت تک (بقول شاہ ولی اللہؒ صوم کسر شہوت تضعیف قوت بہیمیہ قہر طبیعت تصقیل روح تکفیر خطایا ہے)۔ اور یہ اسباب نوع انسانی کے ساتھ لازم ہیں۔ وہ جہاں بھی ہوں اور جس حال میں ہوں۔

وجوب صوم و صلوٰۃ کی ایک اور وجہ | شرع شریف میں آسانی تیسیر کا قانون مسلم ہے۔ (اَلدِّیْنُ یُسْرٌ وغیرہ) اس سے بھی نماز و روزہ کے حکم کا استخراج کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب دن چھ ماہ کا لمبا ہو اور اسی طرح رات بھی اتنی دراز ہو تو عادت میں محال ہے اتنے لمبے عرصے تک کوئی آدمی بیدار ہی رہے۔ اور کام کاج اور حاجات میں مشغول رہے۔ اتنی مدت تک مسلسل یا اتنے عرصہ تک بلا حس و حرکت سویا ہی رہے۔ جبلت بشریت اس چیز کو تسلیم نہیں کرتی بلکہ ضروری ہے کہ اس مدت میں تفریق کی جائے۔ اور کچھ وقت استراحت اور نوم کے لیے ٹھہرایا جائے اور دوسرا وقت کسب و معاش کے لیے تو حقیقۃً یہی وقت اس شخص

کے حق میں یوم ہوگا اور اس میں وہ دن کی نمازیں ادا کرے گا۔ اور دوسرا وقت رات ہوگا تو اس میں وہ اوّل وقت اور اوسط وقت میں رات کی نمازیں پڑھے گا۔

اور اسی طرح روزہ میں روزہ رکھے گا اور افطار بھی کرے گا۔ یہ طریق آسان ہونے کے علاوہ قواعد فقہ کے بھی مطابق ہے۔ کیونکہ عرف اور عادت کا ضرورت کے وقت بعض احکام میں اعتبار کیا جاتا ہے۔ اور قرآن کریم میں اس بات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ فرمان خداوندی ہے۔

سورۃ الانعام آیت ۹۶ پ ۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ

(وہی صبح کی روشنی پھاڑ نکالنے والا ہے اور اسی نے رات کو موجب آرام بنایا اور حساب کے لیے سورج اور چاند کو مقرر کیا)

یعنی سورج اور چاند حساب سے چلتے ہیں وہ حساب جو ماہ و سال کے لیے معلوم ہے اس سے تجاوز نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ اپنی انتہائی منزل طے کر لیں۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سورۃ القصص آیت ۷۳ پ ۲۰

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

(اور اس خدا نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا ہے۔ تاکہ تم رات میں آرام حاصل کرو اور دن میں اسکا فضل تلاش کرو۔ اور تاکہ تم اسکا شکر بجا لاؤ)

یعنی اللہ تعالیٰ نے رات تمہارے سکون و استراحت کے لیے اور دن کسب معاش کے لیے بنایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ رات حقیقۃً استراحت کے لیے ہے، جس کیفیت میں بھی ہو۔ اور دن اس کا فضل تلاش کرنے کے لیے یعنی تلاش معاش کے لیے جس کیفیت میں بھی ہو۔ اور یہ بات طلوع شمس و قمر یا ان کے غروب پر موقوف نہیں ۔"

شاہ رفیع الدینؒ کا یہ رسالہ نواب صدیق حسن خانؒ کی کتاب لقطۃ العجلان مطبوعہ مطبع نظامی کانپور ۱۲۹۱ھ ص ۸۲ تا ۸۴ سے نقل کیا گیا ہے۔

والحمد للہ علیٰ ذٰلک

احقر عبدالحمید سواتی

مسئلہ اگر صبح کی نماز پڑھتے پڑھتے سورج نکل آیا تو نماز باطل ہو جائے گی۔ کیونکہ صبح کا وقت کامل ہوتا ہے اور کامل وقت میں شروع کی ہوئی نماز ناقص وقت میں ادا نہیں ہوگی۔ اور عصر کی نماز پڑھتے پڑھتے اگر سورج غروب ہو گیا تو عصر کی نماز ادا ہو جائے گی۔ کیونکہ عصر کا آخری وقت ناقص اور مکروہ ہوتا ہے جب سورج میں تغیر آجائے۔ تو ناقص وقت میں شروع کی ہوئی ناقص وقت میں ادا ہو جائے گی۔

جمع بین الصلوٰتین یعنی دو نمازوں کو اکٹھا کرنا

جمع بین الصلوٰتین یعنی دو نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھنا جن احادیث میں آیا ہے۔ اس سے مراد جمع صوری ہے۔ جمع حقیقی نہیں۔
جمع صوری یہ ہے کہ پہلی نماز (ظہر یا مغرب) کو مؤخر کیا جائے اور اس کے آخری وقت میں ادا کی جائے۔ اور پھر دوسری نماز (عصر یا عشار) کو اس کے پہلے وقت میں ادا کیا جائے۔ اس طرح دونوں اکٹھی بھی ہو گئیں اور ہر ایک اپنے اپنے وقت میں بھی ادا ہوئی یہی توجیہ اقویٰ ہے اور اسی پر امام ابو حنیفہؒ کا عمل ہے اور فتویٰ بھی ہے۔

دو نمازوں کو جمع کرنا مثلاً ظہر عصر۔ کو ایک وقت میں اور مغرب۔ عشار کو ایک وقت میں پڑھنے کے بارہ میں فقہار کرام کا کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ، مالکؒ، احمدؒ اور کچھ محدثین اس کے قائل ہیں کہ جمع بین الصلوٰتین عذر کی وجہ سے مثلاً سفر کی حالت ہو یا بارش طوفان وغیرہ ہو تو دونوں نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا جائز ہے۔ جمع تاخیر (یعنی ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ اور مغرب کو مؤخر کر کے عشار کے ساتھ) جائز ہے۔ اور اسی طرح جمع تقدیم (ظہر کے وقت میں عصر کو اور مغرب کے وقت میں عشار کو پڑھنا) بھی جائز ہے۔ اور دونوں پڑھتے وقت جمع کرنے کی نیت کرے۔ پہلی نماز کے شروع سے پہلے ہی دوسری نماز کو اکٹھا پڑھنے کی نیت ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ امام ابو حنیفہؒ اور بہت سے دیگر فقہائے کرام۔ امام نخعیؒ۔ ابن سیرینؒ۔ مکحولؒ۔ جابر بن زیدؒ۔ عمرو بن دینارؒ یہ کہتے ہیں۔ کہ دونوں نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا یہ بات صرف حج کے احکام میں ہے کہ عرفات میں عصر کی نماز ظہر کے ساتھ پڑھ کر وقوف کرے اور مغرب کی نماز راستہ میں نہ پڑھے۔ عشار کی نماز کے ساتھ مزدلفہ میں بیک وقت ادا کرے۔

اس کے علاوہ دو نمازوں کو بیک وقت اکٹھا کر کے پڑھنا عذر ہو یا بغیر عذر کے روا نہیں ہے

اس سلسلہ میں ایک تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ مَارَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰى صَلٰوةً قَطُّ اِلَّا لِوَقْتِهَا اِلَّا اَنَّهٗ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ (مصنف عبدالرزاق ص۵۵۱/۲ نسائی ص۴۴/۲ اکبیری ص۵۴۷)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کبھی بھی کوئی نماز بغیر وقت کے پڑھی ہو۔ سوائے اس کے کہ آپ نے ظہر اور عصر کو (ظہر کے وقت میں) عرفات میں اکٹھا پڑھا اور مغرب اور عشاء کو (عشاء کے وقت میں) مزدلفہ میں اکٹھا پڑھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس سلسلہ میں کسی صحیح اور درجہ اوّل کی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کو ظہر کی نماز کے وقت میں ادا کیا ہو۔ اور اسی طرح عشاء کی نماز کو مغرب کے وقت ادا کیا ہو۔

جن روایات میں جمع تقدیم کا ذکر ہے۔ وہ درجہ دوم اور سوم کی کمزور اور منکر بلکہ بعض موضوع روایات ہیں۔ اور پھر امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ جمع بین الصلوتین کی ایک ایسی صورت بھی ہے۔ جس میں تمام روایات میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ اور اشکال بھی نہیں پیدا ہوتا۔ یعنی "جمع صوری" جس کو جمع فعلی بھی کہتے ہیں۔ اور اس کی صورت یہ ہے۔ کہ پہلی نماز کو مؤخر کیا جائے۔ اور اس کے آخری وقت میں ادا کیا جائے اور اس سے فارغ ہونے کے بعد دوسری نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ اس کو بھی پڑھ لیا جائے۔ بظاہر یہ اکٹھی بھی ہیں اور ہر ایک نماز اپنے وقت پر بھی ادا ہوگی۔ اور یہی بات حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اس روایت سے بھی متبادر ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْمَدِيْنَةِ ثَمَانِيًا جَمِيْعًا وَسَبْعًا جَمِيْعًا اَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَاَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ۔ (نسائی ص۹۸/۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ظہر اور عصر کی) آٹھ رکعات اکٹھی پڑھیں اور (مغرب و عشاء کی) سات رکعات اکٹھی پڑھیں آپ نے ظہر کو (آخر وقت تک) مؤخر کیا اور عصر کو (ابتدائی وقت میں) جلدی پڑھا اور مغرب کو (آخر وقت تک) مؤخر کیا اور عشاء کو (ابتدائی وقت میں) جلدی پڑھا

اور اس طرح قرآن کریم کی اس نص قطعی کے خلاف بھی نہیں ہو گا۔ جس میں ہے ۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ (النساء پ۵)	بے شک اللہ تعالےٰ نے نماز مومنین پر بقید وقت فرض قرار دی ہے ۔

اس سلسلہ میں جو حضرات ان نمازوں کو جمع حقیقی پر محمول کرتے ہیں ان کے لیے حضرت عبداللہ بن عباس رضی کی صحیح روایت شدید اشکال کا باعث بنی ہے کہ ۔

۱۔ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم الظُّھْرَ وَالْعَصْرَ جَمِیْعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِیْعًا فِیْ غَیْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ (مسلم ج۱ ص۲۴۶)	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں بغیر خوف وسفر کے ظہر عصر اور مغرب۔ عشاء کو جمع کر کے پڑھا ۔
۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بَیْنَ الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِیْنَۃِ فِیْ غَیْرِ خَوْفٍ وَّلَا مَطَرٍ (مسلم ج۱ ص۲۴۶، نسائی ج۱ ص۹۹)	حضرت عبداللہ بن عباس رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو مدینہ میں بغیر خوف اور بارش کے جمع کر کے پڑھا۔

کیونکہ اس روایت میں صاف تصریح ہے کہ مدینہ طیبہ میں سفر خوف اور بارش یا کسی عذر کے بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نمازوں کو اکٹھا ادا فرمایا (عمرو بن دینار عَنْ ابی شعثاء) جابر رض کی روایت میں یہ آتا ہے ۔

"قُلْتُ یَا اَبَا الشَّعْثَاءِ اَظُنُّہٗ اَخَّرَ الظُّھْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَاَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ قَالَ اَنَا اَظُنُّ ذٰلِکَ (مسلم ج۱ ص۲۴۶، بخاری ج۱ ص۷۵)	میں نے کہا اے ابو شعثاء! میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ظہر کو مؤخر کیا اور عصر کی نماز کو جلدی پڑھا اور مغرب کو مؤخر کیا عشاء کی نماز کو جلدی پڑھا۔ ابو شعثاء (جابر بن زید رح) نے کہا میں بھی یہی سمجھتا ہوں ۔

پھر جب عبداللہ بن عباس رض سے دریافت کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیوں کیا تھا تو انہوں نے کہا ۔

فَقَالَ اَرَادَ اَنْ لَّا يُحْرِجَ اَحَدًا مِّنْ اُمَّتِهٖ (مسلم ص۲۴۶ ج۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ کیا کہ آپ کی امت میں سے کوئی حرج میں مبتلا نہ ہو۔

تاکہ امت کے لیے آسانی ہو بعض اوقات ایسے اجتماعی امور درپیش ہوتے ہیں۔ ان میں نمازیں تاخیر ہو جاتی ہے۔ اس لیے ایک نماز کو آخری وقت میں پڑھنا اور دوسری کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھنے سے آسانی بھی ہوتی ہے۔ اور اشکال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے برخلاف دوسرا مطلب اخذ کرنے کی صورت میں ایک صحیح حدیث کو بلاوجہ ترک کرنا پڑتا ہے چنانچہ امام ترمذیؒ نے کتاب العلل میں لکھا ہے کہ محدثین کے اتفاق سے عبداللہ بن عباسؓ کی یہ حدیث ۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم جَمَعَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بِالْمَدِيْنَةِ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ وَّلَا مَطَرٍ (کتاب العلل لمحقہ ترمذی ص۵۵۹)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر عصر اور مغرب عشاء کو مدینہ منورہ میں خوف، سفر اور بارش کے بغیر جمع کیا۔

ناقابل عمل ہے۔ اور اس کو معلول قرار دیا ہے۔ حالانکہ جمع صوری والے معنی پہ حدیث کو محمول کرنے سے کسی قسم کا اشکال نہیں رہتا اور حدیث پر عمل بھی ہو جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مسلک نہایت قوی ہے۔ اور نصوص قرآن اور صحیح احادیث پہ عمل کرنے کی بہتر صورت ہے جو لوگ اس کے خلاف بے جا اصرار یا بعید تاویلات کرتے ہیں وہ کوئی بہتر بات نہیں کرتے

نماز جمعہ کا وقت جمعہ کا وقت ظہر کا وقت ہی ہے۔

نماز عیدین کا وقت نماز عیدین کا وقت جب آفتاب اچھی طرح نکل آئے تو اس کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور دوپہر تک رہتا ہے۔ (ہدایہ ص۱۱۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۸ ج۱)

۱۔ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیہ وسلم مَعَ النَّاسِ فِيْ يَوْمِ عِيْدِ فِطْرٍ اَوْ اَضْحٰى فَاَنْكَرَ اِبْطَاءَ الْاِمَامِ فَقَالَ اِنَّا كُنَّا قَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذِهٖ وَذٰلِكَ

حضرت عبداللہ بن بسرؓ لوگوں کے ساتھ نکلے عید الفطر یا عید الاضحیٰ میں اور انہوں نے امام کی تاخیر پر نکیر کیا اور کہا کہ ہم تو اس وقت نماز سے فارغ ہو جاتے تھے اور وہ نماز (اشراق) کا وقت ہوتا تھا

حِيْنَ التَّسْبِيْحِ (ابوداود ص۱۶۱ ج۱، ابن ماجہ ص۹۳، مستدرک حاکم ص۲۹۵ ج۱)

٢- عُمَيْرُ بْنُ اَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمُوْمَتِيْ اِلٰى اَنْ قَالُوْا فَجَاءَ رَكْبٌ مِّنْ اٰخِرِ النَّهَارِ فَشَهِدُوْا عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّهُمْ رَاَوُا الْهِلَالَ بِالْاَمْسِ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَنْ يُّفْطِرُوْا وَاَنْ يَّخْرُجُوْا اِلٰى عِيْدِهِمْ مِنَ الْغَدِ

(ابن ماجہ ص۱۱۹، نسائی ص۲۳۱ ج۱، ابوداود ص۱۶۴ ج۱)

حضرت عمیرؓ کہتے ہیں میرے چچاؤں نے بتایا ایک جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی دن کے آخری حصہ میں اور انہوں نے گواہی دی کہ ہم نے رات کو چاند دیکھا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ افطار کر لیں۔ اور دوسرے دن نماز کے لیے عیدگاہ کی طرف جائیں۔

مسئلہ | جب امام خطبہ پڑھے (خواہ جمعہ۔ عید یا حج کا خطبہ ہو) اس وقت نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

(ہدایہ ص۱۱۱ ج۱، عالمگیری ص۱۵۶ ج۱)

١- عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ اَدْرَكْتُ عُمَرَؓ وَعُثْمَانَؓ فَكَانَ الْاِمَامُ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَكْنَا الصَّلٰوةَ فَاِذَا تَكَلَّمَ تَرَكْنَا الْكَلَامَ

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲۴ ج۲)

حضرت ثعلبہ بن مالک قرظیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا دور پایا ہے۔ جب امام جمعہ کے دن (خطبہ و نماز کے لیے) نکلتا تھا۔ تو ہم لوگ نماز پڑھنی ترک کر دیتے تھے اور جب وہ امام کلام (خطبہ) شروع کرتا تھا تو ہم لوگ کلام کرنا بند کر دیتے تھے۔

٢- عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ اَنَّهُمَا كَانَا يَكْرَهَانِ الصَّلٰوةَ وَالْكَلَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ خُرُوْجِ الْاِمَامِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲۴ ج۲)

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ دونوں امام کے خطبہ کے لیے نکلنے کے وقت نماز اور کلام کو مکروہ خیال کرتے تھے۔ جمعہ کے دن

٣- عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَجَبَ الْاِنْصَاتُ فِيْ اَرْبَعِ مَوَاطِنَ الْجُمُعَةِ وَالْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى وَالْاِسْتِسْقَاءِ

مجاہدؒ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ چار جگہوں میں خاموشی واجب ہے۔ جمعہ عیدالفطر، عیدالاضحی اور استسقاء میں

(مصنف عبدالرزاق ص ۲۸۳/۳) (خطبوں کے دوران)

۴- عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَيَذْكُرُ اللّٰهَ الْاِنْسَانُ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ عَرَفَةَ اَوْ يَوْمَ فِطْرٍ وَهُوَ يَعْقِلُ قَوْلَ الْاِمَامِ قَالَ لَا كُلُّ عِيْدٍ فَلَا يَتَكَلَّمُ فِيْهِ

حضرت ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے کہا کیا کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکتا ہے؟ جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو۔ عرفہ یا عید الفطر کے دن اور وہ امام کی بات بھی سمجھ رہا ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ نہیں کسی عید میں بھی کلام نہ کرے (یعنی خطبہ کے دوران)

(مصنف عبدالرزاق ص ۲۸۲/۳)

مسئلہ عیدین کی نماز سے قبل عیدگاہ میں اور گھر میں بھی نماز نفل مکروہ ہے۔ اور عید کی نماز ادا کرنے کے بعد عیدگاہ میں مکروہ ہے۔ گھر میں واپس آکر پڑھ لے تو جائز ہے (ہدایہ ص ۱۱۸/۱، کبیری ص ۳۹۵، شرح نقایہ ص ۱۲۸/۱)

۱- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا (بخاری ص ۱۳۵/۱، مسلم ص ۲۹۱/۱، ابوداود ص ۱۶۴/۱، نسائی ص ۲۳۵/۱، ابن ماجہ ص ۹۲)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن نکلے اور دو رکعت نماز پڑھی نہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد

۲- عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَيْسَ مِنَ السُّنَّةِ الصَّلٰوةُ قَبْلَ خُرُوْجِ الْاِمَامِ يَوْمَ الْعِيْدِ (نسائی ص ۲۳۲/۱، مجمع الزوائد ص ۲۰۲/۲ بحوالہ الطبرانی فی الکبیر)

حضرت ابو مسعودؓ کہتے ہیں یہ سنت نہیں کہ نماز پڑھی جائے امام کے نکلنے سے پہلے عید کے دن

۳- ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَحُذَيْفَةُؓ كَانَا يَنْهَيَانِ النَّاسَ اَوْ قَالَ يُجْلِسَانِ مَنْ يَرَيَاهُ يُصَلِّيْ قَبْلَ خُرُوْجِ الْاِمَامِ (مجمع الزوائد ص ۲۰۲/۲ بحوالہ الطبرانی فی الکبیر)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت حذیفہؓ دونوں حضرات لوگوں کو منع کرتے تھے جو امام کے نکلنے سے پہلے نماز پڑھتا تھا اس کو بٹھا دیتے تھے۔

۴- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ كَرِهَ الصَّلٰوةَ قَبْلَ الْعِيْدِ۔ (بخاری ص ۲۲۵/۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ عید کی نماز سے پہلے نوافل پڑھنے کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

اوقاتِ مکروہ

مسئلہ بعد فجر یعنی طلوع صبح صادق کے بعد سنت مؤکدہ کے علاوہ نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ جب تک آفتاب ایک نیزہ یا سوا نیزہ کے برابر بلند نہ ہو جائے۔ اسی طرح عصر کے بعد غروب آفتاب تک بھی نفل مکروہ ہیں۔ (ہدایہ ص۵۳ ج۱، شرح نقایہ ص۵۷ ج۱، کبیری ص۲۳۸)

۱۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه عليه وسلم يُصَلِّي فِيْ اَثْرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ رَكْعَتَيْنِ اِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ

(ابوداؤد ص۱۸۱ ج۱، مسند احمد ص۱۴۴ ج۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض کے بعد (بطور نفل) دو رکعت پڑھتے تھے سوائے فجر اور عصر کے۔

۲۔ عَنْ عُمَرَ رض اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم قَالَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ

(مسلم ص۲۷۵ ج۱، ابوداؤد ص۱۸۱ ج۱، ترمذی ص۵۳)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کی نماز کے بعد کوئی (نفل) نماز نہیں یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد بھی کوئی (نفل) نماز نہیں۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

۳۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه عليه وسلم نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔ (مسلم ص۲۷۵ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ عصر کے بعد نماز (نفل) پڑھی جائے جب تک سورج غروب نہ ہو جائے۔ اور صبح کی نماز کے بعد جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے

۴۔ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ لِيُبَلِّغْ شَاهِدُكُمْ غَائِبَكُمْ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْفَجْرِ اِلَّا سَجْدَتَيْنِ (ابوداؤد ص۱۸۱ ج۱، ترمذی ص۵۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں، تم سے جو حاضر ہے وہ غائبوں تک یہ بات پہنچا دے کہ طلوع فجر کے بعد کوئی (نفل) نماز نہ پڑھے سوائے فجر کی دو سنتوں کے۔

مسئلہ عین طلوع آفتاب اور استوار اور عین غروب کے وقت کوئی نماز مثلاً فرض۔ قضا۔ جنازہ۔ سجدۂ تلاوت جائز نہیں۔ یکروہ تحریمی ہے (ہدایہ ص۵۲ ج۱، شرح نقایہ ص۵۶ ج۱، کبیری ص۲۳۶)

عُقْبَۃَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْهَانَا اَنْ نُّصَلِّيَ فِيهِنَّ اَوْ اَنْ نَّقْبُرَ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتّٰى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتّٰى تَغْرُبَ (مسلم ص۲۷۶ ج۱، ترمذی ص۱۶۷)

حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ کہتے ہیں کہ تین اوقات ایسے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو منع کرتے تھے کہ ہم ان میں نماز پڑھیں یا مُردوں کو دفن کریں۔ (نماز جنازہ پڑھنا مراد ہے) جب سورج طلوع ہوتا ہے جب تک کہ بلند نہ ہو جائے اور جب دوپہر کے وقت استوار کا وقت ہوتا ہے۔ جب تک سورج ڈھل نہ جائے۔ اور جب سورج غروب ہوتا ہے

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيثِ اَوْ اَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا يَعْنِي الصَّلٰوةَ عَلَى الْجَنَازَةِ وَكَرِهَ الصَّلٰوةَ عَلَى الْجَنَازَةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا وَاِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ حَتّٰى تَزُولَ الشَّمْسُ (ترمذی ص۱۶۷)

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں کہ مُردوں کو قبر میں داخل کرنے سے مراد نماز جنازہ ہے کیونکہ نماز جنازہ بھی طلوع غروب اور استوار کے وقت مکروہ ہے۔

مسئلہ عصر اور مغرب کے درمیان سورج کے متغیر ہونے سے پہلے سجدہ تلاوت۔ نماز جنازہ۔ قضا فرض اور وتر جائز ہیں۔ نوافل مکروہ ہیں۔

مسئلہ صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب تک۔ عصر کے بعد غروب آفتاب تک۔ اقامت کے وقت۔ خطبۂ جمعہ کے وقت۔ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن۔ طلوع آفتاب سے عید کی نماز ادا کرنے تک اور کسی نماز کا وقت اگر تنگ ہو جائے۔ تو ان سب صورتوں میں فرض کے سوا سب نفل مکروہ ہیں۔

مسئلہ عرفات و مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کے درمیان کے وقت نفل مکروہ ہیں (ہدایہ ص۱۸۲، ۱۸۴ ج۱)

۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ مَرْفُوْعًا ثُمَّ اَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا (مسلم ص۲۹۷ ج۱)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ پھر اذان پکاری اور پھر اقامت اور ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر اقامت کہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی۔ اور ان کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ (مسلم ص۴۱۷ ج۱ بخاری ص۲۲۷ ج۱) وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ وَلَا عَلٰى اِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں اکٹھی پڑھی۔ اور ان کے درمیان کوئی نماز (سنت نفل وغیرہ) نہیں پڑھی۔ اور بخاری کی روایت یہ ہے کہ ان دونوں نمازوں کے بعد بھی کوئی نماز نہیں پڑھی۔

۳۔ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍؓ مَرْفُوْعًا ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا (بخاری ص۲۲۷ ج۱)

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ پھر اقامت پڑھی گئی اور پھر آپ نے نماز پڑھی اور ان کے درمیان کوئی نفل وغیرہ نہیں پڑھے۔

اوقات متبرکہ

اللہ تعالیٰ اگرچہ زمان سے بلند ہے۔ جس طرح مکان اور تمام مادی اور حسی اشیاء سے بلند وبالا ہے لیکن کثرت سے احادیث میں اور روایات میں وارد ہوا ہے کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے بہت قریب ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات بندوں کے اعمال اس کے حضور پیش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بعض اوقات بعض حادثات کا فیصلہ فرماتا ہے۔ اگرچہ ان امور کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

۱۔ يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ (مسلم ص۲۵۸ ج۱)

ہمارا رب تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے خاص تجلی فرماتا ہے جب رات کا ایک تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔

۲۔ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ (ترمذی ص۱۳۱) — بندوں کے اعمال پیر اور جمعرات کے دن پیش کیے جاتے ہیں۔

وَقَالَ فِیْ لَیْلَۃِ نِصْفِ شَعْبَانَ — اور نصف شعبان کی رات کے بارہ میں فرمایا۔

۳۔ اِنَّ اللّٰہَ لَیَطَّلِعُ فِیْہَا۔ وَیَنْزِلُ فِیْہَا اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا (ترمذی ص۱۳۰، ابن ماجہ ص۹۹) — بے شک اللہ تعالیٰ خاص توجہ فرماتا ہے اور تجلّی فرماتا ہے۔ آسمان دنیا کی طرف۔

یقیناً کچھ اوقات زمانے کے ایسے ہیں جن میں روحانیت پھیل جاتی ہے زمین میں اور قوت مثالیہ سرایت کر جاتی ہے۔

(ا) اور ان اوقات سے کوئی وقت زیادہ اقرب نہیں جس میں طاعت قبول ہو اور دعائیں مقبول ہوں
(ب) ان میں سے بعض اوقات سالوں (برسوں) کی گردش سے گردش کرتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ﴿۳﴾ فِیْہَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ ﴿۴﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ﴿۵﴾ (سورۃ الدخان پ۲۵) — (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) بے شک ہم نے اس قرآن کو ایک مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔ اس رات میں ہر محکم معاملہ فیصل کیا جاتا ہے ہمارے حکم سے بے شک ہم ہی رسولوں کو بھیجنے والے ہیں۔

(اور یہ گھڑی رمضان میں ہوتی ہے)

(ج) اور بعض گھڑیاں ہفتوں کی گردش سے پھرتی ہیں۔ یہ گھڑی بہت مختصر ہوتی ہے۔ اس میں اطاعت اور دعا کی قبولیت کا موقع زیادہ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گھڑی جمعہ کے دن ہوتی ہے۔ اور اس یوم میں حوادث عظیمہ بھی وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق بھی اسی دن ہوئی ہے اور بہائم بھی ملاء سافل اس گھڑی کے بارے میں کچھ حاصل کر لیتے ہیں۔ اور دہشت زدہ اور مرعوب ہو جاتے ہیں۔ جس طرح کہ خوفناک آواز سننے کے بعد۔

(د) اور بعض اوقات یہ گھڑیاں یوم کی گردش سے پھرتی ہیں۔ ان اوقات کی روحانیت دوسری ساعات سے کمزور ہوتی ہے۔ ملاء اعلیٰ سے علوم حاصل کرنے والوں کا اس پر اتفاق ہے جس کو انہوں نے اپنے ذوق سے معلوم کیا ہے۔ کہ یہ چار گھڑیاں ہوتی ہیں۔ طلوع شمس سے کچھ

پہلے استواء سے کچھ بعد۔ غروب کے بعد۔ اور نصف شب سے سحر تک۔ ان اوقات میں اور ان سے کچھ قبل اور کچھ بعد روحانیت پھیل جاتی ہے۔ اور برکت ظاہر ہوتی ہے۔ نصف شب میں نماز فرض نہیں قرار دی گئی۔ کہ اس میں حرج ہے۔ لیکن ترغیب بہت دلائی گئی ہے۔

۱۔ وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ فِی اللَّیْلِ لَسَاعَۃً لَّا یُوَافِقُھَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ یَسْأَلُ اللّٰہَ فِیْھَا خَیْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ (مسلم ص ۲۵۸/۱)

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ بے شک رات میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو عبد مسلم اس میں اللہ تعالےٰ سے جو بہتری دنیا و آخرت کے معاملہ کی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو عطا فرماتا ہے (اور ایسا ہر شب ہوتا ہے)

۲۔ وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ نِصْفُ اللَّیْلِ وَقَلِیْلٌ فَاعِلُہٗ (بیہقی ص ۴/۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل نماز نصف شب میں ہوتی ہے اور بہت کم لوگ ہیں اسکے پڑھنے والے یا یہ عمل کرنے والے۔

۳۔ وَسُئِلَ اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّیْلِ (ترمذی ص ۵۰۳)

آپ سے سوال کیا گیا کہ حضرت کون سی دعا زیادہ افضل ہے آپ نے فرمایا جو رات کے وسط میں ہوتی ہے۔

۴۔ وَقَالَ فِیْ سَاعَۃِ الزَّوَالِ "اِنَّھَا سَاعَۃٌ تُفْتَحُ فِیْھَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ فَاُحِبُّ اَنْ یَّصْعَدَ لِیْ فِیْھَا عَمَلٌ صَالِحٌ" (ترمذی ص ۹۵)

اور آپ نے فرمایا زوال کی گھڑی کے بارہ میں یہ ایسی گھڑی ہے اس میں آسمان (رحمت) کے دروازے کھل جاتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میرا نیک عمل اوپر جائے۔

۵۔ یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلٰٓئِکَۃٌ بِاللَّیْلِ وَمَلٰٓئِکَۃٌ بِالنَّھَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ (مسلم ص ۲۲۷/۱)

آگے پیچھے آتے ہیں تمہارے درمیان رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے (اور اکھٹے ہوتے ہیں صبح اور عصر کی نماز میں۔)

۶۔ وَقَالَ مَلٰٓئِکَۃُ النَّھَارِ تَصْعَدُ اِلَیْہِ قَبْلَ مَلٰٓئِکَۃِ اللَّیْلِ وَمَلٰٓئِکَۃُ اللَّیْلِ تَصْعَدُ اِلَیْہِ قَبْلَ مَلٰٓئِکَۃِ النَّھَارِ

اور آپ نے فرمایا کہ دن کے ملائکہ چڑھتے ہیں اس کی طرف رات کے ملائکہ سے پہلے اور رات کے ملائکہ چڑھتے ہیں دن کے ملائکہ سے پہلے۔

(د) توجہ الی اللہ کے لیے وہ وقت زیادہ موزوں و مناسب ہوگا جبکہ انسان طبعی تشویشات سے خالی ہو

بھوک (جوع مفرط) وغیرہ کا زیادہ ہونا۔ یا پیٹ کا زیادہ پُر (شبع مفرط) ہونا۔ اور غلبہ نعاس (اُونگھ) نوم (نیند) تھکاوٹ۔ بول و براز کا زیادہ تا (حاقب و حاقن) نہ ہو۔ اور نیز خیالی تشویشات سے بھی خالی ہو۔ اور صورتوں سے جو مشوش ہوتی ہیں۔ خالی ہو۔ جیسا کہ مثلاً کان اراجیف (بیہودہ باتوں) سے بھرے ہوں اور نگاہیں مختلف رنگوں اور صورتوں سے جو مشوش ہوتی ہیں خالی ہوں۔

(س) ادا اطاعت کا وہ وقت ہونا چاہیے جو کسی نعمت کو یاد دلانے والا ہو۔ جیسا کہ یوم عاشورا اور رمضان جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔

یا وہ وقت انبیاء علیہم السلام کی اطاعت کو یاد دلانے والا ہو۔ جیسا کہ یوم الاضحیٰ یا اس وقت میں طاعت موجب تعظیم بعض شعائر دین ہو۔ جیسا کہ عید الفطر تعظیم شان رمضان کے لیے۔

وقت کیا چیز ہے

ع جن بلاؤں کو میرؔ سنتے تھے ان کو اس روزگار میں دیکھا (میر تقی میر)

ع جہاں کو فتنے سے خالی کبھو نہیں پایا ہمارے وقت تو آفت زمانہ ہوا "

ع ہر روز معمورہ دنیا میں خرابی ہے ظفرؔ ایسی بستی کو ویرانہ بنایا ہوتا (ظفرؔ)

وقت

ع خورشید بہ دامانم انجم بگریبانم در من نگری ہیچم در خود نگری جانم

در شہر و بیابانم در کاخ و شبستانم من دردم و درمانم۔ من عشق فراوانم

من تیغ جہاں سوزم من چشمۂ حیوانم

چنگیزی و تیموری مشتے ز غبار من ہنگامہ افرنگی یک جستہ شرار من

انسان و جہانِ او ز نقش و نگار من خون جگر مردان سامان بہار من

من آتش سوزانم من روضۂ رضوانم

ادرہ آب و گل دریاب مقام دل گنجیدہ بہ جامے بیں این قلزم بے ساحل

از موج بلند تو سر برزدہ طوفانم

(اقبالؒ)

ع چو دی رفت و فردا نیامد بدست حساب از ہمیں یک نفس کن کہ ہست

(سعدیؒ)

مساجد اور ان کے احکام و مسائل

۱۔ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (سورۃ جن پ ۲۹ آیت ۱۸)

(اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) اور بیشک مساجد اللہ تعالیٰ کیلیے ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

۲۔ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (۳۶) رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوةِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (۳۷) (النور پ ۱۸)

ان گھروں میں اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ ان کو بلند کیا جائے ان میں اس کا نام ذکر کیا جاتا ہے تسبیح کرتے ہیں اس کے لیے ان میں صبح اور پچھلے پہر ایسے مرد کہ نہیں غافل کرتی ان کو تجارت اور سوداگری اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے سے۔ اور زکوٰۃ ادا کرنے سے وہ خوف کھاتے ہیں اس دن سے کہ پلٹ جائیں گے اس میں دل اور آنکھیں۔

۳۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ کَثِیْرًا (پ ۱۷ الحج آیت ۴۰)

اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا ہٹانا بعض لوگوں کو بعض کے ساتھ تو البتہ گرا دیے جاتے راہبوں کے کنیسے (یہود کے عبادت خانے) نصاریٰ کے گرجے مسلمانوں کی مساجد جن میں بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(ایسی مساجد کی مذمت جن کا مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت نہ ہو)

۴۔ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّکُفْرًا وَّتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰی وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَکٰذِبُوْنَ (۱۰۷)

اور وہ لوگ جنہوں نے مسجد ضرار (ضرر دینے والی) بنائی اور کفر اور مومنین کے درمیان تفریق کا ذریعہ۔ اور گھات اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑتا رہا ہے اس سے پہلے۔ اور البتہ یہ منافق لوگ قسمیں اٹھائیں گے کہ ہم نے نہیں ارادہ کیا مگر بھلائی کا۔

لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١١٠﴾ (پ۱۱ توبہ)

اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ آپ ایسی مسجد میں کبھی بھی نہ کھڑے ہوں۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی اللہ کے تقویٰ پر قائم کی گئی ہے (مراد مسجد قبا و مسجد نبوی ہے) وہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے مرد ہیں جو طہارت کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ طہارت کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ بھلا وہ جس نے اپنی بنیاد اللہ کے تقویٰ اور اس کی خوشنودی پہ رکھی ہے۔ بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی بنیاد گرنے والے گڑھے کے کنارے پر رکھی ہے۔ جو اس کو لیکر جہنم میں جا گرا۔ اور اللہ تعالیٰ نہیں راہنمائی کرتا ان لوگوں کی جو ظالم ہیں ہمیشہ رہے گی انکی عمارت جو انہوں نے بنائی تھی ان کے دلوں میں کھٹکا مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

اور اللہ تعالیٰ علیم اور حکیم ہے۔

۵۔ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿١٧﴾ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ ۖ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ﴿١٨﴾ (توبہ پ۱۰)

نہیں لائق مشرکین کے کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں اس حال میں کہ وہ اپنے نفسوں پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ ضائع ہو گئے ان کے اعمال اور دوزخ میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ بیشک اللہ کی مسجدوں کو وہ آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پہ ایمان رکھتا ہے۔ اور نماز قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ پس امید ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ ہونگے۔

٦۔ يٰبَنِيٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣١﴾ (اعراف پ٨)

اے بنی آدم زینت اختیار کرو ہر نماز کے وقت (یا ہر مسجد کے پاس) اور کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو بے شک وہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

٧۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَاۗىِٕفِيْنَ ڛ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١١٤﴾

(بقرہ پ١)

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں سے منع کرتا ہے کہ ان میں اس کا نام ذکر کیا جائے اور ان مساجد کے ویران کرنے میں کوشش کرتا ہے۔ ان کے لیے تو یہ بات تھی کہ نہ داخل ہوں ان مساجد میں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں عذاب عظیم۔

مسجد کی تعمیر اور اسکی فضیلت

(١) عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يُذْكَرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔

(نسائی ص ١١٢ ج ١ مسلم ص ٢٠١ ج ١)

حضرت عمرو بن عبسہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد کی تعمیر کی کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

(٢) اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا۔ (مسلم ص ٢٣٦ ج ١)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں مساجد ہیں اور ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔

(٣) اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ اِنَّ حَبْرًا مِّنَ الْيَهُوْدِ سَاَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَيُّ الْبِقَاعِ خَيْرٌ فَسَكَتَ عَنْهُ

حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں یہود کے ایک عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون سا خطہ سب سے زیادہ بہتر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش

وَقَالَ اَسْکُتُ حَتّٰی یَجِیْئَ جِبْرِیْلُ فَسَکَتَ وَجَآءَ جِبْرِیْلُ علیہ السلام فَسَاَلَ فَقَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ وَلٰکِنْ اَسْاَلُ رَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ثُمَّ قَالَ جِبْرِیْلُ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ دَنَوْتُ مِنَ اللّٰہِ دُنُوًّا مَا دَنَوْتُ مِنْہُ قَطُّ قَالَ وَکَیْفَ کَانَ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ وَکَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُّوْرٍ فَقَالَ شَرُّ الْبِقَاعِ اَسْوَاقُھَا وَخَیْرُ الْبِقَاعِ مَسَاجِدُھَا

ہے اور فرمایا میں خاموش رہوں گا۔ یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام آجائیں۔ پھر جبرئیل علیہ السلام آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوال کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا لیکن میں اپنے اللہ تبارک وتعالیٰ سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ پھر کہا اے محمد! میں رب تعالیٰ کے قریب ہوا ایسا قریب ہوا کبھی نہیں ہوا۔ درمیان میں ستر ہزار حجاب نور کے رہ گئے تھے، تو ارشاد ہوا کہ بدتر خطے بازار ہیں اور بہترین خطے مساجد ہیں۔

(زجاجۃ المصابیح ج۱ ص۲۰۶ بحوالہ ابویعلیٰ وطبرانی وبزار وقریباً منہ ابن حبان ص۹۵ ج۱ مستدرک حاکم ج۲ ص۸۹/۷، ومسند احمد ج۲ ص۸۱)

(۵) عُثْمَانَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔

(بخاری ج۱ ص۶۴، مسلم ج۱ ص۲۰۱)

حضرت عثمان رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

(۶) اَبِیْ ذَرٍّ رضؓ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلَ قَالَ اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی قُلْتُ کَمْ بَیْنَھُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ عَامًا ثُمَّ الْاَرْضُ لَکَ مَسْجِدٌ فَحَیْثُ مَا اَدْرَکَتْکَ الصَّلٰوۃُ فَصَلِّ (مسلم ج۱ ص۱۹۹)

حضرت ابوذر رضؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضور! کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی ہے زمین میں آپ نے فرمایا مسجد حرام میں نے عرض کیا پھر کون سی مسجد، فرمایا مسجد اقصیٰ میں نے عرض کیا ان کے درمیان کتنا وقفہ تھا۔ فرمایا چالیس سال کا۔ اور پھر تمام زمین تمہارے لیے مسجد کے حکم میں ہے۔ جہاں بھی نماز کا وقت آجائے تو پڑھو۔

مساجد کی طرف چلنے اور ان میں بیٹھنے کی فضیلت:۔ مساجد کی طرف پاؤں سے چل کر جانے

بہت فضیلت ہے اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک حدیث ہے۔

۱۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضؓ قَالَ اِحْتَبَسَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى كِدْنَا نَتَرَاءٰى عَيْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِيْعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَتَجَوَّزَ فِىْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهٖ فَقَالَ لَنَا عَلٰى مَصَافِّكُمْ كَمَا اَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ اِلَيْنَا۔ ثُمَّ قَالَ اَمَا اِنِّىْ سَاُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِىْ عَنْكُمُ الْغَدَاةَ۔ اِنِّىْ قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّاْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِىْ فَنَعَسْتُ فِىْ صَلٰوتِىْ حَتَّى اسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّىْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِىْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ لَا اَدْرِىْ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَاَيْتُهٗ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَىَّ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَىَّ فَتَجَلّٰى لِىْ كُلُّ شَىْءٍ وَعَرَفْتُ۔ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں ہم سے رُک گئے۔ یہاں تک قریب تھا کہ سورج نکل آئے پھر آپ جلدی سے باہر نکلے تکبیر ہوئی۔ آپ نے نماز پڑھائی جلدی سے اور سلام کے بعد بلند آواز سے فرمایا۔ کہ اپنی اپنی جگہ صفوں پر بیٹھے رہو۔ پھر ہماری طرف رُخ پھیرا اور فرمایا کہ میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں مجھے صبح آنے میں کس چیز نے روکا۔ فرمایا میں نے رات کو وضو کیا جس قدر نماز مقدر تھی وہ پڑھی پھر مجھے نماز میں ہی اونگ آگئی۔ پھر گہری نیند ہو گئی۔ میں نے خواب میں اپنے رب تعالیٰ کو بہترین صورت میں دیکھا۔ فرمایا یا محمدؐ! میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں اے پروردگار! ارشاد ہوا، فرمایا یہ ملاء اعلیٰ کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا تین دفعہ ایسا ہی ارشاد ہوا۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی چھاتی میں پائی اور مجھ پہ ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا (اس بات کو جو رب تعالیٰ نے دریافت فرمائی تھی)، فرمایا اے محمدؐ عرض کیا حاضر ہوں اے رب فرمایا ملاء اعلیٰ کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کفارات میں فرمایا وہ کیا ہیں۔ عرض کیا قدموں

الْمَلَأُ الْأَعْلٰى فَقُلْتُ فِي الْكَفَّارَاتِ قَالَ وَمَا هُنَّ قُلْتُ مَشْيُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَالْجُلُوسُ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَإِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ حِيْنَ الْكَرِيْهَاتِ قَالَ ثُمَّ فِيْمَ قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ قَالَ وَمَا هُنَّ قُلْتُ إِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِيْنُ الْكَلَامِ وَالصَّلٰوةُ وَ النَّاسُ نِيَامٌ (وَفِي رِوَايَةِ الْمَصَابِيْحِ إِفْشَاءُ السَّلَامِ) قَالَ سَلْ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَأَنْ تَغْفِرَلِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَإِذَا أَرَدْتَّ فِتْنَةً فِيْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ وَأَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِيْ إِلٰى حُبِّكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوْهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوْهَا (ترمذی صفحہ ۲۶ ج ۲ مسند احمد صفحہ ۲۴۳ ج ۵)

سے چل کر مساجد میں جماعت میں شریک ہونا اور مساجد میں نماز کے بعد بیٹھنا اور وضو کامل بنانا تکلیفات برداشت کر کے۔ پھر فرمایا اور کس بات میں ملأ اعلیٰ جھگڑ رہے ہیں عرض کیا درجات میں فرمایا وہ کیا ہیں عرض کیا محتاجوں کو کھانا کھلانا نرمی سے بات کرنی اور نماز ادا کرنی اس وقت جب لوگ سوئے ہوئے ہوں اور مصابیح کی روایت میں سلام کو پھیلانے کا بھی ذکر ہے۔ پھر اللہ تعالے نے فرمایا اے محمد! مانگو میں نے عرض کیا (یہ دعا کی)

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسٰكِيْنِ وَأَنْ تَغْفِرَلِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَإِذَا أَرَدْتَّ فِتْنَةً فِيْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ وَأَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِيْ إِلٰى حُبِّكَ

(یعنی اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو نیکیوں کے کرنے کی توفیق دے اور برائیوں کو چھوڑنے کی اور مساکین سے محبت کرنے کی اور یہ کہ میری لغزشوں کو معاف کرے اور مجھ پر رحم فرما اور جب تو کسی قوم میں آزمائش کا ارادہ کرے تو مجھے اٹھا لے ایسی حالت میں کہ میں فتنے میں مبتلا نہ ہوں۔ اور اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی محبت کا جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور اس عمل کی محبت کا جو مجھ کو تیری محبت کے قریب کر دے) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ برحق بات ہے۔ اس کو سیکھو۔ سکھلاؤ۔ پڑھو۔ پڑھاؤ۔

(۲) اَبِی هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰہُ لَہٗ نُزُلَہٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّ مَا غَدَا اَوْرَاحَ۔

(بخاری ص۹۱ جز۱، مسلم ص۲۳۵ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت یا پچھلے پہر مسجد کی طرف جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمانی تیار کرے گا۔

(۳) اَبِی هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قِیْلَ وَمَا الرَّتْعُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَكْبَرُ (ترمذی ص۵۰۵)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ریاض الجنۃ (جنت کے باغوں) میں گذرو تو کھا پی لیا کرو۔ عرض کیا کہ حضور! جنت کے باغوں سے کیا مراد ہے؟ فرمایا مساجد۔ عرض کیا کھانا پینا کیسا ہے؟ فرمایا، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَكْبَرُ (ان کلمات طیبات کو پڑھا کرو)

(۴) جَابِرٌؓ خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَاَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ یَّنْتَقِلُوْا اِلٰی قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لَهُمْ بَلَغَنِیْ اَنَّكُمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ قَالُوْا نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ یَابَنِیْ سَلِمَةَ دِیَارَكُمْ تُكْتَبُ اٰثَارُكُمْ دِیَارَكُمْ تُكْتَبُ اٰثَارُكُمْ (مسلم ص۲۳۵ ج۱)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی کے گرد کچھ مکانات خالی ہوئے (کرایہ وغیرہ کے لیے) تو بنو سلمہ نے وہاں منتقل ہونا چاہا یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں یارسول اللہ ہم نے یہی ارادہ کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو لازم پکڑو تمہارے نقش قدم لکھے جاتے ہیں۔

(۵) اَبِی هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم سَبْعَةٌ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات آدمی وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ

يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ (وَفِيْهِ) وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُوْدَ اِلَيْهِ (بخاری ص۹۱ ج۱ مسلم ص۳۳۲ ج۱)

اپنا خصوصی سایہ فرمائے گا۔ جس دن اس کے سائے کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق ہوتا ہے جب اس سے نکلتا ہے کہ پھر وہ واپس آئے گا۔

(٦) اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه عليه وسلم قَالَ فَاِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ (بخاری ص۹۱ ج۱ مسلم ص۲۳۴ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ جب کوئی شخص نماز پڑھتا ہے۔ جب تک وہ نماز کی جگہ پر ہوتا ہے۔ فرشتے اس کے لیے یہ دعا کرتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ۔ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ۔ جب تک وہ ایذار کا باعث نہ بنے۔ یعنی بے وضو نہ ہو جائے۔

(٧) عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ رضؓ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِئْذَنْ لَنَا فِي الْاِخْتِصَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه عليه وسلم لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَصٰى وَلَا اخْتَصٰى اِنَّ خِصَاءَ اُمَّتِي الصِّيَامُ۔ فَقَالَ اِئْذَنْ لَنَا فِي السِّيَاحَةِ قَالَ اِنَّ سِيَاحَةَ اُمَّتِي اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ اِئْذَنْ لَنَا فِي التَّرَهُّبِ فَقَالَ اِنَّ تَرَهُّبَ اُمَّتِي الْجُلُوْسُ فِي الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ۔ (شرح السنة ص۳۷ ج۲)

حضرت عثمان بن مظعونؓ نے عرض کیا کہ حضور! ہمیں اجازت دیں ہم خصی ہو جائیں (کہ مادہ شہوت ہی نہ رہے) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خصی کرے گا یا وہ خصی بنے گا تو وہ ہم میں سے نہیں میری امت کے لوگوں کا خصی ہونا روزے رکھنے سے ہوتا ہے پھر عرض کیا کہ حضور! ہمیں سیاحت کی اجازت دیں تو فرمایا میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ عرض کیا حضور! راہب بننے کی اجازت دیں فرمایا میری امت کا راہب بننا مساجد میں بیٹھنا ہے۔ اور نماز کا انتظار کرنا ہے۔

(٨) اَبِيْ اُمَامَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابوامامہ رضؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و

صلی اللہ علیہ وسلم ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ وَرَجُلٌ رَاحَ اِلَى الْمَسْجِدِ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ وَ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ (ابوداؤد ص٣٣٦ ج١ مستدرک حاکم ص٧٣ ج٢)۔

(اَیْ مُسَلِّمًا عَلٰی اَھْلِهٖ اَوْ سَالِمًا مِنَ الْفِتَنِ اَوْ طَالِبًا لِسَلَامَةٍ مِنَ الْفِتَنِ)

سلم نے فرمایا تین آدمیوں کی ضمانت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ غازی جو جہاد کے لیے نکلتا ہے وہ اللہ کی ضمانت میں ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو وفات دے دے اور جنت میں داخل کر دے۔ یا اس کو غنیمت اور اجر کے ساتھ واپس لوٹا دے۔ دوسرا وہ آدمی جو مسجد کی طرف جاتا ہے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہے۔ تیسرا وہ آدمی جو گھر میں سلام کے ساتھ داخل ہوتا ہے۔ (یعنی اپنے گھر والوں کو سلام کرتا ہے۔ یا فتنوں سے سلامتی کے ساتھ داخل ہوتا ہے گھر میں)

(٩) بُرَيْدَةُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (ابوداؤد ص٨٣ ج١، ابن ماجہ ص٥٦ مستدرک حاکم ص٢١٢ ج١)

وَفِي رِوَايَةٍ اُولٰٓئِكَ الْخَوَّاضُوْنَ فِي رَحْمَةِ اللّٰهِ (ابن ماجہ ص٥٦)

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشخبری سنا دو ان لوگوں کو جو راتوں کی تاریکیوں میں مساجد میں جاتے ہیں کہ ان کو نور تام حاصل ہوگا۔ قیامت کے دن

ایک روایت میں ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہونے والے اور غوطہ مارنے والے ہیں۔

(١٠) طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجْنَا وَفْدًا اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ وَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّ بِاَرْضِنَا بِيْعَةً لَنَا فَاسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْ فَضْلِ طَهُوْرِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّاَ وَتَمَضْمَضَ ثُمَّ صَبَّهٗ فِي اِدَاوَةٍ وَاَمَرَنَا فَقَالَ اخْرُجُوْا فَاِذَا اَتَيْتُمْ اَرْضَكُمْ فَاكْسِرُوْا

حضرت طلق بن علیؓ نے کہا کہ ہم نکلے اپنے علاقہ سے اور وفد بن کر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہاتھ مبارک پر ہم نے بیعت (اسلام) کی اور آپ کے ساتھ ہم نے نمازیں پڑھیں اور ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ ہماری سرزمین میں ہمارا ایک گرجا ہے اور ہم نے آپ سے آپ کے وضوء کا بچا ہوا پانی طلب کیا تو آپ نے پانی

بِيْعَتَكُمْ وَانْضَحُوْا مَكَانَهَا بِهٰذَا الْمَاءِ وَاتَّخِذُوْهَا مَسْجِدًا قُلْنَا اِنَّ الْبَلَدَ بَعِيْدٌ وَالْحَرَّ شَدِيْدٌ وَالْمَاءُ يَنْشِفُ فَقَالَ مُدُّوْهُ مِنَ الْمَاءِ فَاِنَّهٗ لَا يَزِيْدُهٗ اِلَّا طِيْبًا فَخَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا بَلَدَنَا فَكَسَرْنَا بِيْعَتَنَا ثُمَّ نَضَحْنَا مَكَانَهَا وَاتَّخَذْنَاهَا مَسْجِدًا فَنَادَيْنَا فِيْهِ بِالْاَذَانِ قَالَ وَالرَّاهِبُ رَجُلٌ مِّنْ طَيٍّ فَلَمَّا سَمِعَ الْاَذَانَ قَالَ دَعْوَةُ حَقٍّ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ تَلْعَةً مِّنْ تِلَاعِنَا فَلَمْ نَرَهٗ بَعْدُ۔

(نسائی ص۱۱۴ ج۱)

منگوا کر وضوء اور مضمضہ کیا اور وہ پانی برتن میں ڈال دیا۔ اور آپ نے ہم کو حکم دیا کہ تم لوگ اب جاؤ جب تم اپنی سرزمین میں پہنچ گے تو اپنے گرجا کو گرا کر ——— وہاں اس کی جگہ پر اس پانی کو چھڑک دینا اور وہاں مسجد بنا لینا ہم نے عرض کیا کہ ہمارا شہر بہت دور ہے اور گرمی بہت شدید ہے اور یہ پانی تو خشک ہو جائیگا آپ نے فرمایا اس میں اور پانی ملا لینا کیونکہ یہ اس میں پاکیزگی کا اضافہ کریگا۔ پس ہم لوگ نکلے یہاں تک کہ ہم اپنے شہر میں پہنچے ہم نے اپنا گرجا توڑ دیا اور اس جگہ وہ پانی چھڑک دیا اور اس مقام میں ہم نے مسجد بنادی اور اس میں اذان پڑھی اور راہب یہاں پر ایک شخص تھا جو قبیلۂ طی کا تھا۔ جب اس نے اذان سُنی تو کہا دعوتِ حق ہے۔ پھر اس نے اپنا رُخ ایک ٹیلے کی طرف کیا ہمارے ٹیلوں میں سے اس کے بعد ہم نے اس کو نہیں دیکھا۔

مسجد کے آداب

مسئلہ (۱) مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر داخل کرنا چاہیے اور باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر نکالنا سنت ہے۔

۱۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مِنَ السُّنَّةِ اِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ اَنْ تَبْدَاَ بِرِجْلِكَ الْيُمْنٰى وَاِذَا خَرَجْتَ اَنْ تَبْدَاَ بِرِجْلِكَ الْيُسْرٰى (مستدرک حاکم ص۲۱۸ ج۱)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، وہ کہتے تھے "سنت سے ہے یہ بات کہ جب تم مسجد میں داخل ہو تو دائیں پاؤں کو داخل کرو۔ اور جب تم مسجد سے باہر نکلو تو بائیں پاؤں کو باہر نکالو۔"

۲۔ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِرِجْلِهِ الْيُمْنٰى فَإِذَا خَرَجَ بَدَأَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرٰى (بخاری ص۶۱ج۱ تعلیقا)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ دایاں پاؤں ہی پہلے داخل کرتے تھے۔ اور مسجد سے نکلتے تھے تو پہلے بایاں پاؤں باہر نکالتے تھے۔

(۳) أُسَيْدٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ (مسلم ص۲۴۸ج۱)

حضرت اسیدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا کرے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب مسجد سے باہر جائے تو یہ دعا کرے۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

(۴) عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ قَالَ فَإِذَا قَالَ ذٰلِكَ قَالَ الشَّيْطٰنُ حُفِظَ مِنِّيْ سَائِرَ الْيَوْمِ (ابوداؤد ص۶۷ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص پڑھے تو شیطان کہتا ہے تمام دن مجھ سے محفوظ ہو گیا ہے۔

(۵) أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ۔ (بخاری ص۶۳ج۱ مسلم ص۲۴۸ج۱)

حضرت ابوقتادہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے (یہ تحیۃ المسجد ہے۔ بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو)

(۶) كَعْبُ بْنُ مَالِكٍؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَقْدَمُ مِنْ

حضرت کعب بن مالکؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی سفر سے واپس آتے تھے تو چاشت کے

سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى فَاِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔

(بخاری ص۴۲۳ ج۱ مسلم ص۲۴۸ ج۱)

وقت آتے تھے۔ تو سب سے پہلے مسجد میں جاتے تھے۔ اور دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

(۷) جَابِرٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ قَالَ اَوَّلَ يَوْمٍ الثُّوْمَ ثُمَّ قَالَ الثُّوْمَ وَالْبَصَلَ وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ فِيْ مَسَاجِدِنَا فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا تَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ۔

(نسائی ص۱۱۶ ج۱ مطبع نور محمد کراچی مسلم ص۲۰۹ ج۱)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس درخت سے کھایا پہلے دن لسن کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا لسن۔ گنڈے۔ گندنا جس نے کھایا وہ ہماری مساجد کے قریب نہ آئے۔ کیونکہ ملائکہ تکلیف پاتے ہیں اس چیز سے جس سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

(۸) اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نُخَامَةً فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ فَقَامَتْ اِمْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَحَكَّتْهَا وَجَعَلَتْ مَكَانَهَا خَلُوْقًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اَحْسَنَ هٰذَا (نسائی ص۱۱۹ ج۱)

حضرت انسؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی قبلہ والی دیوار پر رینٹ (تھوک) دیکھا تو ناراض ہو گئے۔ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ انصار کے خاندان کی ایک عورت اٹھی اور اس رینٹ کو کھرچ کر اس کی جگہ خلوق (خوشبو) لگا دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہی اچھا ہے یہ کام۔

(۹) مَالِكٌ قَالَ بَنٰى عُمَرُ رَحْبَةً فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ تُسَمَّى الْبُطَيْحَاءُ وَقَالَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَلْغَطَ اَوْ يُنْشِدَ شِعْرًا اَوْ يَرْفَعَ صَوْتَهٗ فَلْيَخْرُجْ اِلٰى هٰذِهِ الرَّحْبَةِ

(مؤطا امام مالک ص۱۶۲)

حضرت امام مالکؒ نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے مسجد کے ساتھ ایک چبوترہ بنوایا تھا۔ اس کو بطیحا کہتے تھے اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ جو شخص گپ شپ لگانا چاہتا ہے یا شعر گوئی یا اپنی آواز بلند کرنا چاہتا ہے تو وہ چبوترے پر چلا جائے۔ مسجد میں ایسا نہ کرے۔

(۱۰) اَلْحَسَنُ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَکُوْنُ حَدِیْثُهُمْ فِیْ مَسَاجِدِهِمْ فِیْ اَمْرِ دُنْیَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَیْسَ لِلّٰهِ فِیْهِمْ حَاجَةٌ

(زواجر المصابیح ص۲۱۴ ج۱ بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگوں پر ایسا زمانہ آجائے گا کہ ان کی بات چیت دنیاوی معاملات کی مساجد میں ہوگی۔ پس تم ایسے لوگوں سے نشست وبرخاست نہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی ضرورت نہیں۔"

(۱۱) اَلسَّائِبُ بْنُ یَزِیْدَؓ قَالَ کُنْتُ نَائِمًا فِی الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِیْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ فَقَالَ اِذْهَبْ فَأْتِنِیْ بِهٰذَیْنِ فَجِئْتُهٗ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتُمَا اَوْ مِنْ اَیْنَ اَنْتُمَا قَالَا مِنْ اَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ کُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ لَاَوْجَعْتُکُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَکُمَا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری ص۶۷)

حضرت سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں میں مسجد میں سویا ہوا تھا۔ مجھے ایک شخص نے سنگریزہ مارا میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمرؓ تھے انہوں نے فرمایا جاؤ اور ان دو آدمیوں کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ میں ان کو لایا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تم لوگ کون ہو یا فرمایا کہاں کے رہنے والے ہو۔ انہوں نے کہا کہ طائف کے رہنے والے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تم مدینے کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آوازیں بلند کرتے ہو۔

(۱۲) اَنَسٌؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْبُزَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَةٌ وَکَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا

(بخاری ص۵۹ ج۱، مسلم ص۲۰۷ ج۱)

حضرت انسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھوک مسجد میں گناہ ہے (صغیرہ) اور اس کا کفارہ اس کو دفن کردینا ہے (اگر مسجد کا فرش ریت وغیرہ کا ہو ورنہ اس کو صاف کردینا چاہیئے۔)

(۱۳) حَدِیْثُ الْاِمَامِ وَمَنْعِهٖ مِنَ الصَّلٰوةِ وَفِیْ اٰخِرِهٖ اِنَّکَ اٰذَیْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (ابوداود ص۶۹ ج۱)

اس حدیث میں کہ تھوک مسجد کی دیوار پر پھینکنے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کو نماز پڑھانے سے منع فرمادیا تھا اور آخر میں یہ ہے کہ تو نے اللہ اور

اس کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے۔

(۱۴) اَبِي هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ فَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا۔ (مسلم ص۲۱۰ ج۱)

وَفِي رِوَايَةِ دَارِمِيّ وَالتِّرْمِذِيّ عَنْهُ اِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَّبِيْعُ اَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ

(ترمذی ص۱۰۱، دارمی ص۲۶۶ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جس نے کسی کو سُنا کہ وہ گم شدہ چیز کا اعلان مسجد میں کرتا ہے تو اس کے جواب میں کہے اللہ تعالیٰ اس چیز کو تمہاری طرف واپس نہ لوٹائے کیونکہ مساجد اس مقصد کے لیے نہیں بنائی گئیں۔ اور سنن دارمی وسنن ترمذی کی روایت میں ہے کہ جب تم دیکھو کسی شخص کو مسجد میں خرید وفروخت کرتے ہوئے تو تم کہو اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں برکت نہ دے"

(۱۵) حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ يُّسْتَقَادَ فِي الْمَسْجِدِ وَاَنْ يُّنْشَدَ فِيْهِ الْاَشْعَارُ وَاَنْ تُقَامَ فِيْهِ الْحُدُوْدُ

(ابوداؤد ص۲۶۱ ج۲ فی المصابیح عن جابرؓ)

حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں قصاص لینے اور شعر واشعار پڑھنے سے اور حدود قائم کرنے سے منع فرمایا۔ اور مصابیح میں حضرت جابرؓ سے ہے۔

(۱۶) جَابِرٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ

(مسلم ص۲۰۹ ج۱، بخاری ص۱۱۸ ج۱)

جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس بدبودار درخت (لہسن پیاز وغیرہ) سے کھایا تو وہ ہماری مسجد میں نہ آئے۔ کیونکہ فرشتے بھی تکلیف پاتے ہیں اس چیز سے جس سے انسان تکلیف پاتے ہیں۔

مسئلہ لہسن اور پیاز کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کھانا ہی ہو تو ان کو پکا کر کھاؤ اِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ اٰكِلِيْهِمَا فَاَمِيْتُوْهُمَا اگر تم نے ضروری ہی ان کو کھانا ہو تو پھر ان کو

طَبْخًا (ابوداؤد صـ ۱۸۰/۲) پکا کر کھاؤ تاکہ ان کی بو مر جائے۔

مسئلہ | پیاز لہسن کی طرح حقہ، سگریٹ، مولی، نسوار، گندنا، گندھک، مٹی کا تیل اور ہر بدبودار چیز کا یہی حکم ہے۔ اس لیے حقہ، سگریٹ، بیڑی سگار وغیرہ استعمال کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ منہ اچھی طرح صاف کر لیں اور خوب مسواک کر لیں مسجد میں آنے سے پہلے۔

(۱۷) اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ حَسَنُهَا وَسَیِّئُهَا فَوَجَدْتُّ فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰی یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ وَوَجَدْتُّ فِیْ مَسَاوِیْ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَکُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ (مسلم صـ ۲۰۷/۱)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر میری امت کے اعمال اچھے اور بُرے پیش کیے گئے تو میں نے ان کے اچھے اعمال میں سے پایا کوئی روڑا، کانٹا راستے سے ہٹا دینا۔ اور بُرے اعمال میں سے تھوک جو مسجد میں پڑا ہو اور اس کو دفن نہ کیا جائے۔

(۱۸) وَفِیْ رِوَایَةِ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتَّی الْقَذَاةِ یُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اَعْظَمَ مِنْ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اَوْ اٰیَةٍ اُوْتِیْهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِیَهَا۔ (ترمذی صـ ۲۱۲، ابوداؤد صـ ۶۶/۱)

حضرت انسؓ کی روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے اچھے اعمال میں میں نے یہ پایا۔ ایک تنکا جس کو آدمی مسجد سے باہر نکالتا ہے۔ اور میری امت کے گناہ بھی مجھ پر پیش کیے گئے تو میں نے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ کوئی شخص سورت قرآن کی یا آیت اس کو یاد تھی۔ اور پھر اس نے اس کو بھلا دیا۔

(۱۹) وَاثِلَةَ بْنِ اَسْقَعٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ جَنِّبُوْا مَسَاجِدَکُمْ صِبْیَانَکُمْ وَمَجَانِیْنَکُمْ وَشِرَاءَکُمْ وَبَیْعَکُمْ وَخُصُوْمَاتِکُمْ وَرَفْعَ اَصْوَاتِکُمْ وَاِقَامَةَ حُدُوْدِکُمْ وَسَلَّ سُیُوْفِکُمْ

واثلہ بن اسقعؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے چھوٹے بچوں کو مساجد سے دور رکھو۔ اور اسی طرح پاگلوں کو۔ اور خرید و فروخت اور جھگڑے اور آوازیں بلند کرنی اور حدود قائم کرنی۔ تلواریں میان سے نکالنی (یہ باتیں مساجد میں نہ کرو) اور مساجد

وَاتَّخِذُوْا عَلٰی اَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ وَجَمِّرُوْهَا فِی الْجُمَعِ۔ (ابن ماجہ ص۵۴ وجامع صغیر للسیوطیؒ ص۲۵۱/۲ وجمع الفوائد ص۸۷/۱ بحوالہ طبرانی ومجمع الزوائد ص۲۶/۲ بحوالہ طبرانی فی الکبیر عن معاذؓ وابی امامۃؓ وواثلۃؓ)

کے دروازوں کے باہر طہارت خانے بناؤ۔ اور جمعہ میں اس کو خوشبودار بناؤ۔ (عود اور لوبان جلاکر)

مسئلہ مسجد میں عود۔ لوبان وغیرہ کی دھونی دینا سنت ہے۔ صحابہ کرامؓ کا دستور تھا۔ ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ ہر جمعہ کے دن مسجد میں دھونی دیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۳/۲)

مسئلہ جوئیں یا کھٹمل مار کر مسجد میں ڈالنا مکروہ ہے۔

مسئلہ مسجد کی مٹی، چونا۔ اینٹ وغیرہ لینا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ثلث شب تک مسجد کا چراغ جلانا جائز ہے۔ اس کے بعد اگر متولی یا مسجد کی انتظامیہ کی طرف سے اجازت ہو تو پھر جائز ہے ورنہ اپنا چراغ جلائے۔ (فتاویٰ قاضیخاں ص۲۳ مطبع نولکشور)

مسئلہ مسجد میں دنیاوی باتیں کرنی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہیں جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

مسجد کی گلکاری و نقش و نگار

(۱) عَائِشَةُؓ قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ خَمِیْصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ فَنَظَرَ اِلٰی اَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوْا بِخَمِیْصَتِیْ اِلٰی اَبِیْ جَهْمٍ وَاْتُوْنِیْ بِاَنْبِجَانِیَّةِ اَبِیْ جَهْمٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِیْ اٰنِفًا عَنْ صَلٰوتِیْ (بخاری ص۵۴ مسلم ص۲۰۸)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ایک کمبل میں جس میں نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ آپ نے اس کے نقش و نگار کی طرف دیکھا جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو فرمایا میرا یہ کمبل ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور اس کا سادہ کمبل مجھے لادو۔ کیونکہ اس نے ابھی مجھے نماز میں مشغول کردیا۔ اور بخاری کی روایت میں یہ ہے کہ میں اس کے نشانات دیکھ رہا تھا نماز

وَفِی الْبُخَارِیِّ۔ قَالَ کُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰی عَلَمِهَا وَاَنَا فِی الصَّلٰوةِ فَاَخَافُ اَنْ تَفْتِنَنِیْ

میں اور میں خوف کھاتا تھا کہ یہ مجھے فتنے میں ڈال دیں گے۔

(۲) اَنَسٌ قَالَ کَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهٖ جَانِبَ بَیْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ علیه وسلم اَمِیْطِیْ عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَاِنَّهٗ لَا یَزَالُ تَصَاوِیْرُهٗ تَعْرِضُ لِیْ فِیْ صَلٰوتِیْ

(بخاری صہ ۵۴/۱)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کا ایک باریک پردہ تھا جس کے ساتھ انہوں نے اپنے گھر کا ایک طرف ڈھانپ رکھا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہٹا دو ہم سے اپنا یہ باریک پردہ کیونکہ اس کی تصاویر برابر نماز میں پیش کی جا رہی تھیں میرے سامنے۔

(۳) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ علیه وسلم قَالَ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ یَّتَبَاهَی النَّاسُ فِی الْمَسَاجِدِ

حضرت انس رضؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں یہ ہے کہ لوگ مساجد کی تعمیر میں فخر کریں گے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھیں گے۔

(نسائی صہ ۱۱۲/۱، ابوداؤد صہ ۶۵/۱، ابن ماجہ صہ ۵۴، صحیح ابن حبان جہ ۱۰۴/۳)

مسئلہ مسجد کا چندہ اور مالِ وقف مسجد کی بنیادی ضرورتوں پر استعمال کرنا ضروری ہے ایسی رقم نقش و نگار پر خرچ کرنا جائز نہیں۔ ذاتی مال سے یا چندہ دہندگان کی رضا سے جائز ہے۔ (بحر الرائق جہ ۳۷/۲)

مسئلہ مسجد کی قبلہ والی دیوار پر نقش و نگار کسی بھی مال سے مکروہ ہے۔ خواہ چندہ کا مال ہو یا ذاتی۔ اسی طرح قبلہ کی دیوار پر کتبہ لگانا یا کوئی تحریر لکھنی بھی مکروہ ہے۔ (بحر الرائق جہ ۳۷/۲)

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ مَرْفُوْعًا۔ مَا سَاءَ عَمَلُ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا زَخْرَفُوْا مَسَاجِدَهُمْ

(ابن ماجہ صہ ۵۴)

حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی کسی قوم کا عمل بُرا ہوتا ہے تو وہ اپنی مساجد کو مزین کرتی ہیں ٹیپ ٹاپ و نقش و نگار

ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم مَا اُمِرْتُ بِتَشْیِیْدِ الْمَسَاجِدِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم نہیں دیا گیا مساجد کو ٹیپ ٹاپ کرنیکا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ تم بھی مساجد کو اسی طرح ملمع اور مزین کرو گے جس طرح

(ابوداؤد ص۱۶۵) یہود و نصاریٰ نے اپنے عبادت خانوں کو طمع کیا۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنی ممنوع ہے

(۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَلْاَرْضُ کُلُّھَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَۃَ وَالْحَمَّامُ

(ابوداؤد ص۱ج۱، ترمذی ص۴۳)

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین مسجد کے حکم میں ہے ماسوا مقبرہ اور حمام کے۔ (یعنی تمام زمین مسجد کے حکم میں ہے۔ ہر جگہ نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ ماسوا مقبرہ کے کہ وہاں نماز جائز نہیں اور ماسوا حمام کے۔ مقبرہ میں شرک کے اندیشہ کی وجہ سے اور حمام میں نجاست اور عریانی کی وجہ سے نماز روا نہیں چند اور مقامات بھی ہیں)

(۲) اِبْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنْ یُّصَلّٰی فِیْ سَبْعَۃِ مَوَاطِنَ الْمَزْبَلَۃِ وَالْمَجْزَرَۃِ وَالْمَقْبَرَۃِ وَقَارِعَۃِ الطَّرِیْقِ وَفِی الْحَمَّامِ وَفِیْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَھْرِ بَیْتِ اللّٰہِ۔

(ترمذی ص۴۶، ابن ماجہ ص۵۴)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ کوڑا کباڑ پھینکنے کی جگہ۔ بوچڑ خانہ۔ قبرستان۔ راستے کے درمیان حمام اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ۔ بیت اللہ شریف کے اوپر۔

اذان

اذان کا معنی خبر دینا ہے۔ لیکن شریعت میں صلوٰت خمسہ اور جمعہ کی نماز کے لیے مخصوص الفاظ سے اعلان کرنے کو اذان کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ ھُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ ج وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ

اے ایمان والو! ان لوگوں کو جنہوں نے تمہارے دین کو ٹھٹا اور کھیل بنایا ہے ان لوگوں میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ اور ڈرو اللہ تعالےٰ سے اگر تم مومن ہو دیکھی

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ (مائدہ پ۶)

اذان وغیرہ شعائرِ دین سے تمسخر کرتے ہیں)

(۲) وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ (مائدہ پ۶)

اور جب تم پکارتے ہو نماز کے لیے (اذان دیتے ہو) اس کو یہ ٹھٹا اور کھیل بناتے ہیں اس لیے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں۔

اذان کے ساتھ جو شخص استہزاء کرتا تھا اس کا واقعہ تفاسیر و روایات میں موجود ہے۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں "بعض روایات میں ہے کہ مدینہ میں ایک نصرانی جب اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سنتا تو کہتا "قَدْ حَرَقَ الْكَاذِبُ" (جھوٹا جل گیا یا جل جائے گا) اس کی نیت تو ان الفاظ سے جو کچھ ہو مگر یہ بات بالکل اس کے حسبِ حال تھی۔ کیونکہ وہ خبیث جھوٹا تھا۔ اور اسلام کا عروج و شیوع دیکھ کر آتشِ حسد میں جلا جاتا تھا۔ اتفاقاً ایک شب میں کوئی چھوکری آگ لے کر اس کے گھر میں آئی۔ وہ اور اس کے اہل و عیال سو رہے تھے۔ ذرا سی چنگاری نادانستہ اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ جس سے سارا گھر مع سونے والوں کے جل گیا۔ اور اس طرح خدا نے دکھلا دیا کہ جھوٹے لوگ دوزخ کی آگ سے پہلے ہی دنیا کی آگ میں کس طرح جل جاتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی صفحہ ۲۰۶ ج ۱)

(۳) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾ (جمعہ پ۲۸)

اے ایمان والو! جب پکارا جائے یعنی اذان دی جائے جمعہ کے دن نماز کے لیے تو جلدی کرو اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز پڑھنے اور خطبہ سننے) کے لیے اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

فضائل اذان

(۱) ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ۔

(ترمذی صفحہ ۵۷، ابن ماجہ صفحہ ۵۳)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سات سال تک اذان دی اللہ تعالیٰ سے ثواب و اجر طلب کرتے ہوئے اس کے لیے دوزخ سے برأت لکھ دی جائیگی۔

(۲) اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّؓ قَالَ قَالَ

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی

رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَسْمَعُ مَدٰی صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَیْءٌ اِلَّا شَھِدَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (بخاری ص۸۶/ج۱)

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موذن کی آواز کو جہاں تک بھی کوئی جن انسان یا کوئی چیز بھی سنے گی۔ تو اس کے لیے قیامت کے دن گواہی دے گی۔

(۳) عَنْ مُعَاوِیَۃَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (مسلم ص۱۶۷/ج۱)

حضرت معاویہؓ نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ موذن قیامت والے دن بلند گردنوں والے ہوں گے (یعنی خاص نورانیت سے نمایاں ہوں گے)

(۴) اِبْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلٰثَۃٌ عَلٰی کُثْبَانِ الْمِسْکِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَبْدٌ اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوَالِیْہِ۔ وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَّھُمْ بِہٖ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ یُّنَادِیْ بِالصَّلٰوتِ الْخَمْسَۃِ کُلَّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ (ترمذی ص۲۹۶)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے لوگ قیامت کے دن کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے، ایک وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے آقاؤں کا حق بھی دوسرا وہ آدمی جو کسی قوم کو امامت کراتا ہے اور وہ اس سے راضی ہوں! تیسرا وہ آدمی جو پانچ وقت نماز کے لیے ہر روز اذان دیتا ہے۔

(۵) عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَعْجَبُ رَبُّکَ مِنْ رَاعِیْ غَنَمٍ فِیْ رَاْسِ شَظِیَّۃٍ لِلْجَبَلِ یُؤَذِّنُ بِالصَّلٰوۃِ وَیُصَلِّیْ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ ھٰذَا یُؤَذِّنُ وَیُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ یَخَافُ مِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ وَاَدْخَلْتُہُ الْجَنَّۃَ (نسائی ص۱۰۸/ج۱، ابوداؤد ص۱۷۰/ج۱)

حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نگاہ پسندیدگی سے دیکھتا ہے اس چرواہے کی طرف جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چراتا ہے۔ اور اذان دیکر نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھو میرے اس بندہ کی طرف اذان کہتاہے اور نماز قائم کرتاہے۔ یہ مجھ سے خوف کھاتا ہے۔ میں نے اس بندے کو بخش دیا ہے اور جنت میں داخل کر دیا ہے۔

(۶) عَنْ اَنَسٍؓ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ

وسلم يُغِيرُ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْاَذَانَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا اَمْسَكَ وَاِلَّا اَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَی الْفِطْرَةِ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ فَنَظَرُوْا اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ رَاعِیْ مِعْزًی

(مسلم ص۱۶۶ ج۱)

علیہ وسلم لڑائی کے وقت دشمن پر حملہ کرتے تھے طلوع فجر کے بعد اور آپ منتظر رہتے تھے۔ اگر اذان کی آواز سنتے تو حملہ کرنے سے رُک جاتے ورنہ حملہ کرتے۔ تو آپ نے ایک شخص کو سنا وہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا تھا آپ نے فرمایا فطرت سلیمہ پر ہے پھر اس نے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو آپ نے فرمایا! تو دوزخ کی آگ سے نکل گیا ہے۔ تو لوگوں نے دیکھا اس شخص کو وہ بکریاں چرانے والا تھا۔

(۷) اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطٰنُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا يَسْمَعَ التَّاْذِيْنَ فَاِذَا قُضِیَ النِّدَاءُ اَقْبَلَ حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ - حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰی يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ اُذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰی يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِیْ كَمْ صَلّٰی

(بخاری ص۸۵ ج۱ مسلم ص۱۶۸ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے۔ تو شیطان پشت پھیر کر گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔ اتنا دور کہ وہ اذان نہ سنے پھر جب اذان ختم ہو جاتی ہے۔ تو آجاتا ہے۔ جب اقامت کہی جاتی ہے پھر اسی طرح بھاگتا ہے جب وہ ختم ہوتی ہے تو آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ آدمی اور اس کے جی میں خیالات ڈالتا ہے۔ وسوسہ اندازی کرتا ہے فلاں چیز کو یاد کر د۔ فلاں بات کو یاد کر د۔ یہاں تک کہ نماز پڑھنے والا اشتباہ میں واقع ہو جاتا ہے کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں

(۸) اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم اَلْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهٗ مَدٰی صَوْتِهٖ وَيَشْهَدُ لَهٗ كُلُّ رَطْبٍ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤذن کے لیے اس کی آواز پہنچنے کی جگہ تک تمام تر و خشک چیزیں گواہی دیں گی۔

وَیَابِسٍ (مسند احمد ص۲۶۶ ج۲، ابو داؤد ص۷۶ ج۱، ابن ماجہ ص۵۳، نسائی ص۱۰۶ ج۱)

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ اور مؤذنین کے لیے خصوصی دعا فرمائی ہے۔

اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ اَللّٰهُمَّ اَرْشِدِ الْاَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِیْنَ

(مسند احمد ص۲۳۲ ج۲، ابو داؤد ص۷۷ ج۱، ترمذی ص۵۷، مسند شافعی، ملحقہ کتاب الام ص۳۴۵ ج۸)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، امام ضامن ہوتا ہے (اپنے مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہوتا ہے۔ ان کی درستگی امام کی نماز کی درستگی پر موقوف ہے) اور مؤذن کو امانت والا خیال کیا جاتا ہے (پھر آپ نے دعا کی) اے اللہ آئمہ کو ہدایت دے اور مؤذنین کی غلطیوں کو معاف فرمادے۔

(۱۰) عَنْ جَابِرٍ رضؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ اِنَّ الشَّیْطٰنَ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ ذَهَبَ حَتّٰی یَكُوْنَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ قَالَ الرَّاوِیْ وَالرَّوْحَاءُ مِنَ الْمَدِیْنَةِ سِتَّةٌ وَّثَلَاثِیْنَ مِیْلًا۔ (مسلم ص۱۶۷ ج۱)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ شیطان جب اذان کی آواز سنتا ہے تو بھاگ جاتا ہے یہاں تک کہ اتنا دور بھاگتا ہے۔ جتنا مدینہ سے روحاء کا مقام ہے۔ جو چھتیس ۳۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔

لفظ اذان کا ذکر قرآن پاک میں

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ ط

(توبہ آیت ۳ پ۱۰)

اور حج اکبر کی تاریخوں میں اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے سب لوگوں کے روبرو یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اللہ مشرکوں سے بری الذمہ ہے۔ اور اس کا رسول بھی۔

اذان کی مشروعیت اور حکمت

اذان میں اسلام کی ایک خاص شان ظاہر ہوتی ہے (من اعظم شعائر اللہ) لہٰذا اس کی بہت تاکید ہے۔ پاک صاف ہو کر بلند مقام پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی کبریائی و یکتائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی منادی بلند آواز سے لوگوں کو عبادت و فلاح کی طرف بلانا اس سے بھی کوئی چیز زیادہ اچھی

اور قابلِ عزت واحترام۔ واجب توقیر واعظام ہو سکتی ہے؟

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ (حم السجدة پ۲۴)

اور بات کے اعتبار سے اُس شخص سے اچھا بات کا کون ہو سکتا ہے۔ جو لوگوں کو خدا کی طرف بلائے اور خود نیک کام کرتا ہے اور یوں کہے کہ میں خدا کے فرماں برداروں میں سے ہوں۔

اس کے ساتھ تمسخر تحقیر وتذلیل کرنا بے عقلی کج فہمی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔

وَاقْتَضَتِ الْحِكْمَةُ الْإِلٰهِيَّةُ اَنْ لَّا يَكُوْنَ الْاَذَانُ صِرْفَ اِعْلَامٍ وَتَنْبِيْهٍ بَلْ يُضَمُّ مَعَ ذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ شَعَائِرِ الدِّيْنِ بِحَيْثُ يَكُوْنُ النِّدَاءُ بِهٖ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَامِلِ وَالنَّبِيْهِ تَنْوِيْهًا بِالدِّيْنِ وَيَكُوْنُ قَبُوْلُهٗ مِنَ الْقَوْمِ اٰيَةَ اِنْقِيَادِهِمْ لِدِيْنِ اللّٰهِ۔ فَوَجَبَ اَنْ يَّكُوْنَ مُرَكَّبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمِنَ الشَّهَادَتَيْنِ وَالدَّعْوَةِ اِلَى الصَّلٰوةِ لِيَكُوْنَ مُصَرِّحًا بِمَا اُرِيْدَ بِهٖ۔

(حجۃ اللہ البالغہ صـ۱۹۱ ج۱)

حکمت الٰہی یہ تقاضا کرتی ہے۔ کہ اذان صرف اعلان ہی نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ یہ بات بھی ہو کہ یہ شعائر دین میں سے ہے اس طرح اس کے ساتھ ندا ہر ایک شخص کے لیے گمنام ہو یا ذیشان ہو۔ ہر ایک کے سامنے یہ اذان دین کی تعظیم ہو۔ اور لوگوں کو اس کو قبول کرنا ان کے مطیع ہونے کی نشانی ہو۔ پس ضروری ہوا کہ یہ اذان مرکب ہو، ذکر اللہ سے اور شہادتین (توحید ورسالت کی گواہی سے) اور نماز کی طرف دعوت سے تاکہ اس بات کی تصریح ہو کہ اس سے کیا ارادہ کیا گیا ہے۔

اسلام نے عبادت کے اعلان کا ایسا طریقہ نکالا ہے۔ جو بجائے خود ایک عبادت ہے۔ دوسرے مذاہب وادیان کو اگر ضرورت پڑے (پانچ وقت کیا روزانہ بھی نہیں بلکہ ہفتہ میں ایک بار) تو گھنٹہ کی ٹھنا ٹھن بجا کر یا گھنٹی کی ٹنا ٹن سے کام لیا جاتا ہے۔ لیکن اذان میں نہ جرس نہ ناقوس و باجا نہ گانا۔ نہ قومی نغمہ نہ ملی ترانہ نہ سیٹی نہ سنکھ۔ بس اللہ تعالیٰ کی حکومت و کبریائی اللہ تعالیٰ کی توحید حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اقرار کے ساتھ لوگوں کو نماز کی طرف بلانا ہے۔

حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ کہتے ہیں۔

لَمَّا عَلِمَتِ الصَّحَابَةُ اَنَّ الْجَمَاعَةَ مَطْلُوبَةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَلَا يَتَيَسَّرُ الْاِجْتِمَاعُ فِيْ زَمَانٍ وَاحِدٍ وَمَكَانٍ وَاحِدٍ بِدُوْنِ اِعْلَانٍ وَتَنْبِيْهٍ تَكَلَّمُوْا فِيْمَا يَحْصُلُ بِهِ الْاِعْلَامُ فَذَكَرُوا النَّارَ فَرَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عليه وسلم لِمُشَابَهَةِ الْمَجُوْسِ وَذَكَرُوا الْقَرْنَ فَرَدَّهُ لِمُشَابَهَةِ الْيَهُوْدِ وَذَكَرُوا النَّاقُوْسَ فَرَدَّهُ لِمُشَابَهَةِ النَّصَارٰى فَرَجَعُوْا مِنْ غَيْرِ تَعْيِيْنٍ فَاُرِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ فِيْ مَنَامِهٖ

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ صفحہ ۱۹ مطبوعہ سلفیہ لاہور)

جب صحابہؓ نے یہ بات معلوم کی کہ جماعت بڑے مؤکد طریقہ پر مطلوب ہے۔ اور ایک مکان میں ایک وقت میں بغیر اعلان اور خبردار کرنے کے اجتماع ممکن نہیں۔ تو انہوں نے آپسمیں مشورہ کیا کہ کیا صورت اختیار کی جائے۔ جس سے لوگوں کو اطلاع ہوسکے تو انہوں نے آگ جلانے کا ارادہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مجوس کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے رد فرما دیا۔ پھر انہوں نے قرن (بگل) کا ذکر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہود کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے رد فرما دیا۔ پھر انہوں نے ناقوس بجانے کا ارادہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نصاریٰ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے رد فرما دیا۔ تو صحابہ کرامؓ بغیر کسی بات کے معین ہونے کے واپس اپنے گھروں کو لوٹے۔ اسی اثناء میں حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو خواب میں اذان اور اقامت کا طریقہ بتلایا گیا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی)

احکام و مصالح کے لیے شرع میں اجتہاد کو دخل ہے۔ اور تیسیر اصل اصیل ہے۔ اور امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔

اِنَّ مُخَالَفَةَ اَقْوَامٍ تَمَادَوْا فِيْ ضَلَالَتِهِمْ فِيْمَا يَكُوْنُ مِنْ شَعَائِرِ الدِّيْنِ مَطْلُوْبٌ

(حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۹۱ ج ۱)

ان لوگوں کی مخالفت کرنی جو اپنی گمراہی میں دور جا پڑے ہوں ان باتوں میں جو شعائر دین سے ہوں۔ ان کی (مطلوبہ ماتم۔ تعزیت برہنہ سر وغیرہ میں) مخالفت مطلوب ہے۔

چنانچہ یہود۔ مجوس۔ نصاریٰ کے دینی شعائر کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح آج کل اہل شرک و رفض و اہل بدعت وغیرہ کے جلوس۔ مذہبی ماتم، تعزیت برہنہ سر نوحہ وغیرہ کی مخالفت ضروری ہے۔

وَاِنَّ غَيْرَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَدْ يَطَّلِعُ بِالْمَنَامِ اَوِ النَّفْثِ فِي الرَّوْعِ عَلٰى مُرَادِ الْحَقِّ لٰكِنْ لَا يُكَلَّفُ النَّاسُ بِهٖ وَلَا تَنْقَطِعُ الشُّبْهَةُ حَتّٰى يُقَرِّرَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور شخص بھی حق کی مراد پر خواب میں یا القا کی شکل میں مطلع ہو سکتا ہے لیکن لوگوں کو اس کا مکلف نہیں بنایا جا سکتا اور نہ ہی شبہ ختم ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو مقرر (توثیق) نہ فرمائیں۔

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۹۱ ج ۱)

الفاظ اذان

اَللّٰهُ اَكْبَرُ (چار بار)	اللہ ہی بڑا ہے۔
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (دو بار)	میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (دو بار)	میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔
حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ (دو بار)	لپکو نماز کی طرف
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (دو بار)	لپکو فلاح کی طرف
اَللّٰهُ اَكْبَرُ (دو بار)	اللہ ہی بڑا ہے
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (ایک بار)	اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

مسئلہ فجر کی نماز میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد اتنا اضافہ ہے

اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (دو بار) — نماز نیند سے کہیں بہتر ہے۔

(۱) عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِالنَّاقُوْسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهٖ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلٰوةِ طَافَ بِيْ وَاَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فِيْ يَدِهٖ فَقُلْتُ يَا

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ناقوس بنانے کا تا کہ اسکو بجا کر لوگوں کو نماز کے لیے اکٹھا کیا جائے۔ تو خواب میں میرے پاس ایک شخص گزرا۔ جو اپنے ہاتھ میں ناقوس اٹھائے ہوئے تھا۔ میں نے اُسے کہا اے اللہ

عَبْدَ اللّٰهِ اَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ
بِهٖ قُلْتُ نَدْعُوْا بِهٖ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ
اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكَ
فَقُلْتُ لَهٗ بَلٰى قَالَ فَقَالَ تَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ
اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ
اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ ـ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
(اِلٰى اَنْ قَالَ) فَلَمَّآ اَصْبَحْتُ اَتَيْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم
فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَاَيْتُ فَقَالَ اِنَّهَا
رُؤْيَا حَقٌّ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ
بِلَالٍؓ فَاَلْقِ عَلَيْهِ مَا رَاَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهٖ
فَاِنَّهٗ اَنْدٰى صَوْتًا مِّنْكَ فَقُمْتُ
مَعَ بِلَالٍؓ فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهِ عَلَيْهِ وَ
يُؤَذِّنُ بِهٖ فَقَالَ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ
فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَآءَهٗ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَاَيْتُ
مِثْلَ مَآ اُرِيَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى
الله عليه وسلم فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ـ

کے بندے کیا تم یہ ناقوس بیچتے ہو؟ تو اس نے کہا
تم اسے کیا کرو گے۔ میں نے کہا اس کے ذریعہ لوگوں
کو نماز کے لیے بلائیں گے۔ تو اس نے کہا کیا میں تمہیں
اس سے زیادہ بہتر چیز نہ بتلاؤں۔ میں نے کہا ضرور
بتلاؤ۔ تو اس نے کہا یوں کہو اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ
اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ اَكْبَرُ
اللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صبح کے وقت جب
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو
اپنا خواب کا واقعہ آپ کے سامنے عرض کیا۔ آپ نے
فرمایا یہ سچا خواب ہے۔ ان شاء اللہ۔ پس تم کھڑے
ہو بلالؓ کے ساتھ اور اسے بتلاؤ جو تم نے دیکھا ہے
وہ اذان کہے کیونکہ اس کی آواز تم سے زیادہ بلند ہے
میں بلالؓ کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ میں بتلاتا گیا اور بلالؓ
اذان کہتے رہے۔ جب اس کو عمر بن الخطاب نے سنا
تو وہ اپنے گھر سے چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے اور وہ
عرض کر رہے تھے یا رسول اللہ اس ذات کی قسم
جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے
میں نے اسی طرح خواب میں دیکھا ہے جس طرح
اس نے دیکھا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

(ابو داؤد ص۲؍۲ج۱، واللفظ لہ دارمی ص۲۱۴ج۱، ابن ماجہ ص۵۱، ترمذی ص۵۴، صحیح ابن حبان ص۱۳۹ج۳)

فرمایا، پس اللہ تعالیٰ کے لیے تعریف ہے۔

(۲) عبد الرحمٰن بن اَبِی لَیلٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ زَیْدٍ الْاَنْصَارِیَّ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم کَاَنَّ رَجُلًا قَامَ وَعَلَیْہِ بُرْدَانِ اَخْضَرَانِ عَلٰی جِذْمَۃِ حَآئِطٍ فَاَذَّنَ مَثْنٰی وَاَقَامَ مَثْنٰی (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۳ج۱، بیہقی ص۴۲۰ج۱، وقال ابن حزمؒ "وھذا فی غایۃ الصحۃ، محلی ابن حزم ص۱۱۶ج۳)

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن زید انصاریؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اذان کا واقعہ بتایا کہ میں نے دیکھا ایک شخص پر دو سبز رنگ کی چادریں ہیں اور وہ دیوار پر کھڑا اذان دوہری دوہری مرتبہ پکار رہا ہے۔ اور اقامت بھی دوہری مرتبہ۔

(۳) عَنِ السَّآئِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانَ الْاَذَانُ عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ مَرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ۔ (صحیح ابن حبان ص۱۳۶ج۳)

حضرت سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ اذان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد میں دوہری دوہری ہوتی تھی۔

(۴) عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَۃَ قَالَ کُنْتُ اُوَذِّنُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَاَقُوْلُ اِذَا قُلْتُ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ (مصنف عبد الرزاق ص۴۷۲ج۱)

حضرت ابو محذورہؓ کہتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صبح کی نماز کے لیے اذان پڑھتا تھا۔ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دوبار پکارتا تھا۔

(۵) عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَۃَ اِنَّہٗ اَذَّنَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلِاَبِیْ بَکْرٍ

حضرت ابو محذورہؓ سے منقول ہے۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اذان

وَلِعُمَرَ فَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ اَذَانِهٖ۔ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۹ ج۱)

پکاری پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اذان پکارتے تھے اور اپنی اذان (فجر) میں اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا لفظ بھی پڑھتے تھے

(۶) وَقَالَ الزُّهْرِيُّ وَزَادَ بِلَالٌ فِيْ نِدَاءِ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَاَقَرَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم (ابن ماجہ ص۵)

اور امام زہریؒ نے کہا کہ حضرت بلالؓ نے صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا لفظ زیادہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا

مسئلہ اذان میں ترجیع (شہادتین کو دوبارہ بلند آواز سے کہنا) بھی جائز ہے۔ اگرچہ بہتر عدم ترجیع ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذنین سے ثابت ہے۔ اور حضرت ابومحذورہؓ کی اکثر روایات میں ترجیع کا ذکر ملتا ہے لیکن ان سے عدم ترجیع کی روایات بھی ہیں۔

عَنْ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ رضـ قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیہ وسلم الْاَذَانَ۔

(الی ان قال) اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

(صحیح ابن حبان ص۱۴۳ ج۳)

حضرت ابومحذورہؓ کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان سکھلائی۔ اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

مقاصد و معانی اذان

(۱) دین میں اہم ترین توحید ہے۔ توحید کے دو شعبے ہیں۔ توحید عبادت (اِيَّاكَ نَعْبُدُ) اور توحید استعانت (اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ) توحید عبادت اگرچہ مقصد حقیقی ہے۔

(۱) وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ

اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے

اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ﴿۵۶﴾ (الذّٰریٰت پ ۲۷) ہے۔ کہ وہ میری عبادت کیا کریں۔

(۲) اِنَّمَاۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰہَ وَلَاۤ اُشۡرِکَ بِہٖ (الرعد آیت ۳۶ پ ۱۳) مجھ کو تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤں۔

لیکن توحید استعانت بھی اہم مقاصد میں سے ہے۔ توحید عبادت بغیر توحید استعانت کے مکمل نہیں ہوسکتی۔ توحید چار صفات پر موقوف ہے۔

(۱) حوائج و مصالح محتاجین کا علم۔

(۲) قدرت کا فیضان بغیر مزاحمت و موانع داخلی مثلاً بخل وغیرہ اور خارجی جیسا مغلوبیت۔

(۳) وفور رحمت جاننے اور قوت کے باوجود اگر ارادہ خیر نہ ہو تو حصول نفع و دفع ضرر نہ ہوگا۔

(۴) شرف ذاتی (قبول نعمت کم تر اور ہمسر سے بھی حقارت اور عار سے خالی نہیں) پس

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ (عِلۡمًا) یعنی اللہ تعالیٰ علم کے اعتبار سے سب سے بڑا ہے

" (قُدۡرَۃً) " " قدرت " " "

" (رَحۡمَۃً) " " رحمت " " "

" (شَرَفًا) " " شرف " " "

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ منفرد فی الوجود میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی متصرف فی الوجود (کائنات) نہیں۔

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مستحق معبودیت " " " " " مستحق معبودیت نہیں۔

اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰہِ رسالت ابلاغ " " کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں آپ نے پیغام رسالت پہنچایا۔

اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰہِ رسالت ایصال " " " " " " نے مقصد تک پہنچانے والا پیغام پہنچایا۔

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ بِاَجۡسَامِکُمۡ جسموں کے ساتھ فلاح کے لیے حاضر ہو

" بِقُلُوۡبِکُمۡ دلوں کے ساتھ " " "

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	دنیا میں مال وجان کی حفاظت ولذت مناجات کے حصول کی فلاح آخرت
" "	میں سختی سے امن۔ جہنم سے نجات۔ جنت کی نعیم سے استفادہ اور رویت سے تمتع
اَللّٰہُ اَکْبَرُ	عُلُوًّا فِی ذَاتِہٖ
" "	احاطہ تمام کائنات کا۔

اس میں عرفان قیومیت، نفی حجابات، محو ظلمات کثرت کا اشارہ ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محقق فی الحقیقت اور ہے۔ تمام کمالات کے ساتھ ظہور اور احاطہ جمیع کمالات و مراتب کا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ (شاہ رفیع الدینؒ)

مسائل اذان اذان فرائض خمسہ کے لیے سنت ہے۔ (ہدایہ ص ۵۴ ج ۱، شرح نقایہ ص ۵۹ ج ۱، کبیری ص ۳۷۰، درمختار ص ۶۲ ج ۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ مَرْفُوْعًا ثَلٰثَۃٌ عَلٰی كُثْبَانِ الْمِسْكِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (الی ان قال) وَرَجُلٌ یُنَادِیْ بِالصَّلَوٰتِ الْخَمْسَۃِ كُلَّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ۔	حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے لوگ قیامت کے دن کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے (ان میں ایک وہ شخص ہے) جو پانچ وقت نماز کے لیے ہر روز
(ترمذی ص ۲۹۲)	اذان دیتا ہے۔

مسئلہ فرائض خمسہ (فرض عین) اور جمعہ کی نماز کے علاوہ کسی نماز میں سنن۔ وتر۔ تراویح العیدین استسقاء، جنازہ، تطوعات و نوافل کے لیے (ماسوائے تہجد کے رمضان میں) اذان واقامت کا حکم نہیں۔ (ہدایہ ص ۵۴ ج ۱، شرح نقایہ ص ۵۹ ج ۱)

(۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعِیْدَیْنِ غَیْرَ مَرَّۃٍ وَّلَا مَرَّتَیْنِ بِغَیْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَۃٍ	حضرت جابرؓ بن سمرۃ کہتے ہیں کہ میں نے کئی بار عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی ہے۔ بغیر اذان اور بغیر اقامت کے۔
(مسلم ص ۲۹۰ ج ۱)	

(۲) عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَعَثَ مُنَادِیًا بِالصَّلٰوۃِ جَامِعَۃً (مسلم ص۲۹۶ ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں سورج گرہن زدہ ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اذان نہیں دلوائی بلکہ) اعلان کرنے والے کو بھیجا کہ الصَّلٰوۃُ جَامِعَۃً پکار کر لوگوں کو اکٹھا کرے۔

مسئلہ | خطرے کے وقت شیاطین اور جنات کو بھگانے کے لیے اذان ثابت ہے۔ اور نومولود بچہ کے کان میں اذان واقامت مستحب ہے۔

(۱) عَنْ سُهَیْلٍ قَالَ اَرْسَلَنِیْ اَبِیْ اِلٰی بَنِیْ حَارِثَةَ قَالَ وَمَعِیْ غُلَامٌ لَنَا اَوْ صَاحِبٌ لَنَا فَنَادَاهُ مُنَادٍ مِنْ حَائِطٍ بِاسْمِهٖ قَالَ فَاَشْرَفَ الَّذِیْ مَعِیْ عَلَی الْحَائِطِ فَلَمْ یَرَ شَیْئًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاَبِیْ فَقَالَ لَوْ شَعَرْتُ اَنَّكَ تَلْقٰی هٰذَا لَمْ اُرْسِلْكَ وَلٰكِنْ اِذَا سَمِعْتَ صَوْتًا فَنَادِ بِالصَّلٰوۃِ۔ (مسلم ص۱۶۷ ج۱)

حضرت سہیلؒ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بنی حارثہ کی بستی میں بھیجا میرے ساتھ میرا ہمعمر ایک لڑکا تھا۔ باغ سے اس کا نام لے کر کسی نے آواز دی۔ اس نے باغ میں جھانک کر دیکھا تو کوئی شئی بھی نظر نہ آئی۔ میں نے یہ بات واپس آکر اپنے والد کے سامنے ذکر کی تو انہوں نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارے ساتھ ایسا واقعہ پیش آئے گا تو میں تم کو نہ بھیجتا۔ لیکن جب تم اس قسم کی آواز سنو (یہ شیطان یا جن وغیرہ ہو سکتے ہیں) تو تم اذان پکارا کرو۔

(۲) عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ علیہ وسلم اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلٰوۃِ (ترمذی ص۲۳۸)

حضرت ابو رافع رض کہتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ رض سے حضرت حسن رض پیدا ہوئے تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے حضرت حسن رض کے کان میں اذان پڑھی۔

مسئلہ | میت کو دفن کرنے کے وقت یا دفن کرنے کے بعد قبر کے پاس اذان دینا بدعت ہے۔ کسی حدیث سے ثابت نہیں اور نہ سلف صالحین سے منقول ہے۔

مسئلہ | اذان واقامت کے لیے نیت شرط نہیں۔ البتہ ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا۔ اور

نیت یہ ہے کہ دل میں یہ ارادہ کرے میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے اور ثواب حاصل کرنے کے لیے کہتا ہوں۔ اس کے علاوہ کچھ مقصود نہیں۔

مسئلہ | اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں دینا مستحب ہے (ہدایہ ص۵۵ ج۱، شرح نقایہ ص۶۱ ج۱، کبیری ص۲۷۵)

۱۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَ بِلَالًا اَنْ یَّجْعَلَ اِصْبَعَیْہِ فِیْ اُذُنَیْہِ وَقَالَ اِنَّہٗ اَرْفَعُ لِصَوْتِکَ (ابن ماجہ ص۵۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رض کو حکم دیا کہ اذان کے وقت اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں رکھ لیا کرو۔ اس سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہوگی۔

(۲) وَیُذْکَرُ عَنْ بِلَالٍ اَنَّہٗ جَعَلَ اِصْبَعَیْہِ فِیْ اُذُنَیْہِ (بخاری ص۸۸ ج۱ تعلیقاً)

حضرت بلال رض سے منقول ہے وہ اپنی انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں دیا کرتے تھے اذان کے وقت۔

مسئلہ | اذان ترسل (آرام و سکون) سے ٹھہر ٹھہر کر کہنی چاہیے۔ اور اقامت حدر (تیزی) سے۔

(ہدایہ ص۵۵ ج۱، شرح نقایہ ص۶۱ ج۱، کبیری ص۲۷۶، درمختار ص۶۳ ج۱)

۱۔ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَاْمُرُنَا اَنْ نُّرَتِّلَ الْاَذَانَ وَ نَحْذُفَ الْاِقَامَۃَ (دارقطنی ص۲۳۸ ج۱)

حضرت علی رض کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو حکم دیتے تھے ہم اذان ٹھہر ٹھہر کر پکاریں اور اقامت تیزی سے۔

۲۔ جَابِرٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللہ علیہ قَالَ لِبِلَالٍ اِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ وَاِذَا اَقَمْتَ فَاحْدُرْ (ترمذی ص۵۵)

حضرت جابر رض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رض سے فرمایا جب تم اذان کہتے ہو تو سکون سے کہا کرو۔ اور جب تم اقامت کہتے ہو تو جلدی سے

مسئلہ | مؤذن کے لیے مسائل ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا ضروری ہے، اگر جاہل ناواقف شخص اذان دے تو اس کو مؤذنوں کے برابر ثواب نہ ملے گا۔

(فتاویٰ قاضیخان ص۳۸ ج۱، ہدایہ ص۵۶ ج۱)

۱۔ ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم خَصْلَتَانِ

حضرت ابن عمر رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو خصلتیں مؤذنوں کی گردنوں

مُعَلَّقَتَانِ فِيْ اَعْنَاقِ الْمُؤَذِّنِيْنَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صِيَامُهُمْ وَصَلٰوتُهُمْ — میں معلق ہیں مسلمانوں سب کے لیے ان کے روزے اور ان کی نمازیں۔

(ابن ماجہ ص۵۲)

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ — حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے اچھے لوگ (زیادہ سمجھ بوجھ رکھنے والے) اذان پکارا کریں۔

(ابوداؤد ص۸۷ ج۱)

مسئلہ مؤذن عاقل، بالغ مرد ہو۔ عورت (اگرچہ الگ نماز ہی کیوں نہ پڑھیں) مجنون اور مست نہ ہو، اور نہ ناسمجھ بچہ ہو۔ ورنہ اعادہ کرنا پڑے گا (شرح نقایہ ص۶۲ ج۱، درمختار ص۶۴ ج۱)

۱۔ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ يُكْرَهُ لِلصَّبِيِّ اَنْ يُّؤَذِّنَ حَتّٰى يَحْتَلِمَ — حضرت ابواسحاقؒ سے منقول ہے کہ وہ ناسمجھ بچے کی اذان کو مکروہ خیال کرتے تھے جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۶۹ ج۱)

۲۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ هَلْ يُؤَذِّنُ الْغُلَامُ غَيْرُ مُحْتَلِمٍ؟ قَالَ لَا — حضرت عطاءؒ سے پوچھا گیا کہ نابالغ (ناسمجھ) بچہ اذان دے سکتا ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۷۰ ج۱)

مسئلہ دس بارہ سال کا (سمجھدار) لڑکا اذان دے سکتا ہے۔ (درمختار ص۶۴ ج۱)

۱۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَا بَأْسَ اَنْ يُّؤَذِّنَ الْغُلَامُ اِذَا اَحْسَنَ الْاَذَانَ قَبْلَ اَنْ يَّحْتَلِمَ وَكَذَا عَنْ عَطَاءٍ — امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ بالغ ہونے سے پہلے اگر کوئی سمجھدار لڑکا اذان پکارے تو درست ہے، اسی طرح حضرت عطاءؒ سے بھی منقول ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۶ ج۱)

۲۔ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ فَكَانَ يُعْجِبُنِيْ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ لَيْلٰى كَانَ يَأْمُرُ ابْنًا لَهٗ غُلَامًا فَيُؤَذِّنُ — حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؓ اپنے بیٹے (نابالغ سمجھدار) لڑکے سے اذان پکارنے کو کہتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۶ ج۱)

۳- عَنِ الثَّوْرِيِّ سُئِلَ عَنِ الْغُلَامِ غَيْرِ الْمُحْتَلِمِ هَلْ يُؤَذِّنُ وَ يُقِيمُ الصَّلٰوةَ؟ فَقَالَ نَعَمْ (مصنف عبدالرزاق ص۴۶۹ ج۱)

حضرت سفیان ثوریؒ سے پوچھا گیا کہ نابالغ لڑکا اذان واقامت پکار سکتا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔

مسئلہ اذان مردوں کے لیے سنت ہے۔ عورتوں کے لیے نہیں۔ بلکہ عورتوں کی اذان مکروہ تحریمی ہے (ہدایہ ص۵۷ ج۱، شرح نقایہ ص۶۲ ج۱)

۱- ابنِ عُمَرَؓ قَالَ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ أَذَانٌ وَّلَا إِقَامَةٌ (سنن الکبری بیہقی ص۴۰۸ ج۱)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ عورتوں پر نہ اذان ہے اور نہ اقامت۔

۲- عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَعَنْ قَتَادَةَ وَسَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنِ قَالُوا لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ أَذَانٌ وَّلَا إِقَامَةٌ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۲ ج۱)

حضرت ابراہیمؒ۔ قتادہؒ۔ سعید بن المسیبؒ۔ حسن بصریؒ نے کہا کہ عورتوں پر نہ اذان ہے اور نہ اقامت۔

۳- اسی طرح امام محمد بن سیرینؒ۔ حضرت عطاءؒ، حضرت جابر بن زیدؒ۔ امام زہریؒ۔ امام ضحاکؒ سے مروی ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۲ ج۱)

نوٹ آجکل تو عورتیں گانے۔ رقص اور حسن قراءۃ وغیرہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں۔ یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ۔

مسئلہ اذان قبلہ رُخ ہو کر کہنی مستحب ہے (جامع صغیر ص۱۰، ہدایہ ص۵۵ ج۱، شرح نقایہ ص۶۰ ج۱)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ (فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ) وَقَالَ فِيهِ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ (ابوداؤد ص۷۵ ج۱)

حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی روایت میں ہے کہ فرشتے نے قبلہ رُخ ہو کر اذان پکار دی۔

مسئلہ اذان میں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت رُخ دائیں اور بائیں پھیرنا مستحب ہے۔ (جامع صغیر ص۱۰، ہدایہ ص۵۵ ج۱، شرح نقایہ ص۶۴ ج۱، کبیری ص۶۲، درمختار ص۶۳ ج۱)

۱- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ الْأَنْصَارِيُّ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا حضور ایں نے ایک شخص کو (خواب میں) دیکھا کہ اس نے

عليه وسلم فقال يا رسول الله انى رأيت رجلا نزل من السماء فقام على جذم حائط فاستقبل القبلة وقال الله اكبر الله اكبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله مرتين اشهد ان محمدا رسول الله اشهد ان محمدا رسول الله مرتين ثم قال عن يمينه حى على الصلوة مرتين ثم قال عن يساره حى على الفلاح مرتين ثم استقبل القبلة فقال الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله

باغ کی دیوار پر قبلہ رخ ہو کر پکارا اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ دو مرتبہ اشہد ان محمدا رسول اللہ دو مرتبہ پھر دائیں جانب رخ کر کے حی علی الصلوۃ دو مرتبہ کہا پھر بائیں جانب رخ کر کے حی علی الفلاح دو مرتبہ کہا پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہا مستدرک حاکم میں حضرت بلالؓ سے اسی طرح کی روایت ہے

(نصب الرایہ ص۲۷۵ ج۱ وشرح نقایہ ص۶۱ ج۱ بحوالہ مسند امام اسحٰق ابن راہویہ وکذا مستدرک حاکم ص۲۰۷ ج۳ عن بلال)

۲- ابی جحیفة وأذن بلال قال فجعلت اتتبع فاه ههنا وههنا يقول يمينا وشمالا يقول حى على الصلوة حى على الفلاح (مسلم ص۱۹۶ ج۱) وفى رواية ابى داؤد عنه قال رأيت بلالا خرج الى الابطح فاذن فلما بلغ حى على الصلوة حى على الفلاح لوى عنقه يمينا وشمالا ولم يستدر (ابوداؤد ص۷۷ ج۱)

حضرت ابو جحیفہؓ کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ نے اذان دی تو میں دیکھتا تھا۔ وہ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح پکارنے کے وقت دائیں بائیں طرف رخ پھیرتے تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ دائیں بائیں دیکھتا تھا۔ حضرت ابو جحیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت بلالؓ کو دیکھا بطحا کی طرف نکلے۔ پھر اذان دی اور حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کے وقت اپنی گردن دائیں بائیں طرف موڑی خود نہیں گھومے۔

مسئلہ اذان مسجد کے باہر مستحب ہے۔

۱- عن ابی برزة الاسلمیؓ قال من

حضرت ابو برزہ اسلمیؓ سے روایت ہے کہ انہوں

السُّنَّةِ الْاَذَانُ فَوْقَ الْمَنَارَةِ وَالْاِقَامَةُ فِي الْمَسْجِدِ (نصب الرایہ صفحہ ۲۹۳ ج ۱ بحوالہ ابو الشیخ) نے کہا سنت میں سے ہے۔ اذان کسی منارہ (بلند جگہ) پہ پکارنا۔ اور اقامت مسجد میں۔

۲۔ عُرْوَةَ بْنِ زُبَيْرٍ عَنِ امْرَأَةٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ قَالَتْ كَانَ بَيْتِي مِنْ اَطْوَلِ بَيْتٍ كَانَ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَكَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ عَلَيْهِ (ابوداؤد صفحہ ۷۷ ج ۱)

حضرت عروہ بن زبیرؓ بنی نجار کی ایک خاتون سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی تھی کہ میرا گھر مسجد کے قریب سب گھروں سے اونچا تھا۔ تو حضرت بلالؓ اس پر چڑھ کر اذان پکارتے تھے۔

۳۔ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ يُؤَذِّنُ فَوْقَ الْبَيْتِ۔ (نصب الرایہ صفحہ ۲۹۳ ج ۱ بحوالہ ابو الشیخ)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن اُم مکتومؓ مکان کے اوپر چڑھ کر اذان پکارتے تھے۔

مگر جمعہ کی دوسری اذان جو ممبر کے سامنے دی جاتی ہے (ہدایہ صفحہ ۱۱۸ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۲۶ ج ۱، کبیری صفحہ ۵۶۰)

مسئلہ | باوضو اذان کہنا مستحب ہے اور بغیر وضو کے اذان کہنا جائز ہے (مگر عادت بنا لینا بُری بات ہے (ہدایہ صفحہ ۵ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۶۲ ج ۱، در مختار صفحہ ۶۴ ج ۱)

۱۔ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَا بَأْسَ اَنْ يُّؤَذِّنَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ وَقَالَ عَطَاءٌ اَلْوُضُوْءُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ (بخاری صفحہ ۸۸ ج ۱ تعلیقاً مصنف عبد الرزاق صفحہ ۴۶۶ ج ۱ و مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۱۱ ج ۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بغیر وضو کے اذان پکارے تو اس کی گنجائش ہے۔ حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ اذان کے لیے وضو برحق اور سنت ہے۔

۲۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا بَأْسَ اَنْ يُّؤَذِّنَ غَيْرَ طَاهِرٍ وَكَذَا عَنْ قَتَادَةَ وَحَمَّادٍ وَعَطَاءٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۱۱ ج ۱)

حضرت حسنؒ قتادہؒ۔ حمادؒ، عطاءؒ اور عبد الرحمٰن بن الاسودؒ کہتے ہیں کہ بغیر وضو کے اذان پکارنی جائز ہے۔ (لیکن اس طرح عادت بنا لینا جائز نہیں)

مسئلہ | جنابت کی حالت میں اذان کہنا مکروہ تحریمی ہے (جامع صغیر صفحہ ۱۰ ج ۱، ہدایہ صفحہ ۵ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۶۲ ج ۱، در مختار صفحہ ۶۴ ج ۱)

مسئلہ اذان واقامت عربی میں انہیں خاص الفاظ سے ہونا ضروری ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ اگر کسی اور زبان میں یا عربی میں ان الفاظ کے علاوہ کہے گا۔ تو اذان صحیح

اور سنت کے مطابق نہ ہوگی۔ اگرچہ لوگ اس کو سُن کر اذان ہی سمجھ لیں۔ اور اذان کا مقصود اس سے حاصل ہو جائے (شامی ص ۲۹۲ ج ۱ مطبوعہ کوئٹہ)

مسئلہ کوئی شخص اذان واقامت غلط کہے تو اعادہ کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ایک موذن کا (ایک ہی نماز کے لیے) دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے۔ جس مسجد میں فرض پڑھے اسی میں اذان دے۔

مسئلہ اذان واقامت کے درمیان کی حالت میں کوئی دوسرا کلام نہ کرنا چاہیئے۔ خواہ سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔ اگر (زیادہ) کلام کیا تو اعادہ کرے۔ (فتاویٰ قاضیخان ص ۳۸ ج ۱، درمختار ص ۹۲ ج ۱، کبیری ص ۳۷۵)

۱۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَعَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّهُمَا كَرِهَا اَنْ يَّتَكَلَّمَ حَتّٰى يَفْرُغَ۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ اور ابن سیرینؒ اذان کے درمیان کلام کرنے کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۲ ج ۱)

۲۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّهٗ كَرِهَ الْكَلَامَ فِي الْاَذَانِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۳ ج ۱)

امام شعبیؒ اذان کے درمیان کلام کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

۳۔ عُثْمَانَ بْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِذَا تَكَلَّمَ فِيْ اِقَامَتِهٖ فَاِنَّهٗ يُعِيْدُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۳ ج ۱)

حضرت امام زہریؒ کہتے تھے کہ اقامت کے دوران اگر کلام کیا تو اس کو پھر دوبارہ لوٹائے۔

۴۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ فِيْ اَذَانِهٖ وَاِقَامَتِهٖ حَتّٰى يَفْرُغَ۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ بھی اذان واقامت کے درمیان کلام کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۴۶۸ ج ۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۳ ج ۱)

مسئلہ اگر موذن کو اثناء اذان کوئی حادثہ (غشی، موت، بیہوشی وغیرہ) لاحق ہو جائے تو اذان کا اعادہ کیا جائے۔

مسئلہ اذان اور اقامت کا حکم اداء قضاء دونوں نمازوں کے لیے ہے۔ مسافر بھی جب جماعت سے پڑھیں تو اس کا ترک ان کے لیے مکروہ ہے (جامع صغیر ص ۱۱، ہدایہ ص ۸۵ ج ۱، شرح نقایہ ص ۹۲ ج ۱)

۱۔ حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ ___ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صبح کی نماز قضا ہو گئی

ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ فَصَنَعَ كَمَا يَصْنَعُ كُلَّ يَوْمٍ۔ (مسلم ص ۲۳۹ ج ۱)

پھر حضرت بلالؓ نے اذان پکاری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے صبح کی دو سنتیں پڑھیں اور پھر فرض نماز پڑھائی جیسا ہر دن کیا کرتے تھے۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

وَاَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا (مسلم ص ۲۳۸ ج ۱)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان و اقامت پکاری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی۔ اور پھر فرمایا۔ جو آدمی بھول جائے تو جب اس کو نماز یاد آئے۔ اس وقت پڑھے۔

۳۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِيْ فَقَالَ لَنَا اِذَا سَافَرْتُمَا فَاَذِّنَا وَاَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا (ترمذی ص ۵۷)

حضرت مالک بن الحویرثؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اور میرے چچازاد بھائی سے فرمایا کہ جب تم سفر کرو۔ تو تم میں ایک اذان و اقامت پکارا کرے اور جو تم میں سے بڑا ہے۔ وہ نماز پڑھایا کرے۔

مسئلہ جو لوگ گھر میں نماز پڑھتے ہیں ان کے لیے محلہ کی اذان کافی ہے۔

(ہدایہ ص ۵۸ ج ۱، شرح نقایہ ص ۶۳ ج ۱، درمختار ص ۶۴ ج ۱)

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ اِذَا صَلَّيْتَ فِيْ مَنْزِلِكَ اَجْزَاَكَ مُؤَذِّنُ الْحَيِّ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۲ ج ۱)

حضرت عکرمہؓ کہتے ہیں جب تم اپنے گھر نماز پڑھو۔ تو پھر محلے کی اذان تمہارے لیے کافی ہے۔

مسئلہ نماز کے وقت اور اذان کے وقت ریکارڈنگ، گانے، باجے وغیرہ زیادہ مکروہ اور شدید قبیح ہیں۔

مسئلہ جس مسجد میں اذان اور اقامت سے نماز ہو چکی ہو اس میں دوبارہ جماعت کرانا مکروہ ہے۔ اگر نماز پڑھی جائے تو پھر اذان واقامت مکروہ ہے۔ البتہ اگر کوئی امام و مؤذن مقرر نہ ہو تو پھر دوبارہ جماعت کے لیے اذان واقامت افضل ہے۔ جیسا کہ رستے کی مسجد۔

۱۔ عَنِ الْحَسَنِ فِی رَجُلٍ یَنْتَهِی اِلَی الْمَسْجِدِ وَقَدْ صُلِّیَ فِیْهِ قَالَ لَا یُؤَذِّنُ وَلَا یُقِیْمُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۲۱ ج ۱)

حضرت حسنؒ نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد تک پہنچا اور نماز ہو چکی ہو۔ تو وہ نہ اذان پکارے نہ اقامت

۲۔ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اِبْرَاهِیْمَ مَسْجِدَ مُحَارِبَ فَاَمَّنِیْ وَلَمْ یُؤَذِّنْ وَلَمْ یُقِمْ

حضرت جریر بن عبداللہؒ نے کہا کہ میں ابراہیمؒ کے ساتھ مسجد بنی محارب میں داخل ہوا۔ تو انہوں نے مجھے نماز پڑھائی اور اذان واقامت نہیں پکاری۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۲۱ ج ۱) (یہ پہلے ہو چکی تھیں)

۳۔ اسی طرح حضرت عکرمہؒ اور عروہؒ اور ابن ابی لیلیٰؒ سے منقول ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۲۱ ج ۱)

مسئلہ کئی مؤذنوں کا ایک ساتھ اذان پکارنا جائز ہے

مسئلہ اذان پکارنے پر (جیسا کہ نماز کی امامت پر) اجرت لینی بھی جائز ہے (یعنی امامت اور مؤذنی پر اُجرت اور تنخواہ لینی جائز ہے۔ نہ کہ نفس نماز پر۔ کیونکہ وہ تو عبادت مقصودہ ہے۔ اور فرض عین ہے۔ اس پر معاوضہ ناجائز ہے۔

اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ کَانَا یَرْزُقَانِ الْمُؤَذِّنِیْنَ وَالْاَئِمَّةَ

حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت عثمان غنیؓ مؤذنین اور اماموں کو وظائف دیا کرتے تھے۔

(الفاروق ص ۵۵ ج ۲ بحوالہ سیرۃ العمرین لابن جوزیؒ)

مسئلہ اذان واقامت کے درمیان تھوڑا سا وقفہ کرنا چاہیے سوا مغرب کی اذان کے

(جامع صغیر ص ۱ ہدایہ ص ۵۶ ج ۱ شرح نقایہ ص ۶۲ ج ۱)

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَا بِلَالُ اِجْعَلْ بَیْنَ اَذَانِکَ وَاِقَامَتِکَ

حضرت ابی بن کعبؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا اپنی اذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقفہ رکھو کر کھانے پینے

نَفْسًا یَفْرُغُ الْاٰکِلُ مِنْ طَعَامِہٖ فِیْ مَھْلٍ وَّیَقْضِی الْمُتَوَضِّیُٔ حَاجَتَہٗ فِیْ مَھْلٍ (مجمع الزوائد صـ ۴ / ۲ج)

والے کھانے پینے سے فارغ ہوجائیں اور وضوء بنانے والے اپنی ضرورت سے آرام کے ساتھ فارغ ہو جائیں۔

مسئلہ مغرب کی اذان کے بعد دعا مسنون پڑھنے کے بعد تین چھوٹی آیتوں کی مقدار توقف کے بعد اقامت کہیں۔ اتصال مکروہ ہے۔ (درمختار صـ ۶۳ / ۱ج)

مسئلہ جمعہ کی اذان سن کر تمام کاموں کو چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لیے جامع مسجد جانا ضروری ہے اگر اس وقت خرید و فروخت یا کوئی اور کام کرے گا تو مکروہ تحریمی ہوگا۔ البتہ دوسری اذان کے بعد کسی کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ط (الجمعۃ آیت ۹ پ ۲۸)

اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز کے لیے اذان دی جائے تو تم خدا کی یاد کے لیے بلا تاخیر چل کھڑے ہوا کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو۔

مسئلہ وقت سے پہلے اذان پکارنے کے بارہ میں چار نمازوں میں تو سب ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ وہ قبل از وقت جائز نہیں۔ البتہ صبح کی اذان کے بارہ میں امام ابو یوسفؒ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک طلوع فجر سے پہلے اذان پکارنی جائز ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام محمدؒ اور امام سفیان ثوریؒ کے نزدیک جائز نہیں۔ اگر شب کو دی ہوئی اذان کے ساتھ طلوع فجر کے بعد کوئی شخص نماز پڑھے گا تو وہ نماز گویا بغیر اذان کے (خلاف سنت) سمجھی جائے گی۔ اور قبل از وقت تو فجر کی نماز جائز ہی نہیں۔ یہی مسلک راجح ہے۔ قبل از فجر اذان کو جائز قرار دینے والے ائمہ کرام کی سب سے اولیٰ دلیل حضرت بلالؓ کی اذان ہے۔ جو رات کے وقت پکارتے تھے۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں۔ کیونکہ وہ اذان فجر کی نماز کے لیے نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ وہ سحری یا تہجد کے لیے ہوا کرتی تھی۔

اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا یَغُرَّنَّکُمْ مِّنْ سُحُوْرِکُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَّلَا بَیَاضُ الْاُفُقِ الْمُسْتَطِیْلُ (مسلم صـ ۳۵۰ / ۱ج)

کہ تم کو سحری کھانے سے بلالؓ کی اذان دھوکے میں نہ ڈالے۔ اور نہ صبح کاذب۔

مسئلہ اذان کے بعد باجماعت نماز پڑھنے سے پہلے کسی شخص کا بلا عذر مسجد سے نکلنا مکروہ ہے

۱۔ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا أُذِّنَ فِيهِ بِالْعَصْرِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوالشعثاءؒ کہتے ہیں کہ عصر کی اذان ہو چکی تھی۔ ایک شخص مسجد سے نکلا تو حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ اس شخص نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے۔

(ترمذی ص۵، مسلم ص۲۳۲ ج۱، ابن ماجہ ص۵۳، نسائی ص۱۱۱ ج۱)

۲۔ عن عثمانؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ أَدْرَكَهُ الْأَذَانُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَهُوَ لَا يُرِيدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ مُنَافِقٌ

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اذان کے وقت مسجد میں ہو پھر وہ کسی کام سے مسجد سے باہر نکل جائے اور پھر واپس آنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ تو وہ شخص منافق ہوگا

(ابن ماجہ ص۵۳)

(اجابت) اذان کا جواب دینا اذان سننے والا مرد ہو یا عورت۔ (طاہر ہو یا غیر طاہر) اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔ بعض نے واجب کہا ہے۔ لیکن معتمد اور ظاہر مذہب استحباب کا ہے (قاضیخان ص۳۸ و ۳۹)

نوٹ زبانی جواب دینا مستحب اور عملاً نماز کی تیاری فرض ہے۔

۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَامَ بِلَالٌ يُنَادِي فَلَمَّا سَكَتَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَالَ مِثْلَ هٰذَا يَقِينًا (أي خالصًا مخلصًا من قلبه) دَخَلَ الْجَنَّةَ (نسائی ص۱۱۰ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضرت بلالؓ کھڑے ہوئے اذان دینے کے لیے جب اذان دے کر خاموش ہوگئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس جیسی بات کہی یقین (یعنی دل کے اخلاص) سے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۲۔ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْمُؤَذِّنِينَ يَفْضُلُونَنَا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک مؤذنین ہم سے

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قُلْ کَمَا یَقُوْلُوْنَ فَاِذَا انْتَھَیْتَ فَسَلْ تُعْطَ (ابوداؤد ص۸۴ ج۱)

فضیلت لے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتے ہیں۔ جب تم کہہ چکو تو اللہ تعالیٰ سے مانگو تم کو بھی دیا جائیگا۔

مسئلہ اذان کا جواب اذان ہی کی طرح ہے مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے وقت لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے (مسلم ص۱۶۷ ج۱ ابوداؤد ص۸۴) گناہ سے نہیں بچ سکتے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور اطاعت نہیں بجالاسکتے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ علی علیہ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ فَقَالَ اَحَدُکُمُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (اِلٰی اَنْ قَالَ) ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (مسلم ص۱۶۷ ج۱، ابوداؤد ص۸۴ ج۱)

حضرت عمرؓ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہو۔ اور جب مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے تو تم لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہو اور جب وہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو تم لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہو۔

مسئلہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے وقت کہے۔

صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ (کتاب الاذکار للنووی ص۳۷)

تو نے بہت سچی بات کہی اور بڑی نیکی کی بات کہی۔

مسئلہ اذان سے فارغ ہو کر پہلے درود شریف اور پھر وسیلہ کی دعا پڑھنا سنّت ہے۔

۱۔ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ بِھَا عَلَیْہِ عَشْرًا۔ ثُمَّ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مؤذن کی اذان سنو تو تم بھی اسی قسم کے الفاظ، جواب میں دھراؤ۔ پھر آخر میں مجھ پہ درود پڑھو کیونکہ جس نے مجھ پہ ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالےٰ اس پر دس دفعہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر

سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا تَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ فَمَنْ سَئَلَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ ۔

(مسلم ص ۱۶۶ ج ۱)

میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کی دعا کرو۔ کیونکہ وہ ایک مرتبہ (مقام) ہے جنت میں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک کے لیے ہوگا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہوں گا۔ پس جس نے میرے لیے وسیلہ کی دعا مانگی اس کے لیے میری شفاعت ضرور ہوگی۔

۲۔ جابرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَاءَ "اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (بخاری ص ۸۶ ج ۱)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سننے کے بعد یہ دعا کرے "اے اللہ تو رب ہے اس دعوت تامہ اور صلوٰۃ قائمہ کا تو عطا فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور ان کو قائم فرما اس مقام میں جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے" تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی قیامت کے دن۔

نوٹ وَعَدْتَّہٗ تک بخاری شریف میں ہے۔ بیہقی ص ۴۱۰ ج ۱ کی روایت میں اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ کے الفاظ بھی زائد ہیں۔

البتہ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کے الفاظ اس موقع پر اپنی طرف سے زائد نہ کیے جائیں۔ کیونکہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

مسئلہ وسیلہ اور فضیلۃ سے ایک ہی بات مراد ہے۔ عطف تفسیری ہے۔ یا ممکن ہے کہ کوئی اور مرتبہ عالیہ مراد ہو۔

مقام محمود مقام محمود وہ مقام ہے، جہاں سب کی زبانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی جائے گی۔ اور وہ قرب و شفاعۃ کا مقام ہے۔ اس مقام پر آپ کھڑے ہو کر شفاعت (کبریٰ و صغریٰ) کریں گے۔

سوال جب اللہ تعالیٰ نے آپ سے مقام محمود تک پہنچانے کا وعدہ کیا ہوا ہے پھر دعا کی کیا ضرورت ہے؟

جواب اس لیے کہ امت کو فائدہ پہنچے۔ نیز تواضع و انکسار۔ کسر نفسی کی بنا پر آپ خدائے بے نیاز کے سامنے عجز و انکساری کو پسند فرماتے ہیں۔

۲۔ سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ الْاَذَانَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا غُفِرَ لَہٗ ذَنْبُہٗ (مسلم ص ۱۶۷ ج ۱)

حضرت سعد بن ابی وقاص رض سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کہا جب وہ اذان سنتا ہے: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہٗ لا شریک ہے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کو رب مان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر اور اسلام کو دین مان کر راضی ہوا ہوں۔ تو اس کے گناہ معاف ہوں گے۔

مسئلہ سات صورتوں یا حالتوں میں اذان کا جواب نہ دینا چاہیئے۔

۱ نماز کی حالت میں
۲ خطبہ کے وقت
۳ جنسی اختلاط کے وقت
۴ پیشاب پاخانہ پھرنے کی حالت میں
۵ حیض و نفاس کی حالت میں (جواب دینا ضروری نہیں ہے)
۶ علم دین کی درس و تدریس کے وقت
۷ کھانا کھانے کے وقت۔

البتہ ان امور سے فراغت کے بعد اگر اذان کو کچھ زیادہ وقفہ نہ گذرا ہو تو جواب دے دے ورنہ نہیں۔

اذان اور اقامت کے وقت دعا

۱۔ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت سہل بن سعد رض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ اَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ اَلدُّعَآءُ عِنْدَ النِّدَآءِ وَعِنْدَ الْبَاْسِ حِیْنَ یَلْحَمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَفِیْ رِوَایَةٍ وَقْتَ الْمَطَرِ	وسلم نے فرمایا دو باتیں رد نہیں کی جاتیں۔ یا کمتر ہی رد ہوتی ہیں۔ اذان کے وقت دعا اور لڑائی کے وقت جہاد میں جب بعض بعض سے گتھم گتھا ہوتے ہیں اور ایک روایت میں بارش کے وقت بھی ہے۔

(ابو داؤد ص۳۴۳ ج۱، دارمی ص۲۱۷ ج۱، مستدرک حاکم ص۱۹۸ ج۱)

۲۔ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یُرَدُّ الدُّعَاءُ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ (ابو داؤد ص۷۷ ج۱، ترمذی ص۵۸)	حضرت انس رض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا رد نہیں ہوتی۔ اذان اور اقامت کے درمیان

تقبیل الاناملؔ اذان کے وقت انگوٹھے چومنا

اس سلسلہ کی جو روایات جواز میں پیش کی جاتی ہیں۔ وہ قابل اعتبار نہیں۔ بڑے بڑے محدثین کرام مثلاً علامہ شمس الدین سخاوی رح، ابن طاہر فتنی رح، زرقانی مالکی رح، ملا علی قاری حنفی رح، علامہ علی حنفی رح، علامہ جلال الدین سیوطی رح، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ فعل غیر مشروع اور ممنوع ہے اور ان احادیث کے خلاف ہے، جو صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں۔ جن میں اذان کے جواب کا طریقہ سکھلایا گیا ہے۔

۱۔ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (بخاری ص۳۷۱ ج۱، مسلم ص۷۷ ج۲)	ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے اس دین میں نئی بات نکالی جو دین میں نہیں، تو وہ بات مردود ہے۔
۲۔ جَابِرٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرُ الْهُدٰی هُدٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَشَرَّ الْاُمُوْرِ	حضرت جابر رض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَمَّا بَعْدُ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے۔ اور بہترین سیرت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔ اور بدترین باتیں وہ نئی نئی نکالی ہوئی ہیں دین میں اور ہر بدعت۔ گمراہی ہوتی ہے۔

مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (مسلم صـ۲۸۴ جلد ۱)

۳۔ عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رضؓ وَعَلِيٍّ رضؓ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضؓ وَاَبِي هُرَيْرَةَ رضؓ قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ (بخاری صـ۲۱ جلد ۱، مسلم صـ۷ جلد ۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضؓ، حضرت علی رضؓ، حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا۔ پس وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں تیار کرے۔ یا یہ فرمایا کہ جو مجھ پر جھوٹ بولے گا، وہ دوزخ میں داخل ہوگا

انگوٹھے چومنے کی روایت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرا نام سُنا اذان میں اور اپنے انگوٹھے کے ناخنوں کو چوما۔ اور آنکھوں پہ مَلا تو وہ شخص کبھی بھی فکر مند اور غمگین نہ ہوگا۔

• امام سخاویؒ نے اپنی کتاب "المقاصد الحسنۃ" میں لکھا ہے کہ یہ حدیث مرفوعاً صحیح نہیں ہے۔ مرفوع وہ حدیث ہوتی ہے جس کو صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرے اور کتاب شرح الیمانی میں لکھا ہے کہ مکروہ ہے انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں پر رکھنا کہ اس کے بارے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی اور جو روایات آتی ہیں وہ صحیح نہیں ہیں (حاشیہ جلالین صـ۳۵۷)

جمہور علماء کے نزدیک اگرچہ ضعیف احادیث پر فضائل اعمال میں عمل کرنا جائز ہے لیکن اس سلسلہ میں یہ بات واضح رہے کہ ضعیف احادیث پر جو محدثین کرام نے عمل جائز قرار دیا ہے وہ مطلق نہیں بلکہ بعض شرائط کے ساتھ مقید ہے جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے۔

۱۔ پہلی شرط جس پر تمام محدثین کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ ضُعف شدید نہ ہو۔

۲۔ ایسی حدیث کسی عام قاعدہ کے تحت درج ہو بے اصل اور اختراع نہ ہو۔

۳۔ اُس پر عمل کے وقت یہ اعتقاد نہ ہو کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے بھی اسی طرح فرمایا کہ ضعیف حدیث پر بالاتفاق عمل کرنے والی بات باطل ہے۔ البتہ جمہور کا یہ مسلک ہے کہ اگر حدیث شدید ضعیف نہ ہو تو اس پر فضائل میں عمل کیا جاسکتا ہے۔ اگر ضعف زیادہ ہو تو قابلِ قبول نہیں۔ لیکن اس مقام پر تو صحیح

احادیث میں اذان کی اجابت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریق سکھلایا ہے وہ بالکل واضح ہے۔

۱۔ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ الخ (مسلم ص۱۶۶/۱ج)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مؤذن کی اذان سنو تو تم بھی اسی طرح الفاظ دہراؤ جس طرح وہ کہتا ہے اور پھر مجھ پر درود بھیجو۔

۲۔ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ (مسلم ص۱۶۶/۱ج)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اذان کے وقت تمام الفاظ مؤذن کی طرح ہی دہراؤ البتہ جب وہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو تم لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کے الفاظ پڑھو۔

۳۔ اور صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے وقت صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کے الفاظ کہو۔ (کتاب الاذکار للنوویؒ ص۳۷)

۴۔ اور اقامت میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے وقت اَقَامَہَا اللّٰہُ وَاَدَامَہَا کے الفاظ کہے جائیں۔ (ابوداؤد ص۷۸/۱ج)

اس کو چھوڑ کر ان ضعیف اور منکر روایات پر عمل کرنا انتہائی درجہ کی سینہ زوری اور مکابرہ ہے۔

انگوٹھے چومنے کا مسئلہ

کسی شخص نے اذان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر انگوٹھے چومنے کے بارے میں سوال کیا تو مخدوم صاحب (شرف الدین بن شیخ یحیٰی منیریؒ) نے فرمایا کہ انہوں نے کسی کتاب میں اس کے جواز کے بارے میں نہیں پڑھا اور جو کتابیں ان کے پاس ہیں۔ ان میں بھی کہیں اس کا ذکر نہیں آیا۔ (

(بحوالہ زین بدر عربی معدن المعانی ص۱۱۶)

مخدوم صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مولانا ضیاء الدین سنامیؒ محدث بھی تھے اور مفسر بھی۔ ایک روز ان کے وعظ میں مخدوم صاحبؒ بھی شریک تھے۔ اتفاق سے کسی شخص نے ان سے انگوٹھے چومنے کے بارہ میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ کتابوں میں تو یہ مسئلہ کہیں نظر نہیں آیا۔

(منقول از رسالہ الحق ص ۵۱، ۵۲ بابت ماہ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ مطابق ستمبر ۱۹۸۲ء)

مضمون پروفیسر محمد اسلم صاحب لاہور۔ تبصرہ برکتاب ملفوظات معدن المعانی مرتبہ زین بدر عربی مطبوعہ مطبع اشرف الاخبار بہار شریف ۱۸۸۴ء)

اذان سے پہلے یا بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا

اذان سے پہلے یا بعد بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام کہنا بدعت ہے بلالی اذان کے خلاف ہے۔ اگلی نسلیں اس کو اذان کا جزو لازم خیال کریں گی اور دین میں تحریف کا دروازہ کھل جائے گا۔ اعاذنا اللّٰہ من ذالک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرامؓ وتابعینؒ وائمہ مجتہدینؒ کی اذان اَللّٰہُ اَکْبَرُ سے شروع اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر ختم ہوتی تھی۔

۱۔ اَبُوْ مَحْذُوْرَۃَ۔ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنْ اُؤَذِّنَ لِاَھْلِ مَکَّۃَ وَمَسَحَ عَلٰی نَاصِیَتِہٖ وَقَالَ قُلْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (مصنف عبدالرزاق ص ۴۵۸ ج ۱)

حضرت ابو محذورہؓ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں مکہ والوں کے لیے اذان پکارا کروں۔ اور اپنا ہاتھ مبارک میرے سر پر پھیرا اور فرمایا اس طرح اذان کہو۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

۲۔ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ اَنَّ بِلَالًا کَانَ یُثَنِّیْ الْاَذَانَ وَیُثَنِّیْ الْاِقَامَۃَ وَاَنَّہٗ کَانَ یَبْدَاُ بِالتَّکْبِیْرِ (مصنف عبدالرزاق ص ۴۶۳ ج ۱)

حضرت اسود بن یزیدؒ کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ اذان اور اقامت دوہری دوہری کہتے تھے۔ اور ابتدا اَللّٰہُ اَکْبَرُ سے کرتے تھے۔

۳۔ عَنِ الْاَسْوَدِ کَانَ اٰخِرُ اَذَانِ بِلَالٍؓ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (مصنف عبدالرزاق ص ۴۵۷ ج ۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۷ ج ۱، دارقطنی ص ۲۴۳ ج ۱)

حضرت اسودؒ کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ کی اذان کا آخر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہوتا ہے۔

۴۔ عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَۃَ قَالَ کَانَ

حضرت ابو محذورہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے

اٰخِرُ الْاَذَانِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۷ ج۱)

کہا کہ اذان کا آخر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔

۵۔ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَۃَ اَنَّہٗ اَذَّنَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَلِاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَکَانَ اٰخِرُ اَذَانِہٖ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۶ ج۱)

حضرت عطاءؒ حضرت ابو محذورہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے سامنے اذان پکاری اور ان کی اذان کا آخر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہوتا تھا۔

۶۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ کَانَ یَجْعَلُ اٰخِرَ اَذَانِہٖ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۶ ج۱)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ اذان کا اختتام اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر کرتے تھے۔

اقامت

اقامت بھی اذان کی طرح ہے۔ اس میں صرف اتنا اضافہ ہے کہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ (بے شک نماز کھڑی ہو گئی) کہے (ہدایہ ص۵۴ ج۱، شرح نقایہ ص۶۱ ج۱)

۱۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ قَالَ فَجَاءَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زَیْدٍ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَقَالَ فِیْہِ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ قَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ مَرَّتَیْنِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ مَرَّتَیْنِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ اَمْہَلَ

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ جو انصار کے خاندان سے ہیں وہ آئے انہوں نے کہا۔ کہ اس شخص نے قبلہ رخ ہو کر اذان شروع کی اور دو دو دفعہ الفاظ اذان دہرائے۔ پھر تھوڑی دیر وقفہ کیا اس کے بعد اس نے اقامت پڑھی اسی طرح دو دو بار۔ البتہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہا۔

خَنِيَّةً ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا اِلَّا اَنَّهٗ زَادَ بَعْدَ مَا قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ (ابوداود ص۷۵ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۴۶۲ ج۱)

۲۔ عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ بِلَالًا كَانَ يُثَنِّيْ الْاَذَانَ وَيُثَنِّيْ الْاِقَامَةَ (مصنف عبدالرزاق ص۴۶۲ ج۱، دارقطنی ص۲۴۶ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۶ ج۱)

حضرت اسودؒ کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ نے اذان اور اقامت کے الفاظ دوہری دوہری مرتبہ پڑھے۔

۳۔ اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ عَلِيٍّ وَاَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ يُشَفِّعُوْنَ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۶ ج۱)

حضرت ابو اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد اور اصحاب اذان اور اقامت دوہری دوہری مرتبہ پڑھتے تھے۔

۴۔ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدِ الْاَنْصَارِيَّ رضی اللہ عنہ (الیٰ ان قال) فَاَذَّنَ مَثْنٰى وَاَقَامَ مَثْنٰى (بیہقی ص۴۲۰ ج۱، طحاوی ص۹۳ ج۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بتلایا کہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن) اذان و اقامت دوہری دوہری مرتبہ پڑھتے تھے۔

۵۔ عبد العزیز بن رفیعؒ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مَحْذُوْرَةَ رضی اللہ عنہ يُؤَذِّنُ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى مَثْنٰى (طحاوی ص۹۴ ج۱، الجوہر النقی علی بیہقی ص۴۲۲ ج۱)

حضرت عبدالعزیز بن رفیعؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو محذورہؓ سے سنا کہ وہ اذان بھی اور اقامت بھی دوہری دوہری پکارتے تھے۔

مسئلہ اقامت میں ایتار بھی جائز ہے۔ لیکن افضل ان کلمات کو دوہرا دوہرا کہنا ہے۔

مسئلہ جو شخص اذان کہے وہ ہی اقامت بھی کہے یہ مستحب ہے۔

زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت زیاد بن الحارث صدائیؓ نے کہا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں اذان کہوں۔

وَسَلَّمَ اَنْ اُذِّنَ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَاَذَّنْتُ فَاَرَادَ بِلَالٌ اَنْ یُّقِیْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّ اَخَا صُدَآءٍ قَدْ اَذَّنَ وَمَنْ اَذَّنَ فَھُوَ یُقِیْمُ۔

صبح کی نماز کا وقت تھا۔ میں نے اذان کہی حضرت بلالؓ نے اقامت کا ارادہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبیلہ صداء والے نے اذان کہی ہے اور جو اذان کہے اقامت کا حق بھی اسی کا بنتا ہے۔

(ترمذی ص۵۰، ابوداؤد ص۷۶ ج۱، ابن ماجہ ص۵۲)

مسئلہ مستحب اگرچہ مؤذن کا اقامت کہنا ہے۔ لیکن مؤذن کے علاوہ اگر دوسرا شخص اقامت کہے تو جائز ہے۔

مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ عَمِّہٖ قَالَ فَاَرٰی عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زَیْدٍ الْاَذَانَ فِی الْمَنَامِ فَاَتَی النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (اِلٰی اَنْ قَالَ) فَاَذَّنَ بِلَالٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ اَنَا رَاَیْتُہٗ وَاَنَا کُنْتُ اُرِیْدُہٗ قَالَ اَقِمْ اَنْتَ۔

(ابوداؤد ص۷۶ ج۱)

حضرت محمد بن عبد اللہ رح اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زیدؓ کو اذان خواب میں دکھلائی گئی۔ پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان پکاری تو حضرت عبد اللہ بن زید رضؓ نے کہا کہ میں نے خواب میں یہ اذان دیکھی تھی اور میرا ارادہ تھا میں ہی اس کو پڑھوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اقامت پڑھ لیتا

مسئلہ اقامت امام کے دائیں بائیں جس طرف اتفاق ہو درست ہے۔ کسی جانب مکروہ نہیں۔

مسئلہ جس جگہ اقامت شروع کرے اسی جگہ ختم کرے۔

مسئلہ اقامت کا جواب بھی اسی طرح مستحب ہے۔ کیونکہ حدیث میں اقامت کو مثل اذان فرمایا ہے اور اس کی اجابت بھی اذان کی طرح ہے۔ البتہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا کہے۔

اَنَّ بِلَالًا اَخَذَ فِی الْاِقَامَۃِ فَلَمَّا اَنْ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَقَامَھَا اللّٰہُ

حضرت بلالؓ نے اقامت شروع کی جب انہوں نے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا کہا۔ اور

وَاَدَامَهَا وَقَالَ فِیْ سَائِرِ الْاِقَامَةِ — باقی اقامت میں اذان ہی کی طرح جواب دیا۔
كَنَحْوِ حَدِيْثِ عُمَرَ فِى الْاَذَانِ (ابوداؤد ص ۷۸ ج ۱)

مسئلہ بعض لوگ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد اپنی طرف سے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتے ہیں۔ اس مقام پر یہ کہنا بھی تحریف اور بدعت ہے۔

شرائطِ نماز

نماز ہر مسلمان عاقل بالغ مرد اور عورت پر فرض ہے لیکن حیض اور نفاس کے دنوں میں عورت کے لیے نماز پڑھنی حرام ہے اور اس پر ان دنوں کی نماز بالکل معاف ہے اور نماز پڑھنے کے لیے چند شرائط ہیں۔

(۱) تطہیر بدن نمازی کے بدن کا نجاست حقیقی سے پاک ہونا ضروری ہے۔ یعنی بول و براز، خون پیپ، شراب وغیرہ (ہدایہ ص ۵۸ ج ۱، شرح نقایہ ص ۶۳ ج ۱، کبیری ص ۱۷۱)

۱۔ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿۵﴾ (المدثر پ ۲۹) — اور گندگی کو اپنے آپ سے دور کرو۔

۲۔ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ (توبہ پ ۱۱) — اور اس مسجد (قبا) میں ایسے لوگ ہیں جو طہارت کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ طہارت والوں کو پسند کرتا ہے

۳۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ (الاعلیٰ پ ۳۰) — بیشک کامیاب ہوا وہ جس نے تزکیہ حاصل کیا اور اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھی۔

۴۔ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۶﴾ (المائدہ پ ۶) — اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ تم کو حرج (تنگی) میں ڈالے وہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کرے تاکہ تم شکر ادا کرو۔

اور اسی طرح نجاست حکمی سے بھی طہارت ضروری ہے (ہدایہ ص ۵۸ ج ۱، شرح نقایہ ص ۶۳ ج ۱، کبیری ص ۱۴)

وَهُوَ مَا لَا يُرٰى اور وَهُوَ الْحَدَثُ الْاَصْغَرُ وَالْاَكْبَرُ (کبیری ص ۱۴) — نجاست حکمی وہ ہے جو غیر مرئی (نہ دکھائی دینے والی) ہوتی ہے۔ جیسا بے وضو ہونا اور جنابت میں مبتلا ہونا۔ ایسے ہی حیض و نفاس بھی

۱- وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا (المائدہ آیت ۶ پ ۶)

(اللہ تعالیٰ کا فرمان) اور اگر تم جنابت میں ہو تو اچھی طرح طہارت حاصل کرو۔

۲- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةً بِغَيْرِ طُهُوْرٍ (مسلم ص ۱۱۹ ج ۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رض کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں فرماتا۔

۳- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ اَحَدِكُمْ اِذَا اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ (مسلم ص ۱۱۹ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں فرماتا جب وہ بے وضوء ہو یہاں تک کہ وہ وضوء کر لے۔

(۲) تطہیر ثیاب

نمازی کے کپڑوں کا بھی نجاست سے پاک ہونا ضروری ہے
(شرح نقایہ ص ۶۳ ج ۱، کبیری ص ۵۸)

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝۴ (المدثر پ ۲۹) اپنے لباس اور کپڑوں کو پاک کرو

مسئلہ اگر جیب میں ناپاک کپڑا ہو یا پیشاب کی بوتل ہو تو نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ سگریٹ، تمباکو، نسوار کا پاس ہونا بھی مکروہ ہے۔

(۳) تطہیر مکان

بدن کی طرح نمازی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جگہ بھی پاک ہو جہاں وہ نماز پڑھتا ہے۔

۱- وَعَهِدْنَا اِلٰى اِبْرٰهِمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝۱۲۵ (البقرہ پ ۱)

اور ہم نے حکم دیا ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) کو کہ تم دونوں میرے گھر کو پاک صاف رکھو طواف کرنے والوں اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع سجود کرنے والو (نماز پڑھنے والوں) کے لیے۔

۲- عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِبِنَاءِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ گھروں میں نماز کے لیے

الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ وَاَنْ يُّنَظَّفَ وَ يُطَيَّبَ (ابوداؤد ص ۶۶ ج ۱، ترمذی ص ۱۱۰، ابن ماجہ ص ۵۵) — جگہ بناؤ اور ان کو پاک صاف رکھو۔

مسئلہ نماز کے لیے ہر قسم کا پاک مصلّے استعمال کرنا روا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالی زمین پر۔ بوریے پر، دباغت دار چمڑے پر اور کھجور وغیرہ کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی پر نماز پڑھی ہے۔ جیسا کہ ترمذی ص ۴۵ ابوداؤد ص ۹۶ ج ۱، مسلم ص ۲۳۴ ج ۱ وغیرہ میں مختلف روایتوں میں موجود ہے۔

حضرت امام مالکؒ کے نزدیک زمین پر نماز ـــــ پڑھنی افضل ہے۔

مسئلہ نماز کی جگہ پاک ہے لیکن آس پاس کی جگہ ناپاک اور بدبودار ہو تو ایسی جگہ میں نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

(۴) ستر عورت

اعضاء مستورہ کا نماز کے لیے ڈھانپنا فرض اور ضروری ہے۔ (ہدایہ ص ۵۸ ج ۱، شرح نقایہ ص ۶۴، کبیری ص ۲۰۸)

۱۔ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف ۳۱ پ ۸) — (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) اے بنی آدم زینت اختیار کرو ہر نماز کے وقت۔

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يُقْبَلُ صَلٰوةُ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ۔ (ابوداؤد ص ۹۴ ج ۱، ترمذی ص ۸۱) — ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی بالغ عورت کی نماز قبول نہیں کرتا بغیر اوڑھنی کے۔

حدود ستر

مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنے کے مقام تک ڈھانپنا فرض ہے۔ اور حُرّہ (آزاد) عورت کا کل جسم ستر ہے۔ اس کا ڈھانپنا فرض ہے ماسوا چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کے (ہدایہ ص ۵۸ ج ۱، شرح نقایہ ص ۶۴ ج ۱ و ص ۶۵، کبیری ص ۲۱۰)

۱۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاِنَّمَا اَسْفَلَ مِنَ — حضرت عمرو بن شعیب اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کی ناف سے اس کے دونوں گھٹنوں تک ستر ہے۔

سُرَّتِهٖ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ مِنْ عَوْرَتِہٖ (دارقطنی ص۲۳، مسند احمد ص۱۸۷)

۲۔ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ۔ (ترمذی ص۱۸۹)

حضرت عبداللہ رضؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کا سارا بدن ہی ستر ہے۔

۳۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا" قَالَ مَا فِی الْکَفِّ وَالْوَجْہِ۔ (سنن الکبریٰ بیہقی ص۲۲۵)

حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان "اور عورتیں نہ ظاہر کریں اپنی زینت کو مگر وہ جو ظاہر ہو اس سے" اس سے مراد وہ زینت ہے جو ہاتھوں اور چہرہ میں ہو کیونکہ یہ دونوں ستر میں داخل نہیں اور ان کے علاوہ بدن سب ستر میں داخل ہے اس کی زینت کو ظاہر کرنا درست نہیں)

مسئلہ غیروں مردوں کے سامنے بلا ضرورت عورت کے لیے چہرہ کھولنا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ بعض عورتیں برہنہ غسل کرتی ہیں۔ اور دوسری عورتوں سے پردہ نہیں کرتیں۔ یہ سخت گناہ ہے۔ ایک عورت کے لیے دوسری عورت کا ناف سے لیکر گھٹنے تک کا حصہ دیکھنا خواہ وہ ماں ہو یا بیٹی ہی کیوں نہ ہو۔ ناجائز اور گناہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَۃِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْاَۃُ اِلٰی عَوْرَۃِ الْمَرْاَۃِ۔ (مسلم ص۱۵۴، ترمذی ص۳۹۷)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کسی مرد کے ستر کی طرف نہ دیکھے۔ اور اسی طرح عورت بھی کسی عورت کے ستر کی طرف نہ دیکھے۔

مسئلہ عورتوں کے لیے نماز میں پاؤں ڈھانپ لینے افضل ہیں۔

مسئلہ مرد و عورت کے اعضاء ستر میں سے کسی عضو کا چوتھا حصہ اگر تین تسبیح کی مقدار تک کھلا رہ جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ فوراً ڈھانپ لے تو کوئی حرج نہیں (کبیری ص۲۱۵)

مسئلہ اگر عورت کے سر کا ربع (چوتھا) حصہ کھلا ہوا (مکشوف) ہوگا تو نماز جائز نہیں ہوگی۔ اسی طرح عورت کے سر سے نیچے لٹکے ہوئے بالوں کا ربع بھی اگر مکشوف (کھلا ہوا) ہو تو پھر بھی نماز نہیں ہوگی۔

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوۃَ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳ ج ۱، بیہقی ص ۲۳۳ ج ۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی بالغ عورت کی نماز قبول نہیں کرتا بغیر اوڑھنی اوڑھے

۲۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَرْاَۃُ الْحَیْضَ لَمْ تُغَطِّ اُذُنَهَا وَرَاْسَهَا لَمْ تُقْبَلْ لَهَا صَلٰوۃٌ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۰ ج ۱)

حضرت امام حسن بصریؒ نے کہا کہ جب کوئی عورت بالغ ہو جاتی ہے تو وہ اگر اپنے سر اور کانوں کو نہیں ڈھانپے گی تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

۳۔ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ صَلَّتْ وَلَمْ تُغَطِّ شَعْرَهَا لَمْ تُقْبَلْ لَهَا صَلٰوۃٌ

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۰ ج ۱)

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ جو عورت نماز پڑھتی ہے اور اپنے بالوں کو نہیں ڈھانپتی تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

مسئلہ ایسا ہی اگر باریک کپڑا پہنے جس سے بدن یا بالوں کا رنگ جھلکتا ہوا نظر آئے تو نماز نہیں ہوگی۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اَنَّهَا سُئِلَتْ عَنِ الْخِمَارِ فَقَالَتْ اِنَّمَا الْخِمَارُ مَا وَارَی الْبَشَرَۃَ وَالشَّعْرَ (بیہقی ص ۲۳۵ ج ۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے اوڑھنی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اوڑھنی وہ ہے جو بشرہ (جسم کی کھال) اور بالوں کو چھپا لے۔

مسئلہ صرف تہبند میں کرتے کے بغیر۔ بنیان یا صدری وغیرہ سے مرد کے لیے نماز درست ہے بشرطیکہ ناف سے نیچے کا حصہ برہنہ نہ ہو ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

۱۔ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ الْمَکِّیِّ اَنَّهٗ رَاٰی جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ وَعِنْدَهٗ ثِیَابُهٗ وَقَالَ جَابِرٌ رضی اَنَّهٗ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَصْنَعُ ذٰلِكَ

(مسلم ص ۱۹۸ ج ۱، و ص ۲۱۶ ج ۲)

ابو زبیر مکیؒ نے حضرت جابرؓ کو دیکھا کہ وہ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اور ان کے پاس اور کپڑے بھی موجود تھے۔ اور حضرت جابرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے کرتے دیکھا ہے

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضی اَنَّ سَائِلًا سَاَلَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے ایک شخص نے

رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الصَّلٰوۃِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ اَوَ لِکُلِّکُمْ ثَوْبَانِ

(مسلم ج۱ ص۱۹۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتے ہیں، تو آپ نے فرمایا کیا تم میں سے ہر شخص کو دو کپڑے میسر ہو سکتے ہیں (یعنی ایسے لوگ بھی ہوں گے۔ جن کو دو کپڑے نہیں مل سکیں گے)

مسئلہ برہنہ سر اگر کاہلی لاپرواہی سے نماز پڑھے گا۔ تو نماز مکروہ ہوگی۔ اور اگر کپڑا میسر نہ آئے یا عجز و انکسار۔ نیاز مندی و تضرع سے پڑھے گا تو درست ہوگی۔

۱۔ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّمَا کَانَ ذٰلِکَ اِذَا کَانَ فِی الثِّیَابِ قِلَّۃٌ فَاَمَّا اِذَا وَسَّعَ اللّٰہُ فَالصَّلٰوۃُ فِیْ ثَوْبَیْنِ اَزْکٰی (مسند احمد ج۵ ص۱۴۱ السنن الکبریٰ للبیہقی ج۲ ص۲۳۸)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا یہ (ایک کپڑے میں نماز پڑھنا) اس وقت تھا جب کہ کپڑے دستیاب ہونے میں قلت تھی۔ اور اب جب کہ اللہ تعالٰے نے وسعت دی ہے تو نماز دو کپڑوں میں پڑھنی زیادہ پاکیزہ اور بہتر ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ ؓ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُصَلِّی الرَّجُلُ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ؟ قَالَ اَوَ کُلُّکُمْ یَجِدُ ثَوْبَیْنِ؟ قَالَ فَلَمَّا کَانَ عُمَرُ قَامَ اِلَیْہِ رَجُلٌ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیُصَلِّی الرَّجُلُ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ؟ قَالَ اِذَا وَسَّعَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ فَاَوْسِعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ

(دارقطنی ج۱ ص۲۸۳)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا ایک کپڑے میں کوئی شخص نماز پڑھ سکتا ہے تو آپ نے فرمایا کیا تم میں ہر شخص دو کپڑے پائے گا؟ پھر جب حضرت عمرؓ کا دور تھا تو ایک شخص نے ان سے دریافت کیا یا امیر المومنین! کیا کوئی شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے تو انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے تم کو وسعت دی ہے تو تم بھی وسعت اختیار کرو (دو کپڑوں کی کی موجودگی میں صرف ایک کپڑے میں نماز بہتر نہ ہوگی)

۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ نَادٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند آواز کے ساتھ سوال کیا کہ ہم

اَیُصَلِّیْ اَحَدُنَا فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ قَالَ اِذَا وَسَّعَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ فَاَوْسِعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ (موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان ص۱۰۵)

ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتے ہیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو تم بھی اپنے نفسوں پر وسعت اختیار کرو۔

مسئلہ بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی یا رومال وغیرہ میں نماز پڑھنی مکروہ نہیں اگرچہ عمامہ (پگڑی) باندھنی مستحب ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ یَلْبَسُ قَلَنْسُوَۃً بَیْضَاءَ (السراج المنیر ج۴ ص۱۸۲ باسناد حسن وتحفۃ الاحوذی ج۳ ص۴)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی پہنتے تھے۔

مسئلہ اگر دھوبی سے کپڑا گم ہوگیا اور اس نے اس کے بجائے دوسرا کپڑا دے دیا تو اگر اس کے اپنے کپڑے ہوں وہ بہتر ہے۔ اور آدمی بھی حاجتمند ہے۔ تو اس میں نماز جائز ہے۔ ورنہ اس کو صدقہ کردے۔

مسئلہ ربع ثوب چوتھا حصہ اگر طاہر ہو اور دیگر کپڑا یا پانی موجود نہ ہو۔ تو ایسی صورت میں اسی کپڑے میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔ برہنہ نماز نہ پڑھے ( )

(۵) وقت نماز کے شرائط میں سے ایک وقت بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ (نساء پ۵)

پس جب تم نماز پوری کرو۔ تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر۔ اور کروٹوں کے بل پس جب تم اطمینان کی حالت میں ہو۔ تو پھر نماز کو قائم کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر نماز وقت کی پابندی کے ساتھ فرض کی ہے

(۶) قبلہ کی طرف رخ کرنا یہ بھی نماز کے شرائط میں داخل ہے۔

وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ (البقرہ آیت ۱۴۴، پ۲)

اور جہاں بھی ہو تم پس اپنے چہرے بیت اللہ شریف کی طرف کرو۔

مسئلہ مکہ مکرمہ میں رہنے والوں کے لیے عین کعبہ کی سیدھ منہ کرنا ضروری ہے۔ اور غیر مکہ والوں کے لیے سمت کی طرف رخ کرنا۔ (ہدایہ ج۱ ص۹۲ شرح نقایہ ج۱ ص۶۰ کبیری ص۲۱۷، ۲۱۸)

مسئلہ اگر کسی ایسی جگہ پر ہو۔ جہاں کوئی آدمی نہ ہو جس سے پوچھے اور کعبہ کا رُخ بھی معلوم نہ ہو تو ایسی صورت میں خوب سوچ بچار (تحرّی) کر کے ایک طرف رُخ متعین کر کے نماز پڑھے گا۔ تو وہ درست ہوگی۔ گو سمت غلط ہی کیوں نہ ہو۔ (ہدایہ ص۶۲ ج۱، شرح نقایہ ص۶۲ ج۱ و ص۶۳ ———— کبیری ص۲۱۷، ۲۱۸)

جیسا کہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا تو انہوں نے ایسا ہی کیا تھا (مستدرک حاکم ص۲۰۶ ج۱، ترمذی ص۷۷، ابن ماجہ ص۷۳، دارقطنی ص۲۷۱، ۲۷۲ ج۱، سنن الکبریٰ بیہقی ص۱۰ ج۲)

مسئلہ بغیر تحرّی کے اگر غلط سمت نماز پڑھی تو نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ بغیر تحرّی کے اگر صحیح سمت نماز شروع کی نماز کے دوران اگر اس کا پتہ چل گیا تو اعادہ کرے۔ اگر بعد نماز کے پتہ چلا کہ صحیح سمت پڑھی ہے۔ تو اعادہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن تحرّی کے بعد اگر سمت غلط بھی ہو تو بھی نماز درست ہوگی۔ (شرح نقایہ ص۶۶ ج۱، درمختار ص۶۹ ج۱)

مسئلہ نماز کے دوران کسی نے بتلا دیا کہ کعبہ کی سمت یہ ہے، تو اسی حالت میں گھوم جانا چاہیے۔ اور پہلی نماز بھی درست ہوگی (ہدایہ ص۶۲ ج۱، کبیری ص۲۲۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب تحویل قبلہ کی آیت نازل ہوئی

فَمَرَّ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَةَ وَهُمْ رُكُوْعٌ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَقَدْ صَلَّوْا رَكْعَةً فَنَادٰى اَلَا اِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حُوِّلَتْ فَمَالُوْا كَمَا هُمْ نَحْوَ الْقِبْلَةِ (مسلم ص۲۰۰ ج۱)

تو ایک شخص بنی سلمہ کے محلہ میں گذرا، اس وقت وہ لوگ نماز کے رکوع میں تھے اور ایک رکعت پڑھ چکے تھے۔ تو اس شخص نے بلند آواز سے کہا کہ قبلہ (بیت المقدس کی طرف سے) تبدیل ہو چکا ہے۔ تو وہ لوگ اسی حالت میں بیت اللہ شریف کی طرف پھر گئے

مسئلہ کشتی یا گاڑی، میں قبلہ کی سمت اگر گھومتی جائے تو نمازی بھی گھومتا رہے۔ اگر ممکن ہو۔ اگر ممکن نہیں یا سامان کے چوری ہونے کا خطرہ ہے تو ابتدا قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز شروع کر دے اور پھر پڑھتا رہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات نماز نفل میں ایسا کیا ہے۔

اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا سَافَرَ فَاَرَادَ اَنْ يَّتَطَوَّعَ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ بِنَاقَتِهٖ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ صَلّٰى

حضرت انسؓ کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے تھے۔ اور آپ ارادہ کرتے تھے کہ اس حالت میں نوافل پڑھیں تو آپ اونٹنی کا رُخ قبلہ

حَیْثُ وَجَّھَتْہُ رِکَابُہٗ ۔ (جمع الفوائد صلہ بحوالہ طبرانی)

کی طرف کرتے تھے۔ پھر تکبیر کہتے تھے اور پھر آپ پڑھتے تھے جدھر بھی آپ کی سواری کا رُخ ہو۔

۲۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ یُصَلُّوْنَ فِی السَّفِیْنَۃِ قِیَامًا اِلَّا اَنْ یَّخَافُوْا اَنْ یَّغْرَقُوْا فَیُصَلُّوْنَ جُلُوْسًا یَتَّبِعُوْنَ الْقِبْلَۃَ حَیْثُ مَا زَالَتْ (مصنف عبدالرزاق صلہ ۵۸۱/۲ج)

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ لوگ اگر کشتی میں سوار ہوں تو کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ ہاں اگر غرق ہونے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھیں اور قبلہ کی طرف رخ پھیرتے رہیں جب کشتی کا رُخ دوسری طرف ہو جائے۔

۳۔ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ تُصَلِّیْ فِی السَّفِیْنَۃِ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا تَتَّبِعُ الْقِبْلَۃَ حَیْثُ مَا مَالَتْ (مصنف عبدالرزاق صلہ ۵۸۱/۲ج)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ تم کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو پھر بیٹھ کر پڑھو اور اگر کشتی گھومتی ہو تو اپنا رُخ قبلہ کی طرف کرتے رہو۔

(۷) **نیّت** نماز کے لیے نیت بھی ضروری ہے۔ اور یہ بھی شرائط میں سے ہے۔

۱۔ وَمَآ اُمِرُوْآ اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۵ حُنَفَآءَ (سورۃ البینۃ آیت ۵ پ۳۰)

اور ان کو حکم دیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اخلاص کے ساتھ (جس میں نیت کا صحیح ہونا بھی ہے) ادا کریں حنیف ہو کر۔

۲۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (بخاری صلہ ج۱ مسلم صلہ ۱۴۰/۲ج)

بے شک اعمال نیت کے ساتھ ہی ہوتے ہیں۔

کوئی عبادت مقصودہ بغیر نیت کے درست نہیں ہو سکتی۔ اور یہ نیت ہی عبادت اور عادت کے درمیان امتیاز کرتی ہے۔

۱۔ وَاِنَّمَا لِامْرِءٍ مَّا نَوٰی (بخاری صلہ ج۱ مسلم صلہ ۱۴۰/۲ج)

اور بے شک آدمی کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔

۲۔ وَنِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے

(فیض القدیر شرح جامع صغیر للمناوی صلہ ۲۹۱/۶ج بحوالہ بیہقی شعب الایمان)

۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا ھِجْرَۃَ

حضرت ابن عباس رض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن فرمایا آج کے دن کے بعد (مکہ

بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا (بخاری ج۱ ص۴۳۲ مسلم ج۲ ص۱۳۰)

مدینہ کی طرف) ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد اور نیت ہے اور جب تم کو کوچ کا کہا جائے تو کوچ کرو۔

۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِ

(مسلم ج۲ ص۱۴۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مر گیا ایسی حالت میں کہ نہ اس نے جہاد کیا ہے۔ اور نہ اپنے جی میں جہاد کی نیت کی ہے تو وہ شخص نفاق کے شعبہ پر مرا۔

۵۔ حَدِیْثُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِیْرَتِیْ خَیْرًا مِّنْ عَلَانِیَتِیْ وَاجْعَلْ عَلَانِیَتِیْ صَالِحَةً (ترمذی ص۵۱۶)

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دعا سکھلائی اے اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر بنائیے اور میرے ظاہر کو نیکی والا بنائیے

تصحیح نیت بھی دین کے اہم ترین اصولوں میں سے ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رح فرماتے ہیں کہ۔

• جب تم کوئی کام کرنا چاہتے ہو تو سب سے پہلے اس کی نیت یا ارادہ کرتے ہو۔ اگر کوئی شخص یہ نیت یا ارادہ کرلے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سب حکموں کی تعمیل کروں گا تو یہ جامع نیت ایمان ہے

مسئلہ | نیت سے مراد دل سے ارادہ کرنا ہوتا ہے۔ اس فرض نماز کا ارادہ جس کو ادا کرنا چاہتا ہے مثلاً ظہر، عصر یا قضاء نماز۔ اور امام کے پیچھے ہو تو اقتدار کی نیت بھی ضروری ہے۔ فرض، وتر، جمعہ کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ فلاں نماز ہے (تعداد رکعات نہیں) اس میں مطلق نیت کفایت نہ کرے گی (شرح نقایہ ج۱ ص۶۷، شرح وقایہ ج۱ ص۱۳۹ بحر الرائق ج۱ ص۲۷۷ کبیری ص۲۵۴)

مسئلہ | نفل نماز کے لیے اس قدر کافی ہے کہ نفل نماز پڑھتا ہوں۔ یہی حکم سنت و تراویح کا بھی ہے

مسئلہ | نیت کا زبان سے کہنا ضروری نہیں۔ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ خلفاء راشدینؓ اور دیگر صحابہؓ سے نہ اسلاف کرام اور آئمہ اسلام سے لفظ نیت کا ثبوت ہے۔ (بحر الرائق ج۱ ص۲۷۷)

نیت تو فقط ارادہ کا نام ہے جس کا محل دل ہے نہ کہ زبان اس لیے حضرت مجدد الف ثانیؒ

نے اس کو بدعت فرمایا ہے (یعنی اگر ضروری خیال کیا جائے) مکتوبات امام ربانی ص۸۵ دفتر اول حصہ سوم مکتوب ۱۸۶)

شیخ عبدالحق نے لکھا ہے کہ نیت کا پکار کر کہنا مشروع نہیں (لمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق ص۵۵ ج۱)

لیکن تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ عوام کو اگر لسانی نیت سے روک دیا جائے تو وہ لسانی اور قلبی دونوں نیتوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اس لیے ایسی صورت میں فقدان نیت ہو جائے گا۔ اور یہ تلفظ بالنیت سے زیادہ قبیح ہے اس لیے فقہاء متاخرین نے اس خیال سے شفقۃً نیت کے تلفظ کی ہدایت کی ہے (استحباب بتایا ہے) تاکہ فریضہ سے محروم نہ ہو جائیں (لمعات شرح مشکوٰۃ ص۵۵ ج۱، ہدایہ ص۹۱ ج۱، شرح نقایہ ص۶۷ ج۱، شرح وقایہ ص۱۳۹ ج۱، کبیری ص۲۵۴)

وَمَا خُيِّرَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ مَاثَمًا (ترمذی ص۵۹۶)

(جیساکہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں آیا ہے) جب آپ کو دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تھا۔ تو آپ وہ بات اختیار کرتے تھے جس میں آسانی ہوتی تھی۔ جب تک کہ وہ گناہ کی بات نہ ہو

وَاِذَا ابْتُلِيْتُمْ بِبَلِيَّتَيْنِ فَاخْتَارُوْا اَهْوَنَهُمَا

جب تم دو مصیبتوں میں مبتلا ہو تو ان میں سے آہون اور آسیر کو اختیار کر لینا چاہیے۔

مسئلہ اگر دل سے ارادہ کر لیا اور زبان سے کچھ نہ کہا تو نماز درست ہے۔ البتہ عوام کے لیے دل کے ارادہ کے ساتھ زبان سے بھی تلفظ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ مقتدی کے لیے اپنے امام کی تعیین شخصی ضروری نہیں۔ بلکہ صرف امام کے پیچھے ہونا ضروری ہے اگر امام کی شخصیت متعین کرے گا اور پھر اس کے خلاف نکلا تو نماز نہ ہوگی (شرح نقایہ ص۶۷ ج۱)

مسئلہ لمبی چوڑی نیت کے الفاظ دہراتے رہنا، فضول اور ناپسندیدہ ہیں۔ اس کی بڑی خرابی یہ ہے کہ ان الفاظ کو دہرانے سے فارغ بھی نہیں ہونے پاتا کہ امام قرأت شروع کر دیتا ہے۔ اور یہ تکبیر تحریمہ کے اجر عظیم سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور ثناء بھی نہیں پڑھ سکتا۔ قرأۃ کے بعد پڑھنا بھی غیر مشروع ہے۔

ارکانِ صلوٰۃ

رکن رکن اس جزء داخلی کو کہتے ہیں جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، رکن بمعنی فرض۔ ارکان یعنی فرائض۔

فرض کے ترک کرنے سے نماز بالکل باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ اوائل اسلام میں دو نمازیں تھیں۔ شبِ معراج میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

تعداد رکعات نماز

فجر کی نماز ———— ۲ رکعات فرض ہے

ظہر کی نماز ———— ۴ رکعات فرض ہے

عصر کی نماز ———— ۴ رکعات فرض ہے

مغرب کی نماز ———— ۳ رکعات فرض ہے

عشاء کی نماز ———— ۴ رکعات فرض ہے

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ جَآءَ جِبْرِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ قُمْ فَصَلِّ وَذٰلِكَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ حِیْنَ مَالَتْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلَّی الظُّھْرَ اَرْبَعًا ثُمَّ اَتَاہُ حِیْنَ کَانَ ظِلُّہٗ مِثْلَہٗ فَقَالَ قُمْ فَصَلِّ فَقَامَ فَصَلَّی الْعَصْرَ اَرْبَعًا ثُمَّ

حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ آپ اٹھیں اور نماز پڑھیں اور یہ سورج ڈھلنے کے وقت تھا۔ جب کہ سورج ڈھل گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی چار رکعات پڑھیں۔ پھر ان کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے جب کہ سایہ ایک مثل کے برابر ہو گیا تھا۔ تو انہوں نے آپ سے کہا نماز پڑھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی چار رکعات نماز

اَتَاہُ حِیْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ لَہٗ قُمْ فَصَلِّ فَقَامَ فَصَلَّی الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا ثُمَّ اَتَاہُ حِیْنَ غَابَ الشَّفَقُ فَقَالَ لَہٗ قُمْ فَصَلِّ فَقَامَ فَصَلَّی الْعِشَآءَ الْاٰخِرَۃَ اَرْبَعًا ثُمَّ اَتَاہُ حِیْنَ بَرَقَ الْفَجْرُ فَقَالَ لَہٗ قُمْ فَصَلِّ فَقَامَ فَصَلَّی الصُّبْحَ رَکْعَتَیْنِ۔

(نصب الرایہ صفحہ ۲۲۳ ج ۱ بحوالہ مسند اسحاق بن راہویہ)

پڑھی پھر جبریٔل علیہ السلام آئے جب سورج غروب ہوگیا۔ کہا نماز پڑھیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی تین رکعات پڑھیں، پھر جبریٔل علیہ السلام آپ کے پاس آئے جب شفق غائب ہوگئی تو آپ نے عشاء کی نماز چار رکعات پڑھیں پھر جبریٔل علیہ السلام آپ کے پاس آئے جس وقت صبح طلوع ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی دو رکعت نماز پڑھی۔

نوٹ ان کے علاوہ ہر نماز کے ساتھ سنن رواتب اور نوافل کی بحث "نوافل" کے باب میں اور واجب نمازوں کی رکعات کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر آئے گی۔ انشاء اللہ۔

حکمت تعداد رکعت

امام ولی اللہ کہتے ہیں "حق بات یہ ہے کہ نماز کی رکعات کے اعداد کے تعین کے بارہ میں، سب توارث ہے سلف صالحین سے، اور سلف کے علوم مٹ چکے ہیں، پس یہ تو ممکن نہیں پختہ اور قطعی طریق پر انکی علت بیان کی جاسکے لیکن حق کے ساتھ زیادہ مناسب بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ جو چیز سبب بننے کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے، وہ یہ ہے کہ اصل میں کم سے کم نماز دو رکعت ہی ہوسکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر دو رکعت کے بعد قعدہ اور تشہد پڑھنا مشروع قرار دیا گیا ہے اسی بنا پر ہر دو رکعت کے بعد التحیات ہر شفع میں مشروع قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی مناسب ہے کہ نماز نہ تو اتنی قلیل اور تھوڑی مقدار میں ہو کہ جس سے مقصد ہی حاصل نہ ہوسکے اور بہت زیادہ بھی نہ ہو، جس کا ادا کرنا لوگوں پر دشوار گذرے، باوجود اس کے کہ لوگ طرح طرح کے اشغال میں بھی مشغول ہوں گے۔

اور یہ بھی مناسب ہے کہ رکعات کی تعداد سب وتر ہو، کیونکہ وتر کی رعایت اعداد متبرکہ میں کی جاتی ہے، اور مناسب ہے کہ ہر دو رکعت مستقل نماز ہو، اور اسی مسئلہ سے اس قاعدہ کا بھی استخراج کیا گیا ہے کہ ہر نماز رباعی ہونی چاہیئے، ما سوا مغرب کی نماز کے، کیونکہ اس مغرب کی نماز کا وقت نسبتاً تنگ ہوتا ہے اس لیے اس کی نماز تین رکعات ہی مقرر کی گئی ہے۔

اور فجر کی نماز دو رکعت ہی مقرر کی گئی ہے، کیونکہ اس میں زیادہ مقصود قرآن کا پڑھنا ہے اور قرآن کا فجر کے وقت پڑھنا فرشتوں کی حاضری کا وقت ہے۔ (بدور بازغہ صث۲۱)

امام طحاوی صلوٰۃ وسطیٰ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں

اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ صلوٰۃ العصر کو صلوٰۃ الوسطیٰ کیوں کہا گیا ہے. تو اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں نے اس بارہ میں دو قول بیان کیے ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ یہ نماز دو دن کی نمازوں اور دو رات کی نمازوں کے درمیان واقع ہوتی ہے اس لیے اس کو صلوٰۃ وسطیٰ کہتے ہیں۔

اور دوسرا قول دوسرے حضرات نے بیان کیا ہے جس کو امام طحاوی نے اپنی سند کے ساتھ عبدالرحمٰن بصری عبید اللہ بن محمد بن حفص تمیمی المعروف با بن عائشہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ جب فجر کے وقت ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، تو انہوں نے دو رکعت نماز ادائے شکر کے لیے پڑھی، (ایک رکعت تو رات کی ظلمت کے دور ہونے کی وجہ سے اور دوسری رکعت روشنی کے دوبارہ آنے کی وجہ سے یہ ان کی دو رکعت کا سبب تھا) اور ہم پر بھی اسی طرح یہ دو رکعت ہی فرض ٹھہری)

اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند کا فدیہ ظہر کے وقت ادا کیا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعات نماز ادا کی. اس لیے ظہر کی نماز چار رکعات ہی ٹھہری۔

اور حضرت عزیر علیہ السلام کو جب اٹھایا گیا تو ان سے پوچھا گیا کہ تم کتنی دیر تک ٹھہرے رہے اس حالت میں تو انہوں نے کہا ایک دن، پھر جب انہوں نے سورج کو دیکھا تو کہا بلکہ میں اس حالت میں دن کا بعض حصہ ٹھہرا ہوں، لہذا انہوں نے چار رکعات نماز ادا کی، تو عصر کی بھی چار رکعات ہی مقرر ہوئیں،

اور بعض نے کہا ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام سے جو لغزش ہوئی تھی، وہ مغرب کے وقت معاف کی گئی، تو انہوں نے کھڑے ہو کر چار رکعات نماز پڑھنی شروع کی، لیکن وہ تھک کر تیسری رکعت میں بیٹھ گئے اسی لیے مغرب کی نماز میں تین رکعات ہی ٹھہریں۔

اور عشاء کی نماز سب سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔ (طحاوی صث۹۶ ج۱)

یہ آثار اگرچہ اتنے قوی نہیں، لیکن بطور حکمت کے کسی نہ کسی درجہ میں قابلِ لحاظ ہیں۔

بعض علماء کرام نے پانچ نمازوں کے تعین کے لیے حواس خمسہ کو مبدأ قرار دیا ہے۔ مجموعی طور پر ان انعامات کے شکریہ کے لیے صلوات خمسہ کو فرض قرار دیا گیا ہے اور تعداد رکعات کی حکمت اس طرح بیان کی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے

۱۔ قوۃ لمس یا حس انسان کو عطا کی ہے، اس کے ذریعے انسان گرم و سرد چیزوں کا علم حاصل کرتا ہے اس کے شکریہ کے لیے صبح کی دو رکعت نماز فرض قرار دی گئی ہیں۔

۲۔ اور قوت شامہ چونکہ ہر چہار طرف سے خوشبو کو محسوس و معلوم کر لیتی ہے اس لیے مناسب ہے کہ اس کے شکریہ کے لیے ظہر کی چار رکعات نماز فرض قرار دی گئی ہے۔

۳۔ قوت ذائقہ چار قسم کے ذائقہ، میٹھا، (شیریں) ترش، (کھٹا) نمکین اور تلخ (کڑوا) معلوم کرتی ہے، اس لیے چار رکعات عصر کی نماز مقرر کی گئی ہے،

۴۔ قوت باصرہ، آنکھیں چونکہ تین طرف سے دیکھ سکتی ہیں، دائیں بائیں اور سامنے۔ مغرب کی تین رکعات اس کے شکریہ کے لیے مقرر کی گئی ہیں

۵۔ قوت سامعہ، کان چاروں طرف سے اصوات سُن سکتے ہیں، اس لیے عشاء کی چار رکعات مقرر کی گئی ہیں۔

اگر یہ فرض نمازیں نہ ہوتیں تو انسان یقیناً ان بیش بہا نعمتوں کے شکریہ سے عہدہ برآ نہ ہو سکتا۔ واللہ اعلم

شیخ فقیہ زاہد ابو علی حسین بن یحییٰ بخاری زندویسی ؒ نے اپنی کتاب روضۃ العلماء میں لکھا ہے کہ علی بن یحییٰ ؒ نے کہا ہے میں نے ایک بزرگ ابو الفضل بغدادیؒ سے سوال کیا، آپ بتلائیں کہ فجر کی نماز دو رکعت کیوں ہے، اور ظہر، عصر چار چار رکعات، مغرب تین، عشاء چار،

انہوں نے پہلے کہا کہ شریعت میں اسی طرح آیا ہے، میں نے کہا زیادہ وضاحت کی ضرورت ہے تو انہوں نے کہا حکماء نے یہ کہا ہے کہ مختلف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اپنے وقت میں ان سب نمازوں کو پڑھا ہے، اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان سب کا ثواب اور فضیلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے مقرر فرمایا ہے۔

فجر: سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھی تھی، جب ان کو جنت سے نکالا گیا تو ان پہ دنیا تاریک ہو گئی، اور پھر جب رات کی تاریکی واقع ہوئی تو آدم علیہ السلام بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئے، کیونکہ اس قسم کی تاریکی انہوں نے دیکھی نہ تھی، صبح ہوئی تو انہوں نے دو رکعت نماز اللہ تعالیٰ کے شکریہ کے لیے ادا کی۔ ایک تو اس لیے کہ رات کی تاریکی سے نجات ملی، اور دوسری دن کی روشنی کے لیے، اور ہمیں بھی اس کا حکم ہے۔ تاکہ ہم سے ظلمت معاصی دور ہو، اور نور طاعت کا ظہور ہو۔

ظہر: سب سے پہلے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا بیٹے کے ذبح کرنے کا۔ پھر "صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا" کا اعلان ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے چار حالتیں تھیں، ایک ذبح ولد کی حالت، دوسری بیٹے کا غم، تیسری حالت بیٹے کی طرف سے جانور کا فدیہ، اور چوتھی حالت اللہ تعالیٰ کی رضا، و خوشنودی کی، اور یہ ندا زوال کے وقت تھی، تو اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے چار رکعات نماز ظہر انہوں نے ادا کی۔

اور ہمیں بھی حکم ہے تاکہ ہم اس کے ذریعہ شیطان ابلیس کو کچل سکیں، اور ہم سے غم دور ہو، اور ہم سے بھی فدیہ ادا ہو، اور اللہ تعالیٰ کی رضا، و خوشنودی حاصل ہو۔

عصر: عصر کی چار رکعات پہلے پہل حضرت یونس علیہ السلام نے ادا کی، وہ چار تاریکیوں میں پھنسے ہوتے تھے، ایک کمزوری اور ضعف کی تاریکی، دوسری دریا کی تاریکی، تیسری رات کی تاریکی، چوتھی مچھلی کے پیٹ کی تاریکی، اللہ تعالیٰ نے جب ان کو رہائی بخشی تو وہ عصر کا وقت تھا، تو انہوں نے اللہ تعالےٰ کے شکریہ میں یہ چار رکعات ادا کی تھیں لہٰذا ہمارے لیے بھی مختلف تاریکیوں سے بچنے کا ذریعہ ہے، قیامت کا اندھیرا، اور جہنم کا اندھیرا، قبر کا اندھیرا، رات کا اندھیرا ضعف و کمزوریوں اور خطاؤں کے اندھیروں سے بھی نجات ہو گی۔

مغرب: پہلے پہل حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پڑھی تھی، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہ وحی کی کہ تمہاری قوم میرے بارہ میں "ثالث ثلاثہ" کا اعتقاد رکھتی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہ غروب شمس کے وقت جب وحی ہوئی تو انہوں نے تین رکعات ادا کیں۔

پہلی رکعت سے اپنی طرف سے الوہیت کی نفی مراد تھی، دوسری رکعت سے اپنی والدہ کی طرف سے نفی اور تیسری رکعت میں اللہ تعالیٰ کے لیے الوہیت کا اثبات، اور ہمارے لیے بھی یہ حساب میں آسانی اور دوزخ سے نجات اور قیامت کے ہولناک دن میں امن ہو گا۔

عشاء کی نماز سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی تھی، جب وہ مدین سے نکلے تھے تو راستہ میں راہ بھول گئے، ایک طرف بیوی کا غم اور بھائی ہارون علیہ السلام کا غم اور دشمن فرعون کا غم اور اولاد کا غم" اللہ تعالیٰ نے ان کو آواز دی اَنَا رَبُّکَ۔ کہ میں راہ دکھاؤں گا اور میں تم کو جمع کر دوں گا۔ اہل و بھائی کے ساتھ، اور دشمن پر غلبہ عطا کرونگا۔

اور ہمیں بھی یہ حکم ہوا کہ عشاء کی نماز پڑھو، تاکہ راہِ ہدایت ملے اور اللہ تعالیٰ کفایت کرے جسطرح حضرۃ موسیٰ علیہ السلام کیلئے کفایت کی، اور ہمیں بھی انبیاء علیہم السلام اور صدیقین کے ساتھ جمع کریگا۔ اور دشمن ابلیس پر فتح عطا فرمائے گا، جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا۔ (امانی الاحبار صـ ۲۶۴/۲)

تعداد ارکان صلوٰۃ

تکبیر تحریمہ، قیام، قرأت، رکوع، سجود اور قعدہ اخیرہ تشہد کی مقدار۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک۔ (ہدایہ صـ ۶۲/۱)

۱۔ **تکبیر تحریمہ** | فی الحقیقت یہ ہمارے احناف کرام کے نزدیک شرط ہے (شرح نقایہ صـ ۶۷/۱)

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ⑮ (الاعلیٰ پ۳۰) اور اس نے اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھی

لیکن چونکہ یہ نماز کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لیے ارکان میں شمار کیا جاتا ہے۔

تکبیر تحریمہ کا معنی یہ ہے کہ وہ تمام امور جو اس سے پہلے مباح تھے وہ اب اس پر حرام ہیں۔ اکل و شرب (کھانا پینا) کلام وغیرہ۔

وَالتَّحْرِيمُ جَعْلُ الشَّيْءِ مُحَرَّمًا — اور تحریم کہتے ہیں کہ کسی شی کو حرام قرار دینا۔

(شرح نقایہ صـ ۶۷/۱)

۱۔ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (المدثر پ۲۹) — اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔

۲۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ (مرفوعًا) إِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا — حضرت معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اس نماز میں

شَیْئٌ مِّنْ کَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا ھِیَ التَّسْبِیْحُ وَالتَّکْبِیْرُ وَقِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ (مسلم ص۲۰۳ ج۱)

صحیح نہیں ہے لوگوں کے کلام میں سے کچھ بھی۔ یہ تو تسبیح، تکبیر اور قرآن کی قراءۃ ہے۔

۳۔ وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ وَتَحْرِیْمُھَا التَّکْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُھَا التَّسْلِیْمُ (ابوداؤد ص۹۱ ج۱، ترمذی ص۲۷، ابن ماجہ ص۲۴)

حضرت علی رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کی چابی طہارت ہے۔ اور اس کا تحریمہ تکبیر ہے۔ اور اس سے باہر نکلنا سلام سے ہے۔

۲۔ قیام

قیام یعنی نماز میں کھڑا ہونا فرض ہے۔ اور ارکان نماز میں سے ہے۔ (ہدایہ ص۶۳ ج۱، شرح نقایہ ص۶۶ ج۱، کبیری ص۲۶۱)

۱۔ وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ﴿۲۳۸﴾ (بقرہ پ۲) (اَیْ سَاکِتِیْنَ خَاشِعِیْنَ دَاعِیْنَ طَائِعِیْنَ مُخْلِصِیْنَ فِی الصَّلٰوۃِ لِاَنَّ الْقِیَامَ خَارِجَ الصَّلٰوۃِ لَیْسَ بِفَرْضٍ)

اللہ کے لیے کھڑے ہو عاجزی کرتے ہوئے۔ (یعنی خاموش خشوع کرتے ہوئے دعا کرنے والے اور اطاعت کرنے والے مخلص یعنی نماز میں کیونکہ قیام نماز سے خارج تو فرض نہیں۔)

۲۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رضؓ قَالَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰی جَنْبٍ (بخاری ص۱۵۰ ج۱، مسند احمد ص۴۲۶ ج۴)

حضرت عمران بن حصین رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر تمہاری طاقت نہ ہو تو پھر بیٹھ کر پڑھو اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو تو پھر کروٹ کے بل لیٹ کر پڑھو۔

مسئلہ بیمار، شیخ ضعیف مسجد تک اگر جائیں تو سانس پھولنے کی وجہ سے کھڑے ہو کر فرض نہیں پڑھ سکتے۔ ایسے آدمیوں کو گھر پر ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھ لینی چاہیئے۔

مسئلہ جو لوگ جلدی سے آکر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاتے ہیں۔ ان کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ تکبیر تحریمہ میں قیام فرض اور ضروری ہے ——— اس لیے

ضروری ہوا کہ کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہے، پھر اس کے بعد رکوع میں جائے۔ (فتاویٰ قاضیخان صہ ۲۷ جلد ۱)

مسئلہ ایک پاؤں پر کھڑا ہونا دوسرے کو اوپر اٹھا لینا بلا عذر مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ تین عذر ایسے ہیں۔ جن میں بیٹھ کر نماز پڑھنی جائز ہے۔ بیماری، شیخوخت (بڑھاپا)، برہنگی۔

١- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَ بِيَ النَّاصُوْرُ فَسَالْتُ النَّبِيَّ صلی الله علیہ وسلم فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا۔ (ابوداود صہ ۱۳۷ جلد ۱ واللفظ لہ بخاری صہ ۱۵۰ جلد ۱، ترمذی صہ ۸۰، ابن ماجہ صہ ۸۶)

حضرت عمران بن حصین رض کہتے ہیں کہ میں ناسور کی بیماری میں مبتلا تھا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو۔

٢- عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیہ وسلم قَالَ يُصَلِّي الْمَرِيْضُ قَائِمًا اِنِ اسْتَطَاعَ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ صَلّٰى قَاعِدًا۔ (دار قطنی صہ ۴۲ جلد ۲)

حضرت علی رض روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھے اگر وہ طاقت رکھتا ہو۔ اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔

٣- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالَّذِيْ يُصَلِّيْ عُرْيَانًا يُصَلِّيْ جَالِسًا۔ (مصنف عبدالرزاق صہ ۵۸۴ جلد ۲)

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ جو شخص برہنہ نماز پڑھتا ہے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔

٤- ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ الرَّجُلِ يَخْرُجُ مِنَ الْبَحْرِ عُرْيَانًا؟ قَالَ يُصَلِّيْ قَاعِدًا وَكَذَا عَنْ قَتَادَةَ (مصنف عبدالرزاق صہ ۵۸۳ جلد ۲)

حضرت ابن جریج رح کہتے ہیں حضرت عطاء رح سے دریافت کیا گیا کہ جو شخص دریا کے حادثے سے برہنہ باہر نکلے تو نماز کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا بیٹھ کر نماز پڑھے۔ حضرت قتادہ رح سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

مسئلہ وتر، سنت فجر اور نماز نذر ملحق بفرض ہیں۔ لہذا ان کو کھڑے ہو کر ہی پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ نفل نماز میں قیام فرض نہیں۔ البتہ بلا عذر کے ثواب نصف ہوگا (ہدایہ صہ ۹۸ جلد ۱، شرح نقایہ صہ ۱۰۲ جلد ۱)

١- عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ

اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ صَلٰوۃُ الْقَاعِدِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ صَلَاۃِ الْقَائِمِ

(مسند احمد ص۹۱ ج۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے نصف ہوتا ہے۔

۲۔ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَۃَ عَنْ صَلَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مِنَ التَّطَوُّعِ فَقَالَتْ ـ ـ ـ ـ ـ وَکَانَ یُصَلِّیْ لَیْلًا طَوِیْلًا قَائِمًا وَلَیْلًا طَوِیْلًا جَالِسًا ۔

(مسلم ص۲۵۲ ج۱، مسند احمد ص۳۰ ج۶)

حضرت عبد اللہ بن شقیق رہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے دریافت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز کے بارہ میں۔ تو ام المومنینؓ نے کہا بعض اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر تک رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ اور بعض اوقات کافی دیر تک بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔

۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حُدِّثْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلٰوۃِ قَالَ فَاَتَیْتُہٗ فَوَجَدْتُہٗ یُصَلِّیْ جَالِسًا فَوَضَعْتُ یَدِیْ عَلٰی رَأْسِہٖ فَقَالَ مَالَکَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو قُلْتُ حُدِّثْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ قُلْتَ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلٰی نِصْفِ الصَّلٰوۃِ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ قَاعِدًا قَالَ اَجَلْ وَلٰکِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ (مسلم ص۲۵۳ ج۱)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رض کہتے ہیں مجھے بتلایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نسبت آدھا ثواب ملتا ہے۔ تو ایک دفعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں تو میں نے اپنی شنید کے خلاف جب آپ کو بیٹھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا تو میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سر مبارک پر رکھ دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبد اللہ تمہیں کیا ہوا ہے تو میں نے عرض کیا کہ حضرت میں نے اس طرح سنا تھا آپ فرماتے ہیں بیٹھ کر نماز پڑھنے سے نصف نماز کا ثواب ملتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مسئلہ تو ایسا ہی ہے۔ لیکن میری یہ خصوصیت ہے کہ مجھے بیٹھ کر پڑھنے پر بھی پورا ثواب ملتا ہے۔ میں تمہاری طرح نہیں۔

مسئلہ قیام۔ رکوع۔ سجود یہ تین ایسے فرائض و ارکان ہیں۔ جو ہر رکعت میں ضروری ہیں۔

مسئلہ قومہ۔ جلسہ اور تعدیل ارکان (قرار پکڑنا اعضاء کا) امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فرض ہے۔

تعدیل ارکان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہے۔

عَنْ رِفَاعَةَ رضؓ مَرْفُوعًا فَإِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُكَ وَإِنْ انْتَقَصْتَ مِنْهُ شَيْئًا انْتَقَصْتَ مِنْ صَلٰوتِكَ (ترمذی ص۶۶ ، مسند احمد ص۳۴۰ ج۴ وابوداود ص۱۲۴ ج۱ - عن ابی ہریرۃ رض)

حضرت رفاعہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نے یہ بات کر لی تو تمہاری نماز تام اور مکمل ہو گئی۔ اگر تم نے اس میں سے کچھ کم کر دیا تو تم نے اپنی نماز میں کم کر دیا۔ اس کو ناقص بنایا۔

۲- قراءت یعنی نماز میں قرآن کریم کا پڑھنا فرض ہے (ہدایہ ص۹۲ ج۱ شرح نقایہ ص۶۷ ج۱ کبیری ص۲۷۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط (المزمل ع۲ پ۲۹)

پڑھو قرآن میں سے جتنا میسر ہو (نماز میں)

نماز میں مطلق قراءت فرض ہے

نماز میں مطلق قراءۃ فرض ہے۔ جیسا کہ احادیث میں موجود ہے۔

۱- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِقِرَاءَةٍ (مسلم ص۱۷۰ ج۱ منتقی ابن جارود ص۴۳)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز نہیں ہوتی بغیر قرآن کے

۲- اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ اُمِرْنَا اَنْ نَقْرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ۔ (ابوداود ص۱۱۸ ج۱)

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں "ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگ فاتحۃ الکتاب (سورۃ فاتحہ) اور جو حصہ میسر ہو پڑھیں"

۳- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے ایک شخص (بھی) مسجد میں آیا اور اس نے نماز پڑھی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَ هٰذَا فَعَلِّمْنِي فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعاً

(بخاری ص۱۰۹ ج۱ مسلم ص۱۷۰ ج۱)

پر سلام کیا۔ آپ نے اس کا جواب دیا۔ اور فرمایا واپس جاؤ اور پھر نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گیا نماز پڑھی۔ پھر آکر سلام کیا آپ نے فرمایا واپس لوٹ جاؤ۔ اور نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ پھر گیا پھر واپس آیا آپ نے پھر فرمایا واپس جاؤ اور نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی وہ شخص کہنے لگا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں تو اس سے اچھی نماز نہیں جانتا آپ مجھے سکھلا دیں۔ تو آپ نے فرمایا جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہو۔ پھر جو تم کو میسر ہو قرآن وہ پڑھو پھر رکوع کرو۔ یہاں تک کہ اچھی طرح اطمینان کے ساتھ جم کر رکوع کرو۔

یہاں مقام ضرورت اور مقام تعلیم میں صرف قرآن کا ذکر کیا ہے۔ سورۃ فاتحہ کا ذکر نہیں کیا۔

۴۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَصَاعِداً۔

(مسلم ص۱۶۹ ج۱، ابوداؤد ص۱۱۹ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۹۳ ج۲)

حضرت عبادۃ بن صامت رضؓ نے بتلایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی نماز نہیں جس نے ام القرآن (سورۃ فاتحہ) اور کچھ زیادہ حصہ قرآن کا نہ پڑھا۔

۵۔ وَفِي حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اُخْرُجْ فَنَادِ فِي الْمَدِيْنَةِ أَنَّهُ لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِقُرْاٰنٍ وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ فَمَا زَادَ (ابوداؤد ص۱۱۸ ج۱)

حضرت ابوہریرۃؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور مدینہ میں منادی (اعلان) کر دو کہ نماز نہیں ہے، مگر قرآن کے پڑھنے سے چاہے۔ فاتحۃ الکتاب اور کچھ زیادہ ہو۔

۶۔ وَفِی حَدِیثِ عُبَادَةَ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ وَاٰیَتَیْنِ مِنَ الْقُرْاٰنِ (شرح نقایہ صہ ۹ جز ۱ کنز العمال صہ ۲۱۴ جز ۴ بحوالہ الطبرانی)

حضرت عبادہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں نماز مگر فاتحۃ الکتاب اور دو آیتیں اس کے ساتھ ہوں قرآن میں سے۔

۷۔ اَبِی قَتَادَةَ رضؓ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقْرَءُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَسُوْرَةٍ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَةَ اَحْیَانًا (بخاری صہ ۱۰۵ جز ۱)

حضرت ابوقتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی اور سورۃ پڑھتے تھے۔ اور کبھی کبھی ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے تھے۔

۸۔ اَبِی هُرَیْرَةَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَهٗ قَالَ اُخْرُجْ فَنَادِ فِی اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْقُرْاٰنِ فَمَا زَادَ (منتقی ابن جارود صہ ۴۲)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جاکر اہل مدینہ میں اعلان کر دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نماز نہیں ہوتی بجز سورۃ فاتحہ اور کچھ زائد حصہ قرآن کا پڑھنے کے۔

۹۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ لَا تَجُوْزُ صَلٰوةٌ لَا یُقْرَءُ فِیْهَا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ وَاٰیَتَیْنِ فَصَاعِدًا (مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۳۶۲ جز ۱)

حضرت عمران بن حصین رضؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نماز جائز نہیں جب تک اس میں سورۃ فاتحہ اور دو آیتیں یا اس سے کچھ زیادہ حصہ قرآن کا نہ پڑھا جاوے۔

۱۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰی رَهْطٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْاَنْصَارِ فَذَکَرُوا الصَّلٰوةَ

عبداللہ بن حارث رضؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ________

____

________ میں حضور صلی اللہ

وَ قَالُوْا لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِقِرَاءَةٍ وَلَوْ بِاُمِّ الْكِتٰبِ قَالَ خَالِدٌ فَقُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ هَلْ سَمّٰى اَحَدًا مِّنْهُمْ قَالَ نَعَمْ خَوَّاتُ بْنُ جُبَيْرٍ (مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۳۶۱ ج ۱)

علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضہ کے ایک گروہ انصار مدینہ کے پاس بیٹھا تو انہوں نے نماز کا ذکر کیا اور انہوں نے کہا کہ نماز بغیر قرآن پڑھنے کے نہیں ہوتی چاہے سورت فاتحہ ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت خالدؒ نے کہا کہ میں نے حارث بن عبد اللہؒ سے کہا صحابہؓ میں سے کسی کا نام بھی ذکر کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا ہاں حضرت خوات بن جبیر رضہ کا نام ذکر کیا ہے۔

مسئلہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فرائض خمسہ کی دو رکعتوں میں قرأۃ فرض ہے۔

(ہدایہ صہ ۱۰۷ ج ۱، شرح نقایہ صہ ۶۸ ج ۱، کبیری صہ ۲۷۶)

مسئلہ فرائض کی آخری دو رکعتوں اور مغرب کی آخری رکعت میں صرف سورت فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔ (ہدایہ صہ ۹۶ ج ۱، شرح نقایہ صہ ۸۰ ج ۱، کبیری صہ ۲۷۸)

۱۔ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم كَانَ يَقْرَءُ فِی الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَ يُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا وَيَقْرَءُ فِی الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ (مسلم صہ ۱۸۵ ج ۱، بخاری صہ ۱۰۷ ج ۱)

حضرت ابو قتادہ رضہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھتے تھے۔ اور کبھی کبھی کوئی ایک آدھ آیت ہم کو بھی سنا ڈالتے تھے۔ اور آخری دو رکعتوں میں آپ صرف سورۃ فاتحہ ہی پڑھتے تھے

مسئلہ فرائض کی آخری دو رکعتوں میں اگر فاتحہ نہ پڑھے صرف تسبیح پڑھتا ہے یا بالکل چپ کا کھڑا رہے تو بھی جائز ہے، لیکن تسبیح سکوت سے افضل ہے۔

(ہدایہ صہ ۹۶ ج ۱، شرح نقایہ صہ ۸۱ ج ۱، کبیری صہ ۲۷۷)

۱۔ عَنْ عَلِیٍّ وَ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُمَا قَالَا اِقْرَءْ فِی الْاُوْلَيَيْنِ وَسَبِّحْ فِی الْاُخْرَيَيْنِ

حضرت علی رضہ اور حضرت عبد اللہ رضہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ (فرض کی) پہلی دو رکعتوں

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱/۲۷۲)

۲- عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ قَیْسٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ کَانَ لَا یَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْمَا یُجْھَرُ فِیْہِ وَفِیْمَا یُخَافَتُ فِیْہِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ وَلَا فِی الْاُخْرَیَیْنِ وَاِذَا صَلّٰی وَحْدَہٗ قَرَءَ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسُوْرَۃٍ وَلَمْ یَقْرَءْ فِی الْاُخْرَیَیْنِ شَیْئًا۔

(موطا امام محمد ص۹۶)

ثیں قرآن پڑھو اور پچھلی دو رکعتوں میں تم تسبیح پڑھتے رہو۔

حضرت علقمہؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ امام کے پیچھے جہری نماز میں قراۃ نہیں کرتے تھے۔ اور سری نماز میں بھی نہ پہلی دو رکعتوں میں اور نہ آخری دو رکعتوں میں کسی میں بھی قراۃ نہ کرتے تھے اور جب اکیلے نماز پڑھتے تھے تو پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی اور سورۃ پڑھتے تھے۔ اور پچھلی دو رکعتوں میں کچھ نہیں پڑھتے تھے۔

مسئلہ وتر کی تینوں رکعتوں میں اور نفل کی ہر ایک رکعت میں اسی طرح جمعہ اور عیدین کی دونوں رکعتوں میں قراۃ فرض ہے (ہدایہ ص۱/۹۶، شرح نقایہ ص۱/۶۸، کبیری ص۲۷۵، ۲۷۶)

مسئلہ مقدار قراۃ ایک رکعت میں ایک آیت طویلہ یا تین آیات مختصرہ (جیسا کہ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الخ) فرض ہے۔ (ہدایہ ص۱/۴۵، شرح نقایہ ص۱/۶۸، کبیری ص۲۷۸)

فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط

پڑھو قرآن میں سے جتنا میسر ہو۔ (نماز میں)

(المزمل آیت ۲۰ پ۲۹)

مسئلہ قراۃ میں الفاظ کا پڑھنا ضروری ہے۔ محض خیال سے قراۃ کرنے سے نماز نہ ہوگی۔ جب تک زبان کو حرکت نہ دی جائے اور اپنے کان نہ سنیں قراۃ متحقق نہ ہوگی، اِلّا یہ کہ معذور ہو۔ بعض نے لکھا ہے کہ تصحیح حروف واجب ہے۔ لیکن اصح وارجح اور احوط پہلا مسلک ہے۔

(ہدایہ ص۱/۷۴، شرح وقایہ ص۱/۱۴۹، شرح نقایہ ص۱/۸۲)

۱- عَنْ عَبِیْدَۃَ فِی الْقِرَاءَۃِ فِیْ صَلٰوۃِ النَّھَارِ (قَالَ) اِسْمَعْ نَفْسَکَ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱/۳۶۴)

حضرت عبیدہ بن عمرو السلمانیؒ (مشہور تابعی) کہتے ہیں کہ دن کی نمازوں میں بھی اس طرح پڑھو کہ تم خود سن سکو (کانوں تک آواز پہنچے)

۲- عَنِ ابْنِ سَابِطٍ قَالَ اَدْنٰی مَا یَقْرَءُ

حضرت عبدالرحمٰن بن سابطؒ (مشہور تابعی) کہتے ہیں

الْقُرْاٰنُ اَنْ تُسْمِعَ اُذُنَيْكَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۲ ج۱)

ادنیٰ درجہ قرآن کے پڑھنے کا یہ ہے کہ تم اپنے کانوں کو سناؤ۔

مسئلہ امام کے لیے فجر، مغرب، عشار، جمعہ، عیدین، تراویح اور صرف رمضان المبارک میں وتر کی نماز میں جہر بالقراءۃ واجب ہے۔ اسی طرح ظہر اور عصر میں آہستہ (سر بالقراءۃ) پڑھنا واجب ہے۔

(ہدایہ ص۷۳ ج۱، شرح نقایہ ص۸۳ ج۱)

اِبْنِ شِهَابٍ قَالَ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ يُّجْهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ كِلَيْهِمَا وَيَقْرَءُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ فِي صَلٰوةِ الظُّهْرِ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَسُوْرَةٍ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ سِرًّا فِي نَفْسِهٖ وَيَفْعَلُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ سِرًّا فِي نَفْسِهٖ وَيَفْعَلُ فِي الْعَصْرِ مِثْلَ مَا يَفْعَلُ فِي الظُّهْرِ وَيَجْهَرُ الْاِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ وَيَقْرَءُ فِي كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَسُوْرَةٍ وَيَقْرَءُ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنْ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ سِرًّا فِي نَفْسِهٖ ثُمَّ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَيَقْرَءُ فِي الْاُخْرَيَيْنِ فِي نَفْسِهٖ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ

امام ابن شہاب (زہریؒ) سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے۔ فجر کی دونوں رکعتوں میں قراءۃ بالجہر کی جائے۔ اور ظہر کی نماز میں دونوں پہلی رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پوشیدہ طور پر اپنے جی میں پڑھے۔ اور ظہر کی آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ ہی آہستہ اپنے جی میں پڑھے۔ اور عصر کی نماز میں بھی اسی طرح کرے، جس طرح ظہر میں۔ اور مغرب کی نماز میں بھی امام پہلی دو رکعتوں میں بالجہر پڑھے۔ سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ اور آخری رکعت میں آہستہ اپنے جی میں پڑھے صرف سورۃ فاتحہ اور عشار کی پہلی دو رکعتوں میں بھی جہر سے پڑھے اور آخری رکعتوں میں آہستہ اپنے جی میں پڑھے سورۃ فاتحہ اور جو لوگ امام کے پیچھے ہوں خاموش رہیں۔ اور جو امام پڑھتا ہے اس کو سنیں۔ اور امام کے ساتھ کوئی بھی قراءۃ نہ کرے۔

وَيُنْصِتُ مَنْ وَرَآءَ الْإِمَامِ وَيَسْتَمِعُ لِمَا جَهَرَ بِهِ الْإِمَامُ وَلَا يَقْرَءُ مَعَهُ أَحَدٌ۔ (نصب الرایہ ص۲/۲ و مراسیل ابی داؤد ص ملحقہ سنن ابی داؤد)

۲۔ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قُلْتُ لِخَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَءُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ قِرَاءَتَهُ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ۔ (بخاری ص۱۰۵/۱، بیہقی ص۱۹۳/۲)

حضرت ابو معمرؒ کہتے ہیں "میں نے حضرت خبابؓ بن الارت سے پوچھا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قراۃ کرتے تھے انہوں نے کہا ہاں کرتے تھے۔ میں نے کہا آپ لوگ کس سے پہچانتے تھے کہ آپ قراۃ کرتے تھے (قراءۃ بالسر یعنی آہستہ ہوتی تھی) تو انہوں نے کہا کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک کے اضطراب اور حرکت کرنے سے ہم پہچانتے تھے۔"

۳۔ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رض فَكُنَّا نَتَذَاكَرُ الْعِلْمَ فَقَالَ رَجُلٌ لَا تُحَدِّثُوْا إِلَّا بِمَا فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ لَهُ عِمْرَانُ إِنَّكَ لَأَحْمَقُ أَوَجَدْتَ فِي الْقُرْآنِ صَلٰوةَ الظُّهْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَالْعَصْرَ أَرْبَعًا لَا يُجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فِي شَيْءٍ مِّنْهَا وَالْمَغْرِبَ ثَلَاثًا يُجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنْهَا وَلَا يُجْهَرُ فِي رَكْعَةٍ وَالْعِشَاءَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يُجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فِي رَكْعَتَيْنِ مِنْهَا وَلَا يُجْهَرُ فِي

حضرت ابو نضرۃؒ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمران بن حصینؓ کے پاس تھے۔ ہم علم کا تذکرہ کر رہے تھے ایک شخص نے کہا کہ صرف وہی چیز بیان کرو جو قرآن میں ہو۔ تو حضرت عمرانؓ نے کہا تم احمق ہو جو ایسی بات کرتے ہو۔ کیا تم نے قرآن میں ظہر و عصر کی نماز کی چار رکعات کا ذکر پایا ہے! اور یہ پایا ہے کہ ان میں قراۃ بالجہر نہ کی جائے۔ اور مغرب کی تین رکعات کا ذکر پایا ہے؟ اور یہ کہ ان میں دو رکعت میں جہر کیا جائے اور ایک رکعت میں جہر نہ کیا جائے اور عشاء کی نماز کی چار رکعات کا ذکر پایا ہے۔ یہ کہ ان میں دو رکعت میں جہر کیا جائے اور دو میں جہر نہ کیا جائے۔ اور فجر کی دو رکعتیں ہیں۔ ان میں جہر کیا

رکعتین والفجر رکعتین تجهر فیهما بالقراءة (سنن الکبری بیہقی ص۱۹۴ ج۲)

جائے۔ کیا یہ تم نے قرآن میں پایا ہے؟۔

۴۔ ابن عمر انه رأى رجلا يجهر بالقراءة نهارا فدعاه فقال ان صلوة النهار لا يجهر فيها فاسر قراءتك (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۲ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ دن کے وقت جہر سے قراءۃ کرتا تھا تو اس کو بلا کر انہوں نے فرمایا دن کی نمازوں میں جہر سے قراءۃ نہیں کرنی چاہیے۔ اپنی قراءۃ کو آہستہ کرو۔

۵۔ عن الحسن قال صلوة النهار عجماء وصلوة الليل تسمع اذنيك (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۴ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ "دن کی نمازیں خاموش ہوتی ہیں۔ اور رات کی نمازیں اتنی بلند آواز سے ہونی چاہیے کہ تمہارے کان سنیں۔"

۶۔ عن ابی هريرة قال كان النبی صلی الله علیه وسلم يؤمنا فيجهر ويخافت فنجهر فيما جهر ونخافت فيما خافت

(مسلم ص۱۷۰ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۱۲۱ ج۲)

مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۲ ج۱)

حضرت ابوہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔ آپ جہر بھی کرتے تھے اور آہستہ بھی پڑھتے تھے۔ جن نمازوں میں آپ جہر کرتے تھے ہم بھی ان میں جہر کرتے ہیں۔ اور جن نمازوں میں آپ آہستہ پڑھتے تھے ہم بھی آہستہ پڑھتے ہیں۔

۷۔ ابن جريج قلت لعطاء السنة رفع الصوت بالقراءة يوم الجمعة؟ قال نعم (مصنف عبدالرزاق ص۱۷۹ ج۳) عن عطاء قال يرفع الصوت بالقراءة في الجمعة والعيدين۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۸۰ ج۲)

ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاءؒ سے پوچھا کیا جمعہ کی نماز میں قراءۃ بالجہر کرنی مسنون ہے تو انہوں نے کہا۔ ہاں۔ حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ جمعہ اور عیدین میں قراءۃ بالجہر کی جائے۔

۸۔ ابن جريج قال قلت لعطاء ما يجهر به الصوت من القراءة من صلوة الليل والنهار من

حضرت ابن جریجؒ کہتے ہیں میں نے حضرت عطاءؒ سے کہا کہ کون سی فرض نمازیں رات اور دن میں ہیں۔ جن میں بلند آواز سے قراءۃ کرنی چاہیے۔

الْمَكْتُوبَةِ ؛ قَالَ : الصُّبْحُ وَالْاُوْلَيَيْنِ الْعِشَاءِ وَالْاُوْلَيَيْنِ الْمَغْرِبِ وَالْجُمُعَةَ اِذَا كَانَتْ فِيْ جَمَاعَةٍ فَاَمَّا اِذَا كَانَ الْمَرْءُ وَحْدَهٗ فَلَا ، هِيَ الظُّهْرُ حِيْنَئِذٍ وَالْفِطْرَ حِيْنَئِذٍ قَالَ وَاَظُنُّ الْاَضْحٰى مِثْلَ الْفِطْرِ (مصنف عبدالرزاق ص۹۹ ج۲ ۱۰)

انہوں نے کہا صبح کی نماز اور عشاء کی پہلی دو رکعتیں اور مغرب کی پہلی دو رکعتیں اور جمعہ کی نماز جب جماعت سے پڑھے۔ اگر جمعہ کے دن الگ پڑھے تو پھر وہ ظہر کی نماز ہے۔ جو آہستہ پڑھے گا۔ اور عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازوں میں جہر کرے گا۔

مسئلہ اگر جہری نمازیں تنہا پڑھیں تو آواز سے پڑھنا افضل ہے۔ جب کہ دوسروں کے لیے جہر تکلیف دہ نہ ہو۔ منفرد کو اختیار ہے۔ بالجہر پڑھے یا بالاخفاء (شرح نقایہ ص۸۲ ج۱ ، ہدایہ ص۷۲ ج۱)

مسئلہ اگر سب کی نماز قضاء ہو گئی تو پھر امام جہری کرے (ہدایہ ص۷۲ ج۱ ، شرح نقایہ ص۸۲ ج۱)

۱۔ سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی نماز فجر قضاء ہو گئی آپ نے روزمرہ کی طرح باجماعت قضاء فرمائی۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ؓ (فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ) ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ فَصَنَعَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ كُلَّ يَوْمٍ ۔ (مسلم ص۲۳۹ ج۱)

حضرت ابوقتادہ رضؓ سے ایک طویل حدیث میں منقول ہے (جب کہ فجر کی نماز قضاء ہو گئی تھی سفر میں) کہ پھر حضرت بلالؓ نے اذان پکاری۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے صبح کی دو رکعتیں سنت پڑھیں پھر صبح کی فرض نماز اسی طرح ادا کی جس طرح ہر روز ادا فرماتے تھے۔

۲۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ عَرَّسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اِلٰى اَنْ قَالَ) ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْفَجْرَ بِاَصْحَابِهٖ وَجَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَاءَةِ كَمَا كَانَ يُصَلِّيْ بِهَا فِيْ وَقْتِهَا۔ (نصب الرایہ ص۱۶۰ ج۲ بحوالہ کتاب الآثار للامام محمدؒ)

حضرت ابراہیمؒ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کے پچھلے حصہ میں آرام کے لیے اترے (پھر نماز قضاء ہونے کا ذکر ہے) پھر نماز کی اقامت پڑھی گئی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو فجر کی نماز قراءۃ بالجہر کے ساتھ پڑھائی جیسا کہ ہر روز پڑھاتے تھے، نماز کے وقت میں۔

مسئلہ کسی نماز کے لیے کسی خاص سورۃ کا مقرر کر لینا کہ اس کے سوا دوسری سورۃ نہ پڑھے مکروہ ہے اس لیے کہ اس میں بعض سورتوں کی بعض پر فوقیت کا وہم ہے۔ اور بعض دفعہ جاہل آدمی یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس نماز میں یہی سورۃ جائز ہے اس کے علاوہ دوسری سورت جائز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا تعیین نماز میں تلاوت فرماتے تھے۔ (ہدایہ ص۶ ج۱ شرح النقایہ ص۸۳ ج۱)

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ مَا مِنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَةٌ صَغِيْرَةٌ وَلَا كَبِيْرَةٌ اِلَّا قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَؤُمُّ بِهَا النَّاسَ فِى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ (جمع الفوائد ص۷۷ ج۱ بحوالہ نسائی)

حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ کی روایت میں ہے کہ قرآن کی مفصل سورتوں میں قرآن کی ساتویں منزل) چھوٹی بڑی سب سورتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیں پڑھتے تھے۔ فرض نمازوں میں ان کے ساتھ امامت کراتے تھے۔ میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان سورتوں کو فرض نماز میں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

مسئلہ حضرت ابو قتادہ رضہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت کو دوسری سے لمبا کیا کرتے تھے۔ (بخاری ص۱۰۵ ج۱، مسلم ص۱۸۵ ج۱)

امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ صبح کی نماز کے ساتھ مخصوص ہے (ہدایہ ص۷۶ ج۱)

مسئلہ دوسری رکعات کی قراءۃ کو پہلی رکعت سے زیادہ لمبی نہ کرے۔

مسئلہ کسی شخص کے لیے قرآن کے الفاظ کی بجائے کسی آیت کا ترجمہ پڑھنا نماز میں روا نہیں۔

مسئلہ نو مسلم شخص جب تک قرآن کا کچھ حصہ حفظ نہ کرے اور جاہل (امی) جو قرآن کا کچھ حصہ بھی تلاوت نہیں کر سکتا تو ایسا شخص بجائے قراءۃ کے تسبیح کرتا ہے۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِىِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِنِّىْ لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اٰخُذَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْئًا فَعَلِّمْنِىْ مَا يُجْزِئُنِىْ مِنْهُ فَقَالَ قُلْ سُبْحَانَ

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضہ سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں قرآن میں سے کوئی چیز پڑھ نہیں سکتا۔ تو آپ مجھے کچھ سکھلا دیں۔ جس سے میری نماز درست ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہو

اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا لِلّٰهِ فَمَا لِیْ قَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاهْدِنِیْ۔

(ابوداؤد ص ۱۲۱/۱، نسائی ص ۱۳۶/۱)

(سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے۔ اور برائی سے پھرنے کی اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کی توفیق کے) اس شخص نے عرض کیا کہ حضور! یہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہوا، میرے لیے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس طرح کہو "اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ" (اے اللہ مجھ پر رحم فرما اور مجھے عافیت دے مجھے ہدایت اور روزی عطا فرما)

۲۔ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ (فِیْ حَدِیْثِ مسیٔ صلوۃ) فَاَقِمْ ثُمَّ كَبِّرْ فَاِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْاٰنٌ فَاقْرَاْ بِهٖ وَاِلَّا فَاحْمِدِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ۔ (ابوداؤد ص ۱۲۵/۱)

حضرت رفاعۃ بن رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس شخص سے جس نے نماز میں نقصان کیا تھا، اس کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا) پس تو کھڑا ہو پھر تکبیر کہہ اگر تجھے قرآن کا کچھ حصہ آتا ہے تو اسے پڑھو ورنہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرو اور اللہ اکبر اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے رہو۔

۴۔ رکوع

رکوع بھی نماز کے فرائض اور ارکان میں سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

۱۔ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ (بقرہ پ ۱)

اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

۲۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ (المرسلت پ ۲۹)

(اللہ تعالیٰ نے کافروں کی مذمت میں فرمایا ہے) اور جب ان سے کہا جاتا ہے رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے۔

فضائل رکوع

ایک دفعہ قبیلہ بنی ثقیف کے رؤسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نماز کے سلسلہ میں رکوع سے استنکاف کیا کہ ہم نماز تو پڑھتے ہیں لیکن رکوع ہم سے نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اس میں ہم اپنی تذلیل سمجھتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا خَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَا رُکُوْعَ فِیْهِ

کہ اس دین میں کوئی بہتری نہیں جس میں رکوع نہیں

(مسند احمد صفحہ ۲۱۸ ج ۴، بیہقی ص ۲۲۵ ج ۲)

۲۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ (حج پ ۱۷)

اے ایمان والو! رکوع و سجود کرو۔ اور اپنے رب کی عبادت کرو۔ اور نیکی کا کام کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

حقیقتِ رکوع

از و حقیقت روح انقیاد دل است برائے تحمل بار امانت الٰہی ولہٰذا ایں صورت را دریں شریعت عبادت گردانیدہ اند۔ تا اشعار باشد باخذ من بار امانت الٰہی بر پشت خود گرفتم و اُو مرا آدمی منتصب القامۃ آفریدہ فرمان داد کہ ایں بار را بردارم بحکم او براستی قامت خود مغرور نشدم و خود را مانند اشتر و گاؤ و اسپ پشت خم کردہ بحضور او حاضر شدم تا ہرچہ خواہد بر پشت من بار کند

(تفسیر عزیزی فارسی صفحہ ۳۰ پارہ نمبر ۲ از شاہ عبد العزیز)

رکوع کی حقیقت یہ ہے کہ یہ دل کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے امانت الٰہی کے بوجھ کو اٹھانے کے لیے۔ لہٰذا اس رکوع کی صورت کو اس آخری شریعت میں عبادت قرار دیا گیا ہے تاکہ یہ اس بات کی علامت ہو کہ ہر مسلمان اس کا اقرار کرتا ہے کہ میں نے امانت الٰہی کے بوجھ کو اپنی پشت پر اٹھا لیا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے سیدھے قد والا پیدا کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ اس بوجھ کو میں اٹھاؤں تو اللہ تعالیٰ کے فرمان سے میں اپنے قد کے سیدھے ہونے پر مغرور نہیں ہوا۔ بلکہ میں نے اپنی پشت کو خم کر دیا ہے۔ اور اونٹ گائے، بیل کی طرح خمیدہ قامت ہو کر اس کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں تاکہ وہ جو کچھ چاہے میری پشت پر لاد دے۔

۳۔ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

"در رکوع از ملاحظہ کمالِ عظمت و ہیبتِ معبود و مالک و از حیاء بر خود بقصور در بندگی سرنگوں کردن و کمر دوتا گردانیدن۔ بلکہ چوں بندہ گنہ گار بر فدائے جان گردنِ خود

"اللہ تعالیٰ معبود برحق اور مالک کی کمال عظمت و ہیبت اور اپنے اندر حیاء سے کہ بندگی میں قصوروار ہوں۔ سرنگوں کرنے کا نام رکوع ہے اور کمر کو دوہرا کرنا۔ بلکہ جیسا کہ بندہ گنہگار مجرم

پیش سیف حاضر ساختن — اپنی جان کو قربان کرنے کے لیے اپنی گردن کو تلوار کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اسی طرح کر ڈینے کا نام رکوع ہے۔
(رسالہ فوائد نماز)

۵۔ سجدہ

نماز کے فرائض و ارکان میں ایک اہم ترین رکن سجدہ ہے۔
(ہدایہ ص۶۳ ج۱ شرح نقایہ ص۶۸ ج۱ کبیری ص۲۸۲)

۱۔ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا — اے ایمان والو! رکوع و سجود کرو۔

(حج آیت ۷۷ پ۱۷)

۲۔ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

(سورۃ قلم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) جس دن پنڈلی کھول جائیگی اور ان کو سجدہ کے لیے بلایا جائیگا۔ تو یہ طاقت نہیں رکھیں گے سجدہ کرنے کی آنکھیں پست ہوں گی اور ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی۔ حالانکہ پہلے ان کو سجدہ کی طرف بلایا جاتا تھا اور یہ صحیح سالم تھے۔

(القلم پ۲۹)

۳۔ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾ع — (سورۃ علق میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) کہ خبردار! اس کی بات نہ مان اور سجدہ کر اور قرب حاصل کر رب کا

(العلق پ۳۰)

سجدہ میں نیتِ ثواب و تقرب ضروری ہے، نماز سے قرب حاصل ہوتا ہے اور قرب موجب عصمت ہے۔ اور خشوع سجدہ کی روح ہے اور وہی اصل مدار قرب ہے۔

۴۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ — اور رات کے وقت اس کے سامنے سجدہ کرو اور لمبی رات تک اس کی تسبیح بیان کرتے رہو۔

(الدھر پ۲۹)

فضیلت سجدہ

۱۔ وَفِيْ حَدِيْثِ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ — حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے کثرت سے سجدہ کرو۔ کیونکہ تم جب بھی اللہ تعالیٰ کے لیے

فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً (مسلم ص ۱۹۳/ ج ۱)

سجدہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تمہارا درجہ بلند کرے گا۔ اور تم سے خطاؤں کو مٹائے گا۔

۲۔ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ (آيَةَ السَّجْدَةِ) فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُولُ يَا وَيْلَتِي أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ (مسلم ص ۶۱/ ج ۱)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابن آدم سجدہ کی آیت تلاوت کرتا ہے اور پھر سجدہ ادا کرتا ہے۔ تو شیطان الگ ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے "افسوس میری حالت پر ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا" اس نے سجدہ کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔ اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا اور میں نے انکار کیا تو میرے لیے دوزخ ہے۔"

یہ بات ابلیس کی بربنائے حسد ہے ابن آدم کے ساتھ نہ کہ ندامت اور توبہ سے۔

۳۔ حضرت ربیعہ بن کعبؓ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت میں معیت کا سوال کیا تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ (مسلم ص ۱۹۳/ ج ۱)

میری اعانت کر اپنے نفس کے برخلاف زیادہ سجدے ادا کرنے سے

یعنی زیادہ نماز پڑھ تاکہ تیرا نفس رام ہو۔ اور میں بھی دعا کروں اور پھر جنت میں معیت نصیب ہو۔

۴۔ أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ (مسلم ص ۱۹۱/ ج ۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ بندہ جس حالت میں اپنے رب کے قریب ہوتا ہے۔ تو وہ سجدہ کی حالت ہوتی ہے۔ اس لیے زیادہ دُعا کرو سجدہ میں۔

۵۔ سورۃ فتح میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے بارے میں فرمایا ہے۔

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (الفتح آیت ۲۹، پ ۲۶)

کہ تم ان کو دیکھو گے رکوع اور سجدہ میں اللہ کا فضل اور خوشنودی تلاش کرتے ہیں۔ ان کے چہروں سے سجدہ کا اثر ظاہر ہوگا۔

۶۔ سورۃ فرقان میں عباد الرحمٰن کی تعریف میں فرمایا کہ

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ (الفرقان پ ۱۹)

وہ لوگ اپنے رب کے سامنے سجدہ اور قیام میں راتیں گذارتے ہیں۔

راتیں شراب خانوں، نشاط خانوں، ناچ گھروں، سینما، تھیٹروں اور کلبوں میں نہیں گذارتے بلکہ وہ اپنے رب کے سامنے سجدہ اور قیام میں گذارتے ہیں۔

۷۔ سورۃ سجدۃ میں ارشاد ہے۔

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ (السجدہ پ ۲۱)

بے شک جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں جب ان کے سامنے ان آیات کا ذکر کیا جاتا ہے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح کے ساتھ اس کی حمد بیان کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے

۸۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم (فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ) فَیَكْشِفُ عَنْ سَاقِهٖ فَیَسْجُدُ لَهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَّیَبْقٰی مَنْ كَانَ یَسْجُدُ لِلّٰهِ رِیَاءً وَّسُمْعَةً فَیَذْهَبُ كَیْمَا یَسْجُدُ فَیَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَّاحِدًا (بخاری ص ۱۱۰۷ ج ۲)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایک طویل حدیث میں) اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار اپنی ساق کھولے گا۔ پس ہر مومن مرد (اور مومنہ عورت) اس کے آگے سجدہ کریں گے اور وہ باقی رہ جائیں گے سجدہ نہ کر سکیں گے جو دنیا میں ریا اور دکھلاوے کے لیے سجدہ کرتے تھے وہ سجدہ کا ارادہ کریں گے لیکن ان کی پشت ایک تختہ سا بن جائے گی۔

وَقَالَ الْاِسْمَاعِیْلِیُّ عَنْ سَاقٍ شِدَّةٌ

محدث اسماعیلیؒ نے کہا ہے کہ ساق سے مراد شدت

وَكَرْبٌ كَمَا اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمُرَادُ التَّجَلِّيَ لَهُمْ وَكَشْفُ الْحُجُبِ وَقَالَ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ اَلسَّاقُ هٰهُنَا نُوْرٌ عَظِيْمٌ وَقِيْلَ مَعْنَاهُ كَشْفُ الْخَوْفِ وَاِزَالَةُ الرُّعْبِ عَنْهُمْ وَمَا كَانَ غَلَبَ عَلٰى عُقُوْلِهِمْ مِنَ الْاَهْوَالِ فَتَطْمَئِنُّ نُفُوْسُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَتَجَلّٰى لَهُمْ فَيَخِرُّوْنَ سُجَّدًا

(نووی شرح مسلم مع مسلم ص ۱۰۲ ج ۱)

اور بے چینی ہے۔ جیسا کہ حاکمؒ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ کشف ساق سے مراد تجلی ہو۔ ان کے سامنے اور حجابات کو دور کرنا ہو۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں ساق یہاں پر نور عظیم ہے۔ اور بعض نے کہا ہے خوف کو دور کر دینا اور رعب کو زائل کرنا مراد ہے۔ اور جو ان کے عقلوں پر خوف اور ڈر غالب ہو چکا تھا۔ اس کو کھولنا مراد ہے۔ پھر اس وقت ان کے نفس مطمئن ہو جائینگے اور اللہ تعالیٰ ان کے سامنے تجلی فرمائے گا پس وہ سجدہ میں گر پڑیں گے۔

۹۔ وَاَيْضًا عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ نِ الْخُدْرِيِّ (قَالَ) فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ اِلَّا اَذِنَ اللّٰهُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ وَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اِتِّقَاءً وَرِيَاءً اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهٗ طَبَقَةً وَاحِدَةً كُلَّمَا اَرَادَ اَنْ يَّسْجُدَ خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ

(مسلم ص ۱۰۲ ج ۱)

حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت میں ہے پس ساق کو کھولا جائے گا۔ تو جو شخص اپنی جان و دل سے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتا تھا۔ اس وقت بھی اس کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوگی۔ اور جو دنیا میں لوگوں کے اعتراض سے بچنے کے لیے اور ریا کاری کی وجہ سے سجدہ کرتا تھا۔ اس کی پشت ایک تختہ بن جائے گی۔ اگر سجدہ کرنے کی کوشش کریگا پیچھے گدی کے بل گرے گا۔

۱۰۔ وَفِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰى اِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَاَرَادَ اَنْ يُّخْرِجَ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ اَرَادَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اَمَرَ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ فارغ ہوگا بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے اور ارادہ فرمائے گا کہ نکالے اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہے گا دوزخ سے اہل نار میں سے۔ تو فرشتوں کو حکم دیگا۔

الْمَلٰئِكَةَ اَنْ يُّخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِمَّنْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّرْحَمَهٗ مِمَّنْ يَّقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ فِى النَّارِ يَعْرِفُوْنَهُمْ بِاَثَرِ السُّجُوْدِ تَاْكُلُ النَّارُ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّآ اَثَرَ السُّجُوْدِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ

(مسلم صـ ۱۰۱/۱ج)

کہ آگ سے نکالیں ان کو جنہوں نے اللہ کے ساتھ شرک نہیں کیا جن پر اللہ تعالیٰ رحم فرمانا چاہے گا۔ جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے تھے۔ فرشتے ان کو پہچانیں گے دوزخ میں۔ ان کو پہچانیں گے سجدہ کے نشان سے کیونکہ آگ کھا جائے گی ابن آدم میں تمام بدن کو۔ لیکن سجدہ کے نشان کو۔ اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کر دیا کہ نشان سجود کو کھا سکے۔

۱۱۔ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۔ (الزمر آیت ۹ پ ۲۳)

(اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) بھلا وہ شخص جو اطاعت کرنے والا ہے۔ رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتے ہوئے۔ اور کھڑے ہو کر ڈرتا ہے آخرت سے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔

۱۲۔ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

(آل عمران پ ۳)

(اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) اے مریم! اطاعت کرو اپنے رب کی اور سجدہ کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

۱۳۔ وَقَالَ اِمَامُ وَلِىُّ اللّٰهِ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اُمَّتِىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرٌّ مِّنَ السُّجُوْدِ مُحَجَّلُوْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ

(حجۃ اللہ البالغہ صـ ۱/۴)

حضرت امام ولی اللہ رحمہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ میری امت کے لوگ قیامت کے دن سفید پیشانیوں والے ہوں گے اور سفید پاؤں والے وضوء کے اثر سے۔

۱۴۔ قَالَ اَبُوْسَعِيْدِ ضَرِيْرٌ يَوْمَ يَظْهَرُ حَقَآئِقُ الْاَشْيَآءِ وَاُصُوْلُهَا الَّتِىْ كَانَتْ مَبْنِيَّةً عَلَيْهِ فَتَمَيَّزَ عِبَادَتُهُمُ الَّتِىْ كَانَتْ عَلٰى غَيْرِ اَصْلٍ عَنْ عِبَادَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّتِىْ

ابو سعید ضریر رح کہتے ہیں قیامت کا دن ایسا ہوگا کہ اس دن چیزوں کی حقیقتیں ظاہر ہوں گی اور ان کے وہ اصول ظاہر ہوں گے جن پر وہ اعمال مبنی تھے تو ان لوگوں کی عبادت ممیز ہو گی جو کسی صحیح اصول پر مبنی نہیں تھی۔ اور مومنین کی عبادت

كَانَتْ مَبْنِيَّةً عَلٰى اَصْلٍ صَحِيْحٍ — جو صحیح اصول پر مبنی تھی وہ بھی نمایاں ہو جائیگی
(تفسیر عزیزی فارسی ص۵۱ پارہ ۲۹)

حقیقت سجدہ سجدہ میں غایت درجہ کی تواضع اور عبودیت ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے۔ کیونکہ انسان کے عزیز ترین عضو اور بلند ترین عضو خاک میں ملاتا ہے جو پاؤں کے نیچے روندی جاتی ہے

حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی سجدہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" در و سجود ملاحظہ کمال علو و خود را در ذلت — کہ سجدہ میں ادھر خدا تعالیٰ کی کمال بلندی کو ملاحظہ
پستی و مقام نیستی با خاک برابر ساختن، و در مقام — کرنے اور اپنے آپ کو کمال عاجزی اور پستی اور

لہ سجدہ میں عجز و نیازمندی کے لطیف احساسات ہوتے ہیں، شاعروں نے ان کو اپنی زبان میں بیان کیا ہے۔

ے جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا — ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں (اقبال)

ے لذت سجدہ ہائے شوق نہ پوچھ — ہائے وہ اتصال راز و نیاز (اصغر)

ے بس اک داغ سجدہ میری کائنات — جبینیں تیری آستانے تیرے (دردؔ)

ے پیہم سجود پائے صنم پر دم وداع — مومن خدا کو بھول گئے اضطراب میں (مومن)

ے کثرت سجدہ سے وہ نقش قدم — کہیں پامال سر نہ ہو جائے (")

ے سجدہ ہے ذوق عمل خشک دبجائے نرسد — زندگی ہم کہ دار چہ زیبا وچہ زشت (اقبال)

ے زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند — حق را بسجودے ونبی را بدرودے (غالب)

ے مٹ جائے گی جس دن میرے سجدوں کی حقیقت — دنیا میں ترا نقش کف پا نہ رہے گا (جگر)

ے زاہد مگر اس رمز سے آگاہ نہیں ہے — سجدہ وہی سجدہ ہے جو ننگ جبیں ہے (")

ے کیا ذوق ہے کیا شوق ہے کیا ربط ہے کیا ضبط — سجدہ ہے جبیں میں کبھی سجدہ میں جبیں ہے (")

ے سجدے بھی ہو جائیں گے پیدا تو کر ذوق نیاز — سر بھی جھک جائیگا پہلے دل جھکانا چاہیئے (جگر)

ے سرو یم سراپا و بپائے نرسیدیم — از خویش گزشتیم و بجائے نرسیدیم (بیدل)

ے آں بے پر و بالیم کہ در حسرت پرواز — گشتیم غبار و بہوائے نرسیدیم (")

ے ہر یکہ نوری کو ہے سجدہ میسر تو کیا — اس کو میسر نہیں سوز و گداز سجود (اقبال)

عذر تقصیرات خیمہ سائی و بینی سائی نمودن یا بدون قدمبوسی سر بپائے محبوب نہادن"

(رسالہ فوائد نماز)

نیستی کے مقام میں خاک کے ساتھ برابر کر دینا ہے۔ اپنی کوتاہی کے عذر کے مقام میں پیشانی اور ناک رگڑنی یا بدون قدمبوسی کے سر کو محبوب کے پاؤں پر رکھ دینا ہے

۶۔ قعدہ اخیرہ

نماز میں آخری قعدہ کو تشہد کی مقدار امام ابوحنیفہؒ اور امام سفیان ثوریؒ فرض قرار دیتے ہیں۔ (ہدایہ صـ۶۳ ج۱، شرح نقایہ صـ۶۹ ج۱، کبیری صـ۲۸۹)

اس قعدہ کے بارہ میں ائمہ کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام اعظمؒ اور امام سفیان ثوریؒ کے نزدیک فرض ہے لہذا اگر آخری قعدہ نہ بیٹھا تو فرض نماز باطل ہوجائے گی۔ امام ترمذیؒ لکھتے ہیں۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَلَمْ يَقْعُدْ فِي الرَّابِعَةِ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ فَسَدَتْ صَلٰوتُهٗ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَبَعْضِ اَهْلِ الْكُوْفَةِ (ترمذی صـ۸۳)

اور بعض ائمہ کرام نے یہ کہا ہے کہ جب کوئی شخص ظہر کی پانچ رکعات پڑھ لے۔ اور چوتھی رکعت پر تشہد کی مقدار کے مطابق قعدہ نہ بیٹھے تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ یہی قول ہے امام سفیان ثوریؒ اور بعض اہل کوفہ کا۔

امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام اسحٰقؒ یہ کہتے ہیں کہ اگر پانچ رکعات پڑھ لے تو سجدہ سہو سے اس کی تلافی ہوجاتی ہے یہ قعدہ فرض نہیں ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ اس روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تشہد کی تعلیم دی۔ تو ابن مسعودؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا

قُلْ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ (اِلٰى اَنْ قَالَ) فَاِذَا قَضَيْتَ هٰذَا اَوْ قَالَ فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلٰوتَكَ (مسند احمد صـ۴۲۲ ج۱ واللفظ لہ، ابوداؤد صـ۱۳۹ ج۱، بیہقی صـ۱۷۴ ج۲)

کہ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ پڑھو۔ اور پھر آخر میں فرمایا جب تم نے اس کو پورا کر لیا جب تم نے ایسا کر لیا تو تم نے اپنی نماز کو پورا کر لیا۔

یعنی تشہد پڑھنا اور بیٹھنا اس پر نماز کے تمام ہونے کو موقوف قرار دیا ہے۔ اس سے اس کا ضروری ہونا ثابت ہوتا ہے۔

دیگر ائمہ اس کو سنت قرار دیتے ہیں۔

واجباتِ نماز

مسئلہ واجب کے ترک سے نماز ناقص ہوتی ہے۔

مسئلہ واجب کا منکر فاسق ہوتا ہے، اور فرض کا منکر کافر ہوتا ہے۔

مسئلہ واجب اگر رہ جائے تو سجدہ سہو سے تلافی ہوسکتی ہے۔

مسئلہ قصداً واجب کو ترک کیا جائے تو اعادہ صلوٰۃ (نماز کا لوٹانا) واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ ترکِ واجب مکروہ تحریمی ہے۔ مکروہ تحریمی کے ارتکاب سے انسان فاسق اور گنہگار ہوتا ہے

فقہائے کرام فرماتے ہیں

"جو نماز مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے، وہ واجب الاعادہ ہوگی۔ مثلاً بول و براز کو دِقت کے ساتھ روک کر جو نماز پڑھی جائے یا جاندار کی تصویر والا کپڑا پہن کر جو نماز پڑھی جائے گی، وہ واجب الاعادہ ہوگی"

تعداد واجباتِ نماز قراءۃ فاتحہ، ضم سورۃ یا تین آیات۔ رعایت ترتیب (قیام اور قراءۃ رکوع اور سجدہ کے درمیان) قومہ، پہلا قعدہ، تشہد پڑھنا۔ لفظ سلام کے ساتھ نماز سے نکلنا قنوت وتر۔ تکبیرات عیدین۔ پہلی دو رکعتوں کو قراءۃ کے لیے متعین کرنا۔ تعدیل ارکان۔ جن نمازوں میں جہر کیا جاتا ہے ان میں جہر کرنا اور جن میں آہستہ پڑھا جاتا ہے ان میں آہستہ پڑھنا۔

۱۔ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے ماسوا مقتدی کے۔

(ہدایہ ص۶۷ ج۱، شرح نقایہ ص۶۹ ج۱، کبیری ص۲۹۵)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض عَنِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً لَمْ یَقْرَءْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَیْرُ تَمَامٍ

(مسلم ص۱۶۹ ج۱، ابوداؤد ص۱۱۹ ج۱، ابن حبان ص۲۰۶ ج۲)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں اس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ناقص اور غیر مکمل ہوگی۔ آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا۔

امام نووی لکھتے ہیں۔

قَالَ الْخَلِيْلُ بْنُ اَحْمَدَ وَالْاَصْمَعِيُّ وَ اَبُوْ حَاتِمِ السِّجِسْتَانِيُّ وَالْهَرَوِيُّ رحمهم الله تعالى وَاٰخَرُوْنَ الْخِدَاجُ النُّقْصَانُ يُقَالُ خَدَجَتِ النَّاقَةُ اِذَا اَلْقَتْ وَلَدَهَا قَبْلَ اَوَانٍ وَاِنْ كَانَ تَامَّ الْخَلْقِ (نووی شرح مسلم مع مسلم ص۱۶۹ ج۱، ۱۷۰)

حضرت خلیل بن احمدؒ، امام اصمعیؒ، ابو حاتم سجستانیؒ ہرویؒ ودیگر علماء اور فقہاء کرام کہتے ہیں۔ کہ خداج نقصان کو کہتے ہیں۔ اونٹنی جب بچہ قبل از وقت جنے اگرچہ وہ تام الخلقت ہو تو اس کو خداج کہتے ہیں۔

استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ اس روایت اور اس جیسی دوسری روایات کے بارے میں لکھتے ہیں

« دَلِيْلٌ عَلٰى عَدَمِ رُكْنِيَّةِ الْفَاتِحَةِ فَاِنَّ الْخِدَاجَ بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ بِمَعْنَى النَّاقِصِ وَلَوْ كَانَتْ رُكْنًا لَقَالَ فَهِيَ بَاطِلَةٌ فَاِنَّ تَرْكَ الرُّكْنِ اِنَّمَا يُوْجِبُ الْبُطْلَانَ وَ النُّقْصَانُ مِنْ مُوْجِبَاتِ الْوُجُوْبِ۔ فَعُلِمَ اَنَّ قِرَاءَةَ الْفَاتِحَةِ وَاجِبَةٌ » (السعایہ ص۱۲۷ ج۲)

اس میں دلیل ہے کہ سورۃ فاتحہ رکن نہیں ہے۔ کیونکہ خداج ناقص کے معنی میں ہوتا ہے۔ اور اگر یہ رکن ہوتی تو آپ ضرور فرماتے کہ نماز باطل ہے۔ کیونکہ رکن کے ترک کرنے سے بطلان آتا ہے اور نقصان موجبات وجوب میں سے ہے۔ تو معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا واجب ہے رکن نہیں)

۲۔ فاتحہ کے ساتھ کسی سورۃ کا ملانا

ضم سورۃ مع الفاتحہ، فرض کی پہلی دو رکعتوں میں (مقتدی کے علاوہ) اور باقی نمازوں کی جملہ رکعات میں فاتحہ کے ساتھ ضم سورۃ واجب ہے (ہدایہ ص۶۷ ج۱، شرح نقایہ ص۶۹ ج۱، کبیری ص۲۹۶)

۱۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ اَمَرَنَا نَبِيُّنَا صلى الله عليه وسلم اَنْ نَقْرَاَ الْفَاتِحَةَ وَمَا تَيَسَّرَ۔

(صحیح ابن حبان ص۲۱۱ ج۳، ابو داود ص۱۱۸ ج۱)

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم نماز میں فاتحہ اور جو کچھ میسر ہو قرآن میں سے پڑھیں۔

۲۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (مرفوعا) لَا صَلٰوةَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ

إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ فَمَا زَادَ (ابو داؤد ص۱۱۸ ج۱، مستدرک حاکم ص۲۳۹ ج۱ وقال الحاکم هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ لَا غُبَارَ عَلَيْهِ	علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز فاتحہ اور کچھ زائد حصے کے بغیر نہیں ہوتی۔
۳۔ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ فَصَاعِدًا (مسلم ص۱۶۹ ج۱، نسائی ص۱۴۵ ج۱)	سورۃ فاتحہ اور کچھ زائد حصے کے بغیر نماز نہیں ہوتی
۴۔ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِالْحَمْدُ وَسُوْرَةٍ فِيْ فَرِيْضَةٍ أَوْ غَيْرِهَا (ترمذی ص۹۱، ابن ماجہ ص۶۰، مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۱ ج۱)	نماز الحمد (سورۃ فاتحہ) اور کسی سورۃ کے ملانے کے بغیر نہیں ہوتی خواہ نماز فرض ہو یا اس کے علاوہ۔
۵۔ لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ وَآيَتَيْنِ (أَيْ طَوِيْلَتَيْنِ) (شرح نقایہ ص۶۹ ج۱، کنز العمال ص۲۱۴ ج۴ بحوالہ طبرانی)	سورۃ فاتحہ اور دو لمبی آیتوں کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔
۶۔ لَا تُجْزِيْ الْمَكْتُوْبَةُ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ وَثَلَاثِ آيَاتٍ فَصَاعِدًا (کنز العمال ص۲۱۳ ج۴ بحوالہ ابن عدی عن ابن عمرؓ ونصب الرایہ ص۳۶۵ ج۱)	فرض نماز نہیں ہوتی سورۃ فاتحہ اور تین آیات یا اس سے کچھ زیادہ کے بغیر۔
۷۔ لَا تُجْزِيْ صَلٰوةٌ لَا يُقْرَأُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ، وَشَيْءٍ مَّعَهَا مِنَ الْقُرْآنِ (نصب الرایہ ص۳۶۵ ج۱ بحوالہ ابو نعیم)	وہ نماز درست نہیں ہوتی جس میں سورۃ فاتحہ اور کچھ حصہ قرآن کا ____ نہ پڑھا جائے۔
۸۔ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ مَرْفُوْعًا إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ (صحیح ابن حبان ص۲۰۹ ج۳ واللفظ لہ وابو داؤد ص۱۲۵ ج۱)	حضرت رفاعہ بن رافعؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم نماز کے لیے قبلہ رخ ہو تو پہلے تکبیر کہو۔ پھر سورۃ فاتحہ پڑھو اور پھر قرآن میں جو حصہ چاہو پڑھو۔

مسئلہ فرض کی آخری دو رکعتوں میں ضم سورۃ مع الفاتحہ مکروہ تنزیہی اور خلاف سنت ہے۔

۲۔ تعدیلِ ارکان

نماز میں تعدیلِ ارکان بھی واجب ہے۔یعنی رکوع، سجود، قومہ، جلسہ اطمینان سے ادا کرنا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ اَنَّ اَعْرَابِیًّا جَآءَ فَصَلّٰی وَسَلَّمَ عَلَیْهِ فَقَالَ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَفَعَلَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَیْرَ هٰذَا فَعَلِّمْنِیْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَیَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَآئِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِیْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا

(بخاری ص۱۰۹ ج۱ مسلم ص۱۷۰ ج۱)

وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیِّ فَاِذَا فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُكَ وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ هٰذَا فَقَدِ انْتَقَصْتَ مِنْ صَلٰوتِكَ۔

(ابوداؤد ص۱۲۴ ج۱، ترمذی ص۷۰)

حضرت ابوہریرۃ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے نماز پڑھی اور آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس لوٹ کر پھر نماز پڑھو۔تم نے تو نماز نہیں پڑھی۔اس نے تین دفعہ ایسا کیا اور آپ نے اسی طرح فرمایا۔پھر اس شخص نے عرض کیا۔اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔میں اس سے اچھی نماز پڑھنی نہیں جانتا۔آپ مجھے سکھلا دیں۔تو آپ نے فرمایا جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو پہلے تکبیر کہو پھر جتنا قرآن میسر ہو پڑھو، پھر رکوع کرو اطمینان سے پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو پھر سجدہ کرو اطمینان سے۔پھر اسی طرح اپنی تمام نماز میں کرتے رہو۔ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں اور جب تم نے یہ پورا کر لیا تو تم نے اپنی نماز کو پورا کر لیا اور جو تم نے کم کیا اس سے تو بیشک تم نے اپنی نماز میں نقص کیا۔

۳۔ قراءۃ کیلیے فرض کی پہلی دو رکعتوں کو متعین کرنا

فرض کی پہلی دو رکعتوں کو قراءۃ کے لیے متعین کرنا بھی واجب ہے (شرح نقایہ ص۸۴ ج۱ کبیری ص۲۹۵)

مسئلہ اگر پہلی رکعتوں میں ضم سورۃ نہ کیا تو آخری رکعتوں میں سورۃ ضم کرے اور پھر آخر میں سجدہ سہو کرے (شرح نقایہ ص۱۱۲ ج۱)

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَأَلْتُ عِكْرِمَةَ عَنْ رَجُلٍ نَسِيَ اَنْ يَقْرَءَ فِي الْاُوْلَيَيْنِ فَقَرَءَ فِي الْاُخْرَيَيْنِ قَالَ يُجْزِئُ عَنْهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ سُفْيَانُ: وَ نَقُوْلُ نَحْنُ: يَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۲۶/ج۲)

حضرت ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عکرمہؒ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنی بھول جائے اور پھر آخری دو رکعتوں میں پڑھے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ اس کی نماز درست ہوگی، انشاء اللہ، حضرت سفیان ثوریؒ کہتے ہیں۔ ہم اس کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ اس شخص کو سجدہ سہو بھی کرنا پڑیگا

۵۔ فاتحہ کو سورۃ سے پہلے پڑھنا سورۃ فاتحہ کو سورۃ سے پہلے پڑھنا واجب ہے اگر سورۃ کا کوئی جملہ بھی سورۃ فاتحہ سے پہلے پڑھے گا تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔

(شرح نقایہ ص ۱۱۱، ۱۱۲/ج۱)

۶۔ رعایت ترتیب یعنی ارکان میں ترتیب قائم رکھنا نمازی کے لیے قراءۃ، رکوع، سجود میں ترتیب کو قائم رکھنا بھی واجب ہے، پہلے قیام پھر تحریمہ پھر قراءۃ پھر رکوع، پھر سجدہ اور آخر میں قعدہ (شرح نقایہ ص ۶۹/ج۱، ہدایہ ص ۶۳/ج۱)

مسئلہ اگر رکوع مکرر کیا یا تین سجدے کر لیے یا پہلے تشہد کے بعد درود شریف پڑھ لیا، جس کی وجہ سے تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر ہوگئی تو سجدہ سہو لازم آئے گا۔ (شرح نقایہ ص ۱۱۱/ج۱، کبیری ص ۲۹۷)

مسئلہ اگر پہلی رکعت میں ایک سجدہ بھول گیا تو آخری رکعت میں قضا کرے (شرح نقایہ ص ۶۸، ۶۹/ج۱، کبیری ص ۴۵۶)

۷۔ قعدہ اولیٰ قعدہ اولیٰ بھی واجب ہے (ہدایہ ص ۶۳/ج۱، شرح نقایہ ص ۷۰/ج۱، کبیری ص ۲۹۶)

۸۔ تشہد پڑھنا دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا بھی واجب ہے (شرح نقایہ ص ۷۰/ج۱، کبیری ص ۲۹۶)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَجُوْزُ صَلٰوةٌ اِلَّا بِتَشَهُّدٍ (مصنف عبدالرزاق ص ۲۰۶/ج۲، کتاب الآثار للامام محمدؒ ترجمہ ص ۵۰)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نماز بغیر تشہد کے درست نہیں ہوتی۔

۹۔ جہر اور سر امام کے لیے جہری نمازوں میں جہر اور سری نمازوں میں سر (یعنی آہستہ والی نمازوں میں آہستہ اور جہر والی نمازوں میں بلند آواز سے پڑھنا) واجب ہے۔

(ہدایہ ص ۶۳/ج۱، شرح نقایہ ص ۷۱/ج۱، کبیری ص ۲۹۶)

۱۔ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ

حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص جہر

يَجْهَرُ فِيْمَا لَا يُجْهَرُ فِيْهِ قَالَ يَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۲ ج۱)

کرتا ہے قراءۃ میں جہاں جہر نہیں کیا جاتا۔ تو انہوں نے کہا وہ دو سجدۂ سہو کرے۔

۲۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا جَهَرَ فِيْمَا يُخَافَتُ فِيْهِ اَوْ خَافَتَ فِيْمَا يُجْهَرُ فِيْهِ فَعَلَيْهِ سَجْدَتَا السَّهْوِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۶۳ ج۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ جب کوئی جہر کرتا ہے۔ اس نماز میں جس میں آہستہ پڑھنے کا حکم ہے۔ یا آہستہ پڑھتا ہے اس میں جہاں جہر کرنے کا حکم ہے تو اس پر دو سجدۂ سہو لازم ہوتے ہیں۔

۳۔ عَنِ الثَّوْرِيِّ قَالَ اِذَا قُمْتَ فِيْمَا يُجْلَسُ فِيْهِ اَوْ جَلَسْتَ فِيْمَا يُقَامُ فِيْهِ اَوْ جَهَرْتَ فِيْمَا يُخَافَتُ فِيْهِ اَوْ خَافَتَّ فِيْمَا يُجْهَرُ فِيْهِ نَاسِيًا سَجَدْتَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ (مصنف عبدالرزاق ص۳۱۳ ج۲)

حضرت سفیان ثوریؒ نے کہا جب تم کھڑے ہو جاؤ۔ وہاں جہاں بیٹھنے کا حکم ہے۔ یا بیٹھ جاؤ وہاں جہاں کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ یا تم جہر کرو، جہاں آہستہ قراءۃ کی جاتی ہے بھول کر۔ تو دو سجدۂ سہو کرو۔

۱۱۔ لفظ سلام سے نکلنا

لفظ سلام کے ساتھ نماز سے نکلنا واجب ہے۔

(ہدایہ ص۴۲ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰ ج۱، کبیری ص۲۹۸)

۱۔ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ۔

(ترمذی ص۳، ابوداؤد ص۹۱ ج۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی چابی طہارت ہے (طہارت ہی سے آدمی نماز میں داخل ہو سکتا ہے) اور نماز کا تحریمہ (یعنی تمام چیزوں کا اس حالت میں ممنوع ہو جانا) تکبیر ہے۔ اور نماز سے باہر آنا جس میں تمام حلال چیزیں اس کے لیے حلال ہو جاتی ہیں سلام ہے۔

۲۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ اللّٰهِ فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلٰوةِ (اِلٰى اَنْ قَالَ) اِذَا قُلْتَ هٰذَا اَوْ قَضَيْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلٰوتَكَ اِنْ شِئْتَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ہاتھ پکڑا۔ اور ان کو تشہد سکھلایا۔ (اور اس حدیث کے آخر میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا) جب تم یہ تشہد پڑھ لو یا قعدہ میں بیٹھ جاؤ تو تم نے نماز پوری کر لی اب چاہو کھڑے ہو جاؤ چاہو بیٹھ جاؤ۔

اَنْ تَقُوْمَ فَقُمْ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ (ابوداؤد ص۱۳۹ ج۱، بیہقی ص۱۷۴ ج۲، طحاوی ص۱۸۹ ج۱، مسند احمد ص۴۲۲ ج۱)

۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اِذَا فَرَغَ مِنَ التَّشَهُّدِ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ وَقَالَ مَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا بَعْدَ مَا یَفْرُغُ مِنَ التَّشَهُّدِ فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُهٗ۔ (حلیۃ الاولیاء ص۱۱۷ ج۵)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں تشہد سے فارغ ہوتے تھے تو ہماری طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ جو شخص جان بوجھ کر بے وضو ہو جائے تشہد سے فارغ ہونے کے بعد تو اس کی نماز تام یا مکمل ہو گئی۔

۴۔ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اِذَا قَضَی التَّشَهُّدَ فَذَکَرَ نَحْوَهٗ (حلیۃ الاولیاء ص۱۱۷ ج۵)۔

حضرت عطاءؒ سے روایت ہے جس کا مفہوم وہ ہے جو ابن عباسؓ کی روایت (جو اس سے پہلے گزری) کا ہے۔

۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا رَفَعَ الْمُصَلِّیْ رَاْسَهٗ مِنْ اٰخِرِ صَلٰوتِهٖ وَقَضٰی تَشَهُّدَهٗ ثُمَّ اَحْدَثَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُهٗ۔ (طحاوی ص۱۸۹ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب نمازی اپنا سر اٹھاتا ہے آخری سجدہ سے اور آخری تشہد کو پورا کرتا ہے اور جان بوجھ کر بے وضو ہو جائے تو اس کی نماز پوری ہو جاتی ہے۔

۶۔ عَنِ الْحَکَمِ وَحَمَّادٍ قَالَا (فِیْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ) حَتّٰی یَتَشَهَّدَ اَوْ یَقْعُدَ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۱ ج۲)

حضرت حکمؒ اور حمادؒ اور اسی طرح مکحولؒ بھی کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص تشہد پڑھتا ہے یا تشہد کی مقدار تک بیٹھتا ہے تو اس کی نماز مکمل ہو جاتی ہے۔

۱۲۔ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت

وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھی عند الاحناف واجب ہے (ہدایہ ص۹۲ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۶ ج۱، کبیری ص۲۹۶)

۱۳۔ تکبیرات عیدین

عید الفطر اور اسی طرح عید الاضحی کی تکبیرات ستہ بھی واجب ہیں۔ (ہدایہ ص۹۲ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۶ ج۱، کبیری ص۲۹۶)

سُنن صلوٰۃ

۱۔ اذان ۲۔ رفع یدین تکبیر تحریمہ کے وقت ۳۔ انگلیوں کو تکبیر تحریمہ کے وقت اپنی حالت پر قبلہ رُخ کھُلا رکھنا۔ ۴۔ امام کا تکبیرات کے ساتھ جہر کرنا۔ ۵۔ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا۔ ۶۔ مرد کے لیے ہاتھوں کو تحت السرہ (ناف کے نیچے) رکھنا اور عورت کے لیے علی الصدر (سینے پر) رکھنا۔ ۷۔ ثنا۔ ۸۔ تعوّذ۔ ۹۔ تسمیہ۔ ۱۰۔ تامین ۱۱۔ ثنا، تعوذ، تسمیہ اور تامین کو آہستہ آواز میں کہنا۔ ۱۲۔ رکوع اور سجود میں جاتے وقت اور سجدے سے اٹھتے وقت تکبیر۔ ۱۳۔ رکوع کی تسبیحات۔ ۱۴۔ سجدے کی تسبیحات۔ ۱۵۔ رکوع کی حالت میں دونوں گھٹنوں کو کھلی انگلیوں سے پکڑنا۔ ۱۶۔ قومہ کی حالت میں امام کے لیے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنا، مقتدی کے لیے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا اور منفرد کے لیے دونوں کہنا۔ ۱۷۔ سجدہ میں پہلے گھٹنے زمین پر رکھنے۔ پھر ہاتھ اور پیشانی (سجدے سے اٹھنے میں اس کا الٹ) ۱۸۔ قعدہ اولیٰ اور ثانیہ میں مرد کے لیے بائیں پاؤں کو نیچے بچھانا اور دائیں کو قبلہ رُخ کھڑا کرنا اور عورت کے لیے تورّک یعنی دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر سرین پر بیٹھنا۔ ۱۹۔ تشہد میں دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا ۲۰۔ مُسبّحہ (انگلی شہادت) کے ساتھ اشارہ کرنا۔ ۲۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ۲۲۔ دعا کرنی۔ ۲۳۔ دائیں طرف پہلے سلام پھیرنا۔ ۲۴۔ فرض کی آخری رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھنی۔

آداب یا مستحبات صلوٰۃ

(۱) تحریمہ کے وقت مرد ہاتھ آستین سے باہر نکالیں۔ اور عورتیں اندر ہی رکھیں۔

(۲) قیام اور رکوع کی حالت میں تقریباً چار انگشت کا فاصلہ پاؤں کے درمیان چھوڑنا۔

(۳) منفرد کو رکوع، سجود میں تین مرتبہ سے زیادہ مگر طاق مرتبہ تسبیحات کہنا۔

(۴) قیام کی حالت میں نگاہ کو سجدہ کی جگہ رکھنا۔ رکوع کی حالت میں پاؤں کی پشت پر جلسہ اور

قعدہ کی حالت میں گود میں اور سلام کے وقت مونڈھے پر نظر رکھنی چاہیے۔

۵۔ جمائی کے وقت منہ بند رکھنا قیام کی حالت میں دائیں ہاتھ کی پشت سے باقی حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پشت سے یا آستین سے منہ بند کرنا۔

مسئلہ | جمائی نماز کی حالت میں یا خارج از نماز بھی مکروہ ہے نچلے ہونٹ کو دانت سے دبانے سے عموماً رک جاتی ہے۔

شامیؒ (ابن عابدینؒ) اور ابوالحسن قدوریؒ نے اپنا تجربہ بیان کیا ہے۔ کہ اگر دل میں سوچا جائے کہ انبیاء علیہم السلام نے جمائی نہیں لی تو فوراً رک جاتی ہے۔ واللہ اعلم

صفۃ الصلوٰۃ یعنی نماز پڑھنے کا طریقہ

اجمالی بیان | باوضوء ہو کر جب نماز کے لیے قبلہ رُخ کھڑا ہو تو پہلے نیت کرکے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر تکبیر تحریمہ کہے۔ پھر ثنا، تعوّذ اور تسمیہ پڑھ کر قراۃ کرے۔ پہلے سورۃ فاتحہ پڑھے پھر آمین آہستہ کہہ کر بسم اللہ پڑھ کر کوئی سورۃ یا ایک لمبی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھے۔ قراۃ ختم کرکے رکوع کرے۔ رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہے پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو کر رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے اور پھر سجدہ کرے اور تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى، کہہ کر جلسہ کرے اور پھر اسی طرح دوسرا سجدہ کرکے دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے دوسری رکعت کو بسم اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ سے شروع کرے اور پہلی رکعت کی طرح مکمل کرکے قعدہ کرے۔ قعدہ میں "التحیات" پڑھے اگر نماز دو رکعت ہے۔ تو التحیات کے بعد درود شریف پڑھ کر دعا پڑھے۔ اور پہلے دائیں پھر بائیں سلام پھیرے۔ اور اگر نماز دو سے زیادہ رکعت والی ہے تو "التحیات" پڑھ کر کھڑا ہو جائے۔ درود شریف نہ پڑھے۔ نماز مکمل کرکے آخری قعدہ میں درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیرے۔

مسئلہ | نماز نفل اور سنن غیر مؤکدہ ہر دو رکعت مستقل نماز ہے۔ لہذا دو رکعتوں کے بعد قعدہ میں درود شریف اور دعا پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو۔ تیسری رکعت کو ثنا سے شروع کرے تو بہتر ہے

مسئلہ اس سلسلہ میں سنن مؤکدہ اور واجب نمازوں کا حکم فرض نمازوں کی طرح ہے۔

تفصیل جب نمازی بدن وجسم کی طہارت وضو، غسل یا تیمم کے ساتھ کرلے۔ اور لباس اس کا پاک ہو۔ جگہ جہاں نماز پڑھے گا وہ بھی پاک ہو۔ قبلہ کا رُخ بھی متعین کرلے، اور نماز کا وقت بھی آجائے اور پھر رکعات فرض کا تعین کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر امام کے پیچھے پڑھنا ہے۔ تو اُس کی اقتدار کا خیال کرنا بھی ضروری ہے۔ اور نماز کی نیت کرنا یعنی دل سے عزم وارادہ کرنا ہی نیت ہے۔ اگر زبان سے نیت کے الفاظ کہے تو عام آدمی کے لیے یہ بھی درست ہے۔ بشرطیکہ ان الفاظ کے کہنے کو ضروری نہ خیال کرے بلکہ محض اپنے دل کے سکون واطمینان کے لیے۔ ورنہ بدعت میں داخل ہوگا۔ ان تمام باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے۔

تکبیر تحریمہ سب سے پہلے نمازی تکبیر تحریمہ کہے۔ یہ شرط ہے۔ اور بعض فقہائے کرام کے نزدیک رکن اور فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ﴿۱۵﴾ (الاعلیٰ پ۳۰) اور یاد کیا اس نے اپنے رب کا نام اور پھر نماز پڑھی۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تکبیر تحریمہ کے متعلق یہ تعلیم دی ہے۔

وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ (ترمذی ص۲۷، ابوداؤد ص۹۱/۱) کہ نماز کا تحریمہ یعنی نماز میں داخل ہونا اس کا شروع کرنا تکبیر سے ہوتا ہے۔

چنانچہ امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ

اِنَّ تَحْرِيمَ الصَّلٰوةِ التَّكْبِيرُ وَلَا يَكُونُ الرَّجُلُ دَاخِلًا فِي الصَّلٰوةِ اِلَّا بِالتَّكْبِيرِ۔ (ترمذی ص۶۲) بے شک نماز کا تحریمہ تکبیر ہے اور کوئی شخص بغیر تکبیر کہے ہوئے نماز میں داخل نہیں ہوسکتا۔

امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ ائمہ کرام مثلاً سفیان ثوریؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، اسحٰق بن راہویہؒ (اور حضرت امام ابوحنیفہؒ) کا بھی یہی مسلک ہے۔

مسئلہ تکبیر تحریمہ میں اگر بلا عذر قیام کو ترک کرے گا تو تحریمہ درست نہیں ہوگی (شرح نقایہ ص۶۷/۱)

مسئلہ تکبیر تحریمہ کے لیے سب سے بہتر الفاظ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ہیں۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل رہا ہے۔

مسئلہ اگر بجائے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے اَللّٰہُ اَجَلُّ اَللّٰہُ اَعْظَمُ یا اَلرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو پھر بھی تحریمہ درست ہوگی۔ (یعنی ہر ایسا لفظ جسمیں محض خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہو۔
(جامع صغیر ص۱۴، ہدایہ ج۱ ص۶۴، شرح نقایہ ج۱ ص۶۲)

مسئلہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے ہمزہ کی مد (آللّٰہُ اَکْبَرُ) سے تحریمہ درست نہیں ہوگی لہذا نماز نہیں ہوگی (شرح نقایہ ج۱ ص۶۱)

مسائل تحریمہ

رفع یدین عند الافتتاح (بالاتفاق سب محدثین کے نزدیک) سنت ہے۔
(ہدایہ ج۱ ص۶۴، کبیری ص۲۹۸ و ص۳۰۰)

مسئلہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھائے (ہدایہ ج۱ ص۶۴، شرح نقایہ ج۱ ص۶۱، کبیری ص۲۹۸

اس سلسلہ میں چند اقوال ہیں۔

۱۔ تکبیر اور رفع یدین دونوں ایک ساتھ ہوں، جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے کہا ہے کہ اکثر احادیث میں آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کے ساتھ ہی ہاتھ اٹھاتے تھے (   ) امام ابو یوسفؒ، امام طحاویؒ۔ قاضی خانؒ اور احناف کی ایک جماعت کا یہی مسلک ہے (کبیری ص۲۹۸)

۲۔ پہلے رفع یدین ہو۔ پھر اس کے بعد تکبیر ہو۔ اور یہی امام ابوحنیفہؒ، امام محمدؒ اور عامۃ المشائخ کا مذہب ہے اور ہدایہ میں اس کو اصح کہا ہے (ہدایہ ج۱ ص۶۴)

۳۔ امام ابن ہمامؒ نے ایک تیسرا قول بھی ذکر کیا ہے۔ کہ پہلے تکبیر ہو پھر رفع یدین۔
وجہ تطبیق یہ ہے۔ کہ ممکن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقات مختلفہ میں یہ سب مختلف صورتیں ثابت ہوں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ (فتح القدیر ج۱ ص۱۹۸)

مسئلہ رفع یدین میں غیر کی کبریائی کی نفی اور تکبیر میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اثبات ہے جیسا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں ہے۔ (کبیری ص۲۹۸)

مسئلہ تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کے وقت ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہو۔ (کبیری ص۳۰۰)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا اِذَا اسْتَفْتَحَ اَحَدُکُمْ فَلْیَرْفَعْ یَدَیْہِ وَلْیَسْتَقْبِلْ بِبَاطِنِہِمَا الْقِبْلَۃَ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز شروع کرتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے

فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَمَامَہٗ (کنز العمال ص۲۰۶ ج۴ بحوالہ طبرانی فی الاوسط و بیہقی ص۲۷ ج۲ و قال ضعیف و کذا مجمع الزوائد ص۱۰۲ ج۲)

دونوں ہاتھ اٹھائے اور ان کے ہتھیلی والے حصہ کو قبلہ رُخ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ اس کے سامنے ہوتی ہے۔

مسئلہ تحریمہ میں رفع یدین کے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کو پھیلا دے (کبیری ص۳۰۰)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم اِذَا کَبَّرَ لِلصَّلٰوۃِ نَشَرَ اَصَابِعَہٗ

حضرت ابوہریرۃ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے تکبیر کہتے تھے تو اپنی انگلیوں کو پھیلا دیتے تھے۔

(ترمذی ص۶۲، بیہقی ص۲۷ ج۲، صحیح ابن حبان ص۱۹۵ ج۲)

مسئلہ تکبیر تحریمہ میں مرد ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کی لو تک اٹھائے (ہدایہ ص۶۴ ج۱، کبیری ص۳۰۰)

۱۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ کَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِاِبْھَامَیْہِ اُذُنَیْہِ ثُمَّ یَقُوْلُ سُبْحَانَکَ الخ (دارقطنی ص۳۰۰ ج۱) رواتہٗ کُلُّھُمْ ثِقَاتٌ کَذَا فِیْ نصب الرایہ ص۳۱۱ ج۱)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے یہاں تک کہ انگوٹھوں کو کانوں کے برابر کرتے تھے۔ پھر سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ الخ پڑھتے۔

۲۔ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَۃَ فَقُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰی صَلٰوۃِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ فَکَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی رَأَیْتُ اِبْھَامَیْہِ قَرِیْبًا مِّنْ اُذُنَیْہِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۲ ج۱ و بیہقی ص۲۸ ج۲)

حضرت وائل بن حجر رضؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں مدینہ میں آیا اور میں نے یہ کہا کہ میں ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز کی ابتدا کی تو آپ نے پہلے تکبیر کہی اور دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے یہاں تک کہ میں نے آپ کے دونوں انگوٹھوں کو آپ کے دونوں کانوں کے قریب دیکھا۔

۳۔ عَنْ وَائِلٍ اَنَّہٗ رَأَی النَّبِیَّ

حضرت وائل کہتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی

صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی تَکَادُ اِبْهَامَاهُ تُحَاذِیْ شَحْمَةَ اُذُنَیْهِ (نسائی ص۱۴۱ ج۱)

اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز شروع کرتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے یہاں تک کہ قریب تھا آپ کے دونوں انگوٹھے آپ کے دونوں کانوں مبارک کی لو تک برابر ہو جاتے ۔

مسئلہ ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھانا بھی درست ہے لیکن بہتر انگوٹھوں کو کانوں کے برابر اٹھانا ہے۔ (حدیث میں حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ (یعنی کندھے کے برابر) اور حِيَالَ اُذُنَيْهِ (یعنی کانوں کے برابر) دونوں طرح آتا ہے ۔

قَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ فِيْ اَصْحَابِهٖ رَفَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ۔ (بخاری ص۱۰۲ ج۱، ص۱۱۴ ج۱)

حضرت ابوحمید رض نے اپنے ساتھیوں کے سامنے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ہاتھ اٹھائے تھے کندھوں کے برابر

حضرت امام ابن ہمام رح فرماتے ہیں کہ کلائیوں کو مونڈھوں کے برابر کرنے سے انگوٹھے کانوں کے برابر ہو جاتے ہیں (فتح القدیر ص۱۹۸ ج۱)

امام ابن ہمام رح کے قول کی تائید حضرت وائل بن حجر رض کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے ۔

عَنْ وَائِلٍ رض اَنَّهٗ اَبْصَرَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم حِيْنَ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَاذٰى بِاِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ (ابوداؤد ص۱۰۵ ج۱)

حضرت وائل رض سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھایا اور آپ کے دونوں انگوٹھے کانوں کے برابر ہو گئے ۔ پھر آپ نے تکبیر کہی ۔

مسئلہ سردی کے موسم میں اگر ہاتھ کپڑے کے اندر ہوں تو صدر وکتف (سینہ اور کندھے) تک بھی ہاتھ اٹھانے کی گنجائش ہے ۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ

حضرت وائل بن حجر رض کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی تو دونوں ہاتھ کانوں کے برابر اٹھائے ۔

حِيَالَ أُذُنَيْهِ قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَى صُدُورِهِمْ فِي اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَعَلَيْهِمْ بَرَانِسُ وَأَكْسِيَةٌ

پھر میں دوسرے موقعہ پر آیا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو دیکھا وہ اپنے ہاتھوں کو نماز کے شروع میں سینوں تک اٹھاتے تھے۔ اور انہوں نے لمبی ٹوپیاں اور کمبل اور چادریں اوڑھی ہوئی تھیں

(ابوداؤد ص ۱۰۵ ج ۱، بیہقی ص ۲۸ ج ۲)

حضرت وائل بن حجرؓ کا دوبارہ آنا سردی کے موسم میں تھا۔ جیسا کہ عاصم بن کلیبؒ کی سند میں حضرت وائلؓ سے دوسری روایت ہے۔

ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي زَمَانٍ فِيهِ بَرْدٌ شَدِيدٌ فَرَأَيْتُ النَّاسَ عَلَيْهِمْ جُلُّ الثِّيَابِ تَحَرَّكُ أَيْدِيهِمْ تَحْتَ الثِّيَابِ۔

پھر میں اس کے بعد سخت سردی کے زمانہ میں آیا تو میں نے دیکھا کہ لوگوں نے موٹے موٹے کپڑے اوڑھے ہوئے ہیں اور کپڑوں کے نیچے ہی ان کے ہاتھ حرکت کرتے ہیں۔

(ابوداؤد ص ۱۰۵ ج ۱ ومعناہ ص ۱۰۶ ج ۱)

مسئلہ ہاتھوں کو اٹھاتے وقت چادر وغیرہ سے باہر نکالنا مستحب ہے۔ اگرچہ چادر کے اندر بھی اٹھانا درست ہے۔ (کبیری ص ۲۹۸)

مسئلہ عورت کے لیے بہتر ہے کہ کندھے تک ہی ہاتھ اٹھائے۔ کیونکہ یہ اس کے لیے زیادہ استر (پردہ پوشی کا ذریعہ) ہے اگرچہ کان تک بھی عورت کا ہاتھ اٹھانا جائز ہے۔

(ہدایہ ص ۶۴ ج ۱، کبیری ص ۳۰۰، شرح نقایہ ص ۷۲ ج ۱)

۱۔ عَنْ حَمَّادٍ أَنَّهُ يَقُولُ فِي الْمَرْأَةِ إِذَا اسْتَفْتَحَتِ الصَّلٰوةَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا إِلَى ثَدْيَيْهَا (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۹ ج ۱)

حضرت حمادؒ کہتے ہیں کہ جب عورت نماز شروع کرتی ہے۔ تو وہ اپنے ہاتھ چھاتی تک اٹھائے۔

۲۔ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ زَيْتُونَ قَالَ رَأَيْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَرْفَعُ كَفَّيْهَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهَا حِينَ تَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۹ ج ۱)

حضرت عبد ربہ بن زیتونؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ام درداءؓ (صحابیہ) کو دیکھا ہے۔ نماز شروع کرتے وقت وہ اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتی تھی۔

۳۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهَا (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۹ ج۱)

امام زہری ؒ سے بھی اسی طرح منقول ہے کہ عورت ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھائے۔

۴۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ تُشِيرُ الْمَرْأَةُ بِيَدَيْهَا بِالتَّكْبِيرِ كَالرَّجُلِ قَالَ لَا تَرْفَعُ يَدَيْهَا كَالرَّجُلِ وَأَشَارَ فَخَفَضَ يَدَيْهِ جِدًّا وَجَمَعَهُمَا جِدًّا وَقَالَ إِنَّ لِلْمَرْأَةِ هَيْئَةً لَيْسَتْ لِلرَّجُلِ وَإِنْ تَرَكَتْ ذٰلِكَ فَلَا حَرَجَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۹ ج۱)

حضرت ابن جریج ؒ کہتے ہیں، میں نے حضرت عطاء ؒ سے کہا، کیا عورت بھی تکبیر کے وقت اپنے ہاتھ اسی طرح اٹھائے جس طرح مرد اٹھاتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ اس طرح اپنے ہاتھ نہ اٹھائے اور پھر انہوں نے اپنے ہاتھوں کو پست کیا اور اکٹھا کیا اور بتلایا کہ اس طرح عورت ہاتھ اٹھائے اور پھر کہا کہ عورت کے لیے نماز میں ایسی ہیئت ہے جو مرد کے لیے نہیں۔ اور اگر وہ اس کی پابندی نہ کرے تو کوئی حرج نہیں (یعنی عورت کے لیے ایسا کرنا مستحب اور بہتر ہے)

۵۔ صاحب کنز العمال نے حضرت وائل بن حجر ؓ کی روایت میں بحوالہ طبرانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

إِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ أُذُنَيْكَ وَالْمَرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا (کنز العمال ص۳۰۷ ج۷)

کہ جب تم نماز پڑھو تو ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھوں کو چھاتی کے برابر اٹھائے۔

نماز میں ہاتھ باندھنا

رفع یدین کے بعد دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ لے اور باندھ لے۔ (ہدایہ ص۶۵ کبیری ص۳۰۰)

نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ

ہاتھ باندھنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ بائیں ہاتھ کی کلائی کو دائیں ہاتھ کی چھنگلی اور انگوٹھے سے پکڑے اور باقی انگلیوں کو پھیلائے (شرح نقایہ ص۷۴ ج۱ کبیری ص۳۰۰)

۱۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ

حضرت سہل بن سعد ؓ کہتے ہیں لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں کلائی

اَلْیَدَ الْیُمْنٰی عَلٰی ذِرَاعِهِ الْیُسْرٰی فِی الصَّلٰوۃِ ۔ (بخاری صہ ۱۰۲/۱) | پر رکھیں

۲۔ عَنْ جَابِرٍ رضؓ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بِرَجُلٍ وَھُوَ یُصَلِّیْ قَدْ وَضَعَ یَدَہُ الْیُسْرٰی عَلَی الْیُمْنٰی فَانْتَزَعَھَا وَوَضَعَ عَلَی الْیُسْرٰی (مجمع الزوائد صہ ۱۴/۲) بحوالہ طبرانی وقال رجالہ الصحیح ۔ مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۳۹۱/۱)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس گذرے وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو زور سے ہٹا کر بائیں ہاتھ کے اوپر رکھا۔

۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ اِنَّا مَعْشَرَ الْاَنْبِیَاءِ اُمِرْنَا بِتَعْجِیْلِ فِطْرِنَا وَتَاخِیْرِ سُحُوْرِنَا وَاَنْ نَّضَعَ اَیْمَانَنَا عَلٰی شَمَائِلِنَا فِی الصَّلٰوۃِ

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے، ہم نبیوں کا گروہ ہیں، ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم افطار جلدی کریں۔ اور سحری تاخیر سے، اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ ہم دائیں ہاتھوں کو بائیں ہاتھوں پر رکھیں نماز میں۔

(مجمع الزوائد صہ ۱۰۵/۲ بحوالہ طبرانی وقال رجالہ رجال الصحیح، وصحیح ابن حبان صہ ۱۵۶/۳)

۴۔ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اِنَّ مِنَ السُّنَّۃِ فِی الصَّلٰوۃِ وَضْعُ الْاَکُفِّ عَلَی الْاَکُفِّ تَحْتَ السُّرَّۃِ ۔ (مسند احمد صہ ۱۱۰/۱ مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۳۹۱/۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ بیشک سنّت میں سے ہے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مراد ہے) نماز میں ہاتھوں کو دوسرے ہاتھوں پر (دائیں کو بائیں پر) ناف کے نیچے رکھیں۔

۵۔ عَنْ قَبِیْصَۃَ بْنِ ھُلْبٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَؤُمُّنَا فَیَاْخُذُ شِمَالَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ۔ (ترمذی صہ ۳۴، ابن ماجہ صہ ۵۸)

حضرت قبیصہ بن ھلبؓ اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو نماز پڑھاتے تھے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑتے تھے۔

۶۔ وَوَضَعَ عَلِیٌّ کَفَّہٗ عَلٰی رُسْغِہِ الْاَیْسَرِ (بخاری ۔ ۱۰۵)

اور حضرت علیؓ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے گٹے پر رکھا۔

نماز میں ہاتھ رکھنے کا مقام ہاتھ زیرِ ناف باندھیں (ہدایہ ص ۶۵ ج ۱، شرح نقایہ ص ۷۳ ج ۱، کبیری ص ۳۰)

۱۔ محدث ابن ابی شیبہؒ جو امام بخاریؒ، و امام مسلمؒ کے استاذ ہیں وہ حضرت وکیعؒ سے اور وہ موسیٰ بن عمیرؒ سے وہ علقمہ بن وائلؒ سے وہ اپنے والد حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کرتے ہیں

رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضَعُ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ تَحْتَ السُّرَّۃِ۔ — میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر زیرِ ناف رکھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۰ ج ۱ طبع کراچی، آثار السنن ص ۶۹ ج ۱ وقال اسنادہ صحیح)

۲۔ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ مِنْ سُنَّۃِ الصَّلٰوۃِ وَضْعُ الْاَیْدِیْ عَلَی الْاَیْدِیْ تَحْتَ السُّرَرِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۱ ج ۱، مسند احمد ص ۱۱۰ ج ۱) — حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ نماز کی سنت میں سے ہے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

۳۔ الْحَجَّاجِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مِجْلَزٍ اَوْ سَأَلْتُہٗ قَالَ قُلْتُ کَیْفَ یَصْنَعُ ـــ قَالَ یَضَعُ بَاطِنَ کَفِّ یَمِیْنِہٖ عَلٰی ظَاہِرِ کَفِّ شِمَالِہٖ وَیَجْعَلُہَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّۃِ۔ — حضرت حجاج بن حسانؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابو مجلزؒ سے سنا۔ یا دریافت کیا کہ نمازی ہاتھ کس طرح رکھے؟ تو انہوں نے کہا اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے بیرونی حصہ پر رکھے اور اس کو ناف سے نیچے رکھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۱ ج ۱، و آثار السنن ص ۷۱ ج ۱ وقال اسنادہ صحیح)

۴۔ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ قَالَ یَضَعُ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ — حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۰ ج ۱، و آثار السنن ص ۷۱ ج ۱ قال اسنادہ حسنٌ)

۵۔ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ قَالَ وَضْعُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ۔ (الجوہر النقی علی البیہقی ص ۳۱ ج ۲ بحوالہ ابن حزم) — حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ ہاتھ کو ہاتھ پر نماز میں ناف کے نیچے رکھا جائے۔

۶۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ثَلَاثٌ مِّنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّۃِ تَعْجِیْلُ الْاِفْطَارِ وَتَاخِیْرُ — حضرت انسؓ نے کہا ہے کہ تین باتیں نبوت کے اخلاق میں سے ہیں۔ روزہ کی افطار میں جلدی کرنا۔

السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْيَدِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (الجوہر النقی علی البیہقی ص۳۲ ج۲ بحوالہ ابن حزمؒ)

اور سحری میں تاخیر کرنا اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نماز میں ناف کے نیچے رکھنا۔

نوٹ ناف کے نیچے ہاتھ باندھے یا ناف کے اوپر یا سینہ پر۔ اس بارہ میں سب مرفوع روایات درجہ دوم اور سوم کی ہیں۔ یا ضعاف ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کو زیادہ اقرب الی التعظیم خیال کرتے ہیں۔ اور روایات کے اعتبار سے بھی ان روایتوں کو راجح قرار دیتے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی ترجیح سے تعلق رکھتا ہے۔

مسئلہ عورت کے لیے دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کے اوپر سینہ پر رکھنا زیادہ استر ہے۔
(شرح نقایہ ص۷۳ ج۱، کبیری ص۳۰۱)

استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ لکھتے ہیں۔

وَاَمَّا فِي حَقِّ النِّسَاءِ فَاتَّفَقُوْا عَلٰى اَنَّ السُّنَّةَ لَهُنَّ وَضْعُ الْيَدَيْنِ عَلَى الصَّدْرِ۔ (السعایہ ص۱۵۶ ج۲)

بہرحال علماء کا اتفاق ہے کہ عورتوں کے حق میں سنت یہ ہے کہ وہ ہاتھ نماز میں سینے پر رکھیں۔

امام بیہقیؒ کہتے ہیں "جامع بات اس سلسلہ (کہ عورت کے احکام نماز مرد کے احکام سے الگ ہیں) میں ستر اور پردہ پوشی کی طرف راجع ہے۔ اس لیے کہ عورت مامور ہے۔ ہر اس چیز کے ساتھ جس میں اس کے لیے پردہ زیادہ ہے۔ وہی بات اس کے حق میں بہتر ہوگی۔ رکوع اور سجدہ میں بھی یہی بات (ستر) پیش نظر ہے۔ چنانچہ امام بیہقیؒ نے اس بارہ میں جو باب قائم کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

"مستحب ہے عورت کے لیے کہ وہ بازوؤں کو پہلوؤں سے دور نہ رکھے رکوع اور سجود میں"

پھر امام بیہقیؒ کہتے ہیں 'حضرت امام ابراہیم نخعیؒ کہتے تھے' عورت کو حکم دیا جاتا تھا کہ جب وہ سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ چپکا کر رکھے۔ اور ساتھ ملائے تاکہ اس کے سرین اوپر نہ اٹھیں اور اپنے بازوؤں کو پہلوؤں سے دور نہ رکھے جس طرح مرد رکھتے ہیں۔ (سنن الکبریٰ ص۲۲۲ ج۲)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت نماز میں بیٹھتی ہے تو وہ اپنی ایک ران کو دوسری ران پر رکھدے (تورک اختیار کرے)

اور جب وہ سجدہ کرتی ہے تو اپنے پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملا لے۔ یہ اس کے لیے زیادہ ستر کا باعث ہوگا۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ کی اس کی طرف ایسی حالت میں نگاہ رحمت ہوتی ہے اور وہ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ کہ اے میرے ملائکہ تم گواہ بن جاؤ میں نے اس عورت کو بخش دیا ہے۔"

(سنن الکبریٰ ص۲۲۳ ج۲)

ان تمام امور میں عورت کے لیے ستر کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ تو ایسے ہی ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانے اور سینہ پر رکھنے میں بھی ستر ہی ملحوظ ہے

مسئلہ دونوں پاؤں کے درمیان تقریباً چار انگلیوں کا فاصلہ ہو۔

استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ لکھتے ہیں۔

يُسْتَحَبُّ اَنْ يَكُوْنَ بَيْنَ الرِّجْلَيْنِ عِنْدَ الْقِيَامِ مِقْدَارُ اَرْبَعَةِ اَصَابِعَ كَمَا فِي الْبَزَّازِيَّةِ وَغَيْرِهَا لِكَوْنِهٖ اَقْرَبَ اِلَى الْخُشُوْعِ۔ (السعایہ ص۱۵۶ ج۲)

مستحب ہے کہ قیام کے وقت دونوں پاؤں کے درمیان تقریباً چار انگلیوں کا فاصلہ ہو۔ جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ اور دیگر کتب میں موجود ہے۔ اور یہ نماز میں خشوع کے زیادہ قریب ہے۔

مسئلہ جماعت میں الصاق الکعب سے ٹخنوں کو بالمقابل رکھنا مراد ہے۔ نہ کہ الصاق حقیقی۔

اس لیے کہ بخاری ص۱۰۰ ج۱ میں یلزق منکبہ کے ذکر کیا تھ وَقَدَمَهٗ بِقَدَمِهٖ اور مسند احمد ص۲۷۶ ج۴ میں یلزق كَعْبَهٗ بِكَعْبِ صَاحِبِهٖ وَرُكْبَتَهٗ بِرُكْبَتِهٖ وَمَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِهٖ اور ابوداؤد ص۹۷ ج۱ میں حَاذُوْا الْاَعْنَاقَ کا بھی ذکر ہے

ثناء تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھے (ہدایہ ص۶۶ ج۱، شرح نقایہ ص۷۳ ج۱، کبیری ص۳۰۱)

۱۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ (الطور پ۲۷) ۴۸

اور تسبیح بیان کریں آپ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔

۲۔ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُمَيْرٍ الثُّمَالِيِّ مَرْفُوْعًا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَارْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ وَلَا تُخَالِفُ اٰذَانَكُمْ ثُمَّ قُوْلُوْا اللّٰهُ اَكْبَرُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى

حضرت حکم بن عمیر الثمالیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہو تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ۔ لیکن کانوں سے اوپر نہ اٹھاؤ۔ پھر اللہ اکبر کہو اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھو۔ اور اگر تم صرف تکبیر پر اکتفا کرو تو نماز ہو جائیگی۔

جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ وَاِنْ لَّمْ تَزِيْدُوْا عَلَى التَّكْبِيْرِ اَجْزَاَتْكُمْ (کنز العمال ج۴ ص۲۰۲ بحوالہ طبرانی، شرح نقایہ ج۱ ص۷۳، نصب الرایہ ج۱ ص۳۱۲)

مسئلہ | ثناء کے لیے مختلف الفاظ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ، وَجَّهْتُ وَجْهِيَ الخ، اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ الخ وغیرہ احادیث میں آتے ہیں۔ ان میں سے جونسے الفاظ کے ساتھ ثناء کرے گا تو جائز اور درست ہے۔ البتہ بعض روایات میں ثناء کے الفاظ بہت طویل ہیں۔ جو فرائض میں مناسب نہیں، البتہ نوافل (تہجد وغیرہ) میں مناسب ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بالعموم نوافل کے اندر ہی ان الفاظ سے ثناء کرتے تھے۔ فرائض میں جس قدر اختصار ہو مناسب ہے۔

۱۔ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ اُذُنَيْهِ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ (مجمع الزوائد ج۲ ص۱۰۷ بحوالہ طبرانی فی الاوسط ورجالہ موثقون)

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے پھر ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یہاں تک کہ دونوں ہاتھ کانوں کے برابر کرتے تھے۔ پھر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھتے تھے۔

۲۔ عَنْ عَبْدَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رض كَانَ يَجْهَرُ بِهٰؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ (مسلم ج۱ ص۱۷۲)

حضرت عبدة رض کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رض سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ (تعلیم کے لیے) بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ (ترمذی ص۶۲، ابن ماجہ ص۵۸)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھتے تھے۔

۴۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوسعید خدری رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت نماز کے لیے

إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ إِلٰهَ غَيْرُكَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ (ترمذی صـ۶۲)

کھڑے ہوتے تھے۔ تو تکبیر کے بعد ان کلمات سے ثنا کرتے تھے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ إِلٰهَ غَيْرُكَ پھر آپ کہتے اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا پھر آپ کہتے تھے أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ (پناہ لیتا ہوں میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ جو سمیع و علیم ہے شیطان کے وسوسہ سے شیطان کے تکبر سے اور اس کے سحر و فساد سے)

۵۔ حضرت ابوہریرۃ رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ تکبیر اور قراءۃ کے درمیان کیا پڑھتے ہیں تو آپ نے فرمایا میں یہ دعا پڑھتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ (بخاری صـ۱۰۳ ج۱، مسلم صـ۲۱۹ ج۱)

اے اللہ میرے اور میری خطاؤں اور گناہوں کے درمیان مشرق و مغرب کی دوری ڈالدے۔ اور مجھکو گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ میرے گناہوں کو پانی۔ برف اور اولوں سے دھو ڈال۔

۶۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا قَالَتْ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَإِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اهْدِنِيْ لِمَا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت اُٹھتے تھے۔ اور نماز شروع کرتے تھے۔ تو یہ دعا پڑھتے تھے "اے اللہ جو رب ہے جبریل، میکائیل، اسرافیل علیہم السلام کا۔ اور جو موجد ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اور جو جاننے والا ہے غیب اور شہادۃ (عالم غیر محسوسات اور محسوسات) کا۔ تو فیصلہ کرتا ہے۔ اپنے بندوں کے

اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ
تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ
(مسلم ص۲۶۳ ج۱، ۱۴۰، نسائی ص۲۴۲ ج۱، ترمذی ص۲۴۳، ابن ماجہ ص۹۶)

درمیان ان باتوں میں جن میں وہ آپس میں اختلاف
کرتے ہیں۔ میری راہنمائی فرما اس بات میں جس میں
اختلاف کیا گیا ہے اپنے حکم سے بے شک تو ہی ہدایت
دیتا ہے جس کو چاہے سیدھے راستے کی طرف۔

۷۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ
إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ "وَجَّهْتُ
وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ
إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ
وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا
شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ
وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ
الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا
عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ
بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا
إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ
وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي
لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي
سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا
أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ
كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ
أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ

حضرت علی بن ابی طالب رضؓ سے روایت ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے
ہوتے تو کہتے "میں نے اپنا رُخ اس ذات کی طرف
کیا ہے۔ جو ارض وسما کے پیدا کرنے والی ہے اور
میں حنیف ہوں اور شرک کرنے والوں میں نہیں،
میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور موت اللہ
تعالیٰ کے لیے ہے۔ جو تمام جہان کا رب ہے۔ اس
کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں
فرمانبرداروں میں ہوں۔ اے اللہ تو ہی بادشاہ ہے
تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو میرا رب ہے اور
میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنی جان پر زیادتی کی
ہے اور میں اعتراف کرتا ہوں اپنی تقصیر کا۔ بخش
دے میری سب تقصیروں کو۔ تقصیروں کو تو ہی بخشنے
والا ہے۔ اور اچھے اخلاق کی طرف میری راہنمائی فرما تو ہی اچھے اخلاق
کیطرف راہنمائی کرنے والا ہے۔ اور مجھ سے بُرے اخلاق کو دُور کر دے
تو ہی بُرے اخلاق کو دُور کرنے والا ہے میں تیرے
سامنے حاضر ہوں اور تیرے حکم کی تعمیل میں اپنی
سعادت سمجھتا ہوں۔ خیر سب تیرے ہاتھ میں ہے
شر تیری طرف نہیں ہے تو برکت دینے والا اور

اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ (مسلم ص۲۶۳ ج۱، ابوداود ص۱۱۱ ج۱، ترمذی ص۴۹۲، نسائی ص۱۴۲ ج۱) یعنی ہے میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

مسئلہ ابوداود اور نسائی کی روایت میں اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کی بجائے اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ہے۔ اور یہ علی سبیل الحکایت ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امت میں سب سے پہلے اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار ہیں۔ اور مطلقاً بھی آپ اول المسلمین ہیں۔ اور جناب کی روح مبارک اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ ہے۔ اور اس لیے بھی کہ آپ نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب میں سب سے پہلے فرمانبرداری کا اظہار فرمایا تھا۔

۸۔ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّہٗ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّیْ صَلٰوۃً فَقَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ثَلٰثًا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ مِنْ نَفْخِہٖ وَنَفْثِہٖ وَھَمْزِہٖ (ابوداود ص۱۱۳ ج۱، ابن ماجہ ص۵۸، مسند احمد ص۸۳ ج۴)

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ ثنا کے وقت یہ الفاظ پڑھتے تھے "اللہ تعالےٰ ہی سب سے بڑا ہے، بہت بڑا ہے۔ اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کثرت سے۔ اور اللہ تعالےٰ کی ذات پاک ہے (یہ بڑائی، تنزیہہ اور تعریف اللہ تعالےٰ کے لیے) صبح بھی ہے اور پچھلے پہر بھی۔ یہ کلمات آپ تین بار دہراتے تھے (پھر کہتے تھے) اے اللہ میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں شیطان کے تکبر اس کے سحر اور وسوسہ سے۔

مسئلہ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ تکبیر افتتاح سے پہلے کہنے کی کوئی قوی توجیہ نہیں خواہ نیت سے پہلے ہو یا بعد (شرح نقایہ ص۷۳ ج۱، کبیری ص۳۰۲)

اور شاہ عبدالعزیزؒ اور بعض دیگر فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر سے پہلے اگر کہہ لے تو کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی فارسی ص۱۲ ج۱)

مسئلہ فقہاء کرام فرماتے ہیں

وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ لَمْ يُذْكَرْ فِي الْمَشَاهِيْرِ کہ جَلَّ ثَنَاؤُكَ کا لفظ مشہور روایات میں ذکر نہیں

فَلَا يَأْتِي فِي الْفَرَائِضِ (ہدایہ صفحہ ۶۶ ج ۱) کیا گیا۔ لہذا فرائض میں یہ لفظ نہ پڑھا جائے۔

مسئلہ اللہ اکبر کہنے کے بعد ثناء پڑھے۔ اور جب امام قرأۃ بالجہر شروع کر دے۔ تو پھر ثناء نہ پڑھے (کبیری صفحہ ۳۰۴)

تعوذ ثناء کے بعد تعوذ کرے یعنی اگر امام ہے یا منفرد ہے۔ تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ آہستہ آواز میں پڑھے۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے (ہدایہ صفحہ ۶۶ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۷۶ ج ۱، کبیری صفحہ ۳۰۳)

۱۔ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ (النحل پ ۱۴)

پس جب تم قرآن پڑھو تو پہلے اللہ تعالےٰ کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ پکڑو۔

۲۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا دَخَلَ الصَّلٰوةَ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ثَلَاثًا سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا ثَلَاثًا أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ نَفْخِهٖ وَهَمْزِهٖ وَنَفْثِهٖ۔

(صحیح ابن حبان صفحہ ۳۰۳ ج ۳، مسند احمد صفحہ ۸۰ ج ۴، ابوداؤد صفحہ ۱۱۱ ج ۱)

حضرت جبیر بن مطعمؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تھے تو اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا ہے) کہتے تھے۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا (سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں بہت زیادہ) تین بار کہتے۔ (سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا (اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اس کے لیے صبح اور پچھلے پہر پاکی اور تنزیہ ہے) تین بار کہتے تھے۔ پھر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ یعنی میں اللہ تعالےٰ کی ذات کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ چاہتا ہوں، شیطان کے تکبر سے اور سحر و فساد سے۔

۳۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقُولُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ (مصنف عبدالرزاق صفحہ ۸۶ ج ۲)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قراءۃ سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ پڑھتے تھے۔

۴۔ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ افْتَتَحَ عُمَرُ الصَّلٰوةَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ

حضرت اسودؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے نماز شروع کی تو تکبیر کہی اور پھر یہ ثنائیہ کلمات کہے: پاک ہے تیری

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۷ ج ۱)

ذات اے اللہ اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں۔ اور بابرکت ہے تیرا نام پاک۔ اور بلند ہے تیری عظمت وبڑائی۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں پھر اعوذ باللہ پڑھتے تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ میں شیطان مردود سے پناہ چاہتا ہوں۔

تسمیہ اس کے بعد بسم اللہ پڑھے (امام اور منفرد) آہستہ آواز سے کہے۔ (ہدایہ ص ۹۶ ج ۱، شرح نقایہ ص ۷۳ ج ۱، کبیری ص ۳۰۶) جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے

اَنَّهٗ كَانَ يُخْفِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْاِسْتِعَاذَةَ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۱۱ ج ۱)

کہ وہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کو آہستہ پڑھتے تھے۔

مسئلہ بسم اللہ چونکہ سورۃ فاتحہ کا جز نہیں ہے لہذا امام اپنی قراءۃ کو الحمد للہ سے جہر کرے۔

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔

اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِيْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" قَالَ اللّٰهُ حَمِدَنِيْ عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" قَالَ مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" قَالَ

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کیا ہے۔ اور میرے بندے کے لیے وہ ہوگا۔ جو وہ مانگے گا۔ پس جب بندہ (نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے اور وہ) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہتا ہے (سورۃ کی ابتدا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے ہوتی ہے بسم اللہ اس کا جز نہیں) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ نے میری تعریف کی ہے۔ اور جب بندہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میری ثنا بیان کی ہے اور جب بندہ کہتا ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

هٰذَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ ۔ (مسلم ج۱ ص۱۷۰)

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میری بزرگی اور عظمت بیان کی ہے۔ اور جب بندہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندہ کے درمیان ہے (یعنی عبادت میرا حق ہے اور مدد طلب کرنا بندہ کا حق ہے) اور میرے بندہ کے لیے وہ ہوگا جو وہ مانگے گا۔ اور جب بندہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ تا وَلَا الضَّآلِّیْنَ پڑھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ میرے بندہ کے لیے ہے۔ اور میرے بندہ کے لیے وہ ہے جو وہ مانگے گا۔ (صراط مستقیم کا طلب کرنا مغضوب اور ضالین کے راستے سے بچنے کی درخواست کرنا یہ بندہ کا حق ہے اور راہ راست دکھانا اور مغضوبین اور ضالین کے راستے سے بچانا یہ اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔)

حضرت شیخ ابراہیم حلبیؒ لکھتے ہیں۔

وَلَا شَكَّ اَنَّ الْمُرَادَ بِالصَّلٰوةِ الْفَاتِحَةُ لِاَنَّ الْمَقْسُوْمَ بِهَا فَقْتَرِ(اِلٰى اَنْ قَالَ) فَالْبُدَاءَةُ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ التَّسْمِيَةَ لَيْسَتْ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَاَنَّهَا سَبْعُ اٰيَاتٍ بِدُوْنِهَا حَيْثُ جَعَلَ الْوُسْطٰى وَهِيَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ بَيْنَهٗ سُبْحَانَهٗ وَبَيْنَ عَبْدِهٖ وَالثَّلٰثُ قَبْلَهَا لَهٗ تَعَالٰى وَالثَّلٰثُ بَعْدَهَا لِعَبْدِهٖ فَقَطْ (کبیری ص۲۷۰)

اور اس میں شک نہیں کہ صلوٰۃ سے مراد اس حدیث میں سورۃ فاتحہ ہے (کیونکہ اس سورۃ کو نماز کے ساتھ خصوصیت حاصل ہے۔ اس لیے کہ اس کا پڑھنا نماز میں واجب ہوتا ہے) کیونکہ جو چیز تقسیم کی گئی اس کی تفسیر آپ نے سورۃ فاتحہ سے فرمائی پس سورۃ فاتحہ کی ابتداء الحمد للہ سے کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جزو نہیں اور سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہی ہیں بغیر بسم اللہ کے۔ کیونکہ درمیانی آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان تقسیم ہوئی ہے۔ باقی تین آیات اس سے پہلے تو وہ اللہ تعالےٰ کے لیے ہیں اور اسکے بعد والی تین آیات بندہ کیلیے ہیں۔

۲۔ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقْرَءُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ صَلٰوتِہٖ (دار قطنی ص ۳۰۲ ج ۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے۔

۳۔ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکْرٍؓ وَعُمَرَؓ کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (بخاری ص ۱۰۳ ج ۱)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نماز کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے شروع کرتے تھے (یعنی بالجہر یہاں سے شروع کرتے تھے)

۴۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْھُمْ یَقْرَءُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (مسلم ص ۱۷۲ ج ۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ میں نے ان میں سے کسی سے نہیں سنا کہ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (کو بالجہر) پڑھتے۔

۵۔ وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْہُ فَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ اَوَّلِ قِرَاءَۃٍ وَلَا فِیْ اٰخِرِھَا (مسلم ص ۱۷۲ ج ۱)

اور ایک روایت میں حضرت انسؓ سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ یہ سب بزرگ نماز کو (بالجہر) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے شروع کرتے تھے اور بسم اللہ کو قراءۃ کی ابتداء میں اور آخر میں بھی نہیں ذکر کرتے تھے (یعنی نماز بالجہر)

۶۔ وَعَنْہُ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَخَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَؓ فَکَانُوْا لَا یَجْھَرُوْنَ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (مسند احمد ص ۱۷۴ ج ۳، نسائی ص ۱۴۴ ج ۱، طحاوی ص ۱۳۹ ج ۱ باسناد علی شرط الصحیح)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی یہ تمام حضرات بسم اللہ کو اونچی نہیں پڑھتے تھے۔

۷۔ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَانَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ لَا یَجْھَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّامِیْنِ (طحاوی ص۱۴۱ ج۱)

حضرت ابو وائل رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بسم اللہ، تعوّذ اور آمین کو اونچی آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ الطَّبْرَانِیْ کَانَ عَلِیٌّ وَعَبْدُ اللّٰہِ الخ (مجمع الزوائد ص۱۰۸ ج۲)

۸۔ عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍؓ قَالَ سَمِعَنِیْ اَبِیْ وَاَنَا فِی الصَّلٰوۃِ اَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَقَالَ اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ اِیَّاکَ وَالْحَدَثَ فَاِنِّیْ لَمْ اَرَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اَبْغَضَ اِلَیْہِ الْحَدَثُ فِی الْاِسْلَامِ یَعْنِیْ مِنْہُ قَالَ وَقَدْ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَعَ اَبِیْ بَکْرٍؓ وَعُمَرَؓ وَمَعَ عُثْمَانَؓ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْھُمْ یَقُوْلُھَا (ای بالجھر) فَلَا تَقُلْھَا اِذَا اَنْتَ فِی الصَّلٰوۃِ فَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ (ترمذی ص۶۲، طحاوی ص۱۲۹ ج۱)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ نے اپنے صاحبزادے کو سنا کہ وہ بلند آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ رہا تھا۔ تو انہوں نے کہا اے بیٹے یہ نئی بات ہے اور اپنے آپ کو بچاؤ نئی باتوں سے۔ کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے کسی کو نہیں دیکھا۔ کہ ان کے نزدیک نئی بات (بدعت و ایجاد بات) سے بڑھ کر کوئی چیز مبغوض ہو۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ میں نے ان میں کسی کو نہیں سنا کہ وہ اس کو جہر سے کہتے ہوں تم بھی اس کو جہر سے نہ کہا کرو۔ جب تم نماز پڑھتے ہو تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے جہر شروع کیا کرو۔

مسئلہ| امام تعلیم کی غرض سے اگر کبھی جہر سے پڑھ لے تو جائز ہے۔ بسم اللہ کو جہر سے پڑھنے کے بارہ میں جو روایات احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں وہ زیادہ تر ضعاف اور ناقابل اعتبار ہیں لیکن اگر ایسا ہو تو وہ تعلیم پر محمول ہوگا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر وغیرہ میں جن میں قراءۃ بالسر (آہستہ) ہوتی ہے کبھی کبھی کسی آیت کو تعلیم کے لیے بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ تو ایسا ہی بسم اللہ کو اگر آپ نے کسی موقعہ پر جہر کیا ہے تو بغرض تعلیم تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مولانا عبدالرحمن مبارک پوریؒ صاحب تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں لکھتے ہیں

"میں کہتا ہوں کہ زیلعیؒ (صاحب نصب الرایہ) نے کہا ہے کہ جو حضرت انسؓ سے (بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بالسر پڑھنے کا) انکار منقول ہے۔ سو وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو اس کے خلاف ان سے صحیح روایت سے منقول ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین بالسر پڑھتے تھے) اور یہ بھی امکان ہے کہ حضرت انسؓ اس کو بڑھاپے کی وجہ سے بھول گئے ہوں۔ اور اس قسم کی باتیں بہت دفعہ واقع ہوئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت انسؓ سے ایک دن مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ حسن بصریؒ سے پوچھو۔ کیونکہ اس کو یاد ہے اور ہم بھول گئے ہیں۔ اور بہت سے حضرات ایسے ہوئے ہیں کہ انہوں نے حدیث بیان کی۔ اور پھر وہ بھول گئے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت انسؓ سے پوچھنے والے نے بسم اللہ کے نماز میں پڑھنے کے بارہ میں سوال کیا ہو۔ نہ کہ جہر اور اخفاء کے بارہ میں (زیلعی کا کلام ختم ہوا)

مبارکپوری صاحبؒ کہتے ہیں "زیلعیؒ نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ بسم اللہ کو بالجہر ترک کرنے کا سلسلہ صحابہ کرامؓ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے توارث کے ساتھ ثابت تھا۔ تمام پچھلے پہلوں (متقدمین) سے اس کو نقل کرتے آئے تھے۔ اور اکیلی یہی بات (توارث صحابہؓ و تابعینؒ وغیرہ) اس مسئلہ میں کافی ہے۔ کیونکہ جہری نمازیں ہمیشہ صبح و شام ہوتی تھیں۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بسم اللہ کے ساتھ جہر کرتے تو اس میں اختلاف اشتباہ نہ واقع ہوتا۔ اور البتہ یہ بات مجبوراً سب کو معلوم ہوتی۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ نہ کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے نہیں کہا۔ اور نہ عبداللہ بن مغفلؓ کو یہ کہتے اور اس کو بدعت نہ بتلاتے اور اہل مدینہ کا عمل آنحضرت کی مسجد کے محراب میں اور آپ کے مقام میں ترک جہر عمل متوارث نہ ہوتا۔ کہ سب پچھلے پہلوں سے نقل کرتے۔ اور یہ چیز ان کے نزدیک اسی طرح جاری ہے۔ جیسا کہ —————— صاع اور مد کا مسئلہ (اہل مدینہ کے نزدیک صاع اور مد بہت مشہور تھے۔ ان میں کبھی اختلاف نہیں ہوا)

بلکہ اس سے زیادہ بلیغ بسم اللہ کا معاملہ ہے کہ اس میں تمام مسلمان شریک ہوتے ہیں۔ سب نمازوں میں اور نمازیں بھی بار بار ہوتی ہیں شب و روز۔ اور بہت سے انسان ایسے ہوں گے کہ ان کو صاع اور مد کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور جس کو کبھی ضرورت پڑتی ہے تو وہ اس کے لیے ایک

مدت توقف بھی کرتا رہتا ہے ۔ اور کوئی عقلمند یہ گمان نہیں کر سکتا کہ اکابر صحابہؓ اور تابعینؒ اور اکثر اہل علم اس کے خلاف مواظبت (ہمیشگی) کرتے تھے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے ۔

(زیلعیؒ کا کلام ختم ہوا) (تحفۃ الاحوذی ص ۲۰۵/۱۴)

مسئلہ مقتدی پر قراءۃ نہیں ۔ لہذا تعوذ و تسمیہ نہ کرے ۔ ہاں اگر مقتدی مسبوق (بعد میں آکر نماز میں امام کے ساتھ شریک ہونے والا) ہو تو جب فوت شدہ رکعتوں کو قضا کرنے کے لیے کھڑا ہو تو پھر پڑھ لے (شرح نقایہ ص ۷۴/۱، کبیری ص ۳۰۷)

مسئلہ چونکہ تعوذ قرآن پاک کے ساتھ ہوتا ہے ۔ اس لیے ثناء کے بعد پڑھے ۔ اور قراءۃ کو تعوذ و تسمیہ سے شروع کرے (شرح نقایہ ص ۷۴/۱، کبیری ص ۳۰۴)

مسئلہ تعوذ صرف پہلی رکعت میں اور تسمیہ ہر رکعت میں ہے (کبیری ص ۳۰۶)

قراءۃ تعوذ و تسمیہ کے بعد قراءۃ شروع کرے ۔ قراءۃ کا معنی قرآن کا پڑھنا ہے لہذا اگر منفرد یا امام ہے تو مَا تَیَسَّرَ یعنی جتنا میسر ہو ۔ قرآن میں سے پڑھے ۔ کم از کم ایک آیت طویلہ یا تین چھوٹی آیات ایک رکعت میں ہوں ۔

مسئلہ امام قراءۃ کو بالجہر سورۃ فاتحہ سے شروع کرے ۔

مسئلہ امام اور منفرد کے لیے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے ۔ اور پھر اس کے ساتھ کسی سورۃ کا ملانا یا کم از کم ایک آیت طویلہ یا تین چھوٹی آیات کا ملانا بھی واجب ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور نماز اسی طرح تھا ۔

مسئلہ مقتدی امام کے پیچھے قراءۃ نہ کرے اور نہ فاتحہ پڑھے ۔ اس کا فریضہ سکوت اور استماع ہے ۔

(ہدایہ ص ۷۶/۱، شرح نقایہ ص ۸۳/۱)

مسئلہ ، فاتحہ قرآن پاک کا ہی حصہ ہے اور قرآن پاک ہی کی ایک سورۃ ہے ۔ جیسا کہ صحیح روایات سے ثابت ہے ۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم اُمُّ الْقُرْاٰنِ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ (بخاری ص ۶۸۳/۲، ابوداود ص ۲۰۵/۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام القرآن (سورۃ فاتحہ) ہی سبع المثانی اور قرآن عظیم ہے ۔

۲۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ مُعَلّٰی قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت سعید بن المعلیٰؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے فرمایا رسول اللہ صلی

صلی اللہ علیہ وسلم اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَهَبَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِیَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَّرْتُهٗ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُهٗ (بخاری ص ۶۴۲، ۶۴۳ ج ۲ ابوداؤد ص ۲۰۵ ج ۱، نسائی ص ۱۴۵ ج ۱)

اللہ علیہ وسلم نے کیا میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن میں سب سے بڑی سورۃ (با عتبار درجہ کے) نہ سکھلاؤں، پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکلنے لگے میں نے انہیں یاد دلایا تو آپ نے فرمایا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" (سورۃ فاتحہ) ہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے، جو مجھے دیا گیا ہے (یہ سات دھرائی جانے والی آیتیں قرآن کریم کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ اسی لیے فضیلت میں یہ سب سے زیادہ ہے)

۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَابِرٍؓ اِنْتَهَیْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (الی ان قال) ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَابِرٍ بِخَیْرِ سُوْرَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اقْرَاْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَتّٰی تَخْتِمَهَا (مسند احمد ص ۱۷۷ ج ۴)

حضرت عبد اللہ بن جابرؓ کہتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، آپ نے فرمایا اے عبد اللہ! کیا میں تمہیں قرآن پاک میں سب سے بہتر سورۃ نہ بتلاؤں میں نے عرض کیا کہ حضور! ضرور بتلائیں، آپ نے فرمایا پڑھو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، آخر تک

بحث قراءۃ خلف الامام یعنی امام کے پیچھے قراءۃ کی بحث

امام کے پیچھے قراءۃ کا مسئلہ ائمہ کرام کے نزدیک مختلف ہے (۱) حضرت امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ و امام ابو یوسفؒ، حضرت سفیان ثوریؒ، اور ابن عیینہؒ وغیرہ کے نزدیک کسی نماز میں بھی مقتدی امام کے پیچھے قراءۃ نہ کرے۔

نوٹ صاحب ہدایہؒ نے امام محمدؒ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ سری نمازوں میں احتیاطاً قراءۃ خلف الامام کو مستحسن قرار دیتے

ہیں لیکن یہ درست نہیں۔ صاحب ہدایہؒ کو اس سلسلے میں اشتباہ ہوا ہے۔ کیونکہ امام محمدؒ خود اپنی کتاب مؤطا امام محمد اور کتاب الحجۃ میں اپنا اور امام صاحبؒ کا مذہب نقل کرتے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے قرارت نہ کرے۔ صاحب ہدایہ سے نقل میں تسامح ہوا ہے۔ چنانچہ

۱۔ قَالَ مُحَمَّدٌ لَا قِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ وَلَا فِيمَا لَمْ يَجْهَرْ وَبِذٰلِكَ جَاءَتْ عَامَّةُ الْآثَارِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رح (مؤطا امام محمد ص ۹۴)

حضرت امام محمدؒ نے کہا ہے کہ امام کے پیچھے قراءۃ کا حکم نہیں ہے، چاہے امام جہر کر رہا ہو یا آہستہ پڑھتا ہو۔ عام آثار میں اسی کا ذکر ہے اور یہی حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

۲۔ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا قِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَاةِ مَا يُجْهَرُ فِيهِ بِالْقِرَاءَةِ وَمَا لَا يُجْهَرُ فِيهِ بِالْقِرَاءَةِ (کتاب الحجۃ ص ۱۱۶ ج ۱)

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے کہا کہ امام کے پیچھے کسی نماز میں قرارت نہیں ہے چاہے وہ نماز ہو جس میں وہ جہر کرتا ہے چاہے وہ نماز ہو جس میں آہستہ پڑھتا ہے (قراءۃ کا حکم کسی نماز میں نہیں ہے)

۳۔ وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَأَبُو حَنِيفَةَ لَا يَقْرَأُ الْمَأْمُومُ بِحَالٍ (مغنی ص ۵۶۶ ج ۱)

اور امام سفیان ثوریؒ، امام ابن عیینہؒ اور امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ مقتدی کسی حال میں بھی قراءۃ نہ کرے۔

(۲) امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک مقتدی جہری نمازوں میں قراءۃ نہ کرے اور سری نمازوں (ظہر و عصر) میں قراءۃ کرنا مستحب ہے۔ واجب نہیں۔ چنانچہ مؤطا امام مالک میں ہے۔

۱۔ قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنْ يَقْرَأَ الرَّجُلُ وَرَاءَ الْإِمَامِ فِيمَا لَا يَجْهَرُ فِيهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ وَيَتْرُكُ فِيمَا يَجْهَرُ فِيهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ۔ (مؤطا امام مالک)

حضرت یحییٰؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام مالکؒ سے سنا وہ کہتے تھے "نماز کا معاملہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو وہ ان نمازوں میں جن میں امام جہر نہیں کرتا قراۃ کر سکتا ہے اور جن نمازوں میں امام جہر کرتا ہے۔ ان میں قراۃ ترک کر دے

۲۔ وَجُمْلَةُ ذٰلِكَ أَنَّ الْقِرَاءَةَ غَيْرُ وَاجِبَةٍ عَلَى الْمَأْمُومِ فِيمَا جَهَرَ بِهِ الْإِمَامُ وَلَا فِيمَا أَسَرَّ بِهِ نَصَّ عَلَيْهِ

اور خلاصہ یہ ہے کہ قراۃ مقتدی پر واجب نہیں ہے چاہے نماز جہری ہو یا سری۔ امام احمدؒ نے جو روایت محدثین کی ایک جماعت سے نقل کی ہے اس میں ای

اَحْمَدُ فِی رِوَایَۃِ الْجَمَاعَۃِ۔ وَبِذٰلِکَ قَالَ الزُّھْرِیُّ وَالثَّوْرِیُّ وَابْنُ عُیَیْنَۃَ وَمَالِکٌ وَاَبُوْحَنِیْفَۃَ وَاِسْحَاقُ (مغنی ص۵۵ ج۱)

تصریح کی ہے اور یہی بات امام زہریؒ، سفیان ثوریؒ ابن عیینہؒ، مالکؒ ابوحنیفہؒ اور امام اسحاقؒ نے کہی ہے

۲۔ قَالَ مَالِکٌ وَاَحْمَدُ اَنَّہٗ لَا یَجِبُ الْقِرَاءَۃُ عَلَی الْمَامُوْمِ بِحَالٍ بَلْ کَرِہَ مَالِکٌ لِلْمَامُوْمِ اَنْ یَقْرَءَ فِیْمَا یَجْھَرُ بِہِ الْاِمَامُ

امام مالکؒ اور احمدؒ نے کہا ہے۔ کہ مقتدی پر کسی حال میں قراءۃ واجب نہیں ہے۔ بلکہ امام مالکؒ نے جہری نمازوں میں مقتدی کی قراءۃ کو مکروہ کہا ہے۔

(المیزان الکبریٰ ص۱۵۲ ج۱)

(۳) امام شافعیؒ کے نزدیک مقتدی جہری نمازوں میں قراءۃ نہ کرے۔ اور سری نمازوں میں ان کے نزدیک مقتدی امام کے پیچھے قراءۃ کر سکتا ہے۔ امام شافعیؒ اپنی آخری کتابوں میں سے کتاب الأم میں خود تحریر فرماتے ہیں۔

ھُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یَقْرَءُ فِیْمَا یَقْضِیْ لِنَفْسِہٖ فَاَمَّا وَھُوَ وَرَاءَ الْاِمَامِ فَلَا قِرَاءَۃَ عَلَیْہِ وَنَحْنُ نَقُوْلُ کُلُّ صَلٰوۃٍ صُلِّیَتْ خَلْفَ الْاِمَامِ وَالْاِمَامُ یَقْرَءُ قِرَاءَۃً لَا یُسْمَعُ فِیْھَا قَرَءَ فِیْھَا (کتاب الام ص۱۶۶ ج۷)

اور یہ (فقہاء اور محدثین) کہتے ہیں کہ جو شخص اپنی نماز الگ پڑھتا ہے وہ قراءۃ کرے اور جب وہ امام کے پیچھے ہو تو اس پر قراءۃ نہیں ہے اور ہم کہتے ہیں کہ جو نماز پڑھی جائے امام کے پیچھے اور امام قراءۃ جہر سے نہ کرتا ہو تو وہ قراءۃ کرے۔

۱۔ وَاِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ (پ۹ اعراف)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم اس کو پوری توجہ سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خَطَبَنَا فَبَیَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلٰوتَنَا فَقَالَ اِذَا صَلَّیْتُمْ فَاَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ ثُمَّ لْیَؤُمَّکُمْ اَحَدُکُمْ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور ہمارے لیے ہماری سنتیں بیان کیں اور ہمیں نماز کا طریقہ سکھلایا آپ نے فرمایا جب تم نماز پڑھنے لگو تو اپنی صفوں کو سیدھا کرو پھر تم میں سے ایک آدمی تم کو امامت کرائے پس جب

وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا (مسلم ص۱۷۴ ج۱، مسند احمد ص۴۱۵ ج۲، دارقطنی ص۳۳۰ ج۱، ابن ماجہ ص۶۱)

وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءۃ کرے تو تم خاموش رہو۔

قَوْلُ عَلِیٍّ لَا خَیْرَ فِیْ عِبَادَۃٍ لَا فِقْہَ فِیْھَا وَلَا فِیْ قِرَاءَۃٍ لَا تَدَبُّرَ فِیْھَا اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ (اتحاف شرح شمائل للدوریؒ ص۲۴۲)

حضرت علیؓ کا قول ہے کہ "نہیں بہتری اس عبادت میں جس میں عبادت کرنے والے کو سمجھ نہ ہو۔ اور اس قرآن پڑھنے میں بہتری نہیں ہے جس میں تدبر نہ ہو (فرمان الٰہی ہے) کیا تم قرآن میں تدبر نہیں کرتے۔

اَلْاِنْصَاتُ اَلسُّکُوْتُ لِلْاِسْتِمَاعِ وَالْاِصْغَاءِ وَالْمُرَاعَاتِ (تفسیر قرطبی ص۳۵۴ ج۷)

انصات کا معنی سکوت ہوتا ہے۔ سننے کے لیے کان دھرنا اور رعایت کرنا۔

قَالَ اَھْلُ اللُّغَۃِ اَلْاِنْصَاتُ اَلْاِمْسَاکُ عَنِ الْکَلَامِ وَالسُّکُوْتُ لِاِسْتِمَاعِ الْقُرْاٰنِ (احکام القرآن للجصاص ص۴۰ ج۳)

اہل لغت کہتے ہیں۔ انصات رک جانا ہے کلام کرنے سے اور سکوت اختیار کرنا ہے کلام سننے کیلیے۔

۳۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ (طحاوی ص۱۴۹ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۷ ج۱، ابن ماجہ ص۶۱، مسند احمد ص۳۳۹ ج۳ اسنادہ صحیح)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کا امام ہو (یعنی جو امام کے پیچھے اس کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہو) تو امام کی قراءۃ اس کی قراءۃ ہے"۔

یعنی مقتدی کو پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ امام کی قراءۃ سے فریضہ قراءۃ ادا ہو جاتا ہے۔

۴۔ وَرَوَاہُ مُحَمَّدٌ فِیْ مُوَطَّاہُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ عَنْ مُوْسٰی الخ بلفظ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ (مؤطا امام محمد ص۹۸ وفتح القدیر ص۲۳۹ ج۱ بحوالہ مؤطا امام محمد وقال اسنادہ صحیح، بحوالہ مسند احمد بن منیع وقال صحیح علی شرط مسلم)

اور اسی (مذکورہ بالا روایت) کو امام محمدؒ نے اپنی کتاب مؤطا میں امام ابوحنیفہؒ کی سند سے بیان کیا ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے امام کے پیچھے نماز پڑھی تو امام کی قراءۃ اس کی قراءۃ ہے۔ امام ابن ہمامؒ نے اس کو فتح القدیر میں مؤطا امام محمدؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور اسی روایت کو مسند احمد بن منیع کے حوالے سے نقل

کیا ہے انور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور مسلم کی شرط پر ہے۔

۵۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا وَاِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ وَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے۔ پس جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ اور جب وہ قرأۃ کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو۔ اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو۔

(ابن ماجہ ص۶۱ دارقطنی ص۲۳۸ ج۱ نسائی ص۱۴۶ ج۱ طحاوی ص۱۴۹ ج۱ وصحیح مسلم ص۱۷۴)

۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالُوْا کَانُوْا یَقْرَءُوْنَ خَلْفَ النَّبِیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم فَقَالَ خَلَطْتُمْ عَلَیَّ الْقُرْاٰنَ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں قراءۃ کرتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا تم نے مجھ پر قرآن کو خلط ملط کر دیا ہے (یعنی تمہارا کام قراءۃ کرنا نہیں یہ امام کا کام ہے تم کیوں گڑبڑ کرتے ہو)

(طحاوی ص۱۴۹ ج۱ مسند احمد ص۴۵۱ ج۱ مجمع الزوائد ص۱۱۰ ج۲ وَقَالَ رِجَالُ اَحْمَدَ رِجَالُ الصَّحِیْحِ

۷۔ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم صَلَّی الظُّهْرَ فَجَعَلَ رَجُلٌ یَقْرَءُ خَلْفَهٗ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَیُّکُمْ قَرَءَ وَاَیُّکُمُ الْقَارِیُٔ فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا فَقَالَ قَدْ ظَنَنْتُ اَنَّ بَعْضَکُمْ خَالَجَنِیْهَا

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی تو ایک شخص نے آپ کے پیچھے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پڑھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا تم میں سے کون قراءۃ کرنے والا تھا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت میں نے پڑھا۔ تو آپ نے فرمایا میں نے خیال کیا تم میں سے بعض نے اس قراءۃ میں میرے ساتھ

(مسلم ص۱۷۲ ج۱ نسائی ص۱۴۶ ج۱ فی باب تَرْکِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْمَا لَمْ یَجْهَرْ فِیْهِ ابن ابی شیبہ ص۳۷۶ ج۱)

خلجان پیدا کیا ہے۔

۸۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ اِذَا قَالَ الْقَارِیُٔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۔ (مسلم ص۱۷۶ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب قاری یعنی قراءۃ کرنے والا امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتا ہے (قاری اور امام کے لفظ سے متبادر ہے کہ جماعت کی نماز میں قراءۃ کرنا ایک ہی شخص قاری یا امام کا کام ہے۔ مقتدی آمین میں اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ اگر سب کے لیے پڑھنے کا حکم ہوتا تو قارِءُوْن ہوتا۔ نہ کہ قارِیُٔ جو مفرد ہے)

۹۔ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّهٗ سَاَلَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ رض عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ ۔ (مسلم ص۲۱۵ ج۱)

حضرت عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ سے امام کے ساتھ نماز پڑھنے کی صورت میں قراءۃ کے بارہ میں سوال کیا تو انہوں نے کہا امام کے ساتھ کسی نماز میں بھی (سری ہو یا جہری) قراءۃ نہیں ہے۔

۱۰۔ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض فَقَالَ اَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ اَنْصِتْ لِلْقُرْاٰنِ فَاِنَّ فِی الصَّلٰوةِ شُغْلًا وَسَیَکْفِیْكَ ذٰلِكَ الْاِمَامُ (مجمع الزوائد ص۱۱۰ ج۲ بحوالہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر وقال رجالہ موثقون (مصنف عبدالرزاق ص۱۳۸ ج۲ کتاب الحجہ للامام محمدؒ ص۱۳۰ ج۱ وطحاوی ص۱۵۰ ج۱ ابن ابی شیبہ ص۳۷۶ ج۱)

حضرت ابووائلؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا "کیا میں امام کے پیچھے قراءۃ کر سکتا ہوں۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ تم خاموش رہو قرآن سننے کے لیے کیونکہ نماز کی حالت میں مشغولیت ہوتی ہے۔ اور تیرے لیے امام کا پڑھنا کافی ہے"

۱۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ اَنَّهٗ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رض وَزَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ رض وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالُوْا

عبداللہ بن مقسمؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ سے دریافت کیا امام کے پیچھے قراءۃ کے بارہ میں۔

لَا یَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الصَّلٰوٰتِ (طحاوی ص۱۵۱ ج۱ واسنادہ صحیح و مصنف عبدالرزاق ص۱۴۰ ج۲)

تو ان حضرت نے کہا امام کے پیچھے کسی نماز میں بھی قراءۃ نہ کرے (نہ سری نہ جہری میں)

۱۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ فَحَسْبُهٗ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰی وَحْدَهٗ فَلْیَقْرَأْ قَالَ وَکَانَ عَبْدُاللّٰهِ لَا یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ (مؤطا امام مالک ص۶۸ و کتاب الحجہ ص۱۱۹ ج۱ اسنادہ صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے۔ جب تم میں کوئی شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کے لیے امام کی قراءۃ کافی ہے اور جب اکیلے نماز پڑھے تو پھر قراءۃ کرے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ امام کے پیچھے قراءۃ نہیں کرتے تھے۔

۱۳۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اَنَّهٗ کَانَ یَکْرَهُ الْقِرَاءَۃَ خَلْفَ الْاِمَامِ وَکَانَ یَقُوْلُ تَکْفِیْكَ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۷ ج۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ امام کے پیچھے قراءۃ کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اور یہ کہتے تھے کہ امام کی قراءۃ تمہارے لیے کافی ہے۔

۱۴۔ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَیُجْزِیْ عَمَّنْ وَّرَاءَ الْاِمَامِ قِرَاءَتُهٗ فِیْمَا یَرْفَعُ بِهِ الصَّوْتَ وَفِیْمَا یُخَافِتُ قَالَ نَعَمْ۔ (مصنف عبدالرزاق ص۱۴۱ ج۲)

حضرت ابن جریجؒ کہتے ہیں' میں نے حضرت عطاءؒ سے پوچھا کہ امام کے پیچھے جو جو نماز پڑھتا ہے۔ کیا اس کے لیے جہری اور سری نمازوں میں امام کی قراءۃ کافی ہے تو انہوں نے کہا "ہاں امام کی قراءۃ مقتدیوں کے لیے کافی ہے"۔

۱۵۔ عَنْ نَافِعٍ وَاَنَسِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ تَکْفِیْكَ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۶ ج۱)

حضرت نافعؒ اور حضرت انس بن سیرینؒ نے کہا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا (کہ) تمہیں امام کی قراءۃ کافی ہے۔

۱۶۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ لَا یُقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ اِنْ جَهَرَ وَلَا اِنْ خَافَتَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۶ ج۱)

حضرت زید بن ثابتؓ نے کہا کہ امام کے پیچھے قراءۃ نہ کی جائے۔ چاہے امام جہر کرے یا آہستہ پڑھے۔

۱۷۔ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ سَاَلْتُہٗ عَنِ الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ لَیْسَ خَلْفَ الْاِمَامِ قِرَاءَۃٌ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۷۷ ج ۱)

حضرت ابو بشر رہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رہ سے امام کے پیچھے قراءۃ کرنے کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے کہا "امام کے پیچھے کوئی قراءۃ نہیں"۔

۱۸۔ عَنْ قَتَادَۃَ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ اَنْصِتْ لِلْاِمَامِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۷۷ ج ۱)

حضرت قتادۃ حضرت سعید بن المسیب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا تم امام کی قراءۃ کے لیے خاموشی اختیار کرو۔

۱۹۔ قَالَ اَحْمَدُ مَا سَمِعْنَا اَحَدًا مِّنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ یَقُوْلُ اِنَّ الْاِمَامَ اِذَا جَھَرَ بِالْقِرَاءَۃِ فَلَا تَجْزِیْ صَلٰوۃُ مَنْ خَلْفَہٗ اِذَا یَقْرَاْ وَقَالَ وَھٰذَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ وَالتَّابِعُوْنَ وَھٰذَا مَالِکٌ فِیْ اَھْلِ الْحِجَازِ وَھٰذَا الثَّوْرِیُّ فِیْ اَھْلِ الْعِرَاقِ وَھٰذَا الْاَوْزَاعِیُّ فِیْ اَھْلِ الشَّامِ وَھٰذَا اللَّیْثُ فِیْ اَھْلِ مِصْرَ مَا قَالُوْا الرَّجُلِ صَلّٰی وَقَرَاَ اِمَامُہٗ وَلَمْ یَقْرَاْ ھُوَ۔ صَلٰوتُہٗ بَاطِلَۃٌ (مغنی ابن قدامہ ص ۵۶۴ ج ۱)

حضرت امام احمد رہ نے کہا ہے۔ ہم نے نہیں سنا کسی ایک سے بھی اہل اسلام میں سے جو یہ کہتا ہو کہ امام جب قراءۃ بالجہر کرتا ہے۔ تو اس کے پیچھے پڑھنے والے کی نماز جب کہ وہ قراءۃ نہ کرے جائز نہیں ہوتی۔ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ اور تابعین اور یہ امام مالک اہل حجاز میں اور سفیان ثوری اہل عراق میں اور اوزاعی اہل شام میں اور امام لیث اہل مصر میں۔ ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا اس شخص کے بارہ میں جس نے نماز پڑھی ہو اور اس کے امام نے قراءۃ کی ہو اور اس نے خود قراءت نہ کی ہو کہ اس کی نماز باطل ہے۔ ایسا کسی نے بھی نہیں کہا۔

تامین

جب سورۃ فاتحہ پڑھ چکے تو پھر امام آہستہ آواز میں آمین کہے اور مقتدی بھی آہستہ آواز میں آمین کہیں (ہدایہ ص ۶۷ ج ۱، شرح نقایہ ص ۷۵ ج ۱، کبیری ص ۳۰۹)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ

حضرت ابوہریرۃ رض سے روایت ہے کہ بیشک آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا قَالَ الْقَارِئُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ مَنْ خَلْفَهٗ آمِیْنَ فَوَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ اَهْلِ السَّمَآءِ غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (مسلم ص۱۷۶ ج۱، بخاری ص۱۰۸ ج۱ وَفِیْهِ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قاری یعنی قراءۃ کرنے والا امام غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین کہتا ہے۔ تو جو اس کے پیچھے ہے (یعنی مقتدی) جب وہ آمین کہتا ہے اور اس کا قول آسمان والوں (فرشتوں) کے ساتھ موافق ہو جائے (فرشتوں کے ساتھ موافق ہونے کی بات ایک اخلاص میں اور دوسری اسی وقت کہنے میں اور تیسری آہستہ کہنے میں ہوگی) تو اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جائینگے۔ اور بخاری میں تصریح ہے کہ جب امام کہے)

مسئلہ آمین بالاتفاق سنت ہے۔ امام احمدؒ و شافعیؒ کے نزدیک بالجہر اور امام اعظمؒ کے نزدیک بالاخفاء۔

۱۔ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ آمِیْنَ وَاَخْفٰی بِهَا صَوْتَهٗ (مسند احمد ص۳۱۶ ج۴، ابوداؤد طیالسی ص۱۳۸ ج۱، ترمذی ص۶۳، دارقطنی ص۳۳۴ ج۱، مستدرک حاکم ص۲۳۲ ج۲ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِهِمَا وَاَقَرَّهُ الذَّهَبِیُّ وَنصب الرایہ ص۳۶۹ ج۱ بحوالہ مسند ابویعلی وطبرانی)

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ تک پہنچے تو آپ نے آمین کہی اور پست آواز کے ساتھ کہی۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا آمِیْنَ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ تَقُوْلُ آمِیْنَ وَاِنَّ الْاِمَامَ یَقُوْلُ آمِیْنَ (نسائی ص۱۴۷ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۹۷ ج۲، صحیح ابن حبان ص۲۲۰ ج۳)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب امام غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین کہتا ہے تو تم آمین کہو پس بے شک فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور بے شک امام بھی آمین کہتا ہے"۔

۳۔ حضرت عطاءؒ جو امام ابو حنیفہؒ کے استاذ ہیں اور تابعین میں سے ہیں انہوں نے کہا ہے۔

قَالَ عَطَاءٌ اٰمِیْنَ دُعَاءٌ (بخاری ص ۱۰۷ ج ۱) — حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ آمین دعا ہے۔

اور دعا کا قانون یہ ہے۔

و۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (الاعراف آیت ۵۵ پ ۸) — دعا مانگو اپنے رب سے گڑگڑا کر اور خفیہ طریق پر۔

و۔ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ③ (مریم پ ۱۶) — حضرت زکریا علیہ السلام نے جب اپنے رب کو پکارا یعنی دعا کی پوشیدہ طریق پر۔

و۔ دَعْوَةُ السِّرِّ تَعْدِلُ سَبْعِيْنَ دَعْوَةً فِي الْعَلَانِيَةِ (فتح القدیر ص ۵۲۷ ج ۲ بحوالہ ابوالشیخ عن انس مرفوعاً بسند صحیح) — پوشیدہ دعا ستر دعاؤں کے ساتھ برابر ہے جو علانیہ ہوں۔

۴۔ اٰمِیْنَ لَيْسَ مِنَ الْقُرْاٰنِ بِالْاِجْمَاعِ فَلَا يُنَاسِبُ اَنْ يُّسَاوِيَ صَوْتُهٗ بِصَوْتِ الْقُرْاٰنِ وَلِهٰذَا لَا يُكْتَبُ فِي الْقُرْاٰنِ (وَنَحْوُهٗ فِي اعلاء السنن ص ۱۸ ج ۲) — آمین بالاتفاق قرآن میں سے نہیں ہے۔ پس مناسب نہیں کہ اس کو آواز میں قرآن کے الفاظ کے مساوی قرار دیا جائے۔ اس لیے اس کو قرآن میں لکھا بھی نہیں جاتا۔

۵۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ اور اٰمِیْنَ میں جہر نہیں کرتے تھے (طحاوی ص ۱۴۰ ج ۱، عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۵۲ ج ۶ بحوالہ الطبری فی تہذیب الآثار)

۶۔ حضرت سمرۃ بن جندبؓ اور حضرت عمران بن حصینؓ کا مذاکرہ ہوا۔ سمرۃؓ دو سکتے کرتے تھے۔ اور عمران بن حصینؓ ایک سکتہ یاد رکھتے تھے۔ انہوں نے حضرت ابی بن کعبؓ کی طرف خط لکھا تو حضرت ابی بن کعبؓ نے جواب دیا کہ سمرۃؓ کی یاد درست اور صحیح ہے (یعنی پہلا سکتہ ثنا اور دوسرا سکتہ آمین کے لیے) ترمذی ص ۴۳، ابوداؤد ص ۱۱۳ ج ۱، دارقطنی ص ۳۳۶ ج ۱، سندہ صحیح)

۷۔ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّاْمِيْنِ — حضرت ابو وائلؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور "تعوذ" اور "آمین" کو اونچی آواز سے نہیں پڑھتے

(طحاوی ص۹۷) وَفِیْ رِوَایَةِ الطَّبْرَانِیِّ کَانَ عَلِیٌّ وَعَبْدُ اللّٰہِ الخ (مجمع الزوائد ص۱۰۸ ج۲) — تھے۔

۸۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ خَمْسٌ یُخْفِیْنَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَالتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاٰمِیْنَ وَاَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔ (مصنف عبدالرزاق ص۸۷ ج۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ پانچ چیزوں کو (نماز میں) آہستہ پڑھا جاتا ہے (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ۔ الخ) تعوذ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور آمین اور اللھم ربنا لک الحمد۔

۹۔ وَعَنْهُ یُخْفِی الْاِمَامُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْاِسْتِعَاذَةَ وَاٰمِیْنَ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۱۱ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۸۷ ج۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ امام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور تعوذ، آمین اور ربنا لک الحمد کو آہستہ پڑھے۔

۱۰۔ علامہ ماردینیؒ تحریر کرتے ہیں۔

وَقَدْ قَدَّمْنَا فِیْ بَابِ الْجَهْرِ بِالْبَسْمَلَةِ اَنَّ عُمَرَ وَعَلِیًّا لَمْ یَكُوْنَا یَجْهَرَانِ بِاٰمِیْنَ قَالَ الطَّبْرِیُّ وَرُوِیَ ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَرُوِیَ عَنِ النَّخَعِیِّ وَالشَّعْبِیِّ وَاِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیِّ كَانُوْا یُخْفُوْنَ بِاٰمِیْنَ وَالصَّوَابُ اَنَّ الْخَبَرَیْنِ بِالْجَهْرِ وَالْمُخَافَتَةِ صَحِیْحَانِ وَعَمِلَ بِكُلٍّ مِّنْ فِعْلَیْهِ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَاِنْ كُنْتُ مُخْتَارًا حَفْضَ الصَّوْتِ بِهَا اِذْ اَكْثَرُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ عَلٰی ذٰلِكَ

(الجوہر النقی علی البیہقی ص۵۸ ج۲، عمدۃ القاری ص۵۱ ج۶)

اور ہم "باب الجہر بالبسملة" میں یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ "آمین" کو اونچی آواز سے نہیں کہتے تھے۔ حضرت امام طبریؒ نے کہا ہے اور اسی طرح روایت کیا گیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے امام ابراہیم نخعیؒ، امام شعبیؒ، ابراہیم تیمیؒ سے کہ وہ آہستہ آواز سے آمین کہتے تھے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آہستہ اور بلند آواز سے آمین کہنے کی دونوں روایتیں صحیح ہیں اور علماء کی جماعت نے دونوں پر عمل کیا ہے۔ اگرچہ میں (آمین کے بارہ میں) پست آواز والی روایت کو اختیار کرتا ہوں۔ کیونکہ اکثر صحابہؓ اور تابعینؒ کا عمل اس پر تھا

مسئلہ آمین کو آہستہ آواز سے کہنا اولیٰ اور افضل ہے۔ اور اگر کبھی بغرض تعلیم جہر سے کہا تو بھی جائز ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن قیم جوزیؒ لکھتے ہیں۔

فَإِذَا جَهَرَ بِهِ الْإِمَامُ أَحْيَانًا لِيُعَلِّمَ الْمَأْمُومِينَ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ فَقَدْ جَهَرَ عُمَرُ بِالْاِفْتِتَاحِ لِيُعَلِّمَ الْمَأْمُومِينَ وَجَهَرَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ بِقِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ لِيُعَلِّمَهُمْ أَنَّهَا سُنَّةٌ وَمِنْ هٰذَا أَيْضًا جَهْرُ الْإِمَامِ بِالتَّامِينِ وَهٰذَا مِنَ الْاِخْتِلَافِ الْمُبَاحِ الَّذِي لَا يُعَنَّفُ فِيهِ مَنْ فَعَلَهُ وَلَا مَنْ تَرَكَهُ وَهٰذَا كَرَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ وَتَرْكِهِ وَكَالْخِلَافِ فِي أَنْوَاعِ التَّشَهُّدَاتِ وَأَنْوَاعِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَأَنْوَاعِ النُّسُكِ مِنَ الْإِفْرَادِ وَالْقِرَانِ وَالتَّمَتُّعِ۔

(زاد المعاد ص۱۲۶)

پس جب امام (دعائے قنوت) کو بھی بالجہر پڑھے۔ مقتدیوں کی تعلیم کے لیے۔ تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ حضرت عمرؓ ثناء کے الفاظ بھی مقتدیوں کی خاطر کبھی بالجہر پڑھتے تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ بالجہر پڑھی تھی۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اس کا پڑھنا سنت ہے۔ (حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اس باب میں منفرد ہیں۔ کیونکہ اکثر صحابہ کرامؓ سورۃ فاتحہ کو جنازہ کی نماز میں پڑھنے کے قائل نہیں) اور اس سلسلہ میں امام کا آمین کو بالجہر پڑھنا بھی (یعنی تعلیم کی غرض سے) مباح اختلاف کے قبیل سے ہے۔ جن میں کسی طرف بھی سختی کرنی درست نہیں۔ جو کرتا ہے اس کے لیے بھی اور جو نہیں کرتا اس کے لیے بھی گنجائش ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسا نماز میں رفع یدین کرنا نہ کرنا دونوں طرح درست ہے۔ اور جیسا کہ تشہد کے مختلف الفاظ کا پڑھنا اور جیسا کہ اذان اور اقامت کے الفاظ اور طریق میں اور حج کے انواع افراد یا قران اور تمتع وغیرہ کا اختلاف ہے۔

علامہ ابن قیم جوزیؒ کی تائید حضرت وائل بن حجرؓ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جیسے علامہ ابو بشر محمد بن احمد دولابیؒ نے نقل کیا ہے۔

عَنْ أَبِي سَكَنٍ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ الثَّقَفِيِّ،

حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت

قَالَ سَمِعْتُ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيَّ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِيْنَ فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ حَتّٰى رَأَيْتُ خَدَّهٗ مِنْ هٰذَا الْجَانِبِ وَمِنْ هٰذَا الْجَانِبِ وَقَرَءَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهٗ مَا اَرَاهُ اِلَّا لِيُعَلِّمَنَا

صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سلام کے وقت میں نے آپ کے رخسار مبارک کو دونوں طرف پھرتے ہوئے دیکھا اور جب آپ نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھا۔ تو آپ نے آمین کہا آپ اس کے ساتھ اپنی آواز کو دراز کرتے تھے اور میرا خیال ہے کہ یہ آپ نے ہمیں تعلیم دینے کے لیے کیا تھا۔

(کتاب الکنیٰ والاسماء ص۱۹۶ ج۱ مطبوعہ مکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل)

علامہ ابوالبشر دولابیؒ نے خود ہی اس روایت پر جرح بھی نقل کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ يَحْيٰى يَقُوْلُ اَبُو السَّكَنِ كَانَ بِالْحَرَمِ وَكَانَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ وَلَمْ يَكُنْ بِشَيْءٍ وَفِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ زِيَادٌ اَبُو السَّكَنِ لَيْسَ بِشَيْءٍ (کتاب الکنیٰ والاسماء ص۱۹۷ ج۱)

علامہ ابوالبشر دولابیؒ کا ابوالسکن راوی پر جو کہ مشہور تابعی ہیں جرح کرنا درست نہیں۔ کیونکہ علامہ خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں۔

ا۔ حجر بن عنبس ابو العنبس ويقال ابو السكن الحضرمی ادرك الجاهلية ولم يلق رسول الله صلی الله عليه وسلم روى عن علی و وائل بن حجرؓ حدث عنه سلمة بن كهيل (الى ان قال) وكان ثقة احتج بحديثه غير واحد من الائمة (تاریخ بغداد ص۲۷۴ ج۸)

۲۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں۔

حجر بن العنبس الحضرمی ابو العنبس ويقال ابو السكن الكوفی روى عن علیؓ ووائل بن حجرؓ وعنه سلمة بن كهيل وعلقمة (الى ان قال) قال ابن معين شيخ كوفی ثقة مشهور (الى ان قال) وقال الخطيب

كان ثقة اخى حُجرالهٗ حديث واحد فى الجهر بامين وصحح الدارقطنى وغيره حديثهٗ وذكرهٗ ابن حبان فى الثقات فى التابعين
(تہذیب التہذیب ص۲۱۴ ج۲)

۲۔ نیز اسی راوی حجر بن العنبسؒ (جو کہ ابو العنبس بھی ہے اور اسی کو ابو السکن بھی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ تاریخ بغداد، تہذیب التہذیب کے حوالہ میں ابھی گذرا ہے) سے دار قطنیؒ نے سنن دار قطنی ص۳۳۴ ج۱ میں روایت نقل کرنے کے بعد اس کی روایت کو صحیح کہا ہے۔ اور امام ترمذیؒ نے ترمذی ص۶۳ میں اس کی روایت کو حسن کہا ہے۔ اور اسی راوی سے صحیح ابن حبان ص۲۲۰ ج۲ اور دارمی ص۲۲۸ ج۱ وغیرہ میں بھی روایت موجود ہے۔ تو یہ راوی مجروح نہیں۔ البتہ اس روایت میں یحییٰ بن سلمہ بن کھیل مجروح ہے۔ اگرچہ اس کو ابن حبانؒ نے ثقہ بھی کہا ہے۔ لیکن دیگر ائمہ نے اس پر جرح کی ہے۔ اور ہم اس کی روایت سے استدلال نہیں کر رہے ہیں بلکہ آمین بالجہر اور بالسر کی روایات میں تطبیق کے لیے پیش کر رہے ہیں، تاکہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مسئلہ آمین کہنے کے بعد فرضوں کی پہلی دو رکعتوں اور باقی سب نمازوں کی تمام رکعت میں کوئی سورۃ یا کچھ حصہ قرآن پاک کا پڑھے ( )

مسئلہ ہر رکعت میں الحمد سے پہلے اور سورۃ کے پڑھنے کے وقت بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا مستحب ہے
(شرح نقایہ ص۷۴ ج۱، کبیری ص۳۰۸)

رکوع جب قراءۃ ختم کر لے تو پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے (ہدایہ ص۹۶ ج۱، شرح نقایہ ص۷۶ ج۱، کبیری ص۲۱۴)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ (بخاری ص۱۰۹ ج۱، مسلم ص۱۶۹ ج۱)	حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو تکبیر کہتے تھے۔ پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے تھے۔

مسئلہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرے۔ رفع یدین صرف تکبیر افتتاح کے وقت ہے۔ (کتاب الحجہ ص۹۴ ج۱، ہدایہ ص۱۰۱ ج۱، شرح نقایہ ص۷۹ ج۱، کبیری ص۳۲۴)

رکوع جاتے وقت اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین

صحیح بات یہ ہے کہ نماز میں رفع یدین کرنا صرف تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی سنت اور متفق علیہ ہے۔ رکوع میں جاتے وقت یا رکوع سے اٹھتے وقت اصح بات یہ ہے کہ رفع یدین کرنا بہتر نہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے اور صحابہ کرام رض و تابعین عظامؒ کے تعامل سے ثابت ہے۔

۱۔ جابر بن سَمُرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَالِیْ اَرَاكُمْ رَافِعِیْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِی الصَّلٰوةِ۔ (مسلم ص ۱۸۱ ج ۱، ابوداود ص ۱۴۳ ج ۱)

حضرت جابر بن سمرۃ رض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کیا ہے کہ میں تم کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ مست گھوڑوں کے دم ہیں۔ اُسْكُنُوْا سکون پکڑو نماز میں۔

۲۔ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ اَلَا اُصَلِّیْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلّٰى وَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا اَوَّلَ مَرَّةٍ (ترمذی ص ۶۴، ابوداود ص ۱۰۹ ج ۱، نسائی ص ۱۵۸ ج ۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۶ ج ۱، محلی ص ۸۷ ج ۴)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا ہے کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھاؤں۔ پھر نماز پڑھائی اور ہاتھ صرف اس کی ابتداء میں ہی اٹھائے۔

۳۔ ابن مَسْعُوْدٍؓ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَبِیْ بَكْرٍؓ وَعُمَرَؓ فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ اِلَّا عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ (بیہقی ص ۸۰ ج ۲، والجوہر النقی علی البیہقی ص ۷۸ ج ۲، دارقطنی ص ۲۹۵ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں یہ حضرات افتتاح صلوٰۃ کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔

۴۔ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍؓ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم اِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ

حضرت براء بن عازب رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرنے کے لیے تکبیر تحریمہ کہتے تھے تو ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یہاں تک

إِبْهَامَاهُ قَرِيبًا مِّنْ شَحْمَتَيْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ (طحاوی ص۱۵۴ ج۱ ، ابوداود ص۱۰۹ ج۱ ، بمعناہ مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۶ ج۱)

کہ ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کی لَو کے برابر ہو جاتے تھے۔ پھر آپ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

۵- عباد بن الزبير أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا فِي شَيْءٍ حَتّٰى يَفْرُغَ (نصب الرایہ ص۴۰۴ ج۱ بحوالہ بیہقی فی الخلافیات)

حضرت عباد بن زبیرؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو ہاتھ صرف پہلی مرتبہ اٹھاتے تھے۔ نماز میں۔ پھر دوبارہ نہیں اٹھاتے تھے۔

۶- أَنَّ عَلِيًّا رض يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدُ۔ (طحاوی ص۱۵۴ ج۱ بیہقی ص۸۰ ج۲ مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۶ ج۱ مؤطا امام محمد ص۸۸)

حضرت علیؓ نماز میں پہلی تکبیر (تحریمہ) کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر نہ اٹھاتے تھے۔

۷- سعيد بن جبير عن ابن عباس قَالَ لَا تُرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ الخ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۷ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہاتھ نہ اٹھائے جائیں مگر سات مواقع میں ان میں ایک نماز شروع کرتے وقت ہے۔

۸- عَنِ الْأَسْوَدِ ــــ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ وَرَأَيْتُ الشَّعْبِيَّ وَإِبْرَاهِيمَ وَأَبَا إِسْحَاقَ لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا حِينَ يَفْتَتِحُونَ الصَّلٰوةَ (طحاوی ص۱۵۶ ج۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۷ ج۱ ، الجوہر النقی علی البیہقی ص۷۵ ج۲ وقال الذ ایضاً صحیح علی شرط مسلم)

حضرت اسودؒ کہتے ہیں میں نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ آپ پہلی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے۔ اور پھر پلٹ کر دوبارہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اور عبدالملکؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام شعبیؒ۔ ابراہیم نخعیؒ اور ابو اسحٰقؒ کو دیکھا ہے یہ صرف نماز کے افتتاح کے وقت ہی ہاتھ اٹھاتے تھے۔

۹ - عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ

(طحاوی ص۱۵۵ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۷ ج۱، اسنادہ صحیح)

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے ۔ آپ نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے ۔

۱۰- اَبِي اِسْحَاقَ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ عَبْدِاللّٰهِ وَاَصْحَابُ عَلِيٍّ لَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ قَالَ وَكِيْعٌ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۶ ج۱، الجوہر النقی علی البیہقی ص۷۹ ج۲)

حضرت ابو اسحاقؒ نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھی اور شاگرد اور حضرت علیؓ کے ساتھی اور شاگرد نماز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے ۔ سوائے تکبیر افتتاح کے ۔ وکیعؒ کہتے ہیں کہ پھر اس پہلی تکبیر کے بعد نماز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے

۱۱- عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ شَيْءٍ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدُ (مصنف عبدالرزاق ص۷۱ ج۲

موطا امام محمد ص۹۰ طحاوی ص۱۵۲ ج۱ الجوہر النقی علی البیہقی ص۷۹ ج۲)

حضرت ابراہیمؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس کے بعد پھر نماز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے

مسئلہ رکوع جاتے وقت اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرنا زیادہ بہتر اور اگر کرلے تو جائز ہے ۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ اس کو خلافِ اولیٰ کہتے ہیں اور عدم رفع والی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں ۔ لیکن اس کے خلاف عمل کرنے والے پر نکیر نہیں کرتے ۔ کیونکہ یہ جواز عدم جواز کا مسئلہ نہیں ۔ بلکہ اولیٰ ۔ غیر اولیٰ کا مسئلہ ہے ۔ اسی لیے بعض حضرات نے دونوں پہلوؤں کو سنت ہی قرار دیا ہے ۔ جیسا کہ علامہ ابن حزمؒ لکھتے ہیں ۔

فَلَمَّا صَحَّ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَرْفَعُ فِيْ كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ بَعْدَ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ وَلَا يَرْفَعُ كَانَ كُلُّ ذٰلِكَ مُبَاحًا لَا فَرْضًا وَكَانَ لَنَا اَنْ نُصَلِّيَ كَذٰلِكَ

پس جب صحیح طور پر یہ بات ثابت ہے ، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد رکوع جاتے وقت یا رکوع سے اٹھتے وقت رفع کرتے تھے ۔ اور یہ بھی اسی طرح ثابت ہے کہ کبھی رفع نہیں کرتے تھے ۔ اور یہ سب مباح ہے فرض نہیں

فَاِنْ رَفَعْنَا صَلَّيْنَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّيْ وَاِنْ لَّمْ نَرْفَعْ فَقَدْ صَلَّيْنَا كَمَا كَانَ عَلَيْهِ السلام يُصَلِّيْ۔ (محلی ص۱۷۲ ج۲)

اور ہمارے لیے گنجائش ہے کہ ہم اسی طرح نماز پڑھیں۔ پس اگر ہم رفع یدین کریں گے تو ہم نے اسی طرح نماز پڑھی جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ اور اگر ہم رفع یدین نہ کریں پھر بھی ہم نے اسی طرح نماز پڑھی جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔

کیفیتِ رکوع

رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑے اور انگلیوں کو کھول دے۔ (ہدایہ ص۶۷ ج۱، شرح نقایہ ص۷۶ ج۱، کبیری ص۳۱۵)

۱۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ لِيْ يَعْنِي النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم "يَا بُنَيَّ اِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ وَاَخْرِجْ بَيْنَ اَصَابِعِكَ وَارْفَعْ يَدَيْكَ عَنْ جَنْبَيْكَ۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بیٹے جب تم رکوع کرو۔ تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھو۔ اور انگلیوں کو کشادہ کرو۔ اور اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھو۔

(نصب الرایہ ص۳۷۲ ج۱ بحوالہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر وصحیح ابن حبان ص۲۷۶ ج۳، عن ابن عمرؓ فی حدیث طویل و مصنف عبد الرزاق ص۱۵۱ ج۲)

۲۔ وَفِيْ حَدِيْثِ رِفَاعَةَؓ قَالَ قَالَ رسول الله صلى الله عليه وسلم فَاِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ وَمَكِّنْ رُكُوْعَكَ (مسند احمد ص۳۴۰ ج۴)

حضرت رفاعہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم رکوع کرو تو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھو پشت کو پھیلاؤ اور اچھی طرح جم کر رکوع کرو۔

۳۔ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ

حضرت ابی حمیدؓ سے روایت ہے ــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا۔ تو اپنے ہاتھ مبارک دونوں گھٹنوں پر اس طرح رکھے گویا

كَانَّهٗ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ (ترمذی ص۶۵ وقال حدیث حسن صحیح بیہقی ص۸۵ ج۲)

آپ انکو پکڑے ہوئے ہیں اور آپ نے دونوں بازوؤں کو تان کر اور ان کو اپنے پہلوں سے دُور رکھا۔

مسائل رکوع | رکوع اور سجود صحیح شکل میں ادا کرنے چاہئیں۔

۱۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِيْ (بخاری ص۱۰۲ ج۱، مسلم ص۱۸۰ ج۱)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! رکوع اور سجود صحیح طریق پر ادا کرو۔ بخدا میں تم کو پیچھے سے بھی دیکھ رہا ہوں

۲۔ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا اِعْتَدِلُوْا فِي الرُّكُوْعِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ (دارمی ص۲۴۶ ج۱)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع میں اعتدال سے رہو اور سجدہ کے وقت تم میں سے کوئی شخص اپنے بازوؤں کو اس طرح نہ پھیلائے جس طرح کتا پھیلاتا ہے (یعنی سارے بازوں کو زمین پر نہ لگائے۔ ہاتھ زمین پر ہو اور بازو نیچے سے اٹھا ہوا ہو)

مسئلہ | رکوع کی حالت میں پشت سیدھی رکھنا ضروری ہے۔

(ہدایہ ص۹۶ ج۱، شرح نقایہ ص۷۶ ج۱، کبیری ص۳۱۵)

۱۔ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تُجْزِئُ صَلٰوةٌ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ فِيْهَا يَعْنِيْ صُلْبَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَفِي السُّجُوْدِ (ترمذی ص۶۵، ابوداؤد ص۱۲۴ ج۱، نسائی ص۱۵۸ ج۱، ابن ماجہ ص۶۲، دارمی ص۲۴۷ ج۱، بیہقی ص۸۸ ج۲)

حضرت ابو مسعود انصاریؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز درست نہیں ہے۔ جو اپنی پشت کو رکوع اور سجدہ میں سیدھی نہیں رکھتا۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں رسول اللہ

اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا رَكَعَ اسْتَوٰی فَلَوْصُبَّ عَلٰی ظَهْرِهٖ مَاءٌ لَا سْتَقَرَّ (مجمع الزوائد صہ ۱۲۳ بحوالہ طبرانی فی الکبیر وابو یعلیٰ وعن أبی برزۃ الاسلمیؓ بحوالہ طبرانی فی الکبیر والاوسط وقال رجالہما موثقون)

صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو پشت مبارک کو ایسا ہموار رکھتے تھے کہ اگر آپ کی پشت مبارک پر پانی بہا دیا جائے تو وہ ٹک جائے۔ (اسی طرح حضرت ابو برزۃ اسلمیؓ سے بھی روایت ہے)

۳۔ عَلِیُّ بْنُ شَیْبَانَ رضی اللہ عنہ وَکَانَ مِنَ الْوَفْدِ قَالَ خَرَجْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَایَعْنَاہُ وَصَلَّیْنَا خَلْفَهٗ فَلَمَحَ بِمُؤْخِرِ عَیْنِهٖ رَجُلًا لَا یُقِیْمُ صَلٰوتَهٗ یَعْنِیْ صُلْبَهٗ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَلَمَّا قَضَی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الصَّلٰوۃَ قَالَ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّا یُقِیْمُ صُلْبَهٗ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔ (ابن ماجہ صہ ۶۲ اسنادہ صحیح)

حضرت علی بن شیبانؓ اس وفد میں تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ کہتے ہیں ہم اپنے گھروں سے نکلے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک ایک شخص پر پڑی جو نماز میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں رکھ رہا تھا رکوع و سجود میں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے، تو آپ نے فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ! اس کی نماز صحیح نہیں جو رکوع و سجود میں پشت کو سیدھا نہیں رکھتا۔

مسئلہ | رکوع میں سر کو پشت کے ساتھ برابر رکھے۔ بلا عذر سر اونچا نیچا نہ ہو۔

(ہدایہ صہ ۹۸/۱، شرح نقایہ صہ ۷۶/۱، کبیری صہ ۲۱۵)

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوۃَ بِالتَّکْبِیْرِ وَالْقِرَاءَۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَکَانَ إِذَا رَکَعَ لَمْ یُشْخِصْ رَأْسَهٗ وَلَمْ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو تکبیر سے شروع کرتے تھے اور قراءۃ کو الحمد للہ رب العلمین سے اور جب رکوع کرتے تھے۔ تو سر مبارک نہ اوپر اٹھاتے اور نہ نیچے کرتے تھے۔ بلکہ اس کے درمیان

يُصَوِّبُهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ (مسلم ۱۹۴/۱) ہوتا تھا۔ (پشت کے برابر)

مسئلہ رکوع کی حالت میں نگاہ سجدہ کی جگہ پر ہونی چاہیئے۔

اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اَنَسُ اجْعَلْ بَصَرَكَ حَيْثُ تَسْجُدُ (بیہقی ۲۸۴/۲)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے انس! اپنی نگاہ کو اس جگہ رکھو جہاں سجدہ کرتے ہو۔

وَقَالَ قَاضِيْ ثَنَاءُ اللّٰهِ هُوَ مُجَرَّبٌ لِدَفْعِ الْوَسْوَاسِ ( ) نَظْرُهُ اِلٰى مَوْضِعِ سُجُوْدِهٖ حَالَ قِيَامِهٖ وَاِلٰى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ حَالَ رُكُوْعِهٖ وَاِلٰى اَرْنَبَةِ اَنْفِهٖ حَالَ سُجُوْدِهٖ وَاِلٰى حِجْرِهٖ حَالَ قُعُوْدِهٖ وَاِلٰى مَنْكِبَيْهِ الْاَيْمَنِ وَالْاَيْسَرِ عِنْدَ تَسْلِيْمَةِ الْاُوْلٰى وَالثَّانِيَةِ وَاِمْسَاكُ فَمِهٖ عِنْدَ التَّثَاؤُبِ وَاِنْ لَّمْ يَقْدِرْ غَطَّاهُ بِظَهْرِ يَدِهٖ وَدَفْعُ السُّعَالِ مَا اسْتَطَاعَ۔

(درمختار ص۴۳/۱ آداب الصلوٰۃ)

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کہتے ہیں کہ یہ بات (نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھنا) وسوسہ کو دفع کرنے کے لیے مجرب ہے۔ (فقہائے کرام کہتے ہیں) کہ قیام کی حالت میں نگاہ مقام سجدہ میں ہونی چاہیئے۔ رکوع کی حالت میں پاؤں کی پشت پر۔ اور سجدہ کی حالت میں ناک کے کنارہ پر۔ قعدہ میں بیٹھنے کی حالت میں نگاہ گود میں ہونی چاہیئے۔ اور سلام پھیرتے وقت دائیں بائیں کندھے پر۔ اور جمائی کے وقت منہ کو بند کرو اور قابو نہ پاؤ تو اپنے ہاتھ کی پشت منہ پر رکھو اور کھانسی کو جہاں تک ممکن ہو دفع کرنے کی کوشش کرو۔

مسئلہ رکوع اور سجود میں نقصان کرنے والا بدترین قسم کا چور ہے۔

عَنْ نُعْمَانَ بْنِ مُرَّةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرَوْنَ فِي الشَّارِبِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِيْ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْهِمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

حضرت نعمان بن مرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ شرابی۔ زانی اور چور کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ ان جرائم کے بارے میں حدود نہیں نازل ہوئے تھے لوگوں نے عرض کیا اللہ تعالےٰ

قَالَ هُنَّ فَوَاحِشُ وَفِيهِنَّ عُقُوبَةٌ وَاَسْوَأُ السَّرِقَةِ الَّذِي يَسْرِقُ صَلٰوتَهٗ قَالُوْا وَكَيْفَ يَسْرِقُ صَلٰوتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا۔

(موطا امام مالک ص۱۵۳ آخری حصہ دارمی ص۲۴۷ ج۱ میں حضرت ابوقتادہؓ اور صحیح ابن حبان ص۲۷۷ ج۳ میں حضرت ابوہریرہؓ سے موجود ہے۔

اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ فواحش ہیں یعنی فحش قسم کے گناہ ہیں اور ان میں سزا ہے۔ لیکن سب سے بڑی چوری وہ ہے جو شخص اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضور! وہ کس طرح چوری کرتا ہے اپنی نماز کی، فرمایا کہ اس کا رکوع اور سجود پورا نہیں کرتا۔

رکوع کی تسبیح

رکوع میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ (پاک ہے میرا رب جو عظمت والا ہے) اور یہ تین بار تسبیح پڑھنا سنت کامل کا ادنیٰ درجہ ہے۔ (ہدایہ ص۹۸ ج۱، شرح نقایہ ص۷۶ ج۱، کبیری ص۳۱۶)

۱۔ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْهَا فِيْ رُكُوْعِكُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمْ (ابوداؤد ص۱۲۶ ج۱ ابن ماجہ ص۶۳، دارمی ص۲۴۱ ج۱)

حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ جب فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو رکوع میں کر دو۔ اور جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا اس کو سجدہ میں کر دو۔

۲۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَقَالَ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُكُوْعُهٗ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی شخص رکوع کرتا ہے اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ تین بار کہتا ہے تو اس کا رکوع تام ہو گیا اور یہ تین دفعہ کہنا کامل سنت کا ادنیٰ درجہ ہے۔ اور

وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ وَاِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِیْ سُجُوْدِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُہٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ (ترمذی ص۶۵، ابوداود ص۱۲۶ ج۱، ابن ماجہ ص۶۳)

جب سجدہ کرتا ہے اور تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتا ہے۔ تو اس کا سجدہ تام ہو گیا۔ اور یہ ادنیٰ درجہ ہے کامل سنت کا۔

رکوع کی تسبیحات کے مزید الفاظ

۱۔ وَفِیْ حَدِیْثِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قُمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (اِلٰی اَنْ قَالَ) یَقُوْلُ فِیْ رُکُوْعِهٖ سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَةِ۔ (نسائی ص۱۶۱ ج۱)

حضرت عوف بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں کھڑا ہوا تو آپ رکوع میں کہتے تھے "سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَةِ" (پاک ہے رب جبروت اور ملکوت والا اور بڑائی اور عظمت والا پروردگار)

۲۔ وَفِیْ حَدِیْثِ عَائِشَةَ رضؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَقُوْلُ فِیْ رُکُوْعِهٖ وَسُجُوْدِہٖ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ (مسلم ص۱۹۲ ج۱، ابوداود ص۱۲۷ ج۱، نسائی ص۱۶۰ ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع و سجود میں کہتے تھے پاکیزگی والا اور تقدیس والا ہے پروردگار جو ملائکہ اور روح کا بھی پروردگار ہے۔

۳۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا یَقُوْلُ فِیْ رُکُوْعِهٖ وَسُجُوْدِہٖ "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ (بخاری ص۱۰۹ ج۱، مسلم ص۱۹۲ ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ (پاک ہے تیری ذات اے اللہ ہمارے پروردگار تیرے لیے تعریف ہے۔ اے اللہ میری غلطیاں اور گناہ معاف کر دے۔

۴۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اِذَا رَکَعَ قَالَ" اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ خَشَعَ لَکَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَعِظَامِيْ وَمُخِّيْ وَعَصَبِيْ (نسائی صہ ۱۹۱/۱)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے" اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ خَشَعَ لَکَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَعِظَامِيْ وَمُخِّيْ وَعَصَبِيْ" (اے اللہ! میں تیرے لیے ہی رکوع کرتا ہوں اور تجھ پہ ایمان رکھتا ہوں۔ اور تیرے لیے ہی فرمانبرداری کرتا ہوں، میرے کان، آنکھیں، ہڈیاں گودا اور پٹھے سب تیرے سامنے خشوع اور عاجزی کرنے والے ہیں۔

مسئلہ یہ ادعیہ اگرچہ فرائض میں بھی پڑھی جا سکتی ہیں، لیکن فرائض میں چونکہ تخفیف زیادہ مناسب ہے۔ اس لیے نوافل میں ان ادعیہ کا پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ رکوع کی حالت میں قرآن پاک پڑھنا مکروہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ مَرْفُوْعًا اَلَا اِنِّيْ نُھِيْتُ اَنْ اَقْرَاَ الْقُرْاٰنَ رَاکِعًا اَوْ سَاجِدًا فَاَمَّا الرُّکُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْہِ الرَّبَّ۔ (مسلم صہ ۱۹۱/۱۴)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن پڑھوں رکوع کی حالت میں رب تعالیٰ کی تعظیم کرو۔ (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہو)

قومہ پھر رکوع سے سیدھا کھڑا ہو پورے اطمینان کے ساتھ اس کو قومہ کہتے ہیں یہ واجب ہے۔ (فتح القدیر صہ ۲۱۲/۱)

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا

ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ

پھر تم رکوع کرو یہاں تک کہ اچھی طرح اطمینان سے رکوع کرنے والے ہو ———— پھر

اسْجُدْ (بخاری ص۱۰۹ ج۱، ترمذی ص۳۸، ابوداؤد ص۱۲۴ ج۱) — اپنا سر اٹھاؤ، پھر بالکل سیدھے کھڑے ہو اور پھر سجدہ کرو

۲۔ حضرت رفاعہ بن رافعؓ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثُمَّ ارْكَعْ فَاطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ اعْتَدِلْ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ — پھر رکوع کرو اطمینان سے، پھر اعتدال سے بالکل سیدھے کھڑے ہو، پھر سجدہ کرو۔

(ترمذی ص۳۸، ابوداؤد ص۱۲۴ ج۱)

۳۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا — ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سر رکوع سے اٹھاتے تھے تو سجدہ نہیں کرتے تھے۔ جب تک بالکل سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے۔

(مسلم ص۱۹۴ ج۱)

تسمیع وتحمید

:۔ قومہ میں امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے اور مقتدی رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے — (اللہ تعالیٰ نے سن لی اس کی بات جس نے اس کی تعریف کی) (اے ہمارے پروردگار تیرے لیے ہی تعریفیں ہیں)

حضرت امام ابوحنیفہؒ ایسا ہی فرماتے ہیں۔ اور بعض دوسرے ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ امام اور مقتدی دونوں تسمیع بھی پڑھیں اور تحمید بھی۔ (ہدایہ ص۹۸ ج۱، شرح نقایہ ص۷۷ ج۱، کبیری ص۳۱۸)

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری ص۱۰۹ ج۱، مسلم ص۱۷۶ ج۱) — حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے۔ تو تم کہو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کیونکہ جس کا قول ملائکہ کے قول کے ساتھ برابر ہوا تو اس کے اگلے گناہ معاف ہو گئے

۲۔ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا — حضرت رفاعہ بن رافعؓ کہتے ہیں کہ ہم حضور صلی

نُصَلِّیْ وَرَآءَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرَّکْعَةِ (ای الرکوع) قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقَالَ رَجُلٌ وَّرَآءَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ اٰنِفًا قَالَ اَنَا قَالَ رَاَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلٰثِيْنَ مَلَكًا يَّبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلُ۔

(بخاری ص۱۱۰ ج۱، ابوداؤد ص۱۱۲ ج۱)

اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے پس جب آپ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا۔ تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا۔ ایک شخص جو آپ کے پیچھے تھا اُس نے کہا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ (اے ہمارے پروردگار تیرے لیے حمد ہے بہت پاکیزہ اور برکت والی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کس نے یہ کلمات کہے ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا حضرت میں نے کہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کچھ اوپر تیس فرشتے دیکھے ہیں ہر ایک ان میں سے کوشش کرتا تھا۔ کہ اوّل اس کو لکھ لے۔

مسئلہ: منفرد تسمیع و تحمید دونوں کہے (ہدایہ ص۹۸ ج۱، شرح نقایہ ص۷۷ ج۱، کبیری ص۳۱۸)

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (بخاری ص۱۰۹ ج۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے ہیں (بحالۃ الانفراد) تو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ بھی کہتے تھے

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ـــــ اَبِیْ اَوْفٰیؓ قَالَ كَانَ ـــــ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا رَفَعَ ظَهْرَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ

حضرت عبد اللہ بن ابی ـــــ اوفیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی پشت مبارک رکوع سے اُٹھاتے تھے تو کہتے تھے۔ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأُ الْاَرْضِ وَمِلْأُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ
(مسلم ص ۱۹۰ ج ۱)

الحمد ملأ السمٰوٰت وملأ الارض وملأ ما شئت من شیء بعد
داللہ تعالیٰ نے سن لی اس کی بات جس نے اس کی تعریف کی تیرے لیے ہی حمد ہے۔ آسمان اور زمین بھری ہوئی اور جو چیز تو چاہے وہ بھری ہوئی ہے

۳۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت میں پہلی روایت کے بعد یہ الفاظ زائد ہیں۔

اَهْلُ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.
(مسلم ص ۱۹۰ ج ۱)

اے اللہ تو ہی تعریف اور بزرگی کا مالک ہے سب سے احق یا صحیح بات جو بندے نے کہی ہے۔ اور ہم سب تیرے بندے ہیں۔ وہ بات یہ ہے کہ اے اللہ کوئی نہیں روکنے والا جس کو تو عطا فرمائے اور کوئی دینے والا نہیں جس کو تو روک دے۔ اور نہیں فائدہ پہنچاتا تیرے سامنے بخت والے کو بخت یا کوشش والے کو اس کی کوشش

<u>مسئلہ</u>: بہتر یہ ہے کہ فرائض میں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ پر ہی اکتفا کریں۔

۱۔ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ مِنْ اَخَفِّ النَّاسِ صَلٰوةً فِيْ تَمَامٍ (مسلم ص ۱۸۸ ج ۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ ہلکی اور مختصر نماز پڑھاتے تھے۔ لیکن تمام ارکان کو مکمل طریقہ پر ادا فرماتے تھے۔

۲۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّهٗ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلٰوةً وَلَا اَتَمَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(مسلم ص ۱۸۸ ج ۱)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے کسی امام کے پیچھے کبھی اتنی مختصر اور مکمل نماز نہیں پڑھی جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہوتی تھی

۳- عُثْمَانَ بْنَ اَبِی الْعَاصِ قَالَ اٰخِرُ مَا عَهِدَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمِ الصَّلٰوۃَ (مسلم ص۱۸۸ ج۱)

حضرت عثمان بن ابی العاص نے کہا کہ آخری بات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تاکیدی طور پر فرمائی تھی وہ یہ تھی جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو نماز کو ان کے لیے مختصر کرو۔

اور نوافل میں وہ تمام اذکار ـــــــ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ ان کو پڑھیں باعث اجر وثواب ہوگا۔

سجدہ | پھر تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلا جائے۔ پہلے گھٹنے پھر ہاتھ اور پھر پیشانی بمع ناک زمین پر رکھے۔

(ہدایہ ص۶۶ ج۱، شرح نقایہ ص۷۸ ج۱، کبیری ص۳۲۱)

۱- وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم اِذَا سَجَدَ یَضَعُ رُکْبَتَیْهِ قَبْلَ یَدَیْهِ (ترمذی ص۶۱، ابو داؤد ص۱۲۲ ج۱، نسائی ص۱۶۵ ج۱، دارمی ص۲۴۵ ج۱، ابن ماجہ ص۶۳، مستدرک حاکم ص۲۲۶ ج۱)

حضرت وائل بن حجر نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ جب سجدہ کرتے تھے تو گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے تھے۔

۲- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یَسَارٍ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُکْبَتَیْهِ ثُمَّ یَدَیْهِ ثُمَّ وَجْهَهٗ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّقُوْمَ رَفَعَ وَجْهَهٗ ثُمَّ یَدَیْهِ ثُمَّ رُکْبَتَیْهِ۔ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمَا اَحْسَنَهٗ مِنْ حَدِیْثٍ وَاَعْجَبَ بِهٖ (مصنف عبدالرزاق ص۱۷۷ ج۲)

حضرت عبداللہ بن یسار جب سجدہ کرتے تھے پہلے گھٹنے رکھتے تھے۔ اور جب اٹھتے تھے۔ تو پہلے چہرہ اٹھاتے تھے۔ پھر دونوں ہاتھ۔ پھر دونوں گھٹنے اٹھاتے تھے۔

۳- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ فَصَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ میں نے

وسلم حَتّٰی رَأَیْتُ اَثَرَ الطِّیْنِ وَالْمَاءِ عَلٰی جَبْهَتِهٖ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وَاَرْنَبَتِهٖ

دیکھا مٹی اور پانی کا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور ناک مبارک پر۔

(بخاری ص ۱۱۲ ج ۱، مسلم ص ۳۶۰ ج ۱)

مسئلہ: سجدہ کرتے وقت سات اعضاء کو زمین پر ٹکائے۔ دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں اور پیشانی بمع ناک (ہدایہ ص ۸۷ ج ۱، شرح نقایہ ص ۷۸ ج ۱، کبیری ص ۳۲۱)

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْهَةِ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ عَلٰی اَنْفِهٖ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ (بخاری ص ۱۱۲ ج ۱، مسلم ص ۱۹۳ ج ۱)

حضرت عبداللہ عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے حکم دیا گیا ہے۔ میں سات اعضاء (سات ہڈیوں) پر سجدہ کروں پیشانی بمع ناک، دو ہاتھ، دو گھٹنے دو پاؤں۔ اور یہ بھی حکم ہے کہ ہم نماز میں کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹا کریں۔

مسئلہ: پیشانی اور ناک کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے (ہدایہ ص ۸۷ ج ۱، شرح نقایہ ص ۷۸ ج ۱، کبیری ص ۳۲۱)

۱۔ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ قُلْتُ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَيْنَ كَانَ النَّبِیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم يَضَعُ وَجْهَهٗ اِذَا سَجَدَ فَقَالَ بَيْنَ كَفَّيْهِ۔ (مستدرک حاکم ص ۲۲۷ ج ۱، طحاوی ص ۱۵۱ ج ۱)

ابواسحٰقؒ کہتے ہیں کہ میں نے براء بن عازبؓ (صحابی) سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کے وقت چہرہ کہاں رکھتے تھے۔ تو حضرت براءؓ نے کہا کہ دونوں ہاتھوں کے درمیان

۲۔ وَاٰئِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَمَقْتُ النَّبِیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم فَلَمَّا

حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آپ نے سجدہ کیا۔ تو

سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ حَذَاءَ أُذُنَيْهِ (مصنف عبدالرزاق ص۱۷۵ ج۲، طحاوی ص۱۵۱ ج۱)
دونوں ہاتھ کانوں کے برابر رکھے۔

۳۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَضَعُ يَدَيْهِ إِذَا سَجَدَ حَذْوَ أُذُنَيْهِ (مصنف عبدالرزاق ص۱۷۵ ج۲)
حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب سجدہ کرتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں کے برابر رکھتے تھے۔

مسئلہ: سجدہ کی حالت میں بازو اور کہنیوں کو زمین پر نہ لگائے (ہدایہ ص۱۰۷ ج۱، شرح نقایہ ص۷۸ ج۱، کبیری ص۳۲۱)

۱۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ (مسلم ص۱۹۴ ج۱)
حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سجدہ کرو۔ تو اپنے ہاتھوں کو نیچے زمین پر رکھو۔ اور کہنیوں کو اٹھا کر رکھو۔

۲۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ اِعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ۔ (بخاری ص۱۱۳ ج۱، مسلم ص۱۹۳ ج۱)
حضرت انس رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعتدال اختیار کرو سجدہ میں اور تم میں سے کوئی آدمی نہ پھیلائے اپنے بازول کو جیسا کتا پھیلاتا ہے۔

مسئلہ: سجدہ کی حالت میں انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کرے۔ (ہدایہ ص۱۰۷ ج۱، شرح نقایہ ص۷۸ ج۱)

۱۔ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ (بخاری ص۱۱۴ ج۱)
حضرت ابوحمید الساعدیؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھ رکھتے تھے انگلیوں کو پھیلا کر نہیں رکھتے تھے اور نہ سکیڑ کر۔ اور آپ اپنے پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ رخ رکھتے تھے۔

مسئلہ: بازوں کو پہلوؤں سے دور رکھے اور سر کو رانوں سے دور رکھے (ہدایہ ص۱ شرح نقایہ ص۷۸ کبیری ص۳۲۱)

۱۔ عَمْرُو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم كَانَ إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ يَدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى بَيَاضَ إِبْطَيْهِ۔ (مسلم ص۱۹۴ ج۱)

حضرت عمرو بن الحارث رض کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو اپنے بازوں کو بغلوں سے دور ہٹا کر رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے بغل مبارک کی سفیدی نظر آتی تھی۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَا تَبْسُطْ ذِرَاعَيْكَ وَادْعَمْ عَلَى رَاحَتَيْكَ وَتَجَافَ عَنْ ضَبْعَيْكَ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ سَجَدَ كُلُّ عُضْوٍ مَعَكَ مِنْكَ

(مستدرک حاکم ص۲۲۷ ج۱)

حضرت ابن عمر رض نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بازوں کو نہ پھیلاؤ۔ اور زمین پر اپنے ہاتھوں کو جما کر رکھو۔ اور بازوں کو پہلوں سے دور رکھو۔ جب تم ایسا کرو گے تمہارے ہر عضو کا سجدہ ہو گا۔

مسئلہ: رکوع اور سجدہ میں پشت کو سیدھا رکھے۔

عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَنَفِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَا يَنْظُرُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى صَلٰوةِ عَبْدٍ لَا يُقِيمُ فِيهَا صُلْبَهُ بَيْنَ رُكُوعِهَا وَسُجُودِهَا (مسند احمد ص۲۲ ج۴)

حضرت طلق بن علی الحنفی رض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز کی طرف نگاہ نہیں کرتے۔ جو اپنی پشت کو رکوع اور سجود میں سیدھا نہیں رکھتا

مسئلہ: رکوع و سجود ٹھیک طریقے سے اطمینان کے ساتھ ادا کرنے چاہئیں۔

حُذَيْفَةُ رَأَى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَلَمَّا قَضٰى

حضرت حذیفہ رض نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع اور سجدہ پوری طرح ادا نہیں کرتا۔ جب اس نے

قَالَ لَهٗ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ وَلَوْمِتَّ مِتَّ عَلٰى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری ص ۱۰۹ ج ۱، جمع الفوائد ص ۲۱۴ ج ۱ بحوالہ رزین)

نے نماز ختم کی تو حضرت حذیفہؓ نے کہا تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اور اگر تو اسی حالت میں مرگیا۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف دوسری حالت پر مرے گا۔

تسبیحات و دعوات سجدہ

سجدہ میں تین مرتبہ تسبیح کہنا سنّت کامل کا ادنیٰ درجہ ہے۔

۱۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَجَدَ اَحَدُكُمْ فَقَالَ فِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُهٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ (ابن ماجہ ص ۶۳، ترمذی ص ۶۵، ابوداؤد ص ۱۲۶ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی شخص سجدہ کرتا ہے اور تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى (پاک ہے میرا رب جو بلند ہے)، کہتا ہے تو اس کا سجدہ تام ہوگیا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے۔

۲۔ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمْ (مستدرک ص ۲۲۵ ج ۱، ابوداؤد ص ۱۲۶ ج ۱، طحاوی ص ۱۳۸ ج ۱، ابن ماجہ ص ۶۳، دارمی ص ۲۴۱ ج ۱)

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اپنے سجدہ میں مقرر کرلو۔ یعنی سجدہ کی حالت میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھا کرو۔

۳۔ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِهٖ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ (مسلم ص ۱۹۱ ج ۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدہ میں یہ دعا کرتے تھے (نوافل میں) اے اللہ! میری سب لغزشوں کو معاف فرما دے چھوٹی بڑی، اول آخر، ظاہر، باطن۔

۴۔ عَائِشَۃؓ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکْثِرُ اَنْ یَّقُوْلَ فِیْ رُکُوْعِہٖ وَسُجُوْدِہٖ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اغْفِرْلِیْ" (مسلم ص۱۹۲/ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع و سجود میں اکثر اوقات یہ تسبیح پڑھتے تھے۔ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اغْفِرْلِیْ (پاک ہے تیری ذات اے اللہ جو ہمارا رب ہے اور تیرے لیے تعریف ہے اے اللہ! میری لغزشوں کو معاف فرمائے۔

۵۔ عَائِشَۃؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ رُکُوْعِہٖ وَسُجُوْدِہٖ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ (مسلم ص۱۹۲/ج۱)

پاک اور مقدس ہے پروردگار ملائکہ اور روح کا

۶۔ عَائِشَۃؓ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃً مِّنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُہٗ فَوَقَعَتْ یَدِیْ عَلٰی بَطْنِ قَدَمِہٖ وَھُوَ فِی الْمَسْجِدِ وَھُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَھُوَ یَقُوْلُ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ (مسلم ص۱۹۲/ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں۔ ایک رات میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا۔ میں نے تلاش کیا تو میرے ہاتھ آپ کے پاؤں مبارک کے تلووں پر لگے۔ اور وہ سجدہ میں تھے۔ اور دونوں پاؤں کھڑے کیے ہوئے تھے۔ اور آپ کہہ رہے تھے اے اللہ میں تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور میں تیری ذات کے ساتھ تجھ سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری ثنا شمار نہیں کر سکتا۔ تو اسی طرح ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے

۷۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ (مرفوعاً) اِذَا سَجَدَ قَالَ اَللّٰھُمَّ لَکَ سَجَدْتُّ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ

امیر المؤمنین حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو کہتے تھے: اے اللہ میں نے تیرے لیے ہی سجدہ کیا ہے۔ اور تجھ

وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَ شَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

(مسلم ص۲۶۳ ج۱)

پر ہی ایمان لایا ہوں۔ اور تیری ہی فرمانبرداری کی ہے۔ میرا چہرہ اس ذات کے آگے سجدہ کرتا ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔ اور صورت بخشی ہے اور اس سے کان اور آنکھ نکالے ہیں پس بابرکت ہے وہ ذات جو سب سے بہتر پیدا کرنے والی ہے۔

۸۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ "رَبِّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَ اِسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِيْ كُلِّهِ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطَايَايَ وَعَمْدِيْ وَجَهْلِيْ وَهَزْلِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

(بخاری ص۹۴۴ ج۲)

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (سجدہ میں) یہ دعا پڑھتے تھے میرے پروردگار! بخش دے میری لغزشوں کو، میری نادانی کی باتوں کو، اور میرے اسراف کو میرے تمام معاملات میں اور ان سب باتوں کو معاف فرما دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو، میرے قصداً کی ہوئی لغزشوں کو، میری نادانی کی باتوں کو میری دل لگی سے کی ہوئی غلطیوں کو بخش دے اور میرے پاس یہ سب ہیں۔ اے اللہ! بخش دے ان خطاؤں کو جو مجھ سے پہلے سرزد ہوئی ہیں اور جو بعد میں اور جو میں نے پوشیدہ طور پر کی ہیں اور جو ظاہر کی کھلے طور پر۔ تو ہی ہے آگے بڑھانے والا اور تو ہی ہے پیچھے ہٹانے والا۔ اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (مَرْفُوْعًا) يَقُوْلُ فِيْ صَلٰوتِهٖ اَوْفِيْ سُجُوْدِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَّشِمَالِيْ نُوْرًا وَّاَمَامِيْ نُوْرًا وَّخَلْفِيْ

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں یہ دعا کرتے تھے۔ اے اللہ! میرے قلب میں نور بھر دے اور میرے کانوں میں اور میری آنکھوں میں، میری دائیں طرف، بائیں طرف، آگے، پیچھے، اوپر، نیچے، نور بھر دے

نُورًا وَّ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّتَحْتِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا اَوْ قَالَ وَاجْعَلْنِيْ نُوْرًا — اور میرے لیے نور بنا دے۔

(مسلم ص۲۶۱ ج۱)

مسئلہ:۔ یہ ادعیہ اگرچہ فرائض میں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ لیکن فرائض میں چونکہ تخفیف زیادہ مناسب ہے۔ اس لیے نوافل میں ان ادعیہ کا پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

مسائل سجدہ

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جبہہ (پیشانی) اور ناک دونوں پر سجدہ کرنا فرض ہے۔ اِلَّا عِنْدَ الضَّرُوْرَۃِ (بجز ضرورت کے وقت ایک پر بھی اکتفاء کر سکتا ہے) اور صاحبینؒ کے نزدیک عَلَی الْجَبْهَةِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَرُجُوْعُ الْاِمَامِ اِلَيْهِ۔

مسئلہ:۔ بلا عذر صرف ناک پر سجدہ کرنے سے نماز ادا نہ ہو گی اور پیشانی پر اکتفاء مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ:۔ اگر پیشانی اور ناک دونوں مجروح ہوں تو ایسا شخص سجدہ اشارہ سے ادا کرے۔

(عالمگیری ص۴۷ ج۱ و کبیری ص۲۹۳)

مسئلہ:۔ پگڑی کا پیچ اگر ماتھے پر آجائے تو اس سے سجدہ ادا ہو جائے گا (اگرچہ کراہت تنزیہی ہو گا) لیکن اگر سر کے اوپر پگڑی کا پیچ ہو اور پیشانی کو زمین پر ٹکنے نہ دے۔ پیشانی اوپر اٹھی رہے تو سجدہ ادا نہ ہو گا۔ (کبیری ص۲۸۷)

مسئلہ:۔ پرالی گھاس، روئی یا توم وغیرہ کے گدیلے، یا گندم کے ڈھیر وغیرہ پر اگر سر نیچے دبتا چلا جائے اور قرار نہ پکڑے تو سجدہ ادا نہ ہو گا۔ کافی (اسپرنگ) دار گدے پر بھی چونکہ پیشانی جمتی نہیں اس لیے سجدہ ادا نہ ہو گا (شرح نقایہ ص۷۸ ج۱، کبیری ص۲۸۹)

مسئلہ:۔ عیدین و جمعہ وغیرہ کے ہجوم میں تنگی جگہ کی وجہ سے پچھلی صف والے اگلی صف والوں کی پشت پر بھی سجدہ کر سکتے ہیں (شرح نقایہ ص۷۹ ج۱، کبیری ص۲۱۶)

۱۔ عَنْ عُمَرَؓ قَالَ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الرَّجُلُ اَنْ يَّسْجُدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَسْجُدْ عَلٰى ظَهْرِ — امیر المومنین حضرت عمرؓ نے کہا کہ جب کوئی شخص جمعہ کے دن ہجوم یا بھیڑ کی وجہ سے زمین پر سجدہ نہ کر سکے تو اپنے بھائی کی پشت پر سجدہ ادا کرے

اَخْرَجَہ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۶۵ ج۱)

۲۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ طاؤسؒ مجاہدؒ سے بھی ایسا ہی منقول ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۶۴، ۲۶۵ ج۱)

مسئلہ:۔ سجدہ کی جگہ اگر بارہ انگل یعنی ایک بالشت پاؤں کی جگہ سے بلند ہو تو اس پر بلا عذر سجدہ جائز نہ ہوگا۔ (شرح نقایہ ص۷۹ ج۱، کبیری ص۲۸۶)

مسئلہ:۔ پاؤں کی انگلیاں سجدہ میں قبلہ رخ رکھنا سنّت ہے۔ اس کا ترک مکروہ تحریمی ہے۔

(العرف الشذی ص۱۳۷ طبع سہارنپور، درمختار ص۴۶ ج۱)

مسئلہ:۔ پورے سجدہ کی حالت میں پاؤں زمین پر لگے رہنے ضروری ہیں۔ دونوں پاؤں اگر زمین سے اٹھ جائیں تو سجدہ درست نہ ہوگا۔ ایک پاؤں کا اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

(فتاویٰ شامی ص۴۱۷ ج۱، کبیری ص۲۸۵)

مسئلہ:۔ سجدہ کی جگہ پر بلا عذر آستین وغیرہ یا بدن کے ساتھ متصل کپڑا (یعنی جو پہنا ہوا ہو) بچھانا مکروہ ہوگا۔ اگر مٹی، کنکر، گرمی، سردی سے بچنے کے لیے ہے تو درست ہے۔ اگر تکبر سے بچھائے گا تو مکروہ تحریمی ہوگا۔

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ صَلّٰى عُمَرُ ذَاتَ يَوْمٍ بِالنَّاسِ الْجُمُعَةَ فِيْ يَوْمٍ شَدِيْدِ الْبَرْدِ فَطَرَحَ طَرَفَ ثَوْبِهٖ بِالْاَرْضِ فَجَعَلَ يَسْجُدُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمُ الْحَرَّ (وَالْبَرْدَ) فَلْيَسْجُدْ عَلٰى طَرَفِ ثَوْبِهٖ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۶۸ ج۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ ایک شدید سردی کے دن حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی تو اپنے کپڑے کا کنارہ زمین پر بچھا کر اس پر سجدہ کرتے تھے۔ اور پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! جب تم میں سے کوئی شخص شدید گرمی یا سردی پائے تو اس کو اپنے کپڑے پر سجدہ کر لینا چاہیے۔

جلسہ | پھر تکبیر کہہ کر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھ جائے اطمینان کے ساتھ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔ یہ بھی واجب ہے (ہدایہ ص۸۷ ج۱، شرح نقایہ ج۱ ص۷۹، کبیری ص۳۲۲)

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں

وَيَجِبُ التَّعْدِيلُ فِي الْقَوْمَةِ مِنَ الرُّكُوعِ وَالْجَلْسَةِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (شامی ص ۴۳۲)

رکوع سے کھڑے ہونے (قومہ) اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں تعدیل واجب ہے۔

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ (مَرْفُوعًا) كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى (مسلم ص ۱۹۴ ج ۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سر مبارک رکوع سے اٹھاتے تھے تو سجدہ نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہوجائیں اور جب اپنا سر سجدہ سے اٹھاتے تھے تو دوسرا سجدہ نہیں کرتے تھے۔ جب تک سیدھے بیٹھ نہ جائیں اور آپ فرماتے تھے کہ ہر دو رکعتوں کے بعد تشہد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں نیچے بچھاتے تھے۔ اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے تھے۔

۲۔ عَنْ أَنَسٍ (مَرْفُوعًا) قَالَ اعْتَدِلُوا فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (نسائی ص ۱۵۸ ج ۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع و سجود میں اعتدال اختیار کرو۔

دعائے جلسہ

بہتر یہ ہے کہ جلسہ کی حالت میں مسنون دعا پڑھے۔

ابنِ عَبَّاسٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیہ وسلم يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَارْفَعْنِي وَاجْبُرْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي (ترمذی ص ۶۸ ۔ ابوداود ص ۱۲۳ ج ۱ مسند احمد ص ۳۷۱ ج ۱)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان یہ کہتے تھے۔ اے اللہ! میری لغزشیں معاف فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے بلند کر اور میری کمزوری دور فرما۔ اور مجھے عافیت دے اور مجھ کو ہدایت دے۔ اور مجھے روزی عطا فرما۔

مسئلہ ۱۔ اگر زیادہ وقت نہ ملے تو صرف دو یا تین مرتبہ رَبِّ اغْفِرْ لِي کہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رض (مَرْفُوْعًا) وَكَانَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ رَبِّ اغْفِرْلِيْ رَبِّ اغْفِرْلِيْ۔

(نسائی ص ۱۷۲ ج ۱، دارمی ص ۲۴۶ ج ۱)

حضرت حذیفہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان یہ کہتے تھے اے اللہ! میری لغزشیں معاف فرما۔ اے اللہ میری لغزشیں معاف فرما!

سجدہ ثانیہ:۔ پھر تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ بھی پہلے سجدہ کی طرح کرے۔

مسئلہ:۔ دو سجدے فرض ہیں۔

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ (فِيْ حَدِيْثِ مُسِيْءِ صَلَاتِهٖ مَرْفُوْعًا) ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ قَاعِدًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا

حضرت رفاعہ بن رافع رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم اطمینان سے سجدہ کرو۔ اور پھر سر سجدے سے اٹھاؤ۔ اور اطمینان سے بیٹھو۔ اور پھر اطمینان سے دوسرا سجدہ کرو۔

(سنن نسائی ص ۱۶۱ ج ۱، بخاری ص ۹۸۶ ج ۲ عن ابی ہریرۃ رض)

مسئلہ:۔ جلسہ اگر اچھی طرح نہ کیا تو دو سجدے ادا نہ ہوں گے۔ (ہدایہ ص ۸۷ ج ۱، کبیری ص ۳۲۲)

حکمت اول سجدہ اپنی ذات اور جان کو بارگاہِ الٰہی میں پیش کرنے کی تعمیل میں ہے اور دوسرا سجدہ اپنے مال و متعلقین کو بارگاہِ الٰہی میں پیش کرنے کی تعمیل ہے۔

مسئلہ سجدہ ثانیہ اگر بھول کر رہ گیا تو دوسری رکعت میں تلافی کرے۔ ثلاث سجدات یعنی تین سجدے کرے۔ اور پھر آخر میں سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ:۔ عورتیں سمٹ کر سجدہ کریں (ہدایہ ص ۸۰ ج ۱، شرح نقایہ ص ۷۹ ج ۱، کبیری ص ۳۲۲)

مرد اور عورت کی نماز کا فرق

نماز کے احکام جو مردوں کے لیے ہیں وہی عورتوں کے لیے ہیں۔ صرف مندرجہ ذیل امور میں فرق ہے۔

۱) عورتیں تمام بدن کو بڑے کپڑے سے پوشیدہ کریں، تاکہ جسم کا رنگ اور بال وغیرہ نظر نہ آئیں۔ اگر رنگ یا بال ظاہر ہوں، تو نماز درست نہ ہوگی۔ فتاویٰ عزیزیہ ص ۲۴۵، کبیری ص ۲۱۲ شرح نقایہ ص ۶۵ ج ۱، ہدایہ ص ۵۹ ج ۱) اس کی باحوالہ بحث ص ۲۶۸ باب شرائط نماز میں گزر چکی ہے۔

۲) اذان و اقامت عورتوں کے حق میں مسنون نہیں (فتاوٰی عزیزی صـ۲۴۸)

۳) تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک نہ اٹھائیں بلکہ شانوں تک بلند کریں۔ (ہدایہ صـ۹۶ ج۱، شرح نقایہ صـ۷۱ ج۱، کبیری صـ۲۰۲، فتاوٰی عزیزی صـ۲۴۸) اس کی باحوالہ بحث باب مسائل تحریمہ میں ملاحظہ کریں۔

۴) دونوں ہاتھ پستانوں کے نیچے رکھیں (شرح نقایہ صـ۷۳ ج۱، کبیری صـ۳۰۱، فتاوٰی عزیزی صـ۲۴۸)

۵) جب تشہد یا سجدہ کے لیے بیٹھیں تو دونوں پاؤں دائیں طرف بچھا کر (تورک کی شکل میں) سرین پر بیٹھیں۔ (ہدایہ صـ۱۱۰ ج۱، شرح نقایہ صـ۸۰ ج۱، کبیری صـ۳۲۲ فتاوٰی عزیزی صـ۲۴۸)

ان مسائل پر بھی باحوالہ بحث قدرے تفصیل سے "مسائل تحریمہ" صـ۳۱۳ پر لکھ چکے ہیں۔

مسئلہ:- عورتوں کے لیے تورک افضل ہے۔ لیکن اگر عورتیں مردوں کی طرح بھی بیٹھیں تو جائز ہے۔

عَنْ مَكْحُوْلٍ اَنَّ اُمَّ الدَّرْدَاءِ كَانَتْ تَجْلِسُ فِي الصَّلٰوةِ كَجَلْسَةِ الرَّجُلِ

حضرت مکحول کہتے ہیں کہ حضرت ام الدرداءؓ نماز میں اس طرح بیٹھتی تھی جس طرح مرد بیٹھتے ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صـ۲۷ ج۱، بخاری صـ۱۱۴ ج۱ تعلیقاً)

۶) عورتیں بلند آواز سے قرأت نہ کریں۔ نہ تکبیر و سلام بلند آواز سے کریں (جیسا کہ منفرد کو اختیار ہے کہ سراً پڑھے یا جہراً) بلکہ آہستہ آواز سے کہیں۔ اور اگر امام بھول جائے تو بھی بلند آواز سے تسبیح نہ کہیں بلکہ تصفیح (دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر ماریں) کریں۔ (فتاوٰی عزیزی صـ۲۴۸)

مسئلہ:- اگر صرف عورتیں اپنی علیحدہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہی ہیں۔ تو قدرے بلند آواز سے تکبیر، قرأۃ و سلام کہہ سکتی ہیں۔ جیسا کہ مفصل بحث ان شاء اللہ "باب امامۃ النساء" (عورتوں کی امامت کے بیان) میں آئے گی۔

۷) سجدہ میں سرین کو بلند نہ کریں۔ پیٹ کو رانوں کے ساتھ پیوست کریں سر زانو کے بالکل قریب کر لیں۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ یہ عورتوں کے لیے زیادہ استر ہے۔ (ہدایہ صـ۱۰۸ ج۱، شرح نقایہ صـ۷۹ ج۱، کبیری صـ۳۲۲، فتاوٰی عزیزی صـ۲۴۹)

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ صَلٰوةِ الْمَرْاَةِ فَقَالَ تَجْتَمِعُ وَ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا گیا عورت کی نماز کے بارہ میں تو انہوں نے کہا کہ عورت اکٹھی ہو

تَحْتَفِزُ (مصنف ابن ابی شیبہ صـ۲۷۰ ج۱)

سمٹ کر نماز پڑھے (یعنی پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملا کر)

۲- عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا سَجَدَتِ الْمَرْاَةُ فَلْتَلْزَقْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا وَلَا تَرْفَعْ عَجِيْزَتَهَا وَلَا تُجَافِيْ كَمَا يُجَافِي الرَّجُلُ

(مصنف ابن ابی شیبہ صـ۲۷۰ ج۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملا لے، اور اپنے سرینوں کو اوپر نہ اٹھائے اور بازوں کو اپنے پہلوؤں سے دور نہ کرے، جس طرح مرد اپنی نمازیں کرتے ہیں۔

۳- عَنِ الْحَسَنِ قَالَ الْمَرْاَةُ تَضْطَمُّ فِي السُّجُوْدِ (مصنف ابن ابی شیبہ صـ۲۷۰ ج۱)

حضرت حسن بصریؒ نے کہا کہ عورت بالکل سمٹ سکڑ کر سجدہ کرے۔

۴- عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ بَطْنَهُ عَلٰى فَخِذَيْهِ اِذَا سَجَدَ كَمَا تَضَعُ الْمَرْاَةُ

(مصنف ابن ابی شیبہ صـ۲۷۰ ج۱)

حضرت مجاہدؒ نے کہا مرد کے لیے مکروہ ہے کہ وہ اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملائے۔ جیسا کہ عورت ملاتی ہے۔

جلسہ استراحت

جب دوسرا سجدہ پورا کرلے تو پھر تکبیر کہہ کر دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو۔ اور جلسہ استراحت (یعنی تھوڑی دیر بیٹھ کر اٹھنا) نہ کرے۔

(کتاب الحجہ صـ۲۱۵ ج۱، ہدایہ صـ۷ ج۱، شرح نقایہ صـ۷۹ ج۱، کبیری صـ۳۲۳)

۱- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض (فِيْ حَدِيْثِ مُسِيْءِ صَلَاتِهٖ مَرْفُوْعًا) ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا

(بخاری صـ۶۸۶ ج۲)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم اطمینان سے سجدہ کرو اور پھر سر سجدہ سے اٹھاؤ۔ اطمینان سے سیدھے بیٹھو اور پھر اطمینان سے دوسرا سجدہ کرو، پھر سر سجدہ سے اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔

۲- مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ

حضرت عباسؓ یا عیاشؓ بن سہل ساعدیؓ نے اپنے

عَنْ عَبَّاسٍ اَوْعَيَّاشٍ بْنِ سَهْلِ السَّاعِدِيِّ رضی اَنَّهٗ كَانَ فِىْ مَجْلِسٍ فِيْهِ اَبُوْهُ ..... ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ (ابوداؤد صفحہ ۱۰۱ ج۱)

والد کی مجلس میں تکبیر کہی، پھر سجدہ کیا، پھر تکبیر کہی اور سیدھے کھڑے ہو گئے اور جلسہ استراحت نہیں کیا۔

۳۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ رَمَقْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فِى الصَّلٰوةِ فَرَأَيْتُهٗ يَنْهَضُ وَلَا يَجْلِسُ قَالَ يَنْهَضُ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ فِى الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَالثَّالِثَةِ۔ (مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۷۸ ج۲)

حضرت عبدالرحمٰن بن یزیدؒ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو نماز میں دیکھا وہ پاؤں کے اگلے حصہ پر اٹھ جاتے تھے اور جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے پہلی رکعت کے ختم اور دوسری رکعت کے شروع تیسری رکعت کے ختم اور چوتھی رکعت کے شروع پر۔

ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۴ ج۱، مجمع الزوائد صفحہ ۱۳۶ ج۲، بیہقی صفحہ ۱۲۵ ج۲)

۴۔ اسی طرح ابن ابی شیبہؒ نے حضرت نعمان بن ابی عیاشؒ سے بسند حسن بہت سے صحابہ کرامؓ کا اور بسند صحیح حضرت وہب بن کیسان سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا تعامل نقل کیا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۴، ۳۹۵ ج۱)

مسلک ہے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور بہت سے دیگر ائمہ کرام اس جلسہ استراحت کو عذر کی حالت پر محمول کرتے ہیں۔ اگر عذر کی وجہ سے جلسہ کرے گا تو پھر درست ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی جو جلسہ استراحت ثابت ہے وہ ان ائمہ کرام کے نزدیک عذر کی حالت پر محمول ہے۔ آخری عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوافل بھی اکثر بیٹھ کر پڑھتے تھے، جسم مبارک بھاری ہو گیا تھا۔ اور اس میں ضعف آگیا تھا۔ ان حالات میں جلسہ استراحت بھی کیا کرتے تھے۔ (کتاب الحجۃ صفحہ ۳۱۵ ج۱)

چنانچہ علامہ ماردینیؒ بحوالہ تمہید لکھتے ہیں کہ

۱۔ اِخْتَلَفَ الْفُقَهَاءُ فِى النُّهُوْضِ مِنَ السُّجُوْدِ اِلَى الْقِيَامِ فَقَالَ مَالِكٌ وَالْاَوْزَاعِيُّ وَالثَّوْرِيُّ وَاَبُوْحَنِيْفَةَ

فقہائے کرامؒ کا پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدہ ثانیہ کے بعد اٹھنے کے بارہ میں اختلاف ہے۔ امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ، امام سفیان ثوریؒ

وَاَصْحَابُهٗ يَنْهَضُ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ وَلَا يَجْلِسُ وَرُوِيَ ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ اَبِيْ عَيَّاشٍ اَدْرَكْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَقَالَ اَبُو الزِّنَادِ ذٰلِكَ السُّنَّةُ وَبِهٖ قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ وَابْنُ رَاهَوَيْهِ وَقَالَ اَحْمَدُ وَاَكْثَرُ الْاَحَادِيْثِ عَلٰى هٰذَا (اِلٰى اَنْ قَالَ) وَفِيْ نَوَادِرِ الْفُقَهَاءِ لِابْنِ بِنْتِ نُعَيْمٍ اَجْمَعُوْا اَنَّهٗ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنْ اٰخِرِ سَجْدَةٍ مِّنَ الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَالثَّالِثَةِ نَهَضَ وَلَمْ يَجْلِسْ اِلَّا الشَّافِعِيَّ فَاِنَّهٗ اسْتَحَبَّ اَنْ يَّجْلِسَ كَجُلُوْسِهٖ لِلتَّشَهُّدِ ثُمَّ يَنْهَضُ قَائِمًا۔

امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں۔ کہ پاؤں کے اگلے حصہ پر اٹھے اور جلسہ استراحت نہ کرے اور یہی بات حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے اور حضرت نعمان بن ابی عیاشؒ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے صحابہ کرامؓ کو پایا ہے وہ جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔ اور حضرت ابوالزنادؒ کہتے ہیں کہ سنت یہی ہے۔ اور یہی قول ہے امام احمد بن حنبلؒ اور امام اسحٰق بن راہویہؒ کا۔ اور امام احمدؒ نے کہا ہے۔ کہ اکثر احادیث سے یہی ثابت ہے۔ پھر امام ماردینیؒ کہتے ہیں کتاب نوادر الفقہاء مصنفہ ابن بنت نعیمؒ میں لکھا ہے سب کا اس پہ اتفاق ہے۔ کہ جب نمازی پہلی اور تیسری رکعت کے آخری سجدہ سے سر اٹھاتا ہے تو سیدھا کھڑا ہو جائے، اور جلسہ استراحت نہ کرے سوائے امام شافعیؒ کے وہ اس کو مستحب قرار دیتے ہیں، جیسا کہ تشہد کے لیے جلوس ہوتا ہے۔ بیٹھ کر پھر اٹھے۔

(الجوہر النقی علی البیہقی مع البیہقی ص ۱۲۵، ۱۲۶ ج ۲)

۲۔ علامہ ابن قیم جوزیؒ (۶۹۱ - ۷۵۱ھ) بحوالہ یوسف بن موسیٰؒ نقل کرتے ہیں۔

وَقَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى اَنَّ اَبَا اُمَامَةَ سُئِلَ عَنِ النُّهُوْضِ فَقَالَ عَلٰى صُدُوْرِ الْقَدَمَيْنِ

کہ حضرت ابوامامہؓ سے نماز میں اٹھنے کے بارہ میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا پاؤں کے اگلے حصہ پر ہی اٹھ کھڑا ہو، جیسا کہ حضرت رفاعہؓ کی حدیث سے

علی حدیث رفاعةؓ وفی حدیث
ابن عجلان ما یدل علی انه کان
ینهض علی صدور قدمیه
وقد روی عن عدة من اصحاب
النبی صلی الله علیه وسلم
وسائر من وصف صلاته صلی
الله علیه وسلم لم یذکر هذه
الجلسة وانما ذکرت فی حدیث
ابی حمید ومالک ابن الحویرث
ولو کان هدیه صلی الله علیه
وسلم فعلها دائما لذکرها
کل واصف لصلاته صلی الله
علیه وسلم ومجرد فعله
صلی الله علیه وسلم لها لا یدل
علی انها من سنن الصلاة الا
اذا علم انه فعلها سنة یقتدی
به فیها واما اذا قدر انه
فعلها للحاجة لم یدل علی
کونها سنة من سنن الصلاة
فهذا من تحقیق المناط
فی هذه المسألة (زاد المعاد ج۱ ص۶۱)

ثابت ہے، اور ابن عجلانؓ کی روایت میں ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاؤں کے اگلے حصہ
پر ہی اٹھتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بہت سے صحابہ کرامؓ اور تمام وہ لوگ جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت بیان کرتے ہیں
انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں اس
جلسہ استراحت کا ذکر نہیں کیا۔ بجز حضرت ابوحمیدؓ
اور مالک بن الحویرثؓ کی روایت کے، اگر یہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عام طریقہ ہوتا اس کا
کرنا آپ کا عمل دائمی ہوتا تو وہ تمام حضرات اس
کا ذکر کرتے جنہوں نے آپ کی نماز کی کیفیت بیان
کی ہے۔ اور صرف آپ کا اس فعل کو کرنا اس پر
دلالت نہیں کرتا کہ یہ نماز کی سنتوں میں ہے جب
تک اس کا ثبوت نہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس کو بطور سنت کیا۔ جس کی اقتدار کی
جائے، اگر معاملہ ایسا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس کو ضرورت کے تحت کیا ہے۔
تو پھر اس کے نماز میں سنت ہونے کا ثبوت
نہیں اس مقام میں تحقیق مناط یہی ہے۔

مسئلہ:- دوسرے سجدہ سے اٹھتے وقت تکبیر کہے اور اطمینان کے ساتھ پہلے سر کو اٹھائے
پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو، اور ہاتھوں کو زمین پر لگائے بغیر سیدھا کھڑا ہو جائے، بجز عذر

کی وجہ سے۔ (شرح نقایہ ص۷۹ ج۱)

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔ (ابوداؤد ص۱۲۲ ج۱، ترمذی ص۶۱)	حضرت وائل بن حجرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ سجدہ کرتے تھے تو گھٹنے رکھتے تھے ہاتھوں سے پہلے، اور جب اٹھتے تھے تو پہلے ہاتھ اٹھاتے تھے پھر گھٹنے۔

دوسری رکعت

دوسری رکعت میں ثنا، تعوذ نہیں پڑھے گا بلکہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھکر سورۃ فاتحہ پڑھے اور کوئی سورۃ ساتھ ملائے۔ دوسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت رفع یدین بھی نہ کرے۔ باقی مسائل میں دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح ہی ہوتی ہے۔

قعدہ اولیٰ

جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو جائے اور سجدہ سے سر اوپر اٹھائے۔ تو پھر قعدہ کرے۔ اگر نماز دو رکعت سے زیادہ رکعت والی ہے تو یہ قعدہ اولیٰ ہے۔ اور یہ واجب ہے (ہدایہ ص۱۰۵ ج۱، شرح نقایہ ص۷ ج۱، کبیری ص۲۹۶)

۱۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ فَقَامَ فِي الثَّانِيَةِ فَسَبَّحَ النَّاسُ بِهِ فَلَمْ يَجْلِسْ فَلَمَّا سَلَّمَ وَانْفَتَلَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ صَنَعَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۴ ج۲)	حضرت امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے پیچھے نماز پڑھی، جب انہوں نے دوسری رکعت پڑھی تو بجائے قعدہ کرنے کے اٹھ کھڑے ہوئے، لوگوں نے پیچھے سے تسبیح پڑھی لیکن وہ نہ بیٹھے، جب سلام پھیرا تو انہوں نے دو سجدے سہو کیے، پھر انہوں نے کہا میں نے اسی طرح دیکھا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو، آپ نے اسی طرح کیا تھا۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک بھی اسی طرح منقول ہے (مسلم ص۲۱۱ ج۱)

مسئلہ:۔ قعدہ اولیٰ میں تشہد (التحیات) پڑھنا بھی واجب ہے۔ (شرح نقایہ ص۷ ج۱، کبیری ص)

عَنْ عَائِشَةَ (مَرْفُوْعًا) وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ وسلم یَقُوْلُ اَلتَّحِیَّاتُ بَیْنَ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ (مصنف عبدالرزاق، ص۲۰۶ ج۱، مسلم ص۱۹۴ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۶ ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر دو رکعت کے بعد "التحیات" (قعدہ) ہوتا ہے

۲۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ تَشَهُّدٌ (مجمع الزوائد ص۱۳۹ ج۲)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دو رکعت کے بعد "تشہد" ہوتا ہے۔

۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَلتَّشَهُّدَ فِیْ وَسْطِ الصَّلٰوۃِ وَفِیْ اٰخِرِهَا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے درمیان یعنی دو رکعت کے بعد اور نماز کے آخر میں بھی تشہد سکھلایا۔

(مسند احمد ص۴۵۹ ج۱، مجمع الزوائد ص۱۴۲ ج۲ وقال رجالہ موثقون)

۴۔ وَعَنْہُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قُوْلُوْا فِیْ کُلِّ جَلْسَۃٍ اَلتَّحِیَّاتُ (نسائی ص۱۷۴ ج۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا ہر جلسہ میں "التحیات" پڑھو۔

۵۔ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ لَا تَجُوْزُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا بِتَشَهُّدٍ (کتاب الآثار للامام محمد مترجم ص۴۵، مصنف عبدالرزاق ص۲۰۶ ج۲)

حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا تشہد کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔

قعدہ میں بیٹھنے کی کیفیت

قعدہ میں بیٹھنے کی صورت یہ ہے، کہ بایاں پاؤں زمین پر بچھا کر داہنا کھڑا کرے۔ اور انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف

متوجہ کرے مگر عذر کی وجہ سے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قعدہ میں بیٹھنے کی کیفیت اسی طرح آتی ہے۔

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ قَاسِمٍ اَنَّهُ كَانَ يَرٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَتَرَبَّعُ فِى الصَّلٰوةِ اِذَا جَلَسَ فَفَعَلْتُهُ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ فَنَهَانِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ اِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتُثْنِىَ الْيُسْرٰى فَقُلْتُ اِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّ رِجْلَىَّ لَا تَحْمِلَانِىْ۔

(بخاری ص ۱۱۴ ج ۱، موطا امام مالک ص ۴۳)

عبدالرحمن بن قاسمؒ سے مروی کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو چوکڑی مار کر بیٹھتے دیکھتے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں ان دنوں نو عمر تھا میں بھی اسی طرح چوکڑی مار کر بیٹھا۔ تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مجھے اس سے منع کیا اور فرمایا کہ نماز کی سنّت یہ ہے کہ جلسہ میں تم دائیں پاؤں کو کھڑا کرو اور بائیں پاؤں کو موڑ کر نیچے بچھا دو۔ ابن قاسمؒ کہتے ہیں میں نے کہا حضرت پھر آپ کیوں اس طرح بیٹھتے ہیں؟ تو عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میرے پاؤں مجھے اس طرح برداشت نہیں کر سکتے۔

(یہودیوں نے ان کو کسی مقام سے نیچے گرایا تھا جس کی وجہ سے ان کے پاؤں کمزور ہو گئے اور وہ بوجھ نہیں برداشت کر سکتے تھے۔ اس لیے قعدہ میں چوکڑی مار کر بیٹھتے تھے)

مسئلہ: قعدہ اولیٰ و اخریٰ دونوں میں بیٹھنے کا طریقہ یکساں ہے۔ (ہدایہ ص ۹۲ ج ۱، کبیری ص ۳۲۲، شرح نقایہ ص ۸۱ ج ۱)

عَائِشَةَ (مرفوعاً) وَكَانَ يَقُوْلُ فِىْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةُ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطٰنِ وَيَنْهٰى اَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے) ہر دو رکعت کے بعد "التحیات" ہوتا ہے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بائیں پاؤں کو نیچے بچھاتے تھے۔ اور دایاں پاؤں قعدہ میں کھڑا کرتے تھے۔ اور نیز آپ شیطان کی بیٹھک سے منع فرماتے تھے (سرین پر بیٹھ

اِفْتِرَاشَ السَّبُعِ
(مسلم ص ۱۹۴، ۱۹۵ ج ۱)

کر دونوں گھٹنے کھڑے کرکے بیٹھنا یہ شیطان کی بیٹھک ہے، اور نیز آپ منع کرتے تھے کوئی شخص سجدہ میں اپنے دونوں بازوں کو زمین پر اس طرح بچھائے جس طرح درندہ جانور پاؤں بچھا کر بیٹھتے ہیں۔

مسئلہ:- قعدہ میں بیٹھ کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو اپنی دائیں بائیں ران پر رکھے اور انگلیوں کو پھیلا دے (ہدایہ ص ۱۰۹ ج ۱، شرح نقایہ ص ۸۱ ج ۱، کبیری ص ۳۲۸)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ (مَرْفُوْعًا) کَانَ اِذَا جَلَسَ فِی الصَّلٰوۃِ وَضَعَ کَفَّہُ الْیُسْرٰی عَلٰی فَخِذِہِ الْیُسْرٰی وَوَضَعَ کَفَّہُ الْیُمْنٰی عَلٰی فَخِذِہِ الْیُمْنٰی

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۹۵ ج ۲ و موطا امام مالک ص ۷۰ و مسلم ص ۲۱۶ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تھے، تو اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے تھے، اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے تھے

تشہد | دونوں قعدوں میں تشہد پڑھے۔ اور اس کے احادیث میں مختلف الفاظ منقول ہیں ان میں سب سے بہتر اور مشہور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا تشہد

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التَّشَھُّدَ کَفِّیْ بَیْنَ کَفَّیْہِ کَمَا یُعَلِّمُنِی السُّوْرَۃَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ اِذَا قَعَدَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَیَقُلْ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد سکھلایا بڑے اہتمام کے ساتھ ایسی حالت میں کہ میرا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک ہاتھوں کے درمیان تھا (اہتمام کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑا ہوا تھا۔ جیسا کہ بیعت اور مصافحہ کے وقت ہوتا ہے) ایسا اہتمام آپ نے فرمایا جیسا کہ قرآن کی کوئی سورۃ سکھلاتے وقت اہتمام فرماتے تھے۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

(مسلم ص۱۷۴ ج۱، بخاری ص۱۲۶ ج۱، ترمذی ص۶۵)

پس آپ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے قعدہ میں بیٹھتا ہے تو اس کو چاہیے کہ یوں کہے۔

سب بدنی عبادتیں اور قولی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ سلام ہو تجھ پر اے اللہ کے نبی، اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے سب نیک بندوں پر (فَاِذَا قَالَهَا اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ جب کوئی یہ کہتا ہے۔ تو یہ دعا پہنچتی ہے ہر ایک نیک بندہ تک ارض وسما میں جہاں بھی ہو)

میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تشہد

اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوٰتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (ترمذی ص۶۸)

سب بابرکت بدنی عبادتیں اور پاکیزہ قولی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ سلام ہو تجھ پر اے اللہ کے نبی، اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے سب نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور میں گواہی

دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے کے رسول ہیں ۔

۳۔ امیر المومنین عمر بن الخطاب ؓ کا تشہد

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ ، اَلزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ ، اَلطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

(مصنف عبدالرزاق ص۲۰۲ ج۲، موطا امام مالک ص۷۲)

سب بدنی عبادتیں، پاکیزہ عبادتیں، مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں ۔ سلام ہو تجھ پہ اے اللہ کے نبی، اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں ۔ سلام ہو ہم پہ اور اللہ تعالیٰ کے سب نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔

۴۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ ؓ کا تشہد

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

(بیہقی ص۱۴۴ ج۲، موطا امام مالک ص۷۴ ج۱)

سب پاکیزہ بدنی عبادتیں اور پاکیزہ قولی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔ سلام ہو تجھ پہ اے اللہ کے نبی، اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، سلام ہو ہم پہ اور اللہ تعالیٰ کے سب نیک بندوں پہ، سلام ہو تم پہ ۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا تشہد

بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ
اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ
لِلّٰہِ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ
لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ
وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا
وَّنَذِیْرًا وَاَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ
لَّا رَیْبَ فِیْہَا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
اَیُّہَا النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَرَحْمَۃُ
اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا
وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ
اَللّٰہُمَّ اغْفِرْلِیْ وَاہْدِنِیْ

(مجمع الزوائد ص ۱۴۱/۲)

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو سب ناموں سے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ سب پاکیزہ بدنی عبادتیں اور قولی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، بھیجا ان کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ حق کے خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا اور بیشک قیامت آنے والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں، سلام ہو تجھ پر اے بزرگ نبی اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، سلام ہو ہم اور اللہ تعالیٰ کے سب نیک بندوں پر، اے اللہ مجھے بخش دے، اور ہدایت عطا فرما۔

۶۔ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰؓ کا تشہد

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ
اَلْغَادِیَاتُ الرَّائِحَاتُ الزَّاکِیَاتُ
اَلْمُبَارَکَاتُ الطَّاہِرَاتُ لِلّٰہِ

(مجمع الزوائد ص ۱۴۱/۲)

سب بدنی عبادتیں اور قولی عبادتیں اور مالی عبادتیں جو صبح کے وقت ہوتی ہیں، اور پچھلے پہر، پاکیزہ بابرکت اور پاک عبادتیں سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

۷۔ حضرت جابر عبد اللہؓ کا تشہد

بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ اَلتَّحِیَّاتُ
لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ لِلّٰہِ وَالطَّیِّبَاتُ

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ، سب بدنی عبادتیں اور قولی عبادتیں اور مالی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَسْأَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ (نسائی ص ۱۷۵/۱ ، ص ۱۸۹/۱)

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۹۲/۱)

عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے جنت مانگتا ہوں اور دوزخ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں۔

اس کے علاوہ حضرت عمرؓ اور حضرت سعید بن جبیرؓ سے بھی تشہد میں بسم اللہ ثابت ہے۔ دیکھئے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۹۵/۱)

مسئلہ:- ثناء، تعوذ، تسمیہ اور آمین کی طرح تشہد ——— بھی آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

(شرح نقایہ ص ۸۰/۱)

۱- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يُّخْفِيَ التَّشَهُّدَ (ترمذی ص ۶۵ ابوداؤد ص ۱۴۲/۱ مستدرک حاکم ص ۲۶۷/۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ سنت میں سے ہے۔ تشہد کو آہستہ پڑھنا۔

مسئلہ:- ہر مومن کی نماز میں تمام مومنین کا حق ہے۔

التحیات کے معانی

اَلتَّحِيَّاتُ اَنْوَاعُ الثَّنَاءِ وَالْمَدْحِ وَالصَّلَوٰتُ الدَّعَوَاتُ الْمَالُوْفَةُ اَلطَّيِّبَاتُ الْكَلِمَاتُ الدَّالَّةُ عَلٰى تَنْزِيْهِ الذَّاتِ وَتَقْدِيْسِ الصِّفَاتِ وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ اَلتَّحِيَّاتُ اَسْمَاءُ اللّٰهِ وَهِيَ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْعَزِيْزُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ

اَلتَّحِيَّات کا معنی طرح طرح کی ثناء اور مدح ہے اَلصَّلَوٰتُ کا معنیٰ دعوات مالوفہ ہے اَلطَّيِّبَاتُ کا معنی وہ کلمات جو تسبیح ذات پر دلالت کرتے ہیں اور صفات کی تقدیس پر دلالت کرتے ہیں۔

امام خطابیؒ نے کہا ہے کہ التحیات سے اسماء اللہ مراد ہیں اور وہ اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْعَزِيْزُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ ہیں ان اسماء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کا تحیۃ

لَایُحَیّٰی بِہَا غَیْرُہٗ وَالصَّلَوٰتُ اَلْاَدْعِیَۃُ (سلام نہیں کیا جاسکتا، اور صلوات سے مراد دعوات ہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ الْمَشَائِخِ اَلتَّحِیَّاتُ الْعِبَادَاتُ الْقَوْلِیَّۃُ اَلصَّلَوٰتُ الْعِبَادَاتُ الْبَدَنِیَّۃُ اَلطَّیِّبَاتُ الْعِبَادَاتُ الْمَالِیَّۃُ۔ اَیْ جَمِیْعُ الْعِبَادَاتِ لَا یَسْتَحِقُّہَا غَیْرُہٗ (فتح الباری صـ۲/۵۷)

اور بعض مشائخ نے کہا ہے۔ کہ اَلتَّحِیَّاتُ سے عبادات قولیہ، صَلَوٰت سے عبادات بدنیہ اور طَیِّبَات سے عبادات مالیہ مراد ہیں۔ یعنی تمام عبادتوں کا مستحق سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔

لفظ اَیُّہَا النَّبِیُّ پر ایک اشکال

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔

خطاب حاضر را بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریں مقام نہ حاضر است

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر کے صیغہ سے خطاب کیا گیا ہے، حالانکہ آپ تو اس مقام میں حاضر نہیں۔

جواب:۔ چوں ورود ایں کلمہ در اصل در شب معراج بصیغہ خطاب بود۔ دیگر تغیرش ندادند و بر ہماں اصل گذاشتند (مکاتیب و رسائل شیخ عبدالحق محدث دہلوی صـ۱۸۹ طبع مجتبائی)

جب اس کلمہ کا ورود شب معراج بصیغہ خطاب ہوا تھا۔ تو اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا گیا۔ اسی طرح اس کو رکھا گیا ہے۔

جیسا کہ ان مثالوں میں ہے۔

۱۔ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا (بنی اسرائیل ۱۰۲ پ ۱۵)

اور بے شک میں گمان کرتا ہوں تیرے بارے میں اے فرعون کہ تو ہلاک ہونے والا ہے۔

۲۔ یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا سکتہ وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِکِ ۚ ۖ اِنَّکِ کُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِیْنَ (یوسف ۲۹) پ ۱۲

اے یوسف اعراض کر اس بات سے، اور اے زلیخا تو اپنی غلطی کی معافی مانگ، بے شک تو ہی خطا کاروں سے ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں

۱۔ و در حقیقت ایں دعا است در نماز اگر چہ بصیغہ خطاب است (مدارج النبوۃ ص ۱۶۵/۱)

حقیقت میں یہ دعا ہے نماز میں اگرچہ بصیغہ خطاب وارد ہوئی ہے۔

۲۔ "اور وجہ خطاب یعنی سلام و دعا رخیر بصیغہ خطاب پیش کرنا۔ اس وجہ سے ہے کہ اس کلام کو اسی طرح باقی رکھا گیا ہے جس طرح "شب معراج" میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی تعلیم کے وقت اسی لفظ کو اصلی حالت پہ برقرار رکھا۔ تاکہ یہ لفظ اس حالت کی یاد دہانی کراتا ہے۔

۳۔ نیز آپ کی ذات مبارکہ مؤمنین کے لیے ہمیشہ نصب العین اور عابدین کے لیے قرۃ العین کا درجہ رکھتی ہے۔ تمام حالات و جمیع احوال میں خصوصاً عبادات اور اختتام عبادت کے وقت کہ نورانیت کا وجود اور انکشاف اس مقام میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔

۴۔ اور بعض عرفاء نے کہا ہے کہ یہ خطاب باعتبار "حقیقت محمدیہ" کے سریان کی وجہ سے ہے تمام موجودات کے ذرات اور تمام افراد ممکنات میں پس اس اعتبار سے وہ حقیقت محمدیہ نمازیوں کی ذات میں بھی موجود و حاضر ہے۔ پس نمازی کو چاہیئے کہ وہ اس معنی سے آگاہ ہو۔ اور اس شہود (مشاہدہ) سے غافل نہ ہو تاکہ انوار قرب و اسرار معرفت سے متنور اور مستفیض ہو"

(اشعۃ اللمعات فارسی ص ۴۰۱/۱)

درحقیقت آپ کی روح مبارکہ یا جسم اطہر کا کسی جگہ حاضر ہونا۔ اور حقیقت محمدیہ کی سرایت تمام کائنات میں یہ بالکل الگ الگ باتیں ہیں۔ ان کو آپس میں خلط ملط کر کے لوگوں کو شرک میں مبتلا کرنا نہایت ہی قبیح امر ہے۔ حقیقت محمدیہ، حقیقت صلوٰۃ، حقیقت قرآن وغیرہ وہ حقائق ہیں جن سے بزرگان دین اپنے روحانی مشاہدات کے سلسلہ میں بحث کرتے ہیں۔ چنانچہ حقیقت محمدیہ کے بارہ میں شیخ اکبرؒ اور مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں کہ وہ صادر اوّل یا تعین اوّل ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفت علم کا ظہور ہے۔ اس کے اوپر درجہ لاتعین یا ذات بحت کا درجہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ اس صفت کا مظہر اتم ہے۔ اور آپ کی صفت خاصہ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے "اُعْطِیْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ" علم الاولین والآخرین سے مجھے آگاہ کیا گیا ہے۔ آپ کی صفت کا ظہور اگرچہ درجہ میں کائنات کے تمام

افراد یا ذرات ممکنات میں ہو تو یہ مستبعد نہیں۔ اس لیے کہ ان عرفاء کا خیال ہے۔ تمام کائنات کے ایجاد و ظہور کا باعث اور علت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس ہے۔ مومن کے ایمان اور کمالات کے فیضان سب کی علت آپ کی ذات مقدس ہے۔ مومن کا ایمان بھی اسی ذات نبوت کی ایک شعاع ہے۔ اگر ایماندار اپنی ایمانی ہستی میں غور کرے گا۔ اپنی ایمانی ہستی سے پہلے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حاصل کرنی ہوگی۔ اس لیے نبی کا وجود مبارک خود ہماری ہستی سے بھی زیادہ ہم سے نزدیک اور اقرب ہوگا۔ اور اگر اس روحانی تعلق کی بنا پر کہا جائے کہ مومنین کے حق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ باپ کے ہے تو درست ہوگا۔ باپ بیٹے کے تعلق کا خلاصہ یہ ہے کہ بیٹے کا جسمانی اور مادی وجود، باپ کے جسم سے نکلتا ہے۔ اسی لیے باپ کی تربیت مہربانی اور شفقت بھی دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے۔ نبی اور امتی کا تعلق بھی یقیناً اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ امتی کا روحانی وجود، نبی کی روحانیت عظمیٰ کا ایک پرتو اور عکس ہوتا ہے۔ اور جو شفقت، رأفت، تربیت اور مہربانی کا ظہور نبی کی طرف سے امتی کے حق میں ہوتا ہے۔ وہ ماں باپ سے بلکہ تمام مخلوق سے بڑھکر ہوتا ہے۔ باپ کے ذریعہ اگر دُنیا کی عارضی حیات حاصل ہوتی ہے۔ تو نبی کی بدولت ابدی، دائمی اور لازوال حیات نصیب ہوتی ہے۔ نبی کو خود ہمارے حق میں وہ ہمدردی اور خیر خواہی ہوتی ہے۔ جو خود ہمارے نفس کو نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے نبی ہماری جان و مال میں تصرف کرنے کا وہ حق رکھتا ہے جو کسی کو حاصل نہیں۔ حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کے بقول "نبی نائب ہے اللہ کا۔ اپنی جان و مال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا چلتا ہے اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنا روا نہیں، اگر نبی حکم دے تو فرض ہو جائے" اس لیے حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ ماں باپ اور سب رشتے داروں اور تمام آدمیوں بلکہ اپنی جان سے بڑھ کر جب تک نبی کو محبوب نہ جانے ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ (حاشیہ شیخ الاسلام سورۂ احزاب تفسیر بیر)

اس لیے نمازی کا اس "حقیقت محمدیہ" کی سرایت کی بنا پر خطاب کرنا کچھ نامناسب نہیں ہوگا۔

اور یہ حقیقت بھی پوشیدہ نہ رہے کہ علت العلل اور اصل ذات باری تعالےٰ ہے جو خالق، فاطر اور بدیع ہے، مربّی، علیم کل، متصرف بالذات، اور مدبّر، نافع و ضار، قیوم اور

مسبب الاسباب ہے۔ لیکن ملائکہ بھی واسطہ فیضان ہیں۔ اور نبی کی ذات مبارکہ بھی تربیت اور روحانی فیضان کے اعتبار سے واسطہ اور سبب ہے۔ اور یہ توسط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم ارواح میں بھی حاصل تھا ——————————— جس کی بنا پر آپ کے توسط سے انبیاء علیہم السلام کی ارواح کو فیضان حاصل ہوا۔ اگر معلول اپنی علت سے منفک نہیں ہو سکتا تو پھر تمام افراد کائنات اور ذرات موجودات کے افاضہ کمالات کے لیے آپ کی ذات مقدسہ کچھ ایسا ہی لگاؤ اور تعلق رکھتی ہے۔ کہ آپ کی تربیت، ہدایت، فیضان اور روحانیت و نبوت و رسالت وغیرہ کے اعتبار سے تمام لوگوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے ساتھ قوی تعلق رکھتے ہیں۔

اور اس حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے "كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ" یا "كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ مُنْجَدِلٌ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ" یقیناً آپ کو اس عالم ارواح میں بھی تعلیم و تربیت کی فضیلت حاصل تھی، جو ارواح انبیاء وغیرہم کی تہذیب و تکمیل جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ سے کرائی تھی۔ اس عالم میں بھی حضور علیہ السلام کا ظہور تام تھا۔ جس کو "كُنْتُ نَبِيًّا" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ امام ولی اللہؒ نے بھی فیوض الحرمین اور الدر الثمین میں یہ بات ذکر کی ہے اور اس قسم کے حقائق سے بہت سے بزرگان دین مثلاً امام مجدد الف ثانیؒ شیخ ابن عربیؒ، شیخ عبد الکریم جیلیؒ، اور شیخ صدر الدین قونویؒ، مولانا عبد الرحمٰن جامیؒ، شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ، شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ، مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ، اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ وغیرہم نے اپنی کتب و رسائل میں آگاہ کیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے بھی فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ایک خاص طرز پہ اس کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

اس میں کیا حکمت ہے کہ یہاں غائب کے صیغہ سے خطاب کے صیغہ کی طرف عدول کیا گیا ہے "عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ" باوجود اس کے مقام اس کا تقاضا کرتا ہے کہ غائب کا صیغہ ہونا چاہیے کہ یوں کہے "اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ" اللہ تعالیٰ کے سامنے تحیہ اور مناجات پیش کرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سلام متوجہ ہو۔ پھر اپنے نفس اور دیگر صالحین کی طرف۔

۱) اس کا جواب طیبیؒ شارح مشکوٰۃ نے یہ دیا ہے۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے لفظ کا اتباع کرتے ہیں آپ نے صحابہ کرامؓ کو اس طرح تبلایا تھا۔

۲) اور یہ بھی احتمال ہے کہ اہل عرفان (معرفتِ الٰہی سیکھنے والے لوگوں) کے طریقہ پر اس کا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے۔ جب نمازی تحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھولتے ہیں۔ (یعنی التحیات کے کے ذریعہ جب وہ مناجات کرتے ہیں۔ تو عالم ملکوت کا دروازہ ان کے لیے کھل جاتا ہے) اور انکو حیّ لا یموت باری تعالیٰ کے حریم قدس وبارگاہ رفیع میں داخل ہونے کی اجازت مل جاتی ہے۔ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں، تو ان کو تنبیہ کی جاتی ہے اور خبردار کیا جاتا ہے کہ یہ بات ان کو نبی رحمت کے واسطہ سے اور ان کی متابعت کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔ پھر جب وہ پلٹ کر دیکھتے ہیں تو حبیب رب العلمین کو حرم حبیب میں حاضر دیکھتے ہیں، تو وہ ان کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ"

۳) اور حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کے بعض طرق میں اس طرح منقول ہے کہ لفظ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات کے ساتھ مخصوص ہے، اور آپ کی وفات کے بعد لفظ غائب "اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" کے ساتھ پڑھیں گے۔ چنانچہ بخاری باب الاستیذان (صفحہ $\frac{۹۲۶}{۲}$) میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں واقع ہے۔ کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے تو اس طرح ہم لوگ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ" کے لفظ سے سلام پڑھتے تھے۔ بخاری کے علاوہ اس روایت کو ابو عوانہؒ نے اپنی صحیح میں اور محدث سراجؒ اور جوزقیؒ نے اور ابو نعیم اصبہانیؒ، اور بیہقیؒ نے متعدد طرق سے ابو نعیمؒ سے جو بخاریؒ کے شیخ ہیں نقل کیا ہے۔ "فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ" چنانچہ علامہ سبکیؒ نے ابو عوانہ کی اس روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ اگر یہ بات صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے۔ پھر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد علیک ایھا النبی کا لفظ کہنا واجب یعنی ضروری نہیں۔

(فتح الباری صفحہ $\frac{۲۵۸}{۲}$)

رفع سبابہ یعنی تشہد میں انگلی اٹھانا

تشہد میں شہادت کی انگلی اٹھانا سنّت ہے۔ اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اس پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ سب اسی کے قائل ہیں۔ (کبیری ص۳۲۵)

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم کَانَ یُشِیْرُ بِاِصْبَعِہٖ اِذَا دَعَا وَلَا یُحَرِّکُھَا (وفی روایۃ عنہ) وَلَا یُجَاوِزُ بَصَرُہٗ اِشَارَتَہٗ۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور اس کو حرکت نہیں دیتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کی نگاہ اس اشارہ پر لگی رہتی تھی اس سے تجاوز نہیں کرتی تھی۔

(ابوداود ص۱۴۲ ج۱، نسائی ص۱۸۷ ج۱، مسند احمد ص۲ ج۴، بیہقی ص۱۳۲ ج۲)

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ لَھِیَ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنَ الْحَدِیْدِ یَعْنِی السَّبَابَۃَ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اشارہ کرنا سبابہ کے ساتھ شیطان پر لوہے کے ہتھوڑے سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔

(مسند احمد ص۱۱۹ ج۲)

تشہد میں انگلی اٹھانے کا طریقہ

۱) انگلی اٹھانے کا طریقہ جو فقہائے کرام نے اختیار کیا ہے۔ کہ جب تشہد بیٹھے تو دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ران پر رکھے۔ اور تشہد کے وقت ترپن۵۳ کا حلقہ (عقد ثلاث وخمسین) بنائے یعنی خنصر اور بنصر کا عقد کرے، اور وسطی اور ابہام کا حلقہ بنائے (یہی عقد ثلاث وخمسین ہے) اور سبابہ کے ساتھ اشارہ کرے۔

تشہد میں لفظ لا پر انگلی اٹھائے اور اِلَّا اللّٰہ پر نیچے رکھ دے، اور اسی حالت کو آخر نماز قائم رکھے۔

احناف کرام اسی طریقہ کو پسند کرتے ہیں۔ اور یہی احناف کا مرجح طریقہ ہے چنانچہ امام حلبیؒ لکھتے ہیں

فَالْمُرَادُ وَضْعُ الْكَفِّ ثُمَّ قَبْضُ الْاَصَابِعِ بَعْدَ ذٰلِكَ عِنْدَ الْاِشَارَةِ وَهُوَ الْمَرْوِيُّ عَنْ مُحَمَّدٍ فِيْ كَيْفِيَّةِ الْاِشَارَةِ قَالَ يَقْبِضُ خِنْصَرَهُ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا وَيُحَلِّقُ الْوُسْطٰى وَالْاِبْهَامَ وَيُقِيْمُ الْمُسَبِّحَةَ وَكَذَا عَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ فِي الْاَمَالِيْ (اِلٰى اَن قَال) وَصِفَةُ الْاِشَارَةِ عَنِ الْحَلْوَانِيِّ اَنَّهُ يَرْفَعُ الْاِصْبَعَ عِنْدَ النَّفْيِ وَيَضَعُهَا عِنْدَ الْاِثْبَاتِ اِشَارَةً اِلَيْهِمَا (کبیری ص ٣٢٨، شرح نقایہ ص ٨٠ ج ١)

پس مراد یہ ہے کہ پہلے ہاتھوں کو رانوں پر رکھے اس کے بعد اشارہ کے وقت انگلیوں کو سکیڑے اسی طرح حضرت امام محمدؒ سے مروی ہے اشارہ کی کیفیت کے بارہ میں، پہلے چھوٹی انگلی کو سکیڑے اور اس کے ساتھ والی کو، پھر درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور سبابہ کے ساتھ اشارہ کرے اسی طرح حضرت امام ابو یوسفؒ سے کتاب الامالی میں منقول ہے اور کبیری والے لکھتے ہیں کہ امام حلوانی سے اشارہ کی کیفیت اس طرح منقول ہے کہ انگلی کو نفی (لا الٰہ) کے وقت اوپر اٹھائے اور اثبات (الا اللہ) کے وقت نیچے کر دے تاکہ دونوں کی طرح اشارہ ہو جائے۔

١- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (مرفوعاً) اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ اَصَابِعَهُ وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ (مصنف عبد الرزاق ص ١٩٥ ج ٢، مسلم ص ٢١٦ ج ١، موطا امام مالک ص ٧١، موطا امام محمد ص ١٠٨)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تھے تو اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے تھے۔ اور اپنی انگلیوں کو سکیڑتے اور جو انگلی انگوٹھے سے ملتی ہے اس کے ساتھ اشارہ کرتے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِصَنِيْعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رحمه الله

امام محمدؒ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کو اختیار کرتے ہیں۔ اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔

٢- عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍؓ (مرفوعاً)

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ پھر

ثُمَّ قَعَدَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْاَيْمَنِ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ قَبَضَ ثَلَاثَةً مِّنْ اَصَابِعِهِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهُ

(بیہقی ص۱۳۲ ج۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قعدہ میں بیٹھے بائیں پاؤں کو نیچے بچھا کر اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ران اور گھٹنے پہ رکھا۔ اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پہ پھر تین انگلیوں کو سکیڑا اور حلقہ بنایا اور پھر ایک انگلی (سبابہ) کو اٹھا کر اشارہ کیا۔

وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ عَنْهُ قَدْ حَلَّقَ الْاِبْهَامَ وَالْوُسْطٰى وَرَفَعَ الَّتِيْ تَلِيْهِمَا (ابن ماجہ ص۶۵)

اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنایا۔ اس کے ساتھ والی انگلی (سبابہ) سے اشارہ کیا۔

۳- حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ لکھتے ہیں۔

وموضع اشارۃ قول لا الٰہ است بحدیث مسلم وحکمت آنکہ غرض از اشارہ توحید است تا قول وفعل معاضد یکدیگر واقع شود (مصفّٰی شرح موطا ص۱۱۶ ج۱)

کہ اشارہ کا مقام اِلَّا اللّٰہ ہے۔ جیسا کہ مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے بھی غرض اشارہ سے توحید الٰہی کا اظہار ہے تاکہ قول وفعل آپس میں ایک دوسرے کے مؤید ومعاون ہو جائیں۔

۴) حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک تشہد بیٹھتے وقت ہی انگلیوں کا حلقہ بنا کر رکھے اور اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر اشارہ کرے۔

۴) اشارہ کے بعد انگلی کو آخر تک کھڑا ہی رکھے۔

یہ جملہ طرق صحیح ہیں۔ ان میں سے جس پر بھی عمل کرے گا وہ درست ہو گا۔

مسئلہ:- دو انگلیوں سے اشارہ کرنا مکروہ ہے (کبیری ص۳۲۸)

وَيُكْرَهُ اَنْ يُّشِيْرَ بِكِلْتَا مُسَبِّحَتَيْهِ (کبیری ص۳۲۸)

۱۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا کَانَ یَدْعُوْ بِاِصْبَعَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَحِّدْ اَحِّدْ

(نسائی صـ ۱۸۷/۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ کرتا تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک انگلی سے اشارہ کرو۔

۲۔ وَعَنْ سَعْدٍؓ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنَا اَدْعُوْ بِاِصْبَعَیَّ فَقَالَ اَحِّدْ اَحِّدْ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ (نسائی صـ ۱۸۷/۱)

حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر میرے پاس ہوا اور میں اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ایک ہی انگلی سے اشارہ کرو۔ اور آپ نے سبابہ کے ساتھ اشارہ کیا۔

۳۔ حضرت خفافؓ بن ایماء بن رحضہ نے کہا ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی ایک انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ (سنن کبری للبیہقی صـ ۱۳۳/۲)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح اس انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے تھے۔ جو ابہام (انگوٹھے) سے ملتی ہے۔ (بیہقی صـ ۱۳۳/۲)

۵۔ حضرت جابر بن سمرۃؓ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ (مسند ابو عوانہ صـ ۲۲۹/۲)

۶۔ حضرت مالک بن نمیر الخزاعی عن ابیہؓ سے بھی منقول ہے (ابو داؤد صـ ۱۴۲/۱، نسائی صـ ۱۸۷/۱، ابن ماجہ صـ ۶۶، ترمذی صـ ۶۹، سنن کبری صـ ۱۳۱/۲)

نوٹ: بعض حضرات مثلاً امام ابن ہمامؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت مولانا حسین علیؒ اور دیگر نقشبندی حضرات کرام کو اشتباہ ہوا ہے۔ اور انہوں نے اشارہ فی الصلوۃ کو سکون صلوۃ کے خلاف سمجھا ہے۔ اور اس کو ترک کر دیا ہے اور ان احادیث کو مؤول قرار دیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں اس بارہ میں صریح صحیح اور غیر متضاد احادیث موجود ہیں۔ جن میں کوئی تعارض بھی نہیں اور ائمہ کا اتفاق بھی اسی پر ہے، جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔

مسئلہ:۔ فرائض و واجبات اور سنن مؤکدہ میں قعدہ اولی میں تشہد پر کچھ اضافہ نہ کرے بلکہ تشہد پڑھ کر کھڑا ہو جائے۔ (ہدایہ صـ ۱۰۷/۱، شرح نقایہ صـ ۸۰/۱، کبیری صـ ۳۲۰)

مسئلہ:۔ فرائض و واجبات میں قعدہ اولی میں اگر تشہد پر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

کی مقدار اضافہ کرے گا تو سجدہ سہو کرنا ہوگا (شرح نقایہ صـ۱۱۱، کبیری صـ۴۴۰)

مسئلہ:۔ چار رکعات نوافل ہوں تو ان میں تشہد کے بعد اگر کھڑا ہو تو بھی جائز ہے۔ لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ تشہد کے بعد درود شریف اور دعا وغیرہ بھی پڑھ لے (درمختار صـ۹۵)

رکعت ثالثہ (تیسری رکعت)

اگر فرض نماز ہے تو تیسری رکعت میں ثنا اور تعوذ نہ پڑھے (درمختار صـ۹۵، کبیری صـ۳۳۲)

مسئلہ ۱:۔ تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے (ہدایہ صـ۹۶، شرح نقایہ صـ۸۱، کبیری صـ۲۷۸)

جیسا کہ مفصل باحوالہ بحث صـ۲۸۷ پر ارکانِ صلوٰۃ مسائل قراءۃ کے باب میں گذر چکی ہے۔

مسئلہ:۔ فرائض کی آخری دو رکعتوں میں اگر تسبیح کرتا رہے یا خاموش رہے۔ تب بھی نماز درست ہوگی (ہدایہ صـ۹۶، شرح نقایہ صـ۸۱، کبیری صـ۲۷۷)

باحوالہ بحث صـ۲۸۷ پر ملاحظہ کریں۔

مسئلہ:۔ نوافل کی تیسری رکعت میں قراۃ شروع کرنے سے پہلے ثنا کا پڑھنا بہتر اور افضل ہے (کبیری صـ۳۳۲، درمختار صـ۹۵)

مسئلہ:۔ وتر اور سنت مؤکدہ اور نوافل کی تمام رکعات میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ ملانا ضروری ہے (کبیری صـ۳۳۲)

آخری قعدہ

دو رکعت والی نمازمیں دوسری اور تین والی میں تیسری اور چار والی میں چوتھی رکعت پورا کرنے کے بعد قعدہ اخیرہ کرے۔ یہ قعدہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک فرض ہے اور اس میں بھی تشہد کا پڑھنا واجب ہے۔ جیسا کہ ارکانِ صلوٰۃ صـ۳۰۲ اور واجبات صلوٰۃ صـ۳۰۸،۳۰۶ "لفظ سلام سے نکلنا" کے عنوان کے تحت باحوالہ بحث گذر چکی ہے۔

مسئلہ:۔ آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھے۔

التحیات کے بعد نماز میں درود شریف

حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور جمہور علماء کے نزدیک نماز میں تشہد کے بعد درود کا پڑھنا سنت ہے اور اگر کسی وجہ سے ترک کر دیا جائے تو نماز صحیح ہوگی۔ اور امام احمدؒ و شافعیؒ کے نزدیک درود کا پڑھنا

واجب ہے، اس کے ترک سے نماز صحیح نہیں ہوگی (نووی شرح مسلم مع مسلم ص۱۷۵/۱)

فضائل درود شریف

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۞ (احزاب پ۲۲)

بے شک اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ نازل فرماتا ہے اپنے نبی پر اور اس کے فرشتے نزول رحمت کی دعا کرتے ہیں نبی کے لیے۔ اے ایمان والو! تم بھی نبی پہ درود و سلام بھیجو۔

قَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ صَلٰوةُ اللّٰهِ ثَنَاؤُهٗ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَصَلٰوةُ الْمَلٰٓئِكَةِ الدُّعَاءُ (بخاری ص۷۰۷/۲)

حضرت ابوالعالیہؒ کہتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ اس کی وہ تعریف ہے جو وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرشتوں کے سامنے کرتا ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ دعا ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا صَلٰوةُ الرَّبِّ الرَّحْمَةُ وَصَلٰوةُ الْمَلٰٓئِكَةِ الْاِسْتِغْفَارُ (ترمذی ص۹۶)

حضرت سفیان ثوریؒ اور بہت سے اہل علم سے منقول ہے، انہوں نے کہا ہے کہ رب تعالیٰ کی صلوٰۃ وہ رحمت ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ وہ استغفار ہے۔

اَلصَّلٰوةُ مِنَ الْعِبَادِ طَلَبُ الرَّحْمَةِ الشَّامِلَةِ لِخَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

صلوٰۃ بندوں کی طرف سے اس رحمت کی طلب ہے جو دنیا اور آخرت کی خیر پر شامل ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء و تعظیم رحمت و عطوفت کے ساتھ ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر پر اور اس کے ساتھ ان کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے۔

اِنَّمَا تَجِبُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِي الْعُمُرِ مَرَّةً وَاحِدَةً (تفسیر ابن کثیر ص۵۱۲/۱۶)

عمر بھر میں ایک دفعہ درود شریف پڑھنا ہر مومن پر فرض ہے۔

وَسُنَّةٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رح فِی التَّشَهُّدِ وَعِنْدَ الشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ فَرْضٌ (شرح نقایہ ص۸۰ج۱ کبیری ص۳۲۲)

اور تشہد میں سنت ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور امام احمدؒ اور شافعیؒ کے نزدیک فرض ہے

وَمُسْتَحَبٌّ کُلَّمَا ذُکِرَ اِسْمُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ (ابن کثیر ص۵۱۲ ج۳)

اور جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک ذکر کیا جائے اس وقت مستحب ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّهَا زَکَاةٌ لَّکُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ فَاِنَّهَا دَرَجَةٌ (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۵۱۱)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ پہ درود پڑھو۔ کیونکہ یہ تمہارے لیے پاکیزگی کا باعث ہے اور اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو اور وہ ایک درجہ ہے۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ علیه وسلم مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا (مسلم ص۱۷۵ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پہ ایک مرتبہ درود پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس پہ دس دفعہ رحمت نازل فرماتا ہے۔

۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ سَبْعِیْنَ صَلٰوةً (مسند احمد ج۲ ص۱۷۲ وتفسیر ابن کثیر ج۳ ص۵۱۱)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایک دفعہ درود پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس پہ ستر دفعہ رحمت نازل فرماتے ہیں۔ اور اس کے فرشتے اس پہ ستر دفعہ نزول رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

وَلَعَلَّ هٰذَا مَخْصُوْصٌ بِیَوْمِ الْجُمُعَةِ

بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ بات شاید جمعہ کے دن سے خاص ہے۔

۵۔ عَنْ عَلِیٍّ مَرْفُوْعًا اَلْبَخِیْلُ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ

حضرت علیؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل وہ ہے کہ میرا ذکر کیے

علیّ (ترمذی ص۵۱ مسند احمد ص۲۰۱ ج۱ مستدرک حاکم ص۵۴۹ ج۱)

پاس ہو، اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے ۔

۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً (ترمذی ص۹۶)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک مجھ سے زیادہ قرب رکھنے والے قیامت کے دن وہ ہونگے جو مجھ پر زیادہ درود پڑھتے ہوں گے ۔

۷۔ عَنْ اَنَسٍ (مَرْفُوْعًا) مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَّحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَّرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (نسائی ص۱۹۱ ج۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھیگا اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہ مٹائے جائیں گے اور اس کے دس درجے بلند کیے جائیں گے ۔

۸۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ قَالَ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ

(ترمذی ص۹۶ وکذا عن علیؓ)

حضرت عمر فاروق رضؓ سے روایت ہے ۔ انہوں نے کہا کہ دعا ارض و سما کے درمیان موقوف ہوتی ہے اوپر نہیں جاتی جب تک تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجو۔ (حضرت علیؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے ۔)

۹۔ حضرت ابو طلحہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ خوش خوش تشریف لائے تو فرمایا۔

اِنَّ مَلَکًا اَتَانِیْ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ! اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ لَکَ اَمَا یُرْضِیْکَ اَنْ لَّا یُصَلِّیَ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَّلَا یُسَلِّمُ عَلَیْکَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا ۔

(نسائی ص۱۸۹ ج۱، دارمی ص۲۲۵ ج۲)

جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا تیرا پروردگار فرماتا ہے اے محمد! کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں کہ جو شخص کبھی آپ کی امت کا آپ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا میں اس پر دس دفعہ رحمت نازل کروں گا۔ اور جو شخص آپ کی امت کا ایک دفعہ آپ پر سلام کہے گا میں اس پر دس دفعہ سلامتی نازل کروں گا ۔

۱۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَاَبُوْبَكْرٍؓ وَعُمَرُ مَعَهٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم سَلْ تُعْطَهٗ سَلْ تُعْطَهٗ

(ترمذی ص۱۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نماز پڑھتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جب میں بیٹھا تو پہلے اللہ تعالےٰ کی ثنا کی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود پڑھا۔ پھر اپنے نفس کے لیے دعا کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مانگو تجھ کو دیا جائے گا۔ مانگو تجھ کو دیا جائے گا۔ (یعنی صحیح طریقہ یہی ہے۔ اس طریقہ پہ اگر اللہ تعالیٰ سے مانگو گے تو وہ عطا فرمائیگا)

۱۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم يَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ (ابوداؤد ص۲۷۹ ج۱، مسند احمد ص۳۶۷ ج۲)

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ (یعنی سنسان نہ بناؤ مراد یہ ہے کہ عبادت سے خالی نہ کرو۔ یا یہ مراد ہے گھروں میں مردوں کو دفن نہ کرو) اور میری قبر کو عید (میلہ) نہ بناؤ۔ اور مجھ پہ درود پڑھو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچے گا جہاں بھی تم ہوگے۔

۱۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ (مرفوعًا) اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِيْ مِنْ اُمَّتِي السَّلَامَ

(نسائی ص۱۸۹ ج۱، دارمی ص۲۲۵ ج۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالےٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں۔ جو زمین میں سیاحت کرتے ہیں۔ اور مجھ تک میری امت کے لوگوں کا سلام پہنچاتے ہیں۔

۱۳۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب

لَیْلیٰ قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم فَقُلْتُ بَلٰی فَاَھْدِھَا لِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ

بن عجرۃ رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے کہا۔ کیا میں تمہیں ایک ہدیہ نہ دوں جو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ میں نے کہا ضرور دیں۔ تو انہوں نے کہا ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضرت آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجیں۔ کیونکہ سلام کا طریقہ تو ہم معلوم کر چکے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ

(نسائی صفحہ ۱۹۰ ج ۱، دارمی صفحہ ۲۵۱ ج ۱، ابن ماجہ صفحہ ۶۴، بخاری صفحہ ۴۷۷ ج ۱)

۱۴۔ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ خَطِیَٔ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ (ابن ماجہ صفحہ ۶۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

۱۵۔ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَاَحْسِنُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیْہِ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّ ذٰلِکَ یُعْرَضُ عَلَیْہِ

(ابن ماجہ صفحہ ۶۵)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو تو بہت اچھی طرح پڑھو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ شاید یہی درود آپ پر پیش ہو۔

۱۶۔ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ اَدْھَمَ بِسَنَدِہٖ عَنْ عَلِیٍّ مَرْفُوْعًا مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس

جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَعَهُ نُوْرٌ لَوْ قُسِمَ ذٰلِكَ النُّوْرُ بَيْنَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ لَوَسِعَهُمْ

(حلیۃ الاولیاء ص۴۷ ج۸)

۱۷۔ قَالَ اُبَيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِيْ قَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ قُلْتُ فَالنِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ وَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ قُلْتُ فَثُلُثَيْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِيْ كُلَّهَا قَالَ اِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ ذَنْبُكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

(ترمذی ص۲۵۴)

شخص نے مجھ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود بھیجا وہ قیامت کے دن آئے گا اس طرح کہ اس کے ساتھ ایسا نور ہوگا اگر اس کو ساری مخلوق میں تقسیم کیا جائے تو سب کے لیے کفایت کر جائے۔

حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور میں آپ پر اکثر درود پڑھتا ہوں۔ تو میں اس کی کتنی مقدار مقرر کر لوں۔ آپ نے فرمایا جتنا تم چاہو۔ میں نے عرض کیا۔ (اپنی نفلی عبادات کے اوقات میں سے) ایک چوتھائی وقت مقرر کر لوں آپ نے فرمایا جس قدر تم چاہو۔ اور اگر اس سے زیادہ کروگے تو وہ بہتر ہوگا۔ تو میں نے عرض کیا حضور! میں نصف وقت اس کے لیے مقرر کر لوں تو آپ نے فرمایا جتنا چاہو۔ اور اگر زیادہ کرو تو وہ بہتر ہوگا۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضرت پھر دو تہائی وقت مقرر کر لوں آپ نے فرمایا جس قدر چاہو۔ اگر زیادہ کروگے تو وہ بہتر ہوگا۔ تو میں نے عرض کیا حضور پھر میں تمام نفلی عبادات کے اوقات آپ کے لیے درود پڑھنے کے لیے مقرر کرتا ہوں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اس وقت تمہارے تمام مقاصد (دینی اور دنیاوی) پورے کیے جائیں گے۔ اور تیرے گناہ معاف کیے جائیں گے۔

درود شریف کے الفاظ

احادیث میں درود شریف کے مختلف الفاظ آئے ہیں۔ جو الفاظ بھی پڑھے درست ہیں۔

۱- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ بَلٰی فَاھْدِھَا لِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں مجھے حضرت کعب بن عجرہؓ ملے اور انہوں نے کہا۔ کیا میں تمہیں ایک ہدیہ نہ دوں جو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے، میں نے کہا ضرور دیں۔ تو انہوں نے کہا ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضرت آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجیں۔ کیونکہ سلام کا طریقہ تو ہم معلوم کر چکے ہیں تو آپ نے فرمایا کہو۔

" اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (بخاری ج۱ مسلم ج۱)

" اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد پر، اور آپ کی آل پر جیسا کہ تُو نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر، اور ان کی آل پر بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما حضرت محمد پر، اور آلِ محمد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور آلِ ابراہیم پر۔ بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔

۲- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَبَارِکْ

" اے اللہ! رحمت نازل فرما حضرت محمد پر اور آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور برکت

عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (بخاری ص۴۷۷ ج۱، موطا امام محمد ص۱۶۰، مسلم ص۱۷۵ ج۱)

نازل فرما حضرت محمد پر اور آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر جیساکہ تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر، بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔

۳۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (ابوداؤد ص۱۴۱ ج۱)

اے اللہ! رحمت نازل فرما نبی حضرت محمد پر اور آپ کی ازواج امہات المؤمنین پر اور آپ کی اولاد پر اور اہل بیت پر جیساکہ رحمت نازل فرمائی تو نے حضرت ابراہیم پر۔ بے شک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔

ایک اشکال صلوات اور برکاتِ ابراہیم علیہ اسلام سے کیوں تشبیہ دی گئی ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں۔

جواب ۱۔ چونکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہیں۔ اور فضائل کے باب میں باپ دادا سے تشبیہ مرغوب ہوتی ہے۔

۲۔ مشبہ بہ کبھی مشبہ سے کم بھی ہوتا ہے۔ جیساکہ مندرجہ ذیل مثالوں سے ظاہر ہے۔

۱) مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ (النور ۳۵، پ ۱۸)

مثال اللہ تعالیٰ کے نور کی جیساکہ ایک طاق ہے اس میں چراغ ہے۔

۲) وَاَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ (القصص ۷۷، پ ۲۰)

اور تم احسان کرو لوگوں کے ساتھ جیساکہ اللہ تعالےٰ نے احسان کیا ہے تیرے ساتھ۔

۳) یَتَلَأْلَأُ وَجْھُہٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ (ترمذی ص۵۶۸)

چمکتا تھا آپ کا چہرہ مبارک، مثل چمکنے چاند کے چودھویں رات۔

۵۔ یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرِ مِنْ وَّجْھِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ

اے جمال والے اور تمام نوع انسانی کے سردار آپکے روشن چہرے سے البتہ تحقیق روشن کیا گیا ہے چاند۔

۳۔ شہرت کی بنا پر چونکہ رحمتوں اور برکتوں کا ہونا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم پر تمام

ملّتوں میں مشہور اور واضح تھا۔ اس لیے تشبیہ دی گئی۔

۴۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں۔

" تشبیہ فی النسبتہ میں نسبت کا مساوی ہونا ضروری ہے۔ منسوب الیہ اور منسوب کا برابر ہونا ضروری نہیں۔ جیسا کہ ایک کو دو کے ساتھ وہی نسبت ہے جو ایک کروڑ کو دو کروڑ کے ساتھ وعلیٰ ہذا جیسا کہ جیسے روح ویسے فرشتے، جیسی روح ویسا بدن، جیسا آفتاب ویسی دھوپ جیسا چاند ویسی چاندنی، جیسا درخت ویسا پھل، (ملخصاً مباحثہ شاہجہانپور ص۵۹-۶۰)

" تساوی نوعی میں یہ لازم نہیں کہ مراتبِ شخصی بھی مساوی ہو جائیں جیسا کہ ایک شخص ایک ماشہ کندن، سونا دکھلا کر کہے کہ ایسا سونا خریدنا منظور ہے۔ اور وہ ہزار من سونا خریدتا ہو۔

(مباحثہ شاہجہانپور ص۶۱)

مسئلہ:۔ قراۃِ قرآن میں اور خطبہ میں نام مبارک آئے تو سامعین درود نہ پڑھیں۔ کیونکہ قراءۃ اور خطبہ سُننا واجب ہے۔

مسئلہ:۔ تلاوت قرآن پاک کے دوران بھی نام مبارک آئے تو افضل ہے۔ کہ درود نہ پڑھے فارغ ہونے کے بعد اختیار ہے۔

مسئلہ:۔ نماز کی اقامت میں اور اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے وقت جواب میں اسی کلمہ کو دہرائے۔ اس موقع پر درود نہ پڑھیں حکم ایسا ہی ہے۔

مسئلہ:۔ کتابت کے وقت نام مبارک پر "صلعم" یا "م" نہ لکھیں بلکہ پورا درود شریف "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھنا چاہیئے۔

مسئلہ: بعض لوگوں کے نام محمد یا احمد ہوتے ہیں۔ اور وہ اس پر ؐ یا صلعم لکھتے ہیں یہ گستاخی اور زیادتی ہے۔

مسئلہ:۔ شرح فقہ اکبر میں ہے کہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کے سوا کسی پر درود نہ بھیجا جائے (یہ اہل رفض و بدعت کا شعار ہے) ہاں تبعیت کی شکل میں جائز ہے (شرح فقہ اکبر ص۲۰۴)

مصداق رحمت دنیا میں اعلاء دین، اظہار دعوت، عظمت ذکر اور وَرَفَعْنَا لَكَ

ذٰلِکَ ابقائے شریعت اور آخرت میں قبول شفاعت، ضعف ثواب، اظہار فضل برا اولین و آخرین اور تقدم علی کافۃ الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین والناس اجمعین ہے۔

درود شریف کے بعد دُعا

درود شریف پڑھ کر دُعا کرے، اس لیے کہ درود کے بعد دُعا مستحب اور مقبولیت کا بہت زیادہ محل ہے۔

(حَدِیْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِی التَّشَھُّدِ) ثُمَّ لِیَتَخَیَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ اَعْجَبَہٗ اِلَیْہِ فَیَدْعُوْا (بخاری ص۱۱۵ ج۱ مسلم ص۱۷۳ ج۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث تشہد کے باب میں ہے اس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر پسند کرے دُعا میں سے جو اس کو اچھی معلوم ہو اور دعا کرے۔

فضائل دُعا:-

۱- وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ﴿۶۰﴾ (مومن پ۲۴)

اور فرمایا تمہارے پروردگار نے دُعا کرو مجھ سے میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بیشک وہ لوگ جو میرے سامنے دعا کرنے سے تکبر کرتے ہیں۔ وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

۲- فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ (انعام آیت ۴۱ پ۷)

پس کھولتا ہے (یعنی قبول کرتا ہے) جس کی طرف تم اس کو پکارتے ہو، اگر چاہے۔

۳- عَنْ نُعْمَانَ بْنِ بَشِیْرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَاءَ ھُوَ الْعِبَادَۃُ (مسند احمد ص۲۷۶ ج۴)

حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک دعا وہ عبادت ہی ہے۔

۴- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَسْئَلِ اللّٰہَ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالےٰ کے سامنے دُعا نہ کی اللہ تعالیٰ اس پر ناراض

عَزَّ وَجَلَّ غَضِبَ عَلَيۡهِ (تفسیر ابن کثیر صہ ۸۵ ج ۴ بحوالہ مسند احمد) — ہوتا ہے۔

۵۔ عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِکٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیۡمَا یَرۡوِیۡ عَنۡ رَّبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: اَرۡبَعُ خِصَالٍ وَاحِدَةٌ مِّنۡهُنَّ لِیۡ وَوَاحِدَةٌ لَّکَ وَوَاحِدَةٌ فِیۡمَا بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکَ وَوَاحِدَةٌ فِیۡمَا بَیۡنَکَ وَبَیۡنَ عِبَادِیۡ

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، چار خصلتیں ہیں ایک میرے لیے ایک تیرے لیے ایک تیرے اور میرے درمیان اور ایک تیرے اور میرے بندوں کے درمیان۔ بہرحال جو خصلت میرے لیے ہے وہ یہ ہے کہ تم میری ہی عبادت کرو۔

فَاَمَّا الَّتِیۡ لِیۡ فَتَعۡبُدُنِیۡ وَلَا تُشۡرِكُ بِیۡ شَیۡئًا وَاَمَّا الَّتِیۡ لَکَ عَلَیَّ فَمَا عَمِلۡتَ مِنۡ خَیۡرٍ جَزَیۡتُکَ بِهٖ وَاَمَّا الَّتِیۡ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکَ فَمِنۡکَ الدُّعَاءُ وَعَلَیَّ الۡاِجَابَةُ وَاَمَّا الَّتِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَ عِبَادِیۡ فَارۡضَ لَهُمۡ مَا تَرۡضٰی لِنَفۡسِکَ (تفسیر ابن کثیر صہ ۸۵ ج ۴ بحوالہ مسند ابی یعلیٰ)۔

اور کسی چیز کو میرے ساتھ شریک نہ بناؤ۔ اور وہ خصلت جو تیرے لیے ہے۔ وہ یہ کہ جو بھی تم بھلائی سے عمل کروگے تو میں اس کا بدلہ تمہیں دوں گا۔ بہرحال وہ خصلت جو میرے اور تیرے درمیان ہے وہ یہ کہ تیری طرف سے دعا ہو اور میرے ذمہ قبول کرنا ہے۔ اور وہ خصلت جو تیرے درمیان اور میرے بندوں کے درمیان ہے وہ یہ کہ تم ان کے لیے وہی بات پسند کرو جو اپنے نفس کے لیے پسند کرتے ہو۔

ادعیہ ماثورہ والفاظ دعا — درود شریف کے بعد الفاظ قرآن یا اس کے مشابہ دعا کرے۔ یا جو ادعیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا سلف سے منقول ہیں۔

وَیَدۡعُوۡ بِمَا یُشۡبِهُ اَلۡفَاظَ الۡقُرۡاٰنِ وَالۡاَدۡعِیَةَ الۡمَاۡثُوۡرَةَ وَلَا یَدۡعُوۡ بِمَا یُشۡبِهُ کَلَامَ النَّاسِ (ہدایہ صہ ۲ ج ۱ شرح نقایہ صہ ۸۱ ج ۱، کبیری صہ ۳۳۵)

دعا ایسے الفاظ سے مانگے، جو قرآن سے مشابہ ہوں، اور منقولہ دعاؤں سے مشابہ ہوں۔ ایسے الفاظ سے دعا نہ مانگے جو لوگوں کے کلام سے مشابہ ہوتے ہیں۔

چند ادعیہ درج ذیل ہیں

۱۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

اے پروردگار! مجھ کو نماز قائم کرنے والا بنا دے اور میری اولاد میں سے بھی نماز قائم کرنے والے بنا دے، اے پروردگار! میری بخشش فرما، اور میرے والدین کی اور سب مومنوں کی جس دن حساب قائم ہوگا۔

۲۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے رب ہم کو دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رضؓ اَنَّہٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلِّمْنِیْ دُعَآءً اَدْعُوْ بِہٖ فِیْ صَلَاتِیْ قَالَ قُلْ

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا حضور مجھے کوئی دعا سکھلا دیں، تاکہ میں نماز میں دعا کیا کروں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ" (بخاری ج۱ ص۱۱۵، مسلم ج۲ ص۳۴۷)

"اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیے ہیں، اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں پس مجھے اپنی طرف سے مغفرت عطا فرما، اور مجھ پر رحم کر، بیشک تو بخشش کرنے والا اور مہربان ہے۔

۴۔ عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَدْعُوْ فِی الصَّلٰوۃِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا کرتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ

"اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور ——— مسیح دجال کے فتنہ سے، اور زندگی اور موت کے

فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔

فتنہ سے، اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں گناہوں اور قرض کے بوجھ سے

فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ مَا اَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ۔

ایک شخص نے کہا کہ آپ قرض سے اکثر پناہ مانگتے ہیں، تو آپ نے فرمایا بے شک آدمی جب مقروض ہوتا ہے، تو جھوٹی بات کرتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے۔

(بخاری صـ۱۱۵ ج۱، مسلم صـ۲۱۷ ج۱، موطا امام مالک صـ۱۹۸ عن ابن عباس رض)

۵۔ عَنْ عَلِیٍّ (مَرْفُوْعًا) ثُمَّ يَكُوْنُ مِنْ اٰخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ۔

حضرت علی رض سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشہد اور سلام کے درمیان یہ دعا مانگتے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

اے اللہ! مجھے بخش دے جو کچھ میں نے پہلے کیا اور جو کچھ میں نے بعد میں کیا، اور جو پوشیدہ اور ظاہری طور پر کیا، اور جو میں نے اسراف کیا ہے اور جو تو مجھ سے زیادہ بہتر جانتا ہے، تو ہی مقدم اور مؤخر کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں

(مسلم صـ۲۶۳ ج۱، بخاری صـ۹۳۵ ج۲)

سلام جب نماز ختم ہو تو پہلے دائیں جانب "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کہے اور پھر بائیں جانب کہہ کر سلام سے نکلے۔ (ہدایہ صـ۱۰۷ ج۱، شرح نقایہ صـ۸۱ ج۱، کبیری صـ۳۳۶)

۱۔ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ اَرَىٰ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰى اَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ (مسلم صـ۲۱۶ ج۱، ابن ابی شیبہ صـ۲۹۸ ج۱)

حضرت سعد رض کہتے ہیں کہ میں دیکھتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے۔ یہاں تک کہ میں آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھتا تھا۔

۲- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُسَلِّمُ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ یَسَارِہٖ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ (ترمذی ص۶۹)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دائیں بائیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ کہہ کر سلام پھیرتے تھے۔

مسئلہ:- اگر بغیر لفظ سلام کہے کوئی شخص نماز سے اٹھ کر چلا گیا۔ تو نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ ورنہ گنہگار ہوگا۔ کیونکہ لفظ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" کہہ کر نماز سے نکلنا واجب ہے۔ اور واجب کے ترک سے نماز لوٹانا واجب ہے۔

مسئلہ:- امام سلام کے وقت ان مقتدیوں کی نیت کرے جو دائیں بائیں ہیں۔ اور کراماً کاتبین اور ملائکہ حفظہ وغیرہ کی، اور مقتدی ہر طرف نمازیوں اور ملائکہ اور جس طرف امام ہو تو اس کی نیت کرے۔ اور اگر امام کے بالکل پیچھے ہو تو دونوں طرف امام کی نیت کرے۔ اور منفرد کراماً کاتبین اور ملائکہ حفظہ وغیرہ کی نیت کرے (ہدایہ ص۲ ج۱، شرح نقایہ ص۹۱ ج۱، کبیری ص۳۲۴)

مسئلہ:- امام کا سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف رُخ پھیرنا مستحب ہے۔

عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ رض قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا صَلّٰی صَلٰوۃً اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ (بخاری ص۱۱۷ ج۱)

حضرت سمرۃ بن جندبؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر کر ہماری طرف رخ مبارک کرکے متوجہ ہوتے تھے۔

مسئلہ:- امام کے لیے مقتدیوں کی طرف پھرنا دائیں اور بائیں جانب سے دونوں طرح درست ہے کسی ایک جہت کو لازم کرنا گناہ ہے۔

۱- قَالَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ لَا یَجْعَلْ اَحَدُکُمْ لِلشَّیْطَانِ شَیْئًا مِّنْ صَلَاتِہٖ یَرٰی اَنَّ حَقًّا عَلَیْہِ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا نہ بنائے تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں سے کچھ حصہ شیطان کے لیے، وہ یہ خیال کرنے لگے کہ اس پر ضروری ہے

اَنْ لَا يَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ يَمِيْنِهٖ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَثِيْرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهٖ

نماز ختم کرکے دائیں طرف ہی پلٹے، کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دفعہ بائیں طرف سے بھی پلٹتے ہوئے دیکھا ہے

(بخاری صہ ۱۱۸ ج ۱)

۲۔ وَكَانَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَنْفَتِلُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ وَيَعِيْبُ عَلٰى مَنْ يَتَوَخّٰى اَوْمَنْ تَعَمَّدَ الْاِنْفِتَالَ عَنْ يَمِيْنِهٖ

اور حضرت انسؓ پلٹتے تھے دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے بھی اور اس پر نکتہ چینی کرتے تھے جو صرف دائیں طرف پلٹنے کا قصد کرتا تھا۔

(بخاری صہ ۱۱۸ ج ۱)

نماز کے بعد دعا

نماز کے بعد دُعا مسنون و مستحب ہے۔ اور بہت مقبول ہوتی ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضؓ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ وَ دُبُرُ الصَّلٰوتِ الْمَكْتُوْبَاتِ۔

حضرت ابو امامہؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا گیا حضرت کونسی دُعا زیادہ سُنی جاتی ہے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) آپ نے فرمایا وہ دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے جو رات کے آخری حصے میں کی جائے اور وہ دُعا جو فرض نماز کے بعد مانگی جائے

(ترمذی صہ ۵۰۴ وقال ہذا حدیث حسنؓ)

۲۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضؓ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقُوْلُ اِذَا صَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ يُسَلِّمُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ کر سلام پھیرتے تھے تو یہ دُعا پڑھتے۔ (اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، رزق وسیع اور عمل مقبول مانگتا ہوں۔

(مسند احمد صہ ۳۰۵ ج ۶، ابن ماجہ صہ ۶۶، ونیل الاوطار صہ ۳۲۰ ج ۲ وقال رجالہ ثقاتؒ)

۳۔ امام بخاریؒ نے بھی باب قائم کیا ہے۔
اَلدُّعَاءُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ (بخاری صہ ۹۳۷ ج ۲) نماز کے بعد دعا کرنا

دُعا میں ہاتھ اٹھانا

دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا بھی مسنون و مستحب ہے

١۔ عَنْ سَلْمَانؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْعَبْدِ اَنْ یَّرْفَعَ اِلَیْہِ یَدَیْہِ فَیَرُدَّھُمَا خَائِبَتَیْنِ

(مستدرک حاکم ص ۵۲۵ ج ۱ وقال صحیح واقرہ الذہبی)

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیشک اللہ تعالٰی شرماتا ہے اس بات سے کہ بندہ اس کے سامنے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور وہ اُن کو خالی اور ناکام لوٹائے۔

٢۔ عَنْ عُمَرؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اِذَا مَدَّ یَدَیْہِ فِی الدُّعَاءِ لَمْ یَرُدَّھُمَا حَتّٰی یَمْسَحَ بِھِمَا وَجْھَہٗ (مستدرک حاکم ص ۵۳۶ ج ۱)

امیر المومنین حضرت عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے ـــ تو اُن کو واپس نہیں لوٹاتے تھے جب تک منہ پر نہ مل لیتے۔

٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ (مَرْفُوْعًا) اِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰہَ فَاسْئَلُوْہُ بِبُطُوْنِ اَکُفِّکُمْ وَلَا تَسْئَلُوْہُ بِظُھُوْرِھَا وَامْسَحُوْا بِھَا وُجُوْھَکُمْ

(مستدرک حاکم ص ۵۳۶ ج ۱، ابن ماجہ ص ۲۷۵)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو ہاتھوں کے بطون (ہتھیلیوں) کو سامنے رکھ کر سوال کرو، ہاتھوں کی پشت کو سامنے رکھ کر سوال نہ کرو۔ اور پھر دعا کے بعد ہاتھوں کو منہ پر مل لیا کرو۔

٤۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیَی الْاَسْلَمِیؒ قَالَ رَاَیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِؓ وَرَاٰی رَجُلًا رَافِعًا یَدَیْہِ یَدْعُوْ قَبْلَ اَنْ یَّفْرُغَ مِنْ صَلَاتِہٖ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْھَا قَالَ لَہٗ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَتّٰی یَفْرُغَ

محمد بن یحییٰ اسلمیؒ نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو دیکھا، کہ انہوں نے ایک شخص کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا نماز سے فارغ ہونے سے قبل، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اس شخص سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے لیے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے جب تک نماز سے فارغ نہ ہو جاتے۔

عَنْ صَلٰوتِہٖ (اعلاء السنن ص۲۰۲ ج۳، بحوالہ ابن ابی شیبہ وقال رجالہ ثقات)

۵۔ عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ بَسَطَ کَفَّیْہِ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ ثُمَّ یَقُوْلُ

حضرت انسؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ اپنے ہاتھ ہر نماز کے بعد پھیلاتا ہے اور پھر یہ دعا کرتا ہے۔

"اَللّٰھُمَّ اِلٰہِیْ وَاِلٰہَ اِبْرَاھِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَاِلٰہَ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ اَسْئَلُکَ اَنْ تَسْتَجِیْبَ دَعْوَتِیْ فَاِنِّیْ مُضْطَرٌّ وَتَعْصِمَنِیْ فِیْ دِیْنِیْ فَاِنِّیْ مُبْتَلًی وَتَنَالَنِیْ بِرَحْمَتِکَ فَاِنِّیْ مُذْنِبٌ وَتَنْفِیَ عَنِّیْ الْفَقْرَ فَاِنِّیْ مُتَمَسْکِنٌ"

"اے اللہ! جو میرا الٰہ ہے، اور ابراہیم اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کا الٰہ ہے، اور جبرائیل میکائیل اسرافیل علیہم السلام کا الٰہ ہے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری دعا قبول فرمائے، کیونکہ میں مجبور و پریشان ہوں اور میری حفاظت فرما میرے دین میں کہ میں آزمائش میں ڈالا ہوا ہوں، اور مجھے اپنی رحمت سے نواز کہ میں گنہگار ہوں، اور مجھ سے فقر دور کر دے کہ میں مسکنت والا ہوں.

اِلَّا کَانَ حَقًّا عَلَی اللہِ اَنْ لَّا یَرُدَّ یَدَیْہِ خَائِبَتَیْنِ (عمل الیوم واللیلۃ ص۱۰ لابن سُنّیؒ)

جو شخص ایسی دُعا کرے گا، تو اللہ تعالےٰ اس کے دونوں ہاتھوں کو ناکام نہیں لوٹائے گا.

۶۔ عَنِ الْاَسْوَدِ الْعَامِرِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ انْصَرَفَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَدَعَا (اعلاء السنن ص۲۰۲ ج۳ بحوالہ ابن ابی شیبہ)

حضرت اسود عامریؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی جب آپ نے سلام پھیرا تو پیچھے پلٹے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

۷۔ امام بخاریؒ نے باب قائم کیا ہے۔

رَفْعُ الْاَیْدِیْ فِی الدُّعَاءِ (بخاری ص ۹۳۸ ج ۲) دُعا میں ہاتھ اٹھانا۔

روایت ۵ و ۶ اگرچہ باعتبار سند کے ضعیف ہیں۔ لیکن پہلی چار روائتیں اس کی مؤید ہیں جو صحیح اور حسن ہیں۔ ویسے بھی ضعیف روایت استحباب ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔

نوٹ:۔ نماز کے بعد دُعا اور دُعا میں ہاتھ اٹھانا سنت اور مستحب ہے۔ اگر کوئی ایسا نہ کرے تو اس پر کوئی ملامت نہیں۔

نماز کے بعد کے اذکار

احادیث میں نماز کے بعد جو اذکار ثابت ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ کُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بِالتَّکْبِیْرِ

(بخاری ص ۱۱۶ ج ۱، مسلم ص ۲۱۷ ج ۱)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے اختتام کو اللہ اکبر کہنے سے سمجھتا تھا۔

۲۔ عَنْ مُغِیْرَۃَ بْنِ شُعْبَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ کہتے تھے

" لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ "

(بخاری ص ۱۱۷ ج ۱، مسلم ص ۲۱۸ ج ۱)

اللہ تعالٰے کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے، اسی کی بادشاہی ہے۔ اور اسی کے لیے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ نہیں روکنے والا کوئی اس چیز کو جس کو تو عطا فرمائے۔ اور نہیں کوئی دینے والا اس چیز کا جس کو تو روک دے اور نہیں فائدہ دیتا کسی بخت والے کو اس کا بخت تیرے سامنے۔

ہشام بن عروہؒ کی روایت میں یہ آتا ہے کہ حضرت ابن الزبیرؓ ہر نماز کے بعد جب سلام

پھیرتے تو یہ کلمات پڑھتے تھے۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی کلمات کے ساتھ ہر نماز کے بعد دعا کرتے تھے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ

(مسلم ص ۱۱۸ ج ۱)

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے ـــــــــ اسی کیلیے بادشاہی ہے۔ اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ برائی سے پھرنے اور نیکی کرنے کی توفیق بھی صرف اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور ہم اسی کی ہی عبادت کرتے ہیں، اسی کے لیے نعمت ہے اور اسی کے لیے فضل ہے اور اسی کے لیے ہی ہے اچھی تعریف۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم اسی کے لیے خالص اطاعت کرنے والے ہیں اگرچہ کافر لوگ اس کو ناپسند کریں۔

مسلم کی اس روایت کو نقل کرتے میں صاحب مشکوٰۃ کو غلطی لگی ہے۔ اور ان کو اشتباہ ہوا ہے۔ صاحب مشکوٰۃ نے مسلم کے حوالہ سے بِصَوْتِهِ الْاَعْلٰى (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز کے ساتھ یہ دعا کرتے تھے) کا لفظ بھی بیان کیا ہے۔ حالانکہ مسلم میں یہ لفظ نہیں ہے۔

البتہ عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں یہ آیا ہے کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے اختتام کو تکبیر سے پہچانتے تھے۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی بلند آواز سے ذکر (تکبیر یا استغفار) کے ساتھ معلوم ہوتا تھا کہ نماز اب ختم ہو چکی ہے۔

ذکر سے یہی تکبیر، استغفار، تہلیل مراد ہے۔ عام اذکار مراد نہیں۔ امام نوویؒ شارح مسلم فرماتے ہیں کہ محدث ابن بطالؒ اور دیگر محدثین یہ کہتے ہیں کہ تمام اصحاب مذاہب متبوعہ اور دوسرے علماء اس پر متفق ہیں کہ بلند آواز سے تکبیر اور ذکر کرنا مستحب نہیں۔ اور امام شافعیؒ نے

اس جہر کو احیاناً تعلیم کی غرض پر محمول کیا ہے۔ یہ نہیں کہ دائماً بعد اختتام صلوٰۃ ذکر بالجہر کرتے تھے۔ بلکہ تھوڑے وقت کے لیے تعلیم کی غرض سے تاکہ لوگ جان لیں۔ بیان تعلیم کے لیے حضرت عمرؓ کبھی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الا بالجہر پڑھتے تھے۔ (نووی مع مسلم ص۱۷۲ ج۱)

جیسا کہ مسلم ص۱۷۲ ج۱ میں موجود ہے۔ اس میں دوام نہیں تھا۔ کیونکہ دائمی طور پر ثناء آہستہ آواز سے ہی مسنون ہے۔ اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سری نمازوں میں تعلیم کی غرض سے احیاناً بعض آیات جہراً پڑھ لیتے تھے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ (وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا) مسلم ص۱۸۵ ج۱ میں موجود ہے۔

امام شافعیؒ کا مطلب یہی ہے کہ نماز کے بعد بالجہر تکبیر وغیرہ کا پڑھنا بیان تعلیم کے لیے تھا بالجہر ذکر دائمی سنت نہیں تھا۔ اخفاء ہی زیادہ بہتر ہے۔

۴۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ اَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ ثَلَاثٌ وَّثَلٰثِيْنَ تَسْبِيْحَةً ثَلَاثٌ وَّثَلٰثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَّاَرْبَعٌ وَّ ثَلٰثِيْنَ تَكْبِيْرَةً (مسلم ص۲۱۹ ج۱)

حضرت کعب بن عجرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ آگے پیچھے آنے والی ہیں یہ دعائیں اور اذکار فرض نمازوں کے بعد ان کو پڑھنے والا کبھی نامراد نہیں ہوگا۔ ۳۳ بار تسبیح (سبحان اللہ) ۳۳ بار تحمید (الحمد للہ) ۳۴ بار تکبیر (اللہ اکبر)

۵۔ وَاَيْضًا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ كُلُّهَا ثَلَاثٌ وَّثَلٰثُوْنَ وَتَمَامُ الْمِائَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (مسلم ص۲۱۹ ج۱)

اور نیز حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کہ یہ تمام تسبیحات (سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، ۳۳،۳۳ مرتبہ ہیں۔ اور ایک مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

یہ پورا سو مرتبہ ہو جاتا ہے، جس نے یہ کہا اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہوں۔

۶- وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ تُسَبِّحُونَ دُبُرَ كُلِّ صَلوٰةٍ عَشْرًا وَتَحْمَدُونَ عَشْرًا وَتُكَبِّرُونَ عَشْرًا (بخاری صفحہ ۹۳۷/۲)

اور بخاری شریف کی روایت میں ہے۔ کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ تسبیح، دس مرتبہ تحمید اور دس مرتبہ تکبیر۔

۷- عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍؓ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلوٰةٍ (مسند احمد صفحہ ۱۵۵/۴، ابو داؤد صفحہ ۲۱۳/۱، نسائی صفحہ ۱۹۶/۱)

حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ میں فرض نمازوں کے بعد معوذتین (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور استعاذہ کی دعائیں) پڑھوں۔

۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍؓ هَلْ حَفِظْتَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَيْئًا يَقُولُهُ بَعْدَ مَا سَلَّمَ قَالَ نَعَمْ كَانَ يَقُولُ

"سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۰۳/۱، مجمع الزوائد صفحہ ۱۴۶/۲)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے کہا کیا آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز (دعا) یاد کی ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد پڑھتے تھے، تو انہوں نے کہا ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے "پاکی بیان کر اپنے پروردگار کی، جو عزت کا مالک ہے اس چیز سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ اور سلامتی ہے اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر، اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے"

نماز کے بعد آیۃ الکرسی اور اسکی فضیلت

۱) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّؓ قَالَ قَالَ

حضرت حسن بن علیؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَرَءَ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ فِیْ دُبُرِ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ کَانَ فِیْ ذِمَّۃِ اللّٰہِ اِلَی الصَّلٰوۃِ الْاُخْرٰی

نے فرمایا جس نے فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور پناہ میں ہوگا دوسری نماز تک

(مجمع الزوائد صفحہ ۱۴۸ ج ۲ بحوالہ الطبرانی فی الکبیر باسناد حسن)

۲) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَرَءَ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَّکْتُوْبَۃٍ لَمْ یَمْنَعْہُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا الْمَوْتُ (آثار السنن صفحہ ۱۲۶ ج ۱ بحوالہ النسائی وصحیح ابن حبان)

حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے آیۃ الکرسی فرض نماز کے بعد پڑھی تو اس کے لیے جنت کے داخلہ سے صرف موت ہی مانع ہے۔

۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَرَءَ حٰمٓ الْمُؤْمِن۔ اِلٰی اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ وَاٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ حِیْنَ یُصْبِحُ حُفِظَ بِھِمَا حَتّٰی یُمْسِیَ وَمَنْ قَرَءَ بِھِمَا حِیْنَ یُمْسِیْ حُفِظَ بِھِمَا حَتّٰی یُصْبِحَ

(ترمذی صفحہ ۲۰۱ ج ۲)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورہ حم مومن کی ابتدائی تین آیتیں الیہ المصیر تک پڑھیں اور آیۃ الکرسی پڑھی تو ان دونوں کی برکت سے اس شخص کی رات تک حفاظت کی جائے گی اور جس شخص نے ان دونوں کو رات کے وقت پڑھا تو اِن کی برکت سے صبح تک اس کی حفاظت کی جائے گی۔

۴) عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِیْ اَیُّ اٰیَۃٍ

حضرت ابی بن کعبؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابوالمنذر کیا تم جانتے ہو کہ کون سی آیت کتاب اللہ میں سب سے بڑی ہے

مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَعَكَ اَعْظَمُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِيْ اَيُّ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَعَكَ اَعْظَمُ قُلْتُ "اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" قَالَ فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ قَالَ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ

(مسلم ص۲۷۱ ج۱)

(باعتبار درجے کے) میں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا اے ابوالمنذر کیا تم جانتے ہو کتاب اللہ میں کون سی آیت سب سے بڑی ہے؟ تو میں نے عرض کیا اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تو آپ نے میرے سینہ میں اپنا ہاتھ مبارک مارا اور فرمایا تمہیں مبارک ہو یہ علم اے ابوالمنذر

وَفِيْ رِوَايَةٍ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ لَهَا لِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ تُقَدِّسُ الْمَلِكَ عِنْدَ سَاقِ الْعَرْشِ۔

(مسند احمد ص۱۴۱، ۱۴۲ ج۵)

ایک روایت میں ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اس آیت الکرسی کی زبان ہوگی اور ہونٹ ہوں گے مومن کے حق میں عرش کے پائے کے پاس اللہ تعالیٰ کی تقدیس کریگا۔

۵۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه وَكَّلَنِيْ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِيْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ (اِلٰى اَنْ قَالَ) قَالَ دَعْنِيْ اُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ حَتّٰى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ فَاِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبُكَ شَيْطٰنٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ (اِلٰى اَنْ قَالَ) قَالَ اَمَا اِنَّهٗ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثٍ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں زکوٰۃ (صدقہ فطر) کے مال کی حفاظت پر مقرر فرمایا، رات کے وقت ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ اور وہ طعام میں سے ہاتھ بھر بھر کر اٹھانے لگا۔ تو میں نے اسے پکڑلیا اور ـــــ کہا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤں گا۔ یہاں تک کہ اس (شیطان) نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات بتلاؤں جن کے ساتھ اللہ تمہیں فائدہ پہنچائے گا۔ جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو آیت الکرسی پڑھو، اللہ کی جانب سے

لَيَالٍ قُلْتُ لَا قَالَ ذَاكَ الشَّيْطٰنُ (بخاری ص ۳۱۰ ج ۱)
وَفِیْ رِوَايَةِ الْحَاكِمِ " صَدَقَ الْخَبِيْثُ (مستدرك حاكم ص ۵۶۲ ج ۱)

تمہارے لیے نگران مقرر ہو گا۔ اور شیطان قریب نہیں آئے گا صبح تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شیطان نے تیرے پاس بات سچی کہی ہے لیکن خود وہ جھوٹا ہے۔ یہ تین دن تک تم جس سے بات کر رہے تھے وہ شیطان تھا۔
حاکم کی روایت میں یہ بھی ہے "اس خبیث نے سچ کہا ہے۔

۶) وَفِیْ حَدِيْثِ اَبِیْ ذَرٍّ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّمَا اُنْزِلَ عَلَيْكَ اَعْظَمُ قَالَ اٰيَةُ الْكُرْسِیِّ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ (مسند احمد ص ۱۷۸ ج ۵)

حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ پر سب سے بڑی کون سی آیت نازل ہوئی ہے آپ نے فرمایا۔ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ

۷) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ فِيْهَا اٰيَةٌ سَيِّدَةُ اٰیِ الْقُرْاٰنِ لَا تُقْرَءُ فِیْ بَيْتٍ وَفِيْهِ شَيْطَانٌ اِلَّا خَرَجَ مِنْهُ اٰيَةُ الْكُرْسِیِّ۔ (مستدرک حاکم ص ۵۶۰ ج ۱) [1]

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سورۃ البقرۃ میں ایک آیت ہے جو قرآن پاک کی تمام آیات کی سردار ہے، جس گھر میں پڑھی جاتی ہے۔ شیطان وہاں سے نکل جاتا ہے اور وہ آیۃ الکرسی ہے۔

---

[1] **آیۃ الکرسی کی افضلیت کی وجہ** ذکر اور علم ہمیشہ مذکور اور معلوم کے تابع ہوتے ہیں معلوم و مذکور اگر اشرف ہو گا تو ذکر اور علم بھی اشرف ہو گا۔ معلومات میں سب سے زیادہ اشرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس اور اس کی صفات کمال اور اسمائے مبارکہ ہیں۔ اور ہر ایسا کلام اشرف ہے۔ جو صفات جلال و کبریائی پر مشتمل ہو جس طرح سب سے اشرف و اعلیٰ درجہ، سعادت روحانیہ اور نفسانیہ کا ہے اور سب سے ا[؟]ر اور ادنیٰ درجہ سعادت جسمانیہ بدنیہ اور خارجیہ کا (

باقی حاشیہ ص ۴۱۸ پر

نماز کے بعد کی دعائیں

نماز کے بعد جو ادعیہ احادیث میں ثابت ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اَخَذَ بِيَدِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ وَاَنَا اُحِبُّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَدَعْ اَنْ تَقُوْلَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ

حضرت معاذ بن جبل رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ اے معاذ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں حضرت معاذ رض نے عرض کیا ——— حضور میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز کے بعد اس دعا کو کبھی ترک نہ کرنا۔

بقیہ حاشیہ: قرآن کریم میں توحید۔ دلائل توحید رد شرک مذمت کفر و نفاق، قصص و احکام امثال و مواعظ، وعدہ وعید۔ انذار و تبشیر سب چیزوں کا ذکر ہے۔ سورۂ بقرہ میں منافقین اور کفار کا ذکر ہے بنی اسرائیل کے قبائح تفصیل سے مذکور ہیں۔ مومنین کاملین کے اعلیٰ صفات، احکام قبلہ، حج صلوٰۃ، زکوٰۃ، صیام۔ خمر (شراب) کی قباحت، حیض و طلاق کے مسائل۔ جہاد۔ فی سبیل اللہ۔ ایلاء و قسم وغیرہ کا ذکر ہے ان سب کا لب لباب و خلاصہ انسانی نفوس کی تہذیب ہے۔ اور ان کو رذائل سے پاک کرنا ہے اور یہ بات کبھی تو مواعظ سے حاصل ہوتی ہے۔ کبھی صبر سے تکالیف و مشقتوں کو برداشت کرنے سے، اور کبھی تعمیل احکام سے۔

دراصل تہذیب نفس علم کا مقدمہ ہے۔ علم کمال ہے مجد و شرف کا بلند مقام ہے اور پھر علوم میں بھی اشرف علوم الٰہیہ ہیں، (جنہیں ذات و صفات خداوندی اور لاہوت و جبروت و ملکوت و عالم مثال وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے) اور قرآن کا مقصود اوّلی بھی علم ہے اور علم کا اہم ترین حصہ ذات الٰہی صفات اور افعال الٰہی کا علم ہے اور توحید خداوندی کی معرفت ہے۔ اور اس آیت کرسی میں بس ان ہی باتوں کا ذکر ہے۔

آیۃ الکرسی میں تعداد کلمات آیۃ الکرسی میں تعداد کلمات (الفاظ) ۵۰۔ حروف ۱۸۰ ہیں۔ اور

باقی صفحہ ۴۱۹ پر

"رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ (مسند احمد ص۲۴۷/۵، نسائی ص۱۹۲/۱، ابوداؤد ص۲۱۳/۱، مستدرک حاکم ص۲۷۳/۱)

"اے پروردگار مجھ کو اپنے ذکر اور شکر اور اچھی طرح عبادت ادا کرنے کی توفیق دے۔"

بقیہ حاشیہ: اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے گیارہ دلائل ہیں۔

۱) دلیل اوّل:- (اذ) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنی اس کے سوا کوئی معبود نہیں نہ چھوٹا نہ بڑا نہ کوئی خدا نہ خدازادہ نہ اوتار۔ نہ نافع نہ ضار۔ نہ خالق۔ نہ معطی نہ مالک۔

دلیل ثانی: اَلْحَیُّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض اَعْظَمُ اَسْمَاءِ اللّٰهِ "اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" هُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ ( )

حضرت ابن عباس رض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سب سے بڑے اسماء (نام) یعنی ذاتی ناموں کے بعد الحیّ۔ القیوم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وہی "الحیّ" ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ کرتا ہے اور موت طاری کرتا ہے۔

دراصل بنیادی صفاتِ الٰہیہ تین ہیں، خالق۔ قیوم، مُمیت۔ ہنود ان کے مقابلہ میں برہما (خالق) وشنو (قیوم) شیو (ممیت) کو مانتے ہیں۔ اور نصاریٰ باپ (الحی یا حیات) بیٹا (علم یا علیم) اور روح القدس (ارادہ) کو مانتے ہیں۔ لیکن مومن ان سب صفاتِ الٰہیہ کو مختص ذات باری تعالیٰ کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں۔

دلیل ثالث:- اَلْقَیُّوْمُ اَلَّذِیْ هُوَ قَائِمٌ بِنَفْسِهٖ وَمُقِیْمٌ لِغَیْرِهٖ وَالْقَائِمُ بِتَدْبِیْرِ خَلْقِهٖ بِالْاِیْجَادِ وَ اِیْصَالِ الْاَرْزَاقِ وَجَمِیْعِ الْحَوَائِجِ۔ وَقَالَ الْاِمَامُ الرَّاغِبُ الْاَصْفَهَانِیُّ اَلْقَیُّوْمُ الْقَائِمُ الْحَافِظُ لِکُلِّ شَیْءٍ وَالْمُعْطِیْ لَهٗ مَا بِهٖ قِوَامُهٗ

وہ اپنی ذات میں خود بخود قائم ہے۔ اور دوسری چیزوں کو قائم رکھنے والا ہے اور جو قائم کرنے والا ہے اپنی مخلوق کی تدبیر کو ایجاد کرنے سے، پھر رزق پہنچانے اور ان کی تمام ضروریات پورا کرنے سے اور امام راغب اصفہانی رُ نے کہا ہے کہ قیوم وہ ہے جو قائم ہے۔ اور حفاظت ونگرانی کرنیوالا ہے ہر چیز کی۔ اور ہر چیز کو دینوالا ہے وہ جس کے ساتھ اس کا قوام ہے (یعنی جس کے ساتھ اس کی زندگی اور بقا ہے)

باقی حاشیہ ص۴۲۰ پر

۲۔ عَنْ ثَوْبَانَؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِہٖ اِسْتَغْفَرَ ثَلٰثًا وَقَالَ

حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہتے تھے۔ اور پھر یہ دعا پڑھتے۔

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (مسلم ۲۱۸/۱ج)

اے اللہ! تو سلام ہے اور تجھ سے ہی سلامتی ہے برکت والا ہے تو اے بزرگی اور عزت کے مالک

بقیہ حاشیہ :۔ اور کسی شے کا وجود اور قیام وجود، اور دوام وجود متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ بغیر قیوم سے۔

۴) دلیل رابع :۔ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ وَالسِّنَۃُ مُقَدِّمَۃٌ لِلنَّوْمِ وَالنَّوْمُ غَشْیَۃٌ ثَقِیْلَۃٌ تَھْجُمُ عَلَی الْقَلْبِ فَتَقْطَعُ عَنْہُ مَعْرِفَۃَ الْاَشْیَاءِ وَالسِّنَۃُ تَکُوْنُ فِی الرَّاْسِ وَالنُّعَاسُ فِی الْعَیْنِ

اس کو نہ اونگھ پکڑتی ہے نہ نیند، سنہ (اونگھ) نیند کا مقدمہ ہوا کرتی ہے۔ اور نیند ایک ثقیل قسم کی غشی ہے جو قلب پر ہجوم کرتی ہے۔ اور قلب کا رشتہ اور تعلق جو چیزوں کی معرفت کے ساتھ ہوتا ہے اس کو قطع کر دیتی ہے۔ اور سنہ سر میں ہوتی ہے اور نعاس آنکھوں میں۔

یعنی اللہ تعالیٰ ہمیشہ بیدار، دائمی طور پر از ہمہ خبردار، ہمہ دان، ہمہ توان، ہمہ بین ہے سستی، غفلت، تھکن، کوتاہی وغیرہ کا تصور کسی طرح اسکی ذات تک نہیں پہنچتا۔ وہ ان تمام چیزوں سے ماوراء ہے (لَا کَمَا قَالَ الْیَھُوْدُ) نہ اس طرح جس طرح یہود تصور کرتے ہیں۔ بلکہ مخلوق سے اس کا تصور ناممکن ہے۔

دلیل خامس ۵ : لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔

اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں ہر چیز اسکی ملک ہے اور وہی اس کا مالک اور متصرف ہے۔

باقی حاشیہ صـ۴۲۱ پر

۲- كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ الْكِتَابَةَ وَيَقُولُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلٰوةِ۔	حضرت سعدؓ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات کھلاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ استعاذہ کرتے تھے۔

بقیہ حاشیہ :-

دلیل سادس ؀

مَنْ ذَا الَّذِیْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ	کون ہے جو سفارش کا دم مار سکے۔ اس کے پاس بغیر اس کے حکم کے۔

شفاعت میں بھی شرک ہوتا ہے۔ جیسا کہ مشرکین جبریہ شفاعت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔

دلیل سابع :- يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ	وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے (یعنی علم محیط بھی صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے)
دلیل ثامن :- وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔	اور نہیں احاطہ کر سکتے کسی شئے کے ساتھ اس کے علم میں سے مگر جو وہ چاہے۔

(اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو جتنا حصہ علم میں عطا کرتا ہے وہ ہی ان کا حصہ ہوتا ہے)

دلیل تاسع :- وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	اس کی کرسی آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عِلْمُهٗ" ( )	حضرت ابن عباسؓ نے کرسی کی تفسیر علم سے کی ہے۔
دلیل عاشر :- وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا	اللہ تعالیٰ کو تمام ارض و سماء کی حفاظت تھکاتی نہیں۔

(کہ تھکاوٹ اور بوجھل ہونا ضعف کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے)

دلیل حادی عشر :- وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ الْعَلِيُّ بِذَاتِهٖ، اَلْعَظِيْمُ بِصِفَاتِهٖ	اور وہ اللہ تعالیٰ بلند اور عظمت والا ہے بلند اپنی ذات کے اعتبار سے اور عظیم اپنی صفات کے اعتبار سے

باقی حاشیہ ص ۴۲۲ پر

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ" (بخاری ص۳۹۶/۱)

اے اللہ میں تیری ذات کے ساتھ بزدلی، بخل، رزیل عمر اور دنیا کے فتنے اور عذاب قبر سے پناہ چاہتا ہوں۔

بقیہ حاشیہ :- اللہ تعالیٰ صفاتِ کمال کے ساتھ متصف ہے۔ اور کسی قسم کا نقص بھی اسکی بارگاہ میں راہ نہیں پاسکتا۔

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ (الرعد ۱۶، پ ۱۳)

اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے (باقی تمام کائنات مخلوق ہے۔ خالق صرف ایک ہے)

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (الصّٰفّٰت ۹۶، پ ۲۳)

اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا ہے اور تمہارے اعمال وافعال کا خالق بھی وہی ہے۔

(اعمال کے کرنے کے اسباب قوی طاقت توفیق صرف اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔ بندہ تو صرف کسب کرنے والا ہے۔)

ھَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰہِ یَرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ (فاطر ۳، پ ۲۲)

کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے جو تمہارے لیے روزی مہیا کرتا ہو، آسمان وزمین سے۔ اس کے سوا کوئی معبود (والٰہ) نہیں پھر تم کہاں پھیرے جاتے ہو۔

شرک فی الذات :- شرک یا تو ذات میں ہوتا ہے۔ جیسا خیر وشر کا خالق۔ یزدان واہرمن کو مان اور دو صانع کا اعتقاد رکھنا۔ جس طرح فرقہ ثنویہ اور مجوس وغیرہ مانتے ہیں۔ نور وظلمت کا خالق الگ الگ مانتے ہیں۔

شرک فی الافعال :- یا شرک افعال میں ہوتا ہے یا عبادات میں شرک ہوتا ہے۔ جیسا غیر اللہ کے تقرب کے لیے، رکوع وسجود، طواف ونیاز وغیرہ۔ درحقیقت غیر اللہ کیلیے قربانی پیش کرنا، خودکشی دخترکشی، اولادکشی، اولاد کو بھینٹ چڑھانا، بلیدان کرنا وغیرہ یہ فعلی شرک ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ

باقی حاشیہ ص۴۲۳ پہ

۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ (مرفوعاً) "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ" (نسائی ص۱۹۸، مستدرک حاکم ص $\frac{۲۷۲}{۱/۲}$)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بھی پڑھتے تھے: "اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ کفر، فقر اور عذاب قبر سے پناہ چاہتا ہوں۔"

بقیہ حاشیہ :۔ میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات بالکل واضح ہیں۔

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِیَّاكُمْ (الاسراء ۳۱، پ ۱۵)

اور اپنی اولادوں کو فقر کے خوف سے مت قتل کرو ہم ہی ان کو اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں۔

یہ ضبط تولید، برتھ کنٹرول، خاندانی منصوبہ بندی وغیرہ تمام شرک کی شاخیں ہیں۔ یورپ، امریکہ، وغیرہ نام نہاد مہذب ممالک مشکلات سے بچنے کے لیے بہترین تدبیر خودکشی کو سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا (النساء ۲۹، پ ۵)

اور اپنی جانوں کو مت قتل کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بہت مہربان ہے۔

اکثر و بیشتر، شرک صفات میں ہوتا ہے۔ علم محیط۔ قدرت تامہ، مشیئت، تصرف۔ تاثیر وغیرہ میں یا شرک تسمیہ (نام رکھنے) میں ہوتا ہے جیسا کہ عبدالمسیح۔ عبدالعزیٰ وغیرہ یا شرک حلف اور قسم اٹھانے میں ہوتا ہے۔

مَنْ اَقْسَمَ بِغَیْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ (ترمذی ص۲۴۰)

جس نے اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کے نام سے قسم اٹھائی (بشرطیکہ اس میں وہی تعظیم مراد ہو جو اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے) تو اس نے شرک کیا۔

یا شرک استعانت میں ہوتا ہے یعنی مافوق الاسباب غائبانہ حاجات کا طلب کرنا خواہ اموات سے ہو یا غائبین سے۔

یا شرک ندا میں ہوتا ہے۔ جیسا یا غوث۔ یا علی۔ یا پیر۔ یا خواجہ وغیرہ۔

باقی حاشیہ ص ۴۲۴ پر

مسائل قراءۃ امام کے لیے واجب ہے کہ وہ صبح کی دونوں رکعتوں، مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعات میں جہر کے ساتھ قراءۃ کرے، اسی طرح جمعہ اور عیدین کی دونوں رکعات میں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک سے ثابت ہے اور رمضان کے اندر وتر کی تمام رکعات میں جہر سے قراۃ کرے ظہر وعصر کی تمام رکعات اور مغرب کی تیسری رکعت، عشاء کی آخری دو رکعات میں قراءۃ بالسر یعنی آہستہ قراۃ کرے۔ (ہدایہ صہ ۱/۱۰۳، شرح نقایہ صہ ۱/۸۳)

اس سلسلہ میں باحوالہ مفصل بحث صہ ۲۸۹ ارکانِ صلوٰۃ میں قراءۃ کے باب میں گذر چکی ہے۔

بقیہ حاشیہ:- یا غیر اللہ کے تقرب کے لیے جانوروں کے ذبح کرنے میں شرک ہوتا ہے۔ جیسا کہ کسی قبر "سنز" استھان (تکیہ) درخت مکان وغیرہ پہ ذبح کرنا۔

یا تعویذ گنڈے میں شرک ہوتا ہے

یا شگون لینے میں

یا اخبار میں (غیب کی خبریں معلوم کرنے میں) جیسا کہ کاہن، منجم، رمّال، جفار، دست شناس وغیرہ سے خبریں معلوم کرنا۔

اللّٰہُ (لفظ جلالہ) کی تشریح اَللّٰہُ (وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ) یہ دعویٰ ہے۔ اور خود دلیل بھی ہے کیونکہ (لفظ) اللہ علم ہے ذات واجب الوجود کے لیے۔ جو تمام صفاتِ کمال کی جامع ہے۔ نقص وزوال اور تمام عیوب ونقائص سے مبّرا ومنزہ ہے۔

وَلَا یُطْلَقُ اِلَّا عَلَیْہِ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی وَاشْتِقَاقُہٗ مِنَ الْاُلُوْہِیَّۃِ وَھِیَ الْعِبَادَۃُ وَالتَّاَلُّہُ اَلتَّعَبُّدُ اَیِ الَّذِیْ یَحِقُّ لَہُ الْعِبَادَۃُ اَوْمِنَ الْوَلَہِ اَیْ اَلتَّحَیُّرُ۔ اَلَّذِیْ تَتَحَیَّرُ الْعُقُوْلُ فِیْ کُنْہِ عَظْمَتِہٖ اَوْمِنْ قَوْلِھِمْ اَلِھْتُ اِلٰی فُلَانٍ اَیْ فَزِعْتُ لِاَنَّ

اور یہ اسم پاک سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے اور کسی پہ اطلاق نہیں کیا جاتا۔ اور اس لفظ کا اشتقاق یا تو الوہیت کے مادہ سے ہے۔ جس کا معنی عبادت ہے۔ اور تالہ تعبد یعنی عبادت کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی اس ذات کی عبادت جو مستحق عبادت ہے یا اس لفظ کا اشتقاق وَلَہ کے مادہ سے ہے یعنی حیرانی کیونکہ تمام عقول اس کی حقیقت عظمت

باقی حاشیہ صہ ۴۲۵ پر

مسئلہ: اگر منفرد ہے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ مغرب، عشاء کی پہلی دو رکعتوں اور فجر کی دونوں رکعات میں بالجہر قراءۃ کرے یا آہستہ، دونوں طرح درست ہے البتہ افضل یہ ہے کہ بالجہر پڑھے، تاکہ جماعت کے طریقہ کے ساتھ مشابہت ہو، (ہدایہ ص۱/۷۲، شرح نقایہ ص۱/۸۲)

بقیہ حاشیہ:

اَلْخَلْقُ یَأْلَهُوْنَ اِلَیْهِ فِیْ حَوَائِجِهِمْ اَوْمِنْ اَلِهْتُ اِلَیْهِ اَیْ سَکَنْتُ اِلَیْهِ اَیْ اَلْخَلْقُ یَسْکُنُوْنَ اِلٰی ذِکْرِهٖ۔ اَلْقُلُوْبُ تَطْمَئِنُّ بِذِکْرِهٖ وَالْاَرْوَاحُ تَسْکُنُ اِلٰی مَعْرِفَتِهٖ،

اَوْمِنْ لَاهَ۔ اَیْ اِحْتَجَبَ اَیْ هُوَ الْمُحْتَجِبُ بِالْکَیْفِیَّةِ عَنِ الْاَوْهَامِ اَلظَّاهِرُ بِالدَّلَائِلِ وَالْاَعْلَامِ اِحْتَجَبَ اِرْتَفَعَ لِاَنَّهٗ مَحْجُوْبٌ عَنْ اِدْرَاکِ الْاَبْصَارِ وَمُرْتَفِعٌ عَنْ کُلِّ شَیْءٍ)

معلوم کرنے میں عاجز و درماندہ ہیں (جیسا کہ اکبر نے کہا ہے

سمجھ میں تو آتا ہے تو عقل میں نہیں آتا
پس میں جان گیا تیری پہچان یہی ہے

یا اس کا اشتقاق اَلِهْتُ سے ہے جس کا معنی ہے خوفزدہ ہو کر رجوع کرنا۔ کیونکہ تمام مخلوق اپنی حوائج میں اسی کی طرف رجوع کرتی ہے۔ یا اس کا اشتقاق اَلِهْتُ اِلَیْهِ سے ہے یعنی سکون پکڑنا اس کی طرف۔ تمام مخلوق اس کے ذکر سے سکون حاصل کرتی ہے۔ قلوب اس کے ذکر سے اطمینان اور چین پکڑتے ہیں۔ اور ارواح اس کی معرفت کی طرف سکون و راحت حاصل کرتی ہیں۔ یا اس کا اشتقاق لَاهَ سے ہے یعنی حجاب میں ہونا کیونکہ وہ کیفیت کے ساتھ اوہام سے حجاب میں ہے (پوشیدہ ہے) اور دلائل اور علامات سے ظاہر ہے۔ اور احتجب کا مطلب بلند ہونا بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ ابصار و نگاہوں سے حجاب میں ہے اور ہر شئی سے بلند ہے۔

حضرت شیخ عبدالکریم جیلیؒ (مصنف انسانِ کامل) کہتے ہیں کہ اسم وہ شئے ہے جو فہم میں معین

باقی حاشیہ ص۴۲۶ پر

مسئلہ :- جس شخص نے فجر، مغرب اور عشار کی نماز بعد از وقت (قضا) پڑھی۔ تو اگر امام ہے اور جماعت کے ساتھ ہی پڑھ رہا ہے، تو بالجہر قراءۃ کرے (ہدایہ ص۱۲۴ شرح نقایہ ص۱۳۴)

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ التعریس کے واقعہ میں صبح کی نماز بعد طلوع شمس بالجہر ادا فرمائی تھی۔ (چنانچہ ص۲۹۲ ارکان صلوٰۃ پر مسائل قراءۃ، میں گذر چکا ہے۔

بقیہ حاشیہ :- خیال میں مصور، وہم میں حاضر، فکر میں مرتب، حافظہ میں محفوظ، عقل میں موجود اور مسمّٰی تک بغیر اس کے رسائی نہیں ہو سکتی۔ تمام اسمار، وصفات اس اسم کے تحت ہیں۔ اللہ تعالیٰ تک اس اسم کے سوا پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں، اس اسم کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے ایک آئینہ بنایا ہے۔

جب انسان نے اس آئینہ میں دیکھا تو

كَانَ اللّٰهُ وَلَا شَيْءَ مَعَهٗ — اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی۔

کی حقیقت اس پر کھل گئی۔

یہ اسم پاک خماسی (پانچ حرفی) ہے۔ الف سے مراد مرتبہ احدیت ہے۔ جس میں کثرت فانی ہے۔ کسی وجہ سے بھی اس میں کثرت کا وجود نہیں۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ (القصص ۸۸، پ۲۰) — ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے یا بالفعل ہلاک ہے سوائے اس کی ذات اقدس کے۔

لام اوّل سے مراد جلال ہے۔

تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (الرحمٰن ۷۸، پ۲۷) — مبارک ہے تیرے رب کا نام پاک، جو عظمت اور بزرگی والا ہے۔

لام ثانی سے مراد جمال مطلق ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ (مسلم ص۶۵ ج۱) — اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

لام، الف کے عدد اکثر ہیں

وَالْحُجُبُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْخَلْقِ قَرِيْبٌ — اور حجابات جو اس کے درمیان اور مخلوق کے

باقی حاشیہ ص۴۲۷ پر

مسئلہ :- اور اگر اکیلا نماز پڑھ رہا ہے تو پھر قضاء کے وقت جہر نہ کرے، بالاخفاء قرائت کرے کیونکہ جہر یا تو جماعت کے ساتھ یا پھر وقت کے اندر ہو، اور یہ تو بعد از وقت قضاء ہے الہٰذا اس میں بالاخفاء (آہستہ) ہی قرأۃ کرے۔ (شرح نقایہ صفحہ ۸۲/۱، ہدایہ صفحہ ۴۲)

مسئلہ :- صلوٰۃ کسوف میں اختیار ہے اگر جہر کرے یا اخفاء دونوں طرح روا ہے۔

مسئلہ :- اگر کسی شخص نے عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ پڑھی، اور فاتحہ نہ پڑھی۔ تو پھر پچھلی دونوں رکعات میں فاتحہ نہ دہرائے، اور اگر پہلی رکعات میں سورۃ فاتحہ پڑھی ہو، اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ نہ پڑھی ہو، تو پچھلی رکعات میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھے، اور بالجہر قرارت کرے، پہلی صورت میں فاتحہ کا سورۃ کے بعد پڑھنا خلاف موضوع ہے، اور فاتحہ کے ترک سے سجدہ سہو کے ساتھ تلافی بھی ہو سکتی ہے۔ اور دوسری صورت میں کوئی خرابی نہیں

بقیہ حاشیہ

مِنْ سَبْعِیْنَ — درمیان حائل ہیں وہ بھی ستر کے قریب ہیں

الف ثانی جو کتابت میں ساقط ہے۔ اشارہ ہے کمال کی طرف جس کی کوئی حد و نہایت ہی نہیں۔

؎ طلبم نہایتے آں کہ نہایتے ندارد — بنگاہ ناشکیبے بہ دلِ امیدوارے (اقبال)

" نگاہ ناصبر اور دلِ امیدوار کے ساتھ میں اس کی انتہا طلب کرتا جس کی انتہا ہی نہیں "۔

تجلیاتِ الٰہیہ ہر دم مصروف ہیں۔

ھا۔ ہویّتِ (تشخص خاص) حق کی طرف اشارہ ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ — آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ (ہویّتِ خاصہ کا مالک) ایک ہی اکیلا ہے

ھا دائرہ نما (ہ) احاطۂ حق کی طرف اشارہ ہے۔ جمال و جلال و کمال۔ معدن، نبات، حیوان، انسان عناصر طبیعت، غبار، ذرات، دریا، بیابان، درخت، کھلے پہاڑ، فکر و تخیل، عقل و نفس و قلب، قوائے کامنہ اعضاء و جوارح، ملکیت و بہیمیت، منظر ابلیس، ملک و ملکوت، غیب و جبروت ـــ

؎ بذکرش ہر چہ بینی در خروش است

بندہ رجوع کرنے والا، گناہوں کا قیدی، خطاؤں کا اسیر، خاضع و حقیر، فقیر و ذلیل اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا ملجا و ماویٰ نہیں خیال کر سکتا۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ (سوانی)

ہے، پہلے فاتحہ، پھر سورۃ، لہٰذا فاتحہ اور سورۃ دونوں کو بالجہر پڑھے اور سجدہ سہو اس صورت میں بھی کرنا پڑےگا۔ (ہدایہ ص۱۲۷/۱)

مسئلہ:۔ تمام فرائض کی پہلی دو رکعات میں قرارۃ فرض ہے، اور مغرب کی تیسری رکعت میں اور ظہر، عصر، عشاء کی آخری دو رکعات میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیئے۔ اور اگر اس کی بجائے تسبیح و تحمید کرتا ہے۔ تب بھی درست ہے، اگر بالکل سکوت کرے تب بھی نماز درست ہوگی، لیکن افضل یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھے (ہدایہ ص۹۶/۱، شرح نقایہ ص۸۱/۱، کبیری ص۳۲۷)

اس پر مفصل بحث ص۲۸۰ ارکانِ صلوٰۃ، مسائل قراۃ" میں گذر چکی ہے۔

۱۔ **سری اور جہری کی حکمت**:۔ حضرت شیخ مدنیؒ نے فرمایا کہ

اَللَّیْلُ وَقْتُ ظُهُوْرِ الْجَمَالِ فَیَسْتَحْسِنُ فِیْهِ الْجَهْرُ وَ النَّهَارُ وَقْتُ ظُهُوْرِ الْجَلَالِ فَیَسْتَحْسِنُ فِیْهِ السِّرُّ وَالْخَفَاءُ

رات اللہ تعالیٰ کے جمال کے ظہور کا وقت ہے اسمیں جہر مستحسن ہے، اور دن اللہ تعالیٰ کے جلال کے ظہور کا وقت ہے، اس میں اخفاء اور آہستگی ہی مناسب ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں۔

" تین نمازوں میں جہر قراءۃ اور دو میں سر کا راز بیان کرنے سے پہلے چند مقدمات ذکر کیے جاتے ہیں

۱۔ **پہلا مقدمہ**:۔ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کے قلوب میں ارادہ، قدرت، احساس و محبت جیسے صفات ودیعت کیے ہیں۔ اس طرح کہ ارادہ، احساس و قدرت کے لیے کوئی مفعول متعین نہیں کیا، بلکہ جو مفعول بھی سامنے آئیگا اس پر ان صفات کا ظہور ہوگا۔

اسی طرح محبت کے لیے بھی کوئی متعلق مقرر نہیں کیا، ہر مرغوب پر محبت کا وقوع ہوگا۔ مگر تم جانتے ہو کہ رغبت کی بنا محاسن پہ ہے، خواہ وہ محاسن جسمانی ہوں یا روحانی، ظاہری ہوں یا باطنی، حاسہ بصر سے مدرک ہوں یا دوسرے حواس کے ذریعہ معلوم ہوں۔

اور یہ بات بھی تم جانتے ہو کہ ذاتِ خداوندی جامع ہے۔ جمیع کمالات کے لیے جو اصل ہیں محاسن کے اب اس سے بحث کی جاسکتی ہے کہ ذاتِ خداوندی کے تمام کمالات کو یا چند ایک کو ان میں سے حیوانات بالعموم اور بنی آدم بالخصوص اپنی ابتدائی پیدائش سے لے کر اپنے سامنے رکھتے ہیں۔

باقی حاشیہ ص۴۲۹ پر

مسئلہ :- وتر، نفل، سنت وغیرہ کی تمام رکعات میں قرأۃ فرض ہے، اور سورۃ فاتحہ پڑھنا بھی ضروری ہے۔ (ہدایہ ص ۹۶ ج ۱، شرح نقایہ ص ۹۹ ج ۱)

مسئلہ :- مقتدی امام کے پیچھے قرأۃ نہ کرے، خواہ نماز سری ہو یا جہری ہو مقتدی کا فریضہ استماع اور انصات ہے۔

اس پر مفصل باحوالہ بحث "نماز کا طریقہ" میں گذر چکی ہے۔

بقیہ حاشیہ :- اسی بنا پر تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ خالق عالم کی محبت انسان کی ہم زاد ہے۔ جن کو چشم حقیقت بین ملی ہے وہ روز روشن کی طرح جانتے ہیں کہ ممکن (مخلوق) کو واجب (خالق باری تعالیٰ) کیساتھ دائمی ارتباط و تعلق ہے، اگر ایک لحظہ بھی ارتباط و تعلق سے یہ الگ ہو۔ تو اسی دم ہلاکت کے گڑھے میں چلا جائے گا، الغرض کہ انسان کی حقیقت کا رُخ ہمیشہ اور مسلسل اس ذات واجب کی طرف اسی طرح لگا ہوا ہے جس طرح زمین کا نورانی خطہ اور اس کی دھوپ ہر دم آفتاب کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اگر آفتاب سے اس کی توجہ ہٹ جائے تو اس کا نام و نشان بھی کہیں نہیں ہوگا۔

جب یہ بات ہے تو اس سے یہ لازم ہوگا کہ خالق کی محبت مخلوق کے لیے فطری امور میں سے ہو گی الغرض کہ خالق کی محبت انسان کی اصل فطرت میں گڑی ہوئی ہے، ہر کس و ناکس کے دل میں پڑی ہوئی ہے۔

لیکن جب فطری باتیں حقیقت کے خزانہ اور ماہیت کے صحن میں ہوں تو بسا اوقات خارجی عوارض ان کو روپوش بھی کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اغیار کی محبت خارج سے قلوب پر وارد ہو کر اکثر افراد بنی آدم میں اس اصلی محبت کو اپنے دامن کے نیچے چھپا لیتی ہے۔ کہ اس اصلی محبت کا اثر محسوس نہیں کیا جا سکتا، بلکہ وہ شرارہ جو خاکستر کے نیچے دبا ہوا ہوتا ہے اس کا وجود مثل عدم کے ہو جاتا ہے۔

لیکن اس کے باوجود ہر شخص مومن ہو یا کافر بطور خود اس محبت کی طلب میں پڑا ہوا ہے، اگر یہ اس پوشیدہ محبت کا اثر نہیں تو اور کیا ہے؟

۲۔ دوسرا مقدمہ :- دن وجود کے لیے کارگاہ یا کارگذاری کے لیے ہوتا ہے۔ اور شب عدم کی بیکاری کا وقت ہوتا ہے، روز، نیر اعظم یعنی سورج کی سرگرمی و تابانی میں زندگی کے سرمایہ سے فائدہ پہنچانے کے لیے نورانی فرش بنی آدم کے پاؤں کے نیچے بچھا دیتا ہے، اور شب نیند کی وجہ سے

باقی حاشیہ ص ۴۳۰ پر

مسئلہ :- خطبہ جمعہ وغیرہ کے دوران بھی سامعین پر لازم ہے کہ وہ سکوت کریں، اگر خطیب آیت صلوٰۃ " صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا " پڑھے تو بھی زبان سے کچھ نہ بولیں، بلکہ دل سے صلوٰۃ کا تصور کریں۔ (ہدایہ ص۱۷۱ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۶ج۱)

تمام نمازوں میں قراۃ مسلونہ کی مقدار

حضرت امام ابوحنیفہ رح کہتے ہیں کہ کم از کم نماز میں ایک لمبی آیت کا پڑھنا یا تین چھوٹی آیات کا پڑھنا ضروری ہے، کیونکہ نماز میں مطلق قراۃ فرض ہے۔ سو اس کی ادنیٰ مقدار ایک آیت طویلہ یا تین آیات قصار ہی ہو سکتی ہے (ہدایہ ص۱۰۷ج۱ و کبیری ص۲۶۵) اس کے متعلق مفصل بحث ص۲۸۴ پر "نماز میں مطلق قراۃ فرض ہے" کے تحت گذر چکی ہے۔

بقیہ حاشیہ :- جو موت کی بہن ہے سب کو سلا دیتی ہے، ایک قسم کی موت طاری کر دیتی ہے۔ خواب کی تاریکی پر دوسری تاریکی کو زیادہ کر دیتی ہے، گویا کہ اس ظلمت کدہ کو قبر کا نمونہ بنا دیتی ہے۔ الغرض کہ اس روز کو وجود کے ساتھ نسبت خاص ہے۔ اور اس شب کو عدم کے ساتھ خصوصیت ہے، جیسا کہ ظاہر ہے۔ کہ نمود ہر چیز کی وجود سے ہوتی ہے۔ اسی طرح ظہور ہر شکل کا نور سے ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ روز کے وقت نعمتوں کے گوناگوں دستر خوان حیوانات کے لیے اور خصوصاً بنی آدم کے لیے ہر سو بچھا دیئے ہیں اور رات کے وقت تم جانتے ہو کہ سرکاری باورچی، باورچی خانہ (کچن) کو سرد کر دیتے ہیں۔ الغرض کہ ہر پہلو تم دیکھو دن کے وقت نور وجود کا ظہور ہے، اور رات کو اس کا اخفاء۔

مگر جس جگہ محبوبیت کا مدار وجود پر ہو، جیسا کہ ظاہر ہے محبوب وہی ہو گا۔ جو جمال و کمال رکھتا ہو، اور جمال و کمال وجود کے خواص میں سے ہیں، عدم کا کیسہ اس سرمایہ سے خالی ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ لازم آتا ہے۔ کہ محبت کا منشاء عدم پر ہو، کیا تم نہیں دیکھتے کہ طلبا کی طلب اور آتش عشق کی سرگرمی مطلوب کے معدوم ہونے کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ جو چیز موجود ہو اس کی طلب محال ہے، اور جو کمال اپنے اندر ہو اس کا عشق بعید از خیال و تصور ہو گا۔

۳۔ تیسرا مقدمہ :- یہ ہے کہ دن ہنگام معیشت ہے، اسی ذات اقدس کا فرمان ہے " وَجَعَلْنَا

باقی حاشیہ ص۴۳۱ پر

مسئلہ:۔ اگر اقامت کی حالت ہو تو فجر کی نماز کی دونوں رکعات میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ چالیس سے لے کر سو تک آیات پڑھیں۔ (ہدایہ صفحہ ۹۵ جلد ۱، شرح نقایہ صفحہ ۸۳ جلد ۱)

ظہر کی نماز میں قریب قریب فجر کی نماز جتنی قرأۃ کرے، اگر وقت میں وسعت نہ ہو یا لوگ اس کے متحمل نہ ہوں تو پھر اس میں تخفیف کر دے۔

عصر اور عشاء کی نماز میں اوساط مفصل سورتوں میں سے کوئی سورۃ پڑھے (سورۃ بروج سے سورۃ بینہ (لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا) تک کی سورتیں اوساط مفصل ہیں (ہدایہ صفحہ ۹۵ جلد ۱، شرح نقایہ صفحہ ۸۳ جلد ۱)

بقیہ حاشیہ:۔ النَّهَارَ مَعَاشًا کہ دن کو ہم نے معیشت و گذران کے لیے بنایا ہے، اور رات کو راحت کا وقت بنایا ہے، ارشاد ہوتا ہے "وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا" کہ ہم نے رات کو بمنزلہ لباس کے بنایا ہے جس کو اوڑھ کر انسان آرام و راحت سے ہمکنار ہوتا ہے

۴۔ **چوتھا مقدمہ**:۔ یہ ہے کہ تحصیل معاش میں آدمی کا ہر کس و ناکس کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے اور اس کے بغیر چارہ کار نہیں کہ بنی آدم کی ضروریات و حوائج اس کے بغیر پوری نہیں ہو سکتیں، اور جب رات آتی ہے، تو تمام معاملات کو یکسو کر دیتے ہیں، اور اس وجہ سے بنی آدم بھی ایک دوسرے سے اس وقت الگ ہو جاتے ہیں۔

اصل مقصد:۔ جب یہ باتیں تم نے سن لیں تو اب اصل مقصد کی بات بھی سننی چاہیئے

ا۔ محبت کے گوناگوں تعلقات و معاملات سب کے سامنے آشکارا ہیں جن کو سب جانتے ہیں۔ ہر شخص اس بات کو جانتا ہے کہ محبوب کی حضوری میں عجز و نیاز اور اس کی مجبوری اور دوری میں سوز و گداز ہوتا ہے، اور ناز و انداز کے وقت شوق و طلب جوش میں آتے ہیں، اور بے نیازی اور عتاب کے زمانہ میں ہیبت و یاس رونما ہوتے ہیں اشوق میں نالہ و زاری کا معاملہ واقع ہوتا ہے، اور ہیبت و یاس میں، سکوت و بے اختیاری میں انسان درماندہ ہوتا ہے۔

جب دن کے وقت محبوب کی تجلیات، وجودی پڑ رہی ہیں، اور اس کی گوناگوں عنایات بنی آدم کے کام میں مصروف ہیں، تو ایسی صورت میں کیا ضرورت ہے کہ انسان نالہ بلند کرے نعرہ لگائے، خدا تعالے کے بساط قرب کے کنارہ پر کھڑا ہے، مناسب ہے، کہ جو کچھ بھی عرض کرے

باقی حاشیہ صفحہ ۴۳۲ پر

مغرب کی نماز میں قصار مفصل سورتوں میں سے پڑھے، وقت کی کمی کی وجہ سے اس میں تخفیف زیادہ مناسب ہے (سورۃ بینہ سے آخر تک قصار مفصل سورتیں ہیں۔ (ہدایہ ص۱۰۵ ج۱ شرح نقایہ ص۸۳ ج۱)

۱- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقْرَءُ فِي الْفَجْرِ بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَنَحْوِهَا

(مسلم ص۱۸۹ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۳ ج۱)

حضرت جابر بن سمرۃ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں سورۃ قاف اور اس جیسی سورتیں تلاوت فرماتے تھے۔

بقیہ حاشیہ :- آہستہ ہی عرض کرے۔

۲- یا ہم اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں، کہ دن کا وقت اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کے ظہور کا وقت ہوتا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمام ستاروں کا نور یکدم ان سے لے لیا گیا۔ گویا کہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کی شیون میں سے ایک شان ہے، اس وقت کس کا زہرہ ہے کہ دم مار سکے اور زبان کو آواز سے آشنا کر سکے (سکوت و آہستگی ہی اس وقت کے لیے موزوں و مناسب ہے) جب رات کا وقت آتا ہے، تو گویا یہ اس بات سے دور پڑ جاتا ہے یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ زمانہ بے نیازی و جلال کا ختم ہو جاتا ہے، اب لب کشائی کی گنجائش بھی ہو جاتی ہے، اگر کچھ آواز بلند کرے تو مناسب ہے، کہ اس وقت کوئی اندیشہ نہیں،

۳- اور ایک اور طریقے پر بھی کہا جا سکتا ہے، کہ دن کے وقت انسان خورد و نوش کی محبت میں لگا رہتا ہے، اور اس کی طلب میں سرگردان رہتا ہے اور وہ پوشیدہ محبت جو اس کی اصل فطرت میں تھی وہ نیچے دب جاتی ہے، شوق اور عشق کی آگ بھی نیچے تہ نشین ہو جاتی ہے، تو نالہ و زاری کا سامان بھی ہاتھ سے نکل جاتا ہے، اور ہر طرف سے افسردگی چھا جاتی ہے، اس وقت اگر کوئی مشتاقانہ بات عرض کرے گا، بے باکی سے اور بے پردہ بات کرے گا، تو تکلف در تکلف ہوگا، کیونکہ قال حال کے تابع ہوتا ہے، اس لیے تصنع و تکلف سے رک جاتا ہے، اور نالہ و زاری جو جہر کے ساتھ مناسب ہے، اس وقت وہ نامناسب ہوگا، ہاں اگر رات پھر دوبارہ آجائے تو یہ بھی دنیا کی طلب

باقی حاشیہ ص۴۳۳ پر

۲۔ عَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَقْرَءُ فِیْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ مِنَ السِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَۃِ (مسلم ص۱۸۷ ج۱)

حضرت ابو برزۃ اسلمیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں ساٹھ سے ۱۰۰ تک آیات تلاوت فرماتے تھے۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ مَا صَلَّیْتُ وَرَاءَ اَحَدٍ اَشْبَہُ صَلٰوۃً بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ فُلَانٍ قَالَ سُلَیْمَانُ کَانَ یُطِیْلُ الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الظُّھْرِ وَیُخَفِّفُ الْاُخْرَیَیْنِ وَیُخَفِّفُ الْعَصْرَ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے کسی شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مناسبت رکھتا ہو، فلاں شخص سے

راوی حدیث سلیمانؒ کہتے ہیں کہ وہ شخص ظہر کی نماز میں پہلی دونوں رکعتوں کو دراز کرتا تھا پچھلی

بقیہ حاشیہ

ہاتھ دھو کر بیٹھ جائے گا، تو اس وقت وہ پوشیدہ محبت بھی سر نکالے گی۔ کہ اس وقت غیر کی محبت کا تسلط دل سے اٹھ چکا ہے، اور ظاہر ہے کہ جب دریا کے پانی کو بند کریں گے اس کے بعد وہ بند کو توڑے گا اور اس کا سیلاب اس قدر زور سے آئیگا کہ جس قدر پہلے نہ تھا اسی طرح وہ پوشیدہ محبت دب جانے کے بعد پھر ظاہر ہوگی، اگر ہوش و حواس جو حفاظت ادب کا سرمایہ ہے بلپنے آپ سے باہر ہو جائیں تو ممکن ہے کیا عجب کہ اس وقت اگر طبعی جوش کی بنا پر محبت مکنونہ قدم باہر نکالے لو بے باکانہ نالہ وزاری میں آواز بلند کرے تو ایسی حالت معذور میں ہوگا۔

اس کے علاوہ اس طرح بھی کہا جا سکتا ہے کہ عشق و محبت کی بات اغیار کے سامنے کرنی، نہ تو محبت وعشق کے طبعی تقضا کے مطابق ہے، اور نہ معشوق و محبوب کے مزاج کے موافق ہے، اور جب دن کا وقت ہر کس و ناکس کے اجتماع کا مقام ہوتا ہے، مناسب نہیں کہ دل کی بات کسی کے کان تک پہنچے، جو بات کرے گا۔ دائیں بائیں دیکھ کر آہستہ ہی کرے گا، البتہ جب رات آئے گی تو گوشِ اغیار تجسس سے معطل ہو جائیگے اور خلوت میسر ہوگی، بلند آواز سے بات کرے یا آہستہ سب کی گنجائش ہوگی۔ (فیوض قاسمی فارسی ص۳۹ و ۴۱)

وَيَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ بِوَسَطِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ (نسائی ص۱۵۴ ج۱)

دونوں رکعتوں کے مقابلہ میں، اور عصر کی نماز میں تخفیف کرتا تھا، اور مغرب میں قصار مفصل تلاوت کرتا تھا اور عشاء کی نماز میں اوساط مفصل پڑھتا تھا اور فجر کی نماز میں طوال مفصل پڑھتا تھا۔

۴۔ عَنِ الْحَسَنِ وَغَيْرِهِ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ إِلَى أَبِي مُوسَى أَنِ اقْرَأْ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَفِي الْعِشَاءِ بِوَسَطِ الْمُفَصَّلِ وَفِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ

(مصنف عبدالرزاق ص۱۰۴ ج۲)

حضرت حسن بصریؒ وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی طرف مکتوب لکھا اور اس میں یہ لکھا کہ مغرب کی نماز میں قصار مفصل پڑھا کرو، اور عشاء میں اوساط مفصل اور صبح کی نماز میں طوال مفصل،

مسئلہ: اگر سفر میں عجلت ہو تو پھر سورۃ فاتحہ کے بعد جونسی سورۃ پڑھے درست ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں معوذتین بھی پڑھی ہیں۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ قَالَ عُقْبَةُ فَأَمَّنَا بِهِمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ (نسائی ص۱۵۱ ج۱)

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معوذتین کے بارے میں سوال کیا، تو عقبہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سورتوں کے ساتھ صبح کی نماز ہم لوگوں کو پڑھائی۔

مسئلہ: اگر عجلت نہ ہو تو پھر سفر میں سورۃ والفجر سورۃ انشقاق سورۃ الاعلیٰ وغیرہ سورتوں میں سے کوئی سورۃ پڑھے۔

مسئلہ: فجر کی نماز میں پہلی رکعت کو دوسری کے مقابلہ میں لمبا کرے، اور ظہر کی دونوں رکعات برابر ہوں، اور زیادہ مناسب یہی ہے کہ ظہر کی پہلی رکعت کو دوسری کے مقابلہ میں کسی قدر لمبا کرے۔

مسئلہ: کسی نماز میں کوئی خاص سورۃ مقرر نہیں ہے یعنی یہ خیال کرے کہ اس سورۃ کے علاوہ

دوسری کوئی سورۃ نہیں پڑھی جا سکتی، ہاں تبرک اور استحباب کے لیے اگر بعض سورتوں کو بعض نمازوں میں پڑھے گا تو وہ بہتر ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے ان سورتوں کو خاص نمازوں میں پڑھا تھا مثلاً جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ سجدہ اور سورۃ دھر تلاوت فرماتے تھے۔ اور جمعہ کی نماز میں سورۃ ق، سورۃ جمعہ، سورۃ منافقین اور سورۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی، اور سورۃ غاشیہ تلاوت فرماتے تھے، اور فجر کی سنتوں میں قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ الخ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا الخ، قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یا وتروں میں پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی، اور دوسری میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یا پہلی رکعت میں اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ اور دوسری میں زلزال اور تیسری میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وغیرہ تلاوت فرماتے تھے ان سورتوں کو ان نمازوں میں پڑھنا مستحب ہے۔

نماز میں صف کی درستگی

اسلام میں دو مقام پر صف بندی اور صف کی درستگی ضروری ہوتی ہے، ان میں کسی قسم کا رخنہ بدنظمی ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ ایک میدان کارزار میں، اور دوسری نماز میں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ﴿۴﴾ (صف پ ۲۸)	بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط صف بندی کرکے لڑتے ہیں۔
۲۔ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ (الحجر پ ۱۴)	البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں تم میں سے آگے بڑھنے والوں کو (اگلی صفوں میں کھڑے ہونے والوں کو) اور ہم جانتے ہیں پیچھے رہنے والوں کو، بیشک تیرا رب ان سب کو اکٹھا کرے گا، بیشک وہ حکیم اور علیم ہے۔
۳۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ	حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

يَضْحَكُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ اَلرَّجُلُ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ وَالْقَوْمُ اِذَا صَفُّوْا لِلصَّلٰوةِ وَالْقَوْمُ اِذَا صَفُّوْا لِلْقِتَالِ

(مشکوٰۃ بحوالہ مسند احمد ص۸/۳ ، ابن ماجہ ص۱۸)

وَفِيْ حَدِيْثِ كَعْبٍؓ صَفُّهُمْ فِي الْقِتَالِ مِثْلُ صَفِّهِمْ فِي الصَّلٰوةِ)

بنگاہ استحسان ان کی طرف دیکھتا ہے، ایک وہ شخص جو رات کو نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے، اور دوسرے وہ لوگ جو نماز کے لیے صف بندی کرتے ہیں، اور تیسرے وہ لوگ جو لڑائی کے لیے صف بندی کرتے ہیں۔ اور حضرت کعبؓ کی روایت میں ہے ان کی صف لڑائی میں نماز میں ان کی صف کی طرح ہے۔

۴۔ عَنْ نُعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ اَنْ يُّكَبِّرَ فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ (مسلم ص۱۸۲/۱) اَلْمُرَادُ مِنْهُ الْمَسْخُ وَاخْتِلَافُ الْاَهْوَاءِ وَالْاِرَادَاتِ

حضرت نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو درست کیا کرتے تھے، اس طرح گویا ان صفوں کے ذریعہ تیر درست کیے جاتے ہیں، یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا ہم لوگوں نے صفوں کے درست کرنے کا سلسلہ آپ سے سیکھ لیا ہے اور سمجھ لیا ہے، پھر ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور نماز کے لیے کھڑے ہوئے، قریب تھا کہ تکبیر کہی جاتی۔ آپ نے دیکھا ایک شخص کا سینہ صف سے آگے نکلا ہوا تھا، تو آپ نے فرمایا اے اللہ کے بندو! صفیں درست کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو مختلف کر دے گا (یعنی مسخ کر دے گا اور تمہارے خیالات اور خواہشات کو بھی ایک دوسرے کے خلاف کر دے گا۔)

۵۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

اللہ علیہ وسلم سَوُّوا صفوفکم فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَۃِ الصَّلٰوۃِ (بخاری ص۱۰۰ ج۱، مسلم ص۱۸۲ ج۱)

وسلم نے فرمایا صفوں کو سیدھا کرو، کیونکہ صفوں کو سیدھا کرنا نماز کی اقامت سے ہے،

وَعِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوۃِ وَاَیْضًا فِی الْبُخَارِیِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوۃِ

اور مسلم شریف کی روایت ہے کہ یہ نماز کے مکمل کرنے کے لیے ہے، اور بخاری شریف کی روایت ہے کہ یہ نماز کے حسن وخوبی سے ہے۔

۶۔ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ رضؓ اَنَّہٗ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَمْسَحُ مَنَاکِبَنَا فِی الصَّلٰوۃِ وَیَقُوْلُ اِسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ (مسلم ص۱۸۱ ج۱)

حضرت ابومسعود انصاریؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کندھوں کو نماز میں (جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے) چھوتے تھے اور فرماتے تھے سیدھے ہو جاؤ، اور اختلاف نہ کرو کیونکہ پھر تمہارے دل آپس میں مختلف ہو جائیں گے

۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہ علیہ وسلم خِیَارُکُمْ اَلْیَنُکُمْ مَنَاکِبَ فِی الصَّلٰوۃِ (ابوداؤد ص۹۸ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے اچھے لوگ وہ ہیں جن کے کندھے نماز میں نرم ہوں یعنی جن کو اگر درست کیا جائے تو فوراً وہ اس کے لیے آمادہ ہو جائیں۔

صفوں میں خلل نہیں ہونا چاہیئے

۱۔ عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم رُصُّوْا صُفُوْفَکُمْ وَقَارِبُوْا بَیْنَہَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَرَی الشَّیْطٰنَ یَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفوں کو ملایا کرو، اور قریب ہو کر کھڑے ہو، اور گردنوں کو آپس میں برابر کرو، اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں دیکھتا ہوں کہ شیطان صفوں کے خلل کے مقام سے داخل ہوتا ہے۔

كَاَنَّهَا الْحَذَفُ
(وَلَدُ الْغَنَمِ (ابوداؤد ص ۹۷ ج ۱)

گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے (چھوٹا ہو کر بکری کے بچے کی طرح داخل ہوتا ہے خرابی ڈالنے کیلئے)

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِيْنُوْا بِاَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتِ الشَّيْطٰنِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَهٗ قَطَعَهُ اللّٰهُ (ابوداؤد ص ۹۷ ج ۱ ونصفه فی النسائی ص ۱۳۱ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفوں کو قائم کرو کندھوں کو برابر کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ، اور صفوں کے درمیان شیطانی دراڑیں نہ چھوڑو، اور جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اس کو ملائے گا، اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالیٰ اس کو کاٹے گا۔

صف بندی میں دائیں طرف کی فضیلت

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ (ابوداؤد ص ۹۸ ج ۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کہتی ہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے دعائیں کرتے ہیں، دائیں طرف کی صفوں پہ۔

پہلی صف کی فضیلت

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَلُوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰى وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ خُطْوَةٍ يَمْشِيْهَا

حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے جو اگلی صفوں سے ملتے ہیں اور فرشتے بھی دعائیں کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قدم سے زیادہ کوئی قدم اچھا نہیں جو چل کر صف کو ملاتا ہے۔

يَتَّصِلُ بِهَا صَفًّا (مشکوٰۃ ص۹۸ و

مصابیح ص۵۲/۱)

پہلی صف کو مکمل کریں پھر دوسری پھر تیسری کو اسطرح مکمل کیا جائے۔

۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رض قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآنَا حِلَقًا فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ عِزِيْنَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلٰئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلٰئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰى وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ

(مسلم ص۱۸۱/۱)

حضرت جابر بن سمرۃ رض کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، تو ہم کو دیکھا ہم نے حلقے بنا رکھے ہیں، آپ نے فرمایا کیا ہے کہ میں تم کو جھنڈ کے جھنڈ بنا کر بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں، پھر فرمایا تم لوگ اس طرح صف بندی کیوں نہیں کرتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صف بندی کرتے ہیں، ہم نے عرض کیا کہ حضور! فرشتے کس طرح صف بندی کرتے ہیں اپنے رب کے سامنے فرمایا اگلی صفوں کو پورا اور تام کرتے ہیں، اور آپس میں مل کر قریب قریب ہوتے ہیں، صف میں۔

۲۔ عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ (ابوداود ص۹۸/۱)

حضرت انس رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگلی صف کو مکمل کرو، پھر اس سے جو ملتی ہے اس کو، جو نقص ہو تو وہ اگلی صف میں نہ ہو، بلکہ پچھلی صف میں ہو۔

صف بندی کا طریقہ | امام کے دائیں بائیں صف بنانی چاہیئے، امام کو درمیان میں ہونا چاہیئے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسِّطُوا الْاِمَامَ وَسُدُّوا الْخَلَلَ

(ابوداود ص۹۹)

حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، امام کو درمیان میں کھڑا کرو، اور صفوں میں خلل کو پُر کرو۔

مسئلہ :- امام کے قریب پہلی صف میں عمر رسیدہ اور سمجھدار لوگوں کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِيَلِيَنِّيْ مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثَلٰثًا وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ۔

(مسلم ص ۱۸۱/۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے قریب صف میں وہ لوگ ہیں جو عقل وخرد رکھنے والے ہیں اپھر جو ان سے ملتے ہیں، تین دفعہ یہ فرمایا آپ نے، اور فرمایا بچاؤ اپنے آپ کو بازاری آوازوں سے شور وشغب نہ کرو۔

۲۔ عَنْ أَزْرَقَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا إِمَامٌ لَنَا يُكَنّٰى أَبَا رِمْثَةَ قَالَ صَلَّيْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ أَوْ مِثْلَ هٰذِهِ الصَّلٰوةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ يَقُوْمَانِ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَكَانَ رَجُلٌ قَدْ شَهِدَ التَّكْبِيْرَةَ الْأُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى نَبِيُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ حَتّٰى رَأَيْنَا بَيَاضَ خَدِّهٖ ثُمَّ انْفَتَلَ كَانْفِتَالِ أَبِيْ رِمْثَةَ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ فَقَامَ الرَّجُلُ الَّذِيْ أَدْرَكَ مَعَهُ التَّكْبِيْرَةَ الْأُوْلٰى مِنَ

حضرت ازرق بن قیسؒ کہتے ہیں، کہ ہمارے ایک امام نے جن کی کنیت ابو رمثہؓ تھی، نماز پڑھائی اور کہنے لگے میں نے یہ نماز جو تمہیں پڑھائی ہے ایسی یا اس کی مثل نماز میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی ہے، اور کہا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اگلی صف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف کھڑے ہوتے تھے، ایک آدمی جو کہ تکبیر اولیٰ میں حاضر ہوا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور پھر دائیں بائیں طرف سلام پھیرا، یہاں تک کہ ہم نے آپ کا رخسار مبارک دیکھا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے پلٹے جس طرح ابو رمثہ (یعنی میں خود) لوٹتے ہیں ایک شخص فوراً کھڑا ہو کر دو رکعت پڑھنے لگا، حضرت عمرؓ جلدی اٹھے اور اس شخص کے کندھے پکڑ لیے اور ہلا کر کہا بیٹھ جاؤ، کیونکہ پہلے اہل کتاب اسی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں کہ وہ اپنی نماز

الصَّلٰوةِ یَشْفَعُ فَوَثَبَ عُمَرُ فَاَخَذَ بِمَنْكِبَيْهِ فَهَزَّهُ ثُمَّ قَالَ اجْلِسْ فَاِنَّهُ لَنْ يُّهْلِكَ اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ صَلٰوتِهِمْ فَصْلٌ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَصَرَهٗ فَقَالَ اَصَابَ اللّٰهُ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۴۴ ج ۱)

میں فصل نہیں کرتے تھے (فرض اور سنن وغیرہ کو ملا دیتے تھے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہِ مبارک اٹھا کر دیکھا اور فرمایا اے عمرؓ، اللہ تعالیٰ نے تم کو ٹھیک بات بتلائی ہے۔

مسئلہ: پہلی صف میں صرف بالغ مرد ہوں، ان کے پیچھے بچے ہوں (اور اگر کوئی ایک بچہ ہو تو وہ ان کے پیچھے کھڑا ہو) اور ان کے پیچھے عورتیں کھڑی ہوں۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاۗءِ اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا (مسلم صفحہ ۱۸۲ ج ۱)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر صفیں مردوں کی پہلی صفیں ہیں اور بری صفیں آخری صفیں ہیں، اور عورتوں کی بہتر صفیں آخری صفیں ہیں اور بری پہلی صفیں ہیں۔

۲۔ اَبُوْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیُّ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ خَلْفَهُمُ الْغِلْمَانَ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمْ (ابوداؤد صفحہ ۹۹ ج ۱)

حضرت ابو مالک اشعریؓ کہتے ہیں کیا میں نہ بیان کروں، تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز، پھر کہا کہ نماز کھڑی کی پہلے مردوں کی صف بنائی، پھر ان کے پیچھے لڑکوں کی صف، پھر نماز پڑھائی۔

۳۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ ۔۔۔ فَقَامَ عَلَيْهِ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وَصَفَفْتُ اَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَآءَهٗ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَآئِنَا فَصَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم

(مسلم ص۲۳۴/ج۱، بخاری ص۱۱۹/ج۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چٹائی بچھائی گئی آپ اس پر کھڑے ہوگئے، اور میں نے اور میرے بھائی یتیم نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بڑھیا (یعنی والدہ یا دادی) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔

۴۔ وَعَنْهُ اَيْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم صَلّٰى بِهٖ وَبِاُمِّهٖ اَوْخَالَتِهٖ قَالَ فَاَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَاَقَامَ الْمَرْاَةَ خَلْفَنَا

(مسلم ص۲۳۴/ج۱)

اور حضرت انسؓ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور ان کی والدہ یا خالہ کو نماز پڑھائی، کہتے ہیں مجھے تو آپ نے اپنی دائیں طرف کھڑا کیا اور عورت (والدہ) کو ہمارے پیچھے کھڑا کیا۔

۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَتْ اِمْرَاَةٌ تُصَلِّيْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم حَسْنَآءُ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ وَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يَكُوْنَ فِي الصَّفِّ الْاَوَّلِ لِئَلَّا يَرَاهَا وَيَسْتَاْخِرُوْنَ بَعْضُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ فَاِذَا رَكَعَ نَظَرَ مِنْ تَحْتِ اِبْطَيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَقَدْ عَلِمْنَا الخ (ترمذی ص۱۴۶/ج۲)

وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَالنَّسَآئِيُّ وَابْنُ مَاجَه

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتی تھی، اور وہ بہت خوبصورت تھی اور بعض لوگ اگلی صفوں میں کھڑے ہونے کی کوشش کرتے تھے کہ مبادا کہیں ان کی نگاہ اس عورت پر نہ پڑے، اور بعض (منافق قسم کے لوگ) پیچھے رہتے تھے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کرتے تھے تو ایسے لوگ بغل کے نیچے سے دیکھنے کی کوشش کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی بیشک ہم جانتے ہیں، جو آگے بڑھتے ہیں، اور جو پیچھے رہتے ہیں۔

وَابْنُ جَرِيْرٍ وَفِيْهِ نَكَارَةٌ

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۴۹ ج ۲)

مسئلہ: امام کے علاوہ اگر دو یا اس سے زیادہ آدمی ہوں تو امام آگے کھڑا ہو اور مقتدی پیچھے صف بنائیں اور اگر امام کے علاوہ ایک آدمی ہو تو امام کے دائیں طرف امام کے ساتھ کھڑا ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِرَاْسِيْ مِنْ وَّرَائِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلّٰى

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی تو میں آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا سر پکڑ کر پیچھے سے مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کر دیا۔

(بخاری صفحہ ۱۰۰ ج ۱، مسلم صفحہ ۲۶۱ ج ۱)

مسئلہ: امام اور مقتدی کھڑے ہو جائیں جب اقامت پکارنے والا حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ پکارتا ہے، اور امام شروع کرے جب اقامت والا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ پکارتا ہے، جیسا کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے، اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک اس وقت شروع کرے، جب اقامت والا اقامت ختم کر دے اور یہ کلام استحباب کے اندر ہے، جواز میں نہیں اور جمہور کے نزدیک امام ابویوسفؒ کا قول زیادہ راجح ہے، تاکہ موذن (اقامت کہنے والا) بھی امام کے ساتھ نماز کی ابتداء میں شریک ہو سکے، امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اقامت سے فراغت کے بعد اور صفوں کو درست کرنے کے بعد شروع کرنا بہتر ہے، جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیرؓ کی روایت میں ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو درست کرتے تھے، پھر تکبیر کہتے (ابوداؤد)

(شرح نقایہ صفحہ ۶۲ ج ۱)

فتاویٰ عالمگیری کا یہ جزیہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ

اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ عِنْدَ الْاِقَامَةِ يُكْرَهُ لَهُ الْاِنْتِظَارُ قَائِمًا وَلٰكِنْ

جب کوئی شخص اقامت کے وقت نماز میں داخل ہو تو اس کے لیے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ

يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُوْمُ إِذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ قَوْلَهٗ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ (فتاویٰ عالمگیری ص۵۹ ج۱)

ہے (یعنی خلافِ اولیٰ ہے) بلکہ وہ بیٹھ جائے اور پھر اس وقت کھڑا ہو جب مکبر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے۔

اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ جب امام مصلّے پر آیا نہ ہو تو کھڑے ہو کر اس کا انتظار مناسب نہیں، بلکہ بیٹھ جائے اور جب مکبر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے اس وقت کھڑا ہو، اس کا یہ مطلب نہیں کہ مطلقاً کھڑا ہونا مکروہ یا خلافِ اولیٰ ہے، کیونکہ نماز میں شرکت کے لیے اقامت کے وقت کوئی خاص وقت مقرر نہیں کہ اس کے خلاف کرنا جائز نہ ہو، بلکہ یہ لوگوں کی سہولت پر منحصر ہے، اگر صفوں کی درستگی مقصود ہو اقامت سے پہلے بھی کھڑے ہو سکتے ہیں، اور ابتدائے اقامت کے وقت بھی، اور اقامت کے پورا ہونے پر بھی، لیکن بہتر یہی ہے کہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے وقت کھڑا ہو جائے، اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے وقت تکبیر کہہ کر نماز شروع کرے

علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ السَّلَفُ مَتٰى يَقُوْمُ النَّاسُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَذَهَبَ مَالِكٌ وَجُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ اِلٰى اَنَّهٗ لَيْسَ لِقِيَامِهِمْ حَدٌّ وَّلٰكِنِ اسْتَحَبَّ عَامَّتُهُمُ الْقِيَامَ اِذَا اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْاِقَامَةِ (عمدۃ القاری ص۱۵۳ ج۵)

کہ سلف کا اختلاف ہے اس بارہ میں کہ لوگ نماز کے لیے کس وقت کھڑے ہوں، امام مالکؒ اور جمہور علماء کرام اس طرف گئے ہیں کہ کھڑے ہونے کے لیے کوئی حد مقرر نہیں، البتہ عام علماء نے کہا ہے جب مؤذن (مکبر) اقامت شروع کرے تو اس وقت کھڑا ہونا مستحب ہے۔

اور اسی طرح حضرت امام مالکؒ بھی تصریح فرماتے ہیں۔

وَاَمَّا قِيَامُ النَّاسِ حِيْنَ تُقَامُ الصَّلٰوةُ فَاِنِّيْ لَمْ اَسْمَعْ فِيْ ذٰلِكَ بِحَدٍّ يُقَامُ لَهٗ اِلَّا اَنِّيْ اَرٰى ذٰلِكَ عَلٰى قَدْرِ طَاقَةِ النَّاسِ فَاِنَّ مِنْهُمُ الثَّقِيْلَ

لوگوں کا نماز کے لیے کھڑا ہونا اس بارہ میں میں نے کوئی ایسی حد نہیں سنی کہ اسو قت کھڑے ہوں، اور میرا خیال ہے کہ یہ بات لوگوں کی طاقت اور برداشت پر مبنی ہے بعض ثقیل بوجھل ہوتے ہیں اور بعض ہلکے پھلکے ہوتے ہیں عام لوگ ایک آدمی کی طرح نہیں ہو سکتے

وَالْخَفِيفَ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَكُونُوا كَرَجُلٍ وَاحِدٍ (مؤطا امام مالک ص۵۶)

مصنف عالمگیری لکھتے ہیں۔

إِنْ كَانَ الْمُؤَذِّنُ غَيْرَ الْإِمَامِ وَكَانَ الْقَوْمُ مَعَ الْإِمَامِ فِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُ يَقُومُ الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ عِنْدَ عُلَمَائِنَا الثَّلَاثَةِ وَهُوَ الصَّحِيحُ فَأَمَّا إِذَا كَانَ الْإِمَامُ خَارِجَ الْمَسْجِدِ فَإِنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ مِنْ قِبَلِ الصُّفُوفِ كُلَّمَا جَاوَزَ صَفًّا قَامَ ذٰلِكَ الصَّفُّ وَإِلَيْهِ مَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحُلْوَانِيُّ وَالسَّرْخَسِيُّ وَشَيْخُ الْإِسْلَامِ خُوَاهَرْزَادَهْ وَإِنْ كَانَ الْإِمَامُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ مِنْ قُدَّامِهِمْ يَقُومُونَ كَمَا رَأَوُا الْإِمَامَ (الی ان قال) وَيُكَبِّرُ الْإِمَامُ قُبَيْلَ قَوْلِهِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ وَقَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحُلْوَانِيُّ وَهُوَ الصَّحِيحُ هٰكَذَا فِي الْمُحِيطِ۔ (فتاوی عالمگیری ص۵۹ ج۱)

اگر مؤذن (مکبر) امام کے علاوہ کوئی اور ہو، اور لوگ امام کے ساتھ مسجد میں ہوں تو امام بھی اور مقتدی بھی کھڑے ہوں، جب مکبر حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتا ہے، ہمارے تینوں علماء (امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد) کے نزدیک، اور یہی صحیح ہے اور اگر امام مسجد سے باہر ہو اور وہ صفوں کے راستے سے داخل ہو تو جب وہ جس صف سے گذرے اسی صف والے کھڑے ہو جائیں اور اسی طرف میلان ہے شمس الائمہ الحلوانی، امام سرخسی اور شیخ الاسلام خواہرزادہ کا، اور اگر امام مسجد میں داخل ہو مقتدیوں کے سامنے سے تو جونہی وہ امام کو دیکھیں سب کھڑے ہو جائیں اور امام تکبیر کہے۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ سے کچھ پہلے شمس الائمہ حلوانی نے اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔

اور حضرت امام زہری سے منقول ہے۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ ۔

أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا سَاعَةَ يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ يَقُوْمُوْا النَّاسُ إِلَى الصَّلٰوةِ فَلَا يَأْتِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَقَامَهٗ حَتّٰى يَعْدِلَ الصُّفُوْفَ

کہ جب مؤذن (مکبر) اللہ اکبر، اللہ اکبر کہتا تھا، اقامت صلوٰۃ کے لیے، تو لوگ کھڑے ہو جاتے تھے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلے پر تشریف نہیں لاتے تھے، جب تک کہ صفوں کو درست نہیں کر لیتے تھے

(مصنف عبدالرزاق ص ۵۰۵ ج ۱)

جماعت اور اسکی فضیلت

(۱) اکثر علماء اور فقہاء کرام کے نزدیک فرائض میں جماعت سنتِ مؤکدہ قریب الوجوب ہے، بغیر عذر کے اس کا ترک کرنا جائز نہیں، یہ ایسی سنت ہے جس کا پکڑنا (اس پر عمل کرنا) ہدایت کا باعث اور اس کا ترک کرنا گمراہی ہے۔ (شرح نقایہ ص ۸۴ ج ۱)

اور اس کے سنت مؤکدہ ہونے پر بکثرت احادیث دال ہیں۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوٰتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ يَعْمِدُ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں جس کو یہ بات پسند ہو کہ وہ کل اللہ تعالیٰ کے سامنے اطاعت کی حالت میں پیش ہو، تو اس کو چاہیے کہ وہ ان نمازوں کی حفاظت کرے، جہاں اذان دی جاتی ہے ان نمازوں کے لیے، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدایت کی سنتیں (دستور، طریقے) مقرر فرمائی ہیں، اور ان نمازوں کے لیے جماعت کی حاضری بھی ہدایت کی سنتوں میں سے ہے۔ اور اگر تم اس طرح اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھنے لگ جاؤ جیسا کہ یہ پیچھے رہنے والا شخص (کسی خاص شخص کی طرف

الٰی مَسْجِدٍ مِّنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَّخْطُوْهَا حَسَنَةً وَّيَرْفَعُهٗ بِهَا دَرَجَةً وَّيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَّلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَّعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِى الصَّفِّ (مسلم ص۲۳۲ ج۱)

اشارہ کیا جو منافق تھا) تو تم بھی اپنے نبی کی سنت کو ترک کر دو گے، اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو ترک کر دیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے، جو شخص بھی گھر سے اچھی طرح طہارت کر کے نکلتا ہے کسی مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم کے ساتھ ایک ایک نیکی لکھتا ہے، اور ایک ایک درجہ بلند کرتا ہے، اور ایک ایک برائی مٹاتا ہے۔ (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں) اور ہم نے اپنے آپ کو دیکھا ہے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کہ ہم میں سے وہی آدمی جماعت سے پیچھے رہتا تھا، جس کا نفاق معلوم ہوتا تھا، ورنہ کوئی شخص بھی پیچھے نہیں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ کمزور بیمار قسم کے لوگ دو آدمیوں کے درمیان پاؤں گھسٹتے ہوئے بھی آکر صف میں شریک ہو جاتے تھے

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً (بخاری ص۸۹ ج۱، مسلم ص۲۳۱ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنی علیحدہ نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ اجر رکھتی ہے۔

۳۔ وَفِىْ رِوَايَةِ اَبِىْ سَعِيْدِ الْاَنْصَارِىِّ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً

(بخاری ص۸۹ ج۱، مسلم ص۲۳۱ ج۱ عن ابی ہریرۃؓ)

حضرت ابوسعید انصاریؓ کی روایت میں پچیس درجہ کا ذکر ہے (یعنی ادنیٰ درجہ پچیس ہے اور زیادہ ستائیس)

۴۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوۃِ اَبْعَدُھُمْ فَاَبْعَدُھُمْ مَمْشًی وَالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی یُصَلِّیَھَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَنَامُ (بخاری ص۹۰ ج۱، مسلم ص۲۳۵ ج۱)	حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کے سلسلہ میں لوگوں میں سے زیادہ بڑا اجر و ثواب میں وہ شخص ہے جو زیادہ دور سے چل کر نماز میں شریک ہوتا ہے اور وہ شخص جو نماز کا انتظار کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ امام کے ساتھ اس کو ادا کرے، وہ اس سے زیادہ اجر پاتا ہے۔ جو نماز پڑھ کر پھر سو جاتا ہے۔
۵۔ مَنْ صَلّٰی لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِیْ جَمَاعَۃٍ یُدْرِکُ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی کُتِبَتْ لَہٗ بَرَائَتَانِ بَرَائَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَائَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔ (مصابیح ص۷۸)	جس شخص نے چالیس دن باجماعت نماز ادا کی اس طرح کہ اس سے تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو، تو اس کے لیے دو طرح کی برائتیں لکھی جاتی ہیں۔ ایک دوزخ کی آگ سے براءۃ اور دوسری نفاق سے براءۃ

۲) بعض فقہائے کرام اور مشائخ نے نماز باجماعت کو واجب قرار دیا ہے، اور اس پر انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

"میں ارادہ کرتا ہوں کہ مؤذن کو اذان کا حکم دوں اور وہ اذان پڑھے، پھر میں کسی شخص کو کہوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں اپنے ساتھ کچھ مردوں کو لیکر چلوں جنکے ساتھ لکڑیوں کے گٹھے ہوں اور اُن لوگوں کے گھر میں جاؤں۔ جو جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے تو میں ان کے گھروں کو آگ سے جلا ڈالوں۔ (بخاری ص۹۰ ج۱، مسلم ص۲۳۲ ج۱)

۳) بعض فقہاء کرام نماز باجماعت کو فرض عین کہتے ہیں، جیسا کہ امام احمدؒ، داؤد ظاہریؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، ابوثورؒ ان کا استدلال ان احادیث سے ہے۔

۱۔ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ یَاْتِہٖ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ۔	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اذان کی آواز سُنی اور پھر نماز میں حاضر نہ ہوا تو اسکی

(مستدرک حاکم ج۱ ص۲۴۵ . ابن ماجہ ص۵۶)

نماز نہیں ہوگی، الّا یہ کہ عذر کی وجہ سے اگر جماعت میں حاضر نہ ہوسکے تو گنہگار نہ ہوگا۔

۲- لَا صَلٰوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ (مستدرک حاکم ج۱ ص۲۴۶ دار قطنی ج۱ ص۴۲۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز نہیں ہوتی، جب تک وہ مسجد میں نہ آئے۔

۴) بعض فقہائے کرام کے نزدیک نماز باجماعت فرض کفایہ ہے، جیسا کہ امام کرخیؒ، امام طحاویؒ اور امام شافعیؒ کے اکثر پیروکار کہتے ہیں۔ اور یہ حضرات مندرجہ بالا احادیث سے ہی استدلال کرتے ہیں لیکن اکثر محدثین اور فقہائے کرامؒ لَا صَلٰوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ کی حدیث کو کامل درجہ کی نماز پر محمول کرتے ہیں، یعنی کامل درجہ کی نماز ادا نہیں ہوگی مسجد کے پڑوسی کی بجز مسجد کے، اور یہ ایسا ہی ہے جس طرح حدیث میں آتا ہے، عبد آبق کی نماز نہیں، اور نافرمان عورت کی نماز نہیں ہوتی، یعنی ان کی نماز مقبول اور کامل درجہ کی نماز نہیں ہوگی، جب تک یہ معصیت میں مبتلا ہوں گے

ان تمام مذاہب میں سے اوّل مذہب زیادہ صحیح اور راجح ہے۔

امامت کے لیے زیادہ بہتر کون ہے؟

امام ابوحنیفہ کے نزدیک امامت کے لیے زیادہ بہتر وہ شخص ہے، جو نماز سے متعلقہ احکام شرعیہ شروطِ نماز، ارکانِ نماز، سنن اور مستحبات کا زیادہ جاننے والا ہو، اور مَا يَجُوْزُ بِهِ الصَّلٰوةُ کی مقدار قراءۃ اچھی طرح ادا کرسکتا ہو (ہدایہ ج۱ ص۱۲۲، شرح نقایہ ج۱ ص۸۵، کبیری ص۵۱۲) اور اسی طرح امام بخاریؒ نے بھی باب قائم کیا ہے۔

اَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ (بخاری ج۱ ص۹۳)

کہ اہل علم اور فضل زیادہ حقدار ہیں، امامت کرانے کے

امام نوویؒ لکھتے ہیں۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَاَصْحَابُهُمَا اَلْاَفْقَهُ مُقَدَّمٌ عَلَى الْاَقْرَءِ لِاَنَّ الَّذِيْ يَحْتَاجُ اِلَيْهِ مِنَ الْقِرَاءَةِ

امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ زیادہ فقاہت رکھنے والا مقدم ہے، زیادہ تجوید سے پڑھنے والے سے کیونکہ جس

مَضْبُوْطٌ وَالَّذِیْ یَحْتَاجُ اِلَیْہِ مِنَ الْفِقْہِ غَیْرُ مَضْبُوْطٍ وَقَدْ یَعْرِضُ فِی الصَّلٰوۃِ اَمْرٌ لَا یَقْدِرُ عَلٰی مُرَاعَاۃِ الصَّوَابِ فِیْہِ اِلَّا کَامِلُ الْفِقْہِ (نووی مع مسلم ج۱ ص۲۳۶)

چیز کی طرف قراۃ میں ضرورت پڑتی ہے، وہ ضبط اور قاعدہ کے تحت ہے (اس کو آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے) اور وہ چیز جس کی طرف ضرورت پڑھتی ہے فقہ اور علم میں وہ قاعدہ اور ضبط کے تحت نہیں، اور کبھی نماز میں ایسی بات پیش آجاتی ہے، جس کے حل کرنے پر سوائے کامل الفقہ اور علم والے کے کوئی قادر نہیں ہوتا۔

امام ابو حنیفہؒ کا مسلک نقل کرنے میں امام نوویؒ کو سہو ہوا ہے، امام صاحبؒ کا مسلک کتب احناف میں درج ہے، البتہ امام ابو یوسفؒ کا مسلک ہے کہ اقرا مقدم ہے افقہ پر، جیسا کہ شرح نقایہ ج۱ ص۸۵ پر درج ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ مَرِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ مَرَضُہٗ فَقَالَ مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ (بخاری ج۱ ص۹۳ مسلم ج۱ ص۱۷۹)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوگئے اور آپ کی بیماری شدید ہوگئی آپ نے فرمایا ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

۲۔ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَلْیُؤَذِّنْ لَکُمْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْثَرُکُمْ قُرْاٰنًا (مصابیح ص۶۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص اذان پکارے اور تم میں سے زیادہ قرآن پڑھنے والا امامت کرائے

۳۔ لِیُؤَذِّنْ لَکُمْ خِیَارُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ قُرَّاءُکُمْ (مصابیح ص۶۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان پکاریں تم میں سے اچھے لوگ، اور امامت کرائیں تم میں سے زیادہ اچھی طرح قرآن پڑھنے والے،

۴۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ن الْخُدْرِیِّ (مرفوعاً) اِذَا کَانُوْا ثَلٰثَۃً فَلْیَؤُمَّہُمْ اَحَدُہُمْ وَاَحَقُّہُمْ بِالْاِمَامَۃِ اَقْرَءُہُمْ

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک امامت کرائے، اور ان میں سے

(مسلم ص ۲۳۶/۱)

امامت کرانے کا زیادہ حقدار وہ ہوگا جو قرآن اچھا پڑھتا ہو۔

۵- عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّؓ (مَرْفُوْعًا) یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَءُهُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَاءَۃِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّۃِ، فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَۃً فَاِنْ کَانُوْا فِی الْهِجْرَۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ سِلْمًا (اِسْلَامًا) وَلَا یَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ سُلْطَانِهٖ وَلَا یَقْعُدُ فِیْ بَیْتِهٖ عَلٰی تَکْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَکَانَ سِلْمًا سِنًّا۔ (مسلم ص ۲۳۶/۱)

حضرت ابومسعود انصاریؓ روایت کرتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امامت کرائے لوگوں کو وہ شخص جو قرآن سب سے اچھا پڑھتا ہو، پس اگر وہ سارے لوگ قراءۃ میں برابر ہوں۔ (سب ایک جیسا اچھا ہی پڑھنے والے ہوں) تو پھر وہ نماز پڑھائے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کو سب سے زیادہ جانتا ہو (یعنی جو علم میں زیادہ ہو) اگر علم میں بھی سارے برابر ہوں تو پھر وہ نماز پڑھائے جس نے ہجرت پہلے کی ہو اگر ہجرت میں بھی سارے برابر ہوں تو پھر وہ نماز پڑھائے جو اسلام پہلے لایا ہو، اور ایک روایت میں اسلام کی بجائے سن کا ذکر ہے (یعنی جس کی عمر زیادہ ہو، وہ نماز پڑھائے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی عملداری میں نماز نہ پڑھائے، اس کی اجازت کے بغیر، اور کوئی شخص دوسرے کی گدی پر بھی نہ بیٹھے بغیر اس کی اجازت کے۔

۶- حضرت مالک بن الحویرثؓ کی روایت میں آتا ہے، کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور بیس دن تک آپ کے پاس ٹھہرے رہے، پھر آپ نے ہمیں جانے کی اجازت فرمائی، اور یہ فرمایا

فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَلْیُؤَذِّنْ

جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک شخص

لِحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُ كُمْ (مسلم ج ۱ ص ۲۳۶)

اذان پکارے، اور پھر تم میں سے جو بڑا ہو۔ وہ نماز پڑھائے۔

صاحب ہدایہ تحریر کرتے ہیں۔

وَاَقْرَءُ هُمْ كَانَ اَعْلَمُهُمْ لِاَنَّهُمْ كَانُوا يَتَلَقَّوْنَهُ بِاَحْكَامِهِ فَقُدِّمَ فِي الْحَدِيثِ وَلَا كَذَالِكَ فِي زَمَانِنَا فَقَدَّمْنَا الْاَعْلَمَ۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۷۷)

کہ صحابہ کرامؓ میں زیادہ اقرء وہ ہوتے تھے جو زیادہ اعلم ہوتے تھے، اس لیے کہ وہ قرآن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھتے تھے احکام کیساتھ، اس لیے حدیث میں اقراء کو مقدم کیا گیا ہے لیکن ہمارے دور میں ایسا نہیں ہے، اقراء اکثر بے علم ہوتے ہیں اس لیے ہم نے اعلم کو اقراء پر مقدم کیا ہے

صاحب ہدایہ کے اس قول کی تائید مندرجہ ذیل حوالجات احادیث واقوال سلف سے بھی ہوتی ہے

۱۔ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ اَوْ لِصَاحِبٍ لَهُ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَاَذِّنَا ثُمَّ اَقِيمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا سِنًّا وَفِي حَدِيثِ مَسْلَمَةَ قَالَ وَكُنَّا يَوْمَئِذٍ مُتَقَارِبِينَ فِي الْعِلْمِ۔

(ابو داؤد ج ۱ ص ۸۷، سنن الکبری للبیہقی ج ۳ ص ۱۲۰)

حضرت مالک بن الحویرث رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یا ان کے کسی دوسرے ساتھی سے فرمایا جب نماز کا وقت آئے تو تم اذان پکارو، پھر اقامت پکارو پھر تم میں سے جو زیادہ عمر والا ہو وہ امامت کرائے۔ اور حضرت مسلمہؓ کی روایت میں یہ آتا ہے کہ حضرت مالک بن الحویرثؓ نے کہا ہم لوگ اس وقت قریب قریب ایک جیسے تھے علم میں

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا اِذَا تَعَلَّمْنَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ لَمْ نَتَعَلَّمْ مِنَ الْعَشْرِ الَّتِي نَزَلَتْ بَعْدَهَا حَتّٰى نَعْلَمَ مَا فِيهِ (بیہقی ج ۳ ص ۱۲۰)

حضرت عبد اللہ رضؓ کہتے ہیں۔ کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب دس آیات قرآن پڑھتے تھے تو ہم آگے نہیں پڑھتے تھے جب تک ہم ان کا مطلب نہیں سمجھ لیتے تھے۔

۳۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ لَقَدْ عِشْنَا بُرْهَةً مِنْ دَهْرِنَا وَاَحَدُنَا يُؤْتَى الْاِيْمَانَ قَبْلَ الْقُرْاٰنِ وَتَنْزِلُ السُّوْرَةُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فَنَتَعَلَّمُ حَلَالَهَا وَحَرَامَهَا وَاٰمِرَهَا وَزَاجِرَهَا وَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّقِفَ عِنْدَهٗ مِنْهَا كَمَا تَعَلَّمُوْنَ اَنْتُمُ الْيَوْمَ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ لَقَدْ رَاَيْتُ الْيَوْمَ رِجَالًا يُؤْتٰى اَحَدُهُمُ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ الْاِيْمَانِ فَيَقْرَاُ مَا بَيْنَ فَاتِحَتِهٖ اِلٰى خَاتِمَتِهٖ مَا يَدْرِيْ مَا اٰمِرُهٗ وَزَاجِرُهٗ وَلَا مَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّقِفَ عِنْدَهٗ مِنْهُ فَيَنْثُرُهٗ نَثْرَ الدَّقَلِ

(سنن الکبریٰ للبیہقی صفحہ ۱۲۰/۳)

حضرت قاسم بن عوفؒ نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے، ہم لوگ ایک زمانہ تک اس طرح زندگی گزارتے تھے کہ ہم میں سے ایک کو ایمان پہلے حاصل ہوتا تھا اور قرآن بعد میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کوئی سورت نازل ہوتی تھی، تو ہم لوگ اس کے حلال و حرام امر و نہی اور تمام وہ چیزیں جن پر مطلع ہونا ضروری ہے، وہ سیکھتے تھے، اس طرح جس طرح تم لوگ آجکل قرآن پڑھتے ہو، میں نے آج دیکھا ہے ایسے لوگوں کو جو ایمان سے پہلے قرآن حاصل کرتے ہیں۔ وہ قرآن تو ابتدا سے آخر تک پڑھتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اس کا امر و نہی کیا ہے، اور نہ ضروری امور پر مطلع ہوتے ہیں، اور قرآن کے الفاظ کو ہی بکھیرتے جاتے ہیں۔ جس طرح کہ ردی کھجوروں کو بکھیر دیا جاتا ہے۔

۴۔ حدیث شریف میں جو آیا ہے اکہ اپنے امام قاریوں کو بناؤ تو قاری کا معنی صرف یہ نہیں کہ وہ قرآن کا حافظ ہی ہو، اور الفاظ کی ادائیگی اچھی ہو، کیونکہ قرآن بسا اوقات ایسے شخص بھی یاد کر لیتے ہیں، جو اس پر عمل نہیں کرتے، نہ تو دین کی طرف توجہ کرتے ہیں، اور نہ قرآن کے احکام کی، اور نہ اپنے فرائض کی پابندی کرتے ہیں، (کتاب الصلوٰۃ للامام احمد صفحہ ۹)

امام کی صفت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں۔ جن کی نماز مقبول نہیں ہوتی، ان میں ایک

اِمَامُ قَوْمٍ وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ — وہ امام ہے کسی قوم کا جس کو لوگ ناپسند کرتے ہیں (کسی شرعی یا اخلاقی عیب کی وجہ سے)

(مصابیح صـ۸۹/۱)

اور دوسری روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں۔

۲- لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ — اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جو ایسے لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے جو اسے ناپسند کرتے ہیں۔

(ابوداؤد صـ۸۸/۱ ابن ماجہ صـ۶۸ مصابیح صـ۴۸)

۳- امام پر لازم ہے کہ نماز کو دراز نہ کرے، بلکہ ہلکی نماز پڑھائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھاتا ہو تو وہ تخفیف کرے۔

فَاِنَّ فِیْهِمُ السَّقِیْمَ وَالضَّعِیْفَ وَالْكَبِیْرَ وَذَا الْحَاجَةِ — کیونکہ ان میں بیمار، کمزور، بوڑھے اور حاجتمند لوگ بھی ہوں گے (جو زیادہ کھڑے نہیں ہو سکتے)

(بخاری صـ۹۷/۱ مسلم صـ۱۸۸/۱)

۴- حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد واجب ہے تم پر ہر امیر کے ساتھ (ماتحت) خواہ وہ نیک ہو یا بُرا ہو، چاہے وہ کبائر کا ارتکاب کرتا ہو، اور نماز بھی واجب (جائز) ہے، تمہارے لیے ہر ایک مسلمان کے پیچھے نیک ہو یا بُرا ہو، اور اگرچہ کبائر کا مرتکب ہو،

اور نماز جنازہ بھی تمہارے لیے واجب ہے ہر نیک و بد مسلمان پر اگرچہ وہ کبائر کا ارتکاب کرتا ہو، (ابوداؤد صـ۳۴۳/۱ مصابیح صـ۷۶ بیہقی صـ۱۲۱/۳)

۵- عَنْ عُمَیْرِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ رَاَیْتُ ابْنَ عُمَرَ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ مَعَ الْحَجَّاجِ صَلّٰى مَعَهٗ — حضرت عمیر بن ہانیؒ نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا ہے جب نماز کا وقت آتا تو وہ حجاج بن یوسف (ظالم) کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے

(بخاری صـ بیہقی صـ۱۲۲/۳ وَكَذَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ)

۶- عَنْ عَبْدِ الْكَرِیْمِ الْبَكَّاءِ — حضرت عبدالکریم بکاءؒ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ

قَالَ اَدْرَكْتُ عَشَرَةً مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يُصَلِّيْ خَلْفَ اَئِمَّةِ الْجَوْرِ۔ (بیہقی ص۱۲۲ ج۳)

صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں سے دس حضرت کو دیکھا ہے وہ ائمہ جور (ظالم حکمرانوں) کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے۔

مسئلہ:۔ ولد الزنا، غلام اور بالکل اجڈ جاہل کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، کیونکہ اکثر ایسے لوگ جاہل ہوتے ہیں۔ مَا يَجُوْزُ بِهِ الصَّلٰوةُ کے مسائل سے باخبر نہیں ہوتے۔

(ہدایہ ص۱۲۲ ج۱ شرح نقایہ ص۸۶ ج۱ کبیری ص۵۱۴)

ا۔ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ سَاَلْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ وَلَدِ الزِّنَا. وَالْاَعْرَابِيِّ. وَالْعَبْدِ وَالْاَعْمٰى هَلْ يَؤُمُّوْنَ؟ قَالَ نَعَمْ اِذَا اَقَامُوا الصَّلٰوةَ (مصنف عبدالرزاق ص۳۹۷ ج۲)

حضرت حمادؒ کہتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے دریافت کیا، کہ ولد الزنا، اور اعرابی (دیہاتی) اور غلام اور نابینا کے بارہ میں کہ امامت کرا سکتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا ہاں، بشرطیکہ وہ اچھی طرح نماز قائم کر سکتے ہوں۔

مسئلہ:۔ اندھے کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہوتی ہے، اگر وہ استقبال قبلہ نہ کر سکتا ہو، اور نجاست سے بھی نہ بچ سکتا ہو، اگر سمجھدار اور متقی ہو تو پھر اس کے پیچھے نماز مکروہ نہیں۔

(ہدایہ ص۱۲۲ ج۱ شرح نقایہ ص۸۶ ج۱ کبیری ص۵۱۴)

ا۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ الْاَعْمٰى اَيَؤُمُّ الْقَوْمَ؟ فَقَالَ مَا لَهٗ اِذَا كَانَ اَفْقَهَهُمْ (مصنف عبدالرزاق ص۳۹۶ ج۲)

ابن جریجؒ سے روایت ہے، حضرت عطاءؒ سے پوچھا گیا، نابینا کے بارہ میں کہ کیا وہ امامت کرا سکتا ہے، لوگوں کو۔ تو انہوں نے کہا کیا حرج ہے، اگر وہ ان میں سے زیادہ فقیہ ہو۔

۲۔ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ سَاَلْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَعْمٰى هَلْ يَؤُمُّ؟ فَقَالَ نَعَمْ. اِذَا اَقَامَ الصَّلٰوةَ۔ (مصنف عبدالرزاق ص۳۹۵ ج۲)

حضرت حمادؒ نے کہا میں نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے دریافت کیا، نابینا شخص کے بارہ میں کہ آیا وہ امامت کرا سکتا ہے۔ تو انہوں نے کہا ہاں کرا سکتا ہے، بشرطیکہ نماز اچھی طرح ادا کرتا ہو۔

مسئلہ: فاسق کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہوتی ہے، امام بنانے میں اس کی تعظیم ہوگی، حالانکہ ایسے لوگوں کی توہین کا حکم ہے، اگر ایسے لوگ نماز پڑھا دیں، جن کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے تو نماز ادا ہو جائے گی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

صَلُّوْا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ — کہ ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لو

(نصب الرایہ ص۲۷ ج۲ بحوالہ دارقطنی) وبمعناہ عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مجمع الزوائد ص۶۷ ج۲)

مسئلہ: مبتدع یعنی بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ ایسی بدعت کے اندر مبتلا ہے، جس کی وجہ سے اس کی تکفیر نہیں ہوتی، تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے اور اگر وہ ایسی بدعت کے اندر مبتلا ہے جس کی وجہ سے اس کی تکفیر ہوتی ہے (بدعت مکفرہ) تو اس کے پیچھے نماز بالکل جائز نہیں ہوتی۔

امام ابی القاسم (حنبلی مذہب کے بڑے امام ہیں) فرماتے ہیں۔

وَمَنْ صَلّٰى خَلْفَ مَنْ يُّعْلِنُ بِبِدْعَةٍ اَوْ بِسُكْرٍ اَعَادَ۔ (مختصر الخرقی ص۲۱)

جو شخص کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھتا ہے جو علی الاعلان بدعت کا ارتکاب کرتا ہے یا علی الاعلان نشہ کرتا ہے تو اس کو نماز کا اعادہ کرنا چاہیئے اس کی نماز نہیں ہوگی۔

وَمَنْ صَلّٰى خَلْفَ مُشْرِكٍ اَوْ امْرَاَةٍ اَوْ خُنْثٰى مُشْكِلٍ اَعَادَ الصَّلٰوةَ۔ مختصر الخرقی ص۳۱ لابی القاسم عمر بن الحسین الخرقی۔ المتوفی ۳۳۴ھ مطبوعہ دمشق)

اور جس نے کسی مشرک کے پیچھے یا عورت یا خنثیٰ مشکل کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ نماز کو لوٹائے

مسئلہ: مردوں کی اقتدار عورت، اور نابالغ بچے کے پیچھے درست نہیں۔

مسئلہ: نابالغ بچے کے پیچھے فرض، تراویح، نفل کوئی نماز بھی درست نہیں۔

(ہدایہ ص۱۰۵ ج۱، شرح نقایہ ص۸۷ ج۱، کبیری ص۵۱۶)

۱۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضـ قَالَ قَالَ — حضرت ابوہریرۃ رضـ سے روایت ہے انہوں

رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ

(ابوداؤد ص ۷۷ ج ۱، ترمذی ص ۵۱)

نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ امام ضامن ہے" (یعنی مقتدیوں کی نماز کی درستگی بھی امام کی نماز کی درستگی پر موقوف ہے۔)

۲۔ عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِیْ سُوَیْدٍ اَقَامَهٗ لِلنَّاسِ، وَهُوَ غُلَامٌ بِالطَّائِفِ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ یَؤُمُّهُمْ، فَکَتَبَ بِذٰلِکَ اِلٰی عُمَرَ یُبَشِّرُهٗ، فَغَضِبَ عُمَرُ وَکَتَبَ اِلَیْهِ مَا کَانَ لَکَ اَنْ تُقَدِّمَ لِلنَّاسِ غُلَامًا لَمْ تَجِبْ عَلَیْهِ الْحُدُوْدُ

(مصنف عبدالرزاق ص ۲۹۸ ج ۲)

حضرت عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیزؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ محمد بن سویدؒ نے مجھے لوگوں کے لیے نماز پڑھانے کے لیے کھڑا کر دیا اور یہ ابھی بچے ہی تھے۔ طائف کے اندر یہ رمضان کے مہینہ میں لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور سویدؒ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو خط لکھا اور مبارک باد دی (کہ آپ کے صاحبزادے نے لوگوں کو نماز پڑھائی ہے) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اس پر ناراض ہو گئے۔ اور سویدؒ کو خط لکھا۔ تمہارے لیے مناسب نہیں تھا کہ تم ایک بچے کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑا کرتے جس پر حدود واجب نہیں (یعنی وہ بالغ نہیں کہ فرائض و حدود و واجبات کا پابند اور مکلف ہو)

۳۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَا یَؤُمُّ الْغُلَامُ الَّذِیْ لَمْ یَحْتَلِمْ

(مصنف عبدالرزاق ص ۲۹۸ ج ۲)

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ بچہ جو بالغ نہیں ہوا۔ وہ لوگوں کو امامت نہ کرائے۔

۴۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اَنَّهٗ کَرِهَ اَنْ یَؤُمَّ الْغُلَامُ حَتّٰی یَحْتَلِمَ

(مصنف عبدالرزاق ص ۲۹۸ ج ۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے۔ کہ وہ مکروہ خیال کرتے تھے کوئی نابالغ لڑکا امامت کرے۔

۵۔ اسی طرح امام شعبیؒ اور مجاہدؒ سے بھی منقول ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۴۹ ج ۱)

مسئلہ :- جس نے کسی امام کے پیچھے نماز پڑھی پھر معلوم ہوا کہ وہ بے وضو تھا، تو امام بھی اور مقتدی بھی نماز کا اعادہ کریں۔

۱۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّيْ بِالْقَوْمِ جُنُبًا قَالَ يُعِيْدُ وَيُعِيْدُوْنَ وَكَذَا عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رِبَاحٍ

(کتاب الآثار للامام محمدؒ صفحہ ۵۹)

حضرت عمرو بن دینارؒ سے روایت ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے اس شخص کے بارہ میں کہا جو جنابت کی حالت میں ہو اور لوگوں کو نماز پڑھائے (لاعلمی میں نماز پڑھائے) حضرت علیؓ نے کہا کہ وہ خود بھی نماز لوٹائے اور اس کے پیچھے پڑھنے والے بھی اس نماز کو لوٹائیں۔

۲۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا فَسَدَتْ صَلٰوةُ الْاِمَامِ فَسَدَتْ صَلٰوةُ مَنْ خَلْفَهٗ

(کتاب الآثار صفحہ ۵۹)

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ جب امام کی نماز فاسد ہو جائے۔ تو اس کے پیچھے پڑھنے والوں کی نماز بھی فاسد ہوگی۔

۳۔ اسی طرح حضرت امام شعبیؒ، حمادؒ سے منقول ہے۔ (مصنف عبدالرزاق صفحہ ۲۵/۲ج)

مسئلہ :- اگر امام ایک وقت کا فرض (مثلاً ظہر) پڑھتا ہو، اور مقتدی اس کے پیچھے کسی دوسرے وقت کا فرض (مثلاً عصر) پڑھے تو اس کی نماز درست نہ ہوگی (ہدایہ صفحہ ۸۱/۱ج، شرح نقایہ صفحہ ۸۸/۱ج، کبیری صفحہ ۵۱۶) کیونکہ یہ امام کی مخالفت ہے اور مقتدیوں کو حکم دیا گیا ہے وہ امام کی موافقت کریں نہ کہ مخالفت :-

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ

(بخاری صفحہ ۱۰۰/۱ج، مسلم صفحہ ۱۷۷/۱ج)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ اس کی اقتدا کی جائے پس اس کے ساتھ اختلاف نہ کرو۔

مسئلہ :- نفل پڑھنے والے کی اقتدا فرض پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔

(ہدایہ صـ۸۱/۱ج، شرح نقایہ صـ۸۷/۱ج، کبیری صـ۵۱۷)

کیونکہ نفل والے کو اقتدار کے لیے اصل نماز کی ضرورت ہے، اور وہ موجود ہے۔

۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ فَلَمَّا صَلّٰى اِذَا رَجُلَانِ لَمْ يُصَلِّيَا فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَدَعَا بِهِمَا فَجِيْءَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا فَقَالَ مَا مَنَعَكُمَا اَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا قَالَا قَدْ صَلَّيْنَا فِيْ رِحَالِنَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فِيْ رَحْلِهٖ ثُمَّ اَدْرَكَ الْاِمَامَ وَلَمْ يُصَلِّ فَلْيُصَلِّ مَعَهٗ فَاِنَّهَا نَافِلَةٌ (ابوداؤد صـ۸۵/۱ج)

وَفِيْ رِوَايَةِ كِتَابِ الْاٰثَارِ صَلَّيَا الظُّهْرَ فِيْ مَنَازِلِهِمَا (اِلٰى اَنْ قَالَ) وَاجْعَلُوا الْاُوْلٰى فَرِيْضَةً وَهٰذِهٖ نَافِلَةً

(کتاب الآثار للامام محمدؒ صـ۴۷)

حضرت جابر بن یزید بن الاسودؒ سے روایت ہے، انہوں نے اپنے والد سے یہ نقل کیا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور یہ اس وقت نوجوان تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو دو آدمی مسجد کے کنارے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا، وہ آئے اور خوف کے مارے ان کے کندھوں کے گوشت کپکپا رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کیوں ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی وہ کہنے لگے کہ ہم اپنے گھروں میں پڑھ کر آئے ہیں۔ اس لیے ہم نے یہاں نہیں پڑھی آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو جب تم سے کوئی شخص اپنے گھر نماز پڑھ کر آئے اور امام کو پالے کہ اس نے ابھی نماز نہ پڑھی ہو تو اس کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ یہ اس کے لیے نفل ہو گی۔ ظہر اور عصر کے وقت [illegible] آئے)

اور کتاب الآثار میں ہے کہ وہ دونوں ظہر کی نماز پڑھ کر آئے تھے۔ اور پھر فرمایا۔ فرض تو پہلی نماز ہو گی اور یہ نفل ہو گی۔

امام ترمذیؒ لکھتے ہیں۔

وَالصَّلٰوۃُ الْاُوْلٰی ھِیَ الْمَکْتُوْبَۃُ عِنْدَ اَکْثَرِ اَھْلِ الْعِلْمِ۔ کہ پہلی نماز ہی اکثر اہل علم کے نزدیک فرض ہوگی۔

(ترمذی ص۵۲)

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِہٖ نَاْخُذُ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رح وَلَا یُعَادُ الْفَجْرُ وَالْعَصْرُ وَالْمَغْرِبُ۔ امام محمدؒ نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے، فجر، عصر اور مغرب کی نماز نہ پڑھے (کیونکہ ان نمازوں کے بعد نوافل نہیں ہوتے)

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ اِذَا صَلَّیْتَ الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ ثُمَّ اَدْرَکْتَھُمَا فَلَا تَعُدْ لَھُمَا (کتاب الآثار ص۴۵، مصنف عبدالرزاق ص۴۲۲ ج۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب تو فجر اور مغرب کی نماز پڑھ لے پھر جماعت پالے تو ان نمازوں کو نہ لوٹا۔

مسئلہ:۔ فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا

(ہدایہ ص۸۱ ج۱، شرح نقایہ ص۸۷ ج۱، کبیری ص۵۱۶)

کیونکہ اقوی (قوی اور مضبوط حالت والا جو فرض پڑھتا ہے) وہ اضعف (یعنی ضعیف حالت والے نفل پڑھنے والے) کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام ضامن ہے۔

(ابوداؤد ص۷۷ ج۱، ترمذی ص۵۷)

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ امام سے اختلاف نہ کرو۔ (بخاری ص۱۰۱ ج۱، مسلم ص۱۷۷ ج۱)

صاحب شرح نقایہ لکھتے ہیں۔ حضرت جابرؓ سے جو یہ روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر پھر قوم کو امامت کراتے۔

(بخاری ص۹۸ ج۱، مسلم ص۱۸۷ ج۱)

تو اس بارہ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ نیت تو ایک باطنی امر ہے اس پہ کوئی دوسرا مطلع نہیں ہوسکتا، جب تک نیت کرنے والا خود نہ بتائے، اس لیے یہ بات درست ہوگی کہ

حضرت معاذ رضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفل کی نیت سے نماز پڑھتے ہوں تاکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کا طریقہ سیکھ سکیں، اور آپ کے پیچھے نماز پڑھ کر برکت حاصل کر سکیں۔ اور پھر اپنی قوم کے پاس جاکر فرض نماز پڑھاتے ہوں۔ جب اس بات کا احتمال ہے تو دوسرے حضرات کا استدلال درست نہ ہوگا۔

اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ ایک صحابی رسول کے فعل کو ایسے معنی پر محمول کرنا جو متفق علیہ ہے زیادہ بہتر ہوگا ایک ایسے معنی پر محمول کرنے سے جو مختلف فیہ ہے (چنانچہ نفل نماز کی نیت کے ساتھ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی جو فرض نماز پڑھ رہا ہو، بالاتفاق سب کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض والے کی نماز میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے، احناف مالکیہ اور حنابلہ اس کے قائل نہیں)

نیز مسند احمد کی روایت میں یہ ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ سُلَيْمٍ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ لَا تَكُنْ فَتَّانًا إِمَّا أَنْ تُصَلِّيَ مَعِي وَإِمَّا أَنْ تُخَفِّفَ عَلَى قَوْمِكَ (مسند احمد ص ۷۴ ج ۵)	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی سے فرمایا اے معاذ بن جبل! یا تو تم میرے ساتھ نماز پڑھو، اور یا پھر اپنی قوم کے ساتھ ہلکی نماز پڑھو۔

اس کا معنی یہی ہے کہ یا تو تم فرض نماز میرے ساتھ پڑھو اور اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ فرض نہ پڑھو، اور یا میرے ساتھ فرض نہ پڑھو تاکہ وہ تمہارا انتظار نہ کریں۔

چنانچہ امام عبدالسلام ابن تیمیہ رحمہ جو اکابر حنابلہ میں سے ہیں (صاحب منتقٰی) کہتے ہیں۔

وَقَدِ احْتَجَّ بِهِ بَعْضُ مَنْ مَنَعَ اقْتِدَاءَ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ قَالَ لِأَنَّهُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ مَتَى صَلَّى مَعَهُ امْتَنَعَتْ إِمَامَتُهُ	جو نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز کو درست نہیں قرار دیتے، اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، اس حدیث میں دلالت ہے اس بات پر کہ فرض پڑھنے والے کی اقتدار

وَبِالْإِجْمَاعِ لَا تَمْتَنِعُ بِصَلَاةِ النَّفْلِ مَعَهُ فَعُلِمَ أَنَّهُ أَرَادَ بِهٰذَا الْقَوْلِ صَلَاةَ الْفَرْضِ وَأَنَّ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي مَعَهُ كَانَ يَنْوِيهِ نَفْلًا (منتقی مترجم ص ۵۷۸ ج ۱)

نفل پڑھنے والے کے پیچھے نہیں ہوتی، کیونکہ جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو پھر ان کی امامت ممنوع ہوگی۔ حصر والی تقسیم کا یہی مقتضیٰ ہے۔

اور یہ بات بالاجماع ثابت ہے، اگر وہ آپ کے پیچھے نفل کی نیت سے نماز پڑھیں تو پھر ان کی امامت ممنوع نہ ہوگی۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت معاذ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نفل ہی پڑھتے تھے۔
(شرح نقایہ ص ۹۸ ج ۱)

علاوہ اس کے یہ بات بھی ہے کہ حضرت معاذ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مامور تھے، کہ وہ اپنی قوم کو امامت کرائیں۔ تو ظاہر ہے وہ فرض نماز یقیناً اپنی قوم کے ہمراہ جماعت کے ساتھ ہی ادا کرتے تھے۔

مسئلہ:۔ رکوع اور سجود پر قدرت رکھنے والا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ (ہدایہ ص ۹۹ ج ۱، شرح نقایہ ص ۸۷ ج ۱، کبیری ص ۵۱۶)

مسئلہ:۔ طہارت کرنے والا معذور (جس پر ایک فرض نماز کا وقت بھی نہیں گذرتا کہ اسے پھر حدث لاحق ہو جاتا ہے) کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ (ہدایہ ص ۸۰ ج ۱، شرح نقایہ ص ۸۷ ج ۱، کبیری ص ۵۱۶)

مسئلہ:۔ بالکل ناخواندہ (جو بقدر مایجوز بہ الصلوٰۃ قرآن نہیں پڑھ سکتا) کے پیچھے پڑھنے والا نماز نہیں پڑھ سکتا یعنی جائز نہیں (ہدایہ ص ۸۰ ج ۱، شرح نقایہ ص ۸۷ ج ۱، کبیری ص ۵۱۶)

مسئلہ:۔ لباس پہننے والا برہنہ کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا (ہدایہ ص ۸۰ ج ۱، شرح نقایہ ص ۸۷ ج ۱، کبیری ص ۵۱۶)

مسئلہ:۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔
(ہدایہ ص ۸۱ ج ۱، شرح نقایہ ص ۸۷ ج ۱، کبیری ص ۵۱۸)

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر میں جو نماز پڑھائی تھی وہ بیٹھ کر پڑھائی تھی اور صحابہ کرام نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تھی۔ (بخاری ص ۹۵ ج ۱، مسلم ص ۱۷۹ ج ۱)

مسئلہ:- اشارہ سے نماز پڑھنے والا اپنے جیسے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے لیکن رکوع و سجود کرنے والا اشارہ کرنے والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا ہے۔

(ہدایہ ص ۱/۸۱ شرح نقایہ ص ۱/۸۷ کبیری ص ۵۱۶)

مسئلہ:- مسح کرنے والے کے پیچھے اعضاء کو دھونے والا نماز پڑھ سکتا ہے۔

(ہدایہ ص ۱/۹۰ شرح نقایہ ص ۱/۸۶ کبیری ص ۵۱۸)

مسئلہ:- جو لوگ امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ رکوع و سجود کرتے وقت امام سے پہلے سر نہ اٹھائیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (مَرْفُوْعًا) اَمَا یَخْشٰی اَحَدُکُمْ اَوْ اَلَا یَخْشٰی اَحَدُکُمْ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ رَاْسَ حِمَارٍ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے وہ شخص جو امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے۔

(بخاری ص ۱/۹۶ مسلم ص ۱/۱۸۱)

جو آدمی ایسی حرکت کرتا ہے۔ وہ بے ادبی اور گستاخی کرتا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے، خطرہ ہے کہ اس شخص کی اس حماقت اور گدھے پن سے کہیں ناراض ہو کر اس کی ظاہری شکل بھی بگاڑ دے۔

مسئلہ:- امام جس حالت میں ہو مقتدی جب آئے تو اسی حالت میں اس کے ساتھ شریک ہو جائے اگر امام سجدہ کی حالت میں ہو تو اس میں شریک ہو جائے اور اس رکعت کو شمار نہ کرے۔

جیسا کہ حضرت علیؓ، عبداللہ بن عمرؓ، زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ابراہیم نخعیؒ، قتادہؒ وغیرہم سے منقول ہے۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۲/۲۸۱، ص ۲۸۲، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱/۲۵۴)

مسئلہ:- اگر امام کے ساتھ رکوع میں آکر مل جائے تو اس نے رکعت کو پا لیا (ہدایہ ص ۱/۱۰۲)

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت

صَلَّی اللہُ علیہ وسلم قَالَ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الصَّلٰوۃِ فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوۃَ

(مسلم ص۲۲۱ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۲۸۱ ج۲)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رکوع کو پالیا اس نے نماز کو پالیا۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِذَا اَدْرَکْتَ الْاِمَامَ رَاکِعًا فَرَکَعْتَ قَبْلَ اَنْ یَّرْفَعَ فَقَدْ اَدْرَکْتَ، وَاِنْ رَفَعَ قَبْلَ اَنْ تَرْکَعَ فَقَدْ فَاتَتْکَ

(مصنف عبدالرزاق ص۲۷۹ ج۲ مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۴۳ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب تم امام کو رکوع کی حالت میں پاؤ اور تم نے امام کے سر اٹھانے سے پہلے امام کے ساتھ رکوع میں شرکت کی تو تم نے اس رکعت کو پالیا۔ اور اگر امام سر اٹھالے، تمہارے رکوع سے پہلے تو تم سے وہ رکعت فوت ہوگئی۔

۳۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ الْمَسْجِدَ وَالْاِمَامُ رَاکِعٌ فَرَکَعْنَا ثُمَّ مَضَیْنَا حَتّٰی اسْتَوَیْنَا فِی الصَّفِّ فَلَمَّا فَرَغَ الْاِمَامُ قُمْتُ اُصَلِّیْ فَقَالَ قَدْ اَدْرَکْتَہٗ

(مصنف عبدالرزاق ص۲۸۳ ج۲)

حضرت زید بن وہبؒ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مسجد میں داخل ہوئے اور امام رکوع کی حالت میں تھا تو ہم نے بھی جلدی سے وہاں ہی رکوع کر لیا۔ پھر چل کر برابر صف میں کھڑے ہوئے جب امام فارغ ہوا تو میں کھڑا ہو گیا اس رکعت کو پڑھنے کے لیے تو انہوں نے کہا کہ تم نے یہ رکعت پالی ہے۔

مسئلہ:۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بوڑھی عورتیں، اگر امن ہو اور کوئی خطرہ نہ ہو تو فجر، مغرب اور عشاء کی نمازیں مسجد میں جا کر پڑھ سکتی ہیں۔ (ہدایہ ص۸ ج۱، شرح نقایہ ص۸۶ ج۱)

نوجوان عورتوں کے لیے اور دن کی نمازوں میں خلط ملط کی وجہ سے خطرہ ہوتا ہے۔

مسئلہ:۔ عید اور جمعہ کی نماز بھی عورتوں کے لیے اسی شرط کے ساتھ روا ہوتی ہے۔ جب کہ خطرہ نہ ہو۔ فساق کی چھیڑ چھاڑ نہ ہو اور عورتیں بھی بناؤ سنگار کر کے اور خوشبو لگا کر نہ جائیں۔

مسئلہ:۔ عورتوں کے لیے نماز گھر میں پڑھنا زیادہ افضل ہے۔ اور اس کا اجر بھی مسجد سے زیادہ ہے

امامۃ النساء یعنی عورتوں کا نماز میں امام بننا

یہ بات تو تقریباً سب فقہاء کرام، محدثین، مجتہدین اور علماء کرام کے درمیان متفق علیہ ہے کہ عورت کو مرد کا امام بننا روا نہیں۔ البتہ بعض دیگر ذیلی مسائل میں کچھ اختلافات پائے جاتے ہیں، مثلاً

عورتوں کی الگ جماعت کرنا اس بارہ میں بعض فرماتے ہیں کہ یہ بھی درست نہیں، بعض کراہت تحریمی کہتے ہیں، اور بعض کراہت تنزیہی۔ بعض کے نزدیک عورت کا بلند آواز سے تکبیر کہنا یا قرأت کرنی ایسی ہی مکروہ تحریمی ہے جس طرح عورت کی اذان اور اقامت مکروہ تحریمی ہے اور بعض کے نزدیک عورت، عورتوں کو نماز پڑھا سکتی ہے، جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ام سلمہؓ سے ثابت ہے۔ کہ انہوں نے عورتوں کو جماعت کرائی (بیہقی صـ۱۳۱/۳)

البتہ اگر عورتوں کی جماعت ہوگی تو ان کی امام آگے مصلّے پر نہیں کھڑی ہو سکتی، بلکہ عورتوں کی صف میں ہی کھڑی ہو کر نماز پڑھائے گی (ہدایہ صـ۱۰۷/۱، شرح نقایہ صـ۸۹/۱)

جیسا کہ امہات المؤمنینؓ سے ثابت ہے (بیہقی صـ۱۳۱/۳)

عورتوں کے لیے سب سے افضل بات تو یہی ہے کہ وہ اپنی نماز الگ ہی تنہائی میں یا گھر میں پڑھیں، مسجد اور جماعت کے ساتھ اگر شریک ہو کر نماز پڑھیں تو پھر ان کے لیے بعض شرائط ہیں۔ ان کے ساتھ ان کو اجازت ہوگی۔ لیکن اولویت پھر بھی نہیں۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِؓ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ صَلٰوۃُ الْمَرْأَۃِ فِیْ بَیْتِہَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِہَا فِیْ حُجْرَتِہَا وَصَلٰوتُہَا فِیْ مُخْدَعِہَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِہَا فِیْ بَیْتِہَا

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کی نماز اس کے کمرہ میں زیادہ افضل ہے۔ اس کے گھر میں اس کی نماز سے، اور عورت کی نماز چھوٹے کمرہ میں (جو بڑے کمرہ کے اندر ہو) زیادہ افضل ہے بڑے کمرہ میں اس کی نماز سے۔

(ابو داؤد صـ۸۴/۱، مستدرک حاکم صـ۲۰۹/۱۔

(وقال صحیح علی شرط الشیخین وافرہ الذہبیؒ)

۲۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم خَیْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُیُوْتِهِنَّ۔
(مستدرک حاکم ص۲۰۹ ج۱)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے لیے ان کی نماز پڑھنے کی جگہوں میں سب سے بہتر جگہ ان کے گھروں کے اندرونی حصے میں۔

۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُیُوْتُهُنَّ خَیْرٌ لَّهُنَّ (مستدرک حاکم ص۲۰۹ ج۱، ابوداؤد ص۸۴ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی عورتوں کو مساجد میں جانے سے منع نہ کرو۔ اور ان کے گھران کے لیے زیادہ بہتر ہیں۔

۴۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ
(بخاری ص۱۲۰ ج۱ مسلم ص۱۸۳ ج۱ مصنف عبدالرزاق ص۱۴۹ ج۳)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو دیکھ لیتے جو عورتوں نے ظاہر کی ہے آپ کے بعد (آزادی) تو آپ ان کو مسجدوں میں جانے سے ضرور منع کر دیتے۔

عورتوں کی علیحدہ جماعت کے لیے شرط

اجازت ان شرائط کے ساتھ ہو گی کہ مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو۔ راستہ پرامن ہو، زیب و زینت والا، بھڑکیلا لباس بھی نہ پہنیں اور خوشبو لگا کر بھی نہ جائیں کہ ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے اور بنیادی بات یہ ہے کہ عورتوں پر جماعت، جمعہ، عیدین واجب ہی نہیں۔ جیسا کہ جہاد اور لڑائی وغیرہ، جمعہ، عیدین اور جماعت کے ساتھ اگر یہ شریک ہوں گی تو صرف مردوں کے تابع ہو کر اور پھر جواز ہی ثابت ہو گا۔ افضلیت بہرحال نہیں رہے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی ایک خاص وجہ بھی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں نماز ادا کرنے پر ہر مرد و عورت کو اشتیاق تھا۔

لیکن عام طور پر فقہاء کرام نے عورتوں کی جماعت میں حاضری کو مکروہ کہا ہے۔ خصوصاً نوجوان عورتیں ایسے فتنے کے خوف سے۔ اس بنا پر جہاں فتنہ کم ہو جیسا کہ عمر رسیدہ اور بوڑھی عورتیں تو امام ابوحنیفہؒ نے کہا ہے کہ فجر، مغرب اور عشاء کی نماز میں جماعت کے ساتھ شریک ہو سکتی ہیں۔

۱- عَنِ ابنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم اِذَا اسْتَأْذَنَکُمْ نِسَآءُکُمْ بِاللَّیْلِ اِلَی الْمَسْجِدِ فَاْذَنُوْا لَهُنَّ (بخاری ص ۱۱۹ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب عورتیں (بوڑھی عمر رسیدہ) رات کی نمازوں میں مسجد جانے کی اجازت طلب کریں تو ان کو اجازت دے دو۔

وَقَالَ نَافِعٌ مَوْلَی ابْنِ عُمَرَ اِنَّمَا ذٰلِکَ بِاللَّیْلِ (مصنف عبدالرزاق ص ۱۵۱ ج ۳)

حضرت نافعؒ مولیٰ ابن عمرؓ بن الخطاب کہتے ہیں کہ یہ حدیث صرف رات کی نمازوں کے ساتھ خاص ہے

۲- عَنْ اَبِی عَمْرٍو الشَّیْبَانِیِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ کَانَ یُقَالُ صَلٰوۃُ الْمَرْاَۃِ فِی بَیْتِهَا خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوتِهَا فِی دَارِهَا فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ عَمْرٍو وَلَمْ تَطُلْ سَمِعْتُ رَبَّ هٰذِهِ الدَّارِ یَعْنِی ابْنَ مَسْعُوْدٍ یَحْلِفُ فَیَبْلُغُ فِی الْیَمِیْنِ مَا مُصَلًّی لِامْرَاَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ بَیْتِهَا اِلَّا فِی حَجٍّ اَوْ عُمْرَۃٍ اِلَّا امْرَاَۃٌ قَدْ یَئِسَتْ مِنَ الْبُعُوْلَۃِ فَهِیَ فِی مَنْقَلَیْهَا، قِیْلَ مَا مَنْقَلَیْهَا قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ امْرَاَۃٌ عَجُوْزٌ قَدْ تَقَارَبَ خَطْوُهَا (مصنف عبدالرزاق ص ۱۵۰ ج ۳)

حضرت ابوعمرو الشیبانیؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا پہلے تو یہ کہا جاتا تھا' عورت کی نماز اس کے چھوٹے اندر والے کمرے میں بہتر ہے بنسبت اس کے بڑے گھر کے'' اس پر ابوعمروؒ نے کہا زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ میں نے اس گھر والے یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے سُنا ہے وہ پختہ قسم کھا کر کہتے تھے عورت کے لیے نماز پڑھنے کی جگہ سب سے بہتر اس کا چھوٹا کمرہ ہے مگر حج اور عمرہ میں۔ مگر ایسی عورت جو بوڑھی ہو چکی ہو اور اس نے اپنے موزے پہنے ہوئے ہوں تو وہ مسجد میں جا سکتی ہے۔

یہ اس لیے کہ فساق ظہر، عصر، جمعہ کے وقت منتشر ہوتے ہیں اور مغرب کے وقت بالعموم کھانے پینے میں مصروف ہوتے ہیں، اور عشاء اور فجر کے وقت سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور عید کے موقع پر بھی چونکہ عید بالعموم کھلی جگہوں میں ادا کی جاتی ہے'' اس لیے عورتوں کے لیے مردوں سے الگ رہنے کا امکان ہوتا ہے تو فتنہ کم ہوگا۔

عورتوں کو امامت کے لیے آگے کرنے کی ممانعت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے قول سے

ثابت ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَخِّرُوْهُنَّ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ (مصنف عبدالرزاق ص۱۴۹/ج۳)

ان عورتوں کو پیچھے رکھو جہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو پیچھے رکھا ہے۔

یہ روایت مرفوعاً ثابت نہیں ہے۔

اور عورت کا صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانے کا استدلال ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت سے ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ تَؤُمُّ النِّسَاءَ وَتَقُوْمُ وَسْطَهُنَّ (مستدرک حاکم ص۲۰۴/ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۱۴۱/ج۳، دارقطنی ص۴۰۴/ج۱، بیہقی فی السنن الکبریٰ ص۱۳۱/ج۳)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ عورتوں کو جماعت کرائی تو ان کے درمیان کھڑی ہوتی۔

اور کتاب الام میں بھی امام شافعیؒ نے ایسی روایات نقل کی ہیں۔

۱۔ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّهَا صَلَّتْ بِنِسْوَةٍ الْعَصْرَ فَقَامَتْ فِيْ وَسْطِهِنَّ (کتاب الام ص۱۶۴/ج۱)

حضرت عطاؒ کہتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عورتوں کو عصر کی نماز پڑھائی، اور وہ ان کے درمیان صف میں کھڑی ہوئیں۔

۲۔ عَنْ صَفْوَانَ قَالَ اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ تُصَلِّيَ الْمَرْاَةُ بِالنِّسَاءِ تَقُوْمُ وَسْطَهُنَّ (کتاب الام ص۱۶۴/ج۱)

صفوانؒ کہتے ہیں یہ بات سنت میں سے ہے کہ اگر کوئی عورت عورتوں کو نماز پڑھائے تو وہ ان کے درمیان کھڑی ہو، آگے نہ کھڑی ہو۔

۳۔ كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يَاْمُرُ جَارِيَةً لَهُ تَقُوْمُ بِاَهْلِهِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ (کتاب الام ص۱۶۴/ج۱)

حضرت علی بن الحسین یعنی امام زین العابدینؒ اپنی ایک لونڈی کو حکم دیتے تھے کہ وہ ان کی گھر والیوں کو رمضان میں نماز پڑھائے۔

۴۔ وَكَانَتْ عَمْرَةُ تَاْمُرُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَقُوْمَ لِلنِّسَاءِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ (کتاب الام ص۱۶۴/ج۱)

حضرت عمرۃؒ ایک خاتون کو حکم دیتی تھی کہ وہ عورتوں کو رمضان میں نماز پڑھائے۔

۵۔ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَ تَؤُمُّ الْمَرْأَةُ النِّسَاءَ فِي الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا وَآمُرُهَا أَنْ تَقُومَ فِي وَسْطِ الصَّفِّ (کتاب الام صـ ۱۶۴ ج ۱)

حضرت امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ عورت عورتوں کو امامت کرا سکتی ہے، فرائض میں بھی اور دیگر نوافل وغیرہ میں بھی۔ اور میں کہتا ہوں کہ عورت جب نماز پڑھائے تو صف کے درمیان کھڑی ہو آگے نہ ہو۔

۶۔ حضرت امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ اگر عورت مردوں، عورتوں اور صبیان (بچوں) کو نماز پڑھائے تو عورتوں کی نماز درست ہو گی۔ مردوں اور لڑکوں کی نماز درست نہیں ہو گی۔ کیونکہ اللہ تعالے نے مرد کو عورتوں پر قوام (نگران، سرپرست اور امام) بنایا ہے اور عورتوں کی تولیت مردوں پر نہیں بنائی۔

وَلَا يَجُوزُ أَنْ تَكُونَ امْرَأَةٌ إِمَامَ رَجُلٍ فِي صَلٰوةٍ بِحَالٍ أَبَدًا۔ (کتاب الام صـ ۱۶۴ ج ۱)

اور یہ جائز نہیں کہ کوئی عورت کسی حال میں بھی کسی بھی مرد کی امام بن سکے۔

اور حضرت امام شافعیؒ نے یہ بھی لکھا ہے۔

وَلَا تَجْمَعُ امْرَأَةٌ بِنِسَاءٍ لِأَنَّ الْجُمُعَةَ إِمَامَةُ جَمَاعَةٍ كَامِلَةٍ وَلَيْسَتِ الْمَرْأَةُ لِمَنْ لَهَا أَنْ تَكُونَ إِمَامَ جَمَاعَةٍ كَامِلَةٍ (کتاب الام صـ ۱۹۲ ج ۱)

اور کوئی عورت بھی عورتوں کو جمعہ کی نماز میں امامت نہیں کرا سکتی، اس لیے کہ جمعہ کی امامت ایک کامل جماعت کی امامت ہوتی ہے (یعنی یہ جماعیت کی کامل شکل ہوتی ہے اور وہ صرف مردوں کا حصہ ہے) اور عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ کامل جماعت میں امام بن سکے۔

اور فقہاء کرام جو عورتوں کی جماعت کو مکروہ قرار دیتے ہیں اس بارہ میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض اس لیے مکروہ قرار دیتے ہیں کہ یہ بات عورتوں کی وضع کے خلاف ہے یہ ان کا کام ہی نہیں ان کا کام صرف اتباع ہے اگر مردوں کے ساتھ موقع مل جائے تو ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں ورنہ اپنی نماز الگ ہی پڑھیں۔

اور بعض کہتے ہیں کہ عورت کی آواز چونکہ ستر ہے اور امامت میں اس کے خلاف ہوتا ہے

جیسا کہ محقق ابن نجیمؒ نے لکھا ہے۔

وَصَرَّحَ فِي النَّوَازِلِ بِاَنَّ نَغْمَةَ الْمَرْاَةِ عَوْرَةٌ وَبَنَى عَلَيْهِ اَنَّ تَعَلُّمَهَا الْقُرْاٰنَ مِنَ الْمَرْاَةِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ تَعَلُّمِهَا مِنَ الْاَعْمٰى (بحر الرائق ص ۲۷۰ ج ۱)

اور کتاب نوازل میں تصریح ہے کہ عورت کا نغمہ (آواز و ترنم) ستر ہے۔ اور اسی پر اس مسئلہ کی بنا ہے۔ کہ عورت کا عورت سے قرآن پاک سیکھنا زیادہ بہتر ہے بنسبت اس کے کہ وہ کسی نابینا مرد سے قرآن پاک سیکھے۔

اصح بات یہ ہے کہ ستر ہونے کے بغیر بھی عورت کی آواز فتنے سے خالی نہیں، ضرورت کے وقت تو عورت کا اجنبیوں کے سامنے کلام کرنا اور بولنا بھی روا ہے۔

وَفِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ الْاَشْبَهُ اَنَّ صَوْتَهَا لَيْسَ بِعَوْرَةٍ، وَاِنَّمَا يُؤَدِّي اِلَى الْفِتْنَةِ كَمَا عَلَّلَ بِهِ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ وَغَيْرُهُ فِي مَسْئَلَةِ التَّلْبِيَةِ، وَلَعَلَّهُنَّ اِنَّمَا مُنِعْنَ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّسْبِيحِ فِي الصَّلٰوةِ لِهٰذَا الْمَعْنَى وَلَا يَلْزَمُ مِنْ حُرْمَةِ رَفْعِ صَوْتِهَا بِحَضْرَةِ الْاَجَانِبِ اَنْ يَكُوْنَ عَوْرَةً (بحر الرائق ص ۲۷۰ ج ۱)

اور منیۃ کی شرح میں ہے حق کے ساتھ زیادہ مشابہ یہ بات ہے کہ عورت کی آواز ستر نہیں۔ لیکن یہ فتنے کی طرف پہنچاتی ہے۔ جیسا کہ صاحب ہدایہؒ وغیرہ نے اس کی علت بیان کی ہے مسئلہ تلبیہ کے اندر، اور شاید کہ عورتوں کو اس لیے آواز بلند کرنے سے روکا گیا ہے کہ وہ امام کے بھول جانے کی صورت میں آواز سے تسبیح نہ پڑھیں بلکہ ہاتھ سے تالی بجا کر خبردار کریں، اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر عورتوں کو اجنبی آدمیوں کے سامنے آواز بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ تو اس کی آواز بھی ستر ہو۔

بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے فتنہ پیدا ہونے کا امکان ہے، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّمَا التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ (مسلم ص ۱۸۰ ج ۱، بخاری ص ۱۶۵ ج ۱)

بیشک (امام کے بھول جانے کی صورت میں) مردوں کے لیے تسبیح ہے (کہ وہ تسبیح کہہ کر امام کو خبردار

کریں) اور عورتوں کے لیے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر خبردار کرنے کا حکم ہے۔

صاحب درمختارؒ بھی یہ لکھتے ہیں۔

وَلِلْحُرَّةِ جَمِيعُ بَدَنِهَا حَتَّى شَعْرِهَا النَّازِلِ فِي الْأَصَحِّ خَلَا الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ فَظَهْرُ الْكَفِّ عَوْرَةٌ عَلَى الْمَذْهَبِ وَالْقَدَمَيْنِ عَلَى الْمُعْتَمَدِ، وَصَوْتِهَا عَلَى الْأَصَحِّ

(الدر المختار ص۲۶۲ ج۱)

آزاد عورت کا تمام بدن ستر میں داخل ہے حتیٰ کہ اس کے سر سے نیچے لٹکے ہوئے بال بھی اصح قول کے مطابق ستر ہیں۔ ماسوا چہرہ، اور دونوں ہاتھ، ہاتھ میں بھی ہتھیلی ستر نہیں، ہاتھ کا بیرونی حصہ ستر ہے، اور پاؤں بھی معتمد قول کے مطابق ستر نہیں، اور عورت کی آواز بھی اصح قول کے مطابق ستر نہیں۔

حضرت ملا علی القاریؒ بھی مطلقاً عورتوں کی جماعت کو مکروہ نہیں قرار دیتے۔ بلکہ اگر وہ مردوں کے سامنے ظاہر ہوں اور باہر جائیں جہاں مردوں کی نگاہیں ان پر پڑ سکتی ہیں۔ وہاں انکی جماعت مکروہ ہو گی۔

اَقُولُ وَالْاَظْهَرُ اَنَّ الْكَرَاهَةَ مَحْمُولَةٌ عَلَى ظُهُورِهِنَّ وَخُرُوجِهِنَّ وَالْجَوَازُ عَلَى تَسَتُّرِهِنَّ فِي بُيُوتِهِنَّ (شرح نقایہ ص۸۶ ج۱)

میں کہتا ہوں زیادہ ظاہر بات یہ ہے کہ عورتوں کی جماعت کا مکروہ ہونا محمول ہے اس پر کہ وہ ظاہر ہوں اور باہر نکلیں، اور جواز ہے جب کہ وہ ستر میں ہوں اور گھر میں ہوں۔

بہرحال عورتیں اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں گی تو جہری نمازوں میں جہرِ قرأت اور تکبیر جائز ہو گا۔

لہٰذا امام ابن ہمامؒ کا یہ کہنا مطلقاً عورت کا جہر کرنا مفسدِ صلوٰۃ ہے۔ یہ مسئلہ مرجوح ہے۔ اس مسئلہ میں فقہاء کرام کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ عورت کی آواز کو مطلقاً ستر کہتا ہے امام ابن ہمامؒ اسی گروہ سے متاثر معلوم ہوتے ہیں، اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ عورت کی آواز ستر نہیں ہے۔ یہ راجح معلوم ہوتا ہے، جو روایات یا آثار اس سلسلہ میں پائے جاتے ہیں وہ یا تو گانے

کے لہجہ اور نغمہ کی وجہ سے اگر وہ لچکدار آواز سے کلام کرے گی یا ترنم کے ساتھ پڑھے گی تو یقیناً یہ مکروہ تحریمی ہوگا۔ اسی طرح جہر مفرط ہے۔

یا اس کی کراہیت محض فتنہ کے خوف سے ہوگی کیونکہ عورت کا اجنبیوں کے ساتھ کلام کرنا عند الضرورت مباح ہے، اس میں ستر کی کوئی بات نہیں، عورت کی آواز یا تقریر اور بیان حسب ضرورت مباح بلا کراہت ہوگا۔

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی، امام ابن ہمامؒ کے اس قول پر کہ "عورت اگر قراۃ بالجہر کرے گی تو اس کی نماز فاسد ہوگی" تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"اور حق بات اس باب میں یہ ہے کہ مطلقاً عورت کی آواز ستر نہیں، البتہ رفع صوت مع بلندی آواز وغیرہ ستر ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ ص۲۱۶ مطبوعہ کانپور)

اور پھر اس کے بعد امامت نساء کے سلسلہ میں متعدد روایات مصنف ابن ابی شیبہ مصنف عبدالرزاق، امام شافعیؒ اور مستدرک حاکم سے نقل کی ہیں، اور اس کے بعد لکھتے ہیں

"ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ جو عورت عورتوں کی امام ہو، تو بیچ میں کھڑی ہو مردوں کے امام کی طرح آگے نہ کھڑی ہو، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب عورت امام ہوسکتی ہے، تو اس کو قرأت اور تکبیر بالجہر بھی کرنا مشروع ہے، کیونکہ بغیر اس کے اقتدا نہیں ہوسکتی۔ اور عورتوں کی آواز اگرچہ بعض کے نزدیک ستر ہے، لیکن وہ مردوں کے حق میں ہے، نہ عورتوں کے حق میں"

(مجموعہ فتاویٰ ص۲۱۷)

سترہ اور اس کے احکام

اگر نمازی کسی ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں صحرا ہو، اور سامنے سے آدمیوں اور جانداروں کی آمد ورفت ہو تو سامنے سترہ رکھنا سنت ہے (ہدایہ ص۸۹/۱) ورنہ نماز میں خلل واقع ہوگا۔

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ، اَلْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ وَيَقِي ذٰلِكَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ (مسلم ص۱۹۷/۱)

نماز کو قطع کرتا ہے، عورت گدھے اور کتے کا آگے سے گذرنا اور بچاتا ہے اسے کجاوے کے پچھلے حصے جتنا سترہ

۲۔ عَنْ اَبِیْ ذَرِّ الْغِفَارِیِّؓ (مَرْفُوْعًا) فَاِذَا لَمْ یَکُنْ بَیْنَ یَدَیْہِ مِثْلُ اٰخِرَۃِ الرَّحْلِ فَاِنَّہٗ یَقْطَعُ صَلٰوتَہُ الْحِمَارُ، وَالْمَرْاَۃُ وَالْکَلْبُ الْاَسْوَدُ۔ (مسلم ص۱۹۷ ج۱)

حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کے سامنے کجاوے کے پچھلے حصہ جتنی کوئی چیز نہ ہو تو اس کی نماز کو خراب کرتا ہے، گدھا، عورت، اور کالا کتا۔ (کالا کتا زیادہ شریر ہوتا ہے)

نوٹ: نماز کو قطع کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا خشوع وخضوع اُن کے آگے سے گذرنے سے قطع ہو جاتا ہے، یعنی یہ چیزیں نماز کے سکون کو درہم برہم کر دیتی ہیں جیسا کہ

۱۔ عَنْ عَائِشَۃَؓ ذُکِرَ عِنْدَھَا مَا یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ الْکَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَۃُ فَقَالَتْ شَبَّھْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَالْکِلَابِ وَاللّٰہِ لَقَدْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّیْ وَاَنَا عَلَی السَّرِیْرِ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ مُضْطَجِعَۃٌ (بخاری ص۷۳ ج۱، مسلم ص۱۹۸ ج۱)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس ذکر کیا گیا کہ نماز کو کتا، گدھا اور عورت قطع کرتی ہے (اگر یہ سامنے سے گذر جائیں تو نماز قطع یا فاسد ہو جاتی ہے) تو حضرت عائشہؓ نے کہا تم نے تو ہم عورتوں کو گدھوں اور کتوں کے مشابہ کر دیا حالانکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے سامنے چارپائی پر آپ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی تھی۔

نیز

۲۔ عَنِ الزُّھْرِیِّؒ قَالَ لَا یَقْطَعُھَا شَیْءٌ۔ (بخاری ص۷۴ ج۱)

امام زہریؒ نے کہا کہ نماز کو کوئی چیز قطع نہیں کرتی (مطلب یہ کہ ان چیزوں کے سامنے سے گذرنے سے نماز قطع نہیں ہوتی نہ فاسد ہوتی ہے، البتہ نماز کا خشوع وخضوع نہیں رہتا ہے، عورت کے گذرنے سے وساوس لاحق ہوں گے اور کتا شیطان کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے، کوئی نہ

کوئی حرکت کرے گا، اسی طرح گدھا بد تمیز جانور ہے ان کے گذرنے سے وسوسے اور پریشانی لاحق ہوگی۔ نماز کا خشوع وخضوع نہیں رہے گا اگرچہ نفس نماز فاسد نہیں ہوگی۔

۲۔ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و سلم وَنَحْنُ فِیْ بَادِیَةٍ لَّنَا وَمَعَهٗ عَبَّاسٌ فَصَلّٰی فِیْ صَحْرَآءَ لَیْسَ بَیْنَ یَدَیْهِ سُتْرَةٌ وَحِمَارَةٌ لَّنَا وَکَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَیْنَ یَدَیْهِ فَمَا بَالَاهُ

(ابوداؤد ص ۱۰۴/۱ج)

حضرت فضل بن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم لوگ اس وقت بادیہ (کھلے صحرا) میں تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عباسؓ بھی تھے آپ نے صحرا میں نماز ادا فرمائی۔ اس وقت آپ کے سامنے سترہ بھی نہیں تھا۔ اور ہماری ایک گدھی اور کتیا سامنے کھیل رہے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پروا نہیں کی (نماز پڑھتے رہے معلوم ہوا کہ نماز قطع نہیں ہوتی)۔

۳۔ حضرت ابوجہیمؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ یَعْلَمُ الْمَارُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْهِ لَکَانَ اَنْ یَّقِفَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْهِ۔

(مسلم ص ۱۹۷/۱ج، بخاری ص ۷۳/۱ج)

اگر نمازی کے آگے گذرنے والا جانتا کہ اس پر کتنا گناہ ہے اس کے گذرنے کا، تو البتہ وہ چالیس (سال تک) کھڑا رہے اس کے لیے بہتر ہوگا اس سے کہ وہ نمازی کے آگے سے گذرے۔

۴۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا کَانَ اَحَدُکُمْ یُصَلِّیْ فَلَا یَدَعْ اَحَدًا یَّمُرُّ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلْیَدْرَاْهُ مَا اسْتَطَاعَ

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے، تو اپنے سامنے سے کسی کو نہ گذرنے دے، اور اس کو ہٹائے جہاں تک ممکن ہو، اگر وہ باز نہ آئے تو اس کو

فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ

(مسلم ص۱۹۶ ج۱، بخاری ص۷۳ ج۱)

(بتغییر یسیر)

مارے (یعنی پوری طرح مزاحمت سے اس کو پیچھے ہٹائے، لڑائی کرنا مراد نہیں، کیونکہ لڑائی سے تو نماز ہی فاسد ہو جائے گی) کیونکہ وہ شیطان ہے یعنی ایسا شخص شیطانی کام کر رہا ہے۔

۵۔ حضرت طلحہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ، وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذٰلِكَ

(مسلم ص۱۹۵ ج۱)

جب تم میں سے کوئی شخص اپنے سامنے کجاوے کے پچھلے حصے جتنی (اونچی) کوئی چیز رکھ دے تو پھر وہ نماز پڑھے، اور پروا نہ کرے کہ اس کے آگے سے کون گذر رہا ہے یعنی اس کو کوئی خطرہ نہ ہوگا اور نہ نماز میں کسی قسم کا خلل آئیگا۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے موقع پر (اور اسی طرح آپ سفر میں بھی کرتے تھے) جب عید کی نماز پڑھنے کے لیے باہر نکلتے تھے تو آپ حکم دیتے تھے کہ چھوٹا نیزہ سامنے گاڑ دیا جائے، پھر آپ نماز پڑھتے تھے، اور آگے سے لوگ اور جانور وغیرہ گذرتے رہتے تھے۔ (مسلم ص۱۹۵ ج۱)

<u>مسئلہ</u>: سترہ کم از کم ایک ہاتھ کے برابر اونچا ہو اور ایک انگلی کے برابر موٹا ہو داتنی اونچی لاٹھی، نیزہ لکڑی پتھر وغیرہ کوئی چیز بھی ہو اس کو سامنے کھڑا کرے۔

(ہدایہ ص۸۹ ج۱، شرح نقایہ ص۹۶ ج۱، کبیری ص۳۶۸)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي فَقَالَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ

(مسلم ص۱۹۵ ج۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازی کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کجاوے کے پچھلے حصے کے برابر ہو۔

حدیث شریف میں جو آخرة الرحل آیا ہے، اس سے مراد کجاوے کا پچھلا حصہ ہے، تقریباً

ایک ہاتھ کے برابر اونچا ہوتا ہے۔

مسئلہ :- سترہ کی لکڑی وغیرہ بالکل پیشانی کے درمیان نہ کرے، بلکہ دائیں یا بائیں طرف :

(ہدایہ ص ۸۹ ج ۱، شرح نقایہ ص ۹۶ ج ۱، کبیری ص ۳۶۸)

عَنْ مِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ مَارَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّیْ اِلٰی عُوْدٍ وَلَا عَمُوْدٍ وَلَا شَجَرَۃٍ اِلَّا جَعَلَہٗ عَلٰی حَاجِبِہِ الْاَیْمَنِ اَوِ الْاَیْسَرِ وَلَا یَصْمُدُ لَہٗ صَمْدًا

(ابوداؤد ص ۱۰۱، مسند احمد ص ۴ ج ۶)

حضرت مقداد بن الاسودؓ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دیکھا نماز پڑھتے ہوئے کسی لکڑی استون اور درخت کے پیچھے تو میں نے دیکھا کہ آپ اس (لکڑی وغیرہ) کو اپنے دائیں یا بائیں ابرو مبارک کے سامنے کرتے۔ اور رُخ مبارک کے بالکل سامنے نہیں کرتے تھے۔

مسئلہ :- سترہ کے قریب ہو کر کھڑا ہو۔ (ہدایہ ص ۸۹ ج ۱، شرح نقایہ ص ۹۶ ج ۱، کبیری ص ۳۶۸)

عَنْ سَھْلِ بْنِ حَثْمَۃَ رض (مَرْفُوْعًا) اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی سُتْرَۃٍ فَلْیَدْنُ مِنْھَا۔

(ابوداؤد ص ۱۰۱ ج ۱)

حضرت سہل بن حثمہؓ سے روایت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کوئی سترہ کے سامنے نماز پڑھے تو اس کے قریب ہو کر نماز پڑھے۔

مسئلہ :- اگر لکڑی وغیرہ نہ ہو تو سواری کے اونٹ وغیرہ کو بھی آڑے میں بٹھا کر دسترہ بنا کر اسی طرف نماز پڑھے۔

جس طرح کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کے اونٹ کو آڑے بٹھا کر اُسی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔

اور دوسرے روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی طرف (رُخ کر کے) نماز پڑھی (مسلم ص ۱۹۵ ج ۱، ابوداؤد ص ۱۰۰ ج ۱)

مسئلہ :- سترہ کی لکڑی کھڑی ہونی چاہیئے۔ لکڑی کو آڑے ڈال دینے سے یہ مقصد حاصل نہ ہوگا۔ نیز اگر لکڑی وغیرہ کوئی چیز نہ مل سکے تو لکیر ڈالنے سے یہ مقصد حاصل نہ ہوگا، اگرچہ امام احمدؒ

نے اس پر بھی عمل کیا ہے، لیکن اکثر فقہائے کرام اس کے خلاف ہیں۔

لیکن بعض فقہائے کرام یہ فرماتے ہیں کہ خط کھینچنا اگرچہ گذرنے والے کی نسبت سے کچھ مفید نہیں کیونکہ اس کو تو نظر نہیں آئے گا، لیکن فی الجملہ اس سے دلجمعی حاصل ہو سکتی ہے، اس لیے خط بھی کھینچنا درست ہے، ابن ماجہ اور ابو داؤد کی روایت میں بھی یہ الفاظ آتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لاٹھی وغیرہ نہ ہو تو۔

فَلْيَخُطَّ خَطًّا ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ اَمَامَهُ (ابو داؤد ص۱۰۰ ج۱، ابن ماجہ ص۶۷) — خط کھینچ لے پھر اس کو اس کے آگے گذرنے والی چیز کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گی۔

اگرچہ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اضطراب ہے اسی وجہ سے امام شافعیؒ نے اس سے انکار کر دیا ہے، لیکن اگر فی الجملہ دلجمعی حاصل ہو تو نکیر کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: مکہ مکرمہ میں مسجد حرام میں سترہ کی ضرورت نہیں۔

۱۔ عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ بِمَكَّةَ شَيْءٌ لَا يَضُرُّكَ اَنْ تَمُرَّ الْمَرْاَةُ بَيْنَ يَدَيْكَ (مصنف عبد الرزاق ص۳۵ ج۲) — حضرت امام طاؤسؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا مکہ (مسجد حرام کعبہ کے ارد گرد) نماز کو کوئی چیز قطع نہیں کرتی تمہارے لیے کچھ مضر نہیں کہ کوئی عورت تمہارے سامنے سے گذر جائے۔

مسئلہ: اگر امام کے سامنے سترہ ہو تو پھر مقتدیوں کو سترہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے، امام کا سترہ، امام اور مقتدی سب کے لیے کافی ہے (ہدایہ ص۸۹ ج۱، شرح نقایہ ص۹۶ ج۱، کبیری ص۳۶۹)

عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ رض قَالَ رَاَيْتُ بِلَالًا خَرَجَ بِالْعَنَزَةِ فَغَرَزَهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ فَصَلّٰى اِلَيْهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَمُرُّ وَرَاءَهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ (مصنف عبد الرزاق ص۱۷ ج۲، مسلم ص۱۹۶ ج۱) — حضرت ابو جحیفہ رض کہتے ہیں کہ میں نے حضرت بلالؓ کو دیکھا وہ نیزہ لے کر نکلے اور اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بطحا میں گاڑ دیا۔ (یعنی سترہ بنایا) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف رخ کر کے نماز ادا فرمائی ظہر اور عصر اس کے سامنے سے کتا، گدھا، عورت وغیرہ گذرتے تھے

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ سُتْرَةُ الْاِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ وَّرَاءَهُ قَالَ عبد الرزاق وَبِهٖ اٰخُذُ وَهُوَ الْاَمْرُ الَّذِیْ عَلَیْهِ النَّاسُ (مصنف عبدالرزاق ص۱۸ ج۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا ہے کہ امام کا سترہ اس کے مقتدیوں کے لیے بھی سترہ ہوتا ہے امام عبدالرزاقؒ کہتے ہیں کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور اسی پر لوگوں کا تعامل ہے۔

مسئلہ:- قبرستان میں امام اور مقتدیوں کو الگ الگ ہر ایک کے لیے سترہ رکھنا ضروری ہے اگر قبریں نظر آ رہی ہوں، صرف امام کا سترہ کافی نہ ہوگا۔ کہ قبور کا سامنے ہونا مشابہ شرک و قبر پرستی کے ہے لہٰذا ہر نمازی کے سامنے سترہ (پردہ) واجب ہوگا (فتاویٰ رشیدیہ ص۹۷)

مفسداتِ صلوٰۃ

جن جن باتوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

۱) نماز میں کلام کرنا کلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ چاہے ایک کلمہ ہی کیوں نہ ہو بشرطیکہ وہ کلام انسی ہو۔ یعنی ایسا کلام جو لوگ آپس میں اس سے بات چیت کرتے ہیں، از قسم کلام الٰہی اور اذکار وغیرہ نہ ہو۔ اور چاہے وہ کلام عمداً ہو یا جہلاً خطاءً ہو یا نسیاناً ہو۔ تھوڑا ہو یا زیادہ ہو۔ بیداری کی حالت میں ہو یا نیند کی حالت میں۔ ہر صورت میں اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شرح نقایہ ص۹۱ ج۱، ہدایہ ص۸۶ ج۱، کبیری ص۴۳۴)

خطاءً اور نسیان میں فرق خطاء یہ ہے کہ مثلاً اس نے قرأۃ کا قصد کیا یا تسبیح کا لیکن اس کی زبان سے لوگوں کا کلام جاری ہو گیا۔

اور نسیان یہ ہے کہ لوگوں کے کلام کا ہی قصد کیا۔ لیکن اس بات سے بھول گیا کہ وہ نماز میں ہے۔

ائمہ کا اختلاف امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ کلام ظنیاً ہو یا عمداً ہو۔ لیکن نماز کی اصلاح کے لیے؛ (مثلاً امام اس کلام کے بغیر متنبہ نہیں ہو سکتا) تو وہ غیر مفسد ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کلام نسیان اور خطاء سے ہو تو غیر مفسد ہے۔ عمداً ہو تو مفسد ہے۔ وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءَ وَ النِّسْیَانَ وَمَا اسْتُکْرِھُوْا عَلَیْہِ (ابن ماجہ ص۱۴۷، مستدرک حاکم ص۱۹۸ ج۲ صحیح)

اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے خطاء نسیان اور اکراہ کو رفع کر دیا ہے۔ ان کی وجہ سے ان پر کچھ خرابی نہیں آتی۔

احناف کا جواب

احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں وضع یا رفع سے مراد گناہ کا رفع کرنا ہے۔ فساد کا رفع کرنا مراد نہیں۔ نماز فاسد ہو جائے گی۔ لیکن گناہ نہیں ہوگا۔ البتہ نماز کا اعادہ ضروری ہوگا۔ اگر یہ اشکال پیش کیا جائے کہ احناف روزہ میں نسیان کو کیوں معاف قرار دیتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

۱۔ فَاِنَّمَا اَطْعَمَہُ اللّٰہُ وَسَقَاہُ (بخاری ص۲۵۹ ج۱، مسلم ص۳۶۴ ج۱)

کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس حالت میں کھلایا پلایا ہے۔

۲۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ روزے کا وقت دراز ہوتا ہے۔ بھول جانا ممکن ہے۔ اور نماز کی حالت مذکرہ ہوتی ہے اور دراز بھی نہیں ہوتی کہ انسان اس قدر بھول جاتا ہو۔ لہٰذا یہاں نسیان بھی معاف نہیں۔ احناف کا استدلال ایک تو اس حدیث شریف سے ہے۔

۱۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ ؓ کُنَّا نَتَکَلَّمُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فِی الصَّلٰوۃِ فَنَزَلَتْ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ فَاُمِرْنَا بِالسُّکُوْتِ وَ نُھِیْنَا عَنِ الْکَلَامِ۔ (بخاری ص۱۶۰ ج۱، مسلم ص۲۰۴ ج۱) (ترمذی ص۸۵)

حضرت زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز میں کلام کرتے تھے۔ پس جب یہ آیت نازل ہوئی۔ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ کہ کھڑے ہو اللہ تعالیٰ کے سامنے قنوت کرتے ہوئے۔ تو ہم کو سکوت کا حکم دیا گیا۔ اور ہر قسم کے کلام سے منع کر دیا گیا۔

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی حَدِیْثُ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَالْعَمَلُ عَلَیْہِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَھْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اِذَا تَکَلَّمَ الرَّجُلُ عَامِدًا فِی الصَّلٰوۃِ

امام ترمذیؒ کہتے ہیں حضرت زید بن ارقمؓ کی حدیث حسن صحیح ہے اور اسی پر اکثر اہل علم کا عمل ہے انہوں نے کہا کہ جب آدمی نماز میں عمداً یا بھول کر کلام کرے تو نماز کو دوبارہ پڑھے اور یہی قول ہے امام سفیان ثوریؒ اور ابن مبارکؒ کا۔

اَوْنَاسِیًا اَعَادَ الصَّلٰوۃَ وَھُوَ قَوْلُ
الثَّوْرِیِّ وَابْنُ الْمُبَارَکِ ؒ۔

۲) دوسری دلیل یہ ہے حضرت معاویہ بن الحکم سلمیؓ سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ ایک شخص نے چھینک ماری۔ تو میں نے کہا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کیا۔ میں نے کہا تمہاری مائیں تمہیں گم پائیں۔ تم میری طرف کیوں ایسی نگاہ سے دیکھتے ہو۔ لوگوں نے مجھے چپ کرانے کے لیے اپنے ہاتھ رانوں پر مارنے شروع کیے تو میں نے دیکھا کہ یہ مجھے چپ کرانے کے لیے ایسا کر رہے ہیں (مجھے غصہ تو بہت آیا) لیکن میں خاموش ہو گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز۔ پوری کی تو میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے ایسا معلم جو اس طریق پر تعلیم دیتا ہو نہ پہلے دیکھا نہ بعد۔ آپ نے مجھے ڈانٹ پلائی نہ مارا نہ گالی دی۔ نہ تھرکیا۔ بلکہ مجھ سے فرمایا۔

اِنَّ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ لَا یَصْلُحُ فِیْھَا شَیْءٌ مِنْ کَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا ھِیَ التَّسْبِیْحُ وَالتَّکْبِیْرُ وَقِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ

(مسلم ص۲۰۳ ج۱)

اس نماز میں درست نہیں ہے لوگوں کا کلام یہ تو تسبیح تکبیر اور قراءۃ قرآن پر مشتمل ہے۔

طبرانی کی روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں۔

اِنَّ صَلٰوتَنَا لَا یَحِلُّ فِیْھَا شَیْءٌ مِّنْ کَلَامِ النَّاسِ (نصب الرایہ ص۶۶ ج۲ بحوالہ طبرانی)

ہماری نماز میں نہیں حلال لوگوں کے کلام میں سے کچھ بھی۔

اور دار قطنی کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے۔

اَلْکَلَامُ یَنْقُضُ الصَّلٰوۃَ وَلَا یَنْقُضُ الْوُضُوْءَ (دار قطنی ص۱۷۴ ج۱)

کہ کلام نماز کو توڑ دیتا ہے۔ وضو کو نہیں توڑتا۔

۳۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلّٰی بِاَصْحَابِہِ الظُّھْرَ اَوِ الْعَصْرَ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقِیْلَ لَہٗ

حضرت عطاء بن ابی رباحؒ سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطابؓ نے اپنے ساتھیوں کو ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی دو رکعت اور پھر سلام

اِنَّكَ صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ، قَالَ اَكَذٰلِكَ؟ قَالُوْا نَعَمْ، فَاَعَادَ بِهِمُ الصَّلٰوةَ
(کتاب الحجہ صفحہ ۲۵۷ ج ۱)

پھیر دیا، آپ سے کہا گیا کہ حضرت آپ نے دو رکعت ہی پڑھائی ہیں، تو حضرت عمرؓ نے لوگوں سے پوچھا کیا یہ بات درست ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں درست ہے، تو آپ نے پھر دوبارہ ان کو نماز پڑھائی۔

۴۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَرَأَيْتَ لَوْ سَهَوْتُ فِي الْمَكْتُوْبَةِ فَتَكَلَّمْتُ؟ قَالَ بِلَفْظَةٍ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ قَدِ انْقَطَعَتْ صَلٰوتُكَ فَعُدْ لَهَا جَدِيْدًا
(مصنف عبدالرزاق صفحہ ۳۲۹ ج ۲)

حضرت ابن جریجؒ نے کہا میں نے حضرت عطاءؒ سے کہا کہ اگر میں فرض نماز میں سہواً یعنی بھول کر کلام کروں تو کیا حکم ہے، انہوں نے کہا کلام الفاظ کے ساتھ کیا ہے تو میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا کہ تمہاری نماز قطع ہو گئی ہے پھر دوبارہ نئے سرے سے اس کو لوٹاؤ۔

۵۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ صَلّٰى فَتَكَلَّمَ، وَقَدْ بَقِيَتْ عَلَيْهِ رَكْعَةٌ، قَالَ يَسْتَقْبِلُ صَلٰوتَهُ۔
(مصنف عبدالرزاق صفحہ ۳۳۳ ج ۲ مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۴۴۲ ج ۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے پوچھا گیا اس شخص کے بارہ میں کہ جس نے نماز میں کلام کر لیا اور اس پر ایک رکعت ہی باقی ہے۔ تو ابراہیم نخعیؒ نے کہا نئے سرے سے نماز پڑھے۔

مسئلہ:۔ صاحب شرح نقایہ نے بحرالرقائق محیط لکھا ہے۔ کہ اگر کسی شخص نے نماز میں چھینک ماری یا ڈکار لیا اور اس سے کچھ کلام بن گیا (لغوی کلام) تو اس سے نماز فاسد نہ ہو گی۔ کیونکہ اس سے بچنا دشوار ہے۔ (شرح نقایہ صفحہ ۹۲ ج ۱)

۲) **نماز میں مصافحہ کرنا:۔** مصافحہ کرنا نماز میں مفسد صلوٰۃ ہے (کبیری صفحہ ۴۴۲)

۳) **نماز میں سلام کرنا:۔** سلام کرنا عمداً مفسد صلوٰۃ ہے اور سہواً مفسد نہیں (شرح نقایہ صفحہ ۹۲ ج ۱)

۴) **سلام وغیرہ کا جواب دینا** | نماز میں سلام کا جواب دینا ہر طرح مفسد ہے خواہ عمداً ہو یا سہواً کیونکہ یہ خطاب اور کلام ہے (شرح نقایہ صفحہ ۹۲ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔

"کُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلٰوةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا قَالَ إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغُلًا۔"

کہ ہم نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کرتے تھے آپ سلام کا جواب ہم پر لوٹاتے تھے جب ہم حبشہ کی طرف سے (نجاشیؓ کے پاس سے) واپس لوٹے تو ہم نے سلام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ہم نے عرض کیا کہ حضرت آپ پہلے سلام کا جواب دیتے تھے اب جواب نہیں دیتے کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا بیشک نماز میں مشغولی ہے (سلام کلام کرنا جائز نہیں)

(بخاری صـ۱۶۰/۱، مسلم صـ۲۰۴/۱)

اور ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

حَتّٰى إِذَا قَضٰى صَلٰوتَهٗ قَالَ اللهُ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهٖ مَا يَشَاءُ وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ أَنْ لَّا تَتَكَلَّمُوْا فِي الصَّلٰوةِ فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ وَقَالَ إِنَّ الصَّلٰوةَ لِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرُ اللهِ فَإِذَا كُنْتَ فِيْهَا فَلْيَكُنْ ذٰلِكَ شَأْنُكَ ۔

جب آپ نے نماز پوری کی، تو فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے جو بات چاہے ظاہر فرماتا ہے۔ اور اب جو بات اس نے ظاہر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ تم لوگ جب نماز میں ہو تو کلام نہ کرو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا بے شک نماز میں البتہ قرآن کی قرأت ہے اور اللہ کا ذکر۔ جب تم نماز میں ہو تو تمہاری یہی شان (حالت) ہونی چاہیے۔

(ابوداؤد صـ۱۳۳/۱)

نیز مندرجہ ذیل مسائل بھی انہی احادیث سے ثابت ہوتے ہیں۔

۵) مسئلہ:۔ نماز میں چھینک والے کو یَرْحَمُكَ اللهُ کہنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(ہدایہ صـ۸۶/۱، شرح نقایہ صـ۹۲/۱، کبیری صـ۴۲۹)

۶) مسئلہ:۔ نماز سے باہر والے کی دعا پر آمین کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے (کبیری صـ۴۲۹)

۷) مسئلہ:۔ اذان کا جواب دینے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (کبیری ص۴۴۴)

۸) مسئلہ:۔ بشارت (خوشخبری) سن کر الحمد للہ کہنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔
(شرح نقایہ ص۹۲ ج۱، کبیری ص۴۳۸)

۹) مسئلہ:۔ رنج دہ خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے (شرح نقایہ ص۹۲ ج۱، کبیری ص۴۳۹)

۱۰) مسئلہ:۔ عجیب خبر سن کر سُبۡحَانَ اللّٰہِ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔
(شرح نقایہ ص۹۲ ج۱، کبیری ص۴۳۸)

۱۱) مسئلہ:۔ کسی چیز کے نیچے گرنے پر بسم اللہ پڑھنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۱۲) مسئلہ:۔ کسی ناگوار بات کے سننے پر لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (شرح نقایہ ص۹۲ ج۱، کبیری ص۴۳۸)

۱۳) مسئلہ:۔ رنج و غم (دکھ درد) کی وجہ سے کراہنے آہ، اُف، ہائے کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے (جامع صغیر ص۱۳، ہدایہ ص۸۶ ج۱، شرح نقایہ ص۹۲ ج۱، کبیری ص۴۲۷)

عَنِ الشَّعۡبِیِّ فِیۡ رَجُلٍ قَالَ هَاهٗ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ یُعِیۡدُ — حضرت امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ جو شخص نماز میں ٹے کے تو نماز دوبارہ پڑھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۳۲ ج۲)

۱۴) مسئلہ:۔ کسی دنیاوی رنج و مصیبت میں یا دنیوی غرض کے لیے آواز کے ساتھ رونے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (جامع صغیر ص۱۳، ہدایہ ص۸۶ ج۱، شرح نقایہ ص۹۲ ج۱، کبیری ص۴۲۷)

مسئلہ:۔ نماز میں اللہ تعالیٰ کے خوف، رہبت، یا امر آخرت کی وجہ سے اگر گریہ طاری ہو تو یہ مفسد صلوٰۃ نہیں جب کہ یہ گریہ بے اختیار ہو۔ (ہدایہ ص۸۶ ج۱، شرح نقایہ ص۹۲ ج۱، کبیری ص۴۳۶)
بلکہ ایسا رونا تو کمال خشوع پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ

۱۔ عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ الشِّخِّیۡرِؓ قَالَ اَتَیۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم وَهُوَ یُصَلِّیۡ وَلِجَوۡفِهٖ — حضرت عبد اللہ بن شخیرؓ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے

اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُکَآءِ (مسند احمد ص۲۵ ج۴، نسائی ص۱۷۹ ج۱، شمائل مع ترمذی ص۵۹۳)

پیٹ مبارک سے ایسی آواز اٹھ رہی تھی، جیسے ہانڈی کا جوش ہوتا ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یُصَلِّیْ وَفِیْ صَدْرِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الرَّحٰی مِنَ الْبُکَآءِ (ابوداؤد ص۱۳۰ ج۱)

ایک روایت میں یہ ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینہ مبارک سے رونے کی وجہ سے ایسی پرجوش آواز اٹھ رہی تھی جیسی چکی کی آواز ہوتی ہے۔

۲- قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ شَدَّادٍ سَمِعْتُ نَشِیْجَ عُمَرَ وَاَنَا فِیْ اٰخِرِ الصُّفُوْفِ یَقْرَأُ اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ (بخاری ص۹۹ ج۱)

حضرت عبداللہ بن شدادؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے رونے کی آواز (نشیج کہتے ہیں رونے سے گلے میں آواز کا اٹکنا بغیر زحمہ کے اور بلند آواز کے) سنی اور میں آخری صف میں تھا۔ اس وقت وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ۔

مسئلہ: بعض لوگ ریا اور تصنع سے ایسا کرتے ہیں، یہ روا (جائز) نہیں، حضرت شاہ ولی اللہؒ نے حضرت فاروق اعظمؓ کے عہد کا ایک واقعہ لکھا ہے "کہ ایک نمازی نماز میں ایسا نالہ و شیون کرتا تھا گویا دنیا بھر کا درد اور خشوع و خضوع اسی کے حصہ میں آیا ہے، حضرت عمرؓ نے فراست سے معلوم کر کے اسے ڈانٹا کہ مکار! ریاکار! تو خشیت الٰہی کا اظہار کر کے اپنی عظمت کا سکہ بٹھانا چاہتا ہے، تو وہ شخص باز آگیا۔ (ازالۃ الخفاء ص۲۶۰)

مسئلہ: حضرت امام ابویوسفؒ نے فرمایا کہ نمازی اگر خشوع و خضوع میں ضبط و تحمل کی طاقت رکھتا ہے اور پھر آواز سے روتا ہے تو نماز ٹوٹ جائے گی اگر طاقت نہیں رکھتا تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔

(۱۵) **نماز میں کھانسنا:** تنحنح (کھانس اور گلہ تازہ کرنا) اس طرح سے کہ اس سے حروف

پیدا ہوں اگر بغیر عذر کے ہو تو یہ مفسد صلوٰۃ ہے۔ اور اگر عذر تحسین صوت کے لیے ہو تو مفسد نہیں۔ (جامع صغیر ص۱۳، کبیری ص۴۴۹، ہدایہ ص۸۷ ج۱)

۱۶) **اپنے امام کے علاوہ غیر کو لقمہ دینا** | نماز کی حالت میں اپنے امام کے علاوہ غیر کو لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(جامع صغیر ص۱۳، ہدایہ ص۸۷ ج۱، شرح نقایہ ص۹۲ ج۱، کبیری ص۴۴۰)

مسئلہ: بغیر ضرورت کے یا رکوع میں تاخیر کرنے کے بغیر اپنے امام کو بھی لقمہ دینا مکروہ ہے

مسئلہ: ضرورت کے وقت یا امام کے قرأت سے رک جانے کے وقت اگر امام رکوع میں تاخیر کرے تو اپنے امام کو لقمہ دینا جائز ہے۔ (شرح نقایہ ص۹۲ ج۱، ہدایہ ص۸۷ ج۱، کبیری ص۴۴۰)

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰى صَلٰوةً فَقَرَأَ فِيْهَا فَلُبِّسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِاُبَيٍّ اَصَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا مَنَعَكَ (ابوداؤد ص۱۳۱ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور اس میں قراءۃ کی اور آپ پر کچھ گڑبڑ ہو گئی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں، فرمایا کہ تم نے لقمہ کیوں نہ دیا۔

۲۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ اِذَا اسْتَطْعَمَكَ الْاِمَامُ فَاَطْعِمْهُ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲ ج۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اگر امام تم سے لقمہ کا طالب ہو تو اس کو لقمہ دو۔

۳۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ فَتَرَدَّدَ قَالَ فَفَتَحْتُ عَلَيْهِ فَاَخَذَ عَنِّيْ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۳ ج۲)

حضرت نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی وہ ایک آیت کو بار بار دہراتے رہے تو میں نے لقمہ دیا، انہوں نے اٹھا لیا۔

۴۔ اسی طرح حضرت حسن بصری رحمہ اللہ، محمد ابن سیرین رحمہ اللہ، عطاء رحمہ اللہ سے منقول ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲ ج۲)

مسئلہ: جو شخص نماز نہیں پڑھ رہا اس نے اگر نماز پڑھنے والے کو لقمہ دیا اور نماز پڑھنے والے

نے لقمہ لے لیا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی (کبیری ص۴۴۱)

مسئلہ:۔ مقتدی کے علاوہ اگر کسی نے امام کو لقمہ دیا اور امام نے لقمہ لے لیا تو امام اور تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شرح وقایہ ص۱۶۴ ج۱)

۱۷) ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا مکان نجس و ناپاک جگہ پر سجدہ کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (در مختار ص۹۰ ج۱، شرح نقایہ ص۹۲ ج۱)

۱۸) تکبیر اللہ اکبر کے ہمزہ یا با کو لمبا کرنا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے ہمزہ (آللّٰہُ اَکْبَرُ) یا با (اَللّٰہُ اَکْبَار) کو لمبا کر کے پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے (در مختار ص۴۷ ج۱، ص۹۰ ج۱)

۱۹) قرأۃ میں فاحش غلطی قرأۃ میں اگر فاحش غلطی ہو گئی جس سے مفہوم یا معنیٰ بدل جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی (در مختار ص۹۰ ج۱)

۲۰) قرآن کو موسیقی کی طرز پر گا کر پڑھنا قرآن پاک کو موسیقی کی طرز میں پڑھنے سے بھی نماز فاسد ہو گی (در مختار ص۹۰ ج۱)

۲۱) نماز کی دعا میں دنیاوی حاجت مانگنا نماز کی دعا میں ایسی حاجت مانگنی جو آدمیوں سے مانگی جاتی ہے، جیسے اے اللہ! فلانی عورت سے میرا نکاح کر دے، یا مجھے اتنے ہزار روپیہ دے دے، مجھے فلاں کپڑا پہنا دے، فلاں کھانا کھلا دے وغیرہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے (ہدایہ ص۱۲۷ ج۱، شرح نقایہ ص۹۳ ج۱، کبیری ص۴۴۷)

مسئلہ:۔ برخلاف اس کے اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ وَاعْفُ عَنِّيْ وَارْزُقْنِيْ وغیرہ یعنی اے اللہ مجھے عافیت دے، اور مجھے معاف فرما دے اور مجھے رزق دے، وغیرہ دعا سے نماز فاسد نہ ہوگی (شرح نقایہ ص۹۳ ج۱)

۲۲) نماز میں قہقہہ لگانا بالغ نمازی کے نماز میں قہقہہ لگانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ (ہدایہ ص۸۵ ج۱، کبیری ص۱۴۱ تا ۱۴۲ وشرح نقایہ ص۱۲ ج۱)

اس سلسلہ میں باحوالہ بحث کتاب الطہارت نواقض وضو، ص۸۷ پر گذر چکی ہے۔

مسئلہ:۔ نماز میں (ضحک) ہنسنے سے صرف نماز فاسد ہوتی ہے، اور تبسم سے نہ نماز ٹوٹتی

سے نہ وضو ۔ (شرح نقایہ ص ۱/۱۲ ، کبیری ص ۱۴۲ و ص ۱۴۳)

۱۔ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَشْرُ وَلٰكِنْ يَقْطَعُهَا الْقَهْقَهَةُ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہنسنے یا دانت نکالنے سے نماز قطع نہیں ہوتی لیکن قہقہہ سے ٹوٹ جاتی ہے ۔

(مجمع الزوائد ص ۲/۸۲ بحوالہ طبرانی فی الصغیر)

۲۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ التَّبَسُّمُ لَا يَقْطَعُ وَلٰكِنْ تَقْطَعُ الْقَرْقَرَةُ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ تبسم نماز کو قطع نہیں کرتا، لیکن زور دار ہنسی (قہقہہ) سے نماز قطع ہوتی ہے ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱/۳۸۷)

۳۔ عَنِ الْعَطَاءِ وَالْحَسَنِ اَنَّهُمَا لَمْ يَرَيَا بِالتَّبَسُّمِ فِي الصَّلٰوةِ شَيْئًا (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱/۳۸۷)

حضرت عطاءؒ اور حسن بصریؒ تبسم سے نماز میں کوئی خلل محسوس نہیں کرتے تھے ۔

۴۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اِذَا ضَحِكَ الرَّجُلُ فِي الصَّلٰوةِ اَعَادَ الصَّلٰوةَ وَلَمْ يُعِدِ الْوُضُوْءَ

حضرت جابرؓ بن عبد اللہؓ نے کہا کہ جب کوئی آدمی نماز میں ہنستا ہے، تو اس کو نماز دوبارہ لوٹانی چاہیئے اور وضو نہ لوٹائے ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱/۳۸۷ و عبد الرزاق ص ۲/۳۷۷)

۵۔ عَنْ هِشَامٍ قَالَ ضَحِكَ اَخِيْ فِي الصَّلٰوةِ فَاَمَرَهُ عُرْوَةُ اَنْ يُعِيْدَ الصَّلٰوةَ وَلَمْ يَاْمُرْهُ اَنْ يُعِيْدَ الْوُضُوْءَ

حضرت ہشامؒ سے روایت ہے میرے بھائی نماز میں ہنس پڑے تو حضرت عروہؓ نے حکم دیا کہ نماز دوبارہ لوٹائیں۔ اور وضوء کے لوٹانے کا حکم نہ دیا ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱/۳۸۷)

اسی طرح امام زہریؒ، مجاہدؒ و دیگر حضرات سے منقول ہے ۔

(مصنف عبد الرزاق ص ۲/۳۷۷ و ابن ابی شیبہ ص ۱/۳۸۷)

نوٹ:- قہقہہ، ضحک اور تبسم میں فرق کے سلسلہ میں صاحب شرح نقایہ لکھتے ہیں۔

قَهْقَهَةٌ وَهِيَ مَا تَكُونُ مَسْمُوعَةً لَهُ وَلِجِيرَانِهِ سَوَاءٌ ظَهَرَتْ أَسْنَانُهُ أَوْ لَا وَالضَّحِكُ مَا يَكُونُ مَسْمُوعًا لَهُ دُونَ غَيْرِهِ وَتَبْطُلُ بِهِ الصَّلٰوةُ دُونَ الْوُضُوْءِ وَالتَّبَسُّمُ مَا لَا يُسْمَعُ أَصْلًا وَلَيْسَ بِمُبْطِلٍ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا۔ (شرح نقایہ ج۱ ص۱۲ وھکذا فی الکبیری ص۱۴۲)

قہقہہ کی تعریف یہ ہے کہ جو خود اپنے آپ کو اور ساتھ والوں کو سنائی دے برابر ہے کہ دانت ظاہر ہوں یا نہ ہوں، اور ضحک وہ ہوتا ہے کہ جو خود اپنے آپ کو سنائی دے، دوسرے کو سنائی نہ دے اس کے ساتھ نماز تو باطل ہوجاتی ہے، لیکن وضو نہیں باطل ہوتا، اور تبسم وہ ہوتا ہے جو کسی کو سنائی نہ دے، اور اس سے نہ نماز باطل ہوتی ہے اور نہ وضو۔

۲۳) نماز میں برہنہ ہوجانا

ایک رکن کے ادا کرنے کی مقدار تک اگر برہنہ ہو تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ (درمختار ص۹ ج۱)

۲۴) نماز میں پاگل، بیہوش یا جنبی ہوجانا

نماز میں جنون، بیہوشی، یا جنابت لاحق ہوجائے تو نماز فاسد ہوجائے گی (ہدایہ ص۸۲ ج۱)

۲۵) زخم کے درست ہونے سے پٹی وغیرہ کا گرجانا

دورانِ نماز اگر زخم کے درست ہوجانے سے پٹی یا کھپچی وغیرہ گرجائے تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ (ہدایہ ص۸۳ ج۱)

۲۶) نمازِ فجر میں سورج نکل آنا

اگر صبح کی نماز میں سورج نکل آیا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ (ہدایہ ص۸۳ ج۱)

۲۷) نماز میں نااہل کو خلیفہ بنانا

اگر امام نے دورانِ نماز ایسے شخص کو خلیفہ بنا دیا جو خلیفہ بننے کا اہل نہیں ہے تو اس سے بھی نماز فاسد ہوجائے گی۔ (ہدایہ ص۸۳ ج۱)

۲۸) برہنہ نمازی کا دورانِ نماز کپڑے پر قادر ہوجانا

اگر برہنہ آدمی جو نماز پڑھ رہا ہے دورانِ نماز پردہ پوشی کے لیے کپڑا وغیرہ

پالے تو نماز فاسد ہوجائے گی (ہدایہ ص ۸۳ ج ۱)

۲۹) **اشارے سے نماز پڑھنے والے کا رکوع و سجود پر قادر ہوجانا** اگر لاچار آدمی جو اشارے سے نماز پڑھ رہا ہے، رکوع و سجود اور قیام پر قادر ہوجائے تو نماز فاسد ہوجائے گی (ہدایہ ص ۸۲ ج ۱)

۳۰) **دورانِ نماز مدت مسح کا پورا ہوجانا** موزوں پہ مسح کرنے والے شخص کی اگر دورانِ نماز مدتِ مسح ختم ہوگئی تو نماز ٹوٹ جائیگی (ہدایہ ص ۸۳ ج ۱)

۳۱) **تیمم کرنیوالے کا دورانِ نماز پانی پر قادر ہونا** تیمم کرکے نماز پڑھنے والا شخص دورانِ نماز اگر پانی کو دیکھ لے اور پانی کے استعمال پر قادر بھی ہو تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ (ہدایہ ص ۸۳ ج ۱)

۳۲) **نماز میں کوئی چیز کھانا یا پینا** اگر دورانِ نماز باہر سے کوئی چیز کھائے یا پیئے گا۔ چاہے تل کے برابر ہی کوئی چیز نگل لے تو اس سے نماز فاسد ہوجائے گی۔ (شرح نقایہ ص ۹۳ ج ۱)

۱۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَوْ شَرِبَ فِى الصَّلٰوةِ اسْتَقْبَلَ الصَّلٰوةَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۶ ج ۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص کھائے پیئے نماز میں تو وہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔

۲۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ اٰكُلُ فِى التَّطَوُّعِ، وَاَشْرَبُ وَلَوْ جُحْلَةً؟ قَالَ لَا لَعَمْرِىْ، وَلٰكِنِ انْصَرِفْ وَاشْرَبْ۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۳۳۲ ج ۲)

حضرت ابن جریجؒ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت عطاءؒ سے کہا کہ کیا میں نفل نماز میں کھا پی سکتا ہوں، خواہ ایک گھونٹ ہو انہوں نے کہا کہ نہیں! ہاں نماز سے فارغ ہو کر پیو۔

مسئلہ: دانتوں کے درمیان سے کوئی چیز دورانِ نماز نکال کر کھائے گا تو اگر چنے کے دانہ کے برابر یا اس سے بڑی ہو تو اس سے نماز فاسد ہوجائے گی۔ (شرح نقایہ ص ۹۳ ج ۱)

۳۳) **نماز میں سینہ کا قبلہ سے پھر جانا:** نماز میں اگر نمازی کا سینہ قبلہ کی طرف سے

پھر جائے گا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ (درمختار ص ۹۰/۱)

۲۴) عمل کثیر | عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار ص ۹۰/۱ شرح نقایہ ص ۹۳/۱)

عمل کثیر کی تعریف | فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ عمل کثیر وہ ہوتا ہے جس میں دونوں ہاتھ استعمال کرنے کی ضرورت ہو، اور حضرت امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ عمل کثیر و عمل قلیل کو معلوم کرنے کے لیے مبتلا بہ کی رائے کا اعتبار ہوگا۔ جس کو وہ خود کثیر خیال کرے وہ کثیر ہوگا، اور بعض فرماتے ہیں کہ جس کو دیکھنے والا عمل کثیر سمجھے وہ عمل کثیر ہے (شرح نقایہ ص ۹۳/۱)

مسئلہ:۔ بچے / بچی کو نماز میں اٹھانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی (فتح الملہم شرح مسلم ص ۱۴۰/۲) کیونکہ یہ عمل قلیل ہے اور عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

مسئلہ:۔ اگر بچے کے جسم یا کپڑوں پر نجاست لگی ہوئی ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (فتح الملہم ص ۱۴۰/۲)

مسئلہ:۔ عورت نے نماز میں بچے کو اٹھایا، بچے نے عورت کے پستان کو چوسا اور اس سے دودھ نکلا تو ایسی صورت میں اس عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (کبیری ص ۴۴۳، فتح الملہم ص ۱۴۱/۲)

مسئلہ:۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو نماز کی حالت میں شہوت سے چھوا یا اس کا بوسہ لیا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ (کبیری ص ۴۴۹ و فتح الملہم ص ۱۴۱/۲)

۲۵) عورت کا نماز میں مرد کے برابر کھڑے ہونا | عورت اگر نماز میں مرد کے ساتھ محاذات میں آجائے اور عورت ہو بھی بالغ خواہ محرم ہی کیوں نہ ہو، اور دونوں ایک ہی نماز تحریمہ میں شریک ہوں، درمیان میں کوئی حائل بھی نہ ہو، اور عورت جنون، حیض، نفاس والی بھی نہ ہو، اور ایک رکن کی ادائیگی کی مقدار میں محاذات ہو، دونوں ایک ہی امام کے مقتدی ہوں، اور امام نے عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو، یا عورت مقتدی ہو اور مرد نے عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو تو ایسی صورت میں مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی (ہدایہ ص ۷۹/۱ ، شرح نقایہ ص ۸۹/۱ ، شرح وقایہ ص ۱۵۴/۱)

مسئلہ:۔ اگر دوسرے نمازی کا کپڑا بحالت نماز نیچے دب گیا، اور اس نمازی کے چھڑانے سے اس نے کپڑا چھوڑ دیا، تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر اپنے ارادہ سے کپڑا چھوڑا تو نماز

فاسد نہ ہوگی

وجہ فساد یہ ہے کہ امتثال امر غیر نماز میں موجب فسادِ نماز ہے، غیر اللہ کا امتثال نماز میں جائز نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۵)

مکروہات نماز

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

۱۔ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلَوٰةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴿۲۳۸﴾ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿۲۳۹﴾ (البقرۃ پ۲)

اور نگرانی کرو، سب نمازوں کی بالخصوص صلوٰۃ وسطیٰ (نماز عصر) کی، اور کھڑے ہو نماز میں اللہ تعالیٰ کے سامنے خشوع، خضوع سے عاجزی کرنے والے پھر اگر تم خوف کی حالت میں ہو تو پاؤں پر کھڑے کھڑے نماز پڑھ لو، یا سواری پر، پس جب امن کی حالت ہو تو پھر اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، جس طرح اس نے تمہیں سکھلایا ہے، وہ جو تم نہیں جانتے تھے۔

۲۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴿۲﴾ (المؤمنون پ۱۸)

_______ تحقیق فلاح پائی ایمان والوں نے، جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی کتاب الصلوٰۃ میں ایک روایت نقل کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُصَلُّونَ وَلَا يُصَلُّونَ۔ (کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۲)

لوگوں پر ایسا زمانہ آجائے گا کہ وہ نماز پڑھتے ہوں گے لیکن حقیقت میں وہ نماز نہیں پڑھتے ہوں گے

مسئلہ: فقہائے کرام فرماتے ہیں۔

وَكُرِهَ كُلُّ هَيْئَةٍ فِيهَا

نماز میں ہر ایسی ہیئت جس میں خشوع خضوع نہ

تَرْکُ خُشُوْع (شرح نقایہ صفحہ ۹۴/۱) ہو مکروہ ہے۔

۱) سدل

نماز میں سدل (یعنی سر پر کپڑا لٹکانا بغیر لپیٹنے کے) مکروہ ہے۔
(ہدایہ صفحہ ۹۱/۱، شرح نقایہ صفحہ ۹۴/۱، کبیری صفحہ ۳۴۷)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ نَهٰی عَنِ السَّدْلِ فِی الصَّلٰوةِ
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے نماز میں سدل سے منع فرمایا ہے۔
(ابو داؤد صفحہ ۹۴/۱، ترمذی صفحہ ۸۱، مستدرک حاکم صفحہ ۲۵۴/۱)

مسئلہ:- مفلر اور گلوبند گلے میں لپیٹنا مکروہ نہیں ہے۔

۲ تغطی فاہ (منہ ڈھانپنا)

منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنی بھی مکروہ ہے۔
(شرح نقایہ صفحہ ۹۴/۱، کبیری صفحہ ۲۴۵)

علامہ شامیؒ بحر الزیلعیؒ لکھتے ہیں کہ

وَیُکْرَهُ التَّلَثُّمُ وَهُوَ تَغْطِیَةُ الْاَنْفِ وَالْفَمِ فِی الصَّلٰوةِ لِاَنَّهٗ یُشْبِهُ فِعْلَ الْمَجُوْسِ حَالَ عِبَادَتِهِمُ النِّیْرَانَ زَیْلَعِی وَنَقَلَ عَنْ اَبِی السُّعُوْدِ اَنَّهَا تَحْرِیْمِیَّةٌ
مکروہ ہے منہ پہ کپڑا لپیٹنا یعنی منہ اور ناک کو نماز کی حالت میں ڈھانپنا، کیونکہ یہ مجوس کے فعل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے، جب مجوس آگ کی عبادت کرتے ہیں۔ اور طحطاویؒ نے ابو السعودؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ فعل مکروہ تحریمی ہے۔
(شامی صفحہ ۶۱۱/۱، اوجز المسالک صفحہ ۳۴/۱)

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں منہ ڈھانپنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابو داؤد صفحہ ۹۴/۱، مستدرک حاکم صفحہ ۲۵۳/۱)

۲۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ اَنَّهٗ یَرٰی سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اِذَا رَاَی الْاِنْسَانَ یُغَطِّیْ فَاهُ وَهُوَ فِی الصَّلٰوةِ جَبَذَ الثَّوْبَ جَبْذًا شَدِیْدًا حَتّٰی یَنْزِعَهٗ عَنْ فِیْهِ
حضرت عبد الرحمٰن بن مجبرؒ سے روایت ہے حضرت سالم بن عبد اللہؒ جب کسی انسان کو دیکھتے تھے کہ وہ نماز میں منہ کو ڈھانپتا ہے تو وہ اس کپڑے کو زور سے کھینچ کر اتار دیتے تھے۔
(موطا امام مالک صفحہ ۱۲)

<u>مسئلہ</u>:۔ البتہ اگر جمائی آئے، تو پھر منہ کو ہاتھ سے ڈھانپنا مستحب ہوتا ہے۔ (کبیری ص ۳۴۵)

۳) تثاؤب یعنی جمائی لینا

نماز میں جمائی لینا مکروہ ہے۔
(شرح نقایہ ص ۹۲/۱، شامی ص ۶۰۳/۱)

۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَدْخُلُ (مسلم ص ۴۱۳/۲)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی شخص نماز میں جمائی لیتا ہے۔ تو اس کو چاہیے کہ جس قدر وہ طاقت رکھتا ہے اپنے منہ کو دبائے کیونکہ اس حالت میں شیطان اندر داخل ہوتا ہے

۲۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اَلتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّیْطٰنِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَرُدَّہٗ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَالَ ھَا ضَحِکَ الشَّیْطٰنُ (بخاری ص ۴۶۴/۱)

حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ جمائی شیطان سے ہوتی ہے (یعنی شیطان اس سے خوش ہوتا ہے) جب تم سے کوئی شخص نماز میں جمائی لیتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو دبائے جتنی طاقت رکھتا ہو۔ کیونکہ تم میں سے کوئی شخص جب ھا کرتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ مَاجَۃَ فَلْیَضَعْ یَدَہٗ عَلٰی فِیْہِ۔ (ابن ماجہ ص ۶۸ ومثلہ مسلم ص ۴۱۳/۲)

ابن ماجہ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھے۔

۳۔ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ رَفَعَہٗ قَالَ اَلْعُطَاسُ وَالنُّعَاسُ وَالتَّثَاؤُبُ فِی الصَّلٰوۃِ وَالْحَیْضُ وَالْقَیْءُ وَالرُّعَافُ مِنَ الشَّیْطٰنِ۔ (ترمذی ص ۳۹۲)

حضرت عدی بن ثابت عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں چھینک، اونگ (نیند) جمائی، حیض، قے نکسیر شیطان سے ہیں (یعنی شیطانی کام ہیں جن پر شیطان خوش ہوتا ہے کیونکہ ان سے نماز قطع ہوتی ہے یا اس میں خلل ہوتا ہے

مسئلہ :۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ جمائی نماز سے خارج بھی مکروہ ہے۔ اگر نچلے ہونٹ کو دانتوں سے دبائے تو رک جاتی ہے

علامہ شامیؒ اور قدوریؒ نے اپنا تجربہ بیان کیا ہے کہ اگر دل میں یہ سوچے کہ انبیاء علیہم السلام جمائی نہیں لیتے تھے تو فوراً دور ہو جائے گی۔ (فتاویٰ شامی ص ۴۴۶ ج ۱)

۴) **تمطّی یعنی انگڑائی** یہ بھی نماز کی حالت میں مکروہ ہے، یہ غفلت اور کسل (سستی) کی علامت ہے۔ (شرح نقایہ ص ۹۳ ج ۱)

۵) **اعتجار** نماز میں اعتجار مکروہ ہے۔ (کبیری ص ۳۴۵)
اس کے دو معنی آتے ہیں۔

۱۔ پگڑی کا کچھ حصہ سر پر لپیٹنا اور کچھ حصہ چہرے اور گردن پر لپیٹ لینا۔

۲۔ رومال وغیرہ سر پر لپیٹنا اور درمیان میں سر کو ننگا چھوڑنا۔

لِکَوْنِهٖ فِعْلَ الْجُفَاةِ مِنَ الْاَعْرَابِ۔ (کبیری ص ۳۴۶)

کیونکہ یہ اجڈ جاہل دیہاتیوں کے فعل سے مشابہت رکھتا ہے۔

۶) **التفات** نماز میں التفات (اِدھر اُدھر دیکھنا) مکروہ ہے۔ (ہدایہ ص ۹۰ ج ۱، کبیری ص ۳۱۵)

۱۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم یَا بُنَیَّ اِیَّاکَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلٰوۃِ ھَلَکَۃٌ فَاِنْ کَانَ لَابُدَّ فَفِی التَّطَوُّعِ۔ (ترمذی ص ۱۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، اے بیٹے! بچاؤ اپنے آپ کو نماز میں التفات سے کیونکہ نماز میں التفات (اِدھر اُدھر دیکھنا) ہلاکت کا باعث ہے۔ پس اگر التفات ہو تو پھر فرائض میں نہیں ہونا چاہیئے، مکروہ ہونے کے باوجود نفل میں ایک حد تک قابلِ برداشت ہوگا۔

۲۔ عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عَنِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال

الالتفات فقال هو اختلاس یختلسه الشیطان من صلاة العبد۔ (بخاری ص۱۰۴ ج۱، ترمذی ص۱۱۱، نسائی ص۱۷۶ ج۱)

کہ نماز میں التفات کے بارہ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ التفات اچک ہوتا ہے جو بندے کی نماز میں سے شیطان اچک لیتا ہے

۳- وعن ابی ذرؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال اللہ عزوجل مقبلا علی العبد وھو فی صلاتہ مالم یلتفت فاذا التفت انصرف عنہ۔ (مسند احمد ص۱۷۲ ج۵، ابوداؤد ص۱۳۱ ج۱، نسائی ص۱۷۵ ج۱، دارمی ص۲۷۱ ج۱)

حضرت ابوذرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ برابر متوجہ رہتا ہے اس بندہ کی طرف جب تک وہ نماز میں ہوتا ہے جب بندہ اِدھر اُدھر التفات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی توجہ ہٹا دیتا ہے۔

۴- وعن کعبؓ ما من مؤمن یقوم مصلیا الا وکل اللہ ملکا ینادی یا ابن آدم لو تعلم ما فی صلوتک ومن تناجی ما التفت (بیہقی فی شعب الایمان ص ــــ مستدرک حاکم ص ــــ وصححہ)

حضرت کعبؓ سے روایت ہے جو مومن کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اس کے لیے مقرر فرما دیتا ہے، وہ پکار کر کہتا ہے۔ اے ابن آدم! اگر تو جانتا کہ تیری نماز میں کیا ہے اور تم کس سے مناجات کرتے ہو، تو تم کبھی بھی التفات نہ کرتے۔

التفات کے تین درجے ہیں۔

۱- گوشہ چشم سے بغیر چہرہ کو اِدھر اُدھر پھیرنے کے یہ مکروہ نہیں ہے۔
(ہدایہ ص۹۰ ج۱، کبیری ص۳۵۱، شرح نقایہ ص۹۳ ج۱)

۲- منہ کو اِدھر اُدھر پھیرنا بغیر سینہ پھیرنے کے۔ یہ مکروہ ہے۔
(ہدایہ ص۹۰ ج۱، کبیری ص۳۵۱، شرح نقایہ ص۹۳ ج۱)

۳- سینہ کا منحرف ہو جانا، اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔
(شرح نقایہ ص۹۳ ج۱، کبیری ص۳۵۱، درمختار ص۹۰ ج۱)

۷) **غمض عینین یعنی آنکھوں کا بند کرنا** | نماز میں آنکھوں کا بند کرنا بھی مکروہ ہے۔
(کبیری ص۳۵۰، شرح نقایہ ص۹۳ ج۱)

۱۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَا اَنَسُ اجْعَلْ بَصَرَکَ حَیْثُ تَسْجُدُ (سنن الکبریٰ للبیہقی ص ۲۸۴ ج ۲)

حضرت انسؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس! اپنی نگاہوں کو اس جگہ لگاؤ، جہاں سجدہ کرتے ہو۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلَا یُغْمِضْ عَیْنَیْہِ (مجمع الزوائد ص ۸۳ ج ۲ بحوالہ طبرانی فی الکبیر)

حضرت ابن عباسؓ نے مرفوعاً روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہو تو اپنی آنکھیں بند نہ کرے۔

۳۔ عَنْ مُجَاھِدٍ وَقَتَادَۃَؓ اَنَّھُمَا کَانَا یَکْرَھَانِ تَغْمِیْضَ الْعَیْنَیْنِ فِی الصَّلٰوۃِ۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی ص ۲۸۴ ج ۲)

حضرت مجاہدؒ اور قتادہؒ سے روایت ہے کہ وہ نماز میں آنکھوں کو بند کرنا مکروہ خیال کرتے تھے۔

۸) پسینہ اور مٹی پیشانی سے پونچھنا

نماز میں پیشانی سے مٹی، پسینہ وغیرہ پونچھنا بھی مکروہ ہے۔ (شرح نقایہ ص ۹۴ ج ۱، کبیری ص ۳۵۷)

۱۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَؓ قَالَتْ رَأَی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم غُلَامًا لَنَا یُقَالُ لَہٗ اَفْلَحُ اِذَا سَجَدَ نَفَخَ فَقَالَ یَا اَفْلَحُ تَرِّبْ وَجْھَکَ (ترمذی ص ۸۱)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ایک غلام کو دیکھا جس کا نام افلح تھا، جب وہ سجدہ کرتا تھا تو پیشانی سے مٹی صاف کرتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے افلح اپنے چہرے پر مٹی لگنے دو۔

۲۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَمْسَحِ الْحَصٰی

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو سنگریزوں کو صاف

فَاِنَّ الرَّحْمَۃَ تُوَاجِھُہٗ (ترمذی ص۸۱، ابوداؤد ص۱۳۶ ج۱، نسائی ص۱۷۷ ج۱، ابن ماجہ ص۷۲، مسند احمد ص۱۵۰ ج۵)

نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

مسئلہ:۔ نماز سے فارغ ہوکر پیشانی سے مٹی وغیرہ کا پونچھنا مستحب ہے۔ (شرح نقایہ ص۹۴ ج۱، کبیری ص۳۵۷)

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا قَضٰی صَلٰوتَہٗ مَسَحَ جَبْھَتَہٗ بِیَدِہِ الْیُمْنٰی (کبیری ص۳۵۸ بحوالہ ابن سنی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پوری کر لیتے تھے تو اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ اپنی پیشانی کو صاف کر دیتے تھے۔

۹) اقعاء:۔ نماز میں اقعاء بھی مکروہ ہے (شرح نقایہ ص۹۳ ج۱، کبیری ص۳۴۶)

امام کرخیؒ کہتے ہیں اقعاء یہ ہے کہ ایڑیوں کو کھڑا کر کے ہاتھ زمین پر لگائے اور طحطاویؒ نے اقعاء کی تفسیر یوں کی ہے کہ سرین پر بیٹھے، رانوں کو کھڑا کرنا چھاتی کو گھٹنوں سے لگانا، ہاتھ زمین پر رکھنا (طحطاوی ص۱۹۱، کبیری ص۳۴۶، شرح نقایہ ص۹۳ ج۱)

۱۔ عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَا عَلِیُّ اِنِّیْ اُحِبُّ لَکَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِیْ وَاَکْرَہُ مَا اَکْرَہُ لِنَفْسِیْ لَا تُقْعِ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ۔ (ترمذی ص۶۷)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! میں تیرے لیے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں، اور تیرے لیے اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں، سجدوں کے درمیان اقعاء کی شکل میں نہ بیٹھا کر۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ نَھَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ نُقْرَۃٍ کَنُقْرَۃِ الدِّیْکِ وَاِقْعَاءٍ کَاِقْعَاءِ الْکَلْبِ وَالْتِفَاتٍ کَالْتِفَاتِ الثَّعْلَبِ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے منع فرمایا (نماز میں) مرغ کی طرح ٹھونگا مارنے سے (جلدی جلدی سجدہ کرنا) اور کتے کی طرح بیٹھنے سے (سرین پر) اور لومڑی کی طرح ادھر ادھر دیکھنے

(مسند احمد ص۲۱۱ ج۲) وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَافْتِرَاشٍ کَافْتِرَاشِ الثَّعْلَبِ

سے، اور ایک روایت میں ہے کہ لومڑی کی طرح ہاتھ نیچے بچھانے سے۔

۱۰) **آستین چڑھانا**:- آستین چڑھا کر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے (کبیری ص۲۵۷) کیونکہ یہ بد وضعی ہے اور زینت کے خلاف ہے۔

۱۱) سامنے منہ کر کے بیٹھنے والے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا

سامنے منہ کر کے بیٹھنے والے کی طرف نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (کبیری ص۲۵۸، شرح نقایہ ص۹۶ ج۱)

۱- وَکَرِہَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ اَنْ یَّسْتَقْبِلَ الرَّجُلَ وَھُوَ یُصَلِّیْ (بخاری ص۷۳ ج۱)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکروہ خیال کرتے تھے کسی شخص کے منہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کو۔

۲- عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ رَاٰی رَجُلًا یُّصَلِّیْ اِلٰی رَجُلٍ فَاَمَرَہٗ اَنْ یُّعِیْدَ الصَّلٰوۃَ (کبیری ص۲۵۸، شرح نقایہ ص۹۶ ج۱ بحوالہ مسند بزار)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا دوسرے شخص کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھتے ہوئے تو آپ نے اس سے فرمایا دوبارہ پڑھو۔

امام حلبیؒ لکھتے ہیں۔

وَیَکُوْنُ الْاَمْرُ بِالْاِعَادَۃِ لِاِزَالَۃِ الْکَرَاھَۃِ۔ (کبیری ص۲۵۸)

اس حدیث میں نماز کے اعادہ کا حکم کراہت کو دور کرنے کے لیے۔

۱۲) اختصار یعنی کمر یا کوکھ یا کولہے پر نماز میں ہاتھ رکھنا

کمر یا کوکھ یا کولہے پر ہاتھ رکھنا نماز میں مکروہ تحریمی ہے۔ (کبیری ص۳۵۰، ہدایہ ص۹۰ ج۱، شرح نقایہ ص۹۳ ج۱)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّصَلِّیَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کمر پہ ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا

وفی روایۃ السندرک عَنِ الْاِخْتِصَارِ

فِی الصَّلٰوۃِ
(بخاری صـ۱۶۳/۱ج مسلم صـ۲۰۶/۱ج مستدرک حاکم صـ۲۶۴/۱ج)

۱۳) آگ کے سامنے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا

تنور یا انگیٹھی، چولہا سامنے ہو تو نماز مکروہ ہوتی ہے۔ (کبیری صـ۳۴۰، شرح نقایہ صـ۹۶/۱ج)

چنانچہ فقہائے کرام نے لکھا ہے۔

وَیُکْرَہُ اَنْ یُّصَلِّیَ وَ بَیْنَ یَدَیْہِ تَنُّوْرٌ اَوْ کَانُوْنٌ مُّوْقَدٌ لِاَنَّہٗ تَشَبُّہٌ لِعِبَادَۃِ النَّارِ بِخِلَافِ الشَّمْعِ وَالسِّرَاجِ وَالْقِنْدِیْلِ لِعَدَمِ التَّشَبُّہِ (کبیری صـ۳۴۰)

اور مکروہ ہے کوئی شخص نماز پڑھے اور اسکے سامنے تنور، انگیٹھی یا چولہا ہو، کیونکہ یہ آگ کی عبادت کے مشابہ ہے، البتہ اگر موم بتی یا چراغ اور قندیل سامنے ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ کیونکہ اس میں تشبیہ نہیں ہے۔

۱۴) نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا

نماز کی حالت میں آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا مکروہ ہے۔ (شرح نقایہ صـ۹۲/۱ج، کبیری صـ۲۶۹)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رض قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَھُمْ اِلَی السَّمَاءِ فِیْ صَلَاتِھِمْ فَاشْتَدَّ قَوْلُہٗ فِیْ ذٰلِکَ حَتّٰی قَالَ لَیَنْتَھُنَّ عَنْ ذٰلِکَ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُھُمْ

(بخاری صـ۱۰۴/۱ج مسلم صـ۱۸۱/۱ج عن ابی ہریرۃ رض)

حضرت انس بن مالک رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو کیا ہے کہ نماز میں اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں اس بارہ میں آپ نے سخت کلام فرمایا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا لوگ ایسا کرنے سے باز آجائیں ورنہ ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی۔

۱۵) کھانا حاضر ہوتے ہوئے نماز پڑھنا

کھانا حاضر ہو اور کھانے کا شدید تقاضا بھی ہو تو اس وقت نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

(شرح نقایہ صـ۹۴/۱ج، کبیری صـ۳۴۰)

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ اَحَدِکُمْ وَ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ وَلَا یَعْجَلْ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْہُ۔ (بخاری ص۹۲ ج۱، مسلم ص۲۰۸ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کسی کے رات کا کھانا سامنے رکھ دیا جائے اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھاؤ، اور جلدی نہ کرو، یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جاؤ۔

۲۔ عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَا صَلٰوۃَ بِحَضْرَۃِ الطَّعَامِ وَلَا وَھُوَ یُدَافِعُہُ الْاَخْبَثَانِ (مسلم ص۲۰۸ ج۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا نماز نہیں ہوتی جب کھانا حاضر ہو اور نہ ایسی حالت میں نماز درست ہوگی۔ جب کہ دو خبیث چیزیں (بول و براز) کا اسے تقاضا ہو، (یعنی کامل درجے کی نماز نہیں، علماء نے اس کو نفی کمال پر محمول کیا ہے)

۳۔ کَانَ ابْنُ عُمَرَ رض یَبْدَأُ بِالْعَشَاءِ وَقَالَ اَبُوالدَّرْدَاءِ رض مِنْ فِقْہِ الْمَرْءِ اِقْبَالُہٗ عَلٰی حَاجَتِہٖ حَتّٰی یُقْبِلَ عَلٰی صَلٰوتِہٖ وَقَلْبُہٗ فَارِغٌ (بخاری ص۹۲ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ رات کا کھانا پہلے کھاتے تھے۔ اور حضرت ابوالدرداءؓ نے کہا کہ آدمی کی فقہ اور سمجھ سے یہ بات ہے کہ اپنی ضروری حاجت کو پورا کر کے پھر نماز کی طرف متوجہ ہو۔ اور اس کا قلب فارغ ہو۔

۱۶) حاقن ہونا — بول و براز اور ریح کا شدید تقاضا ہو تو ایسی حالت میں نماز پڑھنی مکروہ ہے (شرح نقایہ ص۹۴ ج۱، کبیری ص۳۶۶)

۱۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یُّصَلِّیَ وَھُوَ حَقِنٌ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ بول و براز کے تقاضے

حَتّٰى يَتَخَفَّفَ
(ابوداؤد صہ ۱۲/۱)

کے وقت نماز پڑھے۔ یہاں تک کہ اس سے ہلکا ہوجائے۔

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَرْقَمَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَرَادَ اَحَدُکُمُ الْغَائِطَ فَلْیَبْدَأْ بِہٖ
(ابن ماجہ صہ ۴۸)

حضرت عبداللہ بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی پاخانہ پھیرنے کا ارادہ کرتا ہے اور اُدھر نماز قائم ہوجائے تو وہ نماز نہ پڑھے، بلکہ پہلے قضاء حاجت سے فارغ ہوجائے۔

۱۷) امام سے سبقت کرنا

افعالِ نماز کی ادائگی میں امام سے سبقت کرنا مکروہ ہے۔
(شرح نقایہ صہ ۹۴/۱، کبیری صہ ۲۷)

۱۔ عَنْ اَنَسٍؓ (مَرْفُوْعًا) اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ اِمَامُکُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالرُّکُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِیَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ۔ (مسلم صہ ۱۸۰/۱ ومعناہ ابوداؤد صہ ۹۱/۱ عن معاویۃؓ بن ابی سفیانؓ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں پس تم مجھ سے سبقت نہ کرو، رکوع سجود قیام میں اور نماز سے پلٹنے میں یعنی فارغ ہونے میں۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَمَا يَخْشٰى اَحَدُکُمْ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَهٗ رَأْسَ حِمَارٍ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ
(بخاری صہ ۹۶/۱ مسلم صہ ۱۸۱/۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سجدہ کی حالت میں جو شخص اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے کیا وہ اس سے ڈرتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو یا اسکی صورت کو گدھے کی صورت بنائے۔

۱۸) آستین کو ملاکر نماز میں ہوا حاصل کرنا

آستین کو ملاکر ہوا حاصل کرنا نماز میں مکروہ ہے
(شرح نقایہ صہ ۹۳/۱، کبیری صہ ۳۵۷)

صاحب شرح نقایہ لکھتے ہیں۔

وَيُكْرَهُ التَّرَوُّحُ بِالْكُمِّ وَ تَفْسُدُ بِالْمِرْوَحَةِ (شرح نقایہ ص ۹۳ ج ۱)

آستین سے ہوا حاصل کرنا مکروہ ہے اور پنکھا ہلانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

۱۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يَتَرَوَّحَ فِي الصَّلٰوةِ يَعْنِيْ بِثَوْبِهٖ مِنَ الْحَرِّ۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۲۷۶ ج ۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ وہ نماز میں گرمی کی وجہ سے کپڑے وغیرہ سے ہوا حاصل کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

۲۔ عَنْ عَطَاءٍ كَرِهَهُ (مصنف عبدالرزاق ص ۲۷۶ ج ۲)

حضرت عطاءؒ بھی اس کو مکروہ سمجھتے تھے۔

۳۔ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ اَبِيْ اُمَيَّةَ قَالَ تَرَوَّحْتُ بَيْنَ اَبُو الْعَالِيَةِ وَمُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ فَنَهَيَانِيْ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۶۶ ج ۲)

حضرت عمیر بن ابی امیہؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوالعالیہؒ اور مسلم بن یسارؒ کے سامنے نماز میں ہوا حاصل کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے مجھے اس سے منع کر دیا۔

۱۹) نماز میں انگلیوں کا چٹخانا

نماز میں انگلیاں چٹخانا (فرقع) مکروہ ہے۔ (ہدایہ ص ۹۰ ج ۱، شرح نقایہ ص ۹۳ ج ۱، کبیری ص ۳۴۹)

۱۔ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُفَقِّعْ اَصَابِعَكَ وَاَنْتَ فِي الصَّلٰوةِ (ابن ماجہ ص ۶۸) وَهُوَ مَعْلُوْلٌ بِالْحَارِثِ الْاَعْوَرِ۔ (کبیری ص ۳۴۹)

حضرت علیؓ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز کی حالت میں انگلیوں کے کڑاکے نہ نکالو۔

۲۔ عَنْ اَنَسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِنَّ الضَّاحِكَ فِي الصَّلٰوةِ وَالْمُلْتَفِتَ وَالْمُفَقِّعَ اَصَابِعَهُ

حضرت انسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے نماز میں ہنسنے والا اور ادھر ادھر التفات کرنے والا اور انگلیوں کے کڑاکے نکالنے والا یہ ایک ہی

بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ (مجمع الزوائد صـ۷۹ ج۲ بحوالہ احمد والطبرانی فی الکبیر وفیہ ابن لھیعۃ وزبان بن فائد وھما ضعیفان۔

طرح کے ہیں۔

۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ يَنْقُضَ الرَّجُلُ اَصَابِعَهٗ فِي الصَّلٰوةِ ۔ (مصنف عبدالرزاق صـ۲۷۱ ج۲ وابن ابی شیبہ صـ۳۴۴ ج۲، وکذا عَنْ عَطَاءٍؒ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نماز میں انگلیوں کے کڑاکے نکالنے کو مکروہ خیال کرتے تھے اس طرح حضرت عطاءؒ سے بھی منقول ہے۔

۴۔ اسی طرح امام ابراہیم نخعیؒ، سعید بن جبیرؒ اور مجاہدؒ سے منقول ہے (مصنف ابن ابی شیبہ صـ۳۴۴ ج۲)

۲۰) تشبیک

ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا (تشبیک) نماز میں مکروہ ہے۔ (شرح نقایہ صـ۹۳ ج۱، کبیری صـ۳۴۹، در مختار صـ۹۱ ج۱)

۱۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ۔ فَاِنَّهٗ فِيْ صَلٰوةٍ (ترمذی صـ۸۲، ابوداؤد صـ۸۳ ج۱)

حضرت کعب بن عجرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی شخص اچھی طرح وضوء کرتا ہے، پھر وہ نماز کے ارادہ سے مسجد کی طرف نکل کر جاتا ہے، تو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان تشبیک نہ کرے، کیونکہ وہ نماز میں ہے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز سے خارج بھی تشبیک مکروہ ہے)

۲۔ عَنْ كَعْبٍؓ قَالَ نُهِيْنَا اَنْ نُشَبِّكَ بَيْنَ اَصَابِعِنَا فِيْ

حضرت کعبؓ نے کہا ہم کو منع کیا گیا ہے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے)

الصَّلٰوۃِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۶۷ ج۲) — کہ ہم نماز میں اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کریں۔

۲۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ يَّشْبِكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ فِي الصَّلٰوۃِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۶۷ ج۲) — حضرت ابراہیم نخعیؒ مکروہ خیال کرتے تھے کہ نماز میں ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کریں۔

۲۱) سجدہ میں کہنیوں کا زمین پر گرانا

کہنیوں کا سجدہ میں زمین پر گرا دینا مکروہ تحریمی ہے (ہدایہ ص۹۶ ج۱، شرح نقایہ ص۹۴ ج۱، کبیری ص۳۴۶)

عَنْ عَائِشَةَ (مَرْفُوْعًا) يَنْهٰى اَنْ يَّفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ اِفْتِرَاشَ السَّبُعِ۔ (مسلم ص۱۹۵ ج۱) — ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے کہ کوئی شخص اپنے بازوؤں کو نماز میں اس طرح زمین پر بچھائے جس طرح درندہ جانور بچھاتا ہے۔

۲۲) امام کی قراۃ کے وقت مقتدی کا قراءۃ کرنا یا دعا کرنا

جب امام قراءۃ کر رہا ہو تو اس حالت میں مقتدی کو دعا کرنی یا قرآن مجید پڑھنا خواہ فاتحہ ہی کیوں نہ ہو، مکروہ ہے۔

(ہدایہ ص۷۶ ج۱، شرح نقایہ ص۸۳ ج۱)

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا۔ (الاعراف ع۲۴ پ۹) — جب قرآن مجید پڑھا جائے تو سنو اور خاموش رہو۔

۲۳) ننگے سر نماز پڑھنا

برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (شرح نقایہ ص۹۵ ج۱، کبیری ص۳۴۸)

وَلَا بَاْسَ اِذَا فَعَلَهٗ تَذَلُّلًا وَّخُشُوْعًا (کبیری ص۳۴۹ وکذا شرح نقایہ ص۹۵ ج۱) — اگر عاجزی اور خشوع کی وجہ سے ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

۲۴) چادر وغیرہ کا ٹخنے سے نیچے لٹکانا

نماز میں چادر وغیرہ کا ٹخنے سے نیچے لٹکانا مکروہ ہے یعنی اِسْبَالُ الْاِزَارِ فِي الصَّلٰوۃِ

عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہبند کا وہ حصہ جو ٹخنوں سے نیچے لٹکتا ہو وہ دوزخ میں ہوگا۔

(بخاری صـ۸۶۱/۲ ، مسلم صـ۱۹۶/۲)

۲۵) **غیر معتاد طریقہ پر کپڑا پہننا** — نماز میں غیر معتاد طریقہ پر کپڑا پہننا مکروہ ہے۔

۲۶) **سجدہ کے مقام سے کنکر وغیرہ ہٹانا** — سجدہ کے مقام سے سنگریزے کنکر وغیرہ ہٹانا مکروہ ہے مگر یہ کہ سجدہ ادا نہ ہو سکتا ہو تو پھر ایک آدھ دفعہ (ہدایہ صـ۹۱/۱ ، شرح نقایہ صـ ، کبیری صـ۳۵۰)

عَنْ مُعَیْقِیْبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فِی الرَّجُلِ یُسَوِّی التُّرَابَ حَیْثُ یَسْجُدُ قَالَ اِنْ کُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَۃً

حضرت معیقیبؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو سجدہ کے مقام سے مٹی صاف کر رہا تھا اگر تم نے یہ ضرور ہی کام کرنا ہے تو صرف ایک آدھ دفعہ ہی کر لو

(بخاری صـ۱۶۱/۱ ، مسلم صـ۲۰۶/۱)

۲۷) **زمین مغصوبہ یا غیر کی زمین پہ بلا اجازت و رضا کے نماز پڑھنا** — ارض غیر میں اس کی رضا کے بغیر یا ارض مغصوبہ یا غیر کے کھیت جس میں زراعت (فصل) ہو نماز پڑھنا مکروہ ہے

۲۸) **طلوع، استوار اور غروب شمس کے وقت نماز پڑھنا** — اوقات ثلاثہ طلوع، استوار اور غروب شمس کے وقت نماز مکروہ تحریمی ہے، اِلَّا عَصْرَ یَوْمِہٖ مگر اسی دن کی عصر کی نماز غروب شمس کے وقت باوجود کراہت کے ادا ہو جاتی ہے۔ (ہدایہ صـ۵۲/۱ ، شرح نقایہ صـ۵۶/۱ ، کبیری صـ۲۳۲)

اس سلسلہ میں باحوالہ تفصیلی بحث صـ۲۰۵ پہ "اوقات مکروھہ" کے باب میں ملاحظہ کریں۔

۲۹) **عشار کی نماز نصف رات کے بعد پڑھنا** — عشار کی نماز نصف شب کے بعد پڑھنا اور مغرب کی نماز ستاروں کے خوب نمایاں ہونے

تک مؤخر کرنا مکروہ ہے (ہدایہ صہ ۵۱ ج ۱، شرح نقایہ صہ ۵۵ ج ۱)
باحوالہ بحث "اوقات صلوٰۃ" میں "نماز عشاء کا وقت" کے عنوان کے تحت ۱۸۵ پر گذر چکی ہے۔

۳۰) کفار کے عبادتخانوں میں نماز پڑھنا

کفار کے عبادتخانوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۳۱) نجاست کے قریب نماز پڑھنی

نجاست کے قریب نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۳۲) مواقع سبعہ سات مقامات پر نماز پڑھنی

مواقع سبعہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (کبیری صہ ۳۶۲)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی اَنْ یُّصَلّٰی فِیْ سَبْعَۃِ مَوَاطِنَ فِی الْمَزْبَلَۃِ وَالْمَجْزَرَۃِ وَالْمَقْبَرَۃِ وَقَارِعَۃِ الطَّرِیْقِ وَفِی الْحَمَّامِ وَفِیْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَہْرِ بَیْتِ اللّٰہِ۔ (ترمذی صہ ۷، ابن ماجہ صہ ۵۴)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے سات مواقع میں نماز پڑھنے سے، کوڑا، کباڑ کی جگہ، بوچڑخانہ، مقبرہ، راستہ کے درمیان غسلخانہ، اونٹوں کے باڑہ میں (مویشی خانہ، اصطبل، گوبر والی جگہ، بیت الخلاء اور اس کی چھت بھی اسی حکم میں ہیں) اور بیت اللہ شریف کی چھت پر۔

(ترمذی صہ ۷، ابن ماجہ صہ ۵۴)

مسئلہ:۔ امام احمدؒ کے نزدیک مقبرہ اور حمام میں نماز پڑھنی حرام ہے۔

مسئلہ:۔ جس جگہ گوبر، لید سے پائی ہوئی ہو وہاں بغیر پاک کپڑا یا مصلی بچھانے کے نماز درست نہیں۔

۳۳) نماز میں بدن، کپڑے، بال وغیرہ سے کھیلنا

نماز میں بدن، کپڑے، بال وغیرہ سے کھیلنا مکروہ ہے۔

(ہدایہ صہ ۹۰ ج ۱، شرح نقایہ صہ ۹۴ ج ۱)

۱۔ قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰہَ کَرِہَ لَکُمُ الْعَبَثَ فِی الصَّلٰوۃِ وَالرَّفَثَ فِی الصِّیَامِ وَالضَّحْکَ فِی الْمَقَابِرِ

(البیان والتبیین صہ للجاحظ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ناپسند کیا نماز میں کھیلنا اور روزے میں شہوانی کلام کرنا اور قبرستان میں ہنسنا۔

۲۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَارُّوْا الصَّلٰوۃَ سَكِّنُوْا اِطْمَئِنُّوْا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نماز میں سکون اور قرار پکڑو۔

(مجمع الزوائد صـ۱۳۶ ج۲ بحوالہ طبرانی فی الکبیر)

۳۔ عَنْ عَطَاءٍؒ اَنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ كُلَّ شَيْءٍ مِّنَ الْعَبَثِ فِي الصَّلٰوۃِ قَالَ الثَّوْرِيُّؒ جَاءَتِ الْاَحَادِيْثُ اَنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ الْعَبَثَ فِي الصَّلٰوۃِ

(مصنف عبدالرزاق صـ۲۶۷ ج۲)

حضرت عطاءؒ سے روایت ہے کہ وہ ہر قسم کے عبث و کھیل کو نماز میں مکروہ خیال کرتے تھے، اور حضرت سفیان ثوریؒ نے کہا کہ احادیث میں آیا ہے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم) نماز میں عبث اور کھیل مکروہ سمجھتے تھے۔

۴۔ اسی طرح حضرت حسن بصریؒ اور امام ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صـ۲۱۴، ۲۱۵ ج۲)

(باقی ضمیمہ صـ۸۲۶ پر ملاحظہ فرمائیں)

۲۴) نماز میں چوکڑی مار کر بیٹھنا

نماز میں بغیر عذر کے چوکڑی مار کر بیٹھنا مکروہ ہے۔

(ہدایہ صـ۹۱ ج۱، کبیری صـ۳۵۰)

۵۔ علامہ حلبیؒ لکھتے ہیں۔

وَيُكْرَهُ اَنْ يَّتَرَبَّعَ فِيْ جُلُوْسِهٖ لِمُخَالَفَةِ سُنَّةِ الْجُلُوْسِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ۔

(کبیری صـ۳۵۰ وکذا ہدایہ صـ۹۱ ج۱)

مکروہ ہے نماز میں چوکڑی مار کر بیٹھنا کیونکہ یہ نماز میں بیٹھنے کی سنّت کے خلاف ہے، الّا یہ کہ عذر کی وجہ سے مکروہ نہیں ہوگا۔

۲۵) پگڑی کے بل پر سجدہ کرنا

(پگڑی کے بل (کور عمامہ) پر بغیر عذر (گرمی اور سردی وغیرہ) کے سجدہ کرنا مکروہ ہے۔

(شرح نقایہ صـ۹۴ ج۱، کبیری صـ۳۵۱)

اس سلسلہ میں تفصیلی اور باحوالہ بحث "صفۃ الصلوٰۃ" "مسائل سجدہ صـ۳۶۷" پر گذر چکی ہے۔

۲۶) نماز میں بالوں کا باندھنا

نماز میں بالوں کا باندھنا (عقص شعر) مکروہ ہے۔

(ہدایہ صـ۹۱ ج۱، شرح نقایہ صـ۹۴ ج۱، کبیری صـ۳۴۶)

۱۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رضؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نَہٰی اَنْ یُّصَلِّیَ الرَّجُلُ وَرَاْسُہٗ مَعْقُوْصٌ۔
(مجمع الزوائد ص۸۶ ج۲ بحوالہ طبرانی فی الکبیر ورجالہ رجال الصحیح)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کوئی شخص (مرد) نماز پڑھے اسی حالت میں کہ اس کے سر کے بال اُوپر باندھے ہوئے ہوں۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رضؓ قَالَ نَہَی النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنْ یُّصَلِّیَ الرَّجُلُ وَرَاْسُہٗ مَعْقُوْصٌ (مسند احمد ص۹ ج۶، ابن ماجہ ص۷۵)

حضرت ابورافعؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص نماز پڑھے ایسی حالت میں جب کہ اس کے سر کے بال باندھے ہوئے ہوں۔

یہ حکم صرف مردوں کے لیے ہے عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

۲۷) نمازی کے سامنے سے گذرنا

نمازی کے سامنے سے گذرنا مکروہ ہے

مُرُوْرٌ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ (ہدایہ ص۸۹ ج۱، شرح نقایہ ص۹۶ ج۱، کبیری ص۳۶۶)

قَالَ اَبُوْ جُہَیْمٍ رضؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَوْ یَعْلَمُ الْمَارُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْہِ لَکَانَ اَنْ یَّقِفَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ۔ (بخاری ص۷۳ ج۱، مسلم ص۱۹۷ ج۱)
وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا
(نصب الرایہ ص۷۹ ج۲ بحوالہ بزار)

حضرت ابوجہیمؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کو معلوم ہو کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ چالیس (سال تک) کھڑا رہتا تو اس کے نزدیک بہتر ہوتا بنسبت اس کے کہ وہ نمازی کے سامنے سے گذرے۔ مسند بزار کی روایت میں چالیس سال کا ذکر ہے۔

۲۸) معمولی میلے کچیلے کپڑوں میں نماز پڑھنا

معمولی میلے کچیلے کپڑوں (ثِیَابُ الْبِذْلَۃِ وَالْمِہْنَۃِ) میں نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ (شرح نقایہ ص۹۵ ج۱، کبیری ص۳۴۹، درمختار ص۹۱ ج۱)

خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف ۳۱ پ۸)

ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔ (اس کے منافی ہے ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا)

(۳۹) سجدہ میں صرف پیشانی پر اکتفا کرنا

بغیر عذر کے صرف پیشانی پر سجدہ میں اکتفا کرنا اور ناک نہ لگانا مکروہ ہے (درمختار ص۵ ج۱)

(۴۰) منہ میں کوئی چیز رکھ کر نماز پڑھنی

منہ میں کوئی چیز (مثلاً چونی وغیرہ، پان، تمباکو، گولی، ٹافی، الائچی وغیرہ) رکھ کر نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے، اگرچہ اس میں قرارۃ میں فرق نہ آتا ہو، اگر قرارۃ میں مانع ہو تو نماز فاسد ہوجائیگی۔

(شرح نقایہ ص۹۴ ج۱، کبیری ص۳۵۲، درمختار ص۹۱ ج۱)

(۴۱) خطبہ کے شروع ہونے کے بعد نوافل و سنتیں وغیرہ پڑھنا

خطبہ کے شروع ہونے کے بعد سنت، نفل، قرآن، درود شریف وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے (شرح نقایہ ص۵۷ ج۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ (بخاری ص۱۲۷ ج۱ مسلم ص۲۸۱ ج۱)

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جمعہ کے دن (یعنی خطبہ کے وقت) کسی دوسرے شخص سے کہو کہ خاموش رہو۔ تو بے شک تم نے لغو اور بیہودہ کام کیا۔

صاحب شرح نقایہ لکھتے ہیں۔

فَاِنْ کَانَ الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ مَعَ کَوْنِهٖ فَرْضًا صَارَ حَرَامًا فِیْ هٰذَا الْوَقْتِ فَمَا بَالُكَ بِالنَّفْلِ

(شرح نقایہ ص۵۷ ج۱)

پھر اگر امر بالمعروف باوجود اس کے کہ وہ فرض ہے۔ وہ بھی اس حالت میں حرام ہوجاتا ہے تو نفل کس شمار میں ہوگا۔

(۴۲) امام کا مقتدیوں سے بلند یا پست جگہ پر تنہا کھڑا ہونا

امام کا تنہا بہو ترے پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

(شرح نقایہ ص۹۴ ج۱، کبیری ص۳۶۰)

۱۔ عَنْ هَمَّامٍ اَنَّ حُذَيْفَةَ رض اَمَّ النَّاسَ بِالْمَدَائِنِ عَلٰى دُكَّانٍ فَاَخَذَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ رض بِقَمِيْصِهٖ فَجَبَذَهٗ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُنْهَوْنَ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ قَالَ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّهٗ كَانَ يَنْهٰى عَنْ ذٰلِكَ قَالَ بَلٰى قَدْ ذَكَرْتُ حِيْنَ مَدَدْتَنِيْ۔

(مستدرک حاکم ص ۲۱۰ ج ۱، ابوداؤد ص ۸۸ ج ۱)

حضرت ہمامؒ کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رض نے مدائن شہر میں نماز پڑھائی ایک دوکان (اونچی جگہ) پر تو حضرت ابومسعود رض نے ان کو قمیص سے پکڑ کر کھینچا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابومسعود رض نے کہا آپ نہیں جانتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے منع کیا کرتے تھے، تو حضرت حذیفہ رض نے کہا جب تم نے مجھے پکڑ کر کھینچا تھا۔ اس وقت مجھے یاد آیا۔

۲۔ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّقُوْمَ الْاِمَامُ فَوْقَ وَيَبْقَى النَّاسُ خَلْفَهٗ۔

حضرت ابومسعود رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کوئی امام اونچی جگہ پر کھڑا ہو، اور لوگ اس کے پیچھے نیچی جگہ میں ہوں۔

(مستدرک حاکم ص ۲۱۰ ج ۱، ابوداؤد ص ۸۸ ج ۱)

اس بلندی کی مقدار کی تشریح فقہائے کرام نے ایک ہاتھ کی مقدار سے کی ہے اور اسی طرح اگر مقتدی بلند جگہ پر ہو اور امام پستی میں تو یہ بھی مکروہ تحریمی ہے (شرح نقایہ ص ۹۴ ج ۱، کبیری ص ۳۶۱)

لیکن یہ سب اس صورت میں ہے جب کہ بلا ضرورت ہو، کثرت ہجوم اور جگہ نہ ہونے کی صورت میں نماز بلا کراہت درست ہے۔ (کبیری ص ۳۶۱)

۴۳) صف کے پیچھے اکیلے مقتدی کا کھڑا ہونا

صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنی مکروہ ہے، البتہ اگر اگلی صف میں کوئی جگہ نہ ہو تو پھر پچھلی صف میں بھی نماز پڑھنی بلا کراہت درست ہے۔ (شرح نقایہ ص ۹۵ ج ۱، کبیری ص ۳۶۲)

عَنْ اَنَسٍ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ اَتِمُّوا الصَّفَّ الْاَوَّلَ ثُمَّ الَّذِیْ یَلِیْهِ فَاِنْ کَانَ نَقْصٌ فَلْیَکُنْ فِی الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ
(نسائی ج ۱ ص ۱۳۱، ابوداؤد ص ۱۰۶)

نے فرمایا کہ اگلی صف کو مکمل کرو، پھر اس کو جو اس سے ملتی ہے، پس جو نقص ہے وہ پچھلی صف میں ہو۔

(۴۴) ان پڑھ، اندھے اور فاسق وغیرہ کے پیچھے نماز پڑھنا

غلام، اعرابی (ان پڑھ) اعمیٰ (اندھا) جو پرہیزگار نہ ہو، فاسق اور ولد الزنا کے پیچھے نماز مکروہ ہے (ہدایہ ص ۱۰۲ ج ۱، کبیری ص ۲۶۵)

بحث امامت کے باب میں ص ۴۵۵ پر گذر چکی ہے۔

(۴۵) داڑھی منڈانے یا کترانے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا

امام اگر داڑھی منڈواتا ہو یا کٹواتا ہو تو اس کے پیچھے بھی نماز مکروہ تحریمی ہے۔
(شامی ص ۲۸۸ ج ۵ و ص ۴۱۴ ج ۱)

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ ایک قبضہ (مشت بھر) سے کم کٹوانا کسی نے مباح نہیں کیا۔
(شامی ص ۲۸۸ ج ۵)

(۴۶) جاندار کی تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھنی

جاندار کی تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے نمازی کے سر پر یا چھت پر، سامنے یا سجدہ کی جگہ پر تصویر ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (ہدایہ ص ۹۲ ج ۱، کبیری ص ۳۵۹)

مسئلہ:۔ اگر تصویر بہت چھوٹی ہو جو نظر نہیں آتی یا پاؤں کے نیچے ہو تو پھر کچھ حرج نہیں۔
(ہدایہ ص ۹۲ ج ۱، کبیری ص ۳۵۹)

مسئلہ:۔ اگر مصوّر یا تصویر کپڑے میں نماز پڑھی تو مرد، عورت دونوں کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے (ہدایہ ص ۹۲ ج ۱، شرح نقایہ ص ۹۵ ج ۱، کبیری ص ۳۵۹)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فِیْ خَمِیْصَةٍ لَّهَا اَعْلَامٌ وَقَالَ شَغَلَتْنِیْ اَعْلَامُ هٰذِہٖ فَاذْهَبُوْا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے کمبل میں نماز پڑھی جس پر نقش ونگار تھے اور پھر فرمایا اس کے نقش ونگار نے مجھے مشغول

بِهَا اِلَىٰ اَبِیْ جَهْمٍ وَاْتُوْنِیْ بِاَنْبِجَانِیَّةٍ — کر دیا، لہذا یہ لے جا کر ابوجہم کو دے دو۔ اور ابوجہم کا سادہ کمبل مجھے لا دو۔

(مسلم ص ۲۰۸ ج ۱)

مسئلہ: جاندار کی تصویر بنانا چھوٹی، بڑی، دستی، عکسی (کیمرہ کے توسط سے) ہر طرح حرام ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ اَلْمُصَوِّرُوْنَ (بخاری ص ۸۸۰ ج ۲، مسلم ص ۲۰۱ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

مسئلہ: نوٹ پر تصویر، یا پاسپورٹ، شناختی کارڈ وغیرہ پر تصویر مجبوری اور اضطرار کی حالت پر ہے، اس کا گناہ ان لوگوں پر ہوگا جو ایسا قانون بنانے کے ذمہ دار ہیں۔

۴۷) مرد کا ریشمی کپڑے میں نماز پڑھنا

مرد نے اگر ریشمی کپڑے میں نماز پڑھی تو واجب الاعادہ ہوگی۔

۴۸) مرد کا سونے کی انگوٹھی پہن کر نماز پڑھنا

مرد نے اگر سونے کا زیور مثل انگوٹھی وغیرہ کے پہن کر نماز پڑھی تو مکروہ ہوگی۔

مسئلہ: سانپ اور بچھو وغیرہ موذی جانوروں کو نماز کی حالت میں قتل کرنا جائز ہے۔

(شرح نقایہ ص ۹۶ ج ۱، کبیری ص ۳۵۴)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْاَسْوَدَیْنِ فِی الصَّلٰوۃِ الْحَیَّةِ وَالْعَقْرَبِ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو موذی جانداروں کو نماز کی حالت میں قتل کرنے کا حکم فرمایا، سانپ اور بچھو۔

(ترمذی ص ۸۳، نسائی ص ۱۷۸ ج ۱، مستدرک حاکم ص ۲۵۶ ج ۱، مسند احمد ص ۲۴۸ ج ۲)

سجدہ سہو

مسئلہ:- سہو (بھول) کی وجہ سے اگر نماز میں کوئی ایسی خرابی ہو گئی ہے، مثلاً رکن کو مقدم یا مؤخر کر دیا۔ رکوع قراءۃ سے پہلے کر دیا یا سجدہ رکوع سے پہلے کر دیا، یا ایک رکن کو مکرر کر دیا تو دو سجدے سہو کے واجب ہوں گے (شرح نقایہ ص۱۱۱ ج۱، کبیری ص۴۵۵)

مسئلہ:- پہلی رکعت میں ایک ہی سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں وہ سجدہ بھی دہرایا (مکرر کیا) یا واجب ترک کر دیا، مثلاً قعدہ اولیٰ یا تشہد رہ جائے یا قنوت وتروں میں ترک کر دی۔ تو دو سجدے سہو کے واجب ہونگے (ہدایہ ص۱۰۵ ج۱۔ شرح نقایہ ص۱۱۱ ج۱، کبیری ص۴۵۵)

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ مَنْ نَسِيَ الْقُنُوْتَ فِي الْوِتْرِ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَالَ سُفْيَانُ وَبِهٖ نَأْخُذُ۔ (سنن الکبریٰ بیہقی ص۳۵ ج۲)

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں جو شخص وتروں میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا تو وہ دو سجدے سہو کے کرے حضرت سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں۔

مسئلہ:- امام سری نماز میں جہر کر دے یا جہری میں سر کر دے، تو اس کے لیے دو سجدے سہو کے واجب ہوتے ہیں، جو آخر میں کیے جاتے ہیں (ہدایہ ص۱۰۵ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۱ ج۱، کبیری ص۴۵۵) اس سلسلہ میں باحوالہ بحث " واجبات صلوٰۃ سر اور جہر کے عنوان کے تحت ص۳۸۷ پر گذر چکی ہے۔

مسئلہ: اگر امام بھول جائے تو مقتدی پر بھی اس کی اقتدا میں سجدہ سہو واجب ہو گا۔ (ہدایہ ص۱۰۶ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۲ ج۱، کبیری ص۴۶۴)

۱۔ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ۔ (مسلم ص۱۷۷ ج۱، بخاری ص۱۰۱ ج۱)

بے شک امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ تم اس کی اقتدا کرو۔ لہٰذا امام کے ساتھ اختلاف نہ کرو۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن بحینہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں سہو ہوا تو آپ نے دو سجدے سہو کے کیے لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا (بیہقی ص۳۵۲ ج۲)

مسئلہ:- اگر نماز میں مقتدی سے سہو ہوا تو نہ مقتدی پر سجدہ ہو گا ———

اور نہ امام پر سجدہ سہو ہوگا۔ (ہدایہ صـ۱۰۶ـ، شرح نقایہ صـ۱۱۲ـ، کبیری صـ۴۶۴ـ)

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا سَهَوْتَ خَلْفَ الْاِمَامِ وَحَفِظَ الْاِمَامُ فَلَيْسَ عَلَيْكَ سَهْوٌ وَاِنْ سَهَا وَحَفِظْتَ فَعَلَيْكَ السَّهْوُ وَاِنْ لَّمْ يَسْجُدِ الْاِمَامُ فَلَا تَسْجُدْ وَكَذٰلِكَ اِذَا سَهَا جَمِيْعُ مَنْ مَّعَ الْاِمَامِ اَوْسَهَا الْاِمَامُ۔

(کتاب الآثار للامام ابی یوسفؒ صـ۲۷ـ)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ جب تم امام کے پیچھے بھول جاؤ۔ اور امام محفوظ ہے تو تجھ پر سجدہ سہو نہیں ہے۔ اور اگر امام بھول جائے اور تم محفوظ رہو تو تجھ پر بھی سجدہ سہو ہوگا۔ اور اگر امام سجدہ نہ کرے تو تم بھی سجدہ نہ کرو۔ اور اسی طرح اگر سارے مقتدی بھی بھول جائیں تو کسی پر بھی سجدہ سہو نہیں ہوگا۔ اور اگر امام بھول جائے تو سب پر سجدہ سہو ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر پہلا قعدہ بیٹھے بغیر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو اگر بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا ہے تو واپس نہ آئے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔

اور اگر بالکل سیدھا نہیں کھڑا ہوا تو واپس بیٹھ جائے ایسی صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔ (ہدایہ صـ۱۰۶ـ، شرح نقایہ صـ۱۱۲ـ، کبیری صـ۴۵۹ـ)

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ الْاِمَامُ فِى الرَّكْعَتَيْنِ فَاِنْ ذَكَرَ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَوِىَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ فَاِنِ اسْتَوٰى قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ وَيَسْجُدُ سَجْدَتَىِ السَّهْوِ

(ابوداؤد صـ۱۴۸ـ، ابن ماجہ صـ۸۴ـ، مصابیح صـ)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام دو رکعت پر کھڑا ہو جائے اگر بالکل سیدھا کھڑا ہونے سے قبل اس کو یاد آ جائے تو پھر بیٹھ جائے، اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا ہے، تو پھر نہ بیٹھے بلکہ آخر میں سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ:۔ اگر تشہد کے بعد قعدہ اولیٰ میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى

اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھ لیا سجدہ سہو واجب ہو گا۔ (کبیری ص۴۶۰)

عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ مَنْ زَادَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ عَلَی التَّشَهُّدِ فَعَلَیْهِ سَجْدَتَا سَهْوٍ۔

امام شعبی کہتے ہیں کہ جس شخص نے پہلی دو رکعات کے بعد تشہد پر کچھ زائد پڑھا تو اس پر دو سجدے سہو کے لازم ہوں گے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۶ ج۲)

مسئلہ:۔ اگر آخری قعدہ سے بھول گیا تو پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے یاد آ گیا تو واپس لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے۔

اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو اس کے فرض باطل ہو جائیں گے اور اس کے لیے بہتر ہو گا کہ وہ ایک رکعت اور ساتھ ملا لے یہ سب نفل ہو جائیں گے، اور سجدہ سہو بھی اس کے ذمہ لازم نہیں ہو گا۔ اور اگر استحساناً کر لے تو بہتر ہے اس کو فرض دوبارہ پڑھنے پڑھیں گے۔

اگر آخری قعدہ بیٹھ کر پھر بھول کر اٹھ کھڑا ہوا اور پانچویں رکعت پڑھ لی تو سجدہ سہو نکالنے سے نماز درست ہو جائے گی۔

قعدہ اخیرہ بیٹھ کر اگر کھڑا ہو گیا اور اس کو تنبہ ہوا اور پھر واپس لوٹ کر ایک طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو نکال لے، پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرے۔ (ہدایہ ص۱۰۱ ج۱، بحر الرائق ص۱۰۳، ۱۰۴ ج۲)

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص بھول گیا اور اس کو خبر نہ رہی کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار، اگر اس کا یہ بھولنا پہلی مرتبہ ہوا ہے تو اسکے لیے نئے سر سے نماز پڑھنی افضل ہے اگر بار بار بھولتا ہے تو پھر ظن غالب پر بنیاد رکھے۔ اگر ظن غالب یہ ہے کہ تین پڑھی ہیں تو تین اور اگر ظن غالب یہ ہے کہ چار رکعات پڑھی ہیں تو چار ہوں گی۔ اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔

(ہدایہ ص۱۰۸ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۲ ج۱)

وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ فِی الرَّجُلِ یَشُكُّ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلَا یَدْرِیْ اَثَلَاثًا صَلّٰی اَمْ اَرْبَعًا اِنْ کَانَ

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا ہے جس کو اپنی نماز کے بارہ میں شک ہے اور اس کو یہ پتا نہیں چلتا کہ اس نے تین

ذٰلِكَ اَوَّلَ مَا لَقِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يُّعِيْدَ صَلَاتَهٗ وَاِنْ كَانَ يَلْقٰى كَثِيْرًا فَلْيَمْضِ عَلٰى اَكْثَرِ رَأْيِهٖ وَاِنْ كَانَ اَكْثَرُ رَأْيِهٖ اَنَّهٗ صَلّٰى ثَلَاثًا اَضَافَ اِلَيْهَا رَابِعَةً وَاِنْ كَانَ اَكْثَرُ رَأْيِهٖ اَنَّهٗ صَلّٰى اَرْبَعًا مَضٰى عَلٰى اَنْ يَّتِمَّ وَيَسْجُدَ فِي الْوَجْهَيْنِ جَمِيْعًا سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَيَتَشَهَّدُ فِيْهِمَا وَيُسَلِّمُ۔

(کتاب الحجۃ ص۲۲۵ ج۱، کتاب الآثار للامام محمد ص۱۷)

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ أَثَلَاثًا صَلّٰى اَمْ اَرْبَعًا فَلْيَتَحَرَّ فَلْيَنْظُرْ اَفْضَلَ ظَنِّهٖ فَاِنْ كَانَ اَفْضَلُ ظَنِّهٖ اَنَّهَا ثَلَاثٌ قَامَ فَاَضَافَ اِلَيْهَا الرَّابِعَةَ ثُمَّ تَشَهَّدَ فَسَلَّمَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَاِنْ كَانَ اَفْضَلُ ظَنِّهٖ اَنَّهٗ صَلّٰى اَرْبَعًا تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ)

رکعات پڑھی ہیں یا چار رکعات اگر یہ بات اس کو پہلی دفعہ واقع ہوئی ہے تو اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ اپنی نماز کو لوٹائے اور اگر اکثر اتفاق واقع ہوتا رہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی اکثر رائے جدھر ہو اس پر چلے اگر اس کی اکثر رائے یہ ہے کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں تو چوتھی رکعت اس کے ساتھ اضافہ کرلے اور اگر اس کی اکثر رائے یہ ہو کہ اس نے چار رکعات پڑھی ہیں۔ تو وہ اسی پر قائم رہے اور دونوں صورتوں میں سلام کے بعد دو سجدہ سہو ادا کرے اور تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیرے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب تم میں سے کسی شخص کو اپنی نماز میں شک واقع ہو کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار تو اس کو تحری (سوچ بچار) کرنی چاہیے۔ اور جدھر اس کا ظن غالب ہو اس پر عمل کرے اگر اس کا گمان غالب یہ ہے کہ تین رکعات پڑھی ہیں تو چوتھی رکعت اس کے ساتھ ملا کر پھر تشہد پڑھے اور دو سجدہ سہو ادا کرے اور اگر اس کا ظن غالب یہ ہو کہ اس نے چار رکعات پڑھی ہیں تو تشہد کے بعد سلام پھیر کر دو سجدہ سہو ادا کرے اور پھر تشہد پڑھے (تو سلام پھیرے)

(کتاب الحجۃ صفحہ ۲۲۱/۱، کتاب الآثار للامام محمدؒ صفحہ ۲)

۲۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ فِيْمَنْ نَسِيَ الْفَرِيْضَةَ فَلَمْ يَدْرِ اَرْبَعًا صَلّٰى اَمْ ثَلَاثًا قَالَ اِنْ كَانَ اَوَّلُ نِسْيَانِهِ اَعَادَ الصَّلٰوةَ وَاِنْ كَانَ يُكْثِرُ النِّسْيَانَ تَحَرَّى الصَّوَابَ الخ (کتاب الحجۃ صفحہ ۲۲۱/۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا جو شخص نماز میں بھول گیا اس کو پتہ نہ چلا کہ تین رکعات پڑھی ہیں یا چار۔ اگر یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے تو نماز لوٹائے اور اگر اکثر یہ نسیان واقع ہوتا رہتا ہے تو جو بات ٹھیک ہو اس کو تلاش کرے۔ (تحری کرے)

مسئلہ:۔ اگر ظنِ غالب کسی طرف نہ ہو بلکہ دونوں جہتیں مساوی ہوں تو پھر اقل اور ادنیٰ پر بنیاد رکھے اگر شک ایک اور دو میں ہے تو ایک اگر تین اور چار میں ہے تو تین رکعات ہوں گی ایک رکعت اور پڑھ کر آخر میں سجدہ سہو کرے۔ (شرح نقایہ صفحہ ۱۱۳/۱)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِي الْوَاحِدَةِ وَالثِّنْتَيْنِ فَلْيَجْعَلْهَا وَاحِدَةً وَاِذَا شَكَّ فِي الثِّنْتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فَلْيَجْعَلْهَا اِثْنَتَيْنِ وَيَسْجُدُ فِيْ ذٰلِكَ سَجْدَتَيْنِ (ترمذی صفحہ ۸۴)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص شک کرے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعات تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کو ایک پر ہی ٹھہرائے اور جب اس کو دو اور تین رکعات میں شک ہو تو اس کو دو ہی ٹھہرائے۔ اور اس کے لیے آخر میں سجدہ سہو ادا کرے۔

مسئلہ:۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ صرف دائیں طرف ایک ہی سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے۔

( )

مسئلہ:۔ سہو کے لیے دو سجدے ہوتے ہیں اور پھر تشہد درود شریف اور دعا کے بعد سلام پھیر کر نماز کو ختم کرے گا۔ (ہدایہ صفحہ ۱۵۶/۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۱۰/۱، کبیری صفحہ ۴۷۱)

۱۔حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور آپ بھول گئے پھر آپ نے دو سجدے کیے سہو کے لیے، پھر تشہد پڑھا اور پھر سلام پھیرا۔

(مصابیح ص۸۷)

مسئلہ:۔ مسبوق شخص اپنے امام کے تابع ہونے کی وجہ سے سجدہ سہو کرے گا۔

(شرح نقایہ ص ۱۱۲/۱ کبیری ص ۴۶۵)

مسئلہ:۔ اگر پہلی یا دوسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے سورۃ پڑھی تو سجدہ سہو کرنا ہوگا۔

(کبیری ص ۴۷۱)

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ قَالَ اِذَا سَبَقَكَ الْاِمَامُ بِشَيْءٍ وَقَدْ سَهَا فَاسْجُدْ مَعَهُ ثُمَّ قُمْ فَاقْضِ مَا سَبَقَكَ بِهِ۔

(کتاب الآثار ص ۳۷ للامام ابی یوسفؒ)

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ جب تم میں سے امام نے سبقت کی ہو یعنی تمہاری نماز میں شریک ہونے سے پہلے کوئی رکعت ادا کر لی ہو اور وہ اس میں بھول گیا ہو تو تم بھی اس کے ساتھ سجدہ سہوا دا کرو اور پھر کھڑے ہو کر اس رکعت کو ادا کرو جو تم سے رہ گئی ہے۔

مسئلہ:۔ فرائض کی طرح نوافل میں بھول جانے سے بھی سجدۂ سہو کریگا۔

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اِنْ سَهَوْتَ فِي التَّطَوُّعِ فَاسْجُدْهُمَا فِي اٰخِرِ صَلَاتِكَ۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۳۲۶/۲)

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ اگر تم نفل میں بھول جاؤ تو اسی طرح آخر میں دو سجدہ سہوا دا کرو۔

مسئلہ:۔ اگر پہلی یا دوسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے سورۃ پڑھی تو سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔

(کبیری ص ۴۷۱)

سجدۂ سہو میں ائمہ کرام کا اختلاف

سجدۂ سہو میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے کہ آیا سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنا چاہیئے یا بعد میں۔

امام شافعیؒ سلام سے قبل سجدہ سہو کے قائل ہیں۔ اور امام مالکؒ اس کے قائل ہیں کہ اگر نماز میں کچھ کمی واقع ہونے کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوا ہے، تو سلام سے قبل،

اور اگر نماز میں کچھ زیادتی ہوئی ہے جس کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوا ہے تو پھر سلام پھیر کے بعد سجدہ کرنا چاہیئے، حضرت امام ابو حنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ کمی ہو یا زیادتی ہو ہر حال میں سجدہ سہو سلام کے بعد کرنا چاہیئے۔

حضرت امام احمدؒ کا یہ قول ہے کہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سجدہ سہو قبل سلام منقول ہے وہاں قبل سلام اور جہاں بعد سلام منقول ہے وہاں بعد سلام سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ، چھ مواقع میں سجدہ سہو کرنا منقول ہے۔ اور ان میں سے بعض مواقع میں قبل از سلام اور بعض مواقع میں بعد از سلام منقول ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ بَیْنَ بَنِیْ اٰدَمَ وَبَیْنَ نَفْسِهٖ فَلَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یُّسَلِّمَ (ابن ماجہ صہ ۸۶)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آکر اس کی نماز میں گڑبڑ کرتا ہے تلبیس اور وسوسہ اندازی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ نماز پڑھنے والا شخص نہیں جانتا اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں، جب تم میں سے کوئی شخص ایسی حالت پائے تو اس کو آخر میں بیٹھے ہوئے سلام سے پہلے دو سجدہ سہو کے کرنے چاہئیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قبل السلام اور بعد السلام کے بارہ میں دونوں طرح کی روایات آتی ہیں اور وہ سب روایات صحیح ہیں، ائمہ کرام کا اختلاف دراصل مسئلہ ترجیح سے تعلق رکھتا ہے کہ زیادہ راجح بات کون سی ہے، امام ابو حنیفہؒ بعد السلام والی روایات کو ترجیح دیتے۔

چنانچہ حضرت ذوالیدینؓ والی روایت میں تصریح ہے۔

۱۔ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِیْمِ (مسلم صہ ۲۱۳/۱)

کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سجدہ سہو کیے بیٹھے ہوئے سلام پھیرنے کے بعد۔

۲- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ اَمْ نَسِيْتَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ (ترمذی صـ۸۳)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعات پڑھ ڈالیں آپ سے عرض کیا گیا کہ حضرت کیا نماز میں کچھ زیادتی یا اضافہ ہوگیا ہے یا آپ بھول گئے ہیں، آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہوا پھر آپ نے دو سجدہ سہو نکالے سلام کے بعد۔

۳- ایک اور روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی انسان ہوں کبھی میں بھی بھول جاتا ہوں جیسا کہ تم بھولتے ہو، جب میں بھول جاؤں تو تم مجھے یاد دلا دیا کرو۔ اور جب تم میں کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو اس کو یقینی بات تلاش کرنی چاہیئے اسی بات کو بنیاد قرار دے کر اپنی نماز پوری کرنی چاہیئے پھر سلام پھیر کر اس کے بعد دو سجدہ سہو کرے۔ (مسلم صـ۲۱۲ ج۱)

۴- اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ، وَذَكَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ (ابن ماجہ صـ۸۶)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے دو سجدہ سہو کیے سلام پھیرنے کے بعد۔ اور انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

لہٰذا سجدہ سہو دونوں طرح درست ہے، قبل السلام یا بعد السلام البتہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے بعد از سلام والی روایات کو زیادہ راجح قرار دیا ہے۔ اور امام شافعیؒ نے قبل السلام والی روایات کو راجح قرار دیا ہے، اصلاً یہ مسئلہ ترجیح کے باب سے تعلق رکھتا ہے، امام ابوحنیفہؒ سجدہ تو بعد السلام کو ہی اختیار کرتے ہیں۔ اور قبل از سلام کی روایت سے وہ سلام مقاطعہ مراد لیتے ہیں یعنی وہ سلام جو سجدہ سہو کرنے کے بعد نماز سے خارج ہونے کے لیے کیا جاتا ہے اس سے بہرحال سجدہ سہو پہلے ہی ہوتا ہے۔

قعدہ اخیرہ کے بارہ میں اختلاف

قعدہ اخیرہ میں بھی امام ابوحنیفہؒ اور امام سفیان ثوریؒ کے ساتھ دیگر ائمہ کا اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ

قعدہ آخرہ کو فرض قرار دیتے ہیں اور دیگر ائمہ اس کو فرض نہیں قرار دیتے، بلکہ سنت جانتے ہیں البتہ اتنی بات محفوظ خاطر رہے کہ فرض یا رکن تو وہی ہو سکتا ہے جو نص قطعی سے ثابت ہو۔ لیکن قعدہ اخیرہ کے بارہ میں سوائے اس حدیث کے۔

اِذَا قُلْتَ هٰذَا اَوْ فَعَلْتَ هٰذَا

کوئی واضح نص معلوم نہیں ہوئی۔

تو یہ کہنا پڑے گا کہ یہ فرض ——— دیگر فرائض کی طرح نہیں جو قطعی ہو بلکہ ان ائمہ کرام (امام ابو حنیفہؒ اور امام سفیان ثوریؒ) نے اجتہاد کے ساتھ اس کو فرض قرار دیا ہے یہ فرض اجتہادی کے درجہ میں ہے۔ اس میں وہ قطعیت نہیں جو دیگر فرائض میں ہے۔ بایں معنیٰ فرض کہنا بھی اس کا درست ہے۔

امام ترمذیؒ کہتے ہیں۔

قَالُوْا اِذَا صَلَّى الرَّجُلُ الظُّهْرَ خَمْسًا فَصَلٰوتُهٗ جَائِزَةٌ وَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَاِنْ لَّمْ يَجْلِسْ فِي الرَّابِعَةِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَلَمْ يَقْعُدْ فِي الرَّابِعَةِ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ فَسَدَتْ صَلٰوتُهٗ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَبَعْضُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ

(ترمذی صفحہ ۹۳)

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جب کوئی شخص ظہر کی نماز پانچ رکعات پڑھتا ہے تو اس کی یہ نماز جائز اور اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔ اگرچہ وہ چوتھی رکعت پر نہ بیٹھا ہو، اور یہ امام شافعیؒ، احمدؒ اور اسحٰقؒ کا مسلک ہے۔ لیکن بعض نے یہ کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے نماز ظہر کی پانچ رکعات پڑھیں اور چوتھی رکعت پر وہ قعدہ میں نہیں بیٹھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی (فرضیت باطل ہو جائے گی)، اور یہ مسلک ہے امام سفیان ثوریؒ اور بعض اہل کوفہ کا (بعض سے امام ابو حنیفہؒ مراد ہیں)

علامہ ابن عبد البرؒ لکھتے ہیں۔

وَاَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى اَنَّ الرُّكُوْعَ

اور علماء کا اجماع ہے اس بات پر کہ رکوع،

وَالسُّجُوْدُ وَالْقِيَامُ وَالْجِلْسَةُ الْاَخِيْرَةُ فِي الصَّلٰوةِ فَرْضٌ كُلُّهٗ
سجود، قیام اور قعدہ اخیرہ نماز میں سب فرض ہیں۔

(تمہید صفحہ ۱۸۹/۱۰)

اس قسم کی بحث پہلے بھی ارکان صلوٰۃ قعدہ اخیرہ کے باب میں صفحہ ۳۰۲ گذر چکی ہے

سجدہ تلاوت

قرآن کریم میں کئی مقامات میں ایسی آیات مبارکہ ہیں جن میں سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہ نماز کے سجدہ کے علاوہ ہیں، کسی جگہ سجدہ کرنے کا حکم اور امر ہے کسی جگہ سجدہ کرنے کا اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے اور کسی جگہ سجدہ سے اعراض کرنے والوں پر عتاب وعقاب اور سزا کا بیان ہے۔ اس لیے شارع علیہ السلام نے ان مقامات پر قرآن کریم کی آیات تلاوت کرنے پر سجدہ تلاوت ضروری قرار دیا ہے تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کے کلام کی تعظیم کرتے ہوئے نیکی و خیر کی طرف مبادرت کرنے والا ہو۔

امام ابوحنیفہؒ کا مسلک یہی ہے کہ سجدات تلاوت واجب ہیں، امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ دیگر ائمہ کرام سجدات تلاوت کو سنت مانتے ہیں واجب نہیں تسلیم کرتے۔

(ہدایہ صفحہ ۱۱۰/۱ شرح نقایہ صفحہ ۱۱۳، ۱۱۴)

۱۔ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾ (انشقاق پ ۳۰)

تو ان منکروں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ ایمان نہیں لاتے اور جب ان کے روبرو قرآن پڑھا جائے تو سجدہ نہیں کرتے

۲۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اِذَا قَرَأَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُوْلُ يَا وَيْلَهٗ اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب ابن آدم سجدہ کی آیت پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے کہ افسوس میری حالت پر ابن آدم کو سجدہ کا حکم

فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ وَاَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ (مسلم صہ۱ج۱)

دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا اور اس کو جنت ملی اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا میں نے انکار کیا تو میرے لیے دوزخ ہے۔

(ابلیس کا یہ کہنا افسوس کی بنا پر نہیں۔ بلکہ ابن آدم پر حسد کی بنا پر ہے۔ اگر افسوس و حسرت کی بنا پر ہوتا تو وہ توبہ کر لیتا لیکن وہ ایسا نہیں کرتا، بلکہ محض حسد کی وجہ سے ایسا کہتا ہے)

مسئلہ:۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایسے مقامات قرآن پاک میں چودہ ہیں جن کی تلاوت کرنے پر سجدہ کرنے کا حکم ہے اور وہ مقامات ان سورتوں میں ہیں۔

سورۃ اعراف، الرعد، النحل، الاسراء، مریم، حج کا پہلا سجدہ، الفرقان، النمل، السجدۃ ص، حم السجدۃ، النجم، اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ، اقرأ (ہدایہ صہ۱۱۱ج۱، شرح نقایہ صہ۱۲۳ج۱، کبیری صہ۴۹۸)

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ وَابْنِ عُمَرَؓ يَعُدَّانِ كَمْ فِي الْقُرْاٰنِ مِنْ سَجْدَةٍ فَقَالَا: اَلْاَعْرَافُ وَالرَّعْدُ، وَالنَّحْلُ وَبَنِي اِسْرَائِيْلَ وَمَرْيَمُ وَالْحَجُّ اَوَّلُهَا وَالْفُرْقَانُ، وَطٰسٓ وَالٓمّٓ تَنْزِيْلُ وَصٓ وَحٰمٓ السَّجْدَةُ (مصنف عبدالرزاق صہ۲۲۵ج۲)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ دونوں قرآن کریم کے سجدات کو ان سورتوں میں شمار کرتے تھے، سورۃ اعراف، رعد، نحل، بنی اسرائیل، مریم، حج میں پہلا سجدہ، فرقان طٰس، الٓمٓ تنزیل ص، حٰم السجدۃ۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ سُوْرَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا فَمَا بَقِيَ اَحَدٌ مِّنَ الْقَوْمِ اِلَّا سَجَدَ الخ (بخاری صہ۱۴۶ج۱، مسلم صہ۲۱۵ج۱، طحاوی صہ۲۰۷ج۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ نجم تلاوت کی اور سجدہ ادا کیا اور آپ کے ساتھ تمام لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔

۲۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَجَدَ

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ (مسلم ۱/۲۱۵)

وسلم نے سورۃ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اور سورۃ اقرا میں سجدہ تلاوت ادا کیا۔

امام شافعیؒ کے نزدیک بھی۔ قرآن پاک میں سجدہ کے چودہ مقامات ہیں، وہ سورۃ حج میں دو سجدے مانتے ہیں اور سورۃ "ص" میں سجدہ نہیں مانتے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ سورۃ حج میں ایک سجدہ مانتے ہیں۔ اور سورہ حج کے دوسرے مقام پر سجدہ صلاۃ مانتے ہیں اور سورۃ "ص" میں سجدہ تلاوت تسلیم کرتے ہیں۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَدْ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَسْجُدُ فِیْهَا (صٓ) (بخاری ۱/۱۴۶)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا سورۃ "ص" میں سجدہ ادا کرتے تھے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمًا فَقَرَأَ صٓ، فَلَمَّا مَرَّ بِالسُّجُوْدِ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدْنَا مَعَهٗ۔ (ابوداؤد ۱/۲۰۰ مستدرک حاکم ۲/۴۳۱)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں سورۃ "ص" پڑھی، جب سجدہ کے مقام میں پہنچے تو ممبر سے نیچے اتر کر سجدہ ادا کیا، اور ہم لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔

۳۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَالْحَسَنِ قَالَا فِی الْحَجِّ سَجْدَةٌ وَّاحِدَةٌ اَلْاُوْلٰی مِنْهَا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۲)

حضرت سعید بن المسیبؒ اور حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ سورۃ حج میں ایک ہی سجدہ ہے وہ پہلا ہے۔

۴۔ اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ، سعید بن جبیرؒ، ابراہیم نخعیؒ جابر بن یزیدؒ سے منقول ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۲)

حضرت امام مالکؒ کے نزدیک سجدات تلاوت صرف گیارہ ہیں، باقی ان کے

نزدیک غیر مؤکد ہیں۔

ا) حضرت امام مالکؒ کے نزدیک سورۃ النجم، اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اور اقراء میں سجدہ نہیں ہے۔ امام مالکؒ کا استدلال مندرجہ ذیل احادیث سے ہے۔

ا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف (ہجرت کے بعد) تشریف لے گئے ہیں اس وقت سے آپ نے مفصل (قرآن کی آخری منزل جو سورۃ حجرات سے آخر تک ہے) میں کسی آیت میں سجدہ نہیں کیا۔

(ابوداؤد ص۱۹۹/ج۱)

محدث ابن عبدالبرؒ نے اس حدیث کو منکر کہا ہے اور محدث عبدالحقؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے۔ (شرح نقایہ ص۱۱۵/ج۱)

اور اس کے برعکس صحیحین وغیرہ کی روایات قوی اور صحیح ہیں۔

ا۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اور اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ میں سجدہ کیا۔ (مسلم ص۲۱۵/ج۱)

۲۔ حضرت ابوہریرۃؓ نے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ پڑھی اور سجدہ کیا اور جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سورۃ کے پڑھنے پر سجدہ کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی سجدہ نہ کرتا۔ اب ہمیشہ اس میں سجدہ کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملوں (بخاری ص۱۴۷/ج۱ مسلم ص۲۱۵/ج۱)

۳۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ "ص" تلاوت فرمائی اور آپ ممبر پر تشریف فرما تھے۔ سجدہ کی آیت پر جب آپ پہنچے تو نیچے اتر کر آپ نے سجدہ ادا کیا اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی سجدہ ادا کیا (ابوداؤد ص۲۰۰/ج۱)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ النجم تلاوت فرمائی، اور اس وقت آپ کی مجلس میں جو بھی مسلمان، مشرک، جن اور انسان موجود تھے سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا، صرف ایک کافر (امیہ بن خلف) ایسا تھا کہ جس نے سجدہ نہیں کیا، بلکہ تھوڑی سی مٹی لے کر اپنی پیشانی سے لگائی اور کہنے لگا۔ میرے

لیے یہی کافی ہے۔ وہ کافر بعد میں بدر کی لڑائی میں کفر کی حالت میں ہی مارا گیا تھا۔
(بخاری ص ۱۴۶/۱ مسلم ص ۲۱۵/۱)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں

"سب کا سجدہ کرنا یہ ایک اضطراری حالت تھی اس وقت اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی نازل ہو رہی تھی۔ مسلمانوں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں سجدہ ادا کیا، اور کافر و مشرک لوگ اس تجلی کی وجہ سے مجبور ہو گئے اور انہوں نے بھی سجدہ کیا واللہ اعلم (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۴/۲)

۲) امام مالکؒ کا دوسرا استدلال حضرت ابو الدرداءؓ کی روایت سے ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیارہ سجدات ادا کیے ہیں جن میں مفصل میں سے ایک سجدہ بھی نہیں ہے (ابن ماجہ ص ۷۴)

ابن ماجہ کی یہ روایت ضعیف ہے اگر اس روایت کو کسی درجہ تک مان بھی لیا جائے تو اس کا وہ مطلب نہیں بنتا جو انہوں نے بیان کیا ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں گیارہ سجدات کا اثبات ہے اور یہ گیارہ وہ سجدات ہیں جو مفصل میں نہیں ہیں اس سے مطلقاً مفصل میں سجدات کی نفی کس طرح ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ گیارہ سجدات مفصل میں نہیں ہیں - بلکہ دوسرے حصوں میں ہیں۔

حالانکہ ابن ماجہ اور ابو داؤد میں پندرہ ۱۵ سجدات والی روایت بھی موجود ہے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ آیات سجدہ تلاوت فرمائیں اور سجداتِ تلاوت ادا فرمائے، جن میں تین سجدات مفصل میں ہیں اور حج میں دو سجدے ہیں۔ (ابو داؤد ص ۱۹۹/۱، ابن ماجہ ص ۷۴)

احناف کرام فرماتے ہیں کہ حج کا دوسرا سجدہ نماز کا سجدہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ فِي سُوْرَةِ الْحَجِّ الْاُوْلٰى عَزِيْمَةٌ وَالْاٰخِرَةُ تَعْلِيْمٌ (طحاوی ص ۲۱۳/۱ مصنف عبدالرزاق ص ۲۴۲/۳)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ سورۃ حج میں پہلا سجدہ تلاوت مؤکدہ ہے اور دوسرا سجدہ تعلیم ہے یعنی اس میں نماز کے سجدہ کی تعلیم دی گئی ہے۔

بہر حال اس سلسلہ میں امام ابو حنیفہ کا مسلک زیادہ راجح ہے سجدات چودہ ۱۴ ہیں۔ اور سجدہ واجب ہے، جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔

مسئلہ: سجدہ کی آیت تلاوت کرتے وقت بہتر تو یہ ہے کہ فوری طور پر سجدہ کر لیا جائے

لیکن فی الفور وجوب نہیں ہوتا۔ اگر اس وقت نہ کر سکے تو بعد میں بھی ادا کر سکتا ہے، اور یہ اس کے ذمہ واجب ہوگا۔

قَالَ الثَّوْرِیُّ تَقْضِی السَّجْدَةَ اِذَا سَمِعْتَهَا وَلَمْ تَسْجُدْهَا۔ (مصنف عبدالرزاق ص۳۵۰ ج۳)
امام سفیان ثوری کہتے ہیں کہ تو سجدہ کی قضا کر اگر تو نے سننے کے بعد سجدہ نہ کیا ہو۔

ممکن ہے وہ شخص اس کے لیے اس وقت تیار نہ ہو، بعد میں جب باطہارت ہوگا تو ادا کرے گا۔

مسئلہ: بغیر قصد سماع کے بھی اگر آیت سجدہ سنے گا تو سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔

(ہدایہ ص۱۱۱ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۵ ج۱، کبیری ص۵۰۰)

۱۔ قَالَ عُثْمَانُ اِنَّمَا السَّجْدَةُ عَلٰی مَنِ اسْتَمَعَهَا (بخاری ص۱۴۶ ج۱، مصنف عبدالرزاق ص۳۴۴ ج۳)
حضرت عثمان بن عفان کہتے ہیں کہ سجدہ تلاوت اس شخص پر واجب ہے جس نے اس کو سنا۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّمَا السَّجْدَةُ عَلٰی مَنْ سَمِعَهَا (مصنف ابن ابی شیبہ ص۵ ج۲)
حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ سجدہ اس پر (ضروری) ہے جس نے آیت سجدہ کو سنا۔

۳۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ وَنَافِعٍ وَسَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالُوْا مَنْ سَمِعَ السَّجْدَةَ فَعَلَیْهِ اَنْ یَّسْجُدَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۵ ج۲)
حضرت ابراہیم نخعی، حضرت نافع، حضرت سعید بن جبیر یہ سب حضرات کہتے ہیں کہ جس نے سجدہ والی آیت سنی تو اس پر سجدہ ضروری ہے۔

۴۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ اِنَّمَا السَّجْدَةُ عَلٰی مَنْ سَمِعَهَا (سنن الکبری للبیہقی ص۳۲۴ ج۲)
حضرت سعید بن المسیب نے کہا کہ سجدہ تلاوت اس پر ہے جس نے اس سجدہ کی آیت کو سنا ہے۔

مسئلہ: آیت سجدہ کو سننے والے پر اس وقت سجدہ تلاوت واجب ہوگا جب کہ وہ وجوب صلوٰۃ کا اہل ہو۔ اسی وجہ سے جنبی پر واجب ہوتا ہے اور حیض و نفاس والی عورتوں پر واجب نہیں ہوتا۔ (شرح نقایہ ص۱۱۴ ج۱)

۱۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ وَسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّهُمَا قَالَا اِذَا سَمِعَ
حضرت ابراہیم نخعی اور سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ جب جنبی آدمی سجدہ کی آیت سنے تو غسل کرنے

اَلْجُنُبُ اِغْتَسَلَ ثُمَّ سَجَدَ کے بعد سجدہ ادا کرے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳ ج۲)

۲۔ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَرَاَیْتَ اِنْ مَرَّتْ حَائِضٌ بِقَوْمٍ یَقْرَؤُوْنَ فَیَسْجُدُوْنَ اَتَسْجُدُ مَعَهُمْ؟ قَالَ لَا، قَدْ مُنِعَتْ خَیْرًا مِنْ ذٰلِکَ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۳۲۲ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۴ ج۲)

ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاءؒ سے کہا جب حیض والی عورت ایسے لوگوں کے پاس سے گذرے جو تلاوتِ قرآن کر رہے ہوں، اور وہ سجدہ تلاوت کریں، تو حیض والی کیا ان کے ساتھ سجدہ کرے؟ تو عطاءؒ نے کہا کہ نہیں، وہ اس حالت میں سجدہ تلاوت سے زیادہ بہتر بات (نماز) سے بھی منع کی گئی ہے۔

۳۔ اسی طرح امام ابراہیم نخعیؒ، سعید بن المسیبؒ، حسن بصریؒ، ابوالضحیٰؒ سے منقول ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳ و۱۴ ج۲)

<u>مسئلہ</u>:۔ صاحب شرح نقایہؒ نے بحوالہ فتاویٰ محیط <u>نقل کیا ہے</u> کہ اگر کوئی شخص کافر یا صبی عاقل (سمجھدار بچہ) حیض و نفاس والی عورت سے یا جنبی یا بے وضو شخص سے آیت سجدہ سنے تو سجدہ واجب ہوگا، اور اگر مجنون یا نائم سے سنے گا تو سجدہ واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ تلاوت بغیر معرفت و تمیز کے صادر ہوئی ہے لیکن اگر بدمست نشے والے سے سنی ہے تو سجدہ واجب ہوگا۔ کیونکہ اس کی عقل تو ہے مگر نشے کی وجہ سے مستور ہوگئی ہے۔ (شرح نقایہ ص۱۱۵ ج۱)

امام مالکؒ کے نزدیک تلاوت کرنے والا مرد ہو اور سامع سجدہ کرنے کا مکلف ہو تو تب سجدہ تلاوت واجب ہوگا ورنہ نہیں (شرح نقایہ ص۱۱۵ ج۱)

<u>مسئلہ</u>:۔ گراموفون، ٹیلویژن، ٹیپ ریکارڈ، لاؤڈ سپیکر وغیرہ آلات سے پڑھی جانے والی آیاتِ سجدہ سننے والے پر اگرچہ سجدہ واجب نہ ہوگا لیکن سجدہ ادا کرلینا بہتر ہے۔

<u>مسئلہ</u>:۔ سجدہ تلاوت، پڑھنے والے، سننے والے سب پر واجب ہوتا ہے خواہ سننے کا قصد و ارادہ نہ بھی کرے، پھر بھی اس پر سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے۔

(ہدایہ ص۱۱۰ ج۱، کبیری ص۵۰۰، شرح نقایہ ص۱۱۵ ج۱)

مسئلہ:- سجدہ تلاوت نماز میں اور نماز سے خارج بھی واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ:- سجدہ تلاوت ادا کرنے کے لیے وہ تمام شرائط ضروری ہیں جو نماز کے لیے ضروری ہیں، وضوء وطہارت کا ہونا، قبلہ رخ ہونا۔ لباس کا پاک ہونا، جگہ کا پاک ہونا وغیرہ۔ (شرح نقایہ ص ۱۱۴/۱)

۱- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ۔ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَسْجُدُ الرَّجُلُ اِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ (بیہقی ص ۳۲۵/۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی شخص سجدہ نہ کرے جب تک کہ وہ پاک (طہارت کی حالت میں) نہ ہو۔

۲- قَالَ الزُّهْرِيُّ لَا تَسْجُدْ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ طَاهِرًا فَاِذَا سَجَدْتَ وَاَنْتَ فِيْ حَضَرٍ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ (بخاری ص ۱۴۶/۱، بیہقی ص ۳۲۶/۲)

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بغیر طہارت کے سجدہ نہ کرو، اور جب تم سجدہ کرو قبلہ کی طرف رخ کرو۔

۳- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ وَقَرَءَ السَّجْدَةَ الَّتِيْ فِيْ صٓ فَسَجَدَ عَلٰى حَرْفِ اِسْطُوَانَةٍ ثُمَّ قَالَ لِلْقَوْمِ تَوَجَّهُوْا (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵/۲)

حضرت سفیان بن حسین رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو سنا ہے کہ انہوں نے سورۃ "صٓ" کی سجدہ والی آیت پڑھی اور ستون کے ایک طرف سجدہ کیا، پھر انہوں نے لوگوں سے کہا تم بھی قبلہ رُخ ہو جاؤ

۴- حضرت ابو عبدالرحمن رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جب وہ آیت سجدہ تلاوت کرتے تو قبلہ رُخ ہوتے پھر سجدہ کرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵/۲)

جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ سجدہ تلاوت بغیر طہارت کے بھی ادا ہو سکتا ہے۔ بالکل غلط ہے۔

مسئلہ:- حیض ونفاس والی عورت، جنابت والا اور چھوٹا بچہ جو شعور رکھتا ہے، اور کافر سے اگر آیت سجدہ سُنے گا تو سجدہ واجب ہوگا۔ (نور الایضاح ص ۱۲۴)

مسئلہ:- شریک نماز مقتدی کے پڑھنے سے امام اور مقتدی پر سجدہ واجب نہیں ہوگا۔

(جامع صغیر ص ۱۶، ہدایہ ص ۱۱/۱، شرح نقایہ ص ۱۱۶/۱، کبیری ص ۵۰۰)

مسئلہ:- اگر نماز سے باہر والے کسی شخص سے نماز کے اندر سُنے گا تو نماز کے بعد سجدہ ادا کرنا

ضروری ہوگا (جامع صغیر ص۱۶، ہدایہ ص۱۱۱/۱، کبیری ص۵۰۰، نور الایضاح ص۱۲۴)

۱۔ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ يَسْجُدُ إِذَا انْصَرَفَ۔
امام محمد ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ سجدہ تلاوت کرے جب نماز سے فارغ ہو (یعنی جب نماز میں کسی باہر والے شخص سے سنا ہو)

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲/۲)

۲۔ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ رَتَدْخُلُ فِي صَلَاتِكَ مَا لَيْسَ فِيْهَا قَالَ سُفْيَانُ نَقُوْلُ اقْضِهَا بَعْدُ۔
امام محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ جو سجدہ صلاتیہ نہیں وہ نماز میں ادا نہیں ہوگا، امام سفیان ثوریؒ نے کہا ہم کہتے ہیں کہ اس کو نماز کے بعد قضا کرے۔

(مصنف عبد الرزاق ص۳۵۱/۳)

مسئلہ: مستحب ہے کہ پڑھنے والا آیت سجدہ کو آہستہ پڑھے تاکہ کسی کو دشواری نہ پیش آئے۔

(ہدایہ ص۱۱۲/۱، شرح نقایہ ص۱۱۷/۱، کبیری ص۵۰۷)

مسئلہ: مکروہ ہے کہ آیت سجدہ ترک کردی جائے اور باقی آیات پڑھی جائیں۔ لیکن اگر سجدہ والی آیت پڑھے اور باقی آیات ترک کردے تو اس میں کراہیت نہیں ہے۔

(جامع صغیر ص۱۶، ہدایہ ص۱۱۲/۱، شرح نقایہ ص۱۱۷/۱، کبیری ص۵۰۷)

۱۔ وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ وَكَانُوْا يَكْرَهُوْنَ إِذَا أَتَوْا عَلَى السَّجْدَةِ أَنْ يُجَاوِزُوْهَا حَتّٰى يَسْجُدُوْا۔
حضرت امام شعبیؒ بیان کرتے ہیں کہ سلف (صحابہ کرامؓ) جب وہ سجدہ والی آیت پر آتے تو اس سے تجاوز کرنے کو مکروہ خیال کرتے تھے یہاں تک کہ اس کو پڑھ کر سجدہ ادا کرلیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴/۲)

مسئلہ: درخت کی ایک ٹہنی سے دوسری ٹہنی پر اگر چلا جائے گا تو مجلس تبدیل ہوجائے گی۔ اور اگر اسی آیت کو وہاں بھی پڑھے گا تو دوبارہ سجدہ کرنا ہوگا۔

(ہدایہ ص۱۱۲/۱، شرح نقایہ ص۱۱۷/۱، کبیری ص۵۰۳)

مسئلہ: سجدہ تلاوت ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر سجدہ کرے اور اس میں تسبیح پڑھے، پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر اٹھ جائے۔

۱۔ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ وَالْحَسَنِ
حضرت ابراہیم نخعیؒ اور حسن بصریؒ سے روایت ہے

اَنَّهُمَا قَالَا اِذَا قَرَأَ الرَّجُلُ السَّجْدَةَ فَلْيُكَبِّرْ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ وَاِذَا سَجَدَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲/۱)

وہ کہتے ہیں جب کوئی شخص سجدہ ادا کرتا ہے تو وہ تکبیر کہے، اور جب سجدہ سے سر اٹھائے تو پھر بھی تکبیر کہے۔

۲۔ اسی طرح ابوقلابہؒ و ابن سیرینؒ اور مسلم بن یسارؒ سے منقول ہے کہ سجدہ کرتے وقت تکبیر کہہ کر سجدہ کرے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲/۲)

مسئلہ:۔ سجدہ تلاوت میں سلام نہیں ہوتا، بلکہ صرف تکبیر کہہ کر سر اٹھائے۔

۱۔ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ وَاَبُوْصَالِحٍ وَيَحْيَى بْنُ وَثَّابٍ لَا يُسَلِّمُوْنَ فِي السَّجْدَةِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲/۱)

حضرت اعمشؒ نے کہا کہ حضرت ابراہیم نخعیؒ ابوصالحؒ اور یحیی بن وثابؒ سجدہ تلاوت میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

۲۔ اسی طرح حضرت حسن بصریؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، سعید بن جبیرؒ سے منقول ہے کہ وہ سجود قرآن میں سجدہ سے سر اٹھاتے اور سلام نہیں پھیرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲/۱)

مسئلہ:۔ اگر نماز پڑھ رہا ہے اور آیت سجدہ تلاوت کی تو آیت کے اختتام پر سجدہ تلاوت ہو، اور یہ قرأت ختم کر کے رکوع کرنا چاہتا ہو تو رکوع ہی میں سجدہ کی نیت کرلے تو سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ (شرح نقایہ ص ۱/۱۱۶ کبیری ص ۵۰۵)

۱۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا كَانَ فِيْ اٰخِرِ السُّوْرَةِ سَجْدَةٌ اَجْزَاكَ اَنْ تَرْكَعَ بِهَا (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲/۱۹)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ جب سورۃ کے آخر میں سجدہ ہو تو تم رکوع کرو تو سجدہ ادا ہو جائیگا (بشرطیکہ نیت کرلی ہو)

۲۔ اسی طرح حضرت علقمہؒ، اسودؒ، مسروقؒ، عمرو بن شرحبیل، امام شعبیؒ، طاؤسؒ عبدالرحمٰن بن یزیدؒ سے منقول ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲/۱۸، ۱۹)

مسئلہ:۔ جنابت کی حالت میں آیت سجدہ سنی تو غسل کرنے کے بعد سجدہ ادا کرنا ضروری ہوگا۔

مسئلہ:۔ جو مرد و عورتیں قرآن پڑھتے ہوئے قرآن پر ہی سجدہ کر لیتے ہیں وہ سجدہ ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ حیض و نفاس والی آیت سجدہ سن لیں تو ان پر سجدہ واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ: نماز کے اندر جو سجدہ واجب ہوا ہو وہ نماز کے اندر ہی ادا کرنا چاہیے۔ نماز سے باہر وہ ادا نہ ہوگا اور آدمی گنہگار ہوگا (جامع صغیر ص۱۶، ہدایہ ص۱۱۱، شرح نقایہ ص۱۱۶، کبیری ص۵۰۱)

مسئلہ: ایک مجلس میں بار بار سجدہ کی آیت کا تکرار کیا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، اگر ایک مجلس میں متعدد آیات سجدہ پڑھیں تو ہر ایک کے لیے الگ الگ سجدہ کرنا ہوگا۔

(جامع صغیر ص۱۶، ہدایہ ص۱۱۱، شرح نقایہ ص۱۱۷، کبیری ص۵۰۲)

۱۔ عَنِ الْحَسَنِ وَ اِبْرَاهِيْمَ فِي الرَّجُلِ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ ثُمَّ يُعِيْدُ قِرَائَتَهَا قَالَا تُجْزِيْهِ السَّجْدَةُ الْاُوْلٰى۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲ج۲)

حضرت حسن بصریؒ اور امام ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے۔ اس شخص کے بارہ میں جو سجدہ والی آیت پڑھتا ہے اور پھر اس آیت کو دہراتا ہے (ایک ہی مجلس میں) ان دونوں نے کہا کہ اس کے لیے پہلا سجدہ ہی کافی ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ فَيَسْجُدُ ثُمَّ يُعِيْدُهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ مِرَارًا لَا يَسْجُدُ

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲ج۲)

حضرت ابو عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے کہ وہ سجدہ والی آیت پڑھتے تھے اور سجدہ کرتے اور پھر اسی مجلس میں اس آیت کو بار بار دہراتے تھے لیکن دوبارہ سجدہ نہیں کرتے تھے۔

۳۔ اسی طرح حضرت مجاہدؒ سے منقول ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲ج۲)

مسئلہ: عیدین، جمعہ اور ظہر و عصر کی نمازوں میں امام کو سجدہ کی آیات نہیں پڑھنی چاہئیں، اس سے مقتدیوں میں پریشانی اور گڑبڑ ہو جاتی ہے۔

ادراکِ فریضہ

(امام کے ساتھ فرض نماز پانا)

۱۔ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔

اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ

تکبیرِ اولیٰ میں شامل ہونے کی فضیلت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔ (ترمذی ص۳۲)

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے چالیس دن جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اس طرح کہ تکبیر تحریمہ اس سے فوت نہیں ہوئی تو اس کے لیے دو قسم کی براءتیں لکھی جاتی ہیں، ایک دوزخ کی آگ سے براءۃ اور دوسری نفاق سے براءۃ لکھی جاتی ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص نے ظہر کی نماز کی ایک رکعت پڑھ لی، اور پھر اقامت ہوگئی اور جماعت کھڑی ہوگئی، تو یہ شخص ایک دوسری رکعت پہلی کے ساتھ ملا لے تاکہ وہ ایک رکعت باطل نہ ہونے پائے، اور جماعت کے ساتھ شریک ہوکر نماز باجماعت کی فضیلت حاصل کرلے۔

اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو، تو اسی وقت اس کو قطع کردے اور امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہوجائے۔

اور اگر تین رکعات ظہر کی نماز اس نے پڑھ لی ہوں، تو پھر اس کو پورا کرے، جب نماز کا اکثر حصہ ادا ہوجائے، تو پھر اس کو توڑنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا، بخلاف اس کے کہ اگر تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو پھر بھی اس کو قطع کردے، جماعت کا ثواب اس کو مل جائے گا اور یہ دو رکعت نفل ہوجائیں گے (جامع صغیر ص۱۲، ہدایہ ص۱۵۲ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۱)

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص نے صبح کی نماز کی ایک رکعت پڑھ لی اور پھر جماعت شروع ہوگئی تو اس کو قطع کرکے جماعت میں شریک ہوجانا چاہیے۔ (جامع صغیر ص۱۲، ہدایہ ص۱۰۱ ج۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً (بخاری ص۸۹ ج۱، مسلم ص۲۳۱ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی علیحدہ نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

مسئلہ: جو شخص مسجد میں داخل ہوا جب کہ اس میں نماز کے لیے اذان ہو چکی ہے تو پھر اس شخص کو نماز ادا کیے بغیر نکلنا مکروہ ہے (جامع صغیر صـ۱۲، ہدایہ صـ۱۱۱/۱، شرح نقایہ صـ۱۰۷/۱)

۱- عَنْ اَبِی الشَّعْثَاءِ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا اُذِّنَ فِیْهِ فَقَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰی اَبَا الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم (مسلم صـ۲۳۲/۱، ابن ماجہ صـ۵۳)	حضرت ابو الشعثاءؒ کہتے ہیں کہ اذان ہو جانے کے بعد ایک شخص مسجد سے باہر نکل گیا تو حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اس شخص نے حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔
۲- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا كُنْتُمْ فِی الْمَسْجِدِ فَنُوْدِیَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا یَخْرُجْ اَحَدُكُمْ حَتّٰی یُصَلِّیَ (مسند احمد صـ۲/۵۳۷)	حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ جب تم مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے تو پھر تم سے کوئی بھی مسجد سے باہر نہ جائے جب تک کہ نماز نہ ادا کرلے۔

اِلّا یہ کہ دوسری جگہ اس نے اذان پکارنی ہو یا جماعت کرانی ہو یا جماعت کا اہتمام کرنا ہو۔ یا کوئی ایسا شدید ضروری کام لاحق ہو جائے۔ تو پھر اس کے لیے ایسی حالت میں مسجد سے باہر جانا مکروہ نہ ہوگا۔ (جامع صغیر صـ۱۲، ہدایہ صـ۱۱۱/۱، شرح نقایہ صـ۱۰۸/۱)

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَدْرَكَهُ الْاَذَانُ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ یَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَهُوَ لَا یُرِیْدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ مُنَافِقٌ (ابن ماجہ صـ۵۳)	حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اذان مسجد میں پالے یعنی اذان کے وقت وہ مسجد میں ہو، اور پھر وہ مسجد سے باہر نکل جائے اور اس کا باہر نکلنا کسی ضروری کام کے لیے بھی نہ ہو اور وہ واپس آنے کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو تو وہ شخص منافق ہے۔

مسئلہ: اذان کے بعد بغیر نماز پڑھنے کے مسجد سے باہر جانا مکروہ اس صورت میں ہوگا کہ

اس نے پہلے نماز نہ پڑھی ہو، اگر نماز پہلے پڑھ چکا ہے۔ تو مؤذن کے اقامت شروع کرنے سے پہلے جا سکتا ہے، لیکن اگر اقامت شروع ہو چکی ہے۔ تو پھر ظہر اور عشاء کے وقت نہ نکلے اور جماعت کے ساتھ شریک ہو کر نفل پڑھ لے اور لوگوں کی بدگمانی سے بچ جائے، اور نفل کا ثواب بھی حاصل کر لے (جامع صغیر ص ۱۲، ہدایہ ص ۱۰۰ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۰۸ ج ۱)

اس سلسلہ میں باحوالہ تفصیلی بحث ص ۵۳۴ پر گذر چکی ہے۔

مسئلہ: اور اگر عصر، مغرب اور فجر کا وقت ہو تو پھر اس کا مسجد سے خارج ہونا مکروہ نہ ہوگا کیونکہ یہ فریضہ ادا کر چکا ہے، اور ان تین نمازوں میں فجر اور عصر کے بعد تو نوافل ہی نہیں، اور مغرب کی تین رکعات ہیں، تین رکعات نفل بھی غیر مشروع ہیں۔

(جامع صغیر ص ۱۲، ہدایہ ص ۱۰۱ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۰۸ ج ۱)

باحوالہ بحث ص ۲۰۷ تا ۲۰۹ پر ملاحظہ کریں۔

مسئلہ: اگر صبح کی نماز شروع ہو چکی ہو، اور یہ شخص مسجد میں آئے اس نے صبح کی دو سنتیں ادا نہیں کیں، اگر اس کو ایک رکعت کے پالینے کا یقین ہو۔ تو پھر مسجد کے دروازہ کے پاس صبح کی سنتیں ادا کر کے جماعت میں شریک ہو جائے۔ (عند البعض قعدہ میں شریک ہو جانے کا یقین ہو تو بھی سنتیں پڑھ لے) (جامع صغیر ص ۱۲، ہدایہ ص ۱۰۱ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۰۹ ج ۱)

اس بارہ میں صحابہ کرامؓ کا عمل مبارک موجود ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے بھی اشارات ملتے ہیں۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي مُوْسٰى قَالَ جَاءَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَالْاِمَامُ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اِلٰى سَارِيَةٍ وَلَمْ يَكُنْ صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ ثُمَّ دَخَلَ يَعْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ۔ (طحاوی ص ۲۲۰ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۷۵ ج ۲ بحوالہ طبرانی فی الکبیر وقال رجالہ ثقات)

حضرت عبداللہ بن ابی موسیٰؒ نے کہا کہ ہمارے پاس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آئے اور اس وقت امام صبح کی نماز پڑھا رہا تھا۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ستون کے پاس دو رکعت (صبح کی سنت) ادا کی اور پھر جماعت میں شریک ہوئے۔

۲- عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ اَنَّهٗ کَانَ یَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَیُصَلِّی الرَّکْعَتَیْنِ فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِی الصَّلٰوۃِ۔

(طحاوی ص۲۲۱ ج۱)

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوتے تھے اور لوگ صبح کی نماز میں صفیں بناکر کھڑے ہوتے تھے (یعنی نماز پڑھتے تھے) پھر یہ مسجد کے کنارہ میں دو رکعت سنت پڑھ کر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے تھے۔

۳- عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ اَنَّهٗ جَاءَ اِلَی الْمَسْجِدِ وَالْاِمَامُ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَصَلَّی الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّلِجَ الْمَسْجِدَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۱ ج۲)

حضرت سعید بن جبیرؒ مسجد میں تشریف لائے امام نماز پڑھا رہا تھا تو انہوں نے دو رکعتیں (فجر کی سنتیں) مسجد کے دروازے کے پاس پڑھیں مسجد میں داخل ہونے سے پہلے۔

<u>مسئلہ</u>:- صبح کی سنتیں عین امام کے پیچھے ادا کرنی شدید مکروہ ہیں۔

<u>مسئلہ</u>:- اگر صبح کی سنتیں رہ جائیں تو امام محمدؒ کے نزدیک ان کو سورج نکلنے کے بعد زوال سے پہلے پہلے ادا کرے، یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے

(جامع صغیر ص۱۳، ہدایہ ص۱۰۱ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۸ ج۱)

۱- عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّهٗ جَاءَ اِلَی الْقَوْمِ وَهُمْ فِی الصَّلٰوۃِ وَلَمْ یَکُنْ صَلَّی الرَّکْعَتَیْنِ فَدَخَلَ مَعَهُمْ ثُمَّ جَلَسَ فِیْ مُصَلَّاهُ فَلَمَّا اَضْحٰی قَامَ فَقَضَاهُمَا (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۵ ج۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ آئے اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے صبح کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں، یہ آکر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے، پھر نماز کے بعد اسی جگہ بیٹھے رہے جب چاشت کا وقت ہوا تو انہوں نے سنتوں کو پڑھا۔

۲- یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ یَقُوْلُ لَوْلَمْ اُصَلِّهِمَا

حضرت یحییٰ بن سعیدؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت قاسمؒ سے سنا ہے وہ کہتے تھے اگر میں نے صبح کی سنتیں

حَتّٰی اُصَلِّیَ الْفَجْرَ صَلَّیْتُھُمَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ۔

نہ پڑھی ہوں یہاں تک کہ صبح کی نماز پڑھ لوں، تو میں ان کو طلوع شمس کے بعد پڑھ لیتا ہوں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۵۵ ج ۲)

لیکن صبح کے علاوہ باقی سنتوں کی قضار بعد الوقت نہیں، کیونکہ صبح کی سنتیں سب سے زیادہ مؤکد ہیں، احادیث میں اس سلسلہ میں بہت تاکید ہے (شرح نقایہ ص ۱۰۸ ج ۱)

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص نے ظہر کی نماز میں سے ایک رکعت کو جماعت سے پایا تو اس نے ظہر کو جماعت سے نہیں پڑھا لیکن اس کو جماعت کی فضیلت کا اجر حاصل ہو جائے گا۔

(جامع صغیر ص ۱۳، ہدایہ ص ۱۰۱ ج ۱) (مسبوق و لاحق کے مسائل ضمیمہ ص ۸۲۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

مسئلہ:۔ جو شخص ایسی حالت میں آیا کہ امام رکوع میں تھا وہ شخص تکبیر کہہ کر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ امام نے اپنا سر رکوع سے اٹھا لیا تو ایسا شخص اس رکعت کو پانے والا نہیں ہو گا۔ لیکن اگر کوئی شخص امام سے پہلے رکوع کر لے اور امام اس کو رکوع میں پالے تو اس کا رکوع ہو جائے گا۔ اگرچہ ایسا فعل شدید مکروہ ہے، اگر امام سے پہلے کوئی شخص رکوع یا سجدہ کرے یا پہلے اٹھے اس پر احادیث میں شدید وعید آئی ہے۔

قضائے فوائت

(فوت شدہ نمازوں کا قضا کرنا)

اگر فرائض فوت ہو جائیں تو تندرست آدمی کے لیے ان کی قضار کرنی ضروری ہے، اور اگر بیمار یا فوت ہونے کا خطرہ ہے، تو وصیت کرنی ضروری ہوگی، تاکہ اس کی وراثت میں ورثار فدیہ ادا کریں، یا اپنی طرف سے تبرع کریں، بہر حال فوت شدہ نمازوں کی قضار ضروری ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ نَامَ عَنْ صَلٰوۃٍ اَوْ نَسِیَھَا فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَکَرَھَا۔ (مسلم ص ۲۳۸ ج ۱، ترمذی ص ۵۲)

جو شخص نماز سے سو گیا یا بھول گیا تو اس کو اس وقت پڑھنی چاہیے جب اسے یاد آجائے۔

فرض نمازوں کے ساتھ امام ابو حنیفہؒ وتر کو بھی اسی حکم میں شمار کرتے ہیں، کیونکہ وتر امام صاحبؒ

ہ کے نزدیک واجب ہیں، اور وتر عملاً فرض کے درجہ میں ہی ہوتا ہے، اگر رہ جائے تو اس کی قضا لازم ہو گی، اور دیگر ائمہ فرماتے ہیں کہ وتر سنن اور نوافل کے درجے میں ہے اگر رہ جائے تو اس کی قضا نہیں، اس کی مفصل بحث وتر میں آئے گی۔ انشاء اللہ

مسئلہ:۔ اگر فوت شدہ نمازیں پانچ سے کم ہوں تو پھر ان میں اور وقتی نمازوں میں ترتیب کو ملحوظ رکھنا بھی فرض ہے، یعنی پہلے فوت شدہ نمازیں پڑھیں اور پھر وقتی نمازیں۔

(ہدایہ ص ۱۰۲ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۰۹ ج ۱)

۱۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ (فِیْ حَدِیْثٍ) فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَتَوَضَّأْنَا فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّیْنَا بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ (بخاری ص ۸۵ ج ۱، مسلم ص ۲۲۷ ج ۱، ترمذی ص ۴۳)	حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور عصر کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد پڑھی اور ہم نے بھی، اس کے بعد آپ نے مغرب کی نماز پڑھی، اور ہم نے بھی۔
۲۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ الْمُشْرِکِیْنَ شَغَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ اَرْبَعِ صَلَوَاتٍ یَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰی ذَهَبَ مِنَ اللَّیْلِ مَا شَاءَ اللّٰہُ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّی الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّی الْعَصْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّی الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّی الْعِشَاءَ۔ (ترمذی ص ۵۳)	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق کی لڑائی کے دن چار نمازوں سے مشغول کر دیا یہاں تک کہ رات کا حصہ گذر گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان پڑھی پھر ظہر کی نماز پڑھی پھر اقامت کہی تو عصر کی نماز پڑھی پھر اقامت کہی تو مغرب کی نماز پڑھی اور اس کے بعد پھر عشاء کی نماز پڑھی۔
۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِذَا نَسِیَ اَحَدُکُمْ صَلٰوتَهٗ فَلَمْ یَذْکُرْهَا اِلَّا وَهُوَ مَعَ الْاِمَامِ فَلْیُصَلِّ مَعَ	حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز بھول جائے اور اس کو یاد نہ آئے مگر ایسی حالت میں کہ وہ امام کے ساتھ نماز

الْإِمَامِ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ فَلْيُصَلِّ الصَّلَاةَ الَّتِي نَسِيَ ثُمَّ لِيُعِدْ صَلَاتَهُ الَّتِي صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ۔ (دار قطنی ج۱ ص۴۲۱۔ طحاوی ج۱ ص۲۷۰)

پڑھ رہا ہے تو وہ امام کے ساتھ نماز پڑھ لے اور فارغ ہونے کے بعد پہلے بھولی ہوئی نماز پڑھے، اور پھر اس نماز کو دوبارہ لوٹائے۔ جو امام کے ساتھ پڑھی ہے۔

۴۔ اسی طرح امام زہریؒ اور ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے کہ اگر عصر کی نماز پڑھتے ہوئے یاد آیا کہ ظہر نہیں پڑھی تو پہلے ظہر پڑھے پھر عصر دوبارہ پڑھے۔ بشرطیکہ وقت میں وسعت اور گنجائش ہو۔

(طحاوی ج۱ ص۲۷۰ مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۶۷)

مسئلہ: اگر فوت شدہ نمازیں پانچ سے زیادہ ہوں تو پھر ترتیب کو ملحوظ رکھنا ضروری نہیں ہے۔ اگر زیادہ نمازیں فوت ہوگئی تھیں اور پھر قضاء کرتے کرتے پانچ یا اس سے کم رہ گئیں تو پھر بھی ترتیب کو ملحوظ رکھنا لازم ہوگا، ترتیب پھر لوٹ آتی ہے۔ اگر وقتی نماز کا وقت تنگ ہو جائے اور فوت شدہ نماز کو پہلے پڑھنا ممکن نہ ہو تو پھر وقتی نماز کو پہلے پڑھے پھر اس کے بعد فوت شدہ کو قضاء کرے۔ بکثرت نمازیں فوت ہونے سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔

(جامع صغیر ص۱۷، ہدایہ ج۱ ص۱۰۳، شرح نقایہ ج۱ ص۱۱۰، کبیری ص۵۲۰)

صاحب شرح نقایہؒ لکھتے ہیں۔

لِأَنَّ الْإِشْتِغَالَ بِالْفَوَائِتِ الْكَثِيرَةِ يُؤَدِّي إِلَى تَفْوِيتِ الْوَقْتِيَّةِ۔

بہت سی فوت شدہ نمازوں کی قضا میں مشغول ہونے سے وقتی نماز فوت ہو جائے گی۔

(شرح نقایہ ج۱ ص۱۱۰)

علامہ حلبیؒ لکھتے ہیں۔

وَأَمَّا الْكَثْرَةُ فَلِأَنَّ الْحَرَجَ مَدْفُوعٌ بِالْكِتَابِ وَعَلَيْهِ الْإِجْمَاعُ أَيْضًا (إِلَى أَنْ قَالَ) وَرُبَّمَا أَفْضَى الْإِشْتِغَالُ بِالتَّرْتِيبِ حِينَئِذٍ إِلَى تَفْوِيتِ الْوَقْتِيَّةِ وَهُوَ حَرَامٌ

مگر فوت شدہ نمازوں کی کثرت اس لیے ترتیب کو ساقط کر دیتی ہے کہ اگر ان کو وقتی نماز سے پہلے پڑھیں تو اس میں حرج ہے اور حرج کتاب اللہ سے مدفوع ہے علاوہ ازیں اس کے مسقط ترتیب ہونے پر اجماع بھی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بہت سی

(کبیری ص۵۳۰) فوت شدہ نمازوں کو اگر ترتیب کے ساتھ ادا کریں تو وقتی نماز فوت ہو جائے اور یہ حرام ہے۔

مسئلہ:- حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر کسی شخص نے فجر کی نماز پڑھی اور اس کو یاد تھا کہ وتر اس نے نہیں پڑھے، تو اس کی نماز فاسد ہوگی، پہلے وتر پڑھے اور پھر فجر کی نماز پڑھے۔

(جامع صغیر ص۱۸، ہدایہ ص۱۰۴ ج۱، درمختار ص۱۰۱ ج۱)

مسئلہ:- فوت شدہ نمازوں کے پانچ سے زیادہ ہونے یا وقت کی تنگی یا نسیان کی صورت میں ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ (ہدایہ ص۱۰۴ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۹، ۱۱۰ ج۱، کبیری ص۵۳۰، درمختار ص۱۰۰ ج۱)

عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ فِيْ رَجُلٍ نَسِيَ صَلٰوةً حَتّٰى دَخَلَ وَقْتُ الْاُخْرٰى فَخَشِيَ اِنْ صَلَّى الصَّلٰوةَ الْاُوْلٰى تَفُوْتُهٗ هٰذِهٖ قَالَ يُصَلِّيْ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ الَّتِيْ يَخْشٰى فَوْتَهَا وَلَمْ يُضَيِّعْ مَرَّتَيْنِ

حضرت سعید بن المسیبؒ اس شخص کے بارہ میں کہتے ہیں جو نماز بھول گیا یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو گیا اگر وہ پہلی نماز کو پڑھے تو یہ نماز اس کی فوت ہو جائے گی، وہ اس وقتی نماز کو پڑھے جس کے فوت ہونے کا خدشہ ہے، دو مرتبہ نماز ضائع نہ کرے، یعنی ایک تو پہلے ہی قضاء ہو گئی اب دوسری کو قضاء نہ کرے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴ ج۲)

مسئلہ:- اگر نسیان یا تنگی وقت کی وجہ سے ترتیب ساقط ہو گئی تھی، وقتی نماز پڑھنے کے بعد یاد آ گیا اور وقت میں وسعت تھی تو ترتیب عود کر آئے گی، پہلے قضاء شدہ نماز پڑھے پھر وقتی نماز پڑھے۔ علامہ حصکفیؒ لکھتے ہیں۔

فِي النَّهْرِ وَالسِّرَاجِ عَنِ الدِّرَايَةِ لَوْ سَقَطَ لِلنِّسْيَانِ وَالضِّيْقِ ثُمَّ تَذَكَّرَ اَوِ اتَّسَعَ الْوَقْتُ يَعُوْدُ اِتِّفَاقًا

نہر اور سراج نے بحوالہ درایہ نقل کیا ہے، کہ اگر ترتیب نسیان یا تنگی وقت کے سبب ساقط ہوئی تھی۔ پھر یاد آیا اور وقت میں وسعت تھی کہ بھولی ہوئی نماز اور وقتی کو پڑھ سکے تو بالاتفاق ترتیب عود کر آئیگی۔

(درمختار ص۱۰۱ ج۱)

مسئلہ:- اگر فوت شدہ نمازیں زیادہ ہوں، تو فوت شدہ نمازوں کی نیت اس طرح کریگا کہ سب سے پہلی ظہر یا عصر وغیرہ جو میرے ذمہ ہے اس کو پڑھتا ہوں، یا آخری فجر یا ظہر وغیرہ جو

میرے ذمہ ہے اس کو پڑھتا ہوں۔

مسئلہ:۔ کسی بے نماز نے توبہ کی، تو جتنی نمازیں عمر بھر میں بلوغت کے بعد سے قضاء ہوئی ہیں، سب کی قضاء پڑھنی واجب ہے، توبہ سے معاف نہیں ہوئیں، البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا، وہ توبہ سے معاف ہوگیا۔ اب ان کی قضاء پڑھنی پڑے گی۔

حدث فی الصلوٰۃ

(نماز میں بے وضو ہونا)

مسئلہ:۔ اگر کسی نماز پڑھنے والے کو نماز کی حالت میں حدث لاحق ہو جائے یعنی اگر نماز کے اندر ہی بے وضو ہو جائے (اکثر یہ غیر اختیاری بات ہوتی ہے) تو ایسے شخص کو بلا توقف فوراً ہی وضو کر کے پہلی نماز پر ہی اپنی نماز کی بنا کرنی چاہیئے، خواہ یہ بات تشہد کے بعد ہی واقع ہوئی ہو۔

(ہدایہ ص۸۲ ج۱، شرح نقایہ ص۹۱ ج۱، کبیری ص۴۵۲)

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَهٗ قَیْءٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلَسٌ اَوْ مَذْیٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلٰوتِهٖ وَهُوَ فِیْ ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ۔ (ابن ماجہ ص۸۵ وبمعناہ مصنف عبدالرزاق ص۳۴۱ ج۲۔ عن ابن جریج عن ابیہ مرسلاً)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو قے لاحق ہو جائے یا نکسیر پھوٹ جائے یا مذی خارج ہو جائے تو اس شخص کو پلٹ کر دوبارہ وضو کرنا چاہیئے۔ اور پھر پہلی نماز پر بنا کرے اگر اس نے کوئی کلام نہیں کیا۔

۲۔ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ فِیْ بَطْنِهٖ رِزًّا اَوْ قَيْئًا اَوْ رُعَافًا فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلٰوتِهٖ مَا لَمْ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں گڑبڑ پائے (یعنی ہوا خارج ہو) یا اس کو قے ہو جائے یا نکسیر پھوٹ جائے تو اس کو پلٹ کر وضو کرنا چاہیئے اور پہلی نماز پر بنا کر لے اگر اس

يَتَكَلَّمْ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۵ ج۲) — نے کوئی کلام نہیں کیا۔

ورجال هذا السند على شرط الصحيح

(جوهر النقی مع البیهقی ص۲۵۶ ج۱)

۳- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضـ أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي الرَّجُلَ إِذَا رَعُفَ فِي الصَّلَاةِ أَوْ ذَرَعَهُ قَيْءٌ أَوْ وَجَدَ مَذْيًا أَنْ يَنْصَرِفَ فَيَتَوَضَّأَ ثُمَّ يُتِمُّ مَا بَقِيَ مِنْ صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ (مصنف عبد الرزاق ص۳۴۳ ج۲ وابن ابی شیبہ ص۱۹۴ ج۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فتویٰ دیا کرتے تھے کہ جب کسی کو نماز میں نکسیر چھوٹ جائے، یا قے لاحق ہو جائے یا مذی خارج ہو تو وہ پلٹ کر وضو کر کے باقی نماز پوری کر لے جب تک کہ اس نے کلام نہ کیا ہو۔

۴- علامہ ماردینیؒ لکھتے ہیں۔

وَفِي الِاسْتِذْكَارِ لِابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ بِنَاءُ الرَّاعِفِ عَلَى مَا صَلَّى مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ ثَبَتَ عَنْ عُمَرَ رضـ وَعَلِيٍّ رضـ وَابْنِ عُمَرَ رضـ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضـ وَلَا مُخَالِفَ لَهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ إِلَّا الْمِسْوَرُ رضـ وَحْدَهُ وَرُوِيَ الْبِنَاءُ أَيْضًا عَنْ جَمَاعَةِ النَّاسِ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ وَالشَّامِ وَلَا أَعْلَمُ فِي ذَلِكَ بَيْنَهُمْ اخْتِلَافًا إِلَّا الْحَسَنَ

(الجوهر النقی علی البیهقی ص۲۵۷ ج۲)

امام ابن عبدالبرؒ نے کتاب الاستذکار میں لکھا ہے نکسیر والے شخص کا پہلی نماز پر بنا کرنا جب تک کہ وہ کلام نہ کرے، یہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ثابت ہے اور اسی طرح حضرت ابوبکرؓ سے بھی مروی ہے۔ اور اس سلسلہ میں صحابہؓ میں سے کوئی بھی اس کا مخالف نہیں، ماسوا اکیلے حضرت مسورؓ کے، اور اسی طرح اس نماز پر بنا ایک جماعت سے منقول ہے۔ حجاز، عراق اور شام والوں میں سے اور ان کا سوائے حضرت حسن بصریؒ کے کوئی بھی مخالف نہیں۔

۵- اسی طرح حضرت سلمان فارسیؓ، امام طاؤسؒ، سالم بن عبداللہؒ، ابراہیم نخعیؒ، مکحولؒ، سعید بن المسیبؒ، خلاسؒ سے منقول ہے کہ ایسا شخص بنا کر سکتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۵، ۱۹۶ ج۲، مصنف عبد الرزاق ص۳۴۰، ۳۴۱ ج۲)

مسئلہ: فقہائے کرام کہتے ہیں کہ نئے سرے سے نماز پڑھنا ہی افضل ہے لیکن بنا کرنا جائز ہے
(ہدایہ ص ۸۳ ج ۱، شرح نقایہ ص ۹۰ ج ۱، کبیری ص ۴۵۲)

قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَاَحَبُّ اِنْ یَّتَکَلَّمَ وَیُعِیْدَ الصَّلٰوۃَ وَلَا یَبْنِیْ وَاِنْ بَنٰی اَجْزَاہُ۔
(کتاب الحجہ ص ۲ ج ۱)

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے کہا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ وہ کلام کرے، اور نماز کو دوبارہ پڑھے بنا نہ کرے لیکن اگر اس نے بنا کی تو نماز جائز ہوگی۔

۱۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ طَلْقٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا فَسَا اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَنْصَرِفْ فَلْیَتَوَضَّأْ وَلْیُعِدِ الصَّلٰوۃَ۔ (ابوداؤد ص ۲۷، ۱۴۴ ج ۱)

حضرت علی بن طلقؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی نماز کی حالت میں ہوا خارج ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ واپس پلٹ کر وضو کرے اور نماز کو دوبارہ پڑھے۔

۲۔ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ یُجْزِیْہِ وَالْاِسْتِیْنَافُ اَحَبُّ اِلَیَّ
(کتاب الحجہ ص ۳ ج ۱)

حضرت ابراہیمؒ بھی یہی کہتے ہیں کہ بنا کر لے تو جائز ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ: اگر نماز کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو ناک پر ہاتھ رکھ کر نکل جائے۔

عَنْ عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَاَحْدَثَ فَلْیُمْسِکْ عَلٰی اَنْفِہٖ ثُمَّ لِیَنْصَرِفْ۔
(ابن ماجہ ص ۸۵)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں بے وضو ہو جائے، تو اپنی ناک کو پکڑ کر (تاکہ لوگوں کی وجہ سے اس کو شرم محسوس نہ ہو) نماز سے پھر جائے۔

مسئلہ: امام کو اگر ایسی حالت میں حدث لاحق ہو تو وہ اپنا نائب (خلیفہ) مقرر کرے۔
(ہدایہ ص ۸۲ ج ۱، شرح نقایہ ص ۹۰ ج ۱، کبیری ص ۴۵۳)

۱۔ حضرت عمرؓ کو ابولؤلؤ مجوسی نے نماز میں زخمی کر دیا تو انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

کو خلیفہ (نائب) مقرر کر دیا اور انہوں نے نماز پوری کی (بیہقی صـ ۱۱۳/۲)

۲- عَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَرَعَفَ فَالْتَفَتَ فَاَخَذَ بِیَدِ رَجُلٍ فَقَدَّمَهٗ فَصَلّٰی وَخَرَجَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو رزینؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کے پیچھے نماز پڑھی، ان کو نکسیر پھوٹ پڑی تو انہوں نے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا اس نے نماز پڑھائی اور حضرت علیؓ صفوں سے نکل گئے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی صـ ۱۱۴/۲)

نماز میں خلیفہ بنانے کا طریقہ

خلیفہ یا نائب بنانے کا طریقہ یہی ہے۔ کہ امام کسی شخص کو کھینچ کر اپنی جگہ کھڑا کر دے، فقہی روایات میں یہ موجود ہے کہ خلیفہ امام نہیں بنے گا۔ جب تک کہ وہ نیّت نہ کرے (شرح نقایہ صـ ۹۱/۱ بحوالہ معراج الدرایہ)

مسئلہ:- اگر نمازی پر نماز کی حالت میں جنون طاری ہو گیا، یا بے ہوشی لاحق ہو گئی یا نماز میں ہی بدخوابی (احتلام) ہو گئی، یا عمداً وہ نماز کے درمیان ہی بے وضو ہو گیا، یا پیشاب کی شدید حاجت ہو گئی، یا سر زخمی ہو گیا اور اس سے خون بہہ نکلا، یا اس نے گمان کیا کہ میں بے وضو ہو گیا ہوں، اور مسجد سے باہر نکل گیا یا صفوں سے تجاوز کر گیا، اور پھر ظاہر ہوا کہ وہ طہارت سے تھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

اگر صفوں سے تجاوز نہ کرے یا مسجد سے باہر نہ نکلے تو پھر نماز فاسد نہیں ہو گی وہ بنا کر سکتا ہے۔

اگر قعدہ میں بیٹھ کر تشہد کے بعد امام نے عمداً کوئی فعل نماز کے منافی کیا تو اس کی نماز تام ہو جائے گی (لیکن اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہو گی) اور مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(ہدایہ صـ ۸۲، ۸۳/۱، شرح نقایہ صـ ۹۱، ۹۱/۱، کبیری صـ ۴۵۳، ۴۵۴)

مسئلہ:- اگر ایک شخص کے پیچھے نابالغ بچہ یا عورت ہے اور اس شخص کو نماز میں حدث لاحق ہو جائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، کیونکہ بچہ اور عورت خلیفہ یا نائب بنانے کے اہل نہیں ہیں۔ (شرح وقایہ صـ ۱۶۲/۱)

مسئلہ:- ایک مقتدی اور ایک امام ہے۔ تو امام کے وضو ٹوٹ جانے سے مقتدی ہی امام بن جائے گا، چاہے وہ نیّت کرے یا نہ کرے، کیونکہ وہ متعین ہے، اور اس میں نماز کی

حفاظت بھی ہے (ہدایہ ص۸۵ ج۱، درمختار ص۸۸ ج۱)

مسئلہ:۔ جو شخص رکوع کی حالت میں بے وضو ہو گیا وضو کر کے بنا کرے لیکن اس رکوع کو شمار نہ کرے اس رکوع کا اعادہ ضروری ہوگا۔ (ہدایہ ص۸۵ ج۱، شرح وقایہ ص۱۶۲ ج۱)

مسئلہ:۔ اگر امام قرأۃ کرنے سے رُک جائے اور قرارۃ نہ کر سکے اور اتنی قرائت نہیں ہوئی جس کے ساتھ نماز جائز ہو سکتی ہے، تو اس کو اپنا نائب مقرر کر لینا جائز ہے۔

(ہدایہ ص۸۳ ج۱، درمختار ص۸۷ ج۱، شرح وقایہ ص۱۶۱ ج۱)

سُنن ونوافل

احادیث میں پنج وقتی نمازوں سے پہلے یا بعد سُنن ونوافل کا ذکر آتا ہے، یہ بہت اہم ہیں۔ بعض لوگ اس میں سستی، تکاہل اور لاپرواہی کرتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرائض کی کمی کو نوافل سے پورا کریں گے۔

سنن ونوافل کی اہمیت

عَنْ حُرَيْثِ ابْنِ قَبِيْصَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا قَالَ فَجَلَسْتُ اِلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ اِنِّيْ سَئَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يَّرْزُقَنِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَحَدِّثْنِيْ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّنْفَعَنِيْ بِهٖ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

حضرت ابن قبیصہؒ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ آیا اور میں نے دعا کی اے اللہ میرے لیے کوئی اچھا ہمنشین بنا دے تاکہ میں اس کی مجلس میں بیٹھ کر فائدہ اٹھا سکوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے حضرت ابوہریرہؓ کی مجلس اور ہمنشینی پیدا کر دی میں نے ان سے اپنی دُعا کا ذکر کیا۔ اور پھر کہا کہ آپ میرے سامنے کوئی حضور علیہ السلام کی حدیث بیان کریں جس کو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہو۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے اس سے فائدہ پہنچائے تو انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ بات سُنی ہے کہ آپ نے

يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهِ شَيْئًا قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَيُكَمَّلُ بِهِ مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ اَعْمَالِهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔ (ترمذی ص۸۴، نسائی ص۸۱ ج۱)

فرمایا سب سے پہلے قیامت والے دن بندہ کا محاسبہ اس کے اعمال (عبادات) میں سے جس چیز کے بارہ میں ہوگا وہ نماز ہے۔ اگر نماز درست ہوگی تو بے شک وہ مدرج پا جائے گا اور کامیاب ہو جائے گا۔ اگر نماز خراب ہوگی تو وہ ناکام و نامراد ہوگا۔ پھر اگر اس کے فرائض میں کچھ نقص ہوگا۔ تو رب تعالیٰ فرمائے گا دیکھو کیا میرے بندے کے لیے کچھ نوافل وغیرہ ہیں۔ پس اس کے ساتھ اس کے فرائض کی تکمیل کی جائے گی۔ پھر اس کے باقی اعمال بھی اسی طرح ہوں گے۔

روزِ محشر کہ جاں گداز بود ؎ اولین پرسش نماز بود

سنن رواتب یعنی سنن مؤکدہ

سنن مؤکدہ کی تعداد بارہ ہے۔ جو دوسرے نوافل سے زیادہ اہتمام کے ساتھ ادا کرنی چاہئیں۔ ان کی فضیلت اور تعداد کا ذکر صحیح احادیث میں آیا ہے۔

۱۔ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ اِلَّا بَنَى اللهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔ (مسلم ص۲۵۱ ج۱، نسائی ص۲۵۶ ج۱، ترمذی ص۵۹)

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ سے روایت ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا آپ نے فرمایا، جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہر دن بارہ رکعات فرض سے زائد (سنن رواتب) پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

۲- وَفِی رِوَایَۃِ عَائِشَۃَ مَنْ ثَابَرَ عَلٰی ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً۔ (ترمذی ص۸۶، نسائی ص۲۵۶ ج۱، ابوداؤد ص۱۷۸، ابن ماجہ ص۸۰)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جس شخص نے ہر دن بارہ رکعات پر ہمیشگی کی تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔

وَفِی رِوَایَۃِ اُمِّ حَبِیْبَۃَ مَرْفُوْعًا اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّھْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَھَا وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ۔ (ترمذی ص۸۷ وقال حدیث حسن صحیح)

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا وہ بارہ رکعات یہ ہیں۔ چار رکعات ظہر کی نماز سے پہلے، اور دو رکعات ظہر کی نماز کے بعد، دو رکعات مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت صبح کی نماز سے پہلے

سنّت فجر فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت نماز سنّت ہے اور تمام سنن سے زیادہ اوکد ہے۔ احادیث میں اس کی بہت زیادہ تاکید ہے۔

۱- عَنْ عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَکْعَتَا الْفَجْرِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا۔ (مسلم ص۲۵۱ ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کی دو رکعات (سنتیں) دنیا وما فیہا سے بہتر ہیں۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْھَا لَھُمَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا جَمِیْعًا۔ (مسلم ص۲۵۱ ج۱)

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ دو رکعت مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔

۲- عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ عَلٰی شَیْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ مُعَاھَدَۃً مِنْہُ عَلٰی رَکْعَتَیْنِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں اتنی نگہداشت کسی پر نہیں کرتے تھے جتنی صبح کی دو رکعتوں پر جو فرض سے پہلے ہیں۔

قَبْلَ الصُّبْحِ۔ (بخاری ص۱۵۶ ج۱، مسلم ص۲۵۱ ج۱)

۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدَعُوْهُمَا وَاِنْ طَرَدَتْکُمُ الْخَیْلُ (ابوداؤد ص۱۷۹ ج۱)

حضرت ابوہریرۃ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو نہ چھوڑو اگرچہ تم کو گھوڑے کیوں نہ روند ڈالیں۔

مسئلہ اگر صبح کی سنتیں رہ جائیں تو ان کو طلوع آفتاب کے بعد قضاء کرے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَلْیُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ۔ (ترمذی ص۹۸، قال النیموی اسنادہ صحیح آثار السنن ص۲۹ ج۲)

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح کی دو سنتیں نہ پڑھی ہوں تو وہ سورج نکلنے کے بعد ان کو پڑھے

سنّتِ ظہر

ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعات سنّت مؤکدہ ہیں اور دو رکعت ظہر کی نماز کے بعد (ہدایہ ص۹۵ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۰ ج۱، کبیری ص۳۸۳)

۱۔ عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْغَدَاۃِ (بخاری ص۱۵۷ ج۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز سے قبل چار رکعت اور صبح کی نماز سے قبل دو رکعت کبھی ترک نہیں کرتے تھے۔

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الشَّقِیْقِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ رضؓ عَنْ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ تَطَوُّعِهٖ فَقَالَتْ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِیْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا ثُمَّ یَخْرُجُ فَیُصَلِّیْ بِالنَّاسِ

حضرت عبداللہ بن شقیقؒ کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز کے بارہ میں دریافت کیا تو ام المؤمنینؓ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے قبل چار رکعات پڑھتے تھے، پھر گھر سے تشریف لے جاتے اور لوگوں کو

ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ — نماز پڑھاتے تھے پھر گھر تشریف لاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔

(مسلم صفحہ ۲۵۲ ج ۱)

مسئلہ: سنت ظہر میں چار رکعات کے آخر میں ایک ہی دفعہ سلام پھیرے۔

۱۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ مَا كَانُوا يُسَلِّمُونَ فِي أَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ۔ (طحاوی صفحہ ۱۹۹ ج ۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ سلف (صحابہ کرامؓ وتابعینؒ) ظہر کی نماز سے پہلے چار سنتوں کو ایک سلام کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ درمیان میں سلام نہ پھیرتے تھے۔

۲۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ كَانُوا لَا يَفْصِلُونَ بَيْنَ أَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ بِتَسْلِيمٍ إِلَّا بِالتَّشَهُّدِ وَالْأَرْبَعِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَلَا بَعْدَهَا (کتاب الحجۃ صفحہ ۲۷۶ ج ۱ اسنادہ جیّدٌ)

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ سلف ظہر سے پہلی چار رکعتوں میں سلام سے فصل نہیں کرتے تھے، صرف تشہد بیٹھتے تھے اور اسی طرح جمعہ سے پہلی چار رکعتوں میں اور جمعہ سے بعد والی چار رکعتوں میں بھی سلام سے فصل نہیں کرتے تھے۔

مسئلہ: ظہر کی سنتیں اگر رہ جائیں تو فرائض کے بعد ان کی قضاء کرے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهَا۔ (ترمذی صفحہ ۸۹ واسنادہ صحیح)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے اگر چار رکعات نہ پڑھتے تو ان کو ظہر کی نماز کے بعد پڑھتے تھے (یعنی کسی وجہ سے اگر ظہر سے پہلے ادا نہ کر سکتے تھے تو بعد میں ادا کرتے تھے)۔

مسئلہ: ظہر کے بعد دو رکعت سنتِ مؤکدہ اور پھر دو رکعت سنتِ غیر مؤکدہ ہیں۔

۱۔ اُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ۔

ام المومنین حضرت حبیبہؓ کہتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس شخص نے ظہر سے پہلے چار رکعات کی حفاظت کی (یعنی ہمیشہ پڑھتا رہا) اور چار رکعات ظہر کے بعد تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

(ابوداؤد ص۱۸/۱، ترمذی ص۸۹
نسائی ص۲۵۶/۱)
(اس میں ظہر کے بعد دو رکعت مؤکدہ ہیں اور دو غیر مؤکدہ)

۲- عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَهَا اَرْبَعًا۔
حضرت عبداللہ بن عمرؓ ظہر کی نماز کے بعد چار رکعات پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۱/۲)

۳- اسی طرح حضرت حسن بصریؒ، سعید بن المسیبؒ، سعید بن جبیرؒ سے منقول ہے کہ وہ ظہر کے کے بعد چار رکعات (دو رکعات سنن مؤکدہ اور دو غیر مؤکدہ) پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۱/۲)

سنّت عصر:- عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات سنّت غیر مؤکدہ ہیں۔

عَنْ عَلِيٍّؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ۔
حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھتے تھے اور ان کے درمیان سلام کرتے تھے ملائکہ مقربین اور ان کے تابع مسلمین اور مومنین پر (یعنی سلام نہیں پھیرتے تھے صرف تشہد میں سلام کرتے تھے)

(ترمذی ص۹۸، اسنادہ حسن)

امام ترمذیؒ لکھتے ہیں۔

وَاخْتَارَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنْ لَّا يُفْصَلُ فِي الْاَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ وَاحْتَجَّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔
اسحاق بن ابراہیمؒ نے اس کو اختیار کیا ہے کہ عصر سے قبل چار رکعات کے درمیان سلام سے فصل نہ کیا جائے اور دلیل اسی حدیث سے پکڑی ہے

(ترمذی ص۸۹)

۲- عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ
حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس

اللّٰهُ امْرَأً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا (ترمذی ص۵۹، ابوداؤد ص۱۸۰/۱)

شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھیں۔

مسئلہ: عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک ہر قسم کے نوافل و سنن پڑھنے ممنوع ہیں۔ اسی طرح فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک۔

۱۔ عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یُصَلِّیْ عَلٰی اَثَرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ رَکْعَتَیْنِ اِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ

(آثار السنن ص۲۲/۲ بحوالہ مسند اسحٰق بن راہویہؒ وقال اسنادہ حسنؒ۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد دو۲ رکعت پڑھتے تھے، سوائے فجر اور عصر کے۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ شَهِدَ عِنْدِیْ رِجَالٌ مَّرْضِیُّوْنَ وَاَرْضَاهُمْ عِنْدِیْ عُمَرُ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نَهٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَشْرُقَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

(بخاری ص۸۲/۱، مسلم ص۲۷۵/۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ میرے پاس اچھے لوگوں نے شہادت دی ہے، اور ان سب میں سے میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ حضرت عمرؓ ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، صبح کی نماز کے بعد کوئی نفل وغیرہ پڑھنے سے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے، اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نفل وغیرہ پڑھنے سے یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

۳۔ اسی طرح حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت ابوہریرۃؓ، حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری ص۸۲،۸۴/۱، مسلم ص۲۷۵/۱)

سنت مغرب: مغرب کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔

۱۔ عَنْ عَائِشَةَؓ (مرفوعًا) وَکَانَ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت

يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ۔ (مسلم صـ۲۵۲/۱)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے تھے، پھر گھر میں تشریف لا کر دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

۲- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا أُحْصِيْ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ۔ (ترمذی صـ۸۹)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے بہت دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کے بعد سنتوں میں اور صبح کی سنتوں میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

مسئلہ: مغرب کی نماز کے بعد دو ۲ رکعات سنتِ مؤکدہ اور پھر دو ۲ رکعت سنّتِ غیر مؤکدہ ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ مَنْ صَلَّى أَرْبَعًا بَعْدَ الْمَغْرِبِ۔ كَانَ كَالْمُعَقِّبِ غَزْوَةً بَعْدَ غَزْوَةٍ (مصنف ابن ابی شیبہ صـ۱۹۸/۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا جس شخص نے مغرب کی نماز کے بعد چار رکعت پڑھیں وہ ایسا ہے جیسا کہ ایک مضبوط کڑے کے بعد دوسرے مضبوط کڑے کو لانے والا ہو۔ (یعنی ایک اچھا کام کرنے کے بعد دوسرا اچھا کام کرنے والا)

وَفِيْ رِوَايَةٍ كَالْمُعَقِّبِ غَزْوَةً بَعْدَ غَزْوَةٍ۔ (شرح السنۃ صـ۴۷۴/۲، کنز العمال صـ۳۴/۸)

اور ایک روایت میں ہے کہ ایک غزوے کے بعد دوسرا غزوہ کرنے والا۔

مغرب سے پہلے دو رکعت نفل

مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نفل کے بارہ میں امام نوویؒ شارح مسلم لکھتے ہیں۔

وَفِي الْمَسْأَلَةِ مَذْهَبَانِ لِلسَّلَفِ فَاسْتَحَبَّهُمَا جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَمِنَ الْمُتَأَخِّرِيْنَ أَحْمَدُ وَإِسْحٰقُ

اس مسئلہ میں سلف کے دو مذہب ہیں ایک گروہ اس کو مستحب کہتا ہے، اس میں صحابہؓ، تابعینؒ اور فقہاء متأخرین میں امام احمدؒ اور اسحٰقؒ ہیں۔ دوسرا گروہ ان کے پڑھنے کو مستحب نہیں قرار دیتا۔ اس گروہ

وَلَمْ يَسْتَحِبَّهُمَا اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَاٰخَرُوْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) وَمَالِكٌ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ۔

میں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ (خلفاء راشدینؓ) اور دوسرے صحابہؓ، امام مالکؒ اور اکثر فقہاء کرام ہیں (اور احناف کرام بھی اسی کے قائل ہیں۔)

(نووی مع مسلم ص۲۷۸ ج۱)

جو لوگ اُن کے پڑھنے کو مستحب کہتے ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

۱) سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ الْاَيْدِيْ عَلٰى صَلٰوةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نُصَلِّيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهٗ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَّاهُمَا. قَالَ كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيْهِمَا فَلَمْ يَاْمُرْنَا وَيَنْهَنَا۔

(راوی کہتا ہے) میں نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا عصر کے بعد نفل پڑھنے کے بارہ میں تو انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ جو عصر کے بعد نفل پڑھتا تھا اس کے ہاتھوں پر مارتے تھے، انسؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے (راوی کہتا ہے) کہ میں نے حضرت انسؓ سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو پڑھتے تھے تو انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو دیکھتے تھے۔ کہ ہم پڑھتے ہیں پس نہ تو آپ نے ہم کو اُن کے پڑھنے کا حکم دیا اور نہ اس سے منع کیا۔

(مسلم ص۲۷۸ ج۱)

۲) اَنَسٌ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَرَكَعُوا الرَّكْعَتَيْنِ حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيْبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسَبُ اَنَّ الصَّلٰوةَ

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ میں ہوتے تھے جب مؤذن مغرب کی نماز کے لیے اذان کہتا تھا تو لوگ جلدی مسجد کے ستونوں کی طرف سبقت کرتے تھے۔ اور دو رکعت پڑھ لیتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر اس حالت میں کوئی اجنبی آدمی

قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُّصَلِّيْهَا

(مسلم ص ۲۷۸ ج ۱، بخاری ص ۸۷ ج ۱)

مسجد میں داخل ہوتا تو یہ خیال کرتا تھا کہ شاید مغرب کی نماز پڑھ لی گئی ہے۔ کیونکہ کثرت سے لوگ ان دو رکعتوں کو پڑھتے تھے۔

۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلوٰةٌ قَالَهَا ثَلٰثًا قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَفِي الرَّابِعَةِ لِمَنْ شَاءَ (مسلم ص ۲۷۸ ج ۱، بخاری ص ۸۷ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دو اذانوں یعنی ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے تین دفعہ آپ نے یہ فرمایا، اور تیسری مرتبہ فرمایا کہ جو چاہے تو پڑھ لے (یعنی ضروری نہیں) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ایسا چوتھی دفعہ فرمایا۔

۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّؓ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلوٰةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً۔ (بخاری ص ۱۵۷ ج ۱)

حضرت عبداللہ (بن مغفل) مزنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھ لیا کرو۔ پھر تیسری دفعہ فرمایا کہ جو چاہے پڑھے، یہ آپ نے اس بات کو مکروہ سمجھتے ہوئے فرمایا کہ لوگ کہیں اس کو سنت ہی نہ خیال کرنے لگ جائیں۔

۵) وَقَدْ صَحَّ فِي ابْنِ حِبَّانَ حَدِيْثٌ اٰخَرُ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ۔ (فتح الملہم ص ۲۷۷ ج ۲)

اور ابن حبان میں ایک اور حدیث جو پایۂ صحت تک پہنچی ہے، اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی۔ (قیاس یہ ہے کہ کہیں ایک آدھ دفعہ آپ نے یہ دو رکعات پڑھیں)

جو لوگ ان کے پڑھنے کو صرف مباح قرار دیتے ہیں، سنت یا مستحب نہیں سمجھتے وہ ان روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَؓ عَنْ

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت

اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ عِنْدَ كُلِّ اَذَانَيْنِ رَكْعَتَيْنِ مَا خَلَا الْمَغْرِبَ ۔

کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ہر دو اذانوں کے وقت دو رکعت ہوتی ہیں۔ ماسوا مغرب کے ۔

(دار قطنی ص۲۶۴ ج۱)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سنت سمجھنے کو مکروہ سمجھتے تھے (بخاری ص۱۵۷ ج۱)

۳۔ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ سَأَلْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَنَهَانِىْ عَنْهَا وَقَالَ اِنَّ النَّبِىَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَبَا بَكْرٍؓ وَعُمَرَؓ لَمْ يُصَلُّوْهَا ۔

حضرت حمادؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابراہیم نخعیؒ سے نماز مغرب سے پہلے نوافل کے بارہ میں پوچھا انہوں نے مجھے منع کر دیا اور کہا بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ اور عمرؓ نہیں پڑھتے تھے ۔

(کتاب الآثار للامام محمد ص۶۲ مترجم)

۴۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَمْ يُصَلِّ اَبُوْبَكْرٍ وَلَا عُمَرُ وَلَا عُثْمَانُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

امام ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ مغرب سے پہلے دو رکعت نفل حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ ——— نے نہیں پڑھے ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۳۵ ج۲)

۵۔ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ لَا يَرْكَعُوْنَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ تَرْكَعُ بِهِمَا

حضرت سعید بن المسیبؒ کہتے ہیں کہ حضرات مہاجرینؓ مغرب سے پہلے دو رکعت نفل نہیں پڑھتے تھے، اور حضرات انصارؓ پڑھتے تھے ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۳۵ ج۲)

ان تمام روایتوں پر نظر ڈالنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے چونکہ مغرب کا وقت مختصر ہوتا ہے اس کے لیے تاخیر مناسب نہیں ہے ۔

سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی اذان جب ہوتی ہے تو اس وقت دو رکعت نماز نفل پڑھنا جائز اور مباح ہے ۔ البتہ سنّت یا مستحب نہیں، اس لیے جمہور کا عمل اس پر نہیں رہا، البتہ پڑھنے والے پر نکیر نہ کیا جائے، کیونکہ امام ابوحنیفہؒ اور احناف کے نزدیک صرف غیر اولیٰ ہے۔ البتہ اتنا خیال رہے کہ سورج غروب ہو جائے اور اذان بھی ہو جائے، بعض حضرات جب سورج اندر باہر ہوتا ہے تو یہ نماز شروع کر دیتے ہیں، ایسا یقیناً مکروہ ہوگا ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

سنّتِ عشاء

عشاء کی نماز سے پہلے چار رکعات نوافل ہیں ۔
(ہدایہ ص۹۵ ج۱، شرح نقایہ ص۱ ج۱، کبیری ص۳۸۴)

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ (بخاری ص۸۷ ج۱، مسلم ص۲۷۸ ج۱)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دو اذان (ہر اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، تیسری مرتبہ فرمایا کہ جو چاہے پڑھ لے (ضروری نہیں)

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا مِنْ صَلٰوةٍ مَفْرُوْضَةٍ اِلَّا وَبَيْنَ يَدَيْهَا رَكْعَتَانِ ۔ (نصب الرایہ ص۱۴۲ ج۲ بحوالہ صحیح ابن حبان)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی فرض نماز ہے اس سے پہلے دو رکعت نفل نماز ہے ۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ (مختصر قیام اللیل ص۵۸ لمحمد بن نصر المروزیؒ)

حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ پہلے بزرگ یعنی صحابہؓ و تابعینؒ عشاء کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھنے کو مستحب خیال کرتے تھے ۔

نمازِ عشاء کے بعد دو رکعات سنّتِ مؤکدہ اور دو رکعات سنّتِ غیر مؤکدہ ہیں ۔

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رض (مرفوعًا) وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِيَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ (مسلم ج۱ ص۲۵۲ ومعناه بخاری ج۱ ص۱۵۷ عن عبد اللہ بن عمر رض)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے تھے۔ اور میرے گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رض مَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَيَّ إِلَّا صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ أَوْ سِتَّ رَكَعَاتٍ۔ (ابوداود ج۱ ص۱۸۵ مسند احمد ج۱ ص... اسناد صحیح)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی عشاء کی نماز پڑھی۔ اور میرے پاس تشریف لائے، تو ضرور چار رکعات یا چھ رکعات نماز ادا فرمائی۔

وتر کے بعد نفل وتر کے بعد بھی دو رکعت نفل صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ تفصیلی بحث صلوٰۃ وتر ص۶۵۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

تحیۃ الوضوء

وضوء کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے، اور اس سلسلہ میں بکثرت احادیث موجود ہیں۔

۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ دُفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي أَنِّي

حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رض سے فرمایا صبح کی نماز کے وقت اے بلال وہ تمہارا کون سا ایسا عمل ہے اسلام میں جس کی مقبولیت کی زیادہ امید ہو کہ میں نے تیرے جوتوں کی کھٹکھٹاہٹ جنت میں اپنے سامنے سنی ہے (آپ نے خواب میں جنت دیکھی یا معراج کے واقعہ میں بیداری کی حالت میں) بلال نے عرض کیا حضور! اور تو

لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةِ لَیْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ (بخاری ص۱۵۴ ج۱، مسلم ص۲۹۲ ج۲)

کوئی عمل ایسا ہے نہیں، ہاں البتہ یہ بات ہے کہ میں نے جب بھی طہارت کی ہے، دن میں یا رات میں کسی وقت بھی اس طہارت سے سا تو میں نے ضرور نماز پڑھی ہے جتنی میرے لیے مقدر تھی۔

۲۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ (مرفوعاً) مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَتَوَضَّأُ فَیُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَكْعَتَیْنِ مُقْبِلٌ عَلَیْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔

(مسلم ص۱۲۲ ج۱، ابوداؤد ص۲۳ ج۱)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھتا ہے اس طرح کہ اس کے قلب و ظاہر کی پوری توجہ ان دو رکعتوں پر ہوتی ہے، جو شخص ایسا کرے گا اس کے لیے جنّت واجب ہو گی۔

تحیۃ المسجد

مستحب ہے کہ جب کوئی مسلمان مسجد میں داخل ہو، اور وقت بھی مکروہ نہ ہو تو دو رکعت نماز بیٹھنے سے پہلے ادا کرے یہ نماز مسجد کی تعظیم کے لیے جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے (درمختار ص۹۵ ج۱، کبیری ص۳۴۲، شرح نقایہ ص۱۰۰ ج۱)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ السُّلَمِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْكَعْ رَكْعَتَیْنِ۔ (بخاری ص۶۳ ج۱، مسلم ص۲۴۸ ج۱)

حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ دو رکعت (تحیۃ المسجد) پڑھ لے بیٹھنے سے پہلے۔

مسئلہ:۔ اگر پہلے بیٹھ جائے تو پھر اس کا وہ اجر نہیں ہو گا۔ جو بیٹھنے سے پہلے تھا۔

مسئلہ:۔ اگر وقت میں تنگی ہو، اور کوئی سنّت یا فرض ———— نماز ادا کرنی ہو تو اس سنّت یا فرض کے ضمن میں تحیۃ المسجد ادا ہو جائے گی۔ فرض یا سنّت کے ساتھ اس کو تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا۔ گو اس نے تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی ہو۔

(درمختار ص۹۵ ج۱)، کبیری ص۴۰۳)

مسئلہ بیٹھ جانے کے بعد بھی فقہاء کرام کہتے ہیں کہ تحیۃ المسجد ساقط نہیں ہوتا. لیکن ہو سکتا ہے (ثواب میں کمی ہو (در مختار صـ ۹۵ جلد ۱)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم جَالِسٌ وَحْدَہٗ فَجَلَسْتُ اِلَیْہِ، فَقَالَ "یَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّ لِلْمَسْجِدِ تَحِیَّۃً، وَاِنَّ تَحِیَّتَہٗ رَکْعَتَانِ فَقُمْ فَارْکَعْہُمَا" قَالَ فَقُمْتُ فَرَکَعْتُہُمَا۔

(حلیۃ الاولیاء صـ ۱۶۶ جلد ۱)

حضرت ابو غفاریؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا میں مسجد میں آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں، میں آپ کے پاس بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا اے ابوذر! بیشک مسجد کے لیے بھی تحیۃ یعنی نفل ہوتے ہیں، اور وہ دو رکعات ہیں، اٹھو انکو پڑھ لو، میں کھڑا ہوا اور دو رکعات ادا کیں۔

مسئلہ اگر بار بار مسجد میں جانے کا اتفاق ہو تو ایک دفعہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے (شامی صـ ۶۳۶ جلد ۱ کبیری صـ ۴۳۰)

صلوٰۃ الاشراق

(اشراق کی نماز)

صلوٰۃ الاشراق سورج کے طلوع ہونے کے بعد جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اگر اسی جگہ بیٹھا رہے، (ذکر، درود شریف یا استغفار، تلاوت، تسبیح وغیرہ کرتا رہے اور کوئی دنیاوی بات نہ کرے، جب سورج نکل کر اچھی طرح بلند ہو جائے (تقریباً ۱۰، ۱۲ منٹ گذر جائیں) تو دو رکعت یا چار رکعات نماز پڑھے، ایک حج اور عمرے کے برابر ثواب ملے گا۔

۱۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِیْ جَمَاعَۃٍ ثُمَّ قَعَدَ یَذْکُرُ اللّٰہَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَتْ لَہٗ کَاَجْرِ حَجَّۃٍ وَعُمْرَۃٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم تَامَّۃٍ تَامَّۃٍ تَامَّۃٍ (ترمذی صـ ۱۰۹ الترغیب والترہیب صـ ۱۶۴ جلد ۱)

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح کی نماز باجماعت پڑھی، پھر وہ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا، یہاں تک کہ سورج طلوع ہوا، پھر اس نے دو رکعت نماز (اشراق) ادا کی تو اس کو حج وعمرہ کا پورا پورا ثواب ملے گا۔

۲- عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ ثُمَّ ذَكَرَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اَوْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ لَمْ تَمَسَّ جِلْدَهُ النَّارُ

حضرت حسن بن علی رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا سورج طلوع ہونے تک، پھر اس نے ۲ دو رکعت یا چار رکعات پڑھیں، تو اس کی کھال (جسم) کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔

(بیہقی ص۔ الترغیب والترہیب ص۱۶۵ ج۱)

مسئلہ: اگر فجر کی نماز کے بعد کسی دنیاوی کام میں مشغول ہو جائے، اور پھر طلوع شمس کے بعد نماز پڑھے تو یہ بھی درست ہے، البتہ اتنا ثواب نہیں ملے گا، جتنا پہلی صورت میں بیان ہوا ہے

مسئلہ: طلوع شمس کے بعد نماز کو سورج کے ایک نیزے کی مقدار بلند ہونے تک مؤخر کرے۔

۱- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ جَلَسَ فِيْ مُصَلَّاهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسَنًا۔ (مسلم ص۲۳۴ ج۱)

حضرت جابر بن سمرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھتے تھے، تو نماز کی جگہ پر ہی بیٹھ جاتے تھے، یہاں تک کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو جائے (پھر نماز پڑھتے تھے)

۲- فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَحْضُوْرَةٌ مَشْهُوْدَةٌ اِلٰى طُلُوْعِ الشَّمْسِ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ وَهِيَ سَاعَةُ صَلٰوةِ الْكُفَّارِ فَدَعِ الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَرْتَفِعَ قِيْدَ رُمْحٍ وَيَذْهَبَ شُعَاعُهَا ثُمَّ الصَّلٰوةُ مَحْضُوْرَةٌ مَشْهُوْدَةٌ (نسائی ص۹۷ ج۱)

(حضرت عمرو بن عبسہؓ کی روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اوقات بیان کرتے ہوئے فرمایا، کہ پھر نماز فرشتوں کی حاضری کا وقت ہوتا ہے طلوع شمس تک جب سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر لوگ نماز وسجدہ ادا کرتے ہیں، تم اس وقت نماز پڑھنی چھوڑ دو یہاں تک کہ سورج ایک نیزے کے برابر بلند ہو جائے اور اس کی شعاعیں (یعنی سرخ شعاعیں) چلی جائیں، پھر نماز پڑھو، یہ وقت فرشتوں کی حاضری کا وقت ہوتا ہے

صلوٰۃ الضحیٰ

(چاشت کی نماز جو صلوٰۃ الاوابین بھی ہے)

یہ تقریباً ۹-۱۰ بجے پڑھی جاتی ہے اس کی کم سے کم دو۲ رکعت زیادہ سے زیادہ بارہ۱۲ رکعات ہیں۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلَّی الضُّحٰی رَکْعَتَیْنِ لَمْ یُکْتَبْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ وَمَنْ صَلّٰی اَرْبَعًا کُتِبَ مِنَ الْعَابِدِیْنَ وَمَنْ صَلّٰی سِتًّا کُفِیَ ذٰلِکَ الْیَوْمَ وَمَنْ صَلّٰی ثَمَانِیًا کَتَبَہُ اللّٰہُ مِنَ الْقَانِتِیْنَ وَمَنْ صَلّٰی ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔ (مجمع الزوائد ص ۲۳۷ ج ۲ بحوالہ طبرانی)

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چاشت کی دو۲ رکعت نماز پڑھی وہ غافلین میں نہیں لکھا جائیگا۔ اور جس نے چار رکعات پڑھیں وہ عابدین میں لکھا جائے گا، اور جس نے چھ رکعات پڑھیں وہ اس کے لیے اس دن (نفلی عبادت میں) کفایت کرے گی، اور جس نے آٹھ رکعات پڑھیں، اس کو اللہ تعالیٰ اطاعت گزاروں میں لکھے گا۔ اور جس نے بارہ رکعات پڑھیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنّت میں گھر بنائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالعموم چار رکعات ادا فرماتے تھے، کبھی زیادہ بھی پڑھتے۔

جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت سے ظاہر ہے (مسلم ص ۲۴۹ ج ۱)

فتح مکہ کے دن آٹھ رکعات آپ نے ادا فرمائی تھیں۔ (مسلم ص ۲۴۹ ج ۱)

نوافل کے سلسلہ میں اس نماز کی بڑی فضیلت ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ قَالَ یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ فَکُلُّ تَسْبِیْحَۃٍ

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک آدمی کے ہر ہر جوڑ پر صدقہ ہے، جب کہ وہ صبح کرتا ہے (رات کے بعد سلامتی سے جب صبح کرتا

صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى (مسلم صفحہ ۲۵۰ ج ۱)

ہے تو ہر جوڑ پر صدقہ دینا لازم ہو جاتا ہے۔ پس ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تحمید صدقہ ہے اور ہر تہلیل صدقہ ہے (سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا) اور ہر تکبیر (اللہ اکبر کہنا) صدقہ ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا) صدقہ ہے۔ اور ان سب کی بجائے دو رکعت نماز چاشت کے وقت کفایت کرتی ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ بُرَیْدَةَ ؓ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِی الْاِنْسَانِ سِتُّوْنَ وَثَلٰثُمِائَةِ مَفْصَلٍ فَعَلَیْهِ اَنْ یَّتَصَدَّقَ عَنْ کُلِّ مَفْصِلٍ مِّنْهَا صَدَقَةً قَالُوْا فَمَنِ الَّذِیْ یُطِیْقُ ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلنُّخَاعَةُ فِی الْمَسْجِدِ تَدْفِنُهَا اَوِ الشَّیْءُ تُنَحِّیْهِ عَنِ الطَّرِیْقِ فَاِنْ لَّمْ تَقْدِرْ فَرَکْعَتَا الضُّحٰی تُجْزِئُ عَنْكَ۔ (مسند احمد صفحہ ۳۵۴ ج ۵)

حضرت ابو بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا انسان میں تین سو ساٹھ ۳۶۰ جوڑ ہیں، اور ہر جوڑ کے بدلہ اس پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا نبی اللہ اس کی کون طاقت رکھتا ہے آپ نے فرمایا اگر مسجد میں تھوک پڑی ہوئی ہو تو اس کو دفن کر دو، اور راستہ میں پڑا ہوا کوئی کانٹا روڑا ہٹا دو۔ یہ سب صدقہ ہے، اور اگر اور کچھ نہ پاؤ تو پھر چاشت کی دو رکعت ادا کر دو یہ تمہارے لیے کفایت کریں گی

۳۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ؓ وَعُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ ؓ (مَرْفُوْعًا) مَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِیْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ ثُمَّ مَکَثَ حَتّٰی یُسَبِّحَ سُبْحَةَ الضُّحٰی کَانَ

حضرت ابو امامہ ؓ اور عتبہ بن عبد ؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی پھر وہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ چاشت کی نماز اس نے

لَہٗ کَاَجْرِ حَاجٍّ وَّمُعْتَمِرٍ تَامٍّ لَہٗ حَجَّتُہٗ وَعُمْرَتُہٗ

ادا کی، تو اس کو ایک حج اور عمرہ کا پورا ثواب ملے گا۔

(کنز العمال ص۹۵ ج۴، جمع الفوائد ص۲۰۸ ج۱ مطبوعہ مدینہ منورہ بحوالہ طبرانی کبیر بلین)

۴۔ عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا اَنَّہَا کَانَتْ تُصَلِّی الضُّحٰی ثَمَانَ رَکَعَاتٍ ثُمَّ تَقُوْلُ لَوْ نُشِرَ لِیْ اَبَوَایَ مَا تَرَکْتُہَا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آٹھ رکعات چاشت کی نماز پڑھتی تھیں اور پھر فرماتی تھیں۔ اگر میرے ماں باپ بھی میرے لیے زندہ کر دیے جائیں تو میں اس کو نہ چھوڑوں گی۔

(موطا امام مالک ص۱۳۶)

صلوٰۃ الاوابین

صحیح احادیث میں صلوٰۃ الضحیٰ کو ہی صلوٰۃ الاوابین کہا گیا ہے۔

۱۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ تِلْکَ صَلٰوۃُ الْاَوَّابِیْنَ حِیْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رکھنے والوں کی نماز ہے، اس کا وقت وہ ہے جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں ریت میں گرم ہونے لگتے ہیں (یہ وقت بالعموم ۹-۱۰ بجے دن کے ہوتا ہے)

(مسلم ص۲۵۷ ج۱)

۲۔ حضرت امام ولی اللہ لکھتے ہیں۔

فَاَوَّلُ النَّہَارِ وَقْتُ اِبْتِغَاءِ الرِّزْقِ وَالسَّعْیِ فِی الْمَعِیْشَۃِ فَسَنَّ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ صَلٰوۃً لِیَکُوْنَ تِرْیَاقًا لِسَمِّ الْغَفْلَۃِ الطَّارِئَۃِ فِیْہِ بِمَنْزِلَۃِ مَا سَنَّ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِدَاخِلِ السُّوْقِ

اول نہار یہ وقت رزق کے تلاش کا وقت ہوتا ہے تو اس وقت میں چاشت کی نماز مقرر کر دی غفلت کے زہر کا تریاق ہے اور یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بازار میں داخل ہونے والے کے لیے یہ ذکر مقرر کیا ہے، تاکہ وہ غفلت کا شکار نہ ہو۔

مِنْ ذِکْرٍ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۲/۸)

"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے، اسی کی بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ وہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہے، کبھی فنا اس پر طاری نہیں ہو سکتی، اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

زوال کے بعد چار رکعات نفل

زوال کے بعد چار رکعات نفل پڑھنے کی بھی احادیث میں بڑی فضیلت ہے۔

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یُدْمِنُ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تُدْمِنُ هٰذِهِ الْاَرْبَعَ الرَّكَعَاتِ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ فَقَالَ اِنَّ اَبْوَابَ السَّمَآءِ تُفْتَحُ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ فَلَا تُرْتَجُ حَتّٰی تُصَلَّی الظُّهْرُ فَاُحِبُّ اَنْ یَّصْعَدَ لِیْ فِیْ تِلْكَ السَّاعَةِ خَیْرٌ قُلْتُ اَفِیْ كُلِّهِنَّ قِرَاءَةٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فِیْهِنَّ تَسْلِیْمٌ فَاصِلٌ قَالَ لَا

(ترمذی ص ۹۵ و شمائل مع ترمذی ص ۵۹)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے وقت جب سورج ڈھلتا تھا۔ تو آپ ہمیشہ چار رکعات نوافل ادا فرماتے تھے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور! سورج ڈھلنے کے بعد آپ ہمیشہ چار رکعات پابندی سے ادا فرماتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زوال شمس کے وقت آسمان (رحمت) کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ وہ بند نہیں کیے جاتے۔ جب تک کہ ظہر کی نماز پڑھ نہ لی جائے تو میں پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میرا نیک عمل اوپر جائے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور یہ فرمائیں کہ کیا ان سب رکعتوں میں قراءۃ ہے آپ نے فرمایا سب رکعتوں میں قراءۃ ہے۔

ابو ایوبؓ نے عرض کیا۔ کیا ان میں دو رکعت پر سلام ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں۔

تسلیم فاصل نہیں، ویسے تو تشہد کا سلام ہے۔ لیکن ایسا سلام نہیں جس سے نماز سے نکل جائے یہ چار رکعات ایک ہی سلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ادا فرماتے تھے۔ یہ بعد الزوال نفل ہیں، ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت سنت مؤکدہ وہ الگ ہیں جن کا ذکر دوسری روایات میں آتا ہے۔

نمازِ مغرب کے بعد چھ رکعت نوافل

نماز مغرب کے بعد چھ رکعات نوافل کی بھی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَکَعَاتٍ لَمْ یَتَکَلَّمْ فِیْمَا بَیْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهٗ بِعِبَادَةِ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ سَنَةً۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مغرب کے بعد چھ رکعات نماز پڑھی۔ اور ان کے درمیان اس نے کوئی بُری بات زبان سے نہیں نکالی تو اس کو بارہ سال کی عبادت کے برابر ثواب ملے گا۔

(ترمذی ص۸۹، ابن ماجہ ص۹۸)

بعض لوگ اس نماز کو بھی صَلٰوةُ الْاَوَّابِیْن کہتے ہیں، اس سلسلہ میں بھی صحابہ کرامؓ سے آثار ملتے ہیں۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ صَلٰوةُ الْاَوَّابِیْنَ مَا بَیْنَ اَنْ یَّلْتَفِتَ اَهْلُ الْمَغْرِبِ اِلٰی اَنْ یَّثُوْبَ اِلَی الْعِشَآءِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۷ ج۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا "صلاۃ الاوّابین" جب مغرب کی نماز پڑھ کر نمازی فارغ ہوں تو اس سے لے کر اس وقت تک ہوتی ہے جب عشاء کا وقت آجائے

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ لَتَحُفُّ بِالَّذِیْنَ یُصَلُّوْنَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ اِلَی

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ بیشک فرشتے ان لوگوں کو گھیر لیتے ہیں۔ جو مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھتے ہیں اور

الْعِشَاءِ وَهِيَ صَلٰوةُ الْاَوَّابِيْنَ۔ — یہ بھی صلاۃ الاوابین ہے۔

(شرح السنۃ ص۴۷۴ج۴، کنز العمال ص۳۵ج۸ بحوالہ ابن زنجویہ)

لغوی اعتبار سے اس کو بھی صلاۃ الاوابین یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز کہہ سکتے ہیں، لیکن حقیقی صلاۃ الاوابین وہ چاشت ہی کی نماز ہے۔

صلوٰۃ السفر والقدوم من السفر، سفر پر جانے یا سفر سے واپسی کی نماز

سفر پر جاتے وقت اور سفر سے واپسی کے وقت نماز پڑھنی مستحب ہے۔

۱۔ عَنِ الْمُطْعِمِ بْنِ مِقْدَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا خَلَّفَ عَبْدٌ عَلٰی اَهْلِهٖ اَفْضَلَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ يَرْكَعُهُمَا عِنْدَهُمْ حِيْنَ يُرِيْدُ السَّفَرَ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۱ج۲)

حضرت مطعم بن مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے گھر والوں کے پاس دو رکعت سے زیادہ افضل کسی چیز کو نہیں چھوڑتا۔ جب وہ سفر کا ارادہ کرتا ہے۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۱ج۲)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ سفر پر جاتے تھے، تو مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ (دو رکعت، مسجد میں جانا ضروری نہیں گھر پر بھی پڑھ سکتے ہیں)

۳۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا لَمْ يَرْتَحِلْ حَتّٰی يُوَدِّعَهٗ بِرَكْعَتَيْنِ۔

(مجمع الزوائد ص۲۸۳ج۲، جمع الفوائد ص۳۱۱ج۱ بحوالہ موصلی، بزار، طبرانی فی الاوسط۔ وللکبیر نحوہ عن فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ وزاد اذا دخل بیتہ)

(جمع الفوائد ص۳۱۱ج۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی منزل میں اترتے تھے تو وہاں سے کوچ نہیں کرتے تھے، جب تک اس مقام کو دو رکعت نماز کے ساتھ وداع نہ کر دیں طبرانی کی روایت میں منزل کے ساتھ گھر کا بھی ذکر ہے یعنی جب آپ سفر سے گھر میں داخل ہوتے تو پھر بھی دو رکعت نماز پڑھتے تھے

۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اُرِيْدُ اَنْ اَخْرُجَ اِلَى الْبَحْرَيْنِ فِيْ تِجَارَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم صَلِّ رَكْعَتَيْنِ۔

(مجمع الزوائد ص ۲۸۲ ج ۲ بحوالہ طبرانی فی الکبیر و رجالہ موثقون)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا حضور! میں ارادہ کرتا ہوں کہ تجارت کے لیے بحرین کا سفر کروں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر سے پہلے دو رکعت پڑھ لو۔

۵۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ لَا يَقْدُمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى فَاِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ۔ (مسلم ص ۲۴۸ ج ۱)

حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس نہیں آتے تھے مگر دن کے وقت چاشت کے قریب جب سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر وہاں مسجد میں بیٹھ جاتے۔

۶۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا اِذَا دَخَلْتَ مَنْزِلَكَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ تَمْنَعَانِكَ مَدْخَلَ السُّوْءِ وَاِذَا خَرَجْتَ مِنْ مَنْزِلِكَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ تَمْنَعَانِكَ مَخْرَجَ السُّوْءِ۔

(مجمع الزوائد ص ۲۸۳ ج ۲، جمع الفوائد ص ۲۱۱ ج ۱ بحوالہ مسند بزار)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سفر سے واپس آؤ اور اپنے گھر میں داخل ہو تو پہلے دو رکعت نماز پڑھ لیا کرو یہ تم کو برُے داخلہ سے روک دیں گی، اور جب تم سفر پر جانے کا ارادہ کرو تو دو رکعت پڑھ لیا کرو۔ یہ تم کو باہر جانے کی برائی سے روک دیں گی۔

صلوٰۃ الحاجۃ

(کسی حاجت کے وقت نماز)

کسی ضرورت کے پیش آنے پر نماز پڑھنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی ہے۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ کَانَ لَہٗ اِلَی اللّٰہِ حَاجَۃٌ اَوْ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ فَلْیَتَوَضَّأْ وَلْیُحْسِنِ الْوُضُوْٓءَ ثُمَّ لِیُصَلِّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ لِیُثْنِ عَلَی اللّٰہِ وَلْیُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ لِیَقُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْاَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَاتَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

(ترمذی ص۹۵، ابن ماجہ ص۹۸)

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی کوئی ضرورت ہو، ضرورت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو یا مخلوق میں کسی کی طرف تو وہ وضوء کرے اور اچھی طرح وضوء کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی ثنا (تعریف) کرے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور پھر ان کلمات کے ساتھ دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اللہ حلیم بردبار اور کریم ہے، پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات وہ عرش عظیم کا رب ہے، اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کو واجب کرنے والی باتیں مانگتا ہوں، اور تیری بخشش کی پختہ باتیں طلب کرتا ہوں، اور غنیمت ہر نیکی سے اور سلامتی ہر گناہ سے، نہ چھوڑ میرے کسی گناہ کو مگر بخش دے اس کو اور نہ کسی اندیشہ کو مگر اس کو کھول دے اور نہ کسی حاجت کو جس میں تیری رضا ہو مگر اس کو پوری کر دے، یا ارحم الراحمین

۲- حضرت عثمان بن حُنیفؓ سے روایت ہے کہ نابینا شخص کے واقعہ میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِئْتِ الْمِيْضَاةَ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ ادْعُ بِهٰذِهِ الدَّعْوَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْٓ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فَيَقْضِيْ لِيْ حَاجَتِيْ۔ (جمع الفوائد ص۲۳۹ ج۲ بحوالہ طبرانی کبیر ومجمع الزوائد ص۲۷۹ ج۲، ابن ماجہ ص۹۹، ترمذی ص۵۱۵)

پھر تم وضو کی جگہ پر جا کر وضو کرو، پھر دو رکعت نماز پڑھو، پھر ان الفاظ کے ساتھ دعا کرو۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف وسیلہ پکڑتا ہوں اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نبی رحمت ہیں، اے محمد میں آپ کو اپنے رب کی طرف متوجہ کرتا ہوں، یعنی سفارشی بناتا ہوں۔ تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) میری حاجت کو پورا کردے۔

۳- عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عليه وسلم قَالَ يَا عَلِيُّ اَلَا اُعَلِّمُكَ دُعَاءً اِذَا اَصَابَكَ غَمٌّ اَوْ هَمٌّ تَدْعُوْ بِهٖ رَبَّكَ فَيُسْتَجَابُ لَكَ بِاِذْنِ اللهِ وَيُفَرِّجُ عَنْكَ تَوَضَّأْ وَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَاحْمَدِ اللهَ وَاَثْنِ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ، وَاسْتَغْفِرْ لِنَفْسِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، ثُمَّ قُلْ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْحَكِيْمُ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا اے علی! کیا میں تمہیں وہ دعا نہ سکھلاؤں جب تمہیں کوئی غم اور اندوہ لاحق ہو تو تم اپنے پروردگار کے سامنے یہ دعا کرو، اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ دعا تمہارے لیے مستجاب ہوگی اور تجھ سے اللہ تعالیٰ اس پریشانی کو دور کردے گا، تم وضو کرو، اور پھر دو رکعت نماز پڑھو، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو، اور اپنے لیے اور تمام مؤمنین اور مومنات کے لیے استغفار کرو۔ اور پھر تم یہ کہو۔ اے اللہ تو فیصلہ کرتا ہے اپنے بندوں کے درمیان جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی بلند اور عظمت والا

اَلْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، اَللّٰھُمَّ کَاشِفَ الْغَمِّ مُفَرِّجَ الْھَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃَ الْمُضْطَرِّیْنَ اِذَا دَعَوْکَ، رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا، فَارْحَمْنِیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ بِقَضَائِھَا وَنَجَاحِھَا رَحْمَۃً تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ۔

ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی بردبار اور کریم (بلند) ہے، پاک ہے اللہ تعالیٰ جو ساتوں آسمانوں کا رب ہے اور عرش عظیم کا مالک ہے، سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اے اللہ! تو غم اور اندیشوں کو دور کرنے والا ہے، مجبور اور پریشان حال لوگوں کی دعاؤں کو قبول کرنیوالا ہے، جب وہ تجھے پکارتے ہیں، تو دنیا اور آخرت کا رحمٰن اور رحیم ہے، مجھ پر رحم فرما میری اس حاجت کو پورا فرمادے، اور مجھ پر ایسی رحمت فرما جو مجھے تیرے سوا سب سے بے نیاز کر دے۔

(الترغیب والترہیب ص۲۴۳ ج۱، بحوالہ اصبہانی)

ہر مشکل کے لیے نماز

کوئی خوفناک حادثہ، مصیبت، زلزلہ، شدید آندھی آجائے، بجلی گرے، ستارے (شہاب) ٹوٹیں، طوفان آجائے، بارش کی کثرت، ہیضہ کی وبا، طاعون وغیرہ کوئی کسی قسم کی وبا عام پھیل جائے، تو ایسے مواقع پر نماز پڑھنی چاہیئے، اور اللہ تعالیٰ کے سامنے مناجات کرنی چاہیئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ — مدد چاہو نماز اور صبر کے ساتھ

(البقرہ ۴۵ پ۱)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک بھی یہی بتلاتا ہے۔

۱۔ عَنْ حُذَیْفَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَزَبَہٗ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی غم دہ واقعہ پیش آتا تو

اَمْرٌ صَلّٰی (ابوداؤد صفحہ ۱۸۷ جلد ۱، مسند احمد صفحہ ۲۸۸ جلد ۵)

آپ نماز کی طرف رجوع فرماتے تھے۔

۲۔ عَنْ جَابِرٍؓ رَفَعَہٗ اِذَا وَقَعَتْ کَبِیْرَۃٌ اَوْھَاجَتْ رِیْحٌ مُظْلِمَۃٌ فَعَلَیْکُمْ بِالتَّکْبِیْرِ فَاِنَّہٗ یُجَلِّیْ الْعَجَاجَ الْاَسْوَدَ۔

(کنز العمال صفحہ ۹۳ جلد ۵ بحوالہ ابن سنی)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بڑا حادثہ واقع ہوجائے یا سخت شدید تاریک آندھی آئے تو تم اپنے اوپر تکبیر (نماز) کو لازم کرو۔ بیشک وہ اللہ تعالیٰ اس تاریک سیاہ گرد وغبار کو دُور کردے گا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ فَیَنْبَغِیْ اِذَا جَاءَ فَزَعٌ مِنْ ھٰذِہِ الْاَفْزَاعِ مِنْ زَلْزَلَۃٍ اَوْ غَیْرِھَا اَنْ یَّفْزَعَ (النَّاسُ) اِلَی الصَّلٰوۃِ وَالدُّعَاءِ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّجْمَعُوْا بِاِمَامٍ (کتاب الحجۃ صفحہ ۳۲۴ جلد ۱)

حضرت امام محمدؒ نے کہا ہے کہ جب کوئی اس قسم کی خوف کی چیز آجائے جیسے زلزلہ وغیرہ تو تمہیں چاہیے کہ تم فوراً نماز کی طرف رجوع کرو اور دعا کی طرف، بغیر اس کے کہ امام کے ساتھ اکٹھے ہو۔ (یعنی لوگ انفرادی طور پر نماز اور دُعا میں مشغول ہوں)

نمازِ شکر یا سجدہ شکر

سجدۂ نماز، سجدۂ تلاوت، سجدہ سہو کے علاوہ ایک سجدہ شکر بھی ہے۔

اس بارہ میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے، امام احمدؒ، امام شافعیؒ، امام محمدؒ کے نزدیک یہ مسنون ہے، امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ سنّت نہیں ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ سجدہ سے مراد نماز ہے، شکرانہ کے لیے دو رکعت نماز ادا کرے، مجازاً اس کو سجدہ شکر کہتے ہیں، جیسا کہ خمر کا اطلاق انگور پر کیا جاتا ہے، اسی طرح یہاں بھی سجدہ سے مراد نماز ہی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے روایت ہے کہ۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی یَوْمَ بُشِّرَ بِرَاْسِ اَبِیْ جَھْلٍ رَکْعَتَیْنِ۔ (ابن ماجہ صفحہ ۹۹، دارمی صفحہ ۲۸۱ جلد ۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس دن ابوجہل لعین کے سر کے کاٹے جانے کی خوشخبری دی گئی تو آپ نے نماز شکرانہ دو رکعت ادا فرمائی۔

اور جو لوگ سجدہ شکر کو سنت قرار دیتے ہیں وہ ان روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ کَانَ اِذَا جَآءَہٗ اَمْرُ السُّرُوْرِ اَوْ بُشِّرَ بِہٖ خَرَّ سَاجِدًا شَاکِرًا لِلّٰہِ۔

حضرت ابوبکرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی خوشی والی بات پیش آتی تھی، تو آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گر پڑتے تھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے۔

(ابوداؤد ص۲۷/۲، ابن ماجہ ص۱۰۱، دارقطنی ص۱۴۹/۱، مستدرک حاکم ص۲۷۶/۱)

۲۔ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ اَنَّہٗ علیہ السلام رَاٰی رَجُلًا مِّنَ النُّغَاشِیْنَ فَخَرَّ سَاجِدًا۔ (دارقطنی ص۱۴۹/۱، مستدرک ص۲۷۶/۱)

حضرت ابوجعفرؒ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹھگنے شخص کو دیکھا تو سجدہ میں گر پڑے۔

۳۔ حضرت ابوبکرؓ کو جب مسیلمہ کذاب کے قتل کی خبر پہنچی تو انہوں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ ( )

۴۔ حضرت کعب بن مالکؓ کو جب ان کی توبہ قبول ہونے کی خبر ملی تو سجدہ شکر ادا کیا۔

(مسلم ص۳۶۲/۲)

۵۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ مَّکَّۃَ نُرِیْدُ الْمَدِیْنَۃَ فَلَمَّا کُنَّا قَرِیْبًا مِّنْ عَزْوَرَاءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ فَدَعَا اللّٰہَ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَکَثَ طَوِیْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ فَدَعَا اللّٰہَ تَعَالٰی سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَکَثَ طَوِیْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا ذَکَرَہٗ اَحْمَدُ

حضرت سعدؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے نکلے اور مدینہ جانیکا ارادہ تھا، جب ہم مقام عزورار کے قریب پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے نیچے اترے اور ہاتھ مبارک اٹھائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی ایک گھڑی بھر، پھر آپ سجدہ میں گر پڑے کافی دیر تک سجدہ میں ٹھہرے رہے، پھر کھڑے ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی ایک گھڑی بھر، پھر سجدہ میں گر پڑے پس کافی دیر سجدہ میں ٹھہرے رہے، پھر آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال

ثَلٰثًا قَالَ اِنِّیْ سَاَلْتُ رَبِّیْ وَشَفَعْتُ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ شُکْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَسَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَسَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِی الثُّلُثَ الْاٰخِرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ۔

(ابوداود ص۲۷/۱)

کیا اور اپنی امت کے لیے سفارش کی تو اللہ تعالےٰ نے مجھے ایک تہائی امت دے دی (مغفرت فرما دی) تو میں سجدہ میں گر گیا اپنے رب کا شکریہ ادا کرنے کے لیے، پھر میں نے سر اٹھا کر اپنے رب سے سوال کیا، تو ایک تہائی امت کی اور دیدی، تو میں نے سجدہ شکر ادا کیا، پھر میں نے تیسری دفعہ دعا کی تو اللہ تعالےٰ نے آخری تہائی بھی عطا فرما دی اور میں سجدہ میں گر پڑا اپنے رب کا شکریہ ادا کرنے کے لیے۔

صلوٰۃِ توبہ

۱۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے، وہ وضو کرے اور دو رکعت نماز ادا کرے اور خدا تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دے گا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ (آل عمران پ۴)

(ترمذی ص۴۲، ابوداود ص۲۱۳/۱)

"اور وہ لوگ جب کوئی فحش کام (کبیرہ گناہ) کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں (یعنی صغیرہ گناہ کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور کون ہے سوائے اللہ تعالےٰ کے جو گناہوں کو بخش دے، اور وہ لوگ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں

۲۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَآ اَذْنَبَ

حضرت حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندے سے کوئی

عَبْدٌ ذَنْبًا ثُمَّ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى بَرَازٍ مِنَ الْأَرْضِ فَصَلَّى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِنْ ذٰلِكَ الذَّنْبِ إِلَّا غَفَرَهُ اللّٰهُ۔ (الترغیب الترہیب ج ۱ ص ۲۴۱ بحوالہ بیہقی مرسلاً)

گناہ سرزد ہو جائے اور پھر وہ اچھی طرح وضو کرے اور باہر کسی کھلی جگہ (جنگل صحرا وغیرہ) میں دو رکعت نماز پڑھے، اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے اس گناہ سے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائے گا۔

حضرت امام ولی اللہؒ لکھتے ہیں۔

وَالْأَصْلُ فِيْهَا أَنَّ الرُّجُوْعَ إِلَى اللّٰهِ لَا سِيَّمَا عَقِيْبَ الذَّنْبِ قَبْلَ أَنْ يَتَرَسَّخَ فِيْ قَلْبِهِ رَيْنُ الذَّنْبِ مُكَفِّرٌ مُزِيْلٌ عَنْهُ السُّوْءَ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۹ ج ۲)

اور اصل توبہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہے۔ گناہ کے سرزد ہونے کے بعد، قبل اس کے کہ راسخ اور پختہ ہو جائے اس گناہ کا زنگ اس کے قلب میں، تو یہ گناہ کے لیے مکفر ہے، اور اس سے برائی کو زائل کرنے والی ہے۔

الصلوٰۃ عند القتل

(قتل ہونے کے وقت کی نماز)

جب کسی مسلمان کو قتل کیا جا رہا ہو تو اس کے لیے مستحب ہے، دو رکعت نماز پڑھنا، چنانچہ فقہاء کرام لکھتے ہیں۔

فَإِذَا ابْتُلِيَ بِهِ مُسْلِمٌ يُسْتَحَبُّ أَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ يَسْتَغْفِرُ بَعْدَهُمَا مِنْ ذُنُوْبِهِ لِتَكُوْنَ الصَّلٰوةُ وَالْاِسْتِغْفَارُ اٰخِرَ أَعْمَالِهِ۔ (طحطاوی ص ۲۱۹)

پس جب کوئی مسلمان اس کے ساتھ مبتلا کیا گیا تو اس کے لیے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد استغفار کرے تاکہ یہ اس کے آخری اعمال ہوں۔

۱؎ حضرت خبیبؓ کا واقعہ بخاری میں موجود ہے۔

فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ ذَرُونِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ تَظُنُّوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهَا (إِلَى أَنْ قَالَ) فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا

(بخاری ص ۴۲۸ ج ۱)

حضرت خبیبؓ کو مشرکین حرم سے نکال کر باہر لے گئے تاکہ ان کو حل میں قتل کریں، تو حضرت خبیبؓ نے ان سے کہا مجھے ذرا چھوڑ دو تاکہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں، تو انہوں نے چھوڑ دیا حضرت خبیبؓ نے دو رکعت نماز ادا کی، تو مشرکین سے کہنے لگے۔ اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ میرے اندر موت سے جزع یعنی خوف ہے میں اس نماز کو لمبا کرتا تو سب سے پہلے حضرت خبیبؓ نے ہی قتل کے وقت دو رکعت نماز کا طریقہ جاری کیا۔

۲۔ حضرت حجر بن عدیؓ کا واقعہ بھی اسماء الرجال کی کتب میں موجود ہے۔

فَلَمَّا قُدِّمَ لِلْقَتْلِ قَالَ دَعُونِي أُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَصَلَّاهُمَا خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ تَظُنُّوا بِي غَيْرَ الَّذِي بِي لَأَطَلْتُهُمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَتْ صَلَاتِي لَمْ تَنْفَعْنِي فِيمَا مَضَى مَا هُمَا بِنَافِعَتِي۔

(الاستیعاب مع الاصابہ ص ۲۵۶ ج ۱)

جب ان کو قتل کے لیے آگے لایا گیا تو انہوں نے کہا مجھے چھوڑ دو تاکہ دو رکعت نماز پڑھ لوں، پھر انہوں نے ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں، پھر کہنے لگے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم میرے بارہ میں وہ بات گمان کرو گے جو مجھ میں نہیں ہے (یعنی تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ موت سے گھبرا کر اسے مؤخر کرنا چاہتا ہے، حالانکہ یہ بات نہیں) تو میں ان کو لمبا کرتا، بخدا اگر مجھے پہلی نمازوں نے فائدہ نہیں دیا تو یہ بھی مجھے کچھ فائدہ نہیں دے سکتی۔

اور اصابہ میں یہ بھی ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ قَالَ صَلَّاهُمَا خُبَيْبٌ

امام محمد بن سیرینؒ سے سوال کیا گیا کہ قتل کے وقت جو دو رکعت پڑھی جاتی ہیں، ان کے بارے میں کیا خیال ہے، تو امام ابن سیرینؒ نے کہا یہ دو رکعتیں

وَحُجْرٌ وَهُمَا فَاضِلَانِ۔ (الاصابہ صفحہ ۲۵۶ ج ۱)

حضرت خبیبؓ اور حجر بن عدیؓ نے پڑھی ہیں۔ اور یہ دونوں بڑی فضیلت والے شخص ہیں۔

صلوٰۃ الاستخارہ

(استخارہ کی نماز)

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت کو جب کوئی حاجت پیش آتی تھی۔ سفر یا خرید و فروخت یا نکاح وغیرہ کی۔ تو تیروں سے قسمت معلوم کرتے تھے۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ پر افترا تھا۔ کوئی تیر نکلتا جس پر یہ لکھا ہوتا تھا اَمَرَنِیْ رَبِّیْ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے اور کسی تیر پر ہوتا تھا نَھَانِیْ رَبِّیْ میرے رب نے مجھے منع کیا ہے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی مشرکانہ باتوں سے منع فرمادیا۔ اور اس کے عوض آپ نے نماز استخارہ کا طریقہ بتلایا۔ کیونکہ جب کسی انسان کو کوئی حاجت اور ضرورت پیش آتی ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ رب تعالیٰ کی طرف سے مجھے اس کا علم حاصل ہو۔ اور وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضی بھی بتلائے اور مجھ پر اس کو کھول دے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے دروازہ کو لازم پکڑتا ہے تو اس میں کچھ دیر نہیں لگتی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس راز کے فیضان کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور بڑا عظیم فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان اپنے نفس کی مراد سے خالی ہوتا ہے۔ اور اس کی بہیمیت اس کی ملکیت کے سامنے فنا ہوتی ہے اور ہمہ تن اپنا رُخ اور توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیتا ہے اور اس طرح ہوجاتا ہے جس طرح ملائکہ اپنے رب کے الہام کے منتظر ہوتے ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک استخارہ امور میں تریاق مجرب ہے مطلوب کی تحصیل کے لیے۔ اور ملائکہ کے مشابہ ہے۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دو رکعت مقرر فرمائی ہیں۔ اور دعا سکھلائی ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۹ ج ۲)

دُعائے استخارہ پہلے دو رکعت نفل پڑھے۔ پھر خوب یکسوئی کے ساتھ یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ

اے اللہ میں تیرے علم و قدرت کے ساتھ استخارہ کرتا ہوں۔ اور تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں۔

وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ ...... خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ "اَوْ قَالَ" عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ ... شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ قَالَ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ (بخاری ص۱۵۵ ج۱، ترمذی ص۹۵)

بیشک تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا۔ تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا بیشک تو ہی علام الغیوب ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ بات میرے لیے میرے دین اور معاش اور انجام کے لحاظ سے بہتر ہے۔ تو اسکو میرے لیے مقدر کر دے اور اس کو میرے لیے آسان کر دے، پھر اس میں میرے لیے برکت ڈال دے۔ اور اگر تیرے علم میں یہ بات میرے لیے شر ہے۔ میرے دین معاش اور انجام کے لحاظ سے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے بھی اس سے پھیر دے اور میرے لیے خیر کو مقدر فرما۔ جہاں بھی ہو۔ پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کر دے۔ اور اس لفظ "ھٰذا الامر" پر اپنی حاجت کا ذکر کرے۔

مسئلہ:۔ شادی، منگنی، سفر، کاروبار وغیرہ میں استخارہ کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر حج کے لیے جانا ہو تو استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں، بلکہ یوں استخارہ کرے۔ کہ فلاں دن جاؤں یا نہ جاؤں۔

مسئلہ:۔ اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا تردد دور نہ ہو تو دوسرے دن تیسرے دن، اسی طرح سات دن تک کرے ان شاء اللہ اس کام کی اچھائی یا برائی ضرور معلوم ہوگی۔

صلوٰۃ التسبیح

نفلی نمازوں میں صلوٰۃ التسبیح کی بڑی فضیلت ہے اور حدیث شریف میں اس کا بڑا ثواب ہے۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِؓ

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے کہا۔ اے عباس!

بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ
أَلَا أُعْطِيكَ أَلَا أَمْنَحُكَ أَلَا أَحْبُوكَ
أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ۔ إِذَا
أَنْتَ فَعَلْتَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ
أَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ۔ قَدِيْمَهُ وَحَدِيْثَهُ
خَطَاءَهُ وَعَمَدَهُ صَغِيْرَهُ وَكَبِيْرَهُ
سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ
رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ
الْكِتَابِ وَسُوْرَةً فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ
الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَأَنْتَ
قَائِمٌ قُلْتَ۔

اے چچا! کیا میں تجھ کو نہ عطا کروں ——
—— کیا میں تجھ کو نہ عطیہ دوں۔ کیا نہ خبر دوں۔ کیا
دس باتیں تمہارے ساتھ نہ کروں جب تم ان کو کرو
گے۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے اوّل۔ آخر قدیم وجدید خطاءً
اور عمداً صغیرہ وکبیرہ۔ پوشیدہ اور ظاہر سب گناہ بخش
دے گا۔ وہ یہ کہ چار رکعات پڑھو اور ہر رکعت میں
فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھو جب پہلی رکعت کی قرأت
سے فارغ ہو تو کھڑے کھڑے ہی پندرہ دفعہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا
إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ۔
خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ
تَرْكَعُ فَتَقُوْلُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ
تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا
عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُوْلُهَا
وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ
رَأْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا
ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ
رَأْسَكَ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسٌ
وَسَبْعُوْنَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ
ذٰلِكَ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ إِنِ اسْتَطَعْتَ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ
إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ کہو پھر رکوع کرو اور رکوع کے اندر
اسے دس دفعہ کہو۔ پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس دفعہ کہو۔ پھر
سجدہ کرو۔ اور دس دفعہ سجدہ میں کہو پھر سجدہ سے
اٹھ کر دس دفعہ کہو۔ پھر دوسرے سجدہ میں دس دفعہ
کہو پھر سجدے سے سر اٹھا کر دس دفعہ کہو تو پچھتر دفعہ
ہو گیا ہر رکعت میں۔ یہ نماز اگر ہر روز پڑھ سکو تو پڑھو
اور اگر ایسا نہ کر سکو تو پھر ہر جمعہ میں پڑھو۔ اگر ایسا
بھی نہ کر سکو تو پھر سال میں ایک دفعہ پڑھو، اور اگر
یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک مرتبہ ضرور پڑھو۔

اَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ
مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ
سَنَةٍ مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ
فَفِي عُمُرِكَ مَرَّةً (ابو داؤد ص ۱۸۳ ج ۱
ابن ماجہ ص ۹۹ سنن الکبریٰ بیہقی ص ۵۱ ج ۳ ترمذی ص ۹۵ ج ۱
وَعَنْ اَبِي رَافِعٍ نحوہ)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ (شاگرد امام ابوحنیفہؒ اور استاذ الاستاذ امام بخاریؒ) کہتے ہیں کہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے بعد اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے پہلے پندرہ مرتبہ، سورۃ کے بعد دس مرتبہ پڑھے (ترمذی ص ۹۶)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہر جمعہ کے دن یہ نماز پڑھتے تھے، اور ابوالجوزاءؒ (تابعی) ہر روز بعد اذان ظہر قبل نماز پڑھتے تھے، اور ابوعثمان الحیریؒ نے کہا ہے کہ کوئی چیز بھی غموم اور مصائب کو دفع کرنے کے لیے صلوٰۃ التسبیح سے افضل نہیں۔ (

مسئلہ:۔ اکثر عورتیں جمع ہو کر جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح جماعت کے ساتھ پڑھتی رہتی ہیں، یہ بدعت ہے، جماعت کے ساتھ اس نماز کو پڑھنا درست نہیں ہے۔ الگ الگ انفرادی صورت میں پڑھیں، عورتوں کی طرح مردوں کے لیے بھی یہ نماز باجماعت پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر کسی رُکن میں تسبیحات بھول کر کم پڑھی گئیں یا بالکل ہی چھوٹ گئیں تو اگلے رُکن میں ان بھولی ہوئی تسبیحات کو بھی پڑھ لے مثلاً رکوع میں دس مرتبہ تسبیح پڑھنا بھول گیا اور سجدہ میں یاد آیا تو سجدہ میں یہ بھولی ہوئی دس بھی پڑھے، ایسی صورت میں سجدہ میں بیس تسبیحیں پڑھے، گویا ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیح پڑھی جاتی ہے، بقدر چار رکعتوں میں تین سو مرتبہ،
اگر چاروں رکعتوں میں تین سو مرتبہ پڑھ لی تو انشاء اللہ صلوٰۃ التسبیح کا ثواب مل جائے گا ورنہ یہ نماز نفل ہوگی۔ صلوٰۃ التسبیح نہیں رہے گی۔ (بہشتی زیور)

مسئلہ:۔ اگر صلوٰۃ التسبیح میں کسی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوگیا تو سہو کے دونوں سجدوں میں اور

ان کے بعد کے قعدہ میں تسبیحات نہ پڑھی جاویں گی۔

عَنِ ابْنِ اَبِیْ رِزْمَۃَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ اِنْ سَھَا فِیْھَا اَیُسَبِّحُ فِیْ سَجْدَتَیِ السَّھْوِ عَشْرًا عَشْرًا قَالَ لَا اِنَّمَا ھِیَ ثَلٰثُمِائَۃِ تَسْبِیْحَۃٍ۔ (ترمذی صفحہ ۹۶)

عبدالعزیز بن ابی رزمۃ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے پوچھا اگر صلوٰۃ التسبیح میں سہو ہو جائے تو کیا سہو کے دونوں سجدوں میں دس دس مرتبہ تسبیح کہے؟ انہوں نے کہا کہ سجدہ سہو میں یہ تسبیحات نہیں ہیں۔ اس نماز میں جملہ تین سو تسبیحات ہیں۔

مسئلہ:۔ تسبیحات کے بھول کر چھوڑ جانے یا کم ہو جانے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

صلوٰۃ الاستسقاء

(بارش طلب کرنے کے لیے نماز پڑھنا)

بالعموم بارشوں کی کمی انسانوں کے معاصی اور گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہوتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ (مَرْفُوْعًا) لَمْ یَمْنَعُوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِھِمْ اِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَآءِ وَلَوْلَا الْبَھَآئِمُ لَمْ یُمْطَرُوْا۔

(ابن ماجہ صفحہ ۲۹۰ باب العقوبات)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ روک دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش کے قطرے روک دیتا ہے اور اگر جانور نہ ہوتے تو ان سے بالکل ہی بارش روک دی جاتی۔

قحط و خشک سالی میں بارش کے لیے اپنے گناہوں سے استغفار اور دعا کرنا ضروری ہے، جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ میں ذکر ہے کہ نوح علیہ السلام نے کہا۔

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا ﴿۱۱﴾ (نوح پ ۲۹)

اے لوگو اپنے رب سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگو، وہ تم پر آسمان سے بارش برسائے گا۔

استسقاء کی کئی صورتیں ہیں مثلاً فرض نماز کے بعد دعا اور استغفار کیا جائے، یا خطبہ جمعہ اور اجتماعات میں دعا اور استغفار کی جائے، یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک

سے ثابت ہے یا دو رکعت نماز نفل ادا کر کے پھر دُعا کی جائے، یہ بھی ثابت ہے، امام ابو حنیفہؒ ان دو رکعتوں کو سنت نہیں قرار دیتے ہے، البتہ اس کو جائز سمجھتے ہیں۔

امام نوویؒ شارح مسلم لکھتے ہیں۔ ہمارے اصحاب (شوافع) یہ کہتے ہیں کہ استسقاء تین طریقوں پر ہوتی ہے۔

۱۔ صرف دعا کے ساتھ ہو بغیر نماز کے۔

۲۔ جمعہ کے خطبہ میں یا فرض نماز کے ادا کرنے کے بعد طلب باراں کے لیے دعا کی جائے۔ یہ پہلی قسم سے زیادہ افضل ہے، جس میں صرف دُعا ہی ہوتی ہے۔

۳۔ یہ قسم زیادہ کامل ہے جس میں دو رکعت نماز پہلے ادا کی جاتی ہے۔ اور نماز ادا کرنے سے پہلے پوری طرح تیاری کی جاتی ہے، صدقہ خیرات سے اور روزہ رکھنے اور توبہ کرنے سے اور پوری طرح نیکی کی طرف توجہ کرنے سے اور دلجمعی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف رغبت کرنے سے اور برائی سے کنارہ کشی اختیار کرنے کا عزم مصمم کیا جاتا ہے (نووی مع مسلم صہ ۲۹۲/۱)

صحیح مسلم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں موجود ہے۔

۱۔ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عليه وسلم إِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔ (مسلم صہ ۲۹۲/۱)	کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف نکلے اور سیرابی کے لیے دُعا کی، اور رُخ مبارک قبلہ کی طرف کیا اور آپ نے چادر مبارک پلٹ دی اور دو رکعت نماز (صلوٰۃ الاستسقاء) ادا فرمائی۔

۲۔ دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رُخ مبارک قبلہ کی طرف کیا اور پشت مبارک لوگوں کی طرف اللہ دُعا کرتے رہے پھر چادر پلٹی اور پھر دو رکعت نماز ادا کی۔ (مسلم صہ ۲۹۳/۱)

۳۔ تیسری روایت میں یہ ہے کہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا میں ہاتھ مبارک بہت زیادہ بلند کیے یعنی معمول کے خلاف یہاں تک کہ بغل مبارک کی سفیدی نظر آتی تھی (مسلم صہ ۲۹۳/۱)

۴۔ چوتھی روایت میں یہ آتا ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں ہاتھ مبارک اُلٹے کئے یعنی ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف کی۔ (مسلم صہ ۲۹۳ ج۱)

ہاتھوں کا اٹھانا، چادر کا پلٹنا اور ہاتھوں کو بہت زیادہ اونچا کرنا یہ سب تفاول کے لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح حالات کو پلٹ دے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ یہ سب باتیں ضروری نہیں بلکہ انقلاب حالات اور تبدیلی حالات کی طرف اشارہ ہے، استسقاء میں اصل دعا اور استغفار ہی ہے، اگر الگ نماز پڑھیں تو مستحب ہوگی، سنت کا درجہ نہیں ہے۔ (ہدایہ صہ ۱۲۱ ج۱، شرح نقایہ صہ ۱۰۹ ج۱، کبیری صہ ۴۲۷)

۱۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ۔

ایک شخص جمعہ کے دن باب دار القضاء کی طرف سے مسجد میں داخل ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کھڑے خطبہ دے رہے تھے، وہ شخص آپکے سامنے آکر کھڑا ہوگیا، اور عرض کرنے لگا۔ حضور! قحط کی وجہ سے مویشی ہلاک ہوگئے، زمینیں تباہ ہوگئیں، راستے بند ہوگئے، آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بارش برسا دے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت ہاتھ مبارک اٹھائے "اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا" اے اللہ ہم کو بارش سے سیراب کر دے" دعا کی۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اس وقت آسمان میں کوئی بادل نظر نہیں آتا تھا، ہم نے دیکھا کہ ایک ڈھال جتنا بادل کا ٹکڑا طلوع ہوا، جب آسمان کے درمیان پہنچا تو منتشر ہوگیا یعنی پھیل گیا اور بارش برسنی شروع ہوگئی، ایسی کہ سات دن تک ہم نے آسمان نہیں دیکھا، اگلے جمعہ میں اسی دروازے سے وہ شخص آیا (بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص آیا تھا) اور کہنے لگا، حضور! بارش کی وجہ سے زمینیں تباہ ہوگئیں اور راستے بند ہو گئے، آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بارش کو بند کر دے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک اٹھائے اور دعا کی۔

"اے اللہ! اردگرد اور اطراف میں بارش برسا، بڑے ٹیلوں پہ، چھوٹے ٹیلوں پر وادیوں میں اور درختوں کے اگنے کی جگہوں میں"

تو ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے بادل چھٹ گئے اور آسمان صاف ہوگیا، سورج نظر آنے لگا۔ (بخاری صہ ۱۲۸ ج۱، مسلم صہ ۲۹۳ ج۱)

اس حدیث سے امام ابو حنیفہؒ نے استدلال کیا ہے کہ دو رکعت نماز استسقار کے لیے کوئی ضروری نہیں ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور! میں ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہوں جن کے جانوروں کا دودھ قحط سالی کی وجہ سے خشک ہو گیا ہے، اور جانور لاغر ہو گئے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر تشریف فرما ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور اس طرح دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا طَبَقًا مَرِيْعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ وَفِي رِوَايَةٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ۔ (ابن ماجہ صفحہ ۹۰ طحاوی صفحہ ۱۹۱/۱، بیہقی صفحہ ۳۵۵/۳، مستدرک حاکم صفحہ ۳۲۸/۱، وقال على شرطهما واقرّہ الذهبیؒ)

اے اللہ! ہم کو ایسی بارش سے سیراب فرما جو ہماری ضرورتوں کو پورا کرے، مبارک، خوشگوار ہو، سیراب کرنے والی، تمام فضار کو گھیرنے والی، زیادہ پانی والی جلدی برسنے والی ہو۔ تاخیر (دیر) سے برسنے والی نہ ہو، مفید ہو مضر نہ ہو۔

۴۔ صحابہ کرامؓ کے عمل سے بھی یہ ثابت ہے کہ انہوں نے استسقار کے لیے صرف دعا اور استغفار پہ اکتفار کیا، جیسا کہ

عَنْ عَطَاءِ ابْنِ اَبِيْ مَرْوَانَ الْاَسْلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ نَسْتَسْقِيْ فَمَا زَادَ عَلَى الْاِسْتِغْفَارِ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۴۷۴/۲)

حضرت عطار بن ابی مروانؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ کے ساتھ استسقار کے لیے نکلے تو انہوں نے سوائے استغفار کے کچھ نہیں کیا (نہ نماز پڑھی اور نہ خطبہ دیا)

۵۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ کو آگے کھڑا کر کے ان کے توسل کیا تھا بارش طلب کرتے تھے اور دعا میں اس طرح کہتے تھے۔

"اے اللہ ہم لوگ پہلے تیرے سامنے اپنے نبی کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو ہم کو سیراب کرتا تھا اب ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا توسل پیش کرتے ہیں تو ہم کو سیراب کر دے تو اللہ تعالیٰ ان کو بارش سے سیراب کر دیتا تھا۔ (بخاری صفحہ ۱۳۷/۱)

نوٹ:۔ اس حدیث سے توسل کا مسئلہ بھی واضح ہو جاتا ہے، بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ توسل

اگر وفات کے بعد جائز ہوتا تو حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ توسل کرتے، حالانکہ آپ نے حضرت عباسؓ کے ساتھ توسل کیا، تو معلوم ہوا کہ بعد از وفات توسل جائز نہیں لیکن یہ شبہ بے بنیاد ہے، کیونکہ توسل بالذات و بالاشخاص کے لیے تو یہ حدیث نص ہے اور توسل بعد از وفات کے لیے حضرت عثمان بن حُنیفؓ کی صحیح حدیث جو کہ ترمذی ص۵۱۵ ابن ماجہ ص۹۹ جمع الفوائد ج۱ ص۲۰۴ و مجمع الزوائد ج۲ ص۲۷۹ بحوالہ طبرانی کبیر میں موجود ہے، اس کو رد کرنا محض مکابرہ ہے، حق پرستی نہیں۔

اس مقام میں حضرت عمرؓ نے جو حضرت عباسؓ کے ساتھ توسل کیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ استسقاء میں محض توسل ہی مراد نہیں ہوتا بلکہ کسی برگزیدہ شخصیت کو آگے کھڑا کر کے اس سے دعا کرانا بھی ہوتا ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ جو اس وقت سب سے زیادہ عمر رسیدہ اور سب کے نزدیک محترم تھے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کا احترام کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے ان کو کھڑا کر کے دعا کرائی۔

۶۔ حضرت امام شعبیؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ باہر نکلے اور ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور انہوں نے کہا۔

"اے لوگو! اپنے رب سے گناہوں کی بخشش طلب کرو، بیشک وہ بہت بخشش کرنے والا ہے، وہ آسمان سے تمہارے لیے موسلادھار بارش برسائے گا، اور تمہیں مال اور بیٹوں سے مدد بھی پہنچائے گا، اور تمہارے لیے باغات بھی بنا دے گا، اور تمہارے لیے نہریں جاری کر دے گا، تو ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت! اگر آپ ہمارے لیے پانی طلب کرتے تو کیا اچھا ہوتا، تو حضرت عمرؓ نے کہا۔

لَقَدْ طَلَبْتُهُ بِمَجَادِيحِ السَّمَاءِ الَّتِي يُسْتَنْزَلُ بِهَا الْمَطَرُ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۴۷۴، بیہقی ج۳ ص۳۵۲)

میں نے تمہارے لیے آسمان کے نچھتروں سے پانی طلب کیا ہے، جہاں سے بارش اتاری جاتی ہے (یعنی میں نے ایسی دعا کی جس کے نتیجے میں سیرابی ہوگی)

اگر صلوٰۃ الاستسقاء ایسی ہی ضروری ہوتی اور سنت لازمہ ہوتی تو حضرت عمرؓ اسے کیوں ترک کرتے، باوجود اس کے کہ وہ سنت کا اتباع کرنے میں بہت شدت رکھتے تھے۔

۷۔ حضرت علیؓ نے کہا ہے کہ استسقاء کی حقیقت استغفار ہی ہے۔ (مصنف عبدالرزاق صہ ۸۹/۳)

۸۔ امام ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے استسقاء میں دعا پر ہی اکتفا کیا نماز نہیں پڑھی۔
(ابن ابی شیبہ صہ ۴۷۴/۲، کتاب الحجہ صہ ۲۳۳/۱)

تو یہی بات امام ابوحنیفہؒ نے کہی ہے کہ استسقاء میں نماز سنّت لازمہ نہیں ہے۔ چنانچہ مشہور فقیہہ محدث امام ابراہیم حلبیؒ شارح منیۃ المصلی لکھتے ہیں۔

فَالْحَاصِلُ اَنَّ الْاَحَادِیْثَ لَمَّا اخْتَلَفَتْ فِی الصَّلٰوۃِ بِالْجَمَاعَۃِ وَعَدَمِہَا عَلٰی وَجْہٍ لَا یَصْلُحُ بِہٖ اِثْبَاتَ السُّنِّیَّۃِ لَمْ یَقُلْ اَبُوْحَنِیْفَۃَ بِسُنِّیَّتِہَا وَلَا یَلْزَمُ مِنْ عَدَمِ قَوْلِہٖ بِسُنِّیَّتِہَا قَوْلُہٗ بِاَنَّہَا بِدْعَۃٌ کَمَا نَقَلَہٗ عَنْہُ بَعْضُ الْمُشَنِّعِیْنَ بِالتَّعَصُّبِ بَلْ ھُوَ قَائِلٌ بِالْجَوَازِ

(کبیری صہ ۴۲۹)

پس حاصل یہ ہے کہ جب استسقاء کے سلسلہ میں نماز باجماعت پڑھنے اور نہ پڑھنے کے متعلق احادیث میں اختلاف ہے، ایسا کہ اس کا سنت ہونا ثابت کرنا درست نہیں، تو امام ابوحنیفہ اس کے سنّت ہونے کے قائل نہیں ہوئے، لیکن اس کے سنّت نہ ہونے سے اس کا بدعت ہونا لازم نہیں ہوتا، جیسا کہ بعض شناعت کرنے والے تعصب کی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ کو متہم کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، بلکہ امام ابوحنیفہؒ نماز استسقاء کے جواز کے قائل ہیں، کہ یہ مستحب ہے البتہ سنّت کا درجہ نہیں ہو سکتا۔

لیکن صاحبین (قاضی ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) اور دیگر آئمہ کرام فرماتے ہیں کہ دو رکعت نماز بھی مسنون ہے، یہ بحث صرف مسنون غیر مسنون کی ہے، نفس جواز میں کوئی کلام نہیں، حضرت امام ابوحنیفہؒ کے دونوں شاگرد (امام ابویوسفؒ امام محمدؒ) اور دیگر ائمہ کرام اس کے مسنون ہونے کے قائل ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ تین دن مسلسل ایسا کیا جائے، اگر ممکن ہو تو پیدل جائیں، معمولی کپڑوں میں انتہائی انکساری و عاجزی کے ساتھ نکلیں سر جھکائے ہوئے۔ (در مختار صہ ۱۱۵/۱)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ مُتَبَذِّلًا

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے نہایت ہی معمولی لباس میں عاجزی

مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا۔ (ترمذی ص۱۰۶ ، ابوداؤد ص۱۶۵ ج۱ ، نسائی ص۲۲۶ ج۱ ، ابن ماجہ ص۹۰) — اور خشوع کے ساتھ اور گڑگڑاتے ہوئے۔

مسئلہ: فقہائے کرام فرماتے ہیں کوئی کافر ساتھ نہ جائے، اس لیے کہ صلوٰۃ استسقاء جلبِ رحمت کے لیے ہوتی ہے، اور کافر کفر کی وجہ مورد لعنت ہوتا ہے، ایسے موقع پہ کافر کا موجود ہونا جلبِ رحمت میں رکاوٹ بن سکتا ہے، البتہ جانوروں کا ہونا باعث جلب رحمت ہے (ہدایہ ص۱۲۲ ج۱ ، شرح نقایہ ص۱۰۶ ج۱ ، درمختار ص۱۱۸ ج۲)

استسقاء کی دعائیں

قحط و خشک سالی کے زمانہ میں جو دعائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا۔ (بخاری ص۱۳۷ ج۱) — اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے۔ اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے، اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے۔

۲۔ اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا۔ (بخاری ص۱۳۸ ج۱ ، مسلم ص۲۹۳ ج۱) — اے اللہ! ہم پر بارش برسا دے، اے اللہ! ہم پر بارش برسا دے اے اللہ! ہم پہ بارش برسا دے۔

۳۔ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ۔ (ابوداؤد ص۱۶۶ ج۱ ، موطا امام مالک ص۱۷۹) — اے اللہ! آپ اپنے بندوں کو اور جانوروں کو سیراب کر دے اور اپنی رحمت پھیلا دے اور مردہ اور خشک زمین کو سرسبز بنا دے۔

۴۔ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلٰى اَرْضِنَا زِيْنَتَهَا وَسَكَنَهَا۔ (حصن حصین ص۲۳۳ بحوالہ ابوعوانہ) — اے اللہ! ہماری زمین پہ اس کی زینت آسائش و تسکین نازل فرما۔

۵۔ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا الخ — ص۵۸۳ پر گذر چکی ہے

۶۔ قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ — حضرت عمرؓ نے دعا کی

اَللّٰهُمَّ اِنَّا تَوَجَّهْنَا اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّكَ وَصِنْوِ اَبِيْهِ فَاسْقِنَا الْغَيْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِيْنَ۔ — اے اللہ! ہم نے متوجہ کیا ہے تیری طرف تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور اس کے باپ کی شاخ کو (یعنی تیرے سامنے ان کا توسل پیش کرتے ہیں) ان کے وسیلے ہم کو بارش سے سیراب کر۔ اور ہم کو مایوس ہونے والوں میں نہ کر۔

۷۔ قَالَ الْعَبَّاسُ رضی اللہ عنہ

اَللّٰهُمَّ لَمْ يَنْزِلْ بَلَاءٌ اِلَّا بِذَنْبٍ وَلَمْ يُكْشَفْ اِلَّا بِتَوْبَةٍ وَقَدْ تَوَجَّهَ الْقَوْمُ بِيْ اِلَيْكَ لِمَكَانِيْ مِنْ نَبِيِّكَ وَهٰذِهٖ اَيْدِيْنَا بِالذُّنُوْبِ وَنَوَاصِيْنَا بِالتَّوْبَةِ فَاسْقِنَا الْغَيْثَ

(فتح الباری ص ۱۵۱ ج ۲)

حضرت عباسؓ نے دُعا کی

اے اللہ! ہمیشہ مصیبت گناہ کی وجہ سے آتی ہے اور وہ مصیبت دُور نہیں ہوتی مگر توبہ کے ساتھ اور بے شک مجھے تیرے سامنے قوم نے پیش کیا ہے، میرے اس قرب کی وجہ سے جو مجھے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے، اور اے اللہ یہ ہمارے ہاتھ آلودہ معصیت ہیں اور یہ ہماری پیشانیاں توبہ کے ساتھ پیوست ہیں۔ اے اللہ ہم کو بارش سے سیراب کر دے۔

مسئلہ ا۔ بعض مقامات میں استسقار کے وقت لوگ ایک دوسرے پر رنگ پھینکتے ہیں، اور پچکاریوں میں بھر کر ایک دوسرے کے کپڑوں پر ڈالتے ہیں۔ اس سے ایک قسم کا تفاول یا نیک شگون لیتے ہیں کہ بارش برسے گی، یہ تمام غیر مسلم اقوام کی نقالی ہے، اور مکروہ کام ہے۔

صلوٰۃ الکسوف و الخسوف

سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت کی نماز

سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنی مستحب ہے، سورج گرہن اگر ایسے وقت ہو جب نماز مکروہ نہیں ہوتی تو باجماعت نماز ادا کی جائے لمبی قرأت اور لمبے رکوع اور سجود کے ساتھ۔ اور لمبی دُعا کے ساتھ یہاں تک کہ سورج گرہن دُور ہو جائے۔

۱۔ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا (بخاری ص ۱۴۲ ج ۱ مسلم ص ۲۹۵ ج ۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہیں یہ کسی کی موت یا پیدائش سے گرہن زدہ نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ نشانی دکھلاتا ہے تاکہ ان کو تنبیہ ہو۔ اور گناہوں سے رکیں۔ جب

تم اس قسم کی نشانی دیکھو تو اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا کرو، تکبیر کہو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔

۲۔ فَاِذَا رَاَيْتُمْ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَدُعَائِهٖ وَاسْتِغْفَارِهٖ

(بخاری صـ۱۴۵ ، مسلم صـ۲۹۹/۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب یہ نشانی دیکھو تو جلدی اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف اور دعا، استغفار کی طرف رجوع کرو۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لمبی رکعتیں پڑھیں۔ اور یہ دو رکعتیں مسنون ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک ساتھ دو رکوع کے ہر رکعت میں، اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک ہی رکوع ہر رکعت میں

صلوٰۃ کسوف و خسوف کی تحقیق

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رض (مرفوعًا) اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَكَبِّرُوْا وَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا

(بخاری صـ۱۴۲ ، مسلم صـ۲۹۶/۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی آیات سے ہیں یہ کسی کی موت اور حیات پر گرہن زدہ نہیں ہوتے۔ پس جب تم ان کو اس حالت میں دیکھو تو تکبیر کہو۔ دعا کرو، نماز پڑھو اور صدقہ خیرات کرو۔

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهَرَ فِيْ صَلٰوةِ الْخُسُوْفِ بِقِرَاءَتِهٖ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَّاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ۔

(مسلم صـ۲۹۶/۱)

ام المومنین حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خسوف میں جہر کیا اپنی قراءت کرنے میں۔ اور آپ نے چار رکوع اور چار سجدے ادا کیے۔

۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف کے موقع پر نماز پڑھی اور لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے لمبا قیام کیا

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهٗ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا قَدْرَ نَحْوِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ۔ (مسلم ص۲۹۸ ج۱)

جس طرح تقریباً سورۃ بقرہ کی قراءۃ کی مقدار بنتا۔

صلوٰۃ کسوف میں قراۃ بالجہر افضل ہے یا بالسر

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سراً زیادہ افضل ہے امام شافعیؒ وغیرہ حضرات جہر کو افضل کہتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ صدیقہؓ کی روایت سے استدلال تام نہیں۔ اس لیے کہ حضرت عائشہؓ سے دونوں قسم کی روایات منقول ہیں۔ ایک قسم کی روایات وہ ہیں جن میں جہر قرآن کا ذکر ہے۔ اور دوسری روایات وہ ہیں جن میں اندازہ لگانے کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے کہ اندازہ لگانے کی صورت میں قراۃ بالجہر نہ ہوگی۔ البتہ اس توجیہ کو اگر آپ پیش نظر رکھیں جیسا کہ ہم آگے ذکر کریں گے کہ کچھ حصہ قراۃ کا بالجہر بھی ہوگیا ہو تو کوئی بعید نہیں۔ اور باقی حصہ بالاخفار ہو۔

اور پھر حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت سمرۃ بن جندبؓ کی روایت میں بھی اخفار کا ذکر ہے۔ تو اس بنار پر اگر امام اعظم ابوحنیفہؒ نے قراۃ بالاخفار کو ترجیح دی ہے۔ تو عین ثواب ہے اور احادیث کے مطابق ہے۔

۱۔ حضرت سمرۃ بن جندبؓ کی روایت یوں ہے۔

۱۔ فَقَامَ بِنَا كَاَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا فِيْ صَلٰوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا۔ (ابوداؤد ص۱۶۸ ج۱، نسائی ص۱۶۷ ج۱، ترمذی ص۱۰۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا لمبا قیام کیا کہ ایسا لمبا قیام کبھی بھی کسی نماز میں نہیں کیا تھا جو آپ نے ہمیں پڑھائی، اور ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے۔ (یعنی آپ قراۃ آہستہ کرتے تھے)

۲۔ اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں

فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَقَامَ فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهٗ فَرَاَيْتُ اَنَّهٗ قَرَاَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهٗ فَرَاَيْتُهٗ اَنَّهٗ قَرَاَ بِسُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ۔ (ابوداؤد ص۱۶۸ ج۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو میں نے اندازہ لگایا آپ کی قراۃ کا۔ وہ اتنی لمبی تھی جتنی سورۃ بقرہ ہوتی ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں اس طرح آتا ہے

کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کی قراءت کا اندازہ لگایا۔ تو سورۃ آل عمران جتنی معلوم ہوئی

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله وسلم الْكُسُوْفَ فَلَمْ اَسْمَعْ مِنْهُ حَرْفًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ۔

(مسند احمد ص۲۹۳ ج۱، طحاوی ص۱۹۷ ج۱)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسوف (سورج گرہن) کے وقت نماز پڑھی اور میں نے آپ سے اس نماز میں ایک حرف بھی قرآن پاک کا نہیں سنا (یعنی آپ آہستہ قراءۃ کرتے تھے)

۴۔ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم صَلٰوةَ الْخُسُوْفِ فَلَمْ اَسْمَعْ مِنْهُ فِيْهَا حَرْفًا وَّاحِدًا۔

(مسند احمد ص۲۹۳ ج۱)

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو حرف واحد بھی آپ سے اس نماز میں نہیں سنا۔

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بچے تھے۔ اور وہ بچوں کی صف میں تھے اور وہ پیچھے ہوتی ہے۔ اس لیے وہ دور ہونے کی وجہ سے نہ سن سکے ہوں گے۔ لیکن یہ توجیہ صحیح نہیں کیونکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں جو ہے کہ آپ نے جہراً قرارت کی۔ تو انہوں نے آپ سے سن لیا کیونکہ بہر حال عورتوں کی صف بچوں سے بھی پیچھے اور دور تھی۔

صحیح بات یہ ہے۔ کہ زیادہ تر حصہ آپ نے آہستہ پڑھا تھا اور کچھ حصہ جہر کے ساتھ بھی پڑھ لیا ہوگا۔ کیونکہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت جو مسلم میں ہے وہ اس کا قرینہ ہے۔ کہ آپ نے لمبا قیام کیا جیسا کہ تقریباً سورۃ بقرۃ کی قراءۃ جتنا طویل قیام کیا اگر قراءۃ کلیتہً بالجہر ہوتی تو اندازہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ صاف صاف کہہ دیتے کہ فلاں فلاں سورت آپ نے پڑھی تھی۔

اور یہ قراءۃ بالجہر یا بالاخفاء دونوں طرح روا ہے۔ صرف افضلیت میں اختلاف ہے کہ زیادہ افضل طریق جہر ہے جیسا کہ امام شافعیؒ اور دیگر حضرات کہتے ہیں یا اخفاء قرارت زیادہ افضل ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔

رکوع ایک یا دو حضرت امام شافعیؒ دو رکوع کے قائل ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہؒ ہر رکعت میں صرف ایک رکوع کے قائل ہیں۔ تعجب کی بات ہے۔ کہ صحیح روایات میں ایک رکعت میں تین، چار رکوع کا بھی ذکر ہے اور بعض روایات میں پانچ رکوع کا بھی۔ اور شاذ روایات میں چھ رکوع کا بھی ذکر ہے۔ شاذ روایت کو تو چھوڑ دیں۔ باقی صحیح روایات میں امام شافعیؒ نے صرف دو رکوع والی روایت پر کس طرح اکتفا کر لیا ہے۔ جب روایات ایک جیسی ہیں۔ تو اگر امام ابوحنیفہؒ اور ان کے رفقا صرف ایک رکوع پر انحصار کریں اور وہ دلائل کے ساتھ۔ تو ان کو زمرہ اہلحدیث سے خارج کر دیا جائے۔ عجیب انصاف ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر متعدد رکوع کیے ہیں وہ ایک خاص کیفیت کے پیش نظر۔ ایک خاص کیفیت اور حالت آپ پر طاری تھی۔ آپ بار بار رکوع کرتے تھے۔ لیکن امت کے لیے بطور قانون یہ فرمایا جیسا کہ حضرت قبیصۃ الہلالیؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا کَاَحْدَثِ صَلٰوۃٍ صَلَّیْتُمُوْهَا مِنَ الْمَکْتُوْبَۃِ۔

کہ جب تم دیکھو سورج گرہن کو تو تم نماز پڑھو اس طرح جس طرح کہ قریب تر نماز تم نے پڑھی ہے۔ فرض نمازوں میں سے (وہ صبح یا ظہر کی نماز ہو سکتی ہے)

(ابو داؤد صفحہ ۱۶۹ ج ۱۔ نسائی صفحہ ۱۶۷ ج ۱)

مسئلہ:۔ عورتیں گرہن کے وقت کھانا پینا گناہ خیال کرتی ہیں ——— اور کام ترک کر دیتی ہے۔ یہ غلط بات ہے۔

مسئلہ:۔ چاند گرہن کے وقت بھی دو رکعتیں مسنون ہیں لیکن جماعت مسنون نہیں۔ انفرادی طور پر گھروں میں ہی پڑھیں۔

مسئلہ:۔ صدقہ دینا گناہوں کی معافی کے لیے ہوتا ہے۔ یہ صدقہ اس سبب نہیں ہوتا جس طرح مشرک اور ہندو لوگ کہتے ہیں کہ "چاند پر اور سورج پر بھنگیوں کا قرض چڑھ جاتا ہے (اس کو ادا کرنے کے لیے ان کی جان چھڑاؤ)

مسئلہ:۔ سورج گرہن کے وقت بالعموم دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ کیمروں سے تصویریں اتارنے میں مشغول ہوتے ہیں یہ غفلت اور بے حسی کی علامت ہے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچنے کے لیے اس وقت توبہ استغفار ہی کرنی چاہیے۔

صلوٰۃ اللیل

(تہجد کی نماز)

تہجد کی نماز تمام نوافل میں زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ (مَرْفُوْعًا) وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ۔ (ترمذی صفحہ ۹۰)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرائض کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔

نماز تہجد صفائے خاطر، دلجمعی اور سکون کا باعث ہے، نیز یہ سمعہ اور ریا سے بھی بعید ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

۱۔ اِنَّ نَاشِئَۃَ اللَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا ﴿۶﴾ (مزمل پ ۲۹)

بیشک رات کو اٹھنا روندنے کے اعتبار سے زیادہ سخت ہے، اور زیادہ درست ہے بات کرنے کے اعتبار سے۔

۲۔ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ غُرَفًا تُرٰی ظُھُوْرُھَا مِنْ بُطُوْنِھَا وَ بُطُوْنُھَا مِنْ ظُھُوْرِھَا فَقَامَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ لِمَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ لِمَنْ اَطَابَ الْکَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَدَامَ الصِّیَامَ وَصَلّٰی بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ (ترمذی صفحہ ۲۹۲)

حضرت علیؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے بشک جنت میں ایسے عمدہ بالاخانے ہیں جن کا بیرونی حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آتا ہے (یعنی ان کی دیواریں شفاف ہیں) ایک اعرابی (دیہاتی آدمی) کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا حضور! وہ بالاخانے کن لوگوں کے لیے ہوں گے آپ نے فرمایا جو شخص اچھا کلام کرے گا اور محتاجوں کو کھانا کھلائے گا، اور ہمیشہ (نفلی) روزے رکھے گا اور رات

کو نماز (تہجد) پڑھے گا۔ جبکہ دوسرے لوگ سوئے ہوئے ہوں

۳- نیز یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کا وقت ہوتا ہے۔

يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ

(بخاری ص ۱۵۳/۱)

ہمارا پروردگار ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے (یعنی اس کی خاص تجلی آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتی ہے) جب رات ایک ثلث باقی رہ جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کون ہے مجھ سے دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کروں، کون ہے مجھ سے مانگنے والا کہ میں اسے عطا کروں۔ کون ہے مجھ سے بخشش طلب کرنے والا کہ میں اسے بخش دوں۔

۴- رات کا اٹھنا بہیمیت کو کمزور کرنے کے لیے تریاق کا حکم رکھتا ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هٰذَا السَّهَرَ جُهْدٌ وَثِقْلٌ فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ۔ فَإِنْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ وَإِلَّا كَانَتَا لَهُ۔

(دارمی ص ۳۱۲/۱، طحاوی ص ۲۰۳/۱، دارقطنی ص ۳۶/۱)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بیداری مشقت اور بوجھ ہے۔ جب تم میں سے کوئی شخص وتر پڑھتا ہے، تو اس کو اس کے بعد دو رکعت پڑھ لینی چاہئیں، اگر رات کو بیدار ہو گیا (تو تہجد پڑھ لے گا) ورنہ یہ اس کے قائمقام ہوں گی۔

۵- عَنْ بِلَالٍ وَأَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَإِنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ قُرْبَةٌ إِلَى اللهِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ وَتَكْفِيرٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ (ترمذی ص ۱۹۵)

حضرت بلالؓ اور ابو امامہؓ روایت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! رات کے قیام کو لازم پکڑو، کیونکہ یہ عادت اور طریقہ ہے تم سے پہلے نیک لوگوں کا، اور بیشک رات کا قیام اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہے۔ گناہوں سے روکنے والا اور خطاؤں کا کفارہ اور بیماری کو بدن سے بھگانے اور دور کرنے والا ہے۔

۶۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ (مَرْفُوعًا) مَنْ یُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ یَارُبَّ کَاسِیَةٍ فِی الدُّنْیَا عَارِیَةٌ فِی الْاٰخِرَةِ۔

(بخاری صـ۱۵۲/۲ وصـ۲۲۳، ترمذی صـ۳۲/۲)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو بیدار کرے ان حجروں میں سونے والیوں کو (ازواج مطہرات مراد ہیں) بہت سی دنیا میں رنگا رنگ فیشنی لباس پہننے والیں آخرت میں برہنہ ہونگی (کیونکہ ان کے نفس فضائل سے عاری ہوں گے)

۷۔ عَنْ جَابِرٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ اللَّیْلِ سَاعَةً لَا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ یَسْاَلُ اللّٰہَ فِیْهَا خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ (مسلم صـ۲۵۸/۱۶)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک رات میں ایک گھڑی ہے جو عبد مسلم اس میں اللہ تعالیٰ سے بہتری مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو دیں گے۔

۸۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے بارہ میں منقول ہے کہ ان کو کسی نے ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور اُن سے اُن کا حال دریافت کیا، تو انہوں نے کہا۔

" طَاحَتِ الْعِبَارَاتُ وَفَنِیَتِ الْاِشَارَاتُ وَمَا نَفَعَنَا اِلَّا رُکَیْعَاتٌ رَکَعْنَاهَا فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ "

(تفسیر عزیزی فارسی صـ۱۸۵ پارہ ۲۹)

عبارات اُڑ گئیں، اشارات سب فنا ہو گئے اور ہم کو نفع نہیں دیا مگر ان چند رکعات نے جو ہم نے رات کے وسط میں ادا کی تھیں۔

صلوٰۃ التراویح

(تراویح کی نماز)

فضائل تراویح نماز تراویح کی حدیث شریف میں بہت فضیلت آئی ہے۔ یہ نماز صرف رمضان شریف میں نماز عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُرَغِّبُ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّاْمُرَھُمْ فِیْہِ بِعَزِیْمَۃٍ فَیَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ علیہ وسلم وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ فِیْ خِلَافَۃِ اَبِیْ بَکْرٍؓ وَصَدْرٍ مِّنْ خِلَافَۃِ عُمَرَؓ عَلٰی ذٰلِکَ۔ (مسلم ص ۲۵۹ ج ۱)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترغیب دلاتے تھے، قیام رمضان کے بارہ میں بغیر اس کے کہ پختہ طریقہ پر حکم دیں، پس آپ فرماتے تھے جس شخص نے رمضان میں قیام کیا اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس سے ثواب طلب کرتے ہوئے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اور معاملہ اسی طرح تھا، پھر حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت میں بھی معاملہ اسی طرح تھا، اور پھر حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں اسی طرح تھا (یعنی متفرق طور پر پڑھتے تھے پھر حضرت عمرؓ نے بیس پر اکٹھا کیا)

۲۔ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَکَرَ شَھْرَ رَمَضَانَ فَقَالَ شَھْرٌ کَتَبَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ صِیَامَہٗ وَسَنَنْتُ

حضرت ابوسلمہؓ اپنے والد عبدالرحمٰنؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے مہینے کا ذکر کیا اور فرمایا۔

یہ مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کیے ہیں، اور میں نے اس میں قیام کو تمہارے

لَكُمْ قِيَامَهُ فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهٗ۔

(ابن ماجہ ص۹۴، نسائی ص۳۰۸ ج۱، مسند احمد ص۱۹۱ ج۱)

لیے سنت قرار دیا ہے پس جس نے اس کے روزے رکھے اور قیام کیا ایمان سے نیکی اور ثواب طلب کرتے ہوئے تو وہ اپنے گناہوں سے اسی طرح نکل جائے گا جس طرح کہ اس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

نمازِ تراویح سنتِ مؤکدہ ہے

نمازِ تراویح سنت مؤکدہ ہے، (ہدایہ ص۹۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۳ ج۱، کبیری ص۳۸۰)

تراویح کے سنت ہونے کا انکار سوائے رافضیوں کے کسی اسلامی فرقہ نے نہیں کیا۔ اس کے سنت مؤکدہ ہونے کے بارے میں بہت سے اہل علم کے اقوال موجود ہیں۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ (نسائی ص۳۰۸ ج۱، ابن ماجہ ص۹۴، مسند احمد ص۱۹۱ ج۱)

اور میں نے اس میں قیام (تراویح) کو سنت قرار دیا ہے۔

۲۔ عَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ أَنَّ التَّرَاوِيْحَ سُنَّةٌ لَا يَجُوْزُ تَرْكُهَا (أَيْ لَا يَنْبَغِيْ)

(کبیری ص۳۸۰، شرح نقایہ ص۱۰۴ ج۱)

امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ تراویح سنت ہیں، ان کا ترک کرنا جائز نہیں۔

۳۔ امام نوویؒ شرح مسلم لکھتے ہیں۔

إِعْلَمْ أَنَّ صَلٰوةَ التَّرَاوِيْحِ سُنَّةٌ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ وَهِيَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً۔ (کتاب الاذکار ص۸۳)

خوب جان لو کہ صلوٰۃ تراویح کے سنت ہونے پر علماء کا اتفاق ہے اور وہ بیس۲۰ رکعت ہیں۔

۴۔ امام غزالیؒ اپنی شہرۂ آفاق اور بے نظیر کتاب احیاء العلوم میں لکھتے ہیں۔

اَلتَّرَاوِيْحُ هِيَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً وَكَيْفِيَّتُهَا مَشْهُوْرَةٌ وَّهِيَ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَّإِنْ كَانَتْ دُوْنَ الْعِيْدَيْنِ۔

(احیاء العلوم ص۱۸۰ ج۱)

تراویح سنت مؤکدہ ہے، اور وہ بیس۲۰ رکعت ہیں، انکی کیفیت (طریقہ) مشہور ہے اگرچہ ان کا مؤکد ہونا عیدین سے کم درجہ کا ہے۔

۵۔ امام ابن قدامہؒ جو کہ مغنی کے مصنف ہیں لکھتے ہیں۔

وَهِيَ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَاَوَّلُ مَنْ سَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

تراویح سنت مؤکدہ ہیں، سب سے پہلے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت مقرر کیا ہے۔

(مغنی ابن قدامہ صفحہ ۱۶۶ ج ۲)

۶۔ امام حاکمؒ نے مستدرک میں ایک حدیث بیان کرنے کے بعد لکھا ہے۔

وَفِيهِ الدَّلِيْلُ الْوَاضِحُ اَنَّ صَلٰوةَ التَّرَاوِيْحِ فِيْ مَسَاجِدِ الْمُسْلِمِيْنَ سُنَّةٌ مَسْنُوْنَةٌ وَقَدْ كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ يَحُثُّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلٰى اِقَامَةِ هٰذِهِ السُّنَّةِ اِلٰى اَنْ اَقَامَهَا (مستدرک حاکم صفحہ ۴۴۰ ج ۱)

اور اس میں واضح دلیل ہے۔ کہ یہ صلوٰۃ تراویح مسلمانوں کی مساجد میں ادا کرنا سنت مسنونہ (مؤکدہ) ہے اور حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کو برانگیختہ کیا (مساجد میں) اس سنت کو قائم کرنے پر یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اس کو قائم کر دیا۔

رکعات تراویح

بیس ۲۰ رکعات تراویح سنت ہیں (درمختار صفحہ ۹۸ ج ۱، ہدایہ صفحہ ۹۹ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۰۴ ج ۱) تراویح جمع ہے ترویحۃ کی ترویحہ کا معنی آرام کرنا ہے یعنی ہر چار رکعات کے بعد آرام کرنا ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کیسے پڑھیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح جس طرح ادا فرمائی تھیں اس کی کیفیت صحیح احادیث میں اس طرح منقول ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ يُصَلِّ بِنَا حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ مِّنَ الشَّهْرِ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا فِي السَّادِسَةِ وَقَامَ بِنَا فِي الْخَامِسَةِ

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ ہم نے روزے رکھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (رمضان میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی یعنی رمضان میں سو مہینہ یہاں تک کہ جب مہینے میں سات دن باقی رہ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو ایک تہائی رات تک نماز پڑھائی

حَتّٰی ذَهَبَ شَطْرُ اللَّیْلِ فَقُلْنَا
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِیَّةَ لَیْلَتِنَا
هٰذِهٖ فَقَالَ اِنَّهٗ مَنْ قَامَ مَعَ الْاِمَامِ
حَتّٰی یَنْصَرِفَ کُتِبَ لَهٗ قِیَامُ لَیْلَةٍ ثُمَّ لَمْ
یُصَلِّ بِنَا حَتّٰی بَقِیَ ثُلُثٌ مِّنَ الشَّهْرِ
وَصَلّٰی بِنَا فِی الثَّالِثَةِ وَدَعٰی اَهْلَهٗ
وَنِسَاءَهٗ فَقَامَ بِنَا حَتّٰی تَخَوَّفْنَا
الْفَلَاحَ قُلْتُ لَهٗ وَمَا الْفَلَاحُ
قَالَ السُّحُوْرُ قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی هٰذَا حَدِیْثٌ
حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ
فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ فَرَاٰی بَعْضُهُمْ
اَنْ یُّصَلِّیَ اِحْدٰی وَّاَرْبَعِیْنَ رَکْعَةً
مَعَ الْوِتْرِ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ
وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَهُمْ بِالْمَدِیْنَةِ
وَاَکْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰی
مَا رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ وَعُمَرَ
وَغَیْرِهِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِیْنَ
رَکْعَةً وَهُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ
وَابْنِ الْمُبَارَکِ وَالشَّافِعِیِّ وَقَالَ
الشَّافِعِیُّ وَهٰکَذَا اَدْرَکْتُ بِبَلَدِنَا
بِمَکَّةَ یُصَلُّوْنَ عِشْرِیْنَ
رَکْعَةً وَقَالَ اَحْمَدُ رُوِیَ فِیْ

پھر اس کے بعد ایک رات نہ پڑھائی، پھر ایک
رات نصف رات تک نماز پڑھائی۔ ہم نے حضور
علیہ السلام کے سامنے عرض کیا کہ حضرت اگر آپ
باقی اس رات بھی ہم کو پڑھاتے تو اچھا ہوتا۔ تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے
ساتھ (عشاء اور پھر صبح کی نماز) پڑھتا ہے یہاں تک
کہ امام فارغ ہو جائے تو گویا اس نے رات بھر
نماز پڑھی (یعنی نیت کے مطابق اس کو ثواب
ملے گا) پھر جب تین دن مہینے میں باقی رہ گئے تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری دفعہ ہم کو نماز
پڑھائی اور اپنے گھر والوں اور بیویوں کو بھی اس میں
شرکت کے لیے بلایا۔ آپ نے اتنی دیر تک نماز
پڑھائی کہ ہم کو فلاح کے فوت ہونے کا خطرہ ہو گیا۔
(راوی کہتے ہیں) میں نے ابوذرؓ سے پوچھا فلاح
سے کیا مراد ہے تو ابوذرؓ نے کہا فلاح سے مراد
سحری ہے۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں یہ حدیث حسن اور
صحیح ہے اور پھر فرماتے ہیں کہ اہل علم کا قیام رمضان
کے بارہ میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اکتالیس
رکعات بمع وتر کے پڑھنی چاہییں اور یہ قول اہل مدینہ
کا ہے اور ان کا عمل اسی پر ہے اور اکثر اہل علم جیسا کہ
حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہؓ سے
مروی ہے کہ بیس ۲۰ رکعات پڑھنی چاہییں اور یہی قول
امام سفیان ثوریؒ، ابن مبارکؒ اور شافعیؒ کا ہے۔ امام

هٰذَا اَلْوَانٌ لَمْ يُقْضَ فِيْهِ بِشَيْءٍ وَقَالَ اِسْحٰقُ بَلْ نَخْتَارُ اِحْدٰى وَّاَرْبَعِيْنَ رَكْعَةً عَلٰى مَا رُوِيَ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَاخْتَارَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْاِمَامِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَاخْتَارَ الشَّافِعِيُّ اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ وَحْدَهٗ اِذَا كَانَ قَارِئًا۔

(ترمذی ص ۱۳۹/ج ۱)

شافعیؒ فرماتے ہیں میں نے اپنے شہر مکہ میں اسی طرح پایا ہے لوگوں کو (وہ) بیس۲۰ رکعات پڑھتے ہیں۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں اس بارہ میں کئی رنگ ہیں یعنی مختلف اقوال ہیں قطعی فیصلہ نہیں کیا گیا، امام اسحٰقؒ کہتے ہیں ہم تو اکتالیس۴۱ رکعات کو اختیار کرتے ہیں جیسا کہ حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ ابن مبارکؒ، امام احمدؒ اور اسحٰقؒ رمضان میں امام کے ساتھ جماعت میں تراویح پڑھنا زیادہ پسند کرتے ہیں اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قاری ہے تو وہ اکیلا پڑھے۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔

تراویح عہد فاروقی و عثمانی میں

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِنِ الْقَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً فِيْ رَمَضَانَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلٰوتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ اَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ۔

(بخاری ص ۲۶۹/ج ۱، مسلم ص ۲۵۹/ج ۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاریؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رمضان کی ایک رات میں حضرت عمرؓ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا تو دیکھا کہ لوگ مختلف گروہوں میں متفرق ہیں، کوئی اکیلا نماز پڑھتا ہے اور کوئی ایسا تھا کہ ایک گروہ اس کے ساتھ نماز پڑھتا تھا، حضرت عمرؓ نے کہا میرا خیال ہے کہ اگر میں ان کو ایک قاری کے پیچھے اکٹھا کر دوں تو زیادہ بہتر ہوگا، پھر آپ نے ان کو حضرت ابی بن کعبؓ کی امامت پر اکٹھا کر دیا۔

۱۔ امام بیہقیؒ نے روایت نقل کی ہے۔

وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً۔

امام بیہقیؒ نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے (سائب بن یزیدؓ) سے انہوں نے کہا کہ لوگ حضرت عمرؓ کے عہد میں بیس ۲۰ رکعات تراویح پڑھتے تھے،

(بیہقی ص ۴۹۶/۲)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں۔

وَرَوَى مَالِكٌ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عِشْرِينَ رَكْعَةً۔

اور امام مالکؒ نے حضرت سائب بن یزیدؓ سے بیس ۲۰ رکعات نقل کی ہیں۔

(فتح الباری ص ۱۵۷/۴، وکذا فی مختصر قیام اللیل وقیام رمضان ص ۱۵۷، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل۔

۳۔ عَنْ حَسَنٍ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ

حسن عبدالعزیز بن رفیعؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ مدینہ طیبہ میں لوگوں کو رمضان میں بیس ۲۰ رکعات پڑھاتے تھے، اور تین رکعات وتر ادا کرتے تھے۔

(مصنف ابی شیبہ ص ۳۹۳/۲)

۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً

یحیی بن سعیدؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو حکم دیا وہ لوگوں کو بیس ۲۰ رکعات پڑھائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳/۲)

۵۔ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں۔

فَلَمَّا جَمَعَهُمْ عُمَرُ عَلٰی اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ کَانَ یُصَلِّیْ بِهِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً (فتاوٰی ابن تیمیہ ص۲۷۲ ج۲۲)

پس جب حضرت عمرؓ نے لوگوں کو ابی بن کعبؓ پہ جمع کیا تو وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھاتے تھے۔

امام ابن تیمیہؒ نے مزید لکھا ہے۔

۶۔ قَامَ بِهِمْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً (اِلٰی ان قال) وَیُوْتِرُ بَعْدَهَا بِثَلَاثٍ۔ (فتاوٰی ابن تیمیہ کبریٰ ص۱۲۰ ج۲۲)

حضرت ابی بن کعبؓ نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائیں۔ اور اس کے بعد تین رکعت وتر پڑھائے۔

۷۔ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَةً (سنن الکبریٰ للبیهقی ص۴۹۶ ج۲)

یزید بن رومانؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ لوگ حضرت عمرؓ کے عہد میں رمضان میں تئیس رکعات پڑھتے تھے۔

حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ لوگوں کے ساتھ باجماعت تراویح ادا کرتے تھے[1]

وَقَدْ جَاءَ عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ کَانَ یُصَلِّیْ فِی الْجَمَاعَةِ وَبِهٰذَا قَالَ الْمُزَنِیُّ وَابْنُ عَبْدِ الْحَکَمِ وَجَمَاعَةٌ مِّنْ اَصْحَابِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ قَالَ اَحْمَدُ کَانَ جَابِرٌ وَّعَلِیٌّ وَّعَبْدُ اللّٰهِ یُصَلُّوْنَ فِیْ جَمَاعَةٍ (مغنی ابن قدامہ ص۱۶۸ ج۲)

اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ (تراویح) جماعت کے ساتھ ادا کرتے تھے اور اسی طرح کہا ہے مزنیؒ، ابن عبدالحکمؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب کی ایک جماعت نے امام احمدؒ نے کہا ہے کہ حضرت جابرؓ، حضرت علیؓ اور عبداللہؓ (تراویح) جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے۔

نوٹ: حضرت عمرؓ سے اس کے علاوہ بھی روایت منقول ہے۔

---

[1] مدونہ کبریٰ کی عبارت اشتباہ سے نقل ہوئی ہے، مدونہ کبریٰ اس وقت ہمارے مطالعہ میں نہیں تھی مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ یہ عبارت درست نہیں جو مدونہ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے لہٰذا اسکی جگہ مغنی کی عبارت نقل کی گئی ہے (سواتی)

عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَّتَمِيْمًا الدَّارِيَّ اَنْ يَّقُوْمَا لِلنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِاِحْدٰى عَشَرَ رَكْعَةً فَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَءُ بِالْمِئِيْنَ حَتّٰى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعَصَا مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ فَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ اِلَّا فِيْ فُرُوْعِ الْفَجْرِ (مؤطا امام مالک ص۹۸)

حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو حکم دیا وہ لوگوں کو گیارہ رکعت رمضان میں پڑھائیں۔ تو قاری وہ سورتیں پڑھتا تھا جن کی آیات سو سے زیادہ ہیں تو ہم لوگ لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ نماز سے نہیں فارغ ہوتے تھے مگر فجر کے قریب۔

یہ حالت ابتداء میں تھی جب کہ رکعات کم ہوتی تھیں اور قراءۃ زیادہ۔

۲۔ اَلْاَعْرَجُ قَالَ مَا اَدْرَكْنَا النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ يَلْعَنُوْنَ الْكَفَرَةَ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَءُ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فِيْ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ، وَاِذَا قَامَ بِهَا فِيْ اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً رَأَى النَّاسُ اَنَّهٗ خَفَّفَ۔ (مؤطا امام مالک ص۹۹)

اعرجؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ہم نے لوگوں کو اسی طرح پایا ہے کہ وہ رمضان میں کافروں پر لعنت بھیجتے تھے (دعاؤں میں) اور قاری سورۃ بقرہ آٹھ رکعات میں پڑھتا تھا اور جب وہ سورۃ بقرہ بارہ رکعات میں پڑھتا تھا تو لوگ خیال کرتے تھے کہ اس نے تخفیف کی ہے۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے دو روایتیں منقول ہیں۔ گیارہ والی اور دوسری بیس ۲۰ والی اور دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے، اس لیے کہ

وَيُمْكِنُ الْجَمْعُ بَيْنَ الرِّوَايَتَيْنِ فَاِنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ بِاِحْدٰى عَشَرَةَ ثُمَّ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ بِعِشْرِيْنَ وَيُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ۔

(سنن الکبریٰ ص۴۹۶/۲)

پہلے وہ گیارہ رکعات پڑھتے تھے پھر آخر میں بیس ۲۰ رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

آثار السنن کے مصنفؒ علامہ قسطلانی شارح بخاریؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

بِاَنَّهُمْ يَقُوْمُوْنَ بِاِحْدٰى عَشَرَةَ ثُمَّ قَامُوْا بِعِشْرِيْنَ وَاَوْتَرُوْا بِثَلَاثٍ وَقَدْ عَدُّوْا مَا وَقَعَ زَمَنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَالْاِجْمَاعِ (التعليق الحسن مع آثار السنن صـ ۵۴ ج ۲)

کہ پہلے وہ گیارہ رکعات پڑھتے تھے، پھر وہ بیس۲۰ رکعات اور تین وتر پڑھنے لگے، اور جو عمل حضرت عمرؓ کے زمانہ میں واقع ہوا لوگوں نے اس کو اجماع کی طرف سمجھا ہے۔

امام شعرانیؒ اپنی کتاب "کشف الغمہ" میں لکھتے ہیں۔

وَكَانُوْا يُصَلُّوْنَهَا فِيْ اَوَّلِ زَمَانِ عُمَرَ رضي الله عنه بِثَلَاثَ عَشَرَ رَكْعَةً وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِيْنَ بَيْنَ الْاٰيَاتِ حَتّٰى كَانَ النَّاسُ يَعْتَمِدُوْنَ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ وَكَانَ اِمَامُهُمْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَتَمِيْمُ الدَّارِيُّ رضي الله عنهما ثُمَّ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَرَ بِفِعْلِهَا ثَلَاثًا وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً ثَلَاثٌ مِنْهَا وِتْرٌ وَاسْتَقَرَّ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِي الْاَمْصَارِ

(کشف الغمہ صـ ۱۲۶ ج ۱)

کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں تراویح تیرہ رکعات پڑھتے تھے، اور قاری لمبی سورتیں پڑھتا تھا، یہاں تک کہ لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے، اور ان دنوں میں امام حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت تمیم داریؓ تھے۔

پھر حضرت عمرؓ نے تیئس رکعات پڑھنے کا حکم دیا، بیس رکعات تراویح اور تین وتر، اور پھر اسی پر معاملہ ٹک گیا مختلف شہروں میں۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں۔

وَالْجَمْعُ بَيْنَ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ مُمْكِنٌ بِاِخْتِلَافِ الْاَحْوَالِ

(فتح الباری صـ ۱۵۷ ج ۵)

اور ان روایات میں تطبیق ممکن ہے، کہ یہ مختلف حالات پر مبنی ہیں۔

مندرجہ بالا حوالجات سے یہ بات عیاں ہے کہ حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور میں معاملہ مختلف رہا کبھی تیرہ رکعات، کبھی گیارہ رکعات کبھی اس کے علاوہ پھر آخر میں بیس۲۰ پہ معاملہ ٹک گیا اور تمام صحابہ کرامؓ مہاجرین و انصار کا اس پر اجماع ہو گیا۔

تراویح عہد مرتضوی میں

عن عبد الرحمٰن السلمی عن علی رضی اللہ عنہ قال دعا القراء فی رمضان فامر منھم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعۃ وکان علی یوتر بھم۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی صفحہ ۴۹۶/۲)

عبد الرحمٰن سلمیؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس۲۰ رکعات پڑھایا کرے اور حضرت علیؓ خود ان کو وتر پڑھاتے تھے۔

۲۔ عن ابی الحسناء ان علیاً امر رجلا یصلی بھم فی رمضان عشرین رکعۃ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۳/۲)

ابو الحسناؒ سے روایت ہے حضرت علیؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس۲۰ رکعات پڑھائے۔

۳۔ عن شتیر بن شکل وکان من اصحاب علیؓ انہ کان یؤمھم فی شھر رمضان بعشرین رکعۃ ویوتر بثلاث وفی ذلک قوۃ

(سنن الکبریٰ صفحہ ۴۹۶/۲ مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۳/۲)

شتیر بن شکلؒ حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے تھے وہ لوگوں کو رمضان میں بیس۲۰ رکعات تراویح پڑھاتے تھے اور تین رکعات وتر، امام بیہقیؒ کہتے ہیں کہ یہ قوی روایت ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ

(ابو داؤد صفحہ ۲۷۹/۲، ترمذی صفحہ ۳۸۳)

اے لوگو! لازم پکڑو میری سنت کو اور میرے خلفاء کی سنت کو بھی لازم پکڑو جو ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے ہیں۔ اور دانتوں سے اس کو مضبوط پکڑو۔

رکعات تراویح دیگر صحابہ کرامؓ تابعینؒ و آئمہ کرام سے

مشہور تابعی حضرت عطاء بن ابی رباحؒ (جو امام اعظم ابو حنیفہؒ کے استاذ حدیث تھے اور مکہ مکرمہ میں رہتے تھے) سے روایت ہے۔

١۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلَاثَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۳ ج۲ نیل الاوطار ص۵۷ ج۳)

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں میں نے لوگوں کو اسی طرح پایا ہے کہ وہ تیئس ۲۳ رکعات تراویح مع وتر کے پڑھتے تھے۔

٢۔ عَنْ اَبِی الْخُصَيْبِ قَالَ كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِیْ رَمَضَانَ فَيُصَلِّیْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (بیہقی ص۴۹۶ ج۲)

ابو الخصیبؒ کہتے ہیں کہ سوید بن غفلہؒ ہمیں رمضان میں امامت کراتے تھے پس وہ پانچ ترویحات پڑھاتے تھے، بیس ۲۰ رکعات

٣۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عُبَيْدٍ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ رَبِيْعَةَ كَانَ يُصَلِّیْ بِهِمْ فِیْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ وَّيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۳ ج۲)

سعید بن عبیدؒ بیان کرتے ہیں کہ علی بن ربیعہؒ لوگوں کو رمضان میں پانچ ترویحات پڑھاتے تھے، اور تین رکعات وتر ادا کرتے تھے۔

٤۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ ابْنُ اَبِیْ مُلَيْكَةَ يُصَلِّیْ بِنَا فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۳ ج۲)

حضرت نافع بن عمرؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن ابی ملیکہؒ ہمیں رمضان میں بیس ۲۰ رکعات پڑھاتے تھے۔

امام نوویؒ شارح مسلم لکھتے ہیں۔

٥۔ مَذْهَبُنَا اَنَّهَا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً بِعَشْرِ تَسْلِيْمَاتٍ غَيْرَ الْوِتْرِ

ہمارا یہ مسلک ہے کہ یہ تراویح بیس ۲۰ رکعات ہیں۔ دس سلاموں کے ساتھ وتر کے علاوہ، پس

فَذٰلِكَ خَمْسُ تَرْوِيحَاتٍ وَالتَّرْوِيحَةُ اَرْبَعُ رَكْعَاتٍ بِتَسْلِيمَتَيْنِ هٰذَا مَذْهَبُنَا وَبِهٖ قَالَ اَبُوحَنِيفَةَ وَاَصْحَابُهٗ وَاَحْمَدُ وَدَاوٗدُ وَغَيْرُهُمْ وَنَقَلَهُ الْقَاضِي عِيَاضٌ عَنْ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَآءِ (مہذب صہ ۳۲/۴)

یہ پانچ ترویحے ہوں گے اور ایک ترویحہ چار رکعات کا ہوتا ہے، دو سلاموں کے ساتھ، یہی ہمارا مذہب ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا ہے، اور امام احمدؒ اور داؤد ظاہریؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور ان کے علاوہ دوسروں کا بھی یہی مذہب ہے قاضی عیاضؒ نے جمہور علماء سے اس کو نقل کیا ہے۔

ابن قدامہ متوفی ۶۲۰ھ لکھتے ہیں

۶۔ وَقِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً يَعْنِي صَلٰوةَ التَّرَاوِيحِ وَهِيَ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَاَوَّلُ مَنْ سَنَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (الی ان قال) وَنُسِبَتْ التَّرَاوِيحُ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لِاَنَّهٗ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍؓ

(مغنی ابن قدامہ صہ ۱۶۶/۲)

قیام رمضان یعنی تراویح بیس رکعات ہیں اور یہ سنت مؤکدہ ہے سب سے پہلے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت مقرر فرمایا ہے (الی ان قال) اُن کی سُنیت حضرت عمرؓ کی طرف جو منسوب کی جاتی ہے، اُس کی وجہ یہ ہے، کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعبؓ پر اکٹھا کیا تھا۔

۷۔ وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ (احمد بن حنبل) فِيهَا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً وَبِهٖ قَالَ الثَّوْرِيُّ وَاَبُوحَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَقَالَ مَالِكٌ سِتَّةٌ وَّثَلٰثُوْنَ (الی ان قال) اَنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ لَمَّا جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍؓ فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (الی ان قال) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاهُ السَّائِبُ

اور حضرت ابوعبداللہ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک مختار بیس ۲۰ رکعات ہیں، اور یہی بات حضرت سفیان ثوریؒ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ نے بھی کہی ہے، اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ چھتیس ۳۶ رکعات ہیں۔
حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جب ابی بن کعبؓ پر جمع کیا تو وہ ان کو بیس ۲۰ رکعات پڑھاتے تھے
ابوداؤد نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور سائب بن یزیدؓ نے بھی اور حضرت عمرؓ سے مختلف

بْنُ يَزِيْدَ رضٌ وَرُوِيَ عَنْهُ مِنْ طُرُقٍ وَرَوَى مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَعَنْ عَلِيٍّ رضٌ اَنَّهُ اَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَهٰذَا كَالْاِجْمَاعِ۔

سندوں سے مروی ہے اور امام مالک نے یزید بن رومان سے روایت کیا کہ لوگ حضرت عمرؓ کے عہد میں رمضان المبارک میں تیئیس ۲۳ رکعات پڑھتے تھے اور حضرت علیؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس ۲۰ رکعات پڑھائے اور ان میں ۲۰ رکعات پر گویا اجماع ہے۔

(مغنی ابن قدامہ ص ۱۶۷/۲)

ابو ابراہیم، اسمٰعیل بن یحییٰ المزنیؒ امام شافعیؒ سے نقل کرتے ہیں۔

قَالَ۔ فَاَمَّا قِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ (اِلٰى اَنْ قَالَ) اَحَبُّ اِلَيَّ عِشْرُوْنَ لِاَنَّهُ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رضٌ وَكَذٰلِكَ يَقُوْمُوْنَ بِمَكَّةَ وَيُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ

(المختصر المزنی ص ۲۱)

نماز تراویح مجھے بیس ۲۰ رکعات زیادہ محبوب ہیں اس لیے کہ حضرت عمرؓ سے یہ مروی ہے اور اسی طرح مکہ مکرمہ میں بھی لوگ بیس ۲۰ رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

امام ولی اللہ محدث دہلویؒ کی تحقیق

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔

قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" وَذٰلِكَ لِاَنَّهُ بِاَخْذِ بِهٰذِهِ الدَّرَجَةِ اَمْ مِنْ نَفْسِهِ لِنَفَحَاتِ رَبِّهِ الْمُقْتَضِيَةِ لِظُهُوْرِ الْمَلَكِيَّةِ وَتَكْفِيْرِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ "جس نے ایمان اور نیکی و ثواب کی طلب سے رمضان میں قیام کیا اس کے اگلے گناہ معاف ہوں گے، اور یہ اس لیے کہ اس قیام کرنے والے نے یہ درجہ اختیار کیا ہے تو اپنے نفس کو آمادہ کیا ہے۔ کہ وہ رب تعالیٰ کی مہربانی کی لہروں کو اپنی طرف متوجہ کرے، وہ لہریں ایسی ہیں جو ملکیت کے ظہور کا

السَّیِّئَاتِ، وَزَادَ الصَّحَابَةُ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِی قِیَامِ رَمَضَانَ ثَلٰثَةَ اَشْیَاءَ

۱) اَلْاِجْتِمَاعُ لَهٗ فِی مَسَاجِدِهِمْ وَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ یُفِیْدُ التَّیْسِیْرَ عَلٰی خَاصَّتِهِمْ وَعَامَّتِهِمْ

۲) وَاَدَاؤُهٗ فِی اَوَّلِ اللَّیْلِ مَعَ الْقَوْلِ بِاَنَّ صَلٰوةَ اٰخِرِ اللَّیْلِ مَشْهُوْدَةٌ وَهِیَ اَفْضَلُ كَمَا نَبَّهَ عُمَرُ لِهٰذَا التَّیْسِیْرِ الَّذِیْ اَشَرْنَا اِلَیْهِ

۳) وَعَدَدُهٗ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً، وَذٰلِكَ اَنَّهُمْ رَأَوُا النَّبِیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم شَرَعَ لِلْمُحْسِنِیْنَ اِحْدٰی عَشَرَةَ رَكْعَةً فِی جَمِیْعِ السَّنَةِ فَحَكَمُوْا اَنَّهٗ لَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَكُوْنَ حَظُّ الْمُسْلِمِ فِی رَمَضَانَ عِنْدَ قَصْدِهِ الْاِقْتِحَامَ فِی لُجَّةِ التَّشَبُّهِ بِالْمَلَكُوْتِ اَقَلَّ مِنْ ضِعْفِهَا۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص۱۸ ج۲)

تقاضا کرتی ہیں اور تکفیر سیئات کا باعث ہیں، اور صحابہ کرامؓ نے اور بعد میں آنے والوں نے تین چیزوں کا اضافہ کیا ہے قیام رمضان کے سلسلہ میں۔

۱) ایک یہ کہ تراویح کو اجتماعی شکل میں مساجد میں ادا کرنا اور یہ اس لیے کہ یہ عام و خاص سب کے لیے آسانی کا باعث ہے۔

۲) اور دوسری بات یہ کہ اس کو رات کے اول حصہ میں ادا کرنا باوجود اس قول کے کہ آخری رات کی نماز اللہ تعالےٰ کی رحمت اور فرشتوں کی حاضری کا باعث ہے۔ اور یہ افضل ہے، جیسا کہ حضرت عمرؓ نے اس بات کو ظاہر کیا ہے، لیکن یہ محض اس آسانی کی وجہ سے جسکی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے کہ اول رات میں اس کو پڑھتے ہیں۔

۳) تیسری بات یہ کہ بیس۲۰ رکعات پہ اتفاق کیا ہے اور یہ اس لیے کہ محسنین کے لیے گیارہ رکعات تمام سال بھر میں مقرر فرمائیں ہیں (کیونکہ تہجد بالعموم آٹھ رکعات اور تین وتر سال بھر ادا کیے جاتے ہیں) تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مناسب نہیں ایک مسلمان کا حصہ رمضان المبارک میں سال بھر کے حصے سے دگنا نہ ہو جب کہ وہ ملکوت کے ساتھ تشبہ کی موجوں میں غوطہ زن ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی اس سلسلہ میں واضح ہے۔

۱۔ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ (البقرہ ۱۸۴، پ۲)

جو شخص خوشی خاطر سے زیادہ نیکی کرے گا وہ اس کے لیے بہتر ہوگی۔

۲۔ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ (البقرہ پ۲)

اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو کیونکہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تاکہ تم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

نیز طبرانی نے حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت بیان کی ہے۔

اَلصَّلٰوةُ خَيْرُ مَوْضُوْعٍ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّسْتَكْثِرَ فَلْيَسْتَكْثِرْ۔ (فتح الملہم ص۳۱۹ ج۲، کنز العمال ص۲۰ ج۷ بحوالہ طبرانی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز ایک بہترین مقرر کیا ہوا عمل ہے، پس جو شخص طاقت رکھتا ہے کہ اس میں سے زیادہ حصہ لے تو اس کو چاہیے کہ وہ زیادہ حصہ لے (زیادہ نماز ادا کرے)

مسئلہ:۔ تراویح میں ایک بار قرآن کریم کا ترتیب کے ساتھ پڑھنا سنّت مؤکدہ ہے، لوگوں کی سستی اور کاہلی کی وجہ سے اس کو ترک نہ کیا جائے گا۔ (ہدایہ ص۱۰۱ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۴ ج۱)

ہمارے امام ابوحنیفہؒ کے بارہ میں مذکور ہے۔

۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ نَصْرٍ قَالَ كَانَ اَبُوْحَنِيْفَةَ رُبَّمَا خَتَمَ الْقُرْاٰنَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ سِتِّيْنَ خَتْمَةً (تاریخ بغداد ص۳۵۷ ج۱۳)

یحییٰ بن نصرؒ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کبھی رمضان المبارک میں ساٹھ قرآن پاک ختم کرتے تھے۔

۲۔ شرح نقایہ اور مراقی الفلاح میں ہے۔

عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَخْتِمُ اِحْدٰى وَسِتِّيْنَ خَتْمَةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ خَتْمَةً وَفِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ خَتْمَةً وَفِيْ كُلِّ التَّرَاوِيْحِ خَتْمَةً (شرح نقایہ ص۱۰۴ ج۱، مراقی الفلاح ص۲۲۶)

امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک میں اکسٹھ دفعہ قرآن پاک ختم کرتے تھے، ایک قرآن دن کے وقت اور ایک رات کے وقت ایک تراویح میں

مسئلہ: اگر قرآن کریم ۱۵، ۲۰، ۲۱، ۲۵ وغیرہ تاریخوں میں ختم ہو جائے تو تراویح کو ترک نہ کیا جائے سارے رمضان میں آخری تاریخ تک تراویح پڑھتے رہیں۔

مسئلہ: وتروں کو تراویح کے بعد پڑھنا افضل ہے لیکن اگر وتروں کو تراویح سے پہلے پڑھے تو یہ بھی جائز ہے۔ (کبیری ص۴۰۳)

مسئلہ: چار تراویح کے بعد اتنی ہی مقدار بیٹھنا افضل ہے (ہدایہ ص۹۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۴ ج۱)

۱۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُرَوِّحُنَا بَيْنَ التَّرْوِيحَتَيْنِ قَدْرَ مَا يَذْهَبُ الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَى سَلْعٍ (بیہقی ص۴۹۷ ج۲)

زید بن وہبؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ہم لوگوں کو چار رکعات کے ترویحہ میں اتنی استراحت پہنچاتے تھے یعنی اتنی دیر تک وقفہ کرتے تھے کہ جتنی دیر تک آدمی مسجد نبوی سے سلع پہاڑ تک جا سکے۔

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي اللَّيْلِ ثُمَّ يَتَرَوَّحُ فَأَطَالَ۔ (بیہقی ص۴۹۷ ج۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعات رات کے وقت پڑھتے تھے، پھر آپ کافی دیر تک استراحت اور وقفہ کرتے تھے۔

امام بیہقیؒ لکھتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

قَوْلُهُ، ثُمَّ يَتَرَوَّحُ إِنْ ثَبَتَ فَهُوَ أَصْلٌ فِي تَرَوُّحِ الْإِمَامِ فِي صَلٰوةِ التَّرَاوِيحِ (بیہقی ص۴۹۷ ج۲)

اسی لفظ تَرَوَّحَ سے تراویح کے اندر استراحت پر استدلال کیا گیا ہے، بشرطیکہ یہ لفظ حدیث سے ثابت ہو۔

مسئلہ: اگر اتنی مقدار بیٹھنا مشکل ہو اور لوگ اتنی دیر بیٹھنا برداشت نہ کر سکیں، تو کم بھی بیٹھ سکتا ہے اس درمیانی وقفہ میں نفل پڑھ سکتا ہے

یا پھر تسبیح، درود شریف، استغفار کرتا ہے یا ان میں سے کوئی تسبیح پڑھے لیکن کوئی بھی خاص ذکر حدیث شریف میں اس موقع کے لیے متعین نہیں ہے۔

۱۔ سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ — پاک ہے اللہ تعالیٰ جو ملک و بادشاہی کا مالک ہے جو

سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ
(کنز العمال صہ ۲۲۴/۴ بحوالہ الدیلمی عن معاذؓ)

غلبہ اور تسلط کا مالک ہے، پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو زندہ ہے جس پر کبھی بھی موت و فنا طاری نہیں ہو سکتا۔

۲۔ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ رَبِّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ جُلِّلَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ بِالْعِزَّۃِ وَالْجَبَرُوْتِ (کنز العمال صہ ۲۱۲/۴ بحوالہ ابن سنی و خرائطی و ابن عساکر عن البراءؓ)

پاک ہے اللہ تعالیٰ جو بادشاہ اور پاکیزگی والا ہے جو رب ہے فرشتوں اور جبرئیل کا۔ ڈھانپ رکھے ہیں آسمان اور زمین عزت، تسلط اور غلبہ کے ساتھ۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ بیٹھنے کی حالت میں یہ تسبیح پڑھے۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَنَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ۔

پاک ہے بادشاہی کا مالک، پاک ہے عزت و عظمت قدرت، بڑائی اور تسلط کا مالک، پاک ہے بادشاہ زندہ جو کبھی نہیں مرے گا، پاک اور تنزیہ والا ہے ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور جبرئیل کا پروردگار، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے ہیں اے اللہ! ہم تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں۔ اور دوزخ کی آگ سے پناہ چاہتے ہیں۔

(شامی صہ ۵۲۲/۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)

مسئلہ: تراویح کا وقت نماز عشاء کے بعد ہے (کبیری صہ ۴۰۲)

مسئلہ: اگر تراویح پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ فرض میں کچھ کوتاہی تھی تو فرض کے ساتھ تراویح کا بھی اعادہ کرنا پڑے گا۔ (کبیری صہ ۴۰۴)

نیتِ تراویح تراویح کا بیس ۲۰ رکعات ہونا صحابہ کرامؓ کے اجماع سے ثابت ہے اسی لیے علماء فرماتے ہیں کہ تراویح کی نیت اس طرح کرنی چاہیئے۔

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ صَلٰوۃَ التَّرَاوِیْحِ ۔سُنَّۃَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَصْحَابِہٖ ۔ میں نے نیت کی دو رکعت نماز تراویح پڑھنے کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی سنت ہے ۔

(علم الفقہ مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صفحہ ۲۰۱ ج ۲)

تراویح میں قرآن پاک سُننے یا سنانے پر اُجرت لینا یا اُجرت دینا

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اپنے مکاتیب میں تحریر فرماتے ہیں کہ عبادت اصلاً اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض عبادات کو فرض اور ضروری قرار دیا ہے، اور بعض کو سنت اور مستحب قرار دیا ہے انسانوں کی سہولت کی خاطر، لیکن عبادت کا معاوضہ لینا بالکل درست نہیں کیونکہ کسی کے حق کو فروخت کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ قرآن سُنانے کی اُجرت تراویح میں لینا درست نہیں، کہ قرآن پڑھنا عبادت ہے اور عبادت پر اُجرت لینا حرام ہے،

قَالَ فِیْ رَدِّ الْمُخْتَارِ اَلْاٰخِذُ وَالْمُعْطِیْ اٰثِمَانِ ۔ یعنی اجرت لینے اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں واللہ اعلم

مسئلہ:۔ حافظوں کو اجرت پر قرآن سنانا حرام ہے، اور اجرت بھی ناجائز ہے، اذان و امامت اور تعلیم و وعظ اس کو متاخرین نے بوجہ ضرورت (مجبوری) استثنار کیا ہے، قرآن سنانے میں کوئی ضرورت (مجبوری) نہیں جس نے قرآن سُنانے کو اذان پر قیاس کیا ہے وہ غلط ہے واللہ اعلم

مسئلہ:۔ تراویح میں جو کلام اللہ پڑھے یا سنے اس کی اجرت دینا حرام ہے۔ جب اجرت دینا حرام ہوا الم تر کیف سے ہی پڑھنا چاہیئے۔ فقط واللہ اعلم

مسئلہ:۔ اگر حافظ کے دل میں لینے کا خیال نہ تھا اور پھر کسی نے دیا تو درست ہے، اور جو حسب رواج و عرف دیتے ہیں، حافظ جی بھی لینے کے خیال سے پڑھتا ہے اگرچہ زبان سے کچھ نہیں کہتا درست نہیں، فقط واللہ اعلم۔ (یہ چاروں مسائل فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲ سے ماخوذ ہیں)

کیا تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے؟

جمہور علماء اور فقہاء کرام، محدثین عظام کے نزدیک قیام اللیل اور نماز تہجد ایک ہے اور قیام رمضان

اور نماز تراویح ایک ہے، اسی لیے محدثین ان کے جدا جدا باب قائم کرتے ہیں

چنانچہ امام نوویؒ شارح مسلم لکھتے ہیں۔

اَلْمُرَادُ بِقِیَامِ رَمَضَانَ صَلٰوۃُ التَّرَاوِیْحِ وَاتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اِسْتِحْبَابِھَا وَاخْتَلَفُوْا فِیْ اَنَّ الْاَفْضَلَ صَلٰوتُھَا مُنْفَرِدًا فِیْ بَیْتِہٖ اَمْ فِیْ جَمَاعَۃٍ فِی الْمَسْجِدِ۔ فَقَالَ الشَّافِعِیُّ وَجُمْھُوْرُ اَصْحَابِہٖ وَاَبُوْحَنِیْفَۃَؒ وَاَحْمَدُ وَبَعْضُ الْمَالِکِیَّۃِ وَغَیْرُھُمْ اَلْاَفْضَلُ صَلٰوتُھَا جَمَاعَۃً کَمَا فَعَلَہٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَالصَّحَابَۃُ رضی اللہ عنہ وَاسْتَمَرَّ عَمَلُ الْمُسْلِمِیْنَ عَلَیْہِ۔ لِاَنَّہٗ مِنَ الشَّعَائِرِ الظَّاھِرَۃِ فَاَشْبَہَ صَلٰوۃَ الْعِیْدِ وَقَالَ مَالِکٌ وَاَبُوْیُوْسُفَ وَبَعْضُ الشَّافِعِیَّۃِ وَغَیْرُھُمْ اَلْاَفْضَلُ فُرَادٰی فِی الْبَیْتِ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ صَلٰوۃُ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃُ (شرح نووی مع مسلم ص۲۵۹ ج۱)

قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے اور تمام علماء کا اس کے استحباب پر اتفاق ہے اور اس بارہ میں اختلاف ہے کہ افضل ان کا جماعت کے ساتھ پڑھنا ہے مسجد میں، یا اکیلے گھر میں، امام شافعیؒ اور ان کے جمہور اصحاب اور امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ اور بعض مالکیہ وغیرہ یہ کہتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ ان کا پڑھنا افضل ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے اور صحابہؓ نے کیا تھا اور اسی پر مسلمانوں کا عمل مسلسل جاری ہے۔ کیونکہ یہ شعائر ظاہرہ میں سے ہے تو یہ عید کے ساتھ مشابہ ہیں امام مالکؒ امام ابویوسفؒ اور بعض شافعیہ وغیرہ یہ کہتے ہیں کہ ان کا گھر میں اکیلے طور پر پڑھنا زیادہ افضل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے سوائے فرائض کے۔

علامہ کرمانیؒ شارح بخاری لکھتے ہیں۔

"بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ" اِتَّفَقُوْا عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ بِقِیَامِہٖ

باب تراویح کی فضیلت کے بیان میں علماء محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ قیام رمضان سے مراد نماز

صلوٰۃ التراویح   تراویح ہے۔

(کرمانی علی البخاری ص۱۵۲ ج۹)

بعض لوگ اس بات پہ زور لگاتے ہیں کہ تراویح صرف آٹھ رکعات ہیں۔ اور اس سے زیادہ نہیں ہیں۔ تہجد اور تراویح کو ایک ہی نماز قرار دیتے ہیں۔ کہ رمضان کے علاوہ باقی دنوں میں جو نماز تہجد ہے وہی رمضان میں نماز تراویح ہے۔ اس پہ زیادہ تر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کی اس روایت سے وہ لوگ استدلال کرتے ہیں جو بخاری شریف اور مسلم شریف وغیرہ میں ہے۔

مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں زیادہ کرتے تھے، رمضان میں اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات پر۔

(بخاری ص۱۵۴ ج۱ مسلم ص۲۵۴ ج۱)

جوابات

۱) اس روایت سے تراویح پر استدلال غلط ہے، اس لیے کہ امام بخاری رح اور دیگر محدثین عظام رح اس کو تہجد کے باب میں بھی ذکر کرتے ہیں، اس سے حقیقت میں تہجد کی نماز ہی مراد ہو سکتی ہے، کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں بلکہ تہجد کی نماز ہوتی ہے غیر رمضان کا لفظ تہجد پہ قرینہ ہے۔

۲) محدثین عظام اور فقہاء کرام قیام لیل کا باب علیحدہ اور قیام رمضان کا باب علیحدہ قائم کرتے ہیں۔

۳) نماز تہجد کے بارہ میں آپ سے مختلف رکعات ثابت ہیں۔

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَۃَ رض عَنْ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بِاللَّیْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَّتِسْعٌ وَاِحْدٰی عَشْرَۃَ سِوٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ۔

حضرت مسروق رح کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز (تہجد) کے بارہ میں پوچھا، تو ام المؤمنین رض نے کہا کبھی سات رکعات، اور کبھی نو رکعات اور کبھی گیارہ رکعات ہوتی تھیں صبح کی دو رکعت سنت کے علاوہ تھیں۔

(بخاری ص۱۵۳ ج۱)

۴) حافظ ابن حجرؒ شارح بخاری مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ الخ والی روایت کے متعلق لکھتے ہیں۔

فَاَمَّا مَا اَجَابَتْ بِهٖ مَسْرُوْقًا فَمُرَادُهَا اَنَّ ذٰلِكَ وَقَعَ مِنْهُ فِيْ اَوْقَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ فَتَارَةً كَانَ يُصَلِّيْ سَبْعًا وَتَارَةً تِسْعًا وَتَارَةً اِحْدٰى عَشْرَةَ وَسَيَاْتِيْ بَعْدَ خَمْسَةِ اَبْوَابٍ مِنْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْهَا اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ اَكْثَرَ مَا يُصَلِّيْهِ فِي اللَّيْلِ وَلَفْظُهٗ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ الخ (فتح الباری صـ ۲۶۲ ج ۳)	ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے جو جواب حضرت مسروقؒ کو دیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف اوقات میں یہ ثابت ہیں کبھی آپ سات رکعات پڑھتے تھے، کبھی نو رکعات، اور کبھی گیارہ رکعات پڑھتے تھے، اس کے پانچ الواب کے بعد حضرت ابوسلمہؓ کی روایت ہے، ام المومنینؓ سے کہ یہ گیارہ رکعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات پڑھا کرتے تھے، اور یہ بات رمضان اور غیر رمضان دونوں میں ہوتی تھی۔

۵) ۔ تہجد کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد گرامی موجود ہے۔

۱۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍؓ (مرفوعاً) فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ (بخاری صـ ۱۰۱ ج ۱، صـ ۱۰۸۴ ج ۲)	اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو، کیونکہ آدمی کی افضل نماز وہی ہے جو گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے۔
۲۔ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلٰوةِ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ خَيْرَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ (بخاری صـ ۹۰۳ ج ۲ مسلم صـ ۲۶۶ ج ۱)	تم اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو۔ کیونکہ آدمی کی بہتر اور افضل نماز وہی ہے جس کو وہ گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے کہ اس کو مسجد میں پڑھنا چاہیئے۔
۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ	ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے کہا کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فِيْ حُجْرَتِهٖ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت اپنے حجرہ مبارکہ میں نماز پڑھا کرتے تھے ۔

(بخاری صـ۱۰۱/۱)

۴۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رض اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهٖ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ (ابوداؤد صـ۱۴۹/۱، ترمذی صـ۹۱، نسائی صـ۲۴۷/۱) حضرت زید بن ثابت رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی نماز اپنے گھر میں پڑھنی زیادہ افضل ہے بنسبت میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں پڑھنے سے ۔ سوائے فرض نماز کے ۔

اس کے خلاف یہ لوگ مساجد میں کیوں پڑھتے ہیں ، جب کہ گھر میں پڑھنے کا حکم ہے ۔

۶) ام المؤمنین کی اسی روایت میں ہے ۔

يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ (بخاری صـ۱۵۴/۱، مسلم صـ۲۵۴/۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار چار رکعات پڑھتے تھے ، پھر نہ پوچھ ان کے حسن اور ان کی لمبائی کے بارہ میں (یعنی بہت ہی عمدہ طریق پر اور لمبی رکعات پڑھتے تھے)

تو یہ حضرات دو۲ دو۲ رکعت کیوں پڑھتے ہیں ؟ اور پھر مختصر کیوں پڑھتے ہیں ۔ طویل (لمبی) کیوں نہیں پڑھتے ؟

۷) مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ الخ میں ام المؤمنین رض کا نفی کرنا ایسا ہی ہے جیسا انہوں نے اس روایت میں صلاۃ الضحٰی کی نفی کی ہے ۔

مَا سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ (بخاری صـ۱۵۲/۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ الضحٰی کبھی نہیں پڑھی ۔

۸) ام المؤمنین رض کی اسی روایت میں ہے ۔

ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا (بخاری صـ۱۵۴/۱، مسلم صـ۲۵۴/۱) پھر آپ تین رکعات وتر پڑھتے تھے

۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ نماز سحر کے وقت پڑھتے تھے، یہ حضرات عشاء کے متصل کیوں پڑھتے ہیں۔؟

۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے ساتھ تراویح صرف تین دن ۲۳، ۲۵، ۲۷ تک پڑھی تھیں، اور یہ لوگ تمام ماہ کیوں جماعت سے پڑھتے ہیں؟

اس سلسلہ میں حضرت عمرؓ کی جماعت والی سنّت تو لے لی رکعات والی کو ترک کر دیا۔

۱۱) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی رات ثلث شب تک، دوسری رات نصفِ شب تک، تیسری رات سحری کے وقت تک حتّٰی کہ سحری کے فوت ہونے کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا، پڑھی تھیں، اس کی بھی مخالفت کیوں؟

۱۲) بعض روایات میں آتا ہے، کہ آپ چار رکعات کے بعد سو جاتے تھے، پھر اُٹھ کر چار رکعت پڑھتے تھے۔

۱۳) نصف پارہ فرضوں میں اور نصف تراویح میں پڑھنا کس صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے۔ پیش کریں۔

مؤطا امام مالک اور دیگر صحاح میں یہ روایات موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے آٹھ گیارہ یا تیرہ یہ سب تہجد کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور مختلف اوقات میں کمی و بیشی بھی ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ

۱۔ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَاِذَا فَرَغَ اِضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ۔ (بخاری ص۱۵۱ ج۱ مسلم ص۲۵۳ ج۱ واللفظ لہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت ادا فرماتے تھے اور ایک رکعت کو دو کے ساتھ ملا کر وتر بناتے تھے۔ جب آپ فارغ ہوتے تھے تو دائیں کروٹ پہ لیٹ جاتے تھے۔

۲۔ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ

اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ

صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ ثَلٰثَ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً ثُمَّ یُصَلِّیْ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ (بخاری ص ۱۵۶/۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔ پھر جب صبح کی اذان سنتے تھے تو دو رکعت ہلکی سی صبح کی سنتیں ادا فرماتے تھے۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّہٗ بَاتَ لَیْلَۃً عِنْدَ مَیْمُوْنَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ وَھِیَ خَالَتُہٗ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِیْ عَرْضِ الْوِسَادَۃِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَھْلُہٗ فِیْ طُوْلِھَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰی اِنْتَصَفَ اللَّیْلُ اَوْ قَبْلَہٗ بِقَلِیْلٍ اَوْ بَعْدَہٗ بِقَلِیْلٍ اِسْتَیْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَجَعَلَ یَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْھِہٖ بِیَدِہٖ ثُمَّ قَرَاَ الْعَشْرَ الْاٰیَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَۃِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰی شَنٍّ مُعَلَّقَۃٍ فَتَوَضَّاَ مِنْھَا فَاَحْسَنَ وُضُوْءَہٗ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ ذَھَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِہٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ

حضرت ابن عباسؓ نے اپنی خالہ ام المومنین میمونہؓ کے گھر رات گزاری۔ کہتے ہیں کہ میں گدے کے عرض میں لیٹ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہلیہ طول میں لیٹ گئے، پس حضور علیہ السلام سو گئے۔ جب نصف شب ہوئی، نصف شب سے کچھ قبل یا نصف سے کچھ بعد، حضور علیہ السلام بیدار ہوئے بیٹھے اور اپنی آنکھوں سے نیند کے اثر کو ملا اپنے ہاتھ مبارک سے۔ سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں۔ پرانا مشکیزہ لٹک رہا تھا اٹھے اور اس سے پانی لے کر وضو کیا بہت اچھی طرح وضو کیا۔ پھر آپ نماز کے لیے کھڑے ہوگئے ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے بھی اسی طرح اٹھ کر کیا جس طرح حضور علیہ السلام نے کیا تھا۔ پھر میں آپ کے پاس بائیں پہلو پر کھڑا ہوگیا نماز کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ مبارک سے میرے کان کو مروڑا اور مجھے دائیں طرف کھڑا کر دیا پھر آپ نے دو دو رکعت کر کے بارہ رکعات ادا فرمائیں۔ پھر وتر ادا کیے۔ پھر آپ لیٹ گئے۔ پھر جب موذن آپکے

وسلم يده اليمنى على رأسي وأخذ بأذني اليمنى يفتلها فصلى ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم أوتر ثم اضطجع حتى جاءه المؤذن فقام فصلى ركعتين خفيفتين ثم خرج فصلى الصبح (مسلم ص۲۶۰ ج۱ شمائل مع ترمذی ص۵۸۸)

پاس آیا تو آپ نے دو رکعت ہلکی سی ادا فرمائیں اور پھر صبح کی نماز کے لیے نکلے۔

۴۔ عن زيد بن خالد الجهني أنه قال لأرمقن الليلة صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فتوسدت عتبته أو فسطاطه فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى ركعتين طويلتين طويلتين ثم صلى ركعتين وهما دون اللتين قبلهما، ثم صلى ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم صلى ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم صلى ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم صلى ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم أوتر فتلك ثلث عشرة ركعة (موطا امام مالک ص۱۰۵ شمائل مع ترمذی ص۵۸۹)

حضرت زید بن خالد جہنی نے کہا کہ میں ضرور رات کے وقت دیکھوں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو، پس میں نے اپنا سر آپ کی دہلیز پر یا آپ کے خیمہ کے دروازے پر رکھ دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کھڑے ہوئے اور آپ نے دو رکعت نماز پڑھی جو بہت طویل تھی پھر آپ نے دو رکعت پڑھی جو پہلی رکعتوں سے کم تھی، پھر آپ نے دو رکعت پڑھی جو پہلی سے کم تھی۔ پھر آپ نے دو رکعت پڑھی جو پہلی سے کم تھی، اسی طرح آپ نے مع وتر کے تیرہ رکعات پڑھیں۔

۵۔ عن أنس قال كان رسول الله

حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ وَجَاءَ رَجُلٌ فَقَامَ أَيْضًا حَتّٰى كُنَّا رَهْطًا، فَلَمَّا حَسَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّا خَلْفَهُ، جَعَلَ يَتَجَوَّزُ فِي الصَّلٰوةِ ثُمَّ دَخَلَ رَحْلَهُ، فَصَلّٰى صَلٰوةً لَا يُصَلِّيْهَا عِنْدَنَا. قَالَ قُلْنَا لَهُ حِيْنَ أَصْبَحْنَا أَفَطِنْتَ لَنَا اللَّيْلَةَ قَالَ فَقَالَ نَعَمْ ذٰلِكَ الَّذِيْ صَنَعْتُ حَمَلَنِيْ عَلَى الَّذِيْ صَنَعْتُ"

(مسلم مع نووی صلا ج ۲۵۲ کتاب الصوم)

صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں نماز پڑھتے تھے (رات کے وقت) پس میں آیا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ اسی طرح ایک اور شخص آیا تو وہ بھی ساتھ کھڑا ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہم ایک گروہ بن گئے۔ (یعنی کافی آدمی آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ محسوس کیا کہ ہم لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہیں۔ تو آپ نے نماز میں تیزی کی اور جلدی اس کو ختم کر کے اپنے حجرہ مبارکہ میں داخل ہو گئے (اعتکاف کا کمرہ مراد ہے) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس کمرہ اعتکاف میں ایسی نماز پڑھتے تھے جو ہمارے پاس نہیں پڑھتے تھے (یعنی خوب لمبی نماز تنہائی میں پڑھتے تھے) حضرت انس رضؓ کہتے ہیں، جب صبح ہوئی تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا کہ حضور کیا آپ نے ہماری کیفیت اور حالت کو سمجھ لیا تھا، رات کے وقت، آپ نے فرمایا کہ ہاں اسی چیز نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا جو میں نے کی تھی۔ (یعنی لوگوں کے ساتھ پڑھنا مناسب نہ خیال کیا۔ پھر الگ جا کر پڑھی تھا)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز صحابہ کرام رضؓ کے ساتھ پڑھی تھی وہ الگ تھی اور وہ نماز جو آپ نے تنہائی میں پڑھی تھی وہ الگ نماز تھی۔ جو (صحابہ کرام رضؓ کے ہمراہ) جماعت کے ساتھ ادا کی تھی۔ وہ نماز تراویح تھی۔ اور جو الگ ادا کی وہ نماز تہجد تھی۔ بعض لوگ اصرار کرتے ہیں کہ رمضان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی نماز پڑھی ہے اسی کو تہجد بھی کہہ سکتے ہیں اور وہی تراویح بھی ہے الگ

نماز آپ سے ثابت نہیں۔

لیکن یہ خیال ان کا غلط ہے۔ یہ صحیح حدیث صاف بتا رہی ہے کہ یہ رمضان کا واقعہ ہے۔ اور اعتکاف کی حالت بھی ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے ساتھ مختصر اور علیحدگی میں لمبی نماز ادا فرمائی۔

اس سلسلہ میں ایک روایت یہ بھی ہے۔

٢۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُصَلِّي ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي حُجْرَتِهٖ فَجَاءَ نَاسٌ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهٖ فَخَفَّفَ فَدَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ خَرَجَ فَعَادَ مِرَارًا كُلَّ ذٰلِكَ يُصَلِّي فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّيْتَ وَنَحْنُ نُحِبُّ اَنْ تَمُدَّ فِي صَلَاتِكَ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ بِمَكَانِكُمْ وَعَمَدًا فَعَلْتُ ذٰلِكَ۔

(مسند احمد صفحہ ١٠٣/٣)

حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات اپنے حجرہ مبارکہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کچھ لوگ آئے اور آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں تخفیف کر دی۔ اور مختصر کر کے گھر میں داخل ہو گئے (حجرہ سے مسجد کا کمرہ مراد ہے اور بیت سے اعتکاف کا وہ کمرہ مراد ہے جو اعتکاف کے لیے چٹائی سے بنایا ہوا تھا) مسجد کے کمرہ سے فارغ ہو کر اعتکاف والے کمرے میں داخل ہو گئے۔ اور پھر دوبارہ آپ تشریف لائے۔ اور باہر نماز پڑھنی شروع کی۔ پھر کچھ لوگ ساتھ شریک ہو گئے آپ پھر اسی طرح اس کو مختصر کر کے کمرہ اعتکاف میں داخل ہو گئے۔ (اس اثناء میں آپ وہاں کمرہ اعتکاف میں بھی نماز پڑھتے رہے خوب لمبا کرتے جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے) آپ بار بار ایسا کرتے تھے۔ صبح ہوئی تو صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا حضور! ہم لوگ تو پسند کرتے تھے کہ آپ نماز لمبی کریں آپ نے فرمایا مجھے تمہاری موجودگی کا اور کیفیت کا

پتہ چل گیا تھا، رات کے وقت، اور میں نے عمداً
ایسا کیا ہے ۔

ان روایات سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ رمضان میں تراویح کے علاوہ بھی آپ نے نماز پڑھی ہے۔ جن حضرات نے یہ بات کہی ہے۔ غالباً ان کی توجہ ان روایات کی طرف مبذول نہیں ہو سکی۔ اس کے بعد بھی ان دونوں نمازوں کے ایک ہونے پر اصرار کرنا بے جا ہو گا۔ جب کہ بخاریؒ، مسلمؒ اور دیگر محدثین کرامؒ بھی الگ الگ باب باندھ کر صلوٰۃ تراویح یا قیام رمضان کو الگ بیان کرتے ہیں۔ اور صلوٰۃ تہجد اور قیام لیل کو الگ بیان کرتے ہیں۔

شارح بیجوریؒ لکھتے ہیں۔

وَكَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ اَيْ فِيْ لَيَالِيْهِ وَقْتَ التَّهَجُّدِ زِيَادَةً عَلٰى مَا صَلَّاهُ بَعْدَ الْعِشَاءِ مِنَ التَّرَاوِيْحِ (بیجوری شرح شمائل ترمذی صـ ۱۴۲)

شارح بیجوریؒ کہتے ہیں، اس حدیث کی شرح میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان کی راتوں میں تہجد کے وقت کیسی تھی۔ اس نماز کے علاوہ جو آپ عشاء کے بعد تراویح پڑھتے تھے۔

صلوٰۃ الوتر

(نماز وتر)

صلوٰۃ الوتر، صلوٰۃ اللیل (نماز تہجد) صلوٰۃ التراویح یہ سب الگ الگ نمازیں ہیں، محدثین ان نمازوں کے جدا جدا ابواب قائم کرتے ہیں۔ صلوٰۃ اللیل کا الگ اور صلوٰۃ الوتر کا الگ باب،

صلوٰۃ الوتر کے سلسلہ میں کئی باتیں زیر بحث آتی ہیں۔ مثلاً صلوٰۃ الوتر کی حیثیت کیا ہے؟ یہ فرض ہے، واجب ہے یا سنت مؤکدہ، اور دوسری بحث یہ کہ وتر کی کتنی رکعات ہیں، اور یہ کہ اگر وتر تین رکعات ہیں تو پھر دو رکعت پہ سلام پھیر کر تیسری رکعت پڑھنی چاہیئے یا ایک ہی سلام کے ساتھ تینوں رکعات ادا کرنی چاہئیں۔

نماز وتر واجب ہے

وتر کی نماز واجب ہے (ہدایہ ص۹۲، شرح نقایہ ص۹۷، کبیری ص۴۱۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کے بارہ میں حق اور واجب کے مؤکد الفاظ استعمال کیے ہیں، بخلاف صلوٰۃ اللیل، قیام اللیل اور تہجد وغیرہ کے بارہ میں صرف ترغیب ہی دلائی گئی ہے، اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔

صلوٰۃ الوتر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راحلہ (سواری) سے نیچے اتر کر پڑھا ہے بخلاف نوافل کے کہ وہ سواری پر بھی ادا فرماتے رہے ہے، لیکن وتر کو فرائض کی طرح زمین پر اتر کر ادا کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ اگرچہ وتر کا راحلہ (سواری) پر ادا کرنے کا ثبوت بھی صحیح احادیث میں ملتا ہے۔ لیکن یہ مؤکد ہونے سے پہلے پر محمول ہے یا عذر کی حالت پر۔

وتر کی نماز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قضاء کرنے کا حکم دیا ہے۔ بخلاف صلوٰۃ اللیل (تہجد) وغیرہ کے متعلق قضا کرنے کا حکم نہیں دیا۔

ائمہ ثلاثہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ امام احمدؒ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کے دونوں شاگرد امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ کے نزدیک وتر کی نماز واجب نہیں ہے۔

امام ابُو حنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے، جیسا کہ اُوپر بیان ہوا، محدث نیمویؒ نے لکھا ہے، کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حذیفہ بن الیمانؓ، امام ابراہیم نخعیؒ اور امام شافعیؒ کے استاذ یوسف بن خالد سمتیؒ، سعید بن المسیبؒ، وابی عبیدہؒ بن عبداللہ بن مسعودؓ، ضحاکؒ، مجاہدؒ، سحنونؒ، اصبغ بن الفرجؒ وغیرہ کا یہی مسلک ہے۔

حضرت امام اعظمؒ نے وجوب پر حسب ذیل احادیث سے دلائل قائم کیے ہیں۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِہٖ اَوْ نَسِیَہٗ فَلْیُصَلِّہٖ اِذَا اَصْبَحَ اَوْ ذَکَرَہٗ۔

حضرت ابُو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص وتر سے سو گیا یا بھول گیا، تو جب صبح ہو جائے یا جب اسے یاد آئے اس کو پڑھے۔

(مستدرک حاکم ص $\frac{302}{1}$ و قال علی شرط الشیخین واقرہ الذہبیؒ، دار قطنی ص $\frac{22}{2}$)

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَقُوْلُ اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وتر حق (واجب) ہے جس نے وتر نہ پڑھے تو وہ ہم میں سے نہیں یہ بات آپ نے تین دفعہ ارشاد فرمائی۔

(ابوداؤد ص $\frac{201}{1}$، مستدرک حاکم ص $\frac{305}{1}$)

۳۔ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اَلْوِتْرُ حَقٌّ وَاجِبٌ[1] دار قطنی ص $\frac{22}{2}$

حضرت ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر حق (ثابت) واجب ہے۔

---

[1] امام دار قطنیؒ نے کہا ہے کہ اس روایت میں واجب کا لفظ غیر محفوظ ہے۔ کیونکہ یہ لفظ نقل کرنے میں

باقی حاشیہ ص پر

ورجاله ثقات تلخیص الحبیر ص۱۳ ج۲

(ابوداؤد طیالسی ص۸۱)

۴۔ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ الْعَدَوِيِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَمَدَّكُمْ بِصَلٰوةٍ هِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ وَهِيَ الْوِتْرُ

(ابوداؤد ص۲۰۱ ج۱، مستدرک حاکم ص۳۰۶ ج۱، وقال صحیح الاسناد ترمذی ص۹۱)

حضرت خارجہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں امداد پہنچائی ہے یا تمہارے لیے ایک نماز زائد کی ہے جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے، اور وہ نماز وتر ہے۔

۵۔ عَنْ اَبِي تَمِيْمٍ الْجَيْشَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ زَادَكُمْ صَلٰوةً فَصَلُّوْهَا

ابوتمیم جیشانیؒ حضرت عمرو بن العاصؓ سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک نماز زائد کی (یعنی فرائض کے ساتھ اس کو زیادہ کیا ہے) پس تم اس نماز کو عشاء اور صبح کے درمیان پڑھو، اور وہ نماز وتر ہے

بقیہ حاشیہ

محمد بن حسان الازرق منفرد ہے اس کا کوئی متابع نہیں، دارقطنی کی سند یوں ہے ۔ محمد بن حسان الازرق عن سفیان بن عیینۃ عن الزهری ۔

دارقطنیؒ کا یہ کہنا صحیح نہیں کیونکہ ابوداؤد طیالسی کی روایت میں یزید بن ہارون عن سفیان بن حسین عن الزهری اس کا متابع ہے، لیکن یہ حَقٌّ اَوْ وَاجِبٌ سے نقل کرتا ہے۔

علاوہ ازیں دیگر سندوں کے ساتھ طبرانی اور مسند بزار میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ و ابن عباسؓ و ابوایوب انصاریؓ سے بھی یہ لفظ منقول ہے۔ اگرچہ یہ سندیں قوی نہیں، لیکن متابعت اور تائید کے لیے کافی ہیں۔ سراقی

فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى الصُّبْحِ الْوِتْرَ الْوِتْرَ أَلَا وَإِنَّهُ أَبُو بَصْرَةَ الْغِفَارِيُّ قَالَ أَبُو تَمِيمٍ فَكُنْتُ أَنَا وَأَبُو ذَرٍّ قَاعِدَانِ قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِي أَبُو ذَرٍّ فَانْطَلَقْنَا إِلَى أَبِي بَصْرَةَ فَوَجَدْنَاهُ عَلَى الْبَابِ الَّذِي يَلِي بَابَ عَمْرٍو فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ يَا أَبَا بَصْرَةَ أَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ زَادَكُمْ صَلٰوةً فَصَلُّوهَا فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى صَلٰوةِ الصُّبْحِ الْوِتْرَ الْوِتْرَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَهُ قَالَ نَعَمْ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَلَهُ إِسْنَادَانِ عِنْدَ أَحْمَدَ أَحَدُهُمَا رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ (مجمع الزوائد ص۲۳۹ ج۲، مستدرک حاکم ص۵۹۳ ج۳، مسند احمد ص۷ ج۶)

راوی کہتا ہے کہ وہ صحابی حضرت ابوبصرہ غفاری رضی ہے ابوتمیم رح کہتے ہیں کہ میں اور حضرت ابوذر غفاری رضی بیٹھے ہوئے تھے حضرت ابوذر رضی نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم ابوبصرہ رضی کے پاس گئے، حضرت ابوذر رضی نے ابوبصرہ رضی سے پوچھا کہ تم نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے کہ آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک نماز زیادہ کی ہے تم اس کو عشاء اور صبح کے درمیان پڑھو، اور وہ نماز وتر ہے، تو ابوبصرہ رضی نے کہا کہ ہاں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے۔ (مسند احمد میں صحیح سند کے ساتھ یہ بات مذکور ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی نے جمعہ کے خطبہ میں یہ بات ذکر کی تھی)

۶۔ عَنْ طَاوُسٍ الْوِتْرُ وَاجِبٌ يُعَادُ إِلَيْهِ إِذَا نَسِيَ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۸ ج۳)

حضرت طاؤس رح کہتے ہیں کہ وتر واجب ہے۔ جب کوئی شخص بھول جائے، تو قضاء کرے۔

۷۔ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ أَوْتِرْ وَإِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ (مصنف عبدالرزاق ص۱۰ ج۳)

حضرت حماد رح کہتے کہ وتر پڑھو اگرچہ سورج طلوع ہو جائے (یعنی قضاء پڑھنا بھی واجب ہے)

۸۔ عَنْ وَبَرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ

حضرت وبرہ رح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی

عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ اَصْبَحَ وَلَمْ يُوتِرْ قَالَ اَرَأَيْتَ لَوْ نِمْتَ عَنِ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَلَيْسَ كُنْتَ تُصَلِّيْ كَاَنَّهٗ يَقُوْلُ يُوتِرُ

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۰ ج۲)

سے پوچھا اگر کوئی شخص سوتے سوتے صبح کر دے اور اس نے وتر نہ پڑھے ہوں تو وہ کیا کرے۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا اگر تم صبح کی نماز سے سو جاؤ، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے تو کیا تم صبح کی نماز نہیں پڑھو گے؟ گویا کہ انہوں نے کہا جیسے صبح کی نماز پڑھتے ہو اسی طرح وتر بھی قضا پڑھو۔

۹۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَعَطَاءٍ وَالْحَسَنِ وَطَاؤُسٍ وَمُجَاهِدٍ قَالُوْا لَا تَدَعِ الْوِتْرَ وَاِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۰ ج۲)

حضرت امام شعبیؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، حسن بصریؒ، طاؤسؒ، مجاہدؒ کہتے ہیں کہ وتر کو نہ چھوڑ اگرچہ سورج طلوع ہو جائے (یعنی اگر قضا پڑھنی پڑے تو قضا پڑھو)

۱۰۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَا تَدَعِ الْوِتْرَ وَلَوْ تَنَصَّفَ النَّهَارُ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۰ ج۲)

حضرت امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ وتر کو نہ چھوڑ اگرچہ دوپہر کو ہی کیوں نہ پڑھے۔

۱۱۔ حضرت سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنی سواری پر نفل ادا کرتے تھے اور جب وتر پڑھتے تو سواری سے نیچے اتر کر زمین پر ادا کرتے (مسند احمد ص۴ ج۲)

۱۲۔ ہشامؒ اپنے والد حضرت عروہؒ کے بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ وہ سواری پر نفل پڑھتے تھے، جدھر بھی سواری کا رخ ہوتا — پیشانی نیچے نہیں رکھتے تھے، بلکہ سر کے اشارہ سے رکوع و سجدہ کر لیتے تھے، اور جب سواری سے نیچے اترتے تھے تو وتر ادا کرتے تھے۔

(موطا امام محمد ص۱۲۴ مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰۲ ج۲ کتاب الحجہ ص۱۸۹ ج۱)

۱۳۔ حضرت امام ابراہیم نخعیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سواری پر ہی نفل نماز پڑھتے جدھر سواری کا رخ ہوتا تھا، اشارہ سے ہی رکوع اور سجدہ کرتے تھے، اور آیت سجدہ اگر تلاوت کرتے تو بھی اشارہ سے سجدہ ادا کرتے تھے، فرض نماز اور وتر کے لیے نیچے اترتے تھے۔

(موطا امام محمد ص۱۳۴ کتاب الحجہ ص۱۸۹ ج۱)

۱۴۔ نافعؒ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارہ میں بیان کرتے ہیں وہ نوافل سواری پر ہی پڑھتے تھے جدھر بھی سواری کا رُخ ہوتا تھا، اور جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تھے تو نیچے اتر کر پڑھتے تھے (موطا امام محمد صہ ۱۴۳، کتاب الحجہ صہ ۱۹۰/۱)

۱۵۔ حصینؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نفل نماز سواری پر پڑھتے تھے جدھر سواری کا رُخ ہوتا، اور جب فرض نماز یا وتر کا موقع ہوتا تو سواری سے اتر کر زمین پر پڑھتے تھے۔ (موطا امام محمد صہ ۱۴۳، کتاب الحجہ صہ ۱۸۸/۱)

۱۶۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نفل نماز سواری پر پڑھتے تھے اور صبح کے طلوع سے کچھ پہلے سواری سے اتر کر وتر پڑھتے تھے (موطا امام محمد صہ ۱۴۴)

۱۷۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی رفاقت میں مکہ سے مدینہ کے سفر میں تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سب نوافل سواری پر پڑھتے تھے، مگر فرض نماز اور وتر کے لیے زمین پر اترتے تھے، میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے، نوافل تو سواری پر جدھر رُخ ہوتا اشارہ سے پڑھتے تھے، اور سجدہ کو ذرا رکوع سے زیادہ پست کرتے تھے۔ (موطا امام محمد صہ ۱۴۴ کتاب الحجہ صہ ۱۸۸/۱)

۱۸۔ ابن عونؒ کہتے ہیں میں نے حضرت امام قاسمؒ سے پوچھا کہ کوئی شخص وتر سواری پر پڑھتا ہے۔ اس کے بارہ کیا حکم ہے تو امام قاسمؒ نے کہا کہ لوگوں نے کہا ہے حضرت عمرؓ وتر زمین پر اُتر کر پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۳۰۲/۲، کتاب الحجہ صہ ۱۸۸/۱)

۱۹۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا ہے کہ اسلاف کرام اپنی سواریوں اور جانوروں پر نوافل پڑھتے رہتے تھے لیکن فرض نماز اور وتر زمین پر اُتر کر پڑھتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۳۰۲/۲)

۲۰۔ ہارون بن ابراہیمؒ کہتے ہیں، میں نے حضرت حسن بصریؒ سے دریافت کیا کہ میں سواری کے جانور پر نماز پڑھ سکتا ہوں، تو انہوں نے کہا ہاں پڑھ سکتے ہو، میں نے کہا کہ وتر بھی سواری پر پڑھ سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔

اور اسی طرح امام محمد ابن سیرینؒ نے بھی کہا ہے کہ وتر زمین پر اتر کر پڑھو۔
(مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۳۰۲/۲)

حضرت امام محمدؒ کہتے ہیں کوئی حرج نہیں کہ مسافر نفل نماز سواری پر اشارہ سے پڑھے جدھر بھی اس کا رُخ ہو، اور سجدہ رکوع سے ذرا پست کرے، لیکن وتر اور فرض یہ دونوں زمین پر ادا کیے جائیں عام آثار اسی طرح آئے ہیں (موطا امام محمد ص۱۲۴)

اور اسی طرح امام ابُوحنیفہؒ سے مروی ہے (کتاب الحجہ ص ۱۸۲/۱)

یہ تمام روایات اور اس طرح کی دیگر روایات وتر کے مؤکد اور واجب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

دوسرے ائمہ کرام وتر کے سنّت ہونے پر مندرجہ ذیل روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

۱۔ ایک تو اعرابی والی حدیث ہے جس میں ہے۔ کہ اعرابی نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا مجھ پر ان پانچ نمازوں کے علاوہ کبھی کوئی نماز فرض ہے۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں ان کے علاوہ کوئی نماز فرض نہیں الاّ یہ کہ تم نفل کے طور پر پڑھو۔

امام ابُوحنیفہؒ اور احناف کرام یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ بات وتر کے مؤکد ہونے سے پہلی کی ہے۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز راحلہ (سواری) سے نیچے اتر کر پڑھتے تھے اور وتر سواری پر ہی پڑھ لیتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں۔

امام طحاویؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے جو منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم وتر کی نماز سواری پر ادا فرمالیتے تھے ایہ بات وتر کے مؤکد ہونے سے پہلے کی ہے، اس کے بعد وتر کا مؤکد اور واجب ہونا واقع ہوا ہے (طحاوی ص ۲۴۹/۱)

اِنَّ اللّٰهَ اَمَدَّكُمْ بِصَلٰوةٍ هِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ کے الفاظ سے اس بات کو سمجھا جاسکتا ہے۔

دوسرا جواب امام طحاویؒ نے اس طرح دیا ہے، کہ حضرت ابن عمرؓ سواری پر نوافل پڑھتے تھے اور وتر زمین پر اتر کر پڑھتے تھے، اور وہ یہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

حضرت ابن عمرؓ کا یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا ہے، جس سے

معلوم ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر میں وتر سواری سے نیچے اتر کر پڑھتے تھے۔

(طحاوی ص۲۴۹ ج ۱)

۴۔ سعید بن یسارؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ مکہ کے راستہ پر چل رہا تھا، مجھے جب صبح ہونے کا خطرہ ہوا تو میں نے سواری سے اُتر کر وتر ادا کیے پھر میں عبداللہ بن عمرؓ سے جا ملا، انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم کہاں چلے گئے تھے، میں نے کہا کہ مجھے صبح کا خطرہ ہوا تو میں نے اتر کر وتر ادا کیے عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کیا تمہارے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں نمونہ نہیں آپ اونٹ پر بھی وتر ادا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک ص۱۰۹)

اگرچہ صحیح روایات میں وتر کا سواری پر پڑھنا بھی آپ سے ثابت ہے، احناف کرام یہ کہتے ہیں اگر یہ وتر کے مؤکد ہونے کے بعد ہے تو پھر بھی عذر کی وجہ سے تھا، مثلاً بارش گارہ وغیرہ، سفر ہو اور زمین پر اتر کر پڑھنے کا موقع نہ ہو تو پھر اونٹ پر بھی آپ نے بعض اوقات وتر ادا فرمائے ہیں۔

رکعات وتر

وتر حضرت اعظم ابو حنیفہؒ اور احناف کرام کے نزدیک تین رکعات ہی ہیں۔

(ہدایہ ص۹۴ ج ۱، شرح نقایہ ص۹۷ ج ۱، کبیری ص۴۱۱)

جس طرح مغرب کی نماز جس کو وتر النہار کہا جاتا ہے، اور ان کے درمیان دو رکعت پر سلام پھیرنا جائز نہیں اسی طرح وتر اللیل میں بھی ایک ہی سلام کے ساتھ تین رکعات ہیں۔ امام شافعیؒ اور احمدؒ کہتے ہیں کہ صرف ایک رکعت کے ساتھ بھی وتر کرنا جائز ہے۔ (میزان الکبریٰ ص۱۸۲ ج ۱)

امام مالکؒ کے نزدیک بھی وتر تین ہی رکعات ہیں، اس سے کم نہیں، البتہ دو رکعات کے بعد سلام پھیرنا جائز ہے اور پھر تیسری رکعت الگ پڑھنی جائز ہے۔

حضرت امام مالکؒ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت پر بحث کرتے ہوئے جس میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد ایک رکعت کے ساتھ وتر کرتے تھے"۔ لکھتے ہیں۔

وَلَيْسَ عَلٰى هٰذَا الْعَمَلُ عِنْدَنَا وَلٰكِنْ اَدْنَى الْوِتْرِ ثَلَاثٌ (موطا امام مالک ص۱۱۰)

ہمارے نزدیک اس پر عمل نہیں ہے، یعنی ایک رکعت وتر پر اکتفا کرنا درست نہیں، بلکہ ادنیٰ وتر ہمارے

نزدیک تین رکعات ہیں۔

امام ابو حنیفہ رح و احناف مندرجہ ذیل روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت زید بن خالد الجہنی رض کہتے ہیں میں نے تہیہ کیا کہ میں ضرور رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا، چنانچہ آپ نے پہلے دو رکعتیں (تحیۃ الوضوء) ہلکی اور مختصر سی ادا فرمائی، پھر اس کے بعد دو۲ رکعت بہت لمبی ادا فرمائی، پھر اس کے بعد دو۲ رکعات جو پہلی دو رکعتوں سے کم تھیں ادا فرمائیں، پھر اس کے بعد دو۲ رکعت جو پہلی دو رکعتوں سے کم تھیں ادا فرمائیں۔ پھر دو۲ رکعت جو ان سے کم تھیں ادا فرمائیں، پھر دو۲ رکعت جو ان سے کم تھیں ادا فرمائیں۔ پھر آپ نے وتر ادا فرمائے، پس یہ تیرہ رکعات نماز ہوئی (مسلم ص ۲۶۲ ج ۱)

اس روایت سے واضح طور پہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس رکعات نفل (تہجد) ادا فرمائے، اور تین رکعات وتر، یہ مع وتر کے تیرہ رکعات ہوئیں۔

اور وتر کے بعد جو آپ بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے تھے، ان کا ذکر اس روایت میں نہیں ہے وہ آپ عام دستور کے مطابق ادا فرماتے تھے، تو جملہ رکعات پندرہ ہوئیں۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض سے بھی منقول ہے کہ انہوں نے رات گزاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں۔ یعنی اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رض کے گھر میں، حضرت عبداللہ بن عباس رض بیان کرتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے، مسواک کی، وضو کیا اور سورۃ آل عمران کے آخری رکوع کی آیات تلاوت فرمائیں، پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی، بہت لمبا قیام کیا، اسی طرح رکوع اور سجود بھی، پھر پلٹ کر آپ سو گئے، یہاں تک کہ خراٹے بھرنے لگے، پھر آپ نے یہ عمل تین مرتبہ کیا، سو کر اٹھتے اور پھر مسواک اور وضو کر کے دو رکعت ادا فرماتے، اور ہر مرتبہ سورۃ آل عمران کی آخری آیات تلاوت فرماتے، یہ چھ رکعات ہوئیں (پہلی دو۲ بہت لمبی رکعت بھی اس کے ساتھ ملالی جائیں تو یہ جملہ آٹھ رکعات ہوئیں)

ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ — پھر آپ نے تین رکعات وتر ادا فرمائے۔

(مسلم ص ۲۶۱ ج ۱)

وتر کے بعد والی دو رکعات کا ذکر اس روایت میں بھی نہیں، لیکن وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے عام دستور کے مطابق ان کے ساتھ شامل ہیں۔ تو جملہ تیرہ رکعات ہوئیں، دوسری روایت میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اس طرح بیان کر گئے ہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً۔ (مسلم ص۲۶۱ ج۱، بخاری ص۱۵۳ ج۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات ادا فرماتے تھے۔

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی ایک اور روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں (یہ دوسرے موقع کی بات ہے) کہ میں نے اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کے گھر رات گزاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے، آپ نے مشکیزہ سے پانی لیا، اور پھر اچھی طرح وضو کیا، پھر آپ نماز پر کھڑے ہو گئے، اور میں نے بھی اسی طرح وضو کیا، اور آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ نے مجھے پکڑ کر دائیں جانب کھڑا کر دیا۔

فَتَكَامَلَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً (مسلم ص۲۶۱ ج۱)

پس مکمل ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تیرہ رکعات۔

۴۔ اور ایک روایت میں اس طرح آتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں۔

فَصَلّٰى فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ ثَلَاثَ عَشَرَ رَكْعَةً (مسلم ص۲۶۰ ج۱)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں تیرہ رکعات نماز پڑھی۔

۵۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں بھی تیرہ رکعات کا ذکر ہے۔ ابو سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنینؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق دریافت کیا۔ تو ام المؤمنینؓ نے کہا

كَانَ يُصَلِّيْ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُوْتِرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ (مسلم ص۲۵۴ ج۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعات پڑھتے تھے، پہلے آپ آٹھ رکعات پڑھتے تھے، پھر وتر (تین رکعات) پڑھتے تھے، پھر دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

یہی وہ آٹھ رکعت ہیں جن کا ذکر دوسری روایت میں آتا ہے، جس کو امام بخاریؒ نے ملکی تب التہجد" باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان وغیرہ" میں اور باب "فضل من قام رمضان" دونوں بابوں ں ذکر کر دیا ہے، جس سے بعض حضرات کو اشتباہ ہو گیا ہے کہ قیام لیل اور صلوٰۃ تراویح ایک ں نماز ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے، قیام لیل تو سال بھر ہوتا ہے اور تراویح صرف رمضان کے اتھ خاص ہیں، عام طور پر آٹھ رکعات نفل اور تین رکعات وتر سال بھر آپ ادا کرتے رہتے تھے یکن بعض اوقات اس میں کمی بیشی بھی واقع ہوئی ہے، ام المؤمنینؓ ہی کی روایت میں بیان ہے۔

۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعات بمع وتر اور فجر کی سنتوں کے پڑھتے تھے (بخاری ص $\frac{152}{1}$ ج)

ایک اور روایت میں ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر کی نماز تک درمیان میں عام طور پر گیارہ رکعات نماز پڑھتے تھے، ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت کے ساتھ سب نمازوں کو وتر بناتے تھے (مسلم ص $\frac{254}{1}$ ج)

۶۔ ام المؤمنینؓ سے ایک اور روایت ہے، ام المؤمنینؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت تیرہ رکعات پڑھتے ان میں سے پانچ کے ساتھ وتر کرتے تھے، ان پانچ میں نہیں بیٹھتے تھے مگر آخر میں (مسلم ص $\frac{254}{1}$ ج)

۷۔ ام المؤمنینؓ کے بھتیجے نے جب ان سے سوال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی تو ام المؤمنینؓ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں زیادہ کرتے تھے۔ رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں گیارہ رکعت پر، آپ چار رکعت پڑھتے تھے، نہ پوچھو ان کے حسن اور درازی سے، پھر آپ چار رکعت پڑھتے تھے، نہ پوچھو ان کے حسن اور درازی سے یعنی بہت لمبی لمبی رکعات اور بہت ہی اچھی طرح پڑھتے تھے، پھر تین رکعات (وتر) پڑھتے تھے۔

(مسلم ص $\frac{254}{1}$ ج)

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت عام حالات میں رہی ہے، لیکن اس کے خلاف بھی ثابت ہے، مثلاً

۸۔ ام المؤمنینؓ کی دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ

تِسْعَ رَکَعَاتٍ فَاِنَّمَا یُوْتِرُ مِنْهُنَّ — (بعض حالات میں) آپ نو رکعات پڑھتے تھے، کھڑے ہو کر اور وتر بھی انہیں نو رکعات کے اندر تھے۔ (مسلم ص ۲۵۵ ج ۱)

اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات چھ رکعات نفل پڑھتے تھے، اور تین رکعات وتر جملہ نو رکعات پڑھتے، بعض روایات میں آٹھ رکعات نفل تین وتر اور دو رکعات فجر کی سنتوں کو بھی شمار کر لیا گیا ہے۔ جملہ تیرہ رکعات بنتی ہیں (مسلم ص ۲۵۵ ج ۱)

۹۔ مسروقؒ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنینؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کے بارہ پوچھا تو انہوں نے کہا۔

فَقَالَتْ سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَاِحْدٰی عَشْرَةَ سِوٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ — فجر کی سنتوں کے علاوہ سات کبھی نو یا گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔

۱۰۔ نیز ام المومنینؓ کی وہ روایت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعات پڑھتے تھے، اور ایک رکعت کے ساتھ وتر بناتے تھے۔ پھر دائیں پہلو پر لیٹ جاتے تھے، یہاں تک کہ موذن آتا تھا پھر آپ دو رکعت ہلکی سی (صبح کی سنتیں) پڑھتے تھے۔ (مسلم ص ۲۵۳ ج ۱)

۱۱۔ اور جس روایت میں وتروں کا ذکر نہیں اس کے مطابق وتروں کے علاوہ جملہ بارہ رکعات بنتی ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِیَ رَکَعَاتٍ وَرَکْعَتَیْنِ جَالِسًا وَرَکْعَتَیْنِ بَیْنَ النِّدَائَیْنِ۔ — ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ رکعات (تہجد) پڑھتے اور دو رکعت بیٹھ کر اور دو رکعت (فجر کی) اذان اور اقامت کے درمیان پڑھتے

(بخاری ص ۱۵۵ ج ۱)

۱۲۔ جس روایت میں تحیۃ الوضوء، وتر اور وتر کے بعد کی دو رکعت او[ر] [فجر کی سنتو]ں کو بھی شامل کیا گیا ہے، اس میں جملہ ۱۷ رکعات کا ذکر ہے۔ جیسا کہ طاؤو[س] [سے] سند صحیح کے ساتھ ایک روایت ہے۔

عَنْ طَاؤُوْسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّيْ سَبْعَةَ عَشَرَ رَكْعَةً مِنَ اللَّيْلِ

حضرت طاؤوسؒ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سترہ رکعات پڑھتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۳۸/۳)

۱۲۔ سعد بن ہشامؒ نے جب ام المومنینؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز اور وتر کے بارہ میں دریافت کیا تو ام المومنینؓ نے کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضوء کا پانی اور مسواک رکھ دیتے تھے اللہ تعالیٰ آپ کو جب جس حصہ میں بیدار کرتا آپ مسواک کرتے وضوء بناتے اور نو رکعات نماز پڑھتے۔ آپ ان میں بیٹھتے نہیں تھے مگر آٹھویں رکعت پر، پس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، اس کی حمد کرتے اور دعا کرتے پھر آپ اُٹھتے اور آپ سلام نہیں پھیرتے تھے، پھر نویں رکعت پڑھ کر بیٹھتے، اللہ تعالیٰ کا

لہ حضرت سعد بن ہشامؒ کی یہ روایت جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ہے، اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ آٹھویں رکعت پر بیٹھتے تھے، اور ذکر دعا کرنے کے بعد اٹھ کھڑے ہوتے تھے، سلام نہیں پھیرتے تھے، نویں رکعت مکمل کرنے کے بعد سلام پھیرتے تھے الخ

اس حدیث میں یقیناً نو رکعات ایک ہی سلام سے پڑھنی مراد نہیں، اس لیے کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرنے کا ذکر صحیح درجہ اول کی روایات سے ثابت ہے۔ تمام روایات کو سامنے رکھ کر اس حدیث کا معنی متعین کرنا چاہیئے۔ کیونکہ دو رکعت کے بعد، یا ام المومنینؓ کی دوسری روایت کے مطابق چار رکعات کے بعد سلام پھیرنے کا ذکر ہے اور حدیث صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ سے بھی قطعی ثبوت ملتا ہے۔

لامحالہ اس روایت کا معنی متعین کرنا ہوگا۔ بعض نے اس کا معنی اس طرح کیا ہے۔

کہ آٹھویں رکعت پر صرف تشہد کے لیے بیٹھتے تھے، اور سلام نہیں پھیرتے تھے۔ جب تک ساتھ نویں رکعت پوری نہ کر لیتے، برخلاف پہلی رکعتوں کے کہ ان میں ہر دو رکعت پر (یا بعض روایات کے مطابق چار رکعت پر) سلام پھیر دیتے تھے۔

اس میں وتر کا تین رکعات ہونا ایک سلام کے ساتھ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کیونکہ یہ آخری تین رکعات وتر کی ہیں، اس کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنا بطور نفل کے ہے۔ (عبدالحمید سواتی)

ذکر اور حمد کرتے دعا کرتے، اور پھر سلام پھیرتے ایسی آواز سے کہ ہم کو سنا دیتے تھے، پھر اس کے بعد دو رکعت بیٹھے ہوئے پڑھتے تھے۔ پس یہ گیارہ رکعات ہو گئی، اے بیٹے! پھر جب آپ کی عمر مبارک زیادہ ہو گئی اور جسم مبارک بھاری ہو گیا تو آپ نے سات رکعات کے ساتھ وتر کیا (یعنی مع وتر کے سات رکعات پڑھیں) اور پھر دو رکعت پڑھیں اور یہ نو رکعات ہو گئیں، اے بیٹے! اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو اس پر مداومت کو پسند فرماتے تھے، اور جب کبھی آپ پر نیند کا غلبہ ہوتا تھا یا کوئی تکلیف ہوتی تھی اور رات کو آپ قیام نہیں کر سکتے تھے، تو دن کے وقت بارہ رکعات ادا فرماتے تھے، اور میں نہیں جانتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا قرآن پاک ایک رات میں پڑھا ہو، اور نہ ساری رات صبح تک نماز پڑھی ہو، اور نہ آپ نے کسی مہینے میں کامل روزے رکھے ہوں، سوائے رمضان کے (مسلم ص۲۵۶ ج۱)

۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارہ میں سوال کیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"رات کی نماز دو دو رکعت ہوتی ہے جب تم میں سے کسی شخص کو خطرہ ہو کہ صبح ہو جائیگی تو ایک رکعت پڑھے، یہ تمام پڑھی ہوئی نماز کو وتر (طاق) بنا دے گی (مسلم ص۲۵۷ ج۱)

۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہی ایک دوسری روایت میں یہ آتا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارہ میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا "رات کی نماز دو دو رکعت ہوتی ہے، جب تم کو صبح کا خطرہ ہو تو ایک رکعت کے ساتھ وتر کرو (مسلم ص۲۵۷ ج۱، موطا امام مالک ص۴۳)

۱۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہی ایک اور روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا حضور! رات کی نماز کیسے ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ "دو دو رکعت ہوتی ہے، جب تمہیں صبح کے ظاہر ہو جانے کا خطرہ ہو تو ایک رکعت پڑھ کر وتر بنا دو اور اپنی آخری نماز رات کے وقت وتر بناؤ (مسلم ص۲۵۷ ج۱)

۱۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جو شخص رات کو نماز پڑھتا ہے، اس کو چاہیئے وہ اپنی آخری نماز وتر بنائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی بات کا حکم دیتے تھے۔ (مسلم ص۲۵۷ ج۱)

۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

اِجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِکُمْ بِاللَّیْلِ وِتْرًا (مسلم ص۲۵۷ ج۱) اپنی آخری نماز رات کے وقت وتر بناؤ۔

۱۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی نقل کیا ہے

مَنْ صَلّٰی فَلْیُصَلِّ مَثْنٰی مَثْنٰی فَاِنْ اَحَسَّ اَنْ یُّصْبِحَ سَجَدَ سَجْدَۃً فَاَوْتَرَتْ لَہٗ مَا صَلّٰی (مسلم ص۲۵۷ ج۱)

جو شخص رات کو نماز پڑھتا ہے، تو دو دو رکعت پڑھے پس اگر وہ محسوس کرے کہ صبح ہو جائیگی تو ایک رکعت پڑھے یہ تمام پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دیگی

۲۰- حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مثنیٰ مثنیٰ کے بارہ میں پوچھا گیا،

قِیْلَ لِابْنِ عُمَرَ مَا مَثْنٰی مَثْنٰی قَالَ اَنْ تُسَلِّمَ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ۔ (مسلم ص۲۵۷ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہا گیا کہ مثنیٰ مثنیٰ سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے تم ہر دو رکعت پر سلام پھیر دو۔

امام ابن دقیق العیدؒ کہتے ہیں کہ

"یہ وتر والی حدیث چاہتی ہے اس ایک رکعت سے پہلے شفع یعنی دو رکعت ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان" صلوٰۃ اللیل مثنٰی مثنٰی" اور توتر ما صلّٰی" کے الفاظ ہیں پس اگر کوئی شخص نماز عشاء کے بعد بغیر شفع کے ہی وتر پڑھے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ادا کرنے والا نہیں ہوگا[1] (احکام الاحکام ص۲۴ ج۱)

جو حضرات ایک رکعت وتر کے قائل ہیں۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ

۱- حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں حافظ ابن صلاحؒ نے کہا ہے۔

ہم نہیں جانتے وتر کی روایات میں باوجود کثیر ہونے کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی رکعت پڑھی ہو" (تلخیص الحبیر ص۱۵ ج۲)

۲- امام احمدؒ نے کہا ہے

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ وتر ایک رکعت ہے لیکن تنہا نہیں بلکہ اس سے پہلے دس رکعات ہیں پھر ان کے بعد وتر پڑھ کر پھر سلام پھیرے۔ (مغنی ابن قدامہ ص۱۵۰ ج۲)

۳- حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں

"جن لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ وتر کی ایک رکعت الگ تھی ان پر گرفت کی گئی ہے کہ یہ روایت صریح نہیں ایک رکعت کو الگ کرنے میں، کیونکہ احتمال ہے صَلّٰی رَکْعَۃً

---

[1] لَا تُوْتِرُوْا بِثَلَاثٍ والی روایت سے بھی یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ صرف تین رکعت وتر پر ہی اکتفاء نہ کیا جائے، بلکہ اس سے پہلے دو دو رکعت، یا چار رکعات، آٹھ رکعات ہیں، دس رکعات نوافل پڑھے جائیں، اور اس کے ساتھ تین رکعات وتر ملائے جائیں سو آتی۔

وَاحِدَۃً" کا مطلب یہ ہو کہ ایک رکعت دو رکعت کے ساتھ ملا کر پڑھی ہو۔

(فتح الباری ج ۲ ص ۴۳۲)

ایک رکعت وتر کے بارہ میں مجوزین میں سے صحابہ کرام میں صرف دو حضرات کا ذکر ملتا ہے، ایک حضرت معاویہؓ اور دوسرے حضرت سعدؓ کا۔

جہاں تک حضرت سعدؓ کا تعلق ہے، امام طحاویؒ نے اس کے خلاف بھی حضرت سعدؓ سے نقل کیا ہے، اور امام طحاویؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے حضرت معاویہؓ پر سخت تنقید بھی نقل کی ہے کہ انہوں نے اس بات کو کہاں سے لیا ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کسی صحیح روایت میں صرف ایک رکعت وتر پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک سے تین رکعات کا ہی ذکر ملتا ہے، البتہ بعض روایات سے اشتباہ ضرور ہوتا ہے، جن میں آپ نے فرمایا، تیرہ رکعات کے ساتھ وتر، گیارہ رکعات کے ساتھ وتر، نو رکعات کے ساتھ وتر، سات رکعات کے ساتھ وتر، پانچ رکعات کے ساتھ، ایک رکعت کے ساتھ وتر کیا کرو۔

ایک رکعت کے ساتھ وتر کرنا مؤول ہے یعنی ایک رکعت کو جب دو کے ساتھ منضم کیا جائے، کہیں اطلاق میں صرف ایک رکعت کا ہی ذکر کیا گیا ہے، تیرہ رکعت سے مراد یقیناً وتر نہیں، البتہ رات کی سب نماز پر وتر کا اطلاق کیا گیا ہے، شرعی وتر حقیقۃً تین رکعات ہی ہے، اور وہ صحیح اور صریح روایات کے اندر موجود ہیں۔ ایک رکعت والی روایات یقیناً ظاہر پر محمول نہیں، اگرچہ بعض ائمہ کرام نے اس کا قول بھی کیا ہے، جیسا کہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ سے ایک روایت ہے وہ بھی ایک رکعت کے قائل ہیں۔ لیکن ان سے ہم اوپر باحوالہ لکھ چکے ہیں کہ وہ کہتے ہیں اس سے پہلے دس رکعات پڑھے تنہا ایک رکعت نہ پڑھے اور امام احمدؒ سے ایک روایت امام ابوحنیفہؒ کی طرح ہے، امام مالکؒ بھی تین رکعت کے قائل ہیں۔

ایک رکعت کے ساتھ وتر کرنے کا وہ مطلب بھی ہو سکتا ہے، جیسا کہ بعض حضرات نے لیا ہے۔ صرف ایک ہی رکعت پڑھی جائے، لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے، ایک رکعت

جب کہ دو سابقہ رکعت کے ساتھ ملا لی جائے، اور ایک ہی سلام کے ساتھ تین رکعات کو پڑھا جائے۔
حضرت الاستاذ شیخ المعقول والمنقول محمد ابراہیم بلیاوی، سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند فرماتے تھے کہ وتر تین قسم ہے۔

۱۔ وتر حقیقی یعنی واقع اور نفس الامر میں وتر صرف ایک رکعت ہے۔

۲۔ دوسرا وتر حقیقی شرعی یعنی شریعت میں وتر تین رکعات ہیں۔

۳۔ تیسرا وتر مجازی شرعی یعنی شریعت میں مجازی وتر اور وہ تمام تہجد یا صلوٰۃ اللیل ہے بمع وتر کے سب پر وتر کا اطلاق کیا جاتا ہے مجازی طور پر،

۲۱۔ امام ابو حنیفہؒ کی مسند میں بروایت اسود عن عائشہؓ موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى" اور دوسری رکعت میں "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ" اور تیسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" پڑھتے تھے (مسند امام اعظم ص۹۱)

۲۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ يَقْرَأُ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں: "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى" اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ تیسری رکعت قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور معوذتین پڑھتے تھے۔

(طحاوی ص۱۶۸/۱، ترمذی ص۹۳، مستدرک حاکم ص۳۰۵/۱، وقال صحیح علی شرط الشیخین واقرہ الذہبی۔ ابن ماجہ ص۸۳)

۲۳۔ حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھتے تھے، اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا

اَلْکٰفِرُوْنَ" اور تیسری رکعت میں قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ اور آپ وتر کے درمیان میں سلام نہیں پھیرتے تھے، سلام آخر میں پھیرتے تھے، اور سلام کے بعد تین دفعہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ پڑھتے تھے (عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی صـ ۲۵۹، نسائی صـ ۲۴۹ ج ۱)

۲۴۔ اسی طرح حضرت عبدالرحمان بن ابزیؓ سے بھی روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی" دوسری میں "قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ" اور تیسری میں "قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ" پڑھتے تھے (مسند امام اعظمؒ صـ ۹۱، مسند احمد صـ ۲۰۶ ج ۳، نسائی صـ ۲۵۱ ج ۱ وقال النیموی اسنادہ صحیح)

یہ روایت عبدالرحمان بن ابزی عن ابیہ اور عبدالرحمان بن ابزی عن ابی بن کعبؓ، اور عبدالرحمان بن ابزی سے مرفوعاً بھی ہے۔

۲۵۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ مَا اَجْزَاَتْ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ قَطُّ (موطا امام محمد صـ ۱۵، کتاب الحجہ صـ ۱۹۶ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ایک رکعت کبھی بھی کفایت نہیں کرتی۔

۲۶۔ عَنْ عَلِیٍّؓ اَنَّهٗ كَانَ یُوْتِرُ "بِاِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ" "وَاِذَا زُلْزِلَتْ" وَ" قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ" (مصنف عبدالرزاق صـ ۳۴ ج ۳)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ وہ وتروں کی پہلی رکعت میں سورۃ اِنَّا اَنْزَلْنَا فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ اور دوسری میں اِذَا زُلْزِلَتْ اور تیسری میں قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔

۲۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عمرؓ، علیؓ، انسؓ، ابوامامہؓ، جابر بن زیدؓ، سعید بن جبیرؒ، مکحولؒ، علقمہؒ سے منقول ہے، کہ وہ تین رکعات وتر پڑھتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ صـ ۲۹۳، ۲۹۴ ج ۲)

وتر میں ایک سلام یا دو

وتر کی تینوں رکعات میں صرف ایک ہی آخر میں سلام ہے (ہدایہ صـ ۹۴ ج ۱، شرح نقایہ صـ ۹۶ ج ۱، کبیری صـ ۴۱۱ درمختار صـ ۲۱۳)

حضرت امام مالکؒ کے نزدیک وتر تین رکعات ہی ہیں۔ لیکن دو رکعت کے بعد سلام پھیرنا جائز ہے اور پھر تیسری رکعت الگ پڑھنی جائز ہے۔

امام مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ وتر کی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے تھے، اور درمیان میں بعض ضروری باتوں کے بارہ میں حکم دیتے تھے، اور پھر تیسری رکعت پڑھتے۔

(موطا امام مالک صفحہ ۱۱۰)

شارحین کرام یہ فرماتے ہیں، اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اکثر تو تین رکعت اکٹھی ہی پڑھتے تھے، لیکن اگر کوئی ضروری بات پیش آجائے تو درمیان میں سلام پھیر کر اس بات کو پورا کرنے کے بعد پھر اسی سابقہ وتر پر بنا کرتے تھے،

بہر حال یہ مسئلہ بنا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اس سے مطلقاً وتر کا ایک رکعت ہونا ثابت کرنا دشوار ہے۔

احناف کرام کا استدلال مندرجہ ذیل روایات سے ہے۔

۱۔ عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

(نسائی شریف ج ۱ صفحہ ۲۴۸، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ صفحہ ۲۹۵)

۲۔ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ (مستدرک حاکم ج ۱ صفحہ ۳۰۴)

وقال علی شرط الشیخین واقرہ الذھبی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

۳۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے، اور سلام اخیر میں پھیرتے تھے۔

وَهٰذَا وِتْرُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور یہی وتر کا طریقہ تھا امیر المومنین حضرت

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمرؓ بن الخطاب کا

(مستدرک حاکم صفحہ ۳۰۴/۱)

۴۔ مستدرک میں امام حاکمؒ نے لکھا ہے حضرت حسن بصریؒ سے کہا گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ وتر کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرتے تھے، تو حسنؒ نے کہا حضرت عمرؓ ان سے زیادہ فقیہہ تھے اور وہ دوسری تکبیر کہہ کر (بغیر سلام پھیرے) کھڑے ہو جاتے تھے (مستدرک حاکم صفحہ ۳۰۴/۱)

۵۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهُ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَمْ يَفْصِلْ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۴/۲)

امیر المومنین حضرت عمرؓ بن الخطاب نے تین رکعات وتر ادا کیے اور درمیان میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

۶۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَمْ يُسَلِّمْ اِلَّا فِي اٰخِرِهِنَّ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۴/۲)

حضرت انسؓ تین رکعات وتر ادا کرتے تھے، اور سلام آخر میں پھیرتے تھے۔

۷۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى اَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۴/۲)

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ وتر تین رکعات ہیں اور سلام آخر میں پھیرا جاتا ہے۔

۸۔ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ نَهَانِيْ اِبْرَاهِيْمُ اَنْ اُسَلِّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۴/۲)

حضرت حمادؒ کہتے ہیں مجھے حضرت ابراہیم نخعیؒ نے منع کیا ہے کہ میں وتر کی دو رکعتوں پہ سلام پھیروں

۹۔ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا اَلْخ وَظَاهِرُ اللَّفْظِ يَقْتَضِيْ اَنَّهُ صَلَّى الثَّلَاثَ بِسَلَامٍ وَاحِدٍ، وَهُوَ جَائِزٌ بَلْ وَاجِبٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَلٰكِنَّ صَلَاتَهَا بِسَلَامَيْنِ اَفْضَلُ عِنْدَنَا مَعْشَرَ الشَّافِعِيَّةِ

(نماز تہجد کے بعد) پھر آپ تین رکعات (وتر) پڑھتے تھے اس حدیث کے ظاہری الفاظ یہ چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات ایک ہی سلام کے ساتھ ادا فرماتے تھے اور یہ جائز ہے بلکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایسا کرنا واجب ہے اور شوافع کے نزدیک دو سلام کے ساتھ پڑھنا

وَمُتَعَیِّنٌ عِنْدَ الْمَالِكِيَّةِ۔ (بیجوری شرح الشمائل ص۱۴۳)

افضل ہے، اور مالکیہ (امام مالکؒ کے پیروکاروں) کے نزدیک یہ متعین ہے۔

قنوت وتر رکوع سے پہلے یا بعد

وتروں میں قنوت تمام سال رکوع سے پہلے پڑھے۔ (ہدایہ ص۹۴ شرح نقایہ ص۹۸ج۱ کبیری ص۴۱۵)

۱۔ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَأَلْتُ اَنَسًا عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ فَقُلْتُ اِنَّ فُلَانًا يَزْعَمُ اَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ كَذَبَ ثُمَّ حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ۔

(بخاری ص۴۹۹ج۱ ص۱۳۶ج۱ مسلم ص۲۳۷ج۱)

عاصمؒ کہتے ہیں میں نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا کہ قنوت رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیئے یا رکوع کے بعد، تو حضرت انسؓ نے کہا کہ رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیئے، تو میں نے کہا کچھ لوگ کہتے ہیں آپ نے کہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد پڑھتے تھے، تو حضرت انسؓ نے کہا اس نے غلط کہا ہے پھر حضرت انسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی کہ آپ نے صرف ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت پڑھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک اس طرح بعد رکوع قنوت پڑھی آپ ان لوگوں کے خلاف دعا کرتے رہے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ کرامؓ کو قتل کیا تھا جو قرار کہلاتے تھے، یعنی بعد الرکوع قنوت پڑھنا نوازل میں ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح پڑھا تھا، اور اس کا حکم اب بھی یہی ہے، جب کوئی حادثہ یا مصیبت مسلمانوں پر آجائے تو بعد الرکوع تمام نمازوں میں اور بالخصوص جہری نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھتے ہیں، لیکن یہ قنوت وتروں والی قنوت نہیں ہے، وتر میں قنوت قبل الرکوع ہے۔ جو تمام سال معمول رہتا ہے۔

۲۔ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَسَاَلَ رَجُلٌ اَنَسًا عَنِ الْقُنُوْتِ اَبَعْدَ الرُّكُوْعِ اَوْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِّنَ الْقِرَاءَةِ قَالَ لَا بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ

حضرت عبد العزیزؒ نے کہا ایک شخص نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ قنوت رکوع کے بعد ہے یا قراءۃ سے فارغ ہونے کے وقت، تو انہوں نے کہا کہ قراءۃ سے فارغ ہونے کے بعد

مِنَ الْقِرَاءَةِ (بخاری ص۵۱۶ ج۲)

۳۔ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کَانَ یُوْتِرُ فَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ
(ابن ماجہ ص۸۳، نسائی ص۲۴۸ ج۱، بیہقی ص۴۱ ج۳)

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کَانَ یُوْتِرُ بِثَلٰثِ رَکَعَاتٍ وَیَجْعَلُ الْقُنُوْتَ قَبْلَ الرُّکُوْعِ۔ (کبیری ص۴۱۵ بحوالہ طبرانی فی الاوسط)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور قنوت رکوع سے پہلے کرتے تھے۔

۵۔ عَنْ عَلْقَمَۃَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍؓ وَاَصْحَابَ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کَانُوْا یَقْنُتُوْنَ فِی الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰۲ ج۲)
وقال الماردینیؒ وھٰذا سند صحیح علی شرط مسلم الجوھر النقی مع البیھقی ص۴۱ ج۳)

حضرت علقمہؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صحابہ کرامؓ وتر میں قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

۶۔ علامہ ماردینیؒ اشراف لابن منذرؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ، علیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، انسؓ، براء بن عازبؓ، ابن عباسؓ، عمر بن عبدالعزیزؒ، عبیدہؒ، حمید الطویلؒ، ابن ابی لیلیٰؒ، وغیرہ قنوت قبل الرکوع کے قائل تھے۔ (الجوہر النقی مع البیہقی ص۴۱ ج۳،
وعمدۃ القاری ص۲۰ ج۷)

یہی مسلک ہے اہل کوفہ (امام ابوحنیفہؒ، سفیان ثوریؒ، عبداللہ بن مبارکؒ اور اسحٰق بن راہویہؒ
(ترمذی ص۹۲)

۷۔ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخَعِیِّ اَنَّ

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ وتر میں

اَلْقُنُوْتَ وَاجِبٌ فِي الْوِتْرِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَاِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَقْنُتَ فَكَبِّرْ وَاِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَرْكَعَ فَكَبِّرْ اَيْضًا۔

(کتاب الحجہ صـــ۲۰۰)

رکوع سے پہلے قنوت کا پڑھنا واجب ہے خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان، وہ کہتے ہیں کہ جب تم قنوت پڑھنے لگو تو تکبیر کہو، اور جب رکوع کرو تو پھر بھی تکبیر کہو۔

۸۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعات وتر ادا فرمائے، اور ان میں قبل الرکوع آپ نے قنوت پڑھی۔

(حلیۃ الاولیاء صـــ۶۲ طبع بیروت)

قنوت وتر میں رفع یدین

قنوت وتر میں قنوت سے پہلے، رفع یدین ثابت ہے۔

قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ اَلْقُنُوْتُ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ اِذَا فَرَغَ مِنَ السُّوْرَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ خَفَضَهُمَا ثُمَّ دَعَا ثُمَّ كَبَّرَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ ثُمَّ رَكَعَ۔ (کتاب الحجہ صـــ۱۹۹)

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے کہا ہے کہ وتر میں قنوت تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے ہے، جب سورت کی قراءۃ سے فارغ ہو کر تکبیر کہے اور ہاتھ بھی اٹھائے، پھر ان کو جھکائے اور پھر دعا کرے اور پھر تکبیر کہے اور ہاتھ نہ اٹھائے پھر رکوع کرے۔

ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں در مختار میں ہے

وَهُوَ سُنَّةُ قِيَامٍ لَهُ قَرَارٌ فِيْهِ ذِكْرٌ مَسْنُوْنٌ فَيَضَعُ حَالَةَ الثَّنَاءِ وَفِي الْقُنُوْتِ وَتَكْبِيْرَاتِ الْجَنَازَةِ لَا يُسَنُّ فِي قِيَامٍ مُتَخَلِّلٍ بَيْنَ رُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ لِعَدَمِ الْقَرَارِ وَلَا بَيْنَ تَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدَيْنِ لِعَدَمِ الذِّكْرِ

اور یہ بات سنت ہے اس قیام کی جس میں قرار ہو۔ (یعنی کچھ دیر ٹھہرنا ہو اور اس میں (طویل) ذکر مسنون ہو تو اس میں اسطرح ہاتھ باندھ کر قیام کرے جسطرح ثنا اور قنوت میں اور تکبیرات جنازہ لیکن ایسے قیام میں مسنون نہیں جو رکوع اور سجود کے درمیان ہو کیونکہ اس میں قرار نہیں ہوتا عیدین کی تکبیرات میں بھی مسنون نہیں کیونکہ ان کے درمیان

بھی کوئی ذکر مسنون نہیں۔ (در مختار ص۴۴۷/۱)

۱۔ قنوت وتر میں رفع یدین کے سلسلہ میں امام بخاریؒ اپنے رسالہ جزء رفع یدین میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے سند صحیح کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَأُ فِي اٰخِرِ رَكْعَةٍ مِّنَ الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔ (جزء رفع یدین ص۲۸ واسنادہ صحیح بدائع الفوائد لابن قیمؒ ص۱۱۴/۴ مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰۷/۲)

کہ وہ وتر کی آخری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے، پھر ہاتھ اٹھاتے تھے، رکوع سے پہلے اور قنوت پڑھتے تھے۔

۲۔ نیز حضرت عمرؓ سے بھی منقول ہے۔

رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الْقُنُوْتِ۔ (ازالۃ الخفاء ص۹۴/۲)

کہ وہ قنوت کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

۳۔ اور حضرت انسؓ سے بھی اسی طرح منقول ہے

۴۔ حضرت ابوہریرہؓ سے بھی منقول ہے کہ وہ بھی ایسا ہی کرتے تھے

۵۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِرْفَعْ يَدَيْكَ لِلْقُنُوْتِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰۷/۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا ہے کہ قنوت پڑھتے وقت رفع یدین کرو۔

۶۔ امام طحاویؒ لکھتے ہیں۔

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ تُرْفَعُ الْاَيْدِيْ فِيْ سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَفِيْ تَكْبِيْرَةِ الْقُنُوْتِ (طحاوی ص۳۹/۱، قال النیموی اسنادہٗ صحیح آثار السنن ص۱۸/۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ سات مواقع میں ہاتھ اٹھانے کا حکم ہے، ان میں ایک تکبیر افتتاح کے وقت اور ایک تکبیر قنوت کے وقت بھی ہے۔

۷۔ علامہ زیلعیؒ لکھتے ہیں کہ

قنوت وتر کے وقت رفع یدین کے سلسلہ میں احادیث تواتر کے ساتھ ثابت ہیں (نصب الرایہ ص۳۹۱/۱)

دعائے قنوت

وتروں میں جو قنوت پڑھا جاتا ہے، اس کے مختلف الفاظ احادیث سے ثابت ہیں۔

۱۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَھْدِیْکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ

اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ (کبیری ص۴۱۲) یہ دعا مراسیل ابوداؤد ص۸ اور بیہقی میں مرسلاً مرفوعاً و دیگر کتب میں متعدد صحابہ کرامؓ و تابعین سے الفاظ کی تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ منقول ہے، دیکھو طحاوی ص۱۴۲ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰۱ ج۲، مصنف عبدالرزاق ص۱۱۰، ۱۲۱ ج۳ و سنن الکبریٰ بیہقی ص۲۱۰، ۲۱۱ ج۲، تفسیر اتقان ص۱۶۹ ج۱، تلخیص الحبیر ص۱۲۰، کنز العمال ص۴۸ تا ۵۱ ج۸ (و نیز کبیری ص۴۱۰ ج۱)

اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے، اور تجھ سے ہدایت طلب کرتے ہیں، اور تجھ سے بخشش چاہتے ہیں اور تیرے سامنے توبہ کرتے ہیں، اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں۔ اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں، اور تیری بہتر ثنا بیان کرتے ہیں، اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور ہم تیری ناشکری نہیں کرتے اور ہم الگ ہوتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس کو جو تیری نافرمانی کرتا ہے۔

اے اللہ! ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے لیے ہی نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے اور تیری طرف ہی دوڑتے ہیں۔ ہم تیری بندگی کے لیے حاضر ہوتے ہیں، ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ وَاِنَّہٗ لَا یَذِلُّ

اے اللہ! مجھ کو ہدایت دے ان لوگوں میں جن کو تو نے ہدایت دی اور مجھ کو عافیت میں رکھ ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت دی، اور میری کارسازی فرما ان لوگوں میں جن کی تو نے کارسازی فرمائی اور مجھے برکت عطا فرما اس چیز میں جو تو نے مجھے دی، اور مجھ

مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ۔

(نسائی ص۲۵۲/ج۱، ترمذی ص۹۳، ابن ماجہ ص۸۲، ابوداؤد ص۲۰۱/ج۱، بیہقی ص۲۰۹/ج۲)

کو اس چیز کے شر سے بچا جس کا تو نے فیصلہ کیا ہے، بیشک تو فیصلہ کرتا ہے اور تجھ پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ بے شک اس کو کوئی ذلیل نہیں کر سکتا جس سے تو دوستی کرتا ہے، اور اس کو کوئی عزت نہیں دے سکتا جس سے تو دشمنی کرتا ہے، اے ہمارے رب! تو برکت والا ہے، اور بلند ہے، اور رحمت ہو اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

۲۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔ (ابن ماجہ ص۸۲)

اے اللہ! میں تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی سے، اور تیری معافی کے ساتھ تیری سزا سے پناہ چاہتا ہوں، اور میں تیری ذات کے ساتھ تیری گرفت سے پناہ چاہتا ہوں، میں تیری ثنا نہیں شمار کر سکتا، تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔

مسائل وتر

مسئلہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی نماز ابتدائی شب میں اور درمیانی شب اور آخری شب میں تینوں حصوں میں ادا فرمائی ہے۔

(بخاری ص۱۳۶/ج۱، مسلم ص۲۵۵/ج۱، مسند احمد ص۴۳/ج۶)

مسئلہ:۔ اگر وتر ابتدائے شب میں ادا کر لیے جائیں تو پھر دوبارہ پڑھنے کی اجازت نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

لَا وِتْرَانِ فِيْ لَيْلَةٍ۔ (ترمذی ص۹۴)

دو (مرتبہ) وتر ایک رات میں ادا کرنے درست نہیں۔

مسئلہ:۔ حضرت امام سفیان ثوریؒ، امام اوزاعیؒ، اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر وتر رہ جائے تو اس کی قضا کرنی پڑے گی۔ مطلقاً۔

حضرت امام مالکؒ کے نزدیک طلوع فجر کے بعد صبح کی نماز ادا کرنے سے پہلے پہلے وتر کی قضاء کا وقت ہے، لیکن صبح کی نماز جب پڑھ لی جائے تو پھر اس کی قضاء کا وقت نہیں، امام مالکؒ کہتے ہیں کہ فجر کے بعد وتر وہی شخص پڑھ سکتا ہے۔ جو سو گیا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا يُوتِرُ بَعْدَ الْفَجْرِ مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ وَلَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَتَعَمَّدَ ذٰلِكَ حَتّٰى يَضَعَ وِتْرَهُ بَعْدَ الْفَجْرِ (مؤطا امام مالک ص۱۱۱)

امام مالکؒ کہتے ہیں، اور کسی شخص کے لیے مناسب نہیں کہ عمداً وہ ایسا کرے، یہاں تک کہ وہ وتر کو صبح کے بعد تک اتارے،

اور امام احمدؒ و شافعیؒ کے نزدیک بالکل ہی قضاء نہیں، کیونکہ یہ واجب نہیں ہے، نفل کے درجہ میں ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مسلک میں وتر ابتداء میں سنت تھا اور بعد میں اس کے بارہ میں تاکید آئی تو واجب یعنی فرض عملی بن گیا۔ اِنَّ اللّٰهَ اَمَدَّكُمْ والی روایت اس کی تائید کرتی ہے اس لیے اس وتر کو واجب کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے، اور اس طرح تمام روایات کی آپس میں تطبیق ہو جاتی ہے اور تضاد و تعارض رفع ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:۔ وتر میں قنوت کا پڑھنا چونکہ مؤکد اور واجب ہے، اس لیے اگر قنوت پڑھنا بھول گیا، تو بعد میں سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ:۔ جس کو قنوت یاد نہ ہو، تو جب تک اس کو یاد نہیں ہوتی، اس وقت تک "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ" تین بار پڑھے (کبیری ص۴۱۸)

یا۔ "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" پڑھے۔

یا پھر "یَارَبِّ یَارَبِّ یَارَبِّ" پڑھے۔ (کبیری ص۴۱۸)

مسئلہ:۔ مقتدی بھی قنوت اسی طرح پڑھے جس طرح امام پڑھتا ہے (نور الایضاح ص۹۵)

مسئلہ:۔ وتر کی جماعت صرف رمضان میں ہی مستحب ہے، صاحب ہدایہؒ کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کے تعامل اور اجماع سے اسی طرح ثابت ہے (ہدایہ ص۱۲۱ ج۱، شرح نقایہ ص۱۰۵ ج۱)

مسئلہ:۔ وتر رمضان میں جماعت کے ساتھ ادا کرنے زیادہ افضل ہیں، بنسبت رات کے آخری

حصہ میں علیحدہ پڑھے گے۔

کیونکہ رمضان میں تراویح کی جماعت بھی ہوتی ہے، تو وتر اسی طرح باجماعت ادا کرنے بہتر ہیں۔

لیکن عام راتوں میں رات کے آخری حصہ میں وتر کا بغیر جماعت پڑھنا افضل ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ادا فرماتے تھے۔ نیز آپ کا فرمان بھی ہے۔

اِجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِکُمْ بِاللَّیْلِ وِتْرًا (مسلم ص ۲۵۷/۱) کہ رات کے وقت اپنی آخری نماز وتر بناؤ۔

مسئلہ: رمضان میں اگر کسی شخص نے فرض باجماعت نہیں پڑھے، بلکہ علیحدہ پڑھے اور تراویح بھی جماعت سے ادا نہیں کی، تو اس کے لیے اجازت ہے کہ وہ وتر جماعت کے ساتھ ادا کرلے۔

صحیح بات یہی ہے جیسا کہ علامہ طحطاوی نے لکھا ہے (حاشیہ مراقی الفلاح ص ۲۲۷)

قنوت نازلہ فجر کی نماز میں صحیح روایات سے قنوت پر مداومت ثابت نہیں ہے، سوائے نوازل کے۔

حضرت انس کی روایت (جس کے مطابق حضرت امام مالک اور شافعی صبح کی نماز میں قنوت کرتے ہیں)

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَزَلْ یَقْنُتُ فِی الصُّبْحِ حَتّٰی فَارَقَ الدُّنْیَا (دارقطنی ص ۳۹/۲، طحاوی ص ۱۴۳/۱)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اس سے اگر قنوت نازلہ مراد لی جائے تو پھر اس کا تعارض اگلی روایت سے نہیں ہو گا۔

عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ یَا اَبَتِ اِنَّکَ صَلَّیْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ بِالْکُوْفَۃِ نَحْوَ خَمْسِ سِنِیْنَ کَانُوْا یَقْنُتُوْنَ فِی الْفَجْرِ قَالَ اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ

ابو مالک سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھی ہے، اور اسی طرح حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ کے پیچھے بھی نماز پڑھی اور حضرت علیؓ کے پیچھے کوفہ میں تقریباً پانچ سال تک نماز پڑھی ہے، کیا یہ سب حضرات صبح کی نماز میں

(ابن ماجہ ص۸۷، نسائی ص۱۶۴ ج۱، ترمذی ص۸۵) قنوت پڑھتے تھے، تو میرے والد نے کہا اے بیٹے! یہ نئی بات ہے (صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا قدیم سنت نہیں ہے، یہ نئی بات ہے)

جمہور فقہاء احناف کہتے ہیں کہ صبح کی نماز میں قنوت نازلہ کا پڑھنا درست ہے، چاہے التزام کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو، اور جتنی احادیث اس بارہ میں وارد ہوئی ہیں، ان کا صحیح محل یہی ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم لَا یَقْنُتُ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِلَّا اَنْ یَّدْعُوَ لِقَوْمٍ اَوْ عَلٰی قَوْمٍ۔

(آثار السنن ص۲ ج۲ بحوالہ ابن حبان وقال اسنادہ صحیح)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نہیں پڑھتے تھے، صبح کی نماز میں مگر یہ کہ اگر کسی قوم کے حق میں دعا کرتے یا کسی قوم کے خلاف دعا کرتے تو پھر صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے۔

۲۔ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم لَمْ یَقْنُتْ اِلَّا اِذَا دَعَا لِقَوْمٍ اَوْ عَلٰی قَوْمٍ وَقَالَ صَاحِبُ التَّنْقِیْحِ وَسَنَدُ هٰذَیْنِ الْحَدِیْثَیْنِ صَحِیْحٌ (شرح نقایہ ص۹۹ ج۱ بحوالہ خطیب فی کتاب القنوت)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نہیں پڑھتے تھے مگر جب کسی قوم کے لیے دعا کرتے، یا کسی قوم کے برخلاف دعا کرتے، تو پھر قنوت پڑھتے تھے۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم لَمْ یَقْنُتْ فِی الْفَجْرِ قَطُّ اِلَّا شَهْرًا وَاحِدًا لَمْ یُرَ قَبْلَ ذٰلِكَ وَلَا بَعْدَهٗ وَاِنَّمَا قَنَتَ فِیْ ذٰلِكَ الشَّهْرِ یَدْعُوْ عَلٰی نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَلِهٰذَا لَمْ یَقْنُتْ اَنَسٌ فِی الصُّبْحِ كَمَا رَوَاهُ

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھی مگر ایک ماہ تک نہ اس سے پہلے کبھی آپ کو قنوت پڑھتے دیکھا اور نہ بعد میں، اس ایک ماہ میں آپ ان مشرکوں کے خلاف دعا کرتے (جنہوں نے دھوکے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ستر صحابہ کو جو حفاظ و قراء تھے، شہید کیا تھا) اسی وجہ سے حضرت

الطبرانی بسندہ (شرح نقایہ ص ۹۹ ج ۱) انسؓ صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔

مسئلہ: صبح کی نماز میں جب امام قنوت بالجہر پڑھ رہا ہو تو مقتدی کو اختیار ہے اگر وہ بھی قنوت پڑھے، یا آمین کہے، یا خاموش رہے (کبیری ص ۴۲۳)۔ (قنوتِ نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ کھلے چھوڑنا اولیٰ ہے)

مسئلہ: امام ابو یوسفؒ نے کہا ہے، کہ امام کے پیچھے صبح کی نماز میں اگر امام قنوت پڑھتا ہے، تو مقتدی بھی پڑھے کیونکہ اس نے امام کی اقتداء کا التزام کیا ہے، اور قنوت کا معاملہ اجتہادی ہے۔ جیسا کہ تکبیرات عیدین کا معاملہ صحابہ کرامؓ سے مختلف طریق پر ثابت ہے۔

قنوت نازلہ کے الفاظ: قنوت نازلہ کے مختلف الفاظ ہیں۔

۱۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلِلْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ أَوْلِيَاءَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ

(حزب اعظم ص ۱۰۲)

۲۔ جس کو اکثر صبح کی نماز میں ہمارے استاذ شیخ و مرشد حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رح پڑھتے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَنْ أَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَإِنَّهٗ لَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ وَلَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا قَضَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَأَنْجِزْ وَعْدَكَ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مُسْلِمِيْ وَزِيْرِسْتَانَ وَفِلَسْطِيْنَ، وَاخْذُلْ أَعْدَاءَهُمُ الْإِنْكِلِيْزَ وَمَنْ وَّالَاهُمْ أَعْدَاءَنَا أَعْدَاءَكَ أَعْدَاءَ الدِّيْنِ۔

اَللّٰھُمَّ زَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ، اَللّٰھُمَّ شَتِّتْ شَمْلَھُمْ اَللّٰھُمَّ فَرِّقْ جَمْعَھُمْ، اَللّٰھُمَّ دَمِّرْ دِیَارَھُمْ، اَللّٰھُمَّ اَھْلِكْ اَمْوَالَھُمْ اَللّٰھُمَّ فُلَّ حَدَّھُمْ اَللّٰھُمَّ اَھْزِمْ جُنْدَھُمْ، اَللّٰھُمَّ خُذْھُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

وتر کے بعد دو رکعت نفل وتر کے بعد دو رکعت نفل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر ادا کیے ہیں، جیسا کہ بخاری ص ۱۵۵ ج ۱، ابن ماجہ ص ۸۳، طحاوی ص ۲۰۲ ج ۱ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مرفوعاً بسند صحیح مروی ہے، حضرت ثوبانؓ سے مرفوعاً بسند حسن دارمی ص ۳۱۲ ج ۱، طحاوی ص ۲۰۲ ج ۱، دارقطنی ص ۳۶ ج ۲ میں موجود ہے۔ اور حضرت ابوامامہؓ سے مرفوعاً طحاوی ص ۲۰۲ ج ۱، مسند احمد ص ۲۶۰ ج ۵ میں بسند حسن مروی ہے۔

لیکن علماء کرام یہ فرماتے ہیں، یہ سب آپ کی خصوصیات میں شامل ہے کہ آپکو بیٹھ کر پڑھنے پر بھی کھڑے ہونے کی طرح پورا ثواب ملتا ہے، دوسرے لوگوں کا یہ حکم نہیں ہے، ان کو بیٹھ کر نصف ثواب ملے گا۔

حضرت مولانا شیخ الہندؒ سے منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے، چاہے ثواب نصف ہی ملے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں تو ہم بیٹھ کر ہی پڑھیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ایک اشکال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، کہ

۱۔ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ صبح کی نماز سے پہلے سبقت کرو وتر ادا کرنے میں۔ (مسلم ص ۲۵۷ ج ۱)

۲۔ اِجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِکُمْ بِاللَّیْلِ وِتْرًا۔ (مسلم ص ۲۵۷ ج ۱) رات کے وقت اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ رات کے وقت آخری نماز وتر ہونی چاہیے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وتروں کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھنا ان روایات کے خلاف کیوں ہے؟

جواب تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ

۱۔ واجبی نماز آخر میں وتر ہونی چاہیے۔

۲ - یا جو نماز تم کھڑے ہو کر پڑھتے ہو وہ وتر ہونی چاہیئے۔

ایک اور اشکال ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ آپ ایک رکعت کے ساتھ وتر بناتے تھے، اور پھر دو رکعت پڑھتے تھے بیٹھے ہوئے جب آپ رکوع کا ارادہ کرتے تھے، تو کھڑے ہو کر رکوع کرتے تھے (ابن ماجہ صـ۸۳)

جواب اس روایت کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ احیاناً کبھی آپ نے ایسا بھی کیا ہو، نفل اور تہجد کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اسی طرح منقول ہے، عام حالات میں کھڑے ہو کر اور کبھی بیٹھ کر بھی پڑھتے تھے، اور کبھی قراءۃ بیٹھ کر پڑھتے تھے، تقریباً تیس چالیس آیات کی مقدار جب رہ جاتی تو کھڑے ہو کر پڑھتے تھے پھر رکوع کرتے (مسلم صـ۲۵۲ ج۱)

نوافل میں یہ سب طریقے درست ہیں، ورنہ تمام صحیح احادیث میں یہی مذکور ہے کہ دو رکعت آپ بیٹھ کر ہی ادا کرتے تھے، ان میں کھڑے ہونے کا ذکر نہیں ہے، اور اسی وجہ سے فقہاء کرام نے اس پہ بحث کی ہے کہ آپ کو بیٹھ کر پڑھنے پر بھی پورا ثواب ملتا ہے، یہ آپ کی خصوصیات میں داخل ہے، بخلاف افرادِ امت کے کہ وہ اگر بیٹھ کر پڑھیں گے تو ان کو نصف اجر ملے گا۔

صلوٰۃ الجمعۃ

(نماز جمعہ)

فضائل یوم جمعہ | جمعہ کے دن کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے، جیسا کہ

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (مرفوعاً) خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ فِیْهِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِیْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

(مسلم ص۲۸۲ ج۱، ترمذی ص۹۶)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہوتا ہے اس میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اسی دن ان کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن ان کو جنت سے نکالا گیا اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ (مرفوعاً) اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَهُوَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ فِیْهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰهُ فِیْهِ اٰدَمَ وَاَهْبَطَ اللّٰهُ فِیْهِ اٰدَمَ اِلَى الْاَرْضِ وَفِیْهِ تَوَفَّى اللّٰهُ اٰدَمَ وَفِیْهِ سَاعَةٌ لَا یَسْاَلُ الْعَبْدُ فِیْهَا شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ

حضرت ابولبابہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک جمعہ کا دن سید الایام ہے اور بڑا ہے اللہ کے نزدیک اور یہ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر سے بھی بڑا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس میں پانچ باتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس دن میں پیدا کیا۔ اور اسی دن میں زمین پہ اتارا اور اسی دن میں ان کو وفات دی اور اس دن میں ایک مبارک گھڑی ہے بندہ اس میں جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے

اللهُ مَا لَمْ يَسْئَلْ حَرَامًا وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا اَرْضٍ وَلَا رِيَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا هُوَ مُشْفِقٌ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ (ابن ماجہ ص۷۶، ابن ابی شیبہ ص۱۵ ج۲)

اللہ اس کو عطا فرماتے ہیں بشرطیکہ وہ حرام بات نہ ہو اور اسی دن قیامت بھی برپا ہوگی۔ مقرب فرشتے آسمان، زمین، ہوا، پہاڑ، بحر (سمندر) سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (مَرْفُوْعًا) نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بَیْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِیْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ هٰذَا یَوْمُهُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِیْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ وَالنَّاسُ لَنَا فِیْهِ تَبَعٌ اَلْیَهُوْدُ غَدًا وَالنَّصَارٰی بَعْدَ غَدٍ۔

(بخاری ص۱۲۰ ج۱)

وَفِیْ رِوَایَةٍ مُسْلِمٍ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَنَحْنُ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ۔ (مسلم ص۲۸۲ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں سب سے آخر میں آنے والے ہیں اور قیامت کے دن سب سے اول ہوں گے البتہ اہل کتاب کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور ہم کو ان کے بعد، پھر یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ان پر فرض کیا تھا، لیکن انہوں نے اس میں اختلاف کیا پس اللہ نے ہمیں اس دن کے لیے ہدایت دی اور دوسرے لوگ اس میں ہمارے تابع ہیں یہود دوسرے دن (یعنی ہفتہ) اور نصاریٰ تیسرے دن (یعنی اتوار) اور مسلم کی روایت میں یہ آیا ہے کہ ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن اول ہوں گے اور ہم سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔

۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ وَعَنْ حُذَیْفَةَؓ (مَرْفُوْعًا) نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا وَالْاَوَّلُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ الْمَقْضِیُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ۔ (مسلم ص۲۸۲ ج۱)

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہم اہل دنیا میں سب سے آخر میں آنے والے ہیں، اور سب سے آگے ہوں گے قیامت کے دن، لوگوں سے پہلے ہمارے لیے فیصلہ ہوگا۔

۵۔ عَنْ اَنَسٍؓ (مَرْفُوْعًا)

حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

لَیْلَۃُ الْجُمُعَۃِ لَیْلَۃٌ اَغَرُّ وَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ یَوْمٌ اَزْھَرُ (مشکوٰۃ ص ۱۲۱ بحوالہ بیہقی فی الدعوات الکبیر)

کا فرمان ہے کہ جمعہ کی رات ایک روشن رات ہے اور جمعہ کا دن بہت سفید اور نمایاں دن ہے

۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ وؓ (مَرْفُوْعًا) مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَّمُوْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَوْ لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ اِلَّا وَقَاہُ اللّٰہُ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ۔

(مسند احمد ص ۱۷۶ ج ۲، ترمذی ص ۱۲۳)

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں وفات پائے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنے سے بچالے گا۔

۷۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ (مَرْفُوْعًا) اَلْیَوْمُ الْمَوْعُوْدُ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ وَالْیَوْمُ الْمَشْھُوْدُ یَوْمُ عَرَفَۃَ وَالشَّاھِدُ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ

(ترمذی ص ۱۸۱)

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سورۃ البروج پ ۳۰ میں) اَلْیَوْمُ الْمَوْعُوْد سے مراد قیامت کا دن ہے اور اَلْیَوْمُ الْمَشْھُوْد سے مراد عرفہ کا دن ہے اور شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے۔ جو ہر شہر میں لوگوں کے پاس آجاتا ہے۔

۸۔ بہترین روزِ ہفتہ جمعہ، و بہتر روز ہائے سال عرفہ است ہفتے میں بہترین دن جمعہ اور سال کا بہترین دن عرفہ ہے۔

۹۔ کَانَ یُسَمَّی الْجُمُعَۃُ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ بِالْعَرُوْبَۃِ وَمَعْنَاہُ الْیَوْمُ الْبَیِّنُ الْمُعَظَّمُ مِنْ اَعْرَبَ اِذَا بَیَّنَ۔

جمعہ کو جاہلیت کے زمانہ میں عروبہ کہتے تھے، اس کا معنی واضح اور معظم دن، اعرب کا معنی، بیان کرنا اور واضح کرنا ہوتا ہے۔

۱۰۔ جمعہ فرضِ عین ہے، اس کا منکر کافر ہے، اور یہ مستقل فرض اور آکد من الظہر یعنی ظہر سے زیادہ مؤکد ہے۔

۱۱۔ جمعہ تنظیم امت کا بہترین ذریعہ ہے اور روحانی و اخروی نعمتوں کے حصول کا سبب ہے۔

جمعہ میں مبارک گھڑی

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَکَرَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِیْہِ سَاعَةٌ لَا یُوَافِقُھَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَّھُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ یَسْاَلُ اللّٰہَ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ (بخاری ص۱۲۸/۱، مسلم ص۲۸۱)

وَزَادَ مُسْلِمٌ "وَھِیَ سَاعَةٌ خَفِیْفَةٌ" (مسلم ص۲۸۱)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کا ذکر کیا اور فرمایا! جمعہ میں ایک مبارک گھڑی ہوتی ہے، بندہ مسلمان جو بھی اس میں اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ وہ گھڑی بہت خفیف (یعنی تھوڑی) سی ہوتی ہے۔

۲۔ وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ شَاْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ ھِیَ مَا بَیْنَ اَنْ یَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰی اَنْ تُقْضَی الصَّلٰوةُ (مسلم ص۲۸۱/۱)

حضرت ابوموسیٰؓ کی روایت میں ہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جمعہ کی گھڑی کے بارے میں، کہ وہ گھڑی امام کے ممبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز کے اختتام تک کے وقت میں ہوتی ہے۔

۳۔ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ (مَرْفُوْعًا) عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاَیَّامُ فَعُرِضَ عَلَیَّ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فَاِذَا ھِیَ کَمِرْاٰةٍ بَیْضَاءَ فَاِذَا فِیْ وَسْطِھَا نُکْتَةٌ سَوْدَاءُ فَقُلْتُ مَا ھٰذِہٖ قِیْلَ السَّاعَةُ۔

(مجمع الزوائد ص۱۶۴/۲ بحوالہ طبرانی فی الاوسط سندہ صحیح)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے دن پیش کیے گئے جمعہ کا دن بھی پیش کیا گیا تو وہ سفید آئینہ کی طرح تھا اور اس کے وسط میں ایک سیاہ نقطہ تھا تو میں نے کہا یہ کیا ہے تو کہا گیا کہ یہ وہ مبارک گھڑی ہے۔

۴۔ عَنْ اَنَسٍؓ (مَرْفُوْعًا) اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَیْسَ بِتَارِکٍ اَحَدًا

حضرت انسؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو جمعہ

مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ — کے دن بخشا ہے۔

(مجمع الزوائد ص۱۶۴ ج۲ بحوالہ طبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح)

جمعہ کے دن سورۃ کہف کی تلاوت

جمعہ کے دن سورۃ کہف کی تلاوت کی حدیث شریف میں بڑی فضیلت آئی ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ قَرَءَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِیْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهٗ مِنَ النُّوْرِ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ (مستدرک حاکم ص۳۶۸ ج۲ صحیح)

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۃ کہف جمعہ کے دن تلاوت کی اس کے لیے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک نور ہوگا۔

۲۔ عَنْ عَلِیٍّؓ (مَرْفُوْعًا) مَنْ قَرَءَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَهُوَ مَعْصُوْمٌ اِلٰى ثَمَانِيَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ فِتْنَةٍ وَاِنْ خَرَجَ الدَّجَّالُ عُصِمَ مِنْهُ۔ (ضیاء مقدسی ص —)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۃ کہف جمعہ کے دن تلاوت کی وہ آٹھ دن تک محفوظ ہوگا ہر فتنہ سے۔ اور اگر دجال نکلے گا تو اس سے بھی اس کو محفوظ رکھا جائے گا۔

۳۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِؓ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَرَءَ ثَلٰثَ اٰيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔ (ترمذی ص۱۱۵ حسن صحیح)

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے (جمعہ کے دن) سورۃ کہف کی ابتدائی تین آیات پڑھیں، وہ دجال کے فتنہ سے بچایا جائے گا۔

۴۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِؓ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ حَفِظَ

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۃ کہف کی ابتدائی

عَشْرَ اٰیَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ الْکَھْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ۔ (مسلم ص۲۷۱ ج۱، مستدرک حاکم ص۳۶۸ ج۲)

دس آیات یاد کیں وہ فتنہ دجال سے بچایا جائے گا۔

۵۔ وَاَیْضًا عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم مَنْ قَرَءَ عَشْرَ اٰیَاتٍ مِّنْ اٰخِرِ الْکَھْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ۔

(مسند احمد ص۴۴۶ ج۶، مسلم ص۲۷۱ ج۱)

حضرت ابو داؤدؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے سورۃ کہف کی آخری دس آیات پڑھیں، اس کو دجال سے بچاؤ ہوگا۔

جمعہ کے دن سورۃ کہف کی تلاوت کے تین درجے

۱۔ پہلا درجہ یہ ہے (ادنیٰ درجہ) کہ صرف تین آیتیں ابتداء اور آخر سے یاد کی جائیں اور تلاوت کی جائیں، یا صرف ابتداء سے۔

۲۔ درمیانی درجہ یہ ہے کہ دس آیات ابتداء سے اور دس آیات آخر سے۔

۳۔ اور کامل درجہ یہ ہے کہ پوری سورہ کہف جمعہ کے دن تلاوت کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی فضیلت

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کے سلسلہ میں بھی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ (مَرْفُوْعًا) اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ یَشْھَدُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ

(ابن ماجہ ص۱۱۸)

حضرت ابو دردائؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھو کیونکہ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو بھی تم میں مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے

۲۔ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍؓ (مرفوعًا) وَفِیْہِ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ

حضرت اوس بن اوسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے

عَلَيَّ قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَارِمْتَ وَقَالَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ

(ابوداؤد ص۱۵۰ ج۱، نسائی ص۲۰۳ ج۱، ابن ماجہ ص۱۱۸، دارمی ص۳۰۷ ج۱، مستدرک حاکم ص۲۷۸ ج۱ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَاَقَرَّهُ الذَّهَبِيُّ و مسند احمد ص۸ ج۴، الترغیب والترہیب ص۲۸۱ ج۱، ۲۸۲)

لوگوں نے عرض کیا حضور ہمارا درود اس وقت کیسے پیش کیا جائے گا آپ پر جب کہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے تو آپ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔

۲۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ (مَرْفُوْعًا) اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهُ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُهُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ (ابن ماجہ ص۱۱۸) وَالْعَرْضُ عَلٰى مَجْمُوْعِ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ الْمُبَارَكِ)

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ اس دن فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے اور جو بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے حضرت ابو درداءؓ نے عرض کیا حضور موت کے بعد بھی پیش کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ نبیوں کے اجسام کو کھائے پس اللہ کا نبی زندہ ہے اس کو روزی دی جاتی ہے (درود کا پیش کیا جانا مجموعہ روح اور جسد پر ہوتا ہے)

۴۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَعَهُ

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے گا۔ وہ آئے گا۔ قیامت کے دن اس طرح کہ اس کے ساتھ اتنا نور ہوگا اگر اس

لَوْ قُسِّمَ ذٰلِكَ النُّوْرُ بَيْنَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ لَوَسِعَهُمْ۔ (حلیۃ الاولیاء ص ۴۹/ج ۸)

کہ تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کیا جائے تو سب کے لیے کفایت کر جائے گا۔

جمعہ کی فرضیت کی تاکید

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم عَلٰی اَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَیَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَیَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِیْنَ۔

حضرت ابن عمرؓ و ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ منبر پر تشریف فرما تھے۔ باز آجائیں لوگ جمعہ ترک کرنے سے ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔ پھر وہ غافلوں میں ہو جائیں گے۔

(مسلم ص ۲۸۴/ج ۱، نسائی ص ۲۰۲/ج ۱ عن ابن عباسؓ و ابن عمرؓ)

۲۔ اَبِی الْجَعْدِ الضَّمْرِیِّ (مرفوعاً) مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قَلْبِهٖ۔

(ابوداؤد ص ۱۵۱/ج ۱، ترمذی ص ۹۸، نسائی ص ۲۰۲/ج ۱، ابن ماجہ ص ۷۸ تا ۷۹، دارمی ص ۳۰۷/ج ۱، مسند احمد ص ۴۲۴/ج ۳)

ابوالجعد ضمریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تین جمعے محض سستی کی وجہ سے ترک کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر ٹھپہ لگا دے گا۔

۳۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (مرفوعاً) لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰی رِجَالٍ یَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُیُوْتَهُمْ۔ (مسلم ص ۲۳۲/ج ۱)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ارادہ کرتا ہوں کہ کسی شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں۔ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کو ان کے گھروں میں آگ لگا کر جلا ڈالوں جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں

۴۔ اِبْنِ عَبَّاسٍ (مرفوعاً) مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَیْرِ ضَرُوْرَةٍ كُتِبَ

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بغیر ضرورت کے جمعہ ترک کر دیا

مُنَافِقاً فِیْ کِتَابٍ لَا یُمْحیٰ وَلَا یُبَدَّلُ (کتاب الام ص ۲۰۸ ج ۱)

وہ منافق لکھا جائیگا۔ ایسی کتاب میں جس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔

۵۔ عَنْ جَابِرٍؓ (مرفوعاً) مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَیْهِ الْجُمُعَةُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا عَلیٰ مَرِیْضٍ اَوْ مُسَافِرٍ اَوِ امْرَأَةٍ اَوْ صَبِیٍّ اَوْ مَمْلُوْکٍ فَمَنِ اسْتَغْنیٰ بِلَهْوٍ اَوْ تِجَارَةٍ اِسْتَغْنَی اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ

(دارقطنی ص ۲ ج ۲)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس پر جمعہ ضروری ہے مگر بیمار، مسافر، عورت، بچے اور غلام پر جو شخص کھیل کود اور تجارت میں مشغول ہو کر مستغنی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے مستغنی ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ غنی اور حمید ہے۔

جمعہ کے لیے مسجد میں جلدی آنے والے کا اجر

جمعہ کے دن مسجد میں جلدی آنے والے کو بہت ثواب ملتا ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں آتا ہے۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰئِکَةُ عَلیٰ بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ مَثَلُ الْمُهَجِّرِ کَمَثَلِ الَّذِیْ یُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ کَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ کَبْشاً ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَیْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَیَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ۔

(بخاری ص ۱۲۱ ج ۱، مسلم ص ۲۸۲ ج ۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے ملائکہ مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جو پہلے آتے ہیں، ان کے نام لکھتے ہیں، سب سے پہلے آنے والے کی مثال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی جیسا کہ اونٹ کی قربانی دینے والا، دوسرا جیسا کہ گائے کی قربانی دینے والا یعنی گائے کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے والا پھر تیسرا جیسا کہ مینڈھا صدقہ کرنے والا، پھر چوتھا، جیسا کہ مرغ کو صدقہ کرنے والا ہوتا ہے اور پھر جیسا کہ انڈا صدقہ کرنیوالا پس جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے۔ تو فرشتے بھی اپنے

دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور ذکر سنتے ہیں۔

۲۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ

"قرن اوّل میں نماز فجر کے بعد سڑکیں اور گلیاں بھری ہوئی ہوتیں تھیں، اور جمعہ کے روز عید کی طرح غیر معمولی ازدحام ہوتا تھا، اور پھر لکھا ہے کہ مسلمانوں کو اس بات پر شرم کیوں نہیں آتی کہ یہود و نصاریٰ اپنی عبادت کے دن اپنے معبدوں (عبادت گاہوں) میں کیسے سویرے سویرے جاتے ہیں، اور طالبانِ دُنیا کتنے سویرے خرید و فروخت کے لیے بازاروں میں پہنچ جاتے ہیں پس طالبانِ حق اگر پیش دستی اور سبقت سے کام نہ لیں تو ان کے لیے شرم کی بات ہے (احیاء العلوم صفحہ ۸۲ ج ۱)

شرائط جمعہ

وجوبِ جمعہ کے لیے شرائط

جمعہ کے واجب ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔

۱۔ حریت یعنی آزاد ہونا	غلام پر جمعہ فرض نہیں
۲۔ ذکورۃ	عورتوں پر جمعہ فرض نہیں
۳۔ اقامت	مسافر پر جمعہ فرض نہیں
۴۔ صحت	مریض پر جمعہ فرض نہیں
۵۔ پاؤں کا سالم ہونا	لنگڑے اور اپاہج پر جمعہ فرض نہیں۔
۶۔ آنکھوں کی سلامتی بھی شرط ہے	اندھے پر جمعہ فرض نہیں، مگر یہ کہ اس کا کوئی قائد ہو تو فرض ہوگا۔

۷۔ بالغ ہونا، نابالغ پر جمعہ فرض نہیں ہے

(ہدایہ صفحہ ۱۱۶ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۲۲ ج ۱، کبیری صفحہ ۵۴۸)

۱۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَلْجُمُعَۃُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَۃٍ	حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ ثابت اور واجب (فرض) ہے، ہر مسلمان پر جماعت

إِلَّا أَنْ بَعَثَهُ عَبْدٍ مَمْلُوكٍ أَوِ امْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ أَوْ مَرِيضٍ (مستدرک حاکم ص۲۸۸ ج۱) وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَاقَرَّهُ الذَّهَبِيُّ۔

کے ساتھ مگر چار قسم کے آدمیوں پر واجب نہیں ایک غلام، دوسری عورت، تیسرا بچہ نابالغ چوتھا مریض

یہ روایت ابوداؤد ص۱۵۳ میں عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ابوداؤدؒ کہتے ہیں کہ حضرت طارقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، لیکن کچھ سنا نہیں اور مستدرک حاکم میں عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تو اس میں حضرت ابوموسیٰؓ کا واسطہ درمیان میں ہے۔

امام حلبیؒ لکھتے ہیں۔

وَعَلَيْهِ اِجْمَاعُ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَجُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ (کبیری ص۵۴۸)

اور اس پر ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا اجماع ہے۔

۲۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ جُمُعَةٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ لَيْسَ عَلَى الْعَبْدِ جُمُعَةٌ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۰۹ ج۲)

حضرت حسن بصریؒ نے کہا ہے کہ عورتوں پر جمعہ فرض نہیں، اور اسی طرح غلام پر بھی۔

۳۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ وَالْعَبِيْدِ جُمُعَةٌ (مصنف عبدالرزاق ص۱۷۲ ج۳)

حضرت عطاءؒ نے کہا ہے کہ عورتوں اور غلاموں پر جمعہ فرض نہیں ہے۔

۴۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ يَجِبُ الْجُمُعَةُ عَلَى الْاَعْمٰى اِذَا وَجَدَ قَائِدًا (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۴ ج۲)

حضرت حسن بصریؒ نے کہا ہے کہ اندھے کا اگر قائد ہو تو اس پر جمعہ فرض ہے۔

مسئلہ:۔ شیخ فانی بھی بیمار کے حکم میں ہے

مسئلہ:۔ بیمار کی طرح تیماردار بھی جمعہ سے مستثنیٰ ہے۔ جب کہ وہ چلا جائے تو بیمار کی خبرگیری کرنے والا کوئی نہ ہو۔

مسئلہ:۔ نابالغ، مجنون، عورت، اور اندھے پر جمعہ فرض نہیں، ایک آنکھ (اعور) پر فرض ہے

مسئلہ:۔ جمعہ تمام معذوروں کے حق میں ظہر سے افضل ہے بجز عورت کے کہ اس کے حق میں ظہر افضل ہے، کیونکہ اس کی نماز گھر میں زیادہ افضل ہے مسجد سے (درمختار ص ۱۱۲ ج ۱)

مسئلہ:۔ لنگڑا اگر چلنے کی طاقت رکھتا ہے، تو اس پر جمعہ فرض ہے، اگر مفلوج یا مقطوع ہے تو ساقط ہے۔

مسئلہ:۔ اگر پولیس کے پکڑنے کا خوف ہو، یا چوروں کا خوف ہو تو جمعہ ساقط ہوگا۔

عَنِ الْحَسَنِ وَكَانَ يُرَخِّصُ لِلْخَائِفِ فِي الْجُمُعَةِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۴ ج ۲)

حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ وہ خوف والے شخص کو جمعہ ترک کرنے کی اجازت دیتے تھے۔

مسئلہ:۔ بارش، کیچڑ، برف باری وغیرہ ہو تو جمعہ ساقط ہے۔

مسئلہ:۔ مفقود الشرائط اگر از راہِ عزیمت جمعہ پڑھ لیں تو ظہر کی فرضیت ان سے ساقط ہو جائیگی۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ إِذَا صَلَّيْتُنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَصَلِّيْنَ بِصَلَاتِهِ وَإِذَا صَلَّيْنَ فِي بُيُوْتِكُنَّ فَصَلِّيْنَ أَرْبَعًا (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۰۹ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے عورتوں کے بارے میں کہا ہے کہ جب تم جمعہ کے دن امام کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھو تو اس کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھو اور جب اپنے گھروں میں پڑھو تو چار رکعت (ظہر کی نماز) پڑھو۔

۲۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ إِنْ جَمَّعْنَ مَعَ الْإِمَامِ أَجْزَأَهُنَّ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۱۱ ج ۲)

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں اگر عورتیں امام کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھیں تو وہ ہی کافی ہے۔ (یعنی ظہر کی نماز ساقط ہو جائے گی)

مسئلہ:۔ مزدور پر جمعہ واجب ہے، اگر جامع مسجد دور ہو تو اس کی اجرت میں سے حساب کے ساتھ وضع ہو سکتی ہے، اگر جامع مسجد قریب ہو تو مزدوری وضع نہ ہوگی، دوری کی حد ایک پہر (یعنی تین گھنٹے) ہے، اور ربع اجرت کم ہوگی (شامی ص ۶۰۱ ج ۱)

انعقاد جمعہ کے لیے شرائط:۔ جمعہ منعقد کرنے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔ ان

بغیر جمعہ درست نہیں ہوگا۔ بلکہ ظہر کی نماز پڑھنی ہوگی۔

۱۔ شہر یا فنا شہر یعنی شاملات شہر صحیح ہے، بادیہ (چھوٹے دیہات) میں اور اعراب کے گاؤں پر بالاتفاق جمعہ جائز نہیں۔

۲۔ سلطان یا اس کا نائب یا خطیب ہونا۔

۳۔ جماعت کا ہونا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک امام کے سوا تین آدمی اور صاحبینؒ کے نزدیک امام کے سوا دو آدمی۔

۴۔ ظہر کے وقت کا ہونا۔

۵۔ اظہار۔ اذن عام ہو، چنانچہ قید خانہ، جیل خانہ اور بند قلعوں میں بھی جمعہ جائز نہیں۔

۶۔ خطبہ بھی انعقاد جمعہ کے لیے شرط ہے۔ خطبہ میں حمد و صلوٰۃ، وصیت تقویٰ، قرأۃ قرآن اور دعا للمسلمین والمسلمات والاموات۔ (ہدایہ ص ۱۱۴ تا ۱۱۶ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۲ تا ۱۲۵ ج ۱، کبیری ص ۵۴۹ تا ص ۵۵۱)

اس کے علاوہ جمعہ کے لیے وہی شرائط ہیں، جو سب نمازوں کے لیے ہیں۔

مسئلہ:۔ اگر والی (سلطان یا اس کا نائب) نہ ہو، تو مسلمان خود اپنے اتفاق سے ایک والی بنالیں۔ پھر وہ قاضی مقرر کر دے۔ اگر کافر حکمران کسی مسلمان کو قاضی مقرر کر دیں۔ اور مسلمان اس پر راضی ہوں۔ تو یہ بھی صحیح ہے۔ (درمختار ص ۱۱۱ ج ۱)

مسئلہ:۔ جمعہ کی امامت ہر وہ شخص کرا سکتا ہے، جو دوسری نمازوں کی امامت کرا سکتا ہے۔ (درمختار ص ۱۱۲ ج ۱)

الجمعۃ فی القریٰ۔ دیہات میں جمعہ

جمعہ اجتماعیت کا ذریعہ ہے، اجتماع یا جہاد کے لیے یا عبادت و صلوٰۃ کے لیے یا کتاب اللہ کی تعلیم و تعلم کے لیے ہوگا، آیات و احادیث میں اس طرف اشارات ہیں۔

۱۔ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿۴۳﴾ اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ (البقرۃ پ ۱)

۲۔ يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ (ترمذی ص ۲۱۶) اللہ تعالیٰ کا دست شفقت جماعت پر ہوتا ہے۔

۳۔ مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِیْ قَرْیَةٍ اَوْ بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِیْھِمُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطٰنُ۔

(نسائی ص۱۲۵ ج۱، ابوداؤد ص۸۱ ج۱، مسند احمد ص۴۴۶ ج۶)

جو بھی تین آدمی کسی بستی یا بادیہ (چھوٹے دیہات) میں ہوں اور پھر وہ نماز باجماعت نہ قائم کریں تو شیطان ان پر غلبہ پا جاتا ہے۔

۴۔ قَالَ سَلْمَانُ مَا کَانَ مِنْ رَجُلٍ فِیْ اَرْضٍ فَیْءٍ فَاَذَّنَ وَاَقَامَ اِلَّا صَلّٰی خَلْفَہٗ مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ مَا لَا یُرٰی طَرَفَاہُ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۱۹ ج۱)

حضرت سلمان فارسیؓ نے کہا ہے کہ جو شخص کسی کشادہ سرزمین میں ہو، اور اذان اقامت کہہ کر نماز پڑھے، تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی اتنی مخلوق نماز پڑھتی ہے، جس کے دونوں کناروں کو دیکھا نہیں جا سکتا۔

۵۔ (وَقَالَ الْعُلَمَاءُ) اَلْجِھَادُ لَا یَقُوْمُ اِلَّا بِالْعِلْمِ لِاَنَّ الضَّالَّ لَا یَھْدِی الضَّالَّ فَوَجَبَ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُجَاھِدُ عَالِمًا عَامِلًا۔

(علماء محققین نے کہا ہے کہ) جہاد بغیر علم کے قائم نہیں ہوتا، اس لیے کہ خود گمراہ انسان دوسرے گمراہ شخص کی راہنمائی نہیں کر سکتا۔ پس ضروری ہے کہ مجاہد عالم باعمل ہو۔

احنافِ کرام و حضرت سفیان ثوریؒ کے نزدیک دیہات میں جمعہ کا حکم

احناف کرام اور حضرت امام سفیان ثوریؒ کے نزدیک جمعہ لواری (چھوٹے دیہات) اور مناہل (پانی کے گھاٹ) میں درست نہیں، قریٰ کبیرہ (بڑے دیہات) اور قصبات یا شہر و امصار میں جائز ہے (ہدایہ ص۱۱۴ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۲ ج۱، کبیری ص۵۴۹)

علامہ حلبیؒ لکھتے ہیں۔

کہ یہی مذہب ہے حضرت علی بن ابی طالبؓ و حذیفہؓ، عطاء بن ابی رباحؒ حسن بن ابی الحسنؒ ابراہیم نخعیؒ، مجاہدؒ، محمد ابن سیرینؒ، سفیان ثوریؒ، اور سحنونؒ کا۔ (کبیری ص۵۴۹)

امام مالکؒ کے نزدیک

امام مالکؒ کے نزدیک ہر ایسی بستی جس میں مکانات متصل (یعنی ساتھ ساتھ) ہوں اور بازار ہو، اس میں جمعہ جائز ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک

امام شافعیؒ کے نزدیک ایسی بستی میں جمعہ جائز ہے، جہاں عمارتیں اکٹھی ہوں مختلف گھر آباد ہوں، اور وہاں کے باشندے سوائے ضرورت کے وہاں سے کوچ نہ کرتے ہوں، اور چالیس مرد آزاد، بالغ، عاقل ہوں تو وہاں جمعہ واجب ہوگا۔

احناف کرام مندرجہ ذیل آیات واحادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

۱۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹ (الجمعۃ پ ۲۸)

اے ایمان والو! جس وقت جمعہ کے دن نماز کے لیے بلایا جائے (اذان دی جائے) تو دوڑو اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز و خطبہ) کے لیے، اور خرید وفروخت (اور دیگر کاروبار) چھوڑ دو، یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِیْقَ اِلَّا فِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ وَكَانَ یَعُدُّ الْاَمْصَارَ الْبَصْرَةَ وَالْكُوْفَةَ وَالْمَدِیْنَةَ وَالْبَحْرَیْنِ وَمِصْرَ وَالشَّامَ وَالْجَزِیْرَةَ وَرُبَّمَا قَالَ الْیَمَنَ وَالْیَمَامَةَ

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۶۸ ج ۳، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۰۱ ج ۲، السنن الکبریٰ للبیہقی ص ـــ وقال النیموی وھو اثر صحیح آثار السنن ص ۸۷ ج ۲)

حضرت عبدالرحمٰن السلمیؒ سے روایت ہے، حضرت علیؓ نے کہا ہے، کہ جمعہ اور تشریق (عید) نہیں ہے، مگر مصر جامع (بڑے شہر) میں اور وہ بصرہ، کوفہ، مدینہ، بحرین، مصر، شام، جزیرہ، یمن اور یمامہ وغیرہ کو شہر شمار کرتے تھے۔ امام نیمویؒ کہتے ہیں کہ اس اثر کی سند صحیح ہے۔

حضرت مولانا ـــ محمد انور شاہ کشمیریؒ کہتے ہیں

وَقَدْ ثَبَتَ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بِاِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ عِنْدَ

حضرت علیؓ سے ایک صحیح روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا ہے، جمعہ اور عید نہیں ہے سوائے

عبد الرزاق انہ لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع ،

مصر جامع کے۔

والنووی اخرجہ باسناد ضعیف وحکم علیہ الضعف مع ان لہ اسنادا یشرق کشروق شمس الضحی (فیض الباری ص۳۳۲ ج۲)

اور امام نوویؒ نے اس روایت کو ضعیف سند کے ساتھ ذکر کرکے اس پر ضعف کا حکم لگایا ہے حالانکہ اس کی دوسری سند نصف النہار کی طرح واضح اور صحیح ہے۔

۲۔ عن الحسن و محمد انھما قالا الجمعۃ فی الامصار (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۰۱ ج۲)

حضرت حسن بصریؒ اور امام محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ جمعہ شہروں میں ہوتا ہے۔

۳۔ عن حذیفۃؓ قال لیس علی اھل القری جمعۃ انما الجمع علی اھل الامصار مثل المدائن۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۰۱ ج۲)

حضرت حذیفہؓ نے کہا ہے کہ چھوٹی بستیوں میں رہنے والوں پر جمعہ نہیں ہے۔ جمعہ شہروں میں رہنے والوں پر فرض ہے۔ جیسے مدائن

۴۔ عن ابراھیمؒ قال لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع۔ (مصنف ابن شیبہ ص۱۰۱ ج۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا ہے کہ جمعہ اور عید مصر جامع میں ہی ہو سکتے ہیں۔

۵۔ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔

وقد تلقت الامۃ تلقیا معنویا من غیر تلقی لفظ انہ شرط فی الجمعۃ الجماعۃ ونوع من التمدن وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاءہ والائمۃ المجتھدون یجمعون فی البلدان

کہ امت نے معنوی طور پر اس بات کی تلقی کی ہے یعنی یہ بات سیکھی ہے الفاظ سے نہیں کہ جمعہ میں جماعت شرط ہے اور ایک نوع کا تمدن بھی جمعہ کے لیے ضروری ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء اور ائمہ مجتہدین شہروں میں جمعہ قائم کرتے تھے اور اہل بادیہ سے اس پر مؤاخذہ نہ کرتے

وَلَا يُؤَاخِذُوْنَ اَهْلَ الْبَدْوِ بَلْ وَلَا يُقَامُ فِي عَهْدِهِمْ فِي الْبَدْوِ فَفَهِمُوْا مِنْ ذٰلِكَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ وَعَصْرًا بَعْدَ عَصْرٍ اَنَّهٗ يُشْتَرَطُ لَهَا الْجَمَاعَةُ وَالتَّمَدُّنُ۔

تھے، بلکہ ان کے عہد میں بادیہ میں کبھی جمعہ قائم ہی نہیں کیا گیا، تو اس سے انہوں نے یہ بات سمجھی ہے، قرناً بعد قرن اور عصراً بعد عصر کہ شرط ہے جمعہ کے لیے جماعت اور تمدن کا ہونا۔

(حجۃ اللہ البالغہ ص۲۲۵ طبع قدیم و ص۳۰ ج۲ مطبع رشیدیہ دہلی)

مسئلہ:۔ مصر واحد میں متعدد مقامات میں جمعہ ضرورتاً جائز ہے، لیکن ہر ہر مسجد میں جمعہ پڑھنا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رواج ہو چکا ہے۔ یہ ضرار یت ہے اور اجتماعیت اسلام کے لیے مضر ہے۔

آدابِ جمعہ

۱) غسل:۔ جمعہ کی نماز کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ۔

حضرت عبد اللہؓ کہتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے جانا چاہتا ہے، تو اس کو غسل کر لینا چاہیئے۔

(مسلم ص۲۷۹ ج۱، بخاری ص۱۲۲ ج۱)

۲۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (مَرْفُوْعًا) حَقٌّ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَّغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَغْسِلُ رَاْسَهٗ وَجَسَدَهٗ (مسلم ص۲۸۰ ج۱)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حق ہے اللہ تعالیٰ کا ہر مسلمان پر سات دن میں اپنے سر اور جسم کو دھو لے۔

۳۔ عَنْ جَابِرٍؓ (مَرْفُوْعًا) عَلٰى كُلِّ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فِيْ كُلِّ

حضرت جابرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ہر مسلمان پر ہفتہ میں ایک دن غسل کرنا ضروری ہے

سَبْعَةِ اَيَّامٍ غُسْلُ يَوْمٍ وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ (نسائی صہ ۲۰۴ / ۱)
اور وہ جمعہ کا دن ہے۔

۲) **لباس**:۔ (احسن ثیاب) نیا یا دھلا ہوا صاف لباس پہننا۔

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَمَسَّ مِنْ طِیْبٍ اِنْ کَانَ عِنْدَہٗ وَلَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِیَابِہٖ ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰی یَاْتِیَ الْمَسْجِدَ فَیَرْکَعَ اِنْ بَدَا لَہٗ وَلَمْ یُؤْذِ اَحَدًا ثُمَّ اَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ اِمَامُہٗ حَتّٰی یُصَلِّیَ کَانَتْ کَفَّارَۃً لِّمَا بَیْنَھَا وَبَیْنَ الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی وَزَادَ فِیْ رِوَایَۃٍ وَعَلَیْہِ السَّکِیْنَۃُ حَتّٰی یَاْتِیَ الْمَسْجِدَ

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے، جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا اور خوشبو استعمال کی اگر اس کو میسر ہو اور اس نے اچھا لباس پہنا پھر وہ مسجد میں پہنچا اور (ایک روایت میں ہے کہ اطمینان سے) نماز پڑھی، اور کسی کو ایذا نہ پہنچائی، پھر جب امام خطبہ دینے کے لیے نکلا، تو یہ خاموش رہا، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گیا، تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک درمیان کے گناہوں کے لیے کفارہ ہوگا۔

(مسند احمد صہ ۴۲۱ / ۵، مجمع الزوائد صہ ۱۷۱ / ۲ بحوالہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ ثقات)

۳) **خوشبو**:۔ طیب یعنی خوشبو استعمال کرنا۔

۴) **مسواک**:۔ مسواک زیادہ اہتمام سے کرنا۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ غُسْلُ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ وَسِوَاکٌ وَیَمَسُّ طِیْبًا (مسلم صہ ۲۸۰ / ۱)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا اور خوشبو استعمال کرنا ہر بالغ مسلمان کیلئے مؤکد ہے"

۲۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ جُمُعَۃٍ مِّنَ الْجُمَعِ مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِیْنَ اِنَّ ھٰذَا یَوْمٌ جَعَلَہُ اللّٰہُ لَکُمْ عِیْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَعَلَیْکُمْ بِالسِّوَاکِ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جمعہ میں فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ یہ دن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے عید کا دن بنایا ہے اس میں غسل کیا کرو اور مسواک کو ضرور استعمال کیا کرو۔

(رواہُ الطبرانی فی الاوسط والصغیر واسنادہٗ صحیح آثار السنن ص۸۹ ج۲)

۵) **قص الاظفار**:۔ یعنی ناخن تراشنا اور بال وغیرہ صاف کرنا۔ افضل ہے کہ جمعہ کی نماز سے قبل بال وغیرہ صاف کرے اور ناخن تراش لے۔

۱۔ عَنْ اِبْرَاھِیْمَؒ قَالَ یُنَقِّی الرَّجُلُ اَظْفَارَہٗ فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۹ ج۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہر جمعہ میں ناخن تراش کر صاف کرو۔

۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ تَیْمِیِّؒ قَالَ مَنْ قَلَّمَ اَظْفَارَہٗ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَقَصَّ شَارِبَہٗ وَاسْتَنَّ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْجُمُعَۃَ۔ (مصنف عبدالرزاق ص۱۹۷ ج۳)

حضرت محمد بن ابراہیم تیمیؒ نے کہا ہے جس نے جمعہ کے دن اپنے ناخن تراشے اور مونچھوں کو کاٹا اور مسواک کیا، تو اس نے جمعہ کی تکمیل کی۔

مسئلہ:۔ جمعہ کے دن سفر کرنا جائز ہے۔

عَنْ اَسْوَدَ بْنِ قَیْسٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اَبْصَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَجُلًا عَلَیْہِ اُھْبَۃُ السَّفَرِ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنَّ الْیَوْمَ یَوْمُ جُمُعَۃٍ

اسود بن قیسؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا اس پر سفر کی ہیئت تھی، تو اس آدمی نے کہا کہ آج جمعہ کا دن ہے اگر یہ نہ ہوتا تو میں سفر پر

وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَخَرَجْتُ، فَقَالَ عُمَرُ اِنَّ الْجُمُعَةَ لَا تَحْبِسُ مُسَافِرًا۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۲۵/۲۶

کتاب الام ص ۱۸۹/۱)

نکلتا، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا جاؤ جمعہ سفر سے نہیں روکتا۔

مسئلہ:۔ زوال سے پہلے پہلے سفر کرے زوال کے بعد اچھا نہیں۔

مسئلہ:۔ اذان سنی اور کوئی شخص کھانا کھا رہا تھا، تو اگر جمعہ کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تو کھانا بھی ترک کر دے۔

مسئلہ:۔ ایک دیہاتی آدمی جمعہ کے ارادہ سے چلا تو اس کو جمعہ کا ثواب ہوگا، اگرچہ دوسری ضروریات بھی اس نے حاصل کر لیں لیکن اگر قصد غالب اشیاء ضروریہ کا حصول ہے، تو پھر جمعہ کا ثواب نہ ہوگا۔ کَذَا الْحَجُّ وَالتِّجَارَةُ (شامی ص)

قضائے عمری

جمعۃ الوداع (رمضان المبارک کا آخری جمعہ) میں چار رکعت نفل بنیت قضائے عمری پڑھنا اختراع اور احداث (بدعت) ہے، یہ خیال کرنا کہ یہ تمام عمر کی قضا شدہ نمازوں کے قائم مقام ہوگا قواعد شریعت کے خلاف ہے۔

مسئلہ:۔ جمعۃ الوداع میں کوئی ایسی خصوصیات سمجھنا، جو دوسرے جمعوں میں نہ ہوں۔ یہ بھی بدعت ہے۔

مسئلہ:۔ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز سے پہلے مسجد میں حلقے بنا کر بیٹھنا منع ہے۔

اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهٰى عَنِ التَّحَلُّقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ

(ابوداؤد ص ۱۵۴/۱)

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

مسئلہ:۔ جمعہ کا وقت وہی ہے جو نماز ظہر کا وقت ہے۔ سردیوں میں جلدی اور گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے ادا کرنا چاہیے۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سردی زیادہ ہوتی تھی تو نماز جلدی ادا فرماتے تھے اور گرمی میں ٹھنڈا کرتے تھے یعنی جمعہ کی

اشْتَدَّ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوۃِ يَعْنِي الْجُمُعَۃَ ۔ (بخاری صـ۱۲۴ ج۱)

نماز کا وقت بھی اسی طرح ہے جس طرح ظہر کی نماز کا وقت ہے)

اذانِ جمعہ

اِذَا نُودِيَ (الی) فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ

حضرت شاہ عبدالقادر رحمت دہلوی لکھتے ہیں

"یہ اذان کا یہ حکم نہیں کیونکہ جماعت پھر بھی ملے گی اور جمعہ ایک ہی جگہ ہوتا تھا پھر کہاں ملے گا۔ (موضح القرآن) اور نیز جمعہ کی قضا بھی نہیں۔ اسی لیے صحابہ کرامؓ شدید اہتمام کرتے تھے۔

۱۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَغَدّٰى اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَۃِ ۔ (بخاری صـ۱۲۸ ج۱، مسلم صـ۲۸۳ ج۱)

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ دوپہر کا سونا اور کھانا جمعہ کے بعد کیا کرتے تھے۔

۲۔ عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيدَ اَنَّ الْاَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَۃِ كَانَ اَوَّلُهُ حِينَ يَجْلِسُ الْاِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَۃِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا كَانَ فِي خِلَافَۃِ عُثْمَانَ وَكَثُرُوا اَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَۃِ بِالْاَذَانِ الثَّالِثِ فَاُذِّنَ بِهٖ عَلَى الزَّوْرَاءِ فَثَبَتَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ۔ (بخاری صـ۱۲۴ ج۱، نسائی صـ۲۰۷ ج۱، ابوداؤد صـ۱۵۵ ج۱)

حضرت سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ اذان جمعہ کے دن پہلے وہی ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانہ میں اجب حضرت عثمانؓ کی خلافت کا دور آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو عثمانؓ نے حکم دیا جمعہ کے دن تیسری اذان کا پس وہ اذان کہی گئی زوراء کے مقام پر اور پھر اس کے بعد یہ معاملہ (تیسری اذان کا) اسی پر برقرار رہا۔

مشروعیت اذانِ ثالث حضرت عثمانؓ کے اجتہاد سے ہوئی ہے اور تمام صحابہؓ نے اس پر سکوت اختیار کرنے سے اس کی موافقت کی ہے اور کسی نے انکار نہیں کیا۔ اگر یہ امر منکر ہوتا تو صحابہ کرامؓ انکار کرتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس لیے یہ مسنون قرار پائی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ۔

اپنے اوپر لازم پکڑو میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت کو جو ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے ہیں۔

(ابوداؤد ص ۲۷۹ ج ۲، ترمذی ص ۳۸۲)

مسئلہ :۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک زیادہ راجح بات یہ ہے اگر کسی نے پہلی اذان کے وقت اجابت نہیں کی اس خطبہ والی اذان کے وقت اجابت کرے۔

(فیض الباری ص ۳۲۷ ج ۲)

مسئلہ :۔ جب امام خطبہ دینے کے لیے منبر پر بیٹھ جائے، تو دوسری اذان اس کے سامنے دی جائے۔ (ہدایہ ص ۱۱۸ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۶ ج ۱)

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ۔

حضرت سائب بن یزیدؓ نے کہا ہے کہ مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اذان پکارتا تھا، جب کہ آپ منبر پر تشریف فرما ہوتے تھے دروازے کے سامنے اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی ایسا کرتے تھے۔

(ابوداؤد ص ۱۵۵ ج ۱)

مسجد نبوی کا ایک دروازہ منبر کے سامنے تھا، اور یہ اذان منبر کے قریب ہوتی تھی نہ کہ مسجد کے باہر۔

چنانچہ صاحب عنایہؒ صاحب کفایہؒ لکھتے ہیں۔

وَكَانَ الطَّحَاوِيُّ يَقُوْلُ هُوَ الْاَذَانُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ بَعْدَ خُرُوْجِ الْاِمَامِ

اور حضرت امام طحاویؒ کہتے تھے، کہ اس سے مراد وہی اذان ہے جو منبر کے پاس ہوتی تھی جب امام باہر نکل

فَاِنَّهٗ هُوَ الْاَصْلُ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَکَذٰلِكَ فِیْ عَهْدِ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما (کفایہ ص۱۴۲ ج۱ عنایہ برحاشیہ فتح القدیر ص۱۴۲ ج۱)

کر آتا، کیونکہ یہی اصل ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات شیخین کے عہد میں عمل ہوتا تھا۔

مسئلہ:۔ عِنْدَ الْمَسْرُوْقِ وَالضَّحَّاكِ وَمُسْلِمِ بْنِ یَسَارٍ یَحْرُمُ الْبَیْعُ بِالزَّوَالِ وَعِنْدَ مُجَاهِدٍ وَالزُّهْرِیِّ بِالنِّدَاءِ وَعِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ وَزُفَرَ وَالشَّافِعِیِّ یَقَعُ الْبَیْعُ مَعَ النَّهْیِ وَعِنْدَ مَالِكٍ اَلْبَیْعُ بَاطِلٌ (احکام القرآن للجصاص ص۴۲۸ ج۳)

امام مسروقؒ ضحاکؒ اور مسلم بن یسارؒ کے نزدیک خرید فروخت زوال کے وقت حرام ہو جاتی ہے اور مجاہدؒ اور زہریؒ کے نزدیک اذان کے وقت سے اور امام ابو حنیفہؒ ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ و امام زفرؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک بیع منعقد تو ہو جاتی ہے نہی کے باوجود، یعنی حرام تو نہیں ہوتی البتہ مکروہ ہوتی ہے، اور امام مالکؒ کے نزدیک بیع باطل ہوتی ہے۔

السنن قبل الجمعة وبعدها

(جمعہ سے پہلے سنتیں اور بعد میں)

نماز جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت ہے۔ اور نماز جمعہ کے بعد پہلے دو رکعت سنت اور پھر چار رکعت سنت ہے۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ کَانَ یُصَلِّیْ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا لَا یَفْصِلُ بَیْنَهُنَّ بِسَلَامٍ ثُمَّ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَکْعَتَیْنِ

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ جمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعات سنت پڑھتے تھے درمیان میں سلام سے فصل نہیں کرتے تھے (یعنی درمیان میں سلام نہیں پھیرتے تھے) پھر جمعہ کے بعد پہلے دو رکعت

ثم اربعا۔ (طحاوی ص ۱۹۸/۱ اسنادہ صحیح)

اور پھر چار رکعت پڑھتے تھے۔

۲۔ عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان منکم مصلیا بعد الجمعۃ فلیصل اربعا۔

(عبدالرزاق ص ۲۴۵/۳ مسلم ص ۲۸۸/۱)

حضرت ابو ہریرۃ رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے بعد سنتیں پڑھتا ہے تو اس کو چار رکعات پڑھنی چاہییں۔

قال ابو عیسی عن عبد اللہ بن مسعود انہ کان یصلی قبل الجمعۃ اربعا و بعدھا اربعا و روی عن علی بن ابی طالب انہ امر ان یصلی بعد الجمعۃ رکعتین ثم اربعا۔ (ترمذی ص ۷۱ مصنف عبدالرزاق ص ۲۴۷/۳)

ابو عیسی (امام ترمذی) کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن مسعود رض جمعہ سے پہلے چار اور بعد میں بھی چار رکعتیں پڑھتے تھے اور حضرت علی رض سے روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے بعد پہلے دو رکعت اور پھر چار رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔

۳۔ عن خرشۃ بن الحر ان عمر رض کان یکرہ ان یصلی بعد صلوۃ الجمعۃ مثلھا

(طحاوی ص ۱۹۹/۱ اسنادہ صحیح)

خرشہ بن الحر کہتے ہیں حضرت عمر رض مکروہ خیال کرتے تھے کہ جمعہ کے دن جمعہ جیسی رکعات پڑھی جائیں یعنی صرف دو رکعت پر اکتفا کرنا مکروہ خیال کرتے تھے

۴۔ عن ابی عبد الرحمن السلمی قال کان عبد اللہ رض یامرنا ان نصلی قبل الجمعۃ اربعا و بعدھا اربعا، حتی جاءنا علی فامرنا ان نصلی بعدھا رکعتین ثم اربعا

(عبدالرزاق ص ۲۴۷/۳ اسنادہ صحیح)

ابو عبدالرحمن السلمی کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رض ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم جمعہ سے پہلے چار رکعات پڑھا کریں۔ اور جمعہ کے بعد بھی چار رکعت۔ یہاں تک کہ حضرت علی رض تشریف لائے تو انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر چار رکعت۔

۵ - وَعَنْهُ قَالَ عَلَّمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ النَّاسَ اَنْ يُّصَلُّوْا بَعْدَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا فَلَمَّا جَاءَ عَلِيٌّ عَلَّمَهُمْ اَنْ يُّصَلُّوْا سِتًّا (طحاوی ج۱ ص۱۹۹ اسنادہ صحیح)

ابو عبدالرحمٰن السلمیؒ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ لوگوں کو تعلیم دیتے تھے کہ جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھی جائیں۔ جب حضرت علیؓ کوفہ آئے تو آپ نے حکم دیا کہ جمعہ کے بعد چھ رکعات پڑھا کرو۔

۶ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (مَرْفُوْعًا) مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ قَبْلَهَا اَرْبَعًا وَبَعْدَهَا اَرْبَعًا - (کنز العمال ج۴ ص۵۳۲ بحوالہ ابن النجار)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جمعہ سے پہلے بھی چار رکعت پڑھے، اور بعد میں بھی چار رکعت پڑھے جو بھی پڑھتا ہے۔

۷ - عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُطِيْلُ الصَّلٰوةَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَيُصَلِّیْ بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ فِیْ بَيْتِهٖ وَيُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ (موارد الظمان ص۱۵۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ جمعہ سے پہلے نماز کو دراز کرتے تھے اور جمعہ کے بعد دو رکعتیں اپنے گھر میں ادا کرتے، اور کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔

۸ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا وَبَعْدَهَا اَرْبَعًا (جمع الفوائد ج۱ ص۲۶۹ بحوالہ طبرانی کبیر میں)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے پہلے چار رکعات پڑھتے تھے اور اس کے بعد بھی چار رکعات پڑھتے تھے۔

خطبہ اور اس کے احکام

فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ - (الجمعہ پ۲۸)

کوشش کرو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

"مراد از ذکر خطبہ است و عمل مستمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابؓ و غیرھم حجۃً دلالت می کند بر ضروری بودن آن" (مصفّٰی شرح مؤطا ص۱۵۴)

کہ مراد ذکر سے خطبہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہؓ کا عمل مستمر یعنی اس وقت سے لے کر آج تک مسلسل عمل خطبہ کے ضروری ہونے پر دلالت کرتا ہے

خطبہ میں ضروری چیزیں

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ مزید لکھتے ہیں کہ خطبہ میں چند چیزیں ہونی ضروری ہیں۔

۱) اللہ تعالیٰ کی حمد وثنار، جیسا کہ روایت میں آیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا بیان کی۔

۲) شہادتین، یعنی توحید و رسالت کی شہادت کا ہونا، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے ثُمَّ تَشَهَّدَ اور ترمذی کی روایت میں آتا ہے، آپ نے فرمایا۔

كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَشَهُّدٌ فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ۔

(ہر خطبہ جسمیں تشہد نہیں ہوتا وہ جذامی ہاتھ کی طرح ہوتا ہے)

۳) صلوٰۃ۔ یعنی درود شریف جیسا کہ ذکر ہوچکا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک مسلمانوں کے عمل مستمر سے ثابت ہے۔

۴) اَمْرٌ بِتَقْوَى اللهِ، یعنی اللہ تعالیٰ کے تقوے کا حکم، کیونکہ قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ پند و نصیحت کے لیے ہے۔

۵) کم از کم ایک آیت کا تلاوت کرنا، جیسا کہ خطبۃ الحاجۃ میں آیا ہے کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آیات تلاوت فرمائیں، اور اسی طرح آپ کے خطبہ مبارک میں يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ" کی تلاوت کا بیان موجود ہے۔

۶) مؤمنین و مؤمنات کے لیے دُعا۔

۷) خطبہ کا عربی زبان میں ہونا ضروری ہے۔

"عربی بودن بجہت عمل مستمر در مشارق و مغارب باوجود آنکہ در بسیارے از اقالیم مخاطبان عجمی بودند" (مصفّٰی شرح مؤطا ص۱۵۴)

(اور خطبہ کا عربی میں ہونا عمل مستمر سے ثابت ہے مشرق و مغرب سب جگہوں میں باوجود اس کے کہ بہت سے علاقوں کے مخاطب لوگ عجمی تھے، لیکن خطبہ تمام جگہوں میں عربی میں ہوتا رہا ہے

امام ولی اللہؒ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں۔

"وسُنَّۃُ الخُطبۃِ اَنْ یَّحْمَدَ اللّٰہَ وَیُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَیَتَشَھَّدَ وَیَاْتِیَ بِکَلِمَۃِ الْفَصْلِ وَھِیَ اَمَّا بَعْدُ وَیُذَکِّرَ وَیَاْمُرَ بِالتَّقْوٰی وَیُحَذِّرَ عَذَابَ اللّٰہِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَیَقْرَءَ شَیْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَیَدْعُوَ لِلْمُسْلِمِیْنَ وَسَبَبُ ذٰلِکَ اَنَّہٗ ضَمَّ مَعَ التَّذْکِیْرِ التَّنْوِیْہَ بِذِکْرِ اللّٰہِ وَنَبِیِّہٖ وَبِکِتَابِ اللّٰہِ لِاَنَّ الْخُطْبَۃَ مِنْ شَعَائِرِ الدِّیْنِ فَلَا یَنْبَغِیْ اَنْ تَخْلُوَ مِنْھَا کَالْاَذَانِ وَفِی الْحَدِیْثِ کُلُّ خُطْبَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا تَشَھُّدٌ فَھِیَ کَالْیَدِ الْجُذْمَاءِ

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۲۲۵ طبع قدیم و ص ۲/۲ طبع رشیدیہ دہلی)

خطبہ میں سنت بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور تشہد کرے اور فاصلہ کا لفظ اَمَّا بَعْدُ ذکر کرے اور نصیحت کرے۔ اور تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دے اور دنیا و آخرت میں اللہ کے عذاب سے ڈرائے اور کچھ حصہ قرآن کا تلاوت کرے اور پھر تمام مسلمانوں کے لیے دُعا کرے اور یہ اس لیے کہ نصیحت کے ساتھ اللہ کے ذکر کی تعظیم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور کتاب اللہ کی عظمت کا ذکر ملایا ہے۔ کیونکہ خطبہ شعار دین میں سے ہے تو ان باتوں سے خالی نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ اذان ہے اور حدیث میں ہے کہ ہر ایسا خطبہ جو تشہد سے خالی ہو، وہ جذامی ہاتھ کی طرح ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کیسے ارشاد فرماتے تھے

۱۔ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا خَطَبَ اِحْمَرَّتْ عَیْنَاہُ وَعَلَا صَوْتُہٗ وَاشْتَدَّ غَضَبُہٗ حَتّٰی کَاَنَّہٗ مُنْذِرُ جَیْشٍ

حضرت جابرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تھے آپ کی آنکھیں سُرخ ہو جاتی تھیں اور آواز اونچی ہو جاتی اور غصہ زیادہ ہو جاتا تھا گویا کہ آپ لشکر سے ڈرانے والے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ صبح کے وقت اور شام کے وقت دشمن حملہ آور ہو چکا ہے اور فرماتے تھے میں اور قیامت اس طرح ہیں بیچ کی انگلی اور درمیانی انگلی

يَقُوْلُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَيَقُوْلُ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرِنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى (مسلم ج ۱ ص ۲۸۴)

کو جوڑ کر فرماتے تھے کہ اس طرح۔

۲- عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَبْدَأُ فَيَجْلِسُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَخَطَبَ الْخُطْبَةَ الْأُوْلٰى ثُمَّ جَلَسَ شَيْئًا يَسِيْرًا ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ الْخُطْبَةَ الثَّانِيَةَ حَتّٰى إِذَا قَضَاهَا اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ إِذَا قَامَ أَخَذَ عَصًا فَتَوَكَّأَ عَلَيْهَا وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ۔

رواہ ابو داؤد فی مراسیلہ صـ۸

ترغیب

ابن شہاب (امام زہری) کہتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ممبر پر بیٹھتے تھے جب موذن خاموش ہوتا تو کھڑے ہو کر پہلا خطبہ دیتے پھر درمیان میں تھوڑا سا بیٹھ کر پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ دیتے تھے۔ جب خطبہ پورا ہوتا تو استغفار کرتے پھر ممبر سے نیچے اترتے اور نماز پڑھاتے۔ ابن شہابؒ کہتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے تو عصا کو لیکر اس پر ٹیک لگاتے تھے اس حال میں ممبر پر کھڑے ہوتے تھے پھر حضرت ابوبکرؓ آپ کے بعد کھڑے ہوتے پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اسی طرح کرتے تھے۔

آدابِ خطبہ

خطبہ خاموشی سے سننا ضروری ہے اور اس کی حدیث شریف میں بہت فضیلت آئی ہے، اور دوران خطبہ کلام کرنے کی بڑی وعید آئی ہے۔

۱- عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن

لَا یَغْتَسِلُ رَجُلٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَ یَتَطَھَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنَ الطُّھْرِ وَیَدَّھِنُ مِنْ دُھْنِہٖ اَوْ یَمَسُّ مِنْ طِیْبِ بَیْتِہٖ ثُمَّ یَخْرُجُ فَلَا یُفَرِّقُ بَیْنَ اثْنَیْنِ ثُمَّ یُصَلِّیْ مَا کُتِبَ لَہٗ ثُمَّ یُنْصِتُ اِذَا تَکَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَہٗ مَا بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی (بخاری ص۱۲۱ آثار السنن ص۲۴ ج۱)

غسل کرتا ہے اور اپنی طاقت کے مطابق طہارت کرتا ہے اور پھر تیل لگاتا ہے یا اپنے گھر کی کوئی خوشبو استعمال کرتا ہے پھر گھر سے نکلتا ہے اور وہ دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہیں ڈالتا۔ پھر نماز پڑھتا ہے جو مقدر ہوتی ہے۔ پھر خاموش رہتا ہے جب امام کلام کرتا ہے۔ تو اس کو بخشش ملتی ہے دوسرے جمعہ تک۔

۲۔ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ وَبَکَّرَ (اَدْرَکَ اَوَّلَ خُطْبَتِہٖ) وَابْتَکَرَ وَمَشٰی وَلَمْ یَرْکَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ یَلْغُ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ عَمَلُ سَنَۃٍ اَجْرُ صِیَامِھَا وَقِیَامِھَا (ترمذی ص۹۶ ج۱ نسائی ص۲۰۵ ج۱ ابن ماجہ ص۷۶)

حضرت اوس بن اوسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے کپڑے دھوئے (یا اپنی بیوی کو بھی غسل کرایا) اور خود بھی غسل کیا اور جلدی سویرے سویرے جمعہ کے لیے گیا (امام کے خطبہ کا ابتدائی حصہ پالیا) اور پیدل چلا سوار نہ ہوا۔ اور امام کے قریب ہوا اور غور سے خطبہ سُنا اور کوئی لغو بات نہیں کی تو اس کو ہر ایک قدم کے بدلے ایک سال کے روزے اور قیام کا اجر ملیگا۔

۳۔ عَنْ جَابِرٍؓ دَخَلَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍؓ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فَجَلَسَ اِلٰی جَنْبِہٖ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍؓ فَسَاَلَہٗ عَنْ شَیْءٍ اَوْ کَلَّمَہٗ بِشَیْءٍ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْہِ اُبَیٌّ فَظَنَّ ابْنُ مَسْعُوْدٍؓ اَنَّھَا مَوْجِدَۃٌ فَلَمَّا انْفَتَلَ النَّبِیُّ صَلَّی

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مسجد میں آئے اس حال میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے اور ابن مسعودؓ۔ ابی بن کعب کے پاس بیٹھے ان سے کوئی چیز دریافت کی انہوں نے جواب نہ دیا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر پیچھے پلٹے تو ابن مسعودؓ نے ابیؓ سے کہا، تم نے میری بات کا جواب کیوں نہ دیا۔ ابیؓ نے کہا تم

اللہ علیہ وسلم من صلوتہ
قال بن مسعودؓ یا ابی ما منعک
ان ترد علی قال انک لم تحضر
معنا الجمعۃ قال ولم؟ قال
تکلمت والنبی صلی اللہ علیہ
وسلم یخطب فقام بن مسعودؓ
فدخل علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فذکر ذلک لہ فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صدق ابی اطع ابیا۔

ہمارے ساتھ نماز میں حاضر ہی نہیں ہوئے (یعنی
تم نے کلام کر کے جمعہ کا ثواب باطل کر دیا ہے
گویا کہ تم ہمارے ساتھ جمعہ میں حاضر ہی نہیں ہوئے)
حضرت ابن مسعودؓ نے کہا وہ کیوں؟ تو حضرت
ابیؓ نے کہا تم نے کلام کیا اس حال میں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، تو حضرت
ابن مسعودؓ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور
اس بات کا ذکر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ابیؓ نے سچ کہا ہے، ابیؓ کی بات مانو۔

(مجمع الزوائد ص ۱۸۵ ج ۲ بحوالہ ابو یعلی اسنادہ صحیح)

۴۔ عن ابن عباسؓ (مرفوعاً)
من تکلم یوم الجمعۃ والامام
یخطب فھو کمثل الحمار یحمل
اسفارا والذی یقول لہ انصت
لیس لہ جمعۃ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن امام کے خطبہ
کے وقت کلام کیا تو اس کی مثال گدھے جیسی ہے
جس پر کتابوں کا دفتر لادا ہوا ہو، اور وہ شخص جو
دوسرے کو کہتا ہے چپ رہو تو اس کا جمعہ بھی نہ ہوگا
یعنی اس کو جمعہ کا خاص اجر نہ ملے گا۔

(مسند احمد ص ۲۳۰ ج ۱)

۵۔ عن ابی ھریرۃ (مرفوعاً)
اذا قلت لصاحبک یوم الجمعۃ
انصت والامام یخطب فقد لغوت

حضرت ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جب تم دوسرے ساتھی کو یوں کہو کہ
چپ رہو، جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو۔ تو تم نے
لغو بات کی ہے جس سے جمعہ کا اجر باطل ہوگا۔

(بخاری ص ۱۲۸ ج ۱، مسلم ص ۲۸۱ ج ۱)

مسئلہ:- ہر وہ چیز جو نماز میں حرام ہے، خطبہ میں بھی حرام ہے، کھانا پینا، کلام و تسبیح سلام کا جواب دینا، امر بالمعروف بلکہ اس پر واجب ہے کہ خطبہ سنے اور خاموش رہے۔ قریب

اور بعید کا کوئی فرق نہیں ہے احضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنے تو دل میں درود شریف پڑھے، زبان سے نہیں، اور کسی چھینک والے کو دعا بھی نہ دے۔

مسئلہ:- خطبہ عربی زبان میں دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا عمل مستمر ہے۔ تو اس کے خلاف کرنا بدعت ہوگا۔

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں۔

"خطبہ عربی میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اسکو غیر عربی میں پڑھنا، فارسی، اردو وغیرہ کے ساتھ خلط کرنا نظم یا نثر میں مکروہ ہے۔ عوام کی تفہیم کے لیے وعظ مقرر ہے (عماد الدین ص ۴۶۳)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند نے کہا ہے کہ خطبہ جمعہ اردو و فارسی، نظم و نثر میں پڑھنا مکروہ و بدعت ہے۔ (عماد الدین ص ۴۶۴)

خطبہ جمعہ کے وقت صحابہ کرامؓ کی لغزش اور قرآن پاک میں تنبیہ

۱- وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ِۨ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآىِٕمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (۱۱) (الجمعہ پ ۲۸)

اور جب وہ تجارت یا کھیل کو دیکھتے ہیں تو آپ کے ارد گرد سے بکھر جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیتے ہیں، آپ کہہ دیجئے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر ہے کھیل اور تجارت سے اور اللہ تعالیٰ بہتر روزی دینے والا ہے۔

۲- حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، تو لوگ نکل گئے صرف بارہ آدمی باقی رہے۔ (بخاری ص ۱۲۷/۲)

تفسیر مظہری میں بحوالہ عقیلیؒ منقول ہے کہ باقی رہنے والوں میں خلفاء راشدین عشرہ مبشرہ، بلالؓ ابن مسعودؓ، جابرؓ تھے۔ (تفسیر مظہری ص ۲۹۸/۹)

۳- عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْتَتَابَعْتُمْ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْكُمْ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر تم سب کے

اَحَدٌ سَالَ بِكُمُ الْوَادِيْ نَارًا ۔
(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۶۷ ج ۴ بحوالہ ابو یعلیٰ)

سب ہی اس وقت خرید وفروخت میں لگ جاتے اور کوئی آدمی بھی تم میں سے میرے ساتھ نہ رہتا تو ساری وادی تمہارے ساتھ آگ سے بھڑک اٹھتی ۔

صلوٰۃ الجمعۃ

(نماز جمعہ)

ارشادِ خداوندی ہے ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝
(سورہ جمعہ پ ۲۸)

اے ایمان والو جس وقت جمعہ کے دن نماز کے لیے بلایا جائے (اذان دی جائے) تو دوڑو اللہ تعالےٰ کے ذکر (نماز وخطبہ) کے لیے اور خرید وفروخت (اور دیگر کاروبار) چھوڑ دو یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ پس جب نماز ادا کر لی جائے پھر زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل سے (رزق حلال) تلاش کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَاُبَيٌّ وَابْنُ الزُّبَيْرِ فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَقَالَ الْحَسَنُ لَيْسَ يُرِيْدُ بِهِ الْعَدْوَ وَاِنَّمَا السَّعْيُ بِقَلْبِكَ وَنِيَّتِكَ قَالَ عَطَاءٌ اَلسَّعْيُ الذَّهَابُ وَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ فَاسْعَوْا اَجِيْبُوْا وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ الْجَصَّاصُ السَّعْيُ هٰهُنَا اِخْلَاصُ النِّيَّةِ وَالْعَمَلُ وَقَدْ ذَكَرَ اللّٰهُ

حضرت ابن مسعودؓ، ابیؓ، ابن زبیرؓ کہتے ہیں کہ فَاسْعَوْا کا معنی ہے جاؤ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف (دوڑنا مراد نہیں) اور حسن بصریؒ کہتے ہیں دوڑنا اس سے مراد نہیں اور سعی سے مراد قلب ونیت سے سعی کرنا ہے حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ "سعی" کا مطلب "جانا" ہے ابوعبیدہؒ کہتے ہیں فَاسْعَوْا کا معنی اللہ تعالےٰ کی بات کو قبول کرو۔ ابوبکر جصاصؒ کہتے ہیں کہ سعی سے یہاں اخلاص نیت اور عمل مراد ہے ——

فَلْيُصَلِّ اِلَيْهَا اُخْرٰى وَمَنْ فَاتَتْهُ رَكْعَتَانِ يُصَلِّىْ اَرْبَعًا (احکام القرآن ص۴۴۶ ج۳)

امام کے ساتھ پالی وہ دوسری رکعت پڑھے جمعہ کی اور جس کی ــــ دونوں رکعات فوت ہوگئیں تو وہ چار رکعات ظہر پڑھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے۔

مَنْ اَدْرَكَ التَّشَهُّدَ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۱ ج۲ احکام القرآن ص۴۴۶ ج۳)

جس نے تشہد پا لیا اس نے نماز پالی

اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے منقول ہے۔

اِذَا دَخَلَ فِىْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ وَهُوَ جَالِسٌ فَقَدْ اَدْرَكَ الْجُمُعَةَ (احکام القرآن ص۴۴۶ ج۳)

کہ جب نماز جمعہ میں داخل ہو گیا سلام سے پہلے اس حال میں کہ وہ بیٹھا ہوا ہو تو اس نے جمعہ پالیا۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ اگر تشہد پائے تو دو رکعت پڑھے اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ چار رکعات پڑھے۔

صلوٰۃ العیدین

(عیدین کی نماز)

عید الفطر کی نماز ہجرت کے پہلے سال شروع ہوئی تھی، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے ، ہجرت سے پہلے تو یہاں کے لوگوں کے سال میں دو دن تھے ، جن میں وہ لہو و لعب میں مشغول ہوتے تھے ، آپ نے فرمایا یہ کیسے دن ہیں ، تو لوگوں نے جواب دیا کہ ان دنوں میں ہم جاہلیت کے زمانہ میں کھیل کود کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان دو دنوں کے بجائے دو بہتر دن مقرر کیے ہیں ، یوم اضحیٰ اور یوم فطر (ابوداؤد ص۱۶۱ ج۱)

وجہ تسمیہ عید کا معنی لوٹ کر آنے والی چیز ، خوشی فرحت اور سرور کا دن بار بار پلٹ کر آتا ہے یا خوشی کے بار بار آنے کی خواہش ہوتی ہے یا اللہ تعالیٰ کے احسانات بندوں پر کبھی

دن عود کرتے ہیں،

یا اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کی طرف ہر ہفتے میں عود کیا جاتا ہے، اور عید کی طرف سال میں ایک مرتبہ عود کیا جاتا ہے۔ ؎

عِیْدٌ بِاَیَّۃِ حَالٍ عُدْتَ یَا عِیْدُ　　بِمَا مَضٰی اَمْ بِاَمْرٍ فِیْکَ تَجْدِیْدُ

اے عید کس حال پر لوٹ کر آئی ہے۔ گزری ہوئی (فکر مندی کی) حالت کے ساتھ یا تیرے اندر کوئی خوشی کی جدت بھی ہے (متنبی)

یَا عِیْدُ مَا لَکَ مِنْ شَوْقٍ وَاِیْرَاقٍ　　وَمَرِّ طَیْفٍ عَلَی الْاَھْوَالِ طَرَّاقٍ

اے عید تیرے آنے کی وجہ سے کس قدر شوق اور بیداری ہے　　اور (محبوب کا) خیال بھی ہولناک خطروں کی پشت پر سوار ہو کر آتا ہے۔ (مفضلیات)

بہر حال اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مغفرت اور مہربانیوں کے ساتھ عود (توجہ) کرتا ہے۔

نمازِ عید کا حکم عید کی نماز واجب ہے یا سنّت، اس بارہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے، حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز واجب ہے۔

(ہدایہ ص۱۱۸ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۷ ج۱، کبیری ص۵۶۵، درمختار ص۱۱۴ ج۱)

حضرت امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔

امام احمدؒ کے نزدیک فرض کفایہ ہے۔ (شرح نقایہ ص۱۲۷ ج۱)

حضرت امام محمدؒ کی جامع صغیر کی عبارت سے اشتباہ ہوتا ہے۔ کہ عید کی نماز سنت ہے۔

عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ عِیْدَانِ اجْتَمَعَا فِیْ یَوْمٍ وَاحِدٍ فَالْاَوَّلُ سُنَّۃٌ وَالْاٰخَرُ فَرِیْضَۃٌ وَلَا یُتْرَکُ وَاحِدٌ مِّنْھُمَا

دو عیدیں (جمعہ اور عید) اگر ایک دن میں اکٹھے ہو جائیں تو ان میں سے اوّل سنت ہے، اور دوسری فرض اور ایک کو بھی ان میں سے ترک نہ کیا جائے۔

(الجامع صغیر ص۲۰)

لیکن یہ استدلال درست نہیں، اس لیے کہ فقہائے کرام کہتے ہیں۔ امام صاحبؒ کی مراد یہ ہے کہ نمازِ عید کا وجوب سنت سے ثابت ہوا ہے، اس لیے اس پر سنت کا اطلاق کر دیا گیا ہے۔

دیگر ائمہ کرام اس روایت سے استدلال کرتے ہیں، جس میں پانچ نمازوں کی فرضیت کے ساتھ جس شخص نے سوال کیا تھا کہ

هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ (بخاری ص۱۲ ج۱، مسلم ص۳۰ ج۱) — کیا مجھ پر ان پانچ نمازوں کے علاوہ بھی کوئی نماز فرض ہے آپ نے فرمایا نہیں، الا یہ کہ تم نفل پڑھو

فقہائے کرام کہتے ہیں کہ عید کی نماز ہر اس شخص پہ واجب ہوتی ہے جس پر جمعہ واجب ہوتا ہے (ہدایہ ص۱۱۸ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۵ ج۱، کبیری ص۵۶۵)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ اِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ۔ (مصنف عبدالرزاق ص۱۶۸ ج۳) — حضرت علی رض سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جمعہ بھی نہیں اور عید کی فرضیت بھی نہیں مگر مصر جامع میں

آداب عیدالفطر

عیدالفطر کی نماز سے پہلے کچھ کھا لینا مستحب ہے۔ (ہدایہ ص۱۱۸ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۶ ج۱، کبیری ص۵۶۶)

۱۔ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ ——— كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْاَضْحٰى حَتّٰى يُصَلِّيَ (ترمذی ص۱۲۰ ج۱، ابن ماجہ ص۱۲۵، مسند احمد ص۳۵۲ ج۵، دارقطنی ص۴۵ ج۲، مستدرک حاکم ص۲۹۴ ج۱) — حضرت بریدہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کی نماز کے لیے نہیں نکلتے تھے جب تک کچھ کھا پی نہیں لیتے اور عیدالاضحیٰ کے دن کچھ کھاتے پیتے نہیں تھے، جب تک کہ نماز عید ادا نہ فرمائیں۔

۲۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَا يَغْدُوْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَاْكُلَ تَمَرَاتٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَيَاْكُلُهُنَّ وِتْرًا (بخاری ص۱۳۰ ج۱، ترمذی ص۱۰۴، مستدرک حاکم ص۲۹۴ ج۱) — حضرت انس رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح عیدالفطر کی نماز کے لیے نہیں جاتے تھے، جبتک چند کھجوریں تناول نہ فرمائیں، اور طاق عدد تناول فرماتے تھے۔

مسئلہ: مستحب ہے کہ عید کے لیے غسل کرے، اور اچھی طرح مسواک استعمال کرے۔ (ہدایہ ص۱۱۸ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۷ ج۱، کبیری ص۵۶۶)

۱۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر، عیدالاضحیٰ، اور عرفہ کے دن غسل کیا کرتے تھے،

النَّحْرِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ (ابن ماجہ ص ۹۳)

مسئلہ: نیا یا اچھا دھلا ہوا ستھرا لباس پہنے (ہدایہ ص ۱۱۸ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۷ ج ۱، کبیری ص ۵۶۶)

۱- حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَلْبَسُ بُرْدَہُ الْاَحْمَرَ فِی الْعِیْدَیْنِ وَالْجُمُعَۃِ۔	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سرخ چادر اوڑھتے تھے، عیدین اور جمعہ میں

(آثار السنن ص ۹۹ ج ۲ بحوالہ ابن خزیمہ باسناد صحیح
السنن الکبریٰ للبیہقیؒ ص ۲۸۰ ج ۳)

۲- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَلْبَسُ یَوْمَ الْعِیْدِ بُرْدَۃً حَمْرَاءَ	حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن سرخ چادر پہنتے تھے۔

(آثار السنن ص ۹۹ ج ۲، بحوالہ الطبرانی فی الاوسط واسنادہ
صحیح ومجمع الزوائد ص ۱۹۸ ج ۲، بحوالہ ابویعلیٰ وھیثمؒ)

۳- اَنَّ ابْنَ عُمَرَؓ کَانَ یَلْبَسُ اَحْسَنَ ثِیَابِہٖ (السنن الکبریٰ ص ۲۸۱ ج ۳، فتح الباری ص ۹۲ ج ۲، بحوالہ ابن ابی الدنیاؒ وبیہقیؒ وقال باسناد صحیح)	حضرت عبداللہ بن عمرؓ عیدین میں عمدہ لباس پہنتے تھے،

مسئلہ: جو خوشبو میسر ہو استعمال کرے (ہدایہ ص ۱۱۸ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۷ ج ۱، کبیری ص ۵۶۶)

صدقۃ الفطر

عید الفطر کی نماز سے پہلے صدقۃ الفطر ادا کرے۔
(ہدایہ ص ۱۱۸ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۷ ج ۱، کبیری ص ۵۶۶)

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِزَکٰوۃِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَی الْعِیْدِ۔ (بخاری ص ۲۰۴ ج ۱، مسلم ص ۳۱۸ ج ۱)	حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا صدقۃ الفطر کے ادا کرنے کا، عید کی نماز پڑھنے کے لیے نکلنے سے پہلے،

مسئلہ :- صدقہ فطر میں اگر گیہوں یا گیہوں کا ستو دیوے تو اسی تولہ کے سیر یعنی انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو سیر بلکہ احتیاط کے لیے پورے دو سیر یا کچھ اور زیادہ دے دینا چاہیئے کیونکہ زیادہ ہو جانے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ بلکہ بہتر ہے، اور اگر جو یا جو کا آٹا دیوے تو اس کا دوناد دینا چاہیئے۔ (بہشتی زیور باب صدقۃ الفطر صہ ۲۸ ج ۳)

۱۔ عَنْ اَبِی سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّؓ قَالَ کُنَّا نُخْرِجُ فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَوْمَ الْفِطْرِ صَاعاً مِّنْ طَعَامٍ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ وَکَانَ طَعَامُنَا الشَّعِیْرُ وَالزَّبِیْبُ وَالْاَقِطُ وَالتَّمْرُ (بخاری صہ ۲۰۵ ج ۱)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ یعنی صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں صدقۃ الفطر، عید الفطر کے دن نکالا کرتے تھے عام اناج میں سے ایک ایک صاع، اور حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ اس زور میں ہمارا اناج، جو، کشمش، پنیر اور کھجوریں ہوتی تھیں۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ فَرَضَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صَدَقَةَ الْفِطْرِ اَوْ قَالَ رَمَضَانَ عَلَی الذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْکِ صَاعاً مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعاً مِّنْ شَعِیْرٍ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهٖ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ (بخاری صہ ۲۰۵ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے مقرر فرمایا ہے صدقۃ الفطر مرد عورت، آزاد، غلام، سب پر ایک صاع کھجور کا یا ایک صاع جَو سے، تو لوگوں نے اس کو نصف صاع گندم کے برابر ٹھہرایا (یعنی گندم کے علاوہ تمام اناج ایک صاع اور گندم نصف صاع کے برابر ہیں۔)

۳۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهٗ مُدَّیْنِ مِنْ حِنْطَةٍ (بخاری صہ ۲۰۴ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا ہے کہ لوگوں (صحابہ کرامؓ) نے عام اناج کے برابر دو مد (نصف صاع گندم کو ٹھہرایا۔

صحابہ کرامؓ کا کھجور اور جو وغیرہ کے ایک صاع کو گندم کے نصف صاع (دو مد) کے برابر قرار دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کے مطابق تھا، نہ کہ اپنے اجتہاد سے چنانچہ ابن سعدؒ طبقات الکبرٰی میں لکھتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ هٰذِهِ السَّنَةِ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ (اِلٰی اَنْ قَالَ) صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ، اَوْ صَاعٌ مِّنْ زَبِيْبٍ اَوْ مُدَّانِ مِنْ بُرٍّ

(طبقات الکبریٰ لابن سعد صـ ۲۴۸/۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اسی سال (۲ ہجری) میں صدقۃ الفطر نکالنے کا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، یا ایک صاع کشمش یا دو مد (نصف صاع) گندم۔

عید کی نماز سے پہلے نفل

اور پھر عید گاہ کی طرف روانہ ہو راستہ میں تکبیرات کہے تو آہستہ آواز سے کہے، جیسا کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں، نماز عید سے پہلے کوئی نفل نہ پڑھے اور عید گاہ میں نماز کے بعد بھی نفل پڑھنے مکروہ ہیں۔

(ہدایہ صـ ۱۱۸/۱، شرح نقایہ صـ ۱۲۸/۱، کبیری صـ ۵۶۶)

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰی رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا۔

(بخاری صـ ۱۳۵/۱، مسلم صـ ۲۹۱/۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن باہر (عید گاہ) کی طرف نکلے، اور دو رکعتیں آپ نے پڑھائیں اور آپ نے ان سے پہلے اور ان کے بعد کوئی نماز نفل یا اشراق وغیرہ نہیں پڑھی۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَرِهَ الصَّلٰوةَ قَبْلَ الْعِيْدِ۔ (بخاری صـ ۱۳۵/۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ عید کی نماز سے پہلے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ خیال کرتے تھے۔

مسئلہ:۔ عید کی نماز کے بعد میں اگر عید گاہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ نفل پڑھے تو اس کی ممانعت نہیں، بلکہ پڑھنے کی اجازت ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز سے پہلے نماز نہیں پڑھتے

لَا يُصَلِّیْ قَبْلَ الْعِیْدِ شَیْئًا فَاِذَا رَجَعَ اِلٰی مَنْزِلِهٖ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ۔ تھے، جب گھر کی طرف لوٹتے تو دو رکعت پڑھتے تھے۔

(ابن ماجہ ص۹۲)

نمازِ عید کا وقت جب سورج اتنا بلند ہو جائے جس طرح اشراق کے وقت ایک نیزہ یا سوا نیزہ بلند ہو جاتا ہے تو اس وقت سے لے کر زوال سے پہلے ادا کر سکتا ہے۔ (ہدایہ ص۱۱۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۸ ج۱، کبیری ص۵۶۷)

ابن ماجہ میں ایک یا دو نیزہ کی مقدار کے برابر سورج بلند ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ادا کرنے کا ذکر ہے (ابن ماجہ ص۹۳، ابوداؤد ص۱۶۱ ج۱)

مسئلہ:۔ اگر شوال کا چاند دیکھنے کی شہادت زوال کے بعد ملی تو دوسرے دن عید کی نماز پڑھی جائے۔

(ہدایہ ص۱۱۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۸ ج۱، کبیری ص۵۷۱)

حدیث میں ہے کہ جب چاند دیکھنے کی شہادت زوال کے بعد ملی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے دن نماز پڑھنے کا حکم دیا، زوال کے بعد نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔

(ابوداؤد ص۱۶۴ ج۱، نسائی ص۲۳۱ ج۱، ابن ماجہ ص۱۱۹، دارقطنی ص۱۷۰ ج۲)

نمازِ عید کی ترکیب امام لوگوں کو دو رکعت نماز عید پڑھائے (درمختار ص۱۱۵، کبیری ص۵۶۷) جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عُمَرَؓ قَالَ صَلٰوۃُ الْاَضْحٰی رَکْعَتَانِ وَالْفِطْرِ رَکْعَتَانِ (اِلٰی اَنْ قَالَ) عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (طحاوی ص۲۳۵ ج۱، ابن ماجہ ص۷۶، نسائی ص۲۲۲ ج۱)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا عیدالاضحی اور عیدالفطر کی نماز دو رکعت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر۔

تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھے، اور پھر تین زائد تکبیرات کہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ وغیرہم کی روایت میں زائد تکبیرات اتنی ہیں۔

اور ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ بھی اٹھائے۔ (ہدایہ ص۱۱۹ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۸ ج۱، کبیری ص۵۶۷)

۱۔ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ يَرْفَعُ الْإِمَامُ يَدَيْهِ كُلَّمَا كَبَّرَ هٰذِهِ التَّكْبِيْرَةَ الزِّيَادَةَ فِي صَلٰوةِ الْفِطْرِ؟ قَالَ نَعَمْ يَرْفَعُ النَّاسُ اَيْضًا۔ (مصنف عبدالرزاق ص۲۹۷ ج۳)

حضرت ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاءؒ سے کہا کیا امام عیدالفطر کی نماز میں زائد تکبیرات کہنے کے وقت ہاتھ اٹھائے؟ انہوں نے کہا امام بھی اور لوگ بھی ہاتھ اٹھائیں۔

۲۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ قَالَ تُرْفَعُ الْاَيْدِيْ فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ فَذَكَرَ فِيْ ذٰلِكَ الْعِيْدَيْنِ۔ (کتاب الحجہ ص۳۰ ج۱)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ سات مقامات میں ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ پھر انہوں نے اس ضمن میں عیدین کا ذکر کیا۔ ان میں ایک مقام عیدین کی نماز میں تکبیرات کے وقت ہاتھ اٹھانا ہے۔

پھر تعوذ و تسمیہ کے بعد سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورت پڑھے اور بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ قٓ اور دوسری میں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ پڑھے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سورتوں کو پڑھتے تھے۔ (مسلم ص۲۹۱ ج۱، ترمذی ص۱۰۲، موطا امام محمد ص۱۴۱)

اور دوسری روایت میں یہ آتا ہے کہ پہلی رکعت میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" اور دوسری میں "هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ" پڑھتے تھے (ترمذی ص۱۰۲)

اور پھر رکوع کرے اور سجدہ کرے۔

اور دوسری رکعت کو تسمیہ اور فاتحہ سے شروع کرے، اور قراءۃ ختم کرنے کے بعد رکوع سے پہلے تین زائد تکبیرات کہے، اور چوتھی تکبیر رکوع کے لیے کہے۔

پھر نماز کے بعد امام دو خطبے دے، ان میں صدقۃ الفطر اور دیگر ضروری احکام بیان کرے۔

مسئلہ:۔ جس شخص سے امام کے ساتھ عید کی نماز فوت ہو جائے تو اس کی قضاء نہیں ہے (ہدایہ ص۱۱۹ ج۱، درمختار ص۱۱۶ ج۲، کبیری ص۵۶۷)

مسئلہ:۔ عیدالفطر کی نماز اگر کسی عذر کی وجہ سے پہلے دن رہ جائے تو دوسرے دن زوال سے

پہلے پڑھ سکتا ہے۔ (ہدایہ صہ ۱۱۹/۱، شرح نقایہ صہ ۱۳۰/۱، کبیری صہ ۵۷۱)

عید الاضحیٰ اور مستحب ہے کہ عید الاضحیٰ کے دن غسل کرے اور اہتمام کے ساتھ مسواک خوب استعمال کرے، نیا یا صاف ستھرا لباس پہنے اور اگر میسر ہو تو خوشبو استعمال کرے، اور کھانے پینے کو نماز سے مؤخر کرے، اور عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں بالجہر تکبیر تشریق پڑھے اور عید الفطر کی طرح دو رکعت نماز " واجب عید الاضحیٰ " کے ادا کرے۔

اور پھر اس کے بعد امام دو خطبے دے، اور ان میں قربانی اور تکبیرات تشریق وغیرہ ضروری احکام لوگوں کو سکھائے۔

مسئلہ:- عید الاضحیٰ عذر کی وجہ سے اگر پہلے اور دوسرے دن بھی ادا نہ ہو سکے تو تیسرے دن بھی ادا کر سکتا ہے، اس کے بعد نہیں۔ (ہدایہ صہ ۱۲۰/۱، شرح نقایہ صہ ۱۳۰/۱، کبیری صہ ۵۷۱)

مسئلہ:- عیدین کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے ہی ادا کرنی چاہیے۔ (کبیری صہ ۵۶۷)

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح ادا فرمائی تھی۔

١- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْعِيْدِ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ ۔ (مسلم صہ ۲۸۹/۱)

حضرت جابر بن عبد اللہ رض کہتے ہیں کہ میں عید کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا آپ نے پہلے نماز پڑھائی اور پھر خطبہ ارشاد فرمایا، اور عید کی نماز آپ نے بغیر اذان اور اقامت کے ادا فرمائی۔

٢- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رض قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ ، بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ (ترمذی صہ ۱۰۲)

حضرت جابر بن سمرۃ رض کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عیدین کی نماز بہت دفعہ پڑھی ہے، بغیر اذان اور اقامت کے۔

مسئلہ:- مستحب ہے کہ عید کی نماز ادا کرنے کے لیے جس راستہ سے جائے، واپسی میں

اگر ممکن ہو تو دوسرا راستہ اختیار کرے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم اِذَا خَرَجَ یَوْمَ الْعِیْدِ فِیْ طَرِیْقٍ رَجَعَ فِیْ غَیْرِهٖ (ترمذی ص ۱۰۳)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن جب گھر سے نماز کے لیے نکلتے تھے، تو جس راستہ سے جاتے تھے واپسی دوسرے راستہ سے کرتے تھے۔

تکبیرات عیدین

عیدین کی نماز میں حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک چھ زائد تکبیرات ہیں۔

تین تکبیرات پہلی رکعت میں قراءۃ سے پہلے اور تین دوسری رکعت میں قراءۃ کے بعد رکوع سے قبل۔ (ہدایہ ص ۱۱۹ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۸ ج ۱، کبیری ص ۵۶۷)

حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک بارہ تکبیرات ہیں سات پہلی رکعت میں پہلی رکعت میں تحریمہ کے بعد اور دوسری رکعت میں بھی قراءۃ سے پہلے پانچ تکبیرات کہے (ترمذی ص ۱۰۳)

لیکن اس مسئلہ میں کوئی صحیح مرفوع روایت موجود نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ ابن رشدؒ لکھتے ہیں۔

وَصَارَ الْجَمِیْعُ اِلَی الْاَخْذِ بِاَقَاوِیْلِ الصَّحَابَةِ فِیْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ لِاَنَّهٗ لَمْ یَثْبُتْ فِیْهَا عَنِ النَّبِیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم شَیْءٌ۔ (بدایۃ المجتہد ص ۲۱۸)

کہ سب (صحابہؓ و تابعینؒ وغیرہ) نے اس مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کے اقوال کی طرف ہی رجوع کیا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں صحیح حدیث سے کوئی چیز ثابت نہیں۔

امیر یمانیؒ لکھتے ہیں

قُلْتُ رَوَی الْعُقَیْلِیُّ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ اَنَّهٗ قَالَ لَیْسَ یُرْوٰی فِی التَّکْبِیْرِ فِی الْعِیْدَیْنِ حَدِیْثٌ

عقیلیؒ نے حضرت احمد بن حنبلؒ سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا کہ تکبیرات عیدین کے بارہ میں کوئی صحیح حدیث نہیں روایت کی گئی۔

صحیح (سبل السلام ص۶۵ ج۲ طبع مصر)

صاحب شرح نقایہؒ نے لکھا ہے۔

وَقَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ لَيْسَ فِي تَكْبِيْرَةِ الْعِيْدَيْنِ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَاِنَّمَا اُخِذَ فِيْهَا بِفِعْلِ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ

امام احمدؒ نے کہا ہے کہ تکبیرات عیدین کے بارہ میں کوئی صحیح حدیث منقول نہیں، اس سلسلہ میں حضرت ابوہریرہؓ کے قول سے استناد کیا گیا ہے

(شرح نقایہ ص۱۲۹ ج۱)

حضرت ابوہریرۃؓ بارہ تکبیرات ہی کہتے تھے،

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے بعد پہلی رکعت میں پانچ زائد تکبیرات کہے پھر قراءۃ کرے،

اور دوسری رکعت میں قراءۃ سے پہلے پانچ زائد تکبیرات کہے، حضرت امام ابویوسفؒ سے بھی منقول ہے کہ انہوں نے نماز عید پڑھائی، ان کے پیچھے خلیفہ ہارون الرشید تھا، امام ابویوسفؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ والی تکبیرات پڑھیں۔

اگر پہلی رکعت میں سات زائد تکبیرات ہوں، اور دوسری میں چھ زائد ہوں، تو تکبیر تحریمہ اور رکوع والی تکبیرات کو بھی ساتھ ملا کر جملہ سولہ تکبیرات ہوں گی، جیسا کہ امام شافعیؒ سے بھی منقول ہے۔ (ہدایہ ص۱۱۹ ج۱)

حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ میں عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں حضرت ابوہریرۃؓ کے ساتھ حاضر ہوا، انہوں نے پہلی رکعت میں سات تکبیرات قراءۃ سے پہلے پڑھیں، اور پانچ تکبیرات دوسری رکعت میں قراءۃ سے پہلے پڑھیں۔ (موطا امام محمد ص۱۴۱)

حضرت امام محمدؒ کہتے ہیں۔ کہ عیدین کی تکبیرات کے متعلق لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہے

فَمَا اَخَذْتَ بِهٖ فَهُوَ حَسَنٌ۔

اس میں سے تم جس پر بھی عمل پیرا ہوگے وہی بہتر ہے۔

(موطا امام محمد ص۱۴۱)

اور ہمارے نزدیک زیادہ افضل وہ ہے، جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا گیا ہے، کہ وہ ہر عید میں نو تکبیرات کہتے تھے، پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری

رکعت میں، اور ان میں تکبیر تحریمہ اور رکوع والی تکبیرات بھی شامل ہیں، اور قراءۃ مسلسل کرتے تھے، پہلی رکعت میں تکبیرات کے بعد اور دوسری رکعت میں تکبیرات سے پہلے اور یہی حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے (موطا امام محمد ص۱۴۱ کتاب الحجۃ ص۲۹/۱)

امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ بعض اہلِ علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے اور ان کے علاوہ دوسروں میں سے بھی اسی پر عمل کرتے ہیں، سات تکبیرات پہلی رکعت میں قراۃ سے پہلے اور پانچ تکبیرات دوسری رکعت میں قراءۃ سے پہلے پڑھتے ہیں، اور اسی طرح ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے مدینہ میں اسی طرح نماز پڑھائی۔ اہل مدینہ کا قول یہی ہے، اور امام مالکؒ امام شافعیؒ، امام احمد، امام اسحاقؒ بھی یہی کہتے ہیں۔

لیکن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے عیدین میں نو تکبیرات کہیں پہلی رکعت میں پانچ تکبیرات کہیں، ایک تکبیر تحریمہ، تین زائد تکبیرات قراۃ سے پہلے، اور پانچویں رکوع والی۔

اور دوسری رکعت میں تین زائد تکبیرات قراءۃ کے بعد رکوع سے پہلے اور چوتھی رکوع والی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابہ کرامؓ سے اسی طرح منقول ہے، اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔ اور امام سفیان ثوریؒ کا بھی یہی قول ہے۔ (ترمذی ص۱۰۳)

۱۔ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْعَاصِؓ سَاَلَ اَبَامُوْسَی الْاَشْعَرِیؓ وَحُذَیْفَۃَ بْنِ الْیَمَانِؓ، کَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُکَبِّرُ فِی الْاَضْحٰی وَالْفِطْرِ، فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰی کَانَ یُکَبِّرُ اَرْبَعًا تَکْبِیْرَہٗ عَلَی الْجَنَائِزِ، فَقَالَ حُذَیْفَۃُؓ صَدَقَ فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰی کَذٰلِکَ کُنْتُ اُکَبِّرُ فِی الْبَصْرَۃِ حِیْنَ کُنْتُ

حضرت سعید بن العاصؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح تکبیر کہتے تھے، عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں، حضرت ابوموسیٰؓ نے جواب دیا کہ آپ چار تکبیرات کہتے، جس طرح جنازہ میں چار تکبیرات ہوتی ہیں، حضرت حذیفہؓ نے اس بات کی تصدیق کی اور حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا میں بھی اسی طرح چار تکبیرات کہتا تھا، جب کہ میں بصرہ میں ان پر حاکم تھا۔

عَلَيْهِمَا وَالِيًا (شرح نقایہ ص۱۲۹ ج۱، ابوداؤد ص۱۶۳ ج۱، مسند احمد ص۴۱۶ ج۴، سنن الکبریٰ للبیہقی ص۲۸۹ ج۳)

۳- عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ ابْنِ يَزِيْدَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ جَالِسًا وَعِنْدَهُ حُذَيْفَةُ وَاَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ فَسَاَلَهُمَا سَعِيْدُ بْنُ الْعَاصِ عَنِ التَّكْبِيْرِ فِي الصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى، فَجَعَلَ هٰذَا يَقُوْلُ: سَلْ هٰذَا، وَهٰذَا يَقُوْلُ: سَلْ هٰذَا فَقَالَ حُذَيْفَةُ: سَلْ هٰذَا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَسَاَلَهُ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: يُكَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَاُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْمُ فِي الثَّانِيَةِ فَيَقْرَاُ ثُمَّ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا بَعْدَ الْقِرَاءَةِ (مصنف عبدالرزاق[1] ص۲۹۳ ج۳ ومحلی ص۸۴ ج۵ بتغیر یسیر آثار السنن ص۱۶ ج۲ نصب الرایہ ص۲۱۳ ج۲)

حضرت علقمہؒ اور حضرت اسود بن یزیدؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیٹھے ہوئے تھے، اور ان کے پاس حضرت حذیفہؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بھی بیٹھے تھے، حضرت سعید بن العاصؓ نے ان دونوں سے دریافت کیا عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں تکبیرات کتنی ہیں، تو وہ دونوں ایک دوسرے پر ڈالتے تھے، تو حضرت حذیفہؓ نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھو، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ امام چار تکبیرات کہے، پھر قراءۃ کرے، پھر تکبیر کہے اور رکوع کرے، پھر دوسری رکعت میں کھڑا ہو، اور قراءۃ کرے، پھر چار تکبیرات کہے قراءت کے بعد۔

---

[1] آثار السنن اور نصب الرایہ میں یہ روایت بحوالہ عبدالرزاق ہے۔ اور یہ الفاظ بھی ہیں۔

فَقَالَ الْاَشْعَرِيُّ سَلْ عَبْدَ اللّٰهِ فَاِنَّهُ اَعْلَمُنَا وَاَقْدَمُنَا

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھو کہ وہ ہم سے زیادہ مقدم اور زیادہ علم والے ہیں۔

لیکن ہمارے پیش نظر جو مصنف عبدالرزاق کا نسخہ ہے اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں، اس کی عبارت

بقیہ حاشیہ ص۷۰۱ پر

صاحب آثار السنن نے اور حافظ ابن حجرؒ نے درایہ میں اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے
ابن حزمؒ لکھتے ہیں۔
وَهٰذَا اِسْنَادٌ فِیْ غَایَةِ الصِّحَّةِ

۴۔ وعَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ التَّکْبِیْرُ فِی الْعِیْدِ اَرْبَعًا کَالصَّلٰوةِ عَلَی الْمَیِّتِ (مجمع الزوائد ص۲۰۵ ج۲ بحوالہ طبرانی فی الکبیر و رجالہ ثقات)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا ہے کہ عید کی نماز میں (ایک رکعت میں) چار تکبیرات ہیں جیسا کہ نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہیں۔

اگر عید اور جمعہ ایک دن ہوں

ائمہ ثلاثہ حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ اگر عید اور جمعہ دونوں ایک دن اکٹھے ہو جائیں تو دونوں ادا کیے جائیں گے، عید کی نماز اپنے وقت پر اور جمعہ کی نماز اپنے وقت پر، البتہ امام احمدؒ کہتے ہیں کہ اگر عید اور جمعہ ایک دن اکٹھے ہو جائیں تو عید کی نماز اپنے وقت پر ادا کریں اور جمعہ ترک کر دیں۔

امام احمدؒ کا قول مرجوح اور شاذ ہے۔ اس لیے کہ

بقیہ حاشیہ

ہم نے اوپر ذکر دی ہے ممکن ہے کسی دوسرے نسخہ میں یہ الفاظ بھی موجود ہوں۔

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی صحیح روایات میں اتنی ہی تکبیرات مروی ہیں۔

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ کَبَّرَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ یَوْمَ الْعِیْدِ فِی الرَّکْعَةِ الْاُوْلٰی اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَکَعَ ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ ثُمَّ کَبَّرَ ثَلَاثَ تَکْبِیْرَاتٍ سِوٰی تَکْبِیْرَةِ الرُّکُوْعِ۔

عبداللہ بن الحارثؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے عید کے دن پہلی رکعت میں چار تکبیرات کہیں۔ پھر قراءۃ کی پھر رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے اور قراءۃ کی پھر تین تکبیرات کہیں رکوع کی تکبیر کے سوا۔

(محلی ابن حزم ص۸۴ ج۵) وقال ابن حزم وهٰذا اسنادٌ فی غایة الصحة ۲۔ سوانح

۱۔ جمعہ کی نماز نص قرآنی سے قطعی طریق پر ثابت ہے، اور ترک جمعہ کے لیے کوئی قطعی دلیل موجود نہیں ہے۔

۲۔ احادیث صحیحہ سے اور امت کے متواتر اور متوارث عمل سے جمعہ کی نماز کی فرضیت ثابت ہے۔ اور اس کے ساقط کرنے کے لیے قطعی دلیل کی ضرورت ہے اور وہ یہاں موجود نہیں ہے۔

۳۔ امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ نے حدیث بیان کی ہے۔

رُبَمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَيَقْرَأُ بِهِمَا (ترمذی ص۱۰۲، نسائی ص۲۳۵ ج۱)

کہ بسا اوقات عید اور جمعہ ایک دن میں اکٹھے ہو جاتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی دو سورتوں (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ) کو عید اور جمعہ دونوں کی نمازیں پڑھتے تھے۔

۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض قَالَ اجْتَمَعَ عِيدَانِ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ يَوْمِ فِطْرٍ وَجُمُعَةٍ فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْعِيدَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ قَدْ أَصَبْتُمْ خَيْرًا وَأَجْرًا وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُجَمِّعَ مَعَنَا فَلْيُجَمِّعْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ فَلْيَرْجِعْ۔

(مجمع الزوائد ص۱۹۵ ج۲، مشکل الآثار طحاوی ص۵۶ ج۲، سنن الکبریٰ بیہقی ص۳۱۸ ج۳)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک دن دو عیدیں اکٹھی ہو گئیں یعنی عید الفطر اور جمعہ، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو پہلے عید کی نماز پڑھائی، اور پھر اپنا رُخ مبارک ان کی طرف متوجہ کیا، اور فرمایا اے لوگو! بیشک تم نے بہتری اور اجر پایا ہے (عید کی نماز پڑھ کر) اور ہم تو جمعہ بھی ادا کرنے والے ہیں، پس جو شخص جمعہ پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو، وہ ہمارے ساتھ جمعہ پڑھے، اور جو شخص (عوالی اور اطراف سے آئے ہوئے لوگوں میں) اپنے گھر کی طرف جانا پسند کرتا ہو، تو وہ واپس چلا جائے۔

۵۔ ابی عبیدؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز عید ادا کی ہے، آپ نے پہلے نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا، اور یہ کہا، یہ دو دن ایسے ہیں کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، ایک عید الفطر کا دن اور دوسرا وہ دن جس دن تم اپنی قربانی کے جانوروں کا گوشت کھاتے ہو (عید الاضحیٰ کا دن) پھر میں نے حضرت عثمانؓ کے پیچھے بھی نماز عید ادا کی۔ حضرت عثمانؓ نے نماز کے بعد خطبہ دیا۔ اور یہ کہا کہ تمہارے لیے آج کے دن میں دو عیدیں اکٹھی ہو گئی ہیں، یعنی آج عید بھی ہے اور جمعہ بھی، تو عالیہ والے (اطراف مدینہ سے آنے والے) اگر چاہیں تو جمعہ کا انتظار کر سکتے ہیں، اور جو جانا چاہتے ہوں تو وہ جا سکتے ہیں میں نے انہیں اجازت دے دی ہے۔

امام محمدؒ کہتے ہیں، حضرت عثمانؓ نے عالیہ والوں کو رخصت اس لیے دی تھی کہ عالیہ والے چونکہ شہر کے رہنے والے نہ تھے لہذا ان پر جمعہ کی نماز فرض نہیں تھی۔

(موطا امام محمدؒ صـ ۱۳۹ ، ۱۴۰)

امام احمدؒ کا استدلال

جن روایات میں اجمالاً یہ ذکر آتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۱۔ فَمَنْ شَآءَ اَجْزَاهُ مِنَ الْجُمُعَةِ۔ (سنن الکبریٰ للبیہقیؒ صـ ۳۱۸ ج ۳) — جو چاہے تو اس کے لیے جمعہ کی طرف سے کفایت ہو جائے گی۔

۲۔ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَلْيَرْجِعْ (مشکل الآثار صـ ۵۶ ج ۲) — اور جو شخص پسند کرتا ہے، تو وہ اپنے گھر کی طرف لوٹ کر چلا جائے۔

ان الفاظ سے امام احمدؒ نے یہ سمجھا ہے کہ اس میں مطلق عام لوگ مراد ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ اس سے مراد خاص لوگ ہیں، یعنی عوالی (اطراف مدینہ) سے آنے والے لوگ جو شوق اور محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی اقتدار میں نمازِ عید پڑھنے کے لیے آئے تھے، ورنہ ان پر نہ جمعہ فرض تھا۔ اور نہ عید کی نماز واجب تھی کیونکہ وہ شہر کے رہنے والے نہ تھے۔

چنانچہ علامہ عینیؒ لکھتے ہیں۔

۱- وَقَالَ ابْنُ حَبِيْبٍ اَرْخَصَ صلی الله علیہ وسلم فِی التَّخَلُّفِ عَنْهَا لِمَنْ شَهِدَ الْفِطْرَ وَالْاَضْحٰی صَبِیْحَةَ ذٰلِكَ الْیَوْمِ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی الْخَارِجَةِ عَنِ الْمَدِیْنَةِ لِمَا فِیْ رُجُوْعِهٖ مِنَ الْمَشَقَّةِ لِمَا اَصَابَهُمْ مِنْ شُغْلِ الْعِیْدِ وَ فَعَلَهٗ عُثْمَانُ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ لِاَهْلِ الْعَوَالِیْ (عمدۃ القاری صہ ۱۹۶/۶)

ابن حبیبؒ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جمعہ کی رخصت عطا فرمائی۔ جو عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی صبح مدینہ سے باہر کی بستیوں سے آئے تھے، اس لیے کہ ان کا جمعہ کے لیے دوبارہ واپس آنا مشقت کا باعث تھا، کیونکہ عید کی وجہ سے بھی ان کو مشغولیت ہوتی تھی، اور حضرت عثمانؓ نے جمعہ کے لیے رخصت بھی اہل عوالی کو ہی دی تھی۔

۲- امام طحاویؒ لکھتے ہیں۔

اَنَّ الْمُرَادَ بِالرُّخْصَةِ فِیْ تَرْكِ الْجُمُعَةِ فِیْ هٰذَیْنِ الْحَدِیْثَیْنِ هُمْ اَهْلُ الْعَوَالِیْ الَّذِیْنَ مَنَازِلُهُمْ خَارِجَةٌ عَنِ الْمَدِیْنَةِ مِمَّنْ لَیْسَتِ الْجُمُعَةُ عَلَیْهِمْ وَاجِبَةً لِاَنَّهُمْ فِیْ غَیْرِ الْاَمْصَارِ دُوْنَ مَا سِوٰی ذٰلِكَ (مشکل الآثار صہ ۵۴/۲)

جمعہ ترک کرنے کی رخصت سے مراد ان دونوں حدیثوں میں وہ لوگ ہیں، جو اہل عوالی اطراف مدینہ سے آتے تھے، اور جن کے گھر مدینہ سے باہر تھے۔ اور جن پر جمعہ واجب نہیں تھا، کیونکہ وہ شہروں کے باشندے نہیں تھے جن پر جمعہ فرض ہوتا ہے۔

۳- اَنَّهٗ (عُثْمَانُؓ) خَطَبَ یَوْمَ عِیْدٍ فَقَالَ یَاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ هٰذَا یَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِیْهِ عِیْدَانِ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ اَهْلِ الْعَوَالِیْ فَلْیَنْتَظِرْ وَمَنْ

حضرت عثمانؓ نے خطبہ دیا اور یہ کہا اے لوگو! بیشک آج کا دن ایسا ہے کہ اس میں تمہارے لیے دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں، پس جو شخص پسند کرتا ہے، اہل عوالی (اطراف مدینہ والوں) میں سے کہ جمعہ کی نماز کا انتظار کرے اس کو چاہیے کہ وہ انتظار کرے اور جو شخص واپس جانا چاہتا ہو

أَحَبَّ أَنْ يَّرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهٗ۔ (موطا امام مالک ص۱۶۵، کتاب الام ص۲۱۲/۱۷، مشکل الآثار ص۵۶/۲۴، سنن الکبریٰ ص۳۱۸/۳ بسند صحیح کنز العمال ص۲۲۹/۸)

وہ واپس جا سکتا ہے، میں نے اس کو اجازت دے دی ہے۔

حضرت امام شافعیؒ لکھتے ہیں۔

۴۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ اجْتَمَعَ عِيْدَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّجْلِسَ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ فَلْيَجْلِسْ فِيْ غَيْرِ حَرَجٍ (کتاب الام ص۲۳۹/۱۷، سنن الکبریٰ للبیہقی ص۳۱۸/۳)

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ کے زمانہ میں دو عیدیں اکٹھی ہو گئیں، تو آپ نے فرمایا کہ عالیہ (اطراف) والوں میں جو شخص پسند کرتا ہے۔ تو وہ بیٹھ جائے (اور جمعہ بھی ادا کرے) لیکن اس پر تنگی نہیں، یعنی اگر جانا چاہے تو جا سکتا ہے

ان تمام روایات سے ثابت ہوتا ہے، کہ ترک جمعہ کی اجازت جن لوگوں کو ملی تھی، وہ اہل عوالی اور دیہات والے لوگ تھے، نہ تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ ترک کیا اور نہ ہی مدینہ اور شہر میں رہنے والوں کو اس کی اجازت دی۔

مسئلہ :۔ عیدین کا خطبہ بعد از نماز سُننا سنّت ہے۔

مسئلہ :۔ عیدین کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرأۃ بالجہر فرمائی۔

مسئلہ :۔ عیدین کی نماز کے لیے اذان اور اقامت مسنون نہیں ہیں۔

تکبیراتِ تشریق :۔ عرفہ کی فجر (نویں ذوالحجہ) سے لیکر تیرویں تاریخ کی عصر تک فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ تکبیر تشریق جہراً کہنی واجب ہے۔

مسئلہ :۔ امام صاحبؒ کے نزدیک باجماعت مسنون طریق پر جو لوگ بھی نماز پڑھیں، بشرطیکہ مقیم ہوں۔ اور شہروں، قصبات اور بڑی بستیوں میں ہوں، عورتوں کی جماعت نہ ہو، کیونکہ وہ مستحب نہیں بلکہ غیر اولیٰ ہے، البتہ جو عورتیں مردوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتی ہیں تو وہ بھی آہستہ آواز سے تکبیرات تشریق کہہ لیں، ورنہ عورتوں پر تلبیہ اور تکبیراتِ تشریق بالجہر نہیں، جیسا کہ اذان اور اقامت بھی عورتوں کی مکروہ ہے۔

تو ایسی جماعت مستحبہ کے ساتھ جو لوگ نماز ادا کریں، ان پر واجب ہے کہ ایک مرتبہ بلند آواز کے ساتھ تکبیرات تشریق کہیں۔ البتہ صاحبینؒ کے نزدیک مسافر مقیم مرد عورت منفرد سب پر واجب ہے۔

عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ كَانَ يُكَبِّرُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ اٰخِرِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ

حضرت امام محمدؒ نے اپنے شیخ امام ابوحنیفہؒ کے شائخ کے واسطے سے حضرت علیؓ سے یہ روایت بیان کی ہے، کہ حضرت علیؓ عرفہ کی فجر سے ایام تشریق کے آخری دن عصر کی نماز تک اور عصر کی نماز پڑھ کر بھی تکبیر تشریق پڑھتے تھے۔

(کتاب الآثار مترجم ص۸۳)

تکبیر تشریق

تکبیر تشریق یہ ہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

مسئلہ:۔ اگر امام تکبیرات کہنا بھول جائے، تو مقتدی یاد دلا دیں، حضرت امام ابویوسفؒ بھول گئے تھے، تو امام ابوحنیفہؒ جو ان کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے یاد دلا دیا۔

صلوٰۃ المسافر

(مسافر کی نماز)

سفر مسافت کے ایک حصہ (ٹکڑے) کو کہا جاتا ہے، اور شریعت میں سفر کی وجہ سے مسافر کے لیے کئی احکام میں تبدیلی وتغیر واقع ہوتا ہے۔

نماز کی قصر اس کے حصہ لازم ہو جاتی ہے، اور روزہ میں افطار جائز ہو جاتا ہے، جمعہ کی فرضیت بھی اس سے ساقط ہو جاتی ہے، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز، اور قربانی کا وجوب بھی اس سے ساقط ہو جاتا ہے، اگر ویسے ہی جمعہ اور عیدین کی نماز پڑھ لے تو بہتر ہے، لیکن اس کے ذمہ وجوب نہیں ہوتا، جس طرح مقیم شخص پر وجوب ہوتا ہے، اسی طرح سفر کی وجہ سے موزوں پر مسح بھی تین دن تک اس کے لیے مباح ہو جاتا ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَأْمُرُنَا اَنْ يَّمْسَحَ الْمُقِيْمُ يَوْمًا وَّلَيْلَةً وَّالْمُسَافِرُ ثَلَاثًا (نسائی ص۲۲ ج۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقیم شخص ایک دن رات مسح کر سکتا ہے اور مسافر تین دن رات تک۔

مسئلہ:- مسافر شخص ظہر، عصر، عشاء کی دو رکعتیں اور مغرب، فجر، وتر کی پوری نماز ادا کرے۔

(ہدایہ ص۱۴۲ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۹ ج۱، کبیری ص۵۳۷)

حضرت امام شافعیؒ اور بعض دیگر ائمہ کرام کہتے ہیں کہ سفر کی حالت میں اگرچہ قصر کرنی سنّت اور مباح ہے، لیکن اتمام زیادہ افضل ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی سفر میں اتمام کرتی تھیں، جب ان سے پوچھا گیا، کہ وہ قصر کے بجائے اتمام کیوں کرتی ہیں؟ تو انہوں نے بتلایا کہ بیٹا! مجھے کچھ تکلیف نہیں ہوتی۔ نہ مشقت لاحق ہوتی ہے، اس لیے میں پوری نماز پڑھ لیتی ہوں، ام المؤمنینؓ کی تاویل کا مطلب یہی ہے کہ وہ اتمام کو جائز قرار دیتی تھیں۔

۱- قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ صَلٰوةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَصَلٰوةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَصَلٰوةُ الْاَضْحٰى رَكْعَتَانِ وَصَلٰوةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

(نسائی ص۲۰۹ ج۱، ابن ماجہ ص۷۶، طحاوی ص۲۴۵ ج۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کی نماز دو رکعت ہے، اور عید الفطر کی نماز دو رکعت ہے اور عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے اور سفر کی نماز دو رکعت ہے، یہ پوری نماز ہے کمی کے بغیر (یعنی اس میں پوری نماز کا اجر و ثواب ملتا ہے) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ بات ظاہر ہے۔

۲- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَّفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نماز فرض قرار دی ہے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اقامت کی حالت میں چار رکعات اور سفر میں دو رکعت

(اَیْ مَعَ کُلِّ طَآئِفَۃٍ (مسلم ص ۲۴۱/۱ ج)

اور خوف کی حالت میں (جب کہ سفر میں ہوں) ایک رکعت (یعنی امام کے ساتھ ہر ایک گروہ کی ایک ایک رکعت ہوگی، اور دوسری رکعت ہر ایک گروہ الگ پڑھے گا)

۳- اِفْتَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم رَکْعَتَیْنِ فِی السَّفَرِ کَمَا افْتَرَضَ فِی الْحَضَرِ اَرْبَعًا

کہ مقرر فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں دو رکعات، جس طرح اقامت کی حالت میں چار رکعات مقرر فرمائی ہیں۔

(شرح نقایہ ص ۱۱۹/۱ ج، بحوالہ طبرانی)

۴- مسلم شریف میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے منقول ہے

فُرِضَتِ الصَّلٰوۃُ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوۃُ السَّفَرِ وَزِیْدَ فِیْ صَلٰوۃِ الْحَضَرِ۔ (مسلم ص ۲۴۱/۱ ج)

کہ نماز دو دو رکعت ہی فرض کی گئی ہے اقامت اور سفر میں، اور پھر سفر کی نماز اسی طرح اپنی اصلی حالت پر رکھی گئی، اور اقامت کی حالت میں (دو رکعت) زیادہ کر دی گئی ہیں۔

۵- عَنْ عَآئِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ فَرَضَ اللّٰہُ الصَّلٰوۃَ حِیْنَ فَرَضَھَا رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ اَتَمَّھَا فِی الْحَضَرِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوۃُ السَّفَرِ عَلَی الْفَرِیْضَۃِ الْاُوْلٰی۔

(مسلم ص ۲۴۱/۱ ج)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے جب نماز فرض قرار دی تو دو رکعت ہی مقرر فرمائی، پھر اقامت کی حالت میں اس کو چار رکعات پورا کیا۔ اور سفر کی حالت میں اسی پہلے فریضہ کو یعنی دو رکعات کو ہی برقرار رکھا گیا۔

۶- حضرت عمر رضؓ سے جب پوچھا گیا قرآن سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خوف کی حالت میں قصر کرنی چاہیئے، جیسا کہ مندرجہ ذیل آیت سے ظاہر ہوتا ہے

لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ

(اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم نماز میں قصر کرو، اگر تمہیں خوف ہو کہ کافر لوگ

يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ فَقَدْ اَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ

(مسلم صـ ۲۴۱ جـ ۱)

تمہیں فتنے میں ڈالیں گے" لیکن اب لوگ امن کی حالت میں ہیں، پھر کیسے قصر کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس بات پر تمہیں تعجب ہوا ہے مجھے بھی اس پر تعجب ہوا تھا تو میں نے اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا، آپ نے فرمایا، یہ صدقہ ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ کیا ہے، لہٰذا اس کے صدقہ کو قبول کرو۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے سفر کی حالت میں دو رکعت معاف کر دی ہیں)

اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رخصت اسقاط ہے، اللہ تعالیٰ نے چار رکعت والی نمازوں سے سفر میں دو رکعت بالکل ہی ساقط کر دی ہیں۔ یہ روزہ کی طرح محض سہولت و تخفیف نہیں کہ صرف اس حالت میں رخصت ہو، بلکہ یہ صدقہ ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے معافی ہے، اس کو قبول کرو۔

باقی آیت میں خوف کی قید اتفاقی ہے، ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد امن کی حالت میں بھی سفر میں دو رکعت ہی پڑھی ہیں کسی صحیح روایت سے یہ ثابت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں چار رکعات پڑھی ہوں،

شرعی سفر کی مسافت

سفر کی مسافت کے بارہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے، صحیح احادیث میں تین دن تین رات کی مسافت کو خاص مؤثر قرار دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے احکام تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

• عورت سفر نہ کرے تین دن کی مسافت بغیر محرم یا خاوند کے، (بخاری صـ ۱۴۷ جـ ۱، مسلم صـ ۴۳۲ جـ ۱)

اس مسافت کے تعین میں ائمہ کرام کے مختلف اقوال ہیں، یہ چھتیس ۳۶ میل ہے یا چھیالیس ۴۶ میل یا اڑتالیس ۴۸ میل یا ساٹھ ۶۰ میل۔

علماء احناف عام طور پر اڑتالیس ۴۸ میل پر عمل کرتے ہیں، اور اسی کو سفر شرعی قرار دیتے ہیں

جس کے ساتھ احکام بدل جاتے ہیں۔

مسائل، مسئلہ سفر کی رخصت کے سلسلہ میں عاصی اور مطیع برابر ہیں، اس لیے کہ قرآن و سنت میں مطلق مسافر کے لیے رخصت کا ذکر ہے، خواہ وہ گنہگار ہو یا فرمانبردار ہو

(ہدایہ ص ۱۱۴ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۲ ج ۱)

حضرت امام شافعیؒ اور بعض دیگر ائمہ کرام کا یہ مسئلہ کہ معصیت کے سفر سے رخصت نہیں حاصل ہوگی، یہ مرجوح معلوم ہوتا ہے، عاصی بھی مکلف ہے، اس کو کیوں حق رخصت حاصل نہیں؟

مسئلہ:- سفر کی حالت میں جو نمازیں قضا ہوگئی ہوں، وہ اقامت کی حالت میں دو رکعت ہی قضا کرے گا۔

اور اقامت کی حالت میں جو نمازیں فوت ہوگئی ہوں، اگر سفر میں قضا کرے گا، تو وہ چار رکعات ہی قضا کرنی ہونگی۔ (ہدایہ ص ۱۱۴ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۲ ج ۱)

مسئلہ:- جس شخص نے اپنے اصلی وطن کو ترک کرکے دوسری جگہ کو وطن اصلی بنا لیا ہو، وہ جب وطن اصلی میں آئے گا تو نماز قصر ہی پڑھے گا۔

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مہاجرین جب مکہ تشریف لاتے تھے، تو مسافر کی نماز ہی پڑھتے تھے۔

۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ سَمِعْتُ أَنَسًاؓ يَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قُلْتُ أَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا قَالَ أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا۔

(بخاری ص ۱۴۷ ج ۱، مسلم ص ۲۴۲ ج ۱)

حضرت یحیی بن ابی اسحٰقؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے نکلے، مکہ مکرمہ کی طرف جاتے تھے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو دو رکعت نماز ہی پڑھتے تھے۔ مدینہ واپسی تک (ظہر، عصر، عشاء کی نمازوں میں)۔ یحییؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ آپ لوگ مکہ میں کچھ عرصہ ٹھہرے تھے، تو انہوں نے کہا ہاں دس دن تک ہم ٹھہرے تھے۔

مسئلہ:۔ اپنے شہر کی حدود (میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن کی حدود) سے جب باہر ہو جائے، تو پھر وہ قصر کر سکتا ہے، اسی طرح سفر سے واپس آنے پہ حدود شہر میں جب داخل ہو گیا تو وہ مقیم ہو جائے گا۔ (ہدایہ ص۱۱۲ ج۱)

مسئلہ:۔ مسافر شخص اگر منفرد ہو یا امام ہو، تو پھر وہ دو رکعت پڑھے، زیادہ نہ پڑھے، اگر اس نے چار رکعت پڑھی اور دو رکعت پہ قعدہ اولیٰ کیا، تو نماز ہو جائے گی، لیکن ایسا کرنا غلط ہے، اگر قعدہ اولیٰ نہ کیا تو پھر اس کے فرض باطل ہو جائیں گے اور یہ نفل بن جائیں گے، اور اس کو فرض دوبارہ پڑھنا پڑیں گے۔ (ہدایہ ص۱۱۳ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۱ ج۱)

مسئلہ:۔ اگر مسافر آدمی مقیم امام کی اقتداء میں نماز پڑھے گا۔ تو اس کو چار رکعات ہی پڑھنی ہوں گی، کیونکہ اس حالت میں یہ امام کے تابع ہے (ہدایہ ص۱۱۳ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۱ ج۱، کبیری ص۵۴۲)

لیکن اگر امام کی اقتداء کے بعد اس کی نماز میں فساد آ جائے، تو پھر اس کو دو رکعت ہی پڑھنی ہوں گی، کیونکہ اب وہ تبعیت (تابع ہونے والی بات) نہیں رہی، اور یہ علیٰ حالہ مسافر ہے۔

مسئلہ:۔ اگر مسافر شخص مقیم حضرات کو نماز پڑھائے تو دو رکعت پہ سلام پھیر دے، اور اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ لوگوں سے کہدے اپنی نمازیں پوری کر لو کیونکہ ہم مسافر ہیں۔ (ہدایہ ص۱۱۴ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۱ ج۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں کو نماز پڑھا کر اسی طرح فرمایا تھا۔

(ابوداؤد ص۱۷۳ ج۱ مسند احمد ص۴۳۲ ج۴، ص۴۳۱ طحاوی ج۱ ص۲۴۲ بیہقی ص۱۵۷ ج۳)

مسئلہ:۔ مسافر جب اپنے وطن پہنچ آئے، تو وہ مقیم ہو جائے گا، کسی نیت وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے (ہدایہ ص۱۱۴ ج۱)

مسئلہ:۔ اگر مسافر کسی شہر میں گیا ہے، اور یہ ارادہ کرتا ہے، کہ کل یا پرسوں یہاں سے چلا جاؤنگا تو وہ شخص مسافر ہی ہوگا قصر کرے گا، خواہ اس میں بہت وقت لگ جائے، چنانچہ صحابہ کرامؓ سے اسی طرح منقول ہے (سنن الکبریٰ ص۱۵۲ ج۳ عن ابن عمرؓ وغیرہما)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ آذربیجان میں اسی طرح چھ ماہ تک ٹھہرے

رہے ہے، اور قصر ہی کرتے رہے (عبدالرزاق ص۵۲۳ ج۲)

مسئلہ:۔ اگر مسلمانوں کا لشکر دار حرب (جہاں شعائر اسلام پر پابندی ہو اور احکام کفر غالب ہوں) میں داخل ہو۔ اور وہاں اقامت کی نیت کرے، تو وہ درست نہ ہوگی، بلکہ وہ قصر ہی کرتے رہیں گے۔ (ہدایہ ص۱۱۳ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۰ ج۱)

اکثر ائمہ کرام حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ کا یہی فتویٰ ہے۔

مسئلہ:۔ اگر مسافر کسی بستی یا شہر میں پندرہ دن تک ٹھہرنے کی نیت کرے گا، تو پھر وہ مقیم ہو جائے گا۔ (ہدایہ ص۱۱۳ ج۱، شرح نقایہ ص۱۲۰ ج۱، کبیری ص۵۴۴)

۱۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اِذَا كُنْتَ مُسَافِرًا فَوَطَّنْتَ نَفْسَكَ عَلٰى اِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَاَتِمَّ الصَّلٰوةَ وَاِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِىْ فَاقْصُرْ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب تم سفر میں ہو اور تم اپنے جی میں پختہ ارادہ کر لو کہ پندرہ دن (یا اس سے زیادہ) ایک جگہ اقامت کرنی ہے، تو پھر پوری نماز پڑھو، اگر تم نہیں جانتے کہ کتنی مدت تک ٹھہرنا ہے تو پھر قصر کرتے رہو۔

(کتاب الحجہ ص۱۶۷ ج۱، کتاب الآثار مترجم ص۷۶، ترمذی ص۱۰۴، مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۵۵ ج۲)

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص سسرال میں جائے تو وہ مقیم سمجھا جائے گا، اس کو پوری نماز پڑھنی چاہیئے۔

حضرت عثمان غنیؓ مکہ میں اسی وجہ سے مقیم کی نماز پڑھتے تھے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ صَلّٰى بِمِنًى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَاَنْكَرَهُ النَّاسُ عَلَيْهِ

حضرت عثمانؓ نے منیٰ میں چار رکعات نماز پڑھی تو لوگوں نے اعتراض کیا، حضرت عثمانؓ نے کہا

لہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے علاوہ نصب الرایہ ص۱۸۳ ج۲، شرح نقایہ ص۱۲۰ ج۱، کبیری ص۵۲۹، فتح الملہم ص۲۵۵ ج۲ اور حافظ ابن حجرؒ نے درایہ میں اور علامہ عینیؒ نے بنایہ میں اور ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں بحوالہ طحاوی ابن عباسؓ سے بھی یہ قول نقل کیا ہے ہمارے پیش نظر طحاوی کا نسخہ ہے اس میں ہمیں نہیں ملا ممکن ہے کسی دوسرے نسخہ میں موجود ہو۔ ۲۰ سراج

فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ تَاَھَّلْتُ بِمَکَّۃَ مُنْذُ قَدِمْتُ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَنْ تَاَھَّلَ بِبَلَدٍ فَلْیُصَلِّ صَلٰوۃَ الْمُقِیْمِ (مسند احمد ص۶۲ ج۱)

نے کہا، میں نے مکہ مکرمہ میں نکاح کر لیا ہے، جب سے میں آیا ہوں، اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے، جو شخص کسی شہر میں نکاح کرے تو اس کو مقیم شخص کی نماز پڑھنی چاہیئے۔

مسئلہ:۔ بیوی یا غلام اور خادم سفر میں خاوند اور آقا و مالک کے تابع ہوتے ہیں، مالک کی یا خاوند کی جو نیت ہوگی، اسی کے مطابق عمل کرنا ہوگا، اگر خاوند کی نیت اقامت کی ہوئی تو بیوی بھی مقیم ہوگی۔ (شرح نقایہ ص۱۲۱ ج۱، کبیری ص۵۴۱)

(بقایا ضمیمہ ص۸۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

سفر کی حالت میں سنن و نوافل پڑھنے کا حکم

سنن میں تو قصر نہیں ہوتی، کیونکہ قصر فرائض کے لوازم میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے آسانی اور تخفیف کے لیے مقرر فرمائی ہے۔

مصفّٰی شرح مؤطا فارسی از شاہ ولی اللہؒ اور فتاویٰ عالمگیری میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر سفر جاری ہو تو سنن وغیرہ ترک کر دے اور اگر وقت مل جائے۔ اور سفر جاری نہ ہو تو پھر افضل یہ ہے کہ سنن پڑھ لے، اگر نہ پڑھے گا تو کچھ مضائقہ نہیں۔

البتہ آنحضرت صلی علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے صبح کی سنتیں سفر میں بھی ترک نہیں کی ہیں، سفر و حضر میں آپ ان کو ادا فرماتے تھے۔ (مصفّٰی ص۱۴۶)

صلوٰۃ الخوف

(خوف کے وقت نماز)

صلوٰۃ خوف سفر اور حضر دونوں حالتوں میں پڑھی جاتی ہے، عام طور پر دشمن کے خطرہ کے وقت یہ صورت پیش آتی رہتی ہے۔

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں متعدد بار دشمن سے مقابلہ کرتے وقت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو صلوٰۃ خوف پڑھائی۔

اور یہ دشمن کے علاوہ اگر کسی درندہ جانور یا اژدھا یا سیلاب وغیرہ کا خوف ہو تو ایسی صورت میں بھی صلاۃ خوف ادا کی جاسکتی ہے۔

صلاۃ خوف کا مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے، جب تمام جماعت (فوج وغیرہ) ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جو لوگ آپ کے ساتھ شریک سفر یا شریک جہاد ہوتے تھے، ہر ایک مسلمان کی تمنا یہی ہوتی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی نماز ادا کرے۔

بعد کے ادوار میں بھی اگر کوئی ایسا امام بزرگ یا نیک صالح عالم ہو، اور ساری فوج اس کے پیچھے نماز پڑھنے کی خواہش رکھتی ہو، تو صلاۃ خوف پڑھی جاسکتی ہے۔

اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو فوج کے الگ الگ سیکشن (گروہ) بناکر ہر ایک گروہ کا امام الگ الگ نماز پڑھائے، تو صلاۃ الخوف کی ضرورت نہیں پڑے گی، ایک گروہ نماز ادا کرے، اور دوسرا حصہ دشمن کا سامنا کرتا رہے، اسی طرح باری باری ــــ الگ الگ نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

صلاۃ خوف کی متعدد صورتیں

صلاۃ خوف کی متعدد صورتیں ہیں جس صورت میں بھی نماز ادا کی جائے گی، درست ہوگی، چنانچہ صحیح احادیث میں ان سب صورتوں کا ذکر ہے۔

صلاۃ خوف میں چونکہ نماز کی حالت میں غیر معمولی نقل و حرکت کرنی پڑتی ہے اور یہ روا ہے، کیونکہ یہ نارمل حالت نہیں ہوتی، غیر معمولی (ابنارمل) حالت ہوتی ہے ایمرجنسی کے طور پر اس کو شریعت نے برداشت کیا ہے اور اس کی اجازت دی ہے، اگر سفر کی حالت ہوگی، تو امام ہر ایک گروہ (سیکشن) کے ساتھ ایک ایک رکعت ادا کرے گا۔ امام کی دو رکعتیں ہوں گی اور مقتدیوں کی ایک ایک رکعت جماعت کے ساتھ ہوگی، دوسری رکعت حسب دستور الگ الگ پڑھ کر وہ سلام پھیریں گے۔

اگر اقامت کی حالت ہوگی، تو ہر ایک گروہ کے ساتھ امام دو دو رکعتیں ادا کرے گا۔

اور باقی دو رکعتیں وہ الگ الگ پڑھیں گے، سلام کبھی امام کے ساتھ پھیرتے ہیں کبھی الگ۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلاۃ خوف اس طرح پڑھائی کہ ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی، اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا رہا پھر یہ پہلا گروہ دشمن کے سامنے چلا گیا، اور وہ دوسرا گروہ آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک رکعت پڑھائی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا، اور ان دونوں گروہوں نے اپنی اپنی دوسری رکعت پوری کر لی۔ (مسلم ص ۲۷۸ ج ۱)

۲۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کے کافروں کے ساتھ جہاد تھا۔ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک تھے، جب ہم نے ظہر کی نماز پڑھی تو مشرکین نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر ہم لوگ ان مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کر دیں تو اچھا ہوگا، پھر مشرکین نے کہا:

سَتَأْتِيهِمْ صَلٰوةٌ هِيَ اَحَبُّ اِلَيْهِمْ مِنَ الْاَوْلَادِ

آگے ان کی ایسی نماز آرہی ہے (نماز عصر مراد ہے) جو ان مسلمانوں کے نزدیک اپنی اولاد سے زیادہ عزیز ہے۔

اسی نماز کے وقت ایک دم حملہ کر کے ان کو ختم کر دینا چاہیے۔

جب نماز کا وقت آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری دو صفیں بنائیں، اور مشرک لوگ قبلہ کی سمت میں تھے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، اور حضور صلی اللہ علیہ علیہ وسلم کے ساتھ دونوں گروہوں نے رکوع کیا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ اگلی صف والوں نے کیا، اور پچھلی صف والے کھڑے رہے، اور جب پہلی صف والوں نے سجدہ کر لیا، اور کھڑے ہو گئے تو پچھلی صف والوں نے اپنا سجدہ الگ کر لیا، پھر اگلی صف والے پچھلی صف والوں کے مقام میں آ گئے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کر لیا۔ اور جب سجدہ کیا تو پہلی صف والوں نے سجدہ کیا، پچھلی صف والے کھڑے رہے، پھر جب دوسری صف والوں نے بھی سجدہ کر لیا تو سب بیٹھ گئے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے ساتھ سلام پھیرا۔ (مسلم ص ۲۷۹ ج ۱)

۳۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ

جب خوف کی حالت ہو تو امام لوگوں کے دو گروہ بنا دے ایک دشمن کے مقابل اور دوسرا گروہ امام کے پیچھے ہو، امام اس گروہ کو اگر اقامت کی حالت ہو تو دو رکعت اور اگر سفر ہو تو ایک رکعت پڑھائے، جب ایک رکعت کے دونوں سجدے ادا کر لیں، تو یہ گروہ دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے، اور دوسرا گروہ آجائے، امام ان کو ایک رکعت پڑھائے، امام تشہد بیٹھ کر سلام پھیر دے گا، یہ سلام نہ پھیریں، اور دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں، وہ پہلا گروہ یہاں آجائے، اور اپنی ایک رکعت بغیر قراءۃ کے پوری کرے (کیونکہ یہ لاحق ہیں) اور تشہد کے بعد یہ سلام پھیر کر چلے جائیں، اور دوسرا گروہ آکر ایک رکعت قراءۃ کے ساتھ ادا کرے گا (کیونکہ یہ مسبوق ہیں) اور تشہد کے بعد یہ سلام پھیریں گے۔

(ہدایہ ص ۱۲۲ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۴۲ ج ۱)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت جو ابو داؤد ص ۱۷۷ ج ۱ میں ہے۔ اس سے یہی طریقہ مستفاد ہوتا ہے، جس کو احناف نے اختیار کیا ہے۔

خوف کی حالت میں نمازِ مغرب

مغرب کی نماز میں امام پہلے گروہ کو دو رکعت پڑھائے گا۔ اور دوسرے گروہ کو ایک رکعت

(ہدایہ ص ۱۲۲ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۴۲ ج ۱)

مسئلہ:- عین لڑائی کی حالت میں نماز نہ پڑھے، بلکہ مؤخر کر دے اور اگر وقت نکل جائے، تو قضا کرے۔ (ہدایہ ص ۱۲۲ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۴۴ ج ۱)

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق میں کیا تھا، جب کہ آپ چار نمازوں سے مشغول کر دیئے گئے تھے، تو بعد میں قضا کر کے پڑھی تھیں، بعض فرماتے ہیں، کہ غزوہ احزاب کے وقت صلاۃ الخوف مشروع نہیں ہوئی تھی، اس کے بعد یہ مشروع ہوئی ہے

مسئلہ:- اگر خوف کی حالت زیادہ شدید ہو تو پھر سواری پر سوار یا پاؤں پر کھڑے کھڑے ہی پڑھ لیں، اگر رکوع و سجود نہ ہو سکتا ہو اشاسے سے ہی پڑھ لیں، اور قبلہ کی طرف رخ کا ہونا بھی ضروری نہیں ہے جدھر رخ ہو ادھر ہی پڑھ لیں۔ (ہدایہ ص ۱۲۳ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۴۳ ج ۱)

مسئلہ:- حضرت امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک پاؤں پر چلتے چلتے نماز پڑھنی جائز نہیں ہے۔

فرجالاً اور رکباناً کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے، پاؤں پر کھڑے ہو کر ایک ہی مقام میں نماز پڑھیں۔ (شرح نقایہ ص۱۴۳ ج۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ

فَاِذَا کَانَ خَوْفٌ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَصَلِّ رَاکِبًا اَوْ قَائِمًا تُوْمِیُٔ اِیْمَاءً

اگر خوف اس سے زیادہ ہو تو پھر سواری پہ ہی پڑھو، یا کھڑے ہو کر اشارہ سے پڑھ لو۔

(مسلم ص۲۷۸ ج۱)

صلوٰۃ الطالب والمطلوب

اگر کوئی مسلمان دشمن کی طلب میں عجلت اور تیزی سے جا رہا ہو، اور نماز کا وقت ہو جائے۔ اور اسی طرح اگر ایک مسلمان مطلوب ہو اور وہ تیزی سے بھاگ رہا ہو، دشمن اس کے تعاقب میں ہو تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

محدثین اور فقہاء کرام کے نزدیک اس مسئلہ میں تفصیل ہے اکثر یہ کہتے ہیں، کہ مطلوب اگر سواری پر سوار ہو تو وہ چلتے ہوئے اشارہ کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر طالب ہو تو وہ سواری سے نیچے اتر کر زمین پر نماز پڑھے گا، سواری پر چلتے اس کی نماز درست نہ ہو گی۔

البتہ امام شافعیؒ کہتے ہیں اگر خوف بہت زیادہ شدید ہو اور اس کو یہ خیال ہو کہ وہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ جائے گا، یا کوئی شدید حادثہ ہو جائے گا۔ تو ایسی صورت میں طالب کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ سواری پہ نماز پڑھ لے۔

احناف کرام کا مسلک بھی صاحب بدائع نے لکھا ہے کہ

" اگر مطلوب نے سواری پہ سوار ہونے کی حالت میں نماز ادا کی تو جائز ہے کیونکہ چلنا اس صورت میں حقیقتاً [illegible] کا فعل ہے اور اس کی طرف معنوی طور پر منسوب ہوتا ہے، اور عذر کی حالت میں یہ معاف ہے، برخلاف اس کے کہ اگر پیدل چلتا ہو یا پانی پر تیرتا ہو۔ تو پھر یہ حقیقتاً اس کا فعل ہے۔ تو اس صورت میں نماز جائز نہ ہو گی، اور اگر سوار طالب ہو تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ سواری کی حالت میں ہی نماز پڑھے، کیونکہ خوف کا تصور اس کے

حق میں نہیں ہے اس کے لیے ممکن ہے کہ وہ اُتر کر نماز ادا کرے۔ (بذل المجہود ص ۲۵۶ ج ۲)

علامہ عینیؒ لکھتے ہیں کہ

وَمَذَاهِبُ الْفُقَهَاءِ فِي هٰذَا الْبَابِ فَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ مَطْلُوبًا فَلَا بَأْسَ بِصَلَاتِهِ سَائِرًا وَإِنْ كَانَ طَالِبًا فَلَا، وَقَالَ مَالِكٌ وَجَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ هُمَا سَوَاءٌ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يُصَلِّي عَلَى دَابَّتِهِ وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَالشَّافِعِيُّ فِي آخَرِينَ كَقَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ قَوْلُ عَطَاءٍ وَالْحَسَنِ وَالثَّوْرِيِّ وَأَحْمَدَ وَأَبِي ثَوْرٍ (عمدۃ القاری ص ۲۶۳ ج ۶)

اور فقہاء کرام کے مذاہب اس باب میں (یعنی صلاۃ الطالب والمطلوب) میں اس طرح ہیں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر کوئی شخص مطلوب ہو، تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنی سواری پر چلتے چلتے ہی نماز ادا کر لے، اور اگر طالب ہے تو اس کے لیے ایسا کرنا روا نہیں۔ امام مالکؒ اور ان کے اصحاب کی ایک جماعت کے نزدیک طالب اور مطلوب دونوں اس سلسلہ میں برابر ہیں۔ ہر ایک اپنی سواری پر چلتے چلتے نماز پڑھ سکتا ہے حضرت امام اوزاعیؒ، اور امام شافعیؒ معہ دیگر حضرات اسی طرح کہتے ہیں ——————

جس طرح امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں۔ اور یہی قول حضرت عطاءؒ، حسن بصریؒ، سفیان ثوری، امام احمدؒ اور ابو ثورؒ کا ہے، اور امام شافعیؒ سے ایک دوسرا قول بھی منقول ہے، کہ اگر طالب کو مطلوب کے ہاتھ نکل جانے کا خطرہ ہو تو وہ بھی اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔

کتاب الام میں امام شافعیؒ کا قول اس طرح موجود ہے۔

وَإِنْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ هُمُ الطَّالِبِينَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ أَنْ يُصَلُّوا رُكْبَانًا وَلَا مُشَاةً يُومِئُونَ إِيمَاءً (کتاب الام ص ۲۲۶ ج ۱)

اور اگر مسلمان طالب ہوں (یعنی دشمن کے تعاقب میں جا رہے ہوں) تو ان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ سواری پر یا پیدل چلتے ہوئے اشارے سے نماز پڑھیں۔

صلوٰۃ المریض

(بیمار کی نماز)

اگر بیمار آدمی قیام کرنے سے عاجز ہو یعنی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو، تو اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہیئے ؛ رکوع اور سجدہ کرنا چاہیئے۔

(ہدایہ ص۱۰۸ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۷ ج۱، کبیری ص۲۶۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمران بن حصینؓ سے ایسا ہی فرمایا تھا۔

صَلِّ قَائِماً فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى الْجَنْبِ تُوْمِیْ اِیْمَاءً (بخاری ص۱۵۰ ج۱، ترمذی ص۸۰، ابو داؤد ص۱۳۷ ج۱)

کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکو، تو بیٹھ کر پڑھو، اگر بیٹھ کر پڑھنے سے بھی عاجز ہو، تو پھر پہلو پر لیٹ کر اشارہ سے پڑھو۔

(ہر انسان اپنی طاقت کے مطابق مکلف ہے)

<u>مسئلہ</u>:- اگر رکوع و سجود کرنے کی بھی طاقت نہ ہو، تو پھر اشارہ سے نماز پڑھے، رکوع کی نسبت سے سجدہ کا اشارہ ذرا پست کرے، لیکن کوئی چیز اٹھا کر پیشانی کے سامنے کر کے اس پر سجدہ نہ کرے۔ (ہدایہ ص۱۰۸ ج۱، شرح نقایہ ص۱۱۷ ج۱، کبیری ص۲۶۲)

۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تَسْجُدَ عَلَى الْاَرْضِ فَاسْجُدْ وَاِلَّا فَاَوْمِ اِیْمَاءً وَاجْعَلِ السُّجُوْدَ اَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوْعِ۔

(مجمع الزوائد ص۱۴۸ ج۲، بحوالہ بزار وقال رجالہ رجال الصحیح)

اگر تمہاری طاقت ہو کہ تم زمین پر سجدہ کر و تو تمہیں زمین پر سجدہ کرنا چاہیئے، اور اگر اس کی طاقت نہ ہو، تو پھر سر کے اشارہ سے سجدہ کرو، اور سجدہ کو رکوع سے پست کرو۔

۲- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِذَا كَانَ الْمَرِیْضُ لَا یَسْتَطِیْعُ رُكُوْعاً

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب مریض رکوع اور سجود کی طاقت نہ رکھے، تو سر کے اشارہ

وَلَا يَسْجُدُ اَوْمَأَ بِرَأْسِهٖ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَهُوَ يُكَبِّرُ — کے ساتھ رکوع اور سجود کرے، اور تکبیر بھی کہے۔

(مصنف عبدالرزاق صفحہ ۴۷۷ ج ۲)

مسئلہ:۔ اگر ایسی کمزوری ہو کر بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو پھر پشت پہ (چت) لیٹ کر پڑھے اور پاؤں کا رُخ قبلہ کی طرف کر دے تو ایسا بھی جائز ہے اور رکوع و سجدہ اشارہ سے کرے۔ (ہدایہ صفحہ ۱۰۹ ج ۱ ——— کبیری صفحہ ۲۶۲)

اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: يُصَلِّي الْمَرِيْضُ مُسْتَلْقِيًا عَلٰى قَفَاهُ تَلِي قَدَمَاهُ الْقِبْلَةَ۔ — حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ مریض چت لیٹ کر نماز پڑھے، پاؤں کا رُخ قبلہ کی طرف کر دے۔

(مصنف عبدالرزاق صفحہ ۴۷۴ ج ۲، دارقطنی صفحہ ۴۳ ج ۲)

مسئلہ:۔ اگر پہلو پر لیٹ کر منہ قبلہ کی طرف کر دے تو ایسا بھی جائز ہے (شرح نقایہ صفحہ ۱۱۷ ج ۱)

مسئلہ:۔ اگر بیمار کے پاس کوئی دوسرا شخص نہ ہو اور خود وہ کعبہ کی طرف رُخ نہ کر سکتا ہو تو جس طرف مریض کا رُخ ہو اسی طرف وہ نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ اگر سر کے ساتھ اشارہ کرنے کی طاقت بھی نہ ہے تو پھر ایسی حالت میں نماز اس سے مؤخر ہو گی۔ آنکھ دل اور ابرو کا اشارہ معتبر نہیں ہو گا۔ ایسی حالت میں نماز کو مؤخر کر دے۔ اگر تندرست ہو گیا تو قضا کرے گا۔ ورنہ موت واقع ہونے کی صورت میں اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔

(ہدایہ صفحہ ۱۰۹ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۱۶ ج ۱، کبیری صفحہ ۲۶۳)

مسئلہ: اگر کوئی شخص قیام پر قادر ہو۔ لیکن رکوع اور سجود پر قادر نہ ہو تو اس پر قیام لازم نہ ہو گا بلکہ وہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ لے (ہدایہ صفحہ ۱۰۹ ج ۱، کبیری صفحہ ۲۶۶)

مسئلہ:۔ اگر تندرست آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہو لیکن اس دوران اس پر بیماری کا حملہ ہو جائے اور وہ کھڑا رہنے پر قادر نہ ہو تو اس کو باقی ماندہ نماز بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ یا اشارہ کے ساتھ پوری کر لینی چاہیئے۔ اگر اس پر بھی قادر نہ ہو پھر لیٹ کر ہی پوری کر لے۔

(ہدایہ صفحہ ۱۰۹ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۱۸ ج ۱، کبیری صفحہ ۲۶۹)

مسئلہ:- جو شخص بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر رکوع وسجود کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو۔ اگر درمیان میں تندرست ہو جائے۔ تو باقی ماندہ نماز کو پہلی نماز پر بنا کرے اور کھڑے ہو کر ادا کرے۔

(ہدایہ صفحہ ۱۰۹ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۱۸ ج ۱، کبیری صفحہ ۲۶۹)

مسئلہ:- لیکن اگر بعض حصہ نماز کا اشارہ سے پڑھا پھر رکوع وسجود پہ قادر ہو گیا تو نئے سرے سے پوری نماز پڑھنی ہو گی۔ پہلی نماز پہ بنا کرنا درست نہ ہو گا۔

(ہدایہ صفحہ ۱۰۹ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۱۸ ج ۱، کبیری صفحہ ۲۶۹)

مسئلہ:- جو شخص کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھ رہا ہو۔ اگر درمیان میں تھک جائے اور درماندہ ہو جائے تو لاٹھی پہ یا دیوار پہ ٹیک لگا کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ یا بیٹھ جائے اور نماز پوری کرے۔ یہ عذر ہے ان کے حق میں۔ اگر بغیر عذر کے بیٹھے گا تو یہ مکروہ ہو گا۔ (ہدایہ صفحہ ۱۰۹ ج ۱، کبیری صفحہ ۲۷۱)

مسئلہ:- کشتی پہ سوار آدمی کے لیے بغیر عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھنی حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے اگرچہ افضل کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ہے اور صاحبینؒ کہتے ہیں کہ بغیر عذر کے جائز نہیں (ہدایہ صفحہ ۱۱۰ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۱۸ ج ۱)

مسئلہ:- ریل گاڑی میں بھی اگر کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔ بعض علماء کرام دونوں صورتوں میں اجازت دیتے ہیں۔

مسئلہ:- اگر کوئی شخص بیہوش رہا پانچ نمازوں تک یا اس سے کم مدت تک تو وہ نمازیں اس کو ہوش آنے کے بعد قضا کرنی پڑیں گی۔ اگر پانچ سے زیادہ ہوں تو اسکے ذمہ ان کی قضا نہیں ہو گی۔ کیونکہ اسمیں حرج ہے۔ (ہدایہ صفحہ ۱۱۰ ج ۱، شرح نقایہ صفحہ ۱۱۸ ج ۱، کبیری صفحہ ۲۶۳)

صلوٰۃ الجنازۃ

(نماز جنازہ)

جَنَازَۃ (میت) کو کہتے ہیں، اور جِنازہ (سریر) چارپائی جس پہ میت کو اٹھا کر لے جایا جاتا ہے، کو کہتے ہیں اور نعش بھی اسی کو کہتے ہیں۔

جو شخص قریب الموت ہو تو مسنون ہے کہ اس کا رُخ قبلہ کی طرف پھیر دیا جائے۔
جیسا کہ حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے، تو آپ نے اپنے ایک صحابی حضرت براء بن معرورؓ کے بارہ میں سوال کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ فوت ہو گیا ہے، اور اس نے دو باتوں کی وصیت کی تھی، ایک یہ کہ اس کا تیسرا حصہ مال خیرات میں دے دیا جائے، اور دوسری یہ وصیت کی تھی، کہ مرتے وقت میرا رُخ قبلہ کی طرف پھیر دینا۔
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے فطرت کو پا لیا ہے، یعنی سنت کا صحیح طریقہ (شرح نقایہ ص $\frac{131}{1}$ مستدرک حاکم ص $\frac{353}{1}$)
دائیں طرف رُخ پھیر دینا چاہیے، اور بعض فقہائے کرام فرماتے ہیں، کہ سر کو اونچا کرکے قبلہ رُخ بالکل سیدھا لٹا دینا، یہ روح کے نکلنے کے لئے زیادہ سہل ہوتا ہے۔
اور اس حالت میں اس کو کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے (ہدایہ ص $\frac{123}{1}$ شرح نقایہ ص $\frac{131}{1}$، کبیری ص ۵۷۶)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔
لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ۔ اپنے مرنے والوں کو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔
(مسلم ص $\frac{300}{1}$، ترمذی ص ۱۶۰، ابو داؤد ص $\frac{88}{2}$)
تلقین کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سامنے کسی قدر بلند آواز سے یہ کلمہ دو تین بار پڑھا جائے، تاکہ اس کی توجہ اس کی طرف مبذول ہو جائے۔ اور اس کو اپنی زبان سے پڑھ لے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔
مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ۔ جس کی آخری بات لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہو گی وہ جنت میں داخل ہو گا
(ابو داؤد ص $\frac{88}{2}$، ترمذی ص ۱۶۱، مستدرک حاکم ص $\frac{351}{1}$)
تلقین کا یہ معنی نہیں اس شخص کو حکم دیا جائے کہ وہ کلمہ شہادت پڑھے۔ اس لیے کہ اس وقت اس پر تنگی ہوتی ہے اس کے حسب حال یہ بات نہیں ہے۔

جب اس کی روح قبض کر لی جائے، تو کپڑے وغیرہ سے اس کے جبڑے باندھ دیے جائیں اور آنکھیں بند کر دی جائیں، جب روح اُوپر جاتی ہے، تو نگاہ اس کے پیچھے لگ جاتی ہے۔
آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اپنے مردوں کی آنکھیں بند کر دیا کرو۔ اور اس وقت اچھی دعا کیا کرو، کیونکہ فرشتے آمین کہتے ہیں۔ (مسلم ص۳۰۱ ج۱، ابن ماجہ ص۱۰۵، مستدرک حاکم ص۳۵۲ ج۱)
اور اس کے اعضاء (ہاتھ پاؤں) سیدھے کر دیے جائیں۔

میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ

غسل دینے سے پہلے کفن اور قبر کا انتظام کر لیا جائے۔ اور جب مردے کو نہلانا ہو تو اس کو تختے پر لٹا دو اور کپڑے اُتار دو اور کوئی کپڑا ناف سے لے کر زانو تک ڈال دو کہ اتنا بدن چھپا رہے، نہلاتے وقت مُردے کو پہلے استنجا کراؤ۔
لیکن اس کی رانوں اور استنجے کی جگہ اپنا ہاتھ مت لگاؤ، اور اس پر نگاہ بھی نہ ڈالو، بلکہ اپنے ہاتھ پر کوئی کپڑا لپیٹ لو، اور جو کپڑا ناف سے لیکر زانو تک پڑا ہے، اس کے اندر اندر دھلاؤ، پھر اس کو وضوء کرا دو، لیکن نہ کلی کراؤ، نہ ناک میں پانی ڈالو، نہ گٹے تک ہاتھ دھلاؤ۔ بلکہ پہلے منہ دھلاؤ، پھر ہاتھ کہنی سمیت، پھر سر کا مسح، پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑوں پر پھیر دی جائے اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیر دی جائے تو بھی جائز ہے، اور اگر مردہ نہانے کی حاجت میں یا حیض و نفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور ناک اور منہ اور کانوں میں روئی بھر دو، تاکہ وضوء کراتے اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پائے جب وضوء کرا چکو تو سر کو گُل خیرو سے یا کسی اور چیز سے جس سے صاف ہو جاوے، جیسے بیسن یا کھلی یا صابون سے مل کر دھوؤ اور صاف کر کے پھر مُردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نیم گرم تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالے یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جاوے۔
پھر داہنی کروٹ پر لٹائے اور اسی طرح سر سے پیر تک تین مرتبہ اتنا پانی ڈالو کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جاوے، اس کے بعد مُردے کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملو اور دباؤ، اگر کچھ پاخانہ نکلے تو اس کو پونچھ کے دھو ڈالو۔ اور وضوء اور غسل میں اس کے نکلنے سے کچھ نقصان نہیں، اب نہ دھراؤ، اس کے

بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹاؤ، اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالو، پھر سارا بدن کسی کپڑے سے پونچھ کے کفنا دو۔

مسئلہ:۔ اگر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو سادہ پانی کافی ہے اسی سے اسی طرح تین دفعہ نہلادے اگر ایک دفعہ سارے بدن کو دھو ڈالے تب بھی فرض ادا ہو گیا۔

مسئلہ:۔ بالوں میں کنگھی نہ کرو، نہ ناخن کاٹو نہ کہیں کے بال کاٹو۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی مرد مر گیا اور مردوں میں سے کوئی نہلانے والا نہیں ہے تو بیوی کے علاوہ اور کسی عورت کو اس کو غسل دینا جائز نہیں، اگرچہ محرم ہی ہو، اگر بیوی بھی نہ ہو تو اس کو تیمم کرا دو، کسی کا خاوند مر گیا تو اس کی بیوی کو اس کا نہلانا اور کفنانا درست ہے، اور اگر بیوی مر جائے، تو خاوند کو بدن چھونا ہاتھ لگانا درست نہیں، البتہ دیکھنا درست ہے، اور کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگانا بھی درست ہے۔

مسئلہ:۔ بہتر یہ ہے کہ جس کا رشتہ زیادہ قریب ہو وہ نہلادے اگر وہ نہ نہلا سکے تو کوئی دیندار نہلادے۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مر گیا تو وہ جس وقت نکالا جائے اس کو غسل دینا ضروری ہے۔ پانی میں ڈوبنا غسل کے لیے کافی نہ ہوگا۔ (غسل میت کے مندرجہ بالا مسائل بہشتی زیور ص ۴۰ ۲۶ تا ۴۱، ہدایہ ص ۱۲۳ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۳۱ تا ص ۱۳۲ ج ۱، کبیری ص ۵۷۶ تا ۵۸۰ سے ماخوذ ہیں)

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص عادل حاکم کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے مارا جائے، یا ڈاکہ ڈالتے ہوئے مارا جائے، تو ایسے شخص کو غسل دیا جائے، اور نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، بعض فقہاء یہ کہتے ہیں کہ نہ ان کو غسل دیا جائے اور نہ جنازہ پڑھا، جیسا کہ حضرت علیؓ نے نہروان کے خوارج کے ساتھ کیا تھا، جب پوچھنے والوں نے پوچھا کہ حضرت! کیا یہ لوگ کافر ہیں، تو فرمایا نہیں یہ ہمارے بھائی ہیں لیکن انہوں نے سرکشی کی ہے۔

لیکن ان کے ساتھ یہ معاملہ اس وقت ہوگا جب کہ وہ لوگ بغاوت کے دوران اور ڈاکہ کے دوران مارے جائیں، اگر حاکم ان پر قابو پالے اور پھر یہ مارے جائیں، تو پھر ان کو غسل بھی دیا جائیگا، اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ (شرح نقایہ ص ۱۴۲ ج ۱)

مسئلہ:۔ خودکشی کرنے والے کو غسل بھی دیا جائے گا، اور نماز جنازہ بھی اس پر پڑھی جائے گی البتہ حاکم یا خطیب اور کوئی بڑا آدمی ایسے شخص کا جنازہ نہ پڑھائے بلکہ کوئی اور مسلمان پڑھا دے۔

مسئلہ:۔ جس کو رجم کیا جائے، اس کو بھی غسل دیا جائے گا، اور جنازہ بھی پڑھا جائے گا۔

چنانچہ جب حضرت ماعزؓ کو رجم کیا گیا تھا، تو لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا، کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے، آپ نے فرمایا، وہی کچھ کرو جو تم دوسر اموات کے ساتھ کیا کرتے ہو یعنی غسل کفن خوشبو نماز وغیرہ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۵۴/۳)

مسئلہ:۔ میت کو غسل دینے کے بعد داڑھی اور سر پر خوشبو لگادی جائے، اور سجدہ کے مقامات پر کافور لگایا جائے۔ (ہدایہ ص ۱۲۴/۱، شرح نقایہ ص ۱۳۲/۱، کبیری ص ۵۷۹)

مسائل کفن

غسل کے بعد میت کو مسنون کپڑوں میں کفنا دیا جائے۔

مرد کے لیے کفن مسنون تین کپڑے ہیں، ازار، قمیص، اور بڑی چادر (لفافہ) اور عورت کے لیے کفن مسنون میں دو کپڑوں کا اضافہ کیا جائے ایک سر بند دوسرا سینہ بند۔ (ہدایہ ص ۱۲۴/۱، شرح نقایہ ص ۱۳۲، ۱۳۳/۱، کبیری ص ۵۸۰)

مسئلہ:۔ مرد کو اگر صرف دو کپڑوں ازار اور لفافہ میں کفنا دیا جائے تو جائز ہے اور یہ کفن کفایت ہے، اسی طرح عورت کا کفن کفایت تین کپڑے ہیں ایک ازار دوسرا چادر تیسرا سر بند۔

(ہدایہ ص ۱۲۴/۱، شرح نقایہ ص ۱۳۲)

مسئلہ:۔ مرد کو بلا مجبوری دو کپڑوں سے کم اور عورت کو تین کپڑوں سے کم کفن دینا مکروہ ہے ہاں بوجہ مجبوری ایسا جائز ہے (ہدایہ ص ۲۱۴/۱، درمختار ص ۱۲۱/۱)

کفنانے کا طریقہ

مرد کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے لفافہ بچھایا جائے پھر اس کے اوپر ازار پھر قمیص، تو پہلے قمیص پہنائی جائے پھر ازار اور سب سے اوپر لفافہ۔

اور عورت کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے

پہلے چادر بچھا دو، پھر ازار اس کے اوپر بچھا، پھر مردے کو اس پر لے جا کر پہلے کرتا پہناؤ

اور سر کے بالوں کو دو حصے کر کے کرتے کے اوپر سینے پر ڈال دو، ایک حصہ داہنی طرف اور ایک بائیں طرف، اس کے بعد سر بند سر پر اور بالوں پر ڈال دو، اس کو نہ باندھو نہ لپیٹو، پھر ازار لپیٹ دو پہلے بائیں طرف لپیٹو پھر داہنی طرف اس کے بعد سینہ بند باندھ دو، پھر چادر لپیٹو، پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف (بہشتی زیور)

مسئلہ:- اگر راستہ میں کفن کھلنے کا خطرہ ہو تو پاؤں، سر اور کمر کے پاس کسی دھجی سے کفن باندھ دیا جائے اور قبر میں اتار کر ان کو کھول دیا جائے۔ (ہدایہ صہ ۱۴۴/۱، شرح نقایہ صہ ۱۳۲/۱)

مسئلہ:- ازار سر سے لے کر پاؤں تک ہونا چاہیے اور چادر (لفافہ) اس سے ایک ہاتھ بڑی ہو، اور کرتا گلے سے لے کر پاؤں تک ہو، لیکن نہ اس میں کلی ہو۔ نہ آستین اور عورت کے لیے ان کے علاوہ سر بند تین ہاتھ لمبا اور سینہ بند چھاتیوں سے لے کر رانوں تک چوڑا اور اتنا لمبا ہو کہ بندھ جائے۔ (بہشتی زیور)

پھر میت کو چارپائی پر ڈال کر جنازہ پڑھنے کے لیے لے جایا جائے۔

جنازے کو کندھا دینا اور جنازے کے پیچھے چلنا

مستحب ہے کہ جنازہ کی چارپائی کے چاروں پائے اس طرح اٹھائے کہ میت کا داہنا کندھا اٹھانے والے کے داہنے کندھے پر ہو اور کم از کم دس قدم چلے اور اسی طرح اس کا پچھلا پایا اپنے دائیں کندھے پر رکھ کر کم از کم دس قدم چلے، اور پھر اس کا بایاں کندھا اپنے بائیں کندھے پر رکھے اور کم از کم دس قدم چلے، پھر اسی طرح اس کا پچھلا بایاں پایا اپنے بائیں کندھے پر رکھ کر کم از کم دس قدم چلے۔ (شرح نقایہ صہ ۱۳۷/۱، کبیری صہ ۵۹۲، درمختار صہ ۱۲۴/۱)

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيْرِ كُلِّهَا فَاِنَّهٗ مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ اِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَاِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ۔

(ابن ماجہ صہ ۱۰۶)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص جنازہ کے ساتھ جاتا ہے، تو اس کو چارپائی کے چاروں پائے پکڑنے چاہئیں۔ اس کے بعد اپنی مرضی سے اٹھائے یا چھوڑ دے۔

مسئلہ:- صحیح بات یہ ہے کہ جنازے کے آگے جانا بھی جائز ہے، دائیں بائیں بھی اور

پیچھے بھی، البتہ امام ابوحنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ کا مسلک یہ ہے، کہ پیچھے جانا زیادہ افضل ہے حضرت امام سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ دونوں باتیں برابر ہیں۔ اور امام مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ کہتے کہ آگے جانا زیادہ فضل ہے (شرح نقایہ ص ۱۳۶ ج ۱)

مسئلہ:۔ جنازہ کو سرعت سے لے جانا افضل ہے۔

(ہدایہ ص ۱۲۶ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۳۷ ج ۱، کبیری ص ۵۹۲)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَۃِ فَاِنْ تَکُ صَالِحَۃً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَھَا وَاِنْ تَکُ سِوٰی ذٰلِکَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَہٗ عَنْ رِقَابِکُمْ

(بخاری ص ۱۷۶ ج ۱، مسلم ص ۳۰۶ ج ۱، موطا امام مالک ص ۲۲۴)

حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ جنازہ کو تیزی سے لے جاؤ (لیکن اچھلتے ہوئے اور دب دب کرتے ہوئے نہ لے جانا چاہیئے) اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بہتری کی طرف لے جا رہے ہو، اور اگر برا ہے، تو تم جلدی سے شر کو اپنے کندھوں سے اتار دو

مسئلہ:۔ جنازہ کے ساتھ چلتے وقت بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت اور مکروہ ہے۔

(السیر الکبیر مع شرح ص ۸۹ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۳۸ ج ۱، در مختار ص ۱۲۴ ج ۱، الجوہرۃ النیرہ ص ج ۱، فتح القدیر ص ۴۶۹ ج ۱، فتاوی شامی ص ۶۵۸ ج ۱ مطبوعہ کوئٹہ، فتاوی عالمگیری مترجم اردو ص ۲۵۷ ج ۱، تفسیر ابن کثیر ص ۲۱۹ ج ۲)

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا حکم

امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے، کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، ان کا استدلال اس حدیث سے ہے، جو مسلم میں ہے، کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضہ کا جنازہ مسجد میں پڑھا گیا تھا، اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء کے دونوں بیٹوں حضرت سہیل رضہ اور ان کے بھائی کا جنازہ مسجد میں پڑھا تھا، نیز شیخین رضہ کا نماز جنازہ بھی مسجد میں ہی پڑھا گیا تھا۔

لیکن حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کہتے ہیں کہ مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں عام طور پر مسجد میں نماز جنازہ ادا نہیں کیا جاتا تھا، اس کے لیے مسجد سے باہر جگہ مقرر تھی، اس میں ہی ادا کیا جاتا تھا۔

اس لیے متبادر یہی ہے کہ حضرت سہیل رضہ اور انکے بھائی یا حضرت سعد رضہ اور شیخین رضہ کا جنازہ مسجد میں

کسی عذر کی وجہ (مثلاً بارش وغیرہ یا کوئی اور وجہ ہو، مثلاً ان کو دفن بھی وہاں کرنا تھا) سے ادا کیا گیا تھا۔

درحقیقت اس مسئلہ میں کافی تفصیلات ہیں، مثلاً یہ کہ مسجد میں نماز جنازہ فقہائے کرام اس صورت میں مکروہ قرار دیتے ہیں۔ جب کہ میت مسجد کے اندر ہو، اس صورت میں مسجد کے ملوث ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، لیکن اگر میت مسجد سے باہر ہو تو پھر یہ اختلاف ہلکا ہو جاتا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ مکروہ تنزیہی ہے یا غیر اولیٰ ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نماز جنازہ مسجد سے باہر ہی پڑھتے تھے، لہٰذا افضل یہی ہوگا کہ مسجد سے باہر پڑھا جائے لیکن اگر میت مسجد سے باہر ہو اور امام بھی باہر ہو اور ایک صف بھی باہر ہو باقی لوگ مسجد میں ہوں۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ایسی صورت میں نماز جنازہ مکروہ ہو،

اس لیے کہ مسجد میں جب تراویح، صلوٰۃ کسوف، خسوف، عیدین اور نوافل وغیرہ پڑھے جاتے ہیں، جمعہ اور فرض عین نماز جب پڑھی جاتی ہے، تو فرض کفایہ کے پڑھنے سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے، جب کہ میت بھی مسجد سے خارج ہو۔

جن فقہائے کرام نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی کراہیت پر یہ دلیل پیش کی ہے، کہ مسجد تو صرف فرض نماز کے ادا کرنے کے لیے ہوتی ہے، یہ دلیل کمزور ہے، اس لیے کہ مسجد میں نوافل، دعا اور مختلف قسم کے انواع طاعات، درس قرآن وسنت، تعلیم دین، وعظ، قضاء (فیصلے) وغیرہ سب روا ہیں، تو جنازہ کیوں روا نہ ہوگا۔

مسئلہ:- اگر کسی مسجد کی تاسیس کے وقت ہی اس قسم کی نیت کر لی جائے، اور مسجد کے محراب سے باہر جگہ رکھ دی جائے کہ اس مقام میں جنازے وغیرہ رکھ کر ادا کیے جائیں، تو پھر مسئلہ کی نوعیت اور بھی زیادہ متقاضی ہو جاتی ہے۔ کہ خلاف اولیٰ بات بھی نہ ہو،

البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کوئی عذر بھی نہ ہو، اور مسجد سے باہر جگہ بھی ہو تو پھر افضل یہی بات ہے کہ جنازہ اسی مقام میں پڑھا جائے، بعض فقہاء نے مسجد میں ہر صورت میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ قرار دیا ہے، یہ درست نہیں، بلکہ ایک قسم کا تشدد یا تعمق ہے۔ جو شریعت کے مزاج کے منافی ہے۔

جو حدیث اس بارہ میں پیش کی جاتی ہے، کہ جو مسجد میں نماز جنازہ پڑھے گا، اس کی

نماز نہیں ہوگی، یا اس کو ثواب نہیں ملے گا، اس روایت کو محقق ابن ہمامؒ اور دیگر حضرات نے بھی
ضعیف قرار دیا ہے، اس سے استدلال درست نہیں۔ چنانچہ ملا علی قاریؒ نقایہ کے اس
متن کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اگر میت مسجد سے باہر رکھی جائے، اور امام بھی باہر ہی کھڑا ہو۔
اور اس کے ساتھ ایک صف بھی مسجد سے باہر ہو تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔

بعض کہتے ہیں مکروہ نہیں، کیونکہ اس میں مسجد کی تلویث کا خطرہ نہیں ہے اور بعض نے
کہا ہے پھر بھی مکروہ ہے، کیونکہ مسجد تو فرائض کے ادا کرنے کے لیے بنائی گئی ہے۔
فرائض کے علاوہ دیگر کئی باتیں عذر کی حالت میں ادا ہو سکتی ہیں ورنہ نہیں، لیکن پہلی وجہ (عدم
کراہیت) زیادہ اولیٰ ہے، کیونکہ مسجد میں نوافل اور دوسری انواع طاعات اور اصناف
دعوات مکروہ نہیں۔

مسجد حرام اس حکم سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ وہ مکتوبات جمعہ، عیدین، صلوٰۃ کسوف، صلوٰۃ
خسوف اور جنازہ، استسقاء سب کے لیے ہے اور یہ بات اس کی عظمت کی وجہ سے ہے
__________ کیونکہ وہ قبلہ ہے، اور مورد انوار و تجلیات
ہے، وہاں جو مقبولیت ہے وہ کسی دوسرے مقام میں نہیں ہو سکتی۔ (شرح نقایہ ص ۱۲۷ ج ۱)

نماز جنازہ کی امامت کا حقدار کون ہے

احق بالامامت سب سے پہلے خلیفہ سلطان اور مسلمان
حاکم اعلیٰ ہے۔ (ہدایہ ص ۱۲۵ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۲۶ ج ۱، کبیری ص ۵۸۴)

حضرت حسینؓ نے سعید بن العاصؓ کو جنازہ پڑھانے کے لیے آگے کھڑا کیا تھا، جب
حضرت حسنؓ کی وفات ہوئی تھی، کیونکہ حضرت سعیدؓ اس وقت مدینہ کے گورنر تھے۔

(شرح نقایہ ص ۱۲۶ ج ۱، کبیری ص ۵۸۴)

مسئلہ:۔ سلطان کے بعد قاضی شہر زیادہ حقدار ہے، کیونکہ اس کی ولایت عامہ ہوتی ہے
پھر محلہ کی مسجد کا امام، کیونکہ زندگی میں اسی کے پیچھے نمازیں پڑھتا تھا۔

اس کے بعد ولی کا نمبر ہے، جو مرنے والے کا قریبی ہو۔ بیٹا، پھر باپ، پھر
حقیقی بھائی، پھر علاتی بھائی وغیرہ۔ (ہدایہ ص ۱۲۵ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۳۶ ج ۱، کبیری ص ۵۸۴)

مسئلہ:۔ اگر ولی نے نماز جنازہ پڑھ لیا ہو تو پھر دوسروں کو اختیار نہیں کہ وہ دوبارہ پڑھیں۔

اور ولی نے نہ پڑھا ہو تو وہ پڑھ سکتا ۔ (ہدایہ ص۱۲۵ ج۱، شرح نقایہ ص۱۳۶ ج۱، کبیری ص۵۸۵)

نماز جنازہ ادا کرنیکا طریقہ نماز جنازہ ہر ایک مسلمان مرد، عورت اور بچہ کا پڑھنا فرض کفایہ ہے (شرح نقایہ ص۱۳۳ ج۱، کبیری ص۵۸۳)

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ

اس کی چار تکبیرات ہوتی ہیں، پہلی تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء و تحمید، دوسری کے بعد درود شریف تیسری کے بعد دعا اور چوتھی کے بعد سلام ہوتا ہے۔

۱۔ امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں حضرت امام ابراہیم نخعیؒ کا قول نقل کیا ہے، کہ پہلی تکبیر کہنے پر اللہ تعالیٰ کی ثنا ہے، اور دوسری تکبیر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور تیسری تکبیر کہنے پر میت کے لیے دعا ہے۔ اور چوتھی تکبیر پر سلام ہے۔ (کتاب الآثار مترجم اردو ص۹۲)

۲۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ التَّكْبِيْرَةُ الْاُوْلٰى عَلَى الْمَيِّتِ ثَنَاءٌ عَلَى اللهِ وَالثَّانِيَةُ صَلَاةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَالثَّالِثَةُ دُعَاءٌ لِلْمَيِّتِ وَالرَّابِعَةُ تَسْلِيْمٌ (مصنف عبدالرزاق ص۴۹۱ ج۳، مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۵ ج۳)

حضرت امام شعبیؒ کا قول ہے، کہ پہلی تکبیر کے بعد اللہ تعالیٰ کی ثناء ہے، دوسری تکبیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا، اور تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا ہے، اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام ہے۔

تکبیرات جنازہ جنازہ میں چار تکبیرات ہیں، ہدایہ ص۱۲۵ ج۱ شرح نقایہ ص۱۳۴ ج۱، کبیری ص۵۸۵

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے کہ صحابہ کرامؓ کی اکثریت کا چار تکبیرات جنازہ پر اتفاق ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰۱ ج۳، ص۳۰۲ ج۳)

۲۔ حضرت عمرؓ، علیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، براء بن عازبؓ، ابوہریرہؓ، عبداللہ بن عباسؓ، زید بن ثابتؓ سے منقول ہے کہ وہ بھی جنازہ پر چار تکبیرات کہتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۰۰ تا ۳۰۲ ج۳)

۳۔ امام ترمذیؒ لکھتے ہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ

اور عمل اسی پر ہے اکثر اہل علم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَغَيْرِهِمْ يَرَوْنَ التَّكْبِيرَ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحٰقَ (ترمذی ص۱۶۶)

کے صحابہ کرام رض اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات (تابعین وغیرہ) کا کہ جنازہ پہ چار ہی تکبیرات ہیں، اور یہی قول ہے، حضرت امام سفیان ثوریؒ اور امام مالکؒ اور حضرت عبداللہ بن مبارکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور اسحٰقؒ کا۔

تکبیرات کے چار ہونے کے بارے میں یہ بات ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چار سے زائد (چار سے آٹھ تک) تکبیرات کا بھی ثبوت ملتا ہے، یا تو خاص حضرات کی خصوصیت کی وجہ سے ایسا کیا گیا تھا، اور یا اس وجہ سے کہ ابھی تک تشریع (تقرر قانون) نہیں ہوا تھا لیکن جو جنازہ آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں آخری مرتبہ پڑھایا تھا اس پہ چار ہی تکبیرات پڑھی تھیں۔

تکبیرات جنازہ میں رفع یدین

ہاتھ صرف پہلی تکبیر کے ساتھ اٹھائے، اور باقی کے ساتھ نہ اٹھائے (شرح نقایہ ص ۱۲۵/۱، کبیری ص ۵۸۸، فتاویٰ قاضیخاں ص ۹۲/۱) جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ، امام سفیان ثوریؒ اور امام مالکؒ وغیرہ کہتے ہیں، اور بعض کے نزدیک ہر ایک تکبیر کے ساتھ رفع یدین ہے، جیسا کہ امام احمدؒ، امام شافعیؒ کہتے ہیں۔

احناف مندرجہ ذیل روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةٍ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ وَضَعَ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرٰى (ترمذی ص۱۴۷، دارقطنی ص ۷۵/۲، بیہقی ص ۳۸/۴)

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز جنازہ پڑھتے تھے، تو پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے پھر دائیں ہاتھ کو بائیں پہ رکھ دیتے تھے۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رض سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کی نماز کے وقت پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے، اور دوبارہ پلٹ

ثُمَّ لَا یَعُوْدُ۔ (دارقطنی ص۷۵ ج۲) کہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

۳۔ علامہ ابن حزمؒ لکھتے ہیں

وَلَا تُرْفَعُ الْیَدَانِ فِی الصَّلٰوۃِ عَلَی الْجَنَازَۃِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ فَقَطْ لِاَنَّہٗ لَمْ یَأْتِ بِرَفْعِ الْاَیْدِیْ فِیْمَا عَدَا اَنَّصَّ وَرُوِیَ مِثْلُ قَوْلِنَا ھٰذَا عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ وَابْنِ عَبَّاسٍؓ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَسُفْیَانَ رحمہ۔ (محلی ص۱۸۱ ج۲)

کہ رفع یدین نہ کیا جائے نماز جنازہ میں سوائے پہلی تکبیر کے، کیونکہ پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین کے لیے کوئی نص (صریح حدیث) نہیں اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے، اور یہی مسلک ہے امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام سفیان ثوریؒ کا۔

۴۔ امام ابراہیم نخعیؒ اور حسن بن عبید اللہؒ سے منقول ہے کہ وہ بھی صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۶ ج۳، ۲۹۷)

مسئلہ: پہلی تکبیر کہہ کر یہ ثنا پڑھے۔

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ (کبیری ص۲۹۵)

اے اللہ! تیری ذات پاک ہے اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں، تیرا نام بڑی برکت والا ہے، اور تیری ثنا و تعریف بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

دوسری تکبیر کے بعد نماز والا درود شریف پڑھے جو ص۴۰ پہ گزر چکا ہے، تیسری تکبیر کے بعد مندرجہ ذیل ادعیہ میں سے کوئی ایک دعا یا ایک سے زیادہ پڑھے۔

دعوات جنازہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف ادعیہ منقول ہیں،

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا۔

اے اللہ! ——— ہمارے زندوں اور مُردوں کو، ہمارے حاضر و غائب کو چھوٹوں اور بڑوں کو، اور ہمارے مَردوں اور عورتوں کو بخش دے

اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

اے اللہ! تو جس کو ہم میں سے زندہ رکھے، تو اسلام پر زندہ رکھ، اور جس کو ہم میں سے وفات دے، تو ایمان پر وفات دے

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ۔

اے اللہ! تو ہمیں بھی اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرنا۔

اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ

اے اللہ! ہم تجھ سے معافی کے خواستگار ہیں۔

(ترمذی ص۱۶۶، ابوداؤد ص۱۰۱/۲ج، نسائی ص۲۸۱/۱ج، ابن ماجہ ص۱۰۸، مجمع الزوائد ص۳۳/۳ج، بحوالہ طبرانی کبیر و اوسط و اسنادہ حسن)

۲۔ حضرت عوف بن مالکؓ سے جو روایت منقول ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ منقول ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ

اے اللہ! تو اس کو بخش دے، اور اس پر رحم فرما اور اس کو آرام سے رکھ اور اس سے درگذر فرما اور اس کو عزت سے مہمان بنا اور اس کی جگہ کو وسیع بنا دے اور اس کو پانی، برف اور اولوں سے دھو دے اور اس کو گناہوں سے پاک کر دے، جس طرح تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کر دیتا ہے اور اس کو اس گھر سے بہتر گھر عطا فرما، اور اہل سے بہتر اہل عطا فرما اور بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما، اور اس کو جنت میں داخل کر دے، اور اس کو قبر

لے یہ لفظ ابوداؤد اور ابن ماجہ میں زائد ہیں، لے یہ آخری جملہ علامہ ہیثمیؒ نے بحوالہ طبرانی "وتوفہ علی الایمان" کے بعد زائد نقل کیا ہے ۱۲۔ سواتی

عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ
(مسلم ص۳۱۱ ج۱، نسائی ص۲۸۱ ج۱، ابن ماجہ ص۱۰۸)

کے عذاب سے بچا اور اس کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

۳۔ اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَيَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَصْبَحَ فَقِيْرًا اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَصْبَحْتَ غَنِيًّا عَنْ عَذَابِهٖ تَخَلّٰى مِنَ الدُّنْيَا وَاَهْلِهَا اِنْ كَانَ زَاكِيًا فَزَكِّهٖ وَاِنْ كَانَ مُخْطِئًا فَاغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ۔ (مستدرک حاکم ص۳۵۹ ج۱)

اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے، تیرے بندے اور تیری بندی کا فرزند ہے، یہ گواہی دیتا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، (اے اللہ) یہ بندہ اب تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اس کو عذاب دینے سے بے نیاز ہے یہ دنیا اور دنیا والوں سے الگ ہو گیا ہے اگر یہ گناہوں سے پاک ہے تو اس کو اور زیادہ پاک بنا دے اگر یہ گنہگار ہے تو اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا۔ اور اس کے بعد ہمیں گمراہی میں نہ ڈالنا۔

۴۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا جِئْنَا شُفَعَآءَ فَاغْفِرْ لَهَا۔
(ابوداؤد ص۱ ج۲)

اے اللہ! تو ہی اس میت کا رب ہے، اور تو نے ہی اس کو پیدا کیا ہے۔ اور تو نے ہی اس کو اسلام کی طرف ہدایت دی ہے اور تو نے ہی اس کی جان کو قبض کیا ہے، اور تو ہی اس کے ظاہر اور باطن کو اچھی طرح جانتا ہے، ہم اس کے لیے سفارشی بن کر حاضر ہوئے ہیں اے اللہ تو اس کو بخش دے۔

۵۔ حضرت ابوہریرۃ رضؓ سے پوچھا گیا کہ آپ نماز جنازہ کس طرح پڑھتے ہیں تو انہوں نے کہا میں پہلے تکبیر کہتا ہوں، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں اور پھر میں یہ دعا کرتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ

اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے، اور تیرے بندے کا اور بندی کا فرزند ہے، یہ گواہی دیتا تھا کہ تیرے

اِلَّا اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ (موطا امام مالک ص۲۰۹، مصنف عبدالرزاق ص۴۸۸ ج۳، مجمع الزوائد ص۳۳ ج۳ بحوالہ ابویعلی وقال رجالہ رجال الصحیح)

سوا کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، اے اللہ! تو اس کو بہتر جانتا ہے، اگر یہ نیکی کرتا تھا تو تو اس کو بدلہ دینے میں زیادہ احسان فرما، اور اگر یہ گناہ کرتا تھا، تو تو اس کی برائیوں سے درگذر فرما، اے اللہ! ہم کو اس کے اجر سے محروم نہ رکھنا۔ اور اس کے بعد ہم کو فتنے میں مبتلا نہ کرنا۔

نابالغ بچے اور مجنون کے لیے دُعا

اگر میت نابالغ بچہ یا مجنون شخص ہے تو اس کے لیے یہ دُعا پڑھے۔ (شرح نقایہ ص۱۲۴ ج۱)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّاَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا (بخاری ص۱۷۸ ج۱، تعلیقاً عن الحسنؒ، ومصنف عبدالرزاق ص۵۲۹ ج۳ عن الحسنؒ، کبیری ص۵۸۷)

اے اللہ! اس بچے کو ہمارے واسطے آگے جانے والا اور پیشرو بنادے، اور اجر اور ذخیرہ آخرت بنادے، اور اس کو ہمارے واسطے سفارش کرنے والا بنا اور ایسا بنا جس کی سفارش مقبول ہو۔

نابالغ بچی کے لیے دُعا

اگر میت نابالغ بچی ہے۔ تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّاَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً۔

اے اللہ! اس بچی کو ہمارے واسطے آگے جانے والی اور پیشرو بنادے، اور اجر اور ذخیرہ آخرت بنادے، اور اس کو ہمارے واسطے سفارش کرنے والی بنادے۔ اور ایسی بنا جس کی سفارش مقبول ہو۔

مسئلہ: فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ کے لیے کوئی خاص دعا مقرر نہیں کہ صرف اسی دعا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہو، بلکہ مختلف اوقات میں مختلف ادعیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، صحابہ کرامؓ نے کسی ایک دُعا پر التزام نہیں کیا، ان ادعیہ

ماثورہ میں سے جونسی دعا بھی پڑھے سنت ادا ہو جائے گی۔

نماز جنازہ میں قرارۃ نماز جنازہ میں اگر سورۃ فاتحہ بطور قرارۃ کے پڑھے گا، تو مسیّ اور گنہگار ہو گا، کیونکہ قرآن کا پڑھنا نمازِ جنازہ میں غیر مشروع ہے، البتہ ثنار کے مقام پر اگر بطور ثنا، و تحمید کے پڑھ لے تو مضائقہ نہیں۔ (قاضیخاں صفحہ ۹۳ ج ۱، درمختار صفحہ ۱۲۲ ج ۱)

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت امام ابراہیم نخعیؒ، محمد ابن سیرینؒ، ابوالعالیہؒ، فضالہ بن عبیدؓ، ابو بردۃؒ، عطاءؒ، طاؤسؒ، میمونؒ، بجہ بن عبداللہؒ سے منقول ہے کہ وہ نماز جنازہ میں قرارۃ نہیں کرتے تھے، یا منع کرتے تھے (مصنف عبدالرزاق صفحہ ۴۹۱ ج ۳، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۸ و ۲۹۹ ج ۳)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یُوَقِّتْ فِیْھَا قَوْلًا وَّلَا قِرَاءَۃً — بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں کوئی خاص دعا، اور قرارۃ مقرر نہیں فرمائی۔

(مغنی ابن قدامہ صفحہ ۴۸۵ ج ۲، شرح نقایہ صفحہ ۱۳۲ ج ۱)

۳۔ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ لَا یَقْرَأُ فِی الصَّلٰوۃِ عَلَی الْجَنَازَۃِ۔ — بے شک حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز جنازہ میں قرارۃ نہیں کرتے تھے۔

(موطا امام مالک صفحہ ۲۱۰)

کسی صحیح روایت سے یہ ثابت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں آتا ہے کہ میں نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ اس لیے پڑھی ہے تاکہ تم جان لو کہ یہ بھی مسنون ہے۔

اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ حضرت عمرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوہریرۃؓ جنازہ میں قرارۃ قرآن سے انکار کرتے تھے۔

اور تابعینؒ میں سے حضرت عطاءؒ، طاؤسؒ، سعید بن المسیبؒ، ابن سیرینؒ، سعید بن جبیرؒ، شعبیؒ، مجاہدؒ، اور ان کے علاوہ حمادؒ، امام سفیانؒ بھی انکار کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ وہ فاتحہ کو صرف ثنار کے طور پر

پڑھتے تھے، اور اس میں کوئی حرج نہیں، علماء احناف بھی اس پر عمل کرتے ہیں، قاضی ثناء اللہ
پانی پتیؒ نے اپنی وصیت میں بھی یہ لکھا ہے، اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

وَلَوْ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ بِنِيَّةِ الدُّعَاءِ فَلَا بَأْسَ (عالمگیری ص۱۶۴ ج۱، فتاویٰ قاضیخان ص۹۲ ج۱، درمختار ص۱۲۲ ج۱)
اور اگر فاتحہ کو دعا کی نیت سے پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

مسائل، مسئلہ:- امام اگر سر کے برابر کھڑا ہو، یا صدر (سینے) کے برابر، اور عورتوں میں پیٹ یا
وسط یا سرین کے برابر کھڑا ہو تو یہ سب روا ہے، البتہ احناف مرد اور عورت دونوں کے سینے
کے برابر کھڑے ہونے کو بہتر خیال کرتے ہیں کہ محل ایمان قلب ہے، جو صدر (سینہ) میں ہے
اور ابو غالبؒ کی روایت میں ہے کہ میں نے حضرت انسؓ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی۔

فَقَامَ حِيَالَ صَدْرِهِ (شرح نقایہ ص۱۳۵ ج۱) تو میت کے سینہ کے برابر کھڑے ہوئے۔

حقیقت یہ ہے کہ سر، صدر اور وسط کے برابر کھڑا ہونا ہر طرح جائز ہے، فقہائے
کرام اور محدثین کرام کا اختلاف دراصل افضلیت کے بارہ میں ہے، کہ زیادہ اولیٰ اور
اور افضل کونسی بات ہے۔

عورت کے وسط یا سرین کے برابر کھڑے ہونے والی بات احناف کرام کے
نزدیک تستر پر محمول ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وجہ سے سرین یا وسط کے
برابر کھڑے ہوتے تھے کہ عورت کے جسم پر لوگوں کی نگاہیں نہ پڑسکیں، کیونکہ سریر
(چارپائی) یا نعش وغیرہ کا بندوبست نہیں تھا۔

مسئلہ:- اگر کئی جنازے اکٹھے ہو جائیں، تو اکٹھے پڑھنا بھی جائز ہے اگرچہ افضل بات یہ ہے
کہ الگ الگ پڑھا جائیں ________ لیکن اگر مجبوری ہو تو اکٹھے بھی ہوسکتے، اس کی صورت
یہ ہے کہ اگر جنازے مختلف ہوں تو امام کے سامنے پہلے مرد کا جنازہ ہو، پھر اس کے بعد
بچے کا پھر عورت کا، (شرح نقایہ ص۱۳۵ ج۱، کبیری ص۶۰۶، درمختار ص۱۲۲ ج۱)
جیسا کہ حضرت علیؓ سے منقول ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۱۵ ج۳)

مسئلہ:- اگر میت کا سارا جسم موجود نہ ہو، بلکہ اس کا کوئی عضو ہو تو اگر نصف حصہ مع سر کے
یا اکثر حصہ موجود ہو خواہ بغیر سر کے ہی ہو، تو اس پر نماز درست ہوگی اور سر کے بغیر کوئی عضو ہو تو ایسا

نماز جنازہ درست نہ ہوگی۔ (شامی ص ۲۳۴/۱)

مسئلہ:۔ جس پر نماز جنازہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے بغیر ہی غسل یا تیمم کے بعد اس کو دفن کر دیا گیا ہو، تو اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھا جا سکتا ہے، جب تک گمان غالب ہو کہ اس کا جسم پھٹا نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ نماز جنازہ سوار ہو کر پڑھنا جائز نہیں ہے، اور اسی طرح اگر جنازہ لوگوں نے ہاتھوں پر اٹھایا ہوا ہو، تو پھر بھی نماز جنازہ درست نہیں۔ (فتاویٰ سراجیہ برحاشیہ قاضیخاں ص ۱۴۳/۱)

مسائل دفن

نماز جنازہ پڑھنے کے بعد میت کو دفن کر دیا جائے۔

مسئلہ:۔ قبر کو اچھی طرح کشادہ اور نصف قد تک گہری بنانا افضل ہے۔

عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ علیه وسلم اَحْفِرُوْا وَاَوْسِعُوْا وَاَحْسِنُوْا۔ (ابن ماجہ ص ۱۱۲)

قبر کو خوب کھودو، وسیع و کشادہ اور اچھی بناؤ۔

مسئلہ:۔ قبر سیدھی (شق) یا لحد سامی یا بغلی بنانا دونوں طرح درست ہے البتہ جہاں کی زمین سخت ہو، اور بغلی قبر بن سکتی ہو تو لحد زیادہ بہتر ہے۔ (ہدایہ ص ۱۲۷/۱، شرح نقایہ ص ۱۲۸/۱، کبیری ص ۵۹۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اسی طرح بنائی گئی تھی (شرح نقایہ ص ۱۲۸/۱)

مسئلہ:۔ میت کو قبر میں سر کی طرف سے داخل کرنا، یا پاؤں کی طرف سے جائز ہے، البتہ قبلہ کی طرف سے قبر میں اتارنا زیادہ افضل اور بہتر ہے (شرح نقایہ ص ۱۲۹/۱)

مسئلہ:۔ میت کو قبر میں اتارنے والا۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (یا پھر) وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے اور اس کی برکت و مدد سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یا آپ کی ملت پر اس کو ہم قبر میں داخل کر رہے ہیں)

کہے (ترمذی ص ۱۲۷، مستدرک حاکم ص ۳۶۶/۱، ابن ماجہ ص ۱۱۱، ابوداؤد ص ۱۰۲/۱)

مسئلہ:۔ میت کا رُخ قبر میں قبلہ کی طرف کیا جائے۔

(ہدایہ ص ۱۲۷/۱، شرح نقایہ ص ۱۲۹/۱، کبیری ص ۵۹۶)

مسئلہ:- قبر میں کفن کی گرہیں کھول دی جائیں۔ (ہدایہ ص۱۲۷ ج۱، شرح نقایہ ص۱۳۹ ج۱، کبیری ص۵۹۷)

مسئلہ:- قبر پر کچی اینٹیں یا کانے اور گھاس وغیرہ رکھا جائے، یا لکڑی یا پتھر، لیکن پختہ اینٹیں رکھنی مکروہ ہیں۔ (ہدایہ ص۱۲۷ ج۱، شرح نقایہ ص۱۳۹ ج۱، کبیری ص۵۹۸)

مسئلہ:- مرد کی قبر پر دفن کرتے وقت کپڑا نہ تانا جائے، البتہ عورت کی قبر پر ایسا کرنا چاہیئے۔
(ہدایہ ص۱۲۷ ج۱، شرح نقایہ ص۱۳۹ ج۱)

اَنَّ عَلِیًّا مَرَّ بِقَوْمٍ قَدْ دَفَنُوْا مَیِّتًا وَبَسَطُوْا عَلٰی قَبْرِہِ الثَّوْبَ فَجَذَبَہٗ وَقَالَ اِنَّمَا یُصْنَعُ ھٰذَا بِالنِّسَاءِ
(شرح نقایہ ص۱۳۹ ج۱)

حضرت علیؓ کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے جو میت کو قبر میں اتار رہے تھے، اور انہوں نے چادر اوپر تانی ہوئی تھی، حضرت علیؓ نے چادر کھینچ کر پیچھے ہٹا دیا اور فرمایا کہ یہ بات صرف عورتوں کے ساتھ کی جاتی ہے

مسئلہ:- قبر کو بالکل زمین کے ساتھ برابر کر دینا بھی جائز ہے، اور چوکور بنانی بھی جائز ہے، البتہ کوہان دار بنانی زیادہ افضل ہے۔ (شرح نقایہ ص۱۳۹ ج۱)
جیسا کہ صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک بنائی تھی۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۴ ج۳)

مسئلہ:- میت کو قبر میں اتارنے کے بعد نہ نکالا جائے، اِلّا یہ کہ زمین مغصوب ہو، یا زمین والا دفن کرنے کی اجازت نہ دے، یا کوئی قیمتی چیز میت کے ساتھ دفن ہو گئی، تو پھر اس کا نکالنا درست ہے۔ (شرح نقایہ ص۱۳۹، ۱۴۰ ج۱، درمختار ص۱۲۶ ج۱، کبیری ص۶۰۷)

مسئلہ:- میت کو دفن کرنے سے پہلے دوسری جگہ لے جا کر دفن کرنا درست ہے، لیکن اولیٰ یہ ہے کہ جہاں فوت ہو اسی مقام کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

مسئلہ:- دو یا دو سے زیادہ اموات کو ضرورت کے وقت ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے
(شرح نقایہ ص۱۴۰ ج۱)

مسئلہ:- اگر ضرورت ہو تو میت کو تابوت میں ڈال کر دفن کیا جا سکتا ہے۔
(کبیری ص۵۹۸)

مسئلہ:- دریا یا سمندر میں فوت ہونے والے کو اگر خشکی تک لیجانا مشکل ہو تو غسل، کفن کے بعد

کوئی ثقیل چیز ساتھ رکھ کر دریا میں ڈال دیا جائے۔ (شرح نقایہ صفحہ ۱۴۰/۱)

مسئلہ:۔ قبرستان میں دعا کرنی مسنون ہے

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنۃ البقیع میں جا کر یوں دعا کرتے تھے۔

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَسْاَلُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ۔	تم پر سلام ہو اے مؤمن قوم کے گھر کے باشندو اور ہم انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت مانگتا ہوں۔

(مسلم صفحہ ۱۲۶/۱)

۲۔ جَاءَ الْبَقِیْعَ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ۔	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں تشریف لے گئے، اور دیر تک کھڑے رہے، پھر تین بار ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

(مسلم صفحہ ۳۱۳/۱)

مسئلہ:۔ قبر پر بیٹھنا، لیٹنا، پامال کرنا مکروہ ہے، اور بول و براز کرنا شدید درجہ کا مکروہ ہے (کبیری صفحہ ۶۰۷، ۶۰۸)

مسئلہ:۔ میت پر ہاتھ سے مٹی ڈالی جائے، پھر اگر ضرورت ہو تو کسی، بیلچہ وغیرہ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

مسئلہ:۔ قبر کو پختہ بنانا، یا اس پر عمارت، گنبد وغیرہ بنانا ناجائز ہے (کبیری صفحہ ۵۹۹)

عَنْ جَابِرٍ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ وسلم اَنْ یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ یُّقْعَدَ عَلَیْہِ وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْہِ	حضرت جابرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ نے منع فرمایا کہ قبر کو پختہ بنایا جائے، اور اس سے بھی منع فرمایا کہ قبر پر بیٹھا جائے، اور اس سے بھی منع فرمایا کہ قبر پر عمارت بنائی جائے۔

(مسلم صفحہ ۳۱۲/۱)

مسئلہ:۔ مصیبت کے وقت تین دن تک کاروبار معطل کر دینا درست ہے۔

مسئلہ:۔ میت کے گھر والوں کو، اقارب، رشتے دار یا پڑوسی وغیرہ کی طرف سے ایک دن رات کے طعام کا بندوبست کرنا مستحب ہے۔ (شرح نقایہ صفحہ ۱۴۰/۱)

اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ جَآءَ هُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے طعام تیار کرو، کیونکہ ان کے پاس ایسی چیز آئی ہے۔ جو ان کو اس سے مشغول کرتی ہے۔

(مستدرک حاکم ص ۳۷۲/۱، ترمذی ص ۱۶۳)

مسئلہ:۔ لیکن یہ کھانا پکانا کسی خاص رشتے دار یا پڑوسی کے ساتھ خاص نہیں ہے، جیسا کہ بعض علاقوں اور برادریوں میں رواج ہے کہ میت کا فلاں قریبی رشتہ دار ہی پکائے گا۔ خواہ وہ قرض اٹھا کر پکائے، اور نہ پکانے والے کو برا سمجھتے ہیں، اور نیز پرتکلف کھانا نہ پکانے والے پر ملامت بھی کرتے ہیں۔ یہ گناہ کی بات ہے۔

بلکہ میت کا کوئی بھی اقارب رشتہ دار، پڑوسی اپنی وسعت کے مطابق اہتمام کرے۔ تو مستحب ہے۔

نماز جنازہ کے بعد دعا نماز جنازہ میں سلام پھیرنے کے بعد متصل اجتماعی شکل میں دعا کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ فقہاء کرام نے اس کو بدعت اور مکروہ کہا ہے۔ البتہ سنت طریقہ یہ ہے کہ دفن کرنے کے بعد قبر پہ دعا کی جائے۔

ملا علیؒ قاری حنفی مرقات میں لکھتے ہیں۔

اِسے وَلَا يَدْعُوْ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ لِاَنَّهٗ يُشْبِهُ الزِّيَادَةَ فِيْ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ۔ اور میت کے لیے نماز جنازہ کے بعد دعا نہ کرنے کیونکہ یہ نماز جنازہ کے اندر زیادتی کے مشابہ ہے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام اور ائمہ کرام سے ثابت نہیں ہے۔)

(مرقات، شرح مشکوٰۃ ص ۶۴/۴)

فتاویٰ سراجیہ میں ہے۔

اِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ لَا يَقُوْمُ بِالدُّعَاءِ۔ (فتاویٰ سراجیہ برحاشیہ قاضیخاں ص ۱۴۵/۱) جب نماز جنازہ سے فارغ ہو تو دعا کے لیے کھڑا نہ ہو۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے جنازہ کے بعد دعا نہیں مانگی گئی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کی نماز جنازہ کے بعد دعا نہیں مانگی گئی چنانچہ

صاحب زبدۃ المقامات لکھتے ہیں۔

وحضرت مخدوم زادہ بزرگ — خواجہ محمد سعید دامت برکاتہم (فرزند ارجمند حضرت مجدد الف ثانیؒ وجانشین ایشان) امامت نماز جنازہ پیر و پدر بزرگوار خود نمودند، وبعد از نماز برائے دعائے توقف نفرمودند کہ مقتضیٰ سنّت چنیں نیست و در کتب فقہ معتبرہ مرقوم است کہ بعد از نماز جنازہ ایستادہ کہ دن مکروہ است ہر چند کہ عمل بعضے امام دریں ایام چنیں ست
(زبدۃ المقامات ص ۲۹۴ مطبوعہ لکھنؤ)

خواجہ محمد سعید دامت برکاتہ (حضرت امام مجددؒ کے فرزند ارجمند اور ان کے جانشین) نے اپنے پیر و مرشد اور والد گرامی حضرت مولانا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کی نماز جنازہ کی امامت کرائی، اور نماز کے بعد دعا کے لیے توقف فرمایا، کیونکہ سنت کا مقتضیٰ اس طرح نہیں ہے (جنازہ کی نماز کے بعد دعا کے لیے کھڑا ہونا) اور فقہ کی معتبر کتب میں لکھا ہوا ہے، کہ نماز جنازہ کے بعد اسی طرح دعا کے لیے کھڑا ہونا مکروہ ہے، اگرچہ بعض امام حضرات اس دور میں ایسا کرتے ہیں۔ (لیکن انکا عمل سنت کے مطابق نہیں بلکہ مکروہ ہے)

جنازہ علی الغائب (غائبانہ نماز جنازہ)

غائب پر نماز جنازہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک جائز ہے، اور امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک غائب پر جنازہ نہیں ہے؛

نجاشی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ پڑھنا حق بات یہ ہے کہ

۱۔ یہ آپ کی خصوصیات میں داخل ہے۔

۲۔ یا اس پر نماز جنازہ اس لیے پڑھا گیا کہ اس کے وطن میں عیسائی لوگ تھے، اس لیے اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی۔

۳۔ یا اس لیے کہ اس کی نعش کسی نہ کسی وجہ سے حاضر تھی یا تو اس کی میت آپ کے سامنے کر دی گئی تھی، آپ اس کو دیکھ رہے تھے، گو صحابہ کرامؓ کو نظر نہیں آتی تھی، یا آپ کے سامنے سے پردہ ہٹا کر آپ کو دکھا دی گئی تھی،

۴۔ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ اِنَّمَا صَلّٰی

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ نجاشیؓ پر آنحضرت صلی

عَلَيْهِ لِاَنَّهُ يَكْتُمُ اِيْمَانَهُ مِنْ قَوْمِهِ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ يَوْمَ مَاتَ مَنْ يُّصَلِّيْ عَلَيْهِ فَلِهٰذَا صَلّٰى عَلَيْهِ (ص) قَالُوْا فَالْغَائِبُ اِنْ كَانَ قَدْ صُلِّيَ عَلَيْهِ بِبَلْدَةٍ لَا تُشْرَعُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ بِبَلْدَةٍ اُخْرٰى وَلِهٰذَا لَمْ يُصَلِّ النَّبِيُّ (ص) فِيْ غَيْرِ الْمَدِيْنَةِ لَا اَهْلُ مَكَّةَ وَلَا غَيْرُهُمْ وَهٰكَذَا اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ لَمْ يُنْقَلْ اَنَّهُ صَلّٰى عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ فِيْ غَيْرِ الْبَلْدَةِ الَّتِيْ صُلِّيَ عَلَيْهِ فِيْهَا فَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

(البدایہ والنہایہ ص۳ ج۳)

اللہ علیہ وسلم نے جنازہ اس لیے پڑھا تھا، کہ وہ اپنے ملک حبشہ میں اپنا ایمان اپنی قوم سے چھپاتا تھا، اور جس دن وہ فوت ہوا، اس دن اس کے پاس وہاں کوئی ایسا شخص نہیں تھا، جو اس پر نماز جنازہ پڑھتا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا (ایسا ہی اگر کسی پر جنازہ کی نماز نہ پڑھی گئی ہو، تو پھر غائبانہ اس پر نماز پڑھنی درست ہوگی) علماء نے کہا ہے کہ غائب پر اگر اس کے شہر میں نماز جنازہ پڑھی گئی ہو، تو پھر کسی دوسرے شہر میں اس پر نماز جنازہ مشروع نہیں ہے، اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے علاوہ کسی پر نماز جنازہ (غائبانہ) نہیں پڑھی، نہ اہل مکہ پر اور نہ ان کے علاوہ دوسروں پر، اور اسی طرح حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ وغیرہم صحابہؓ نے بھی کسی کا غائبانہ جنازہ نہیں پڑھا۔ اور ان سے یہ منقول نہیں، کہ ان میں سے کسی نے اس شہر کے علاوہ جس میں اس میت پر نماز جنازہ پڑھی گئی ہو، کسی پر نماز جنازہ پڑھی ہو۔

اس کے علاوہ حضرت معاویہ مزنیؓ کے بارہ میں جو منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی تھی، جیسا کہ

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ بِتَبُوْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ

حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے۔ اس وقت آپ تبوک کے مقام میں تھے، جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اے محمد! آپ حاضر ہوں معاویہ

اَشْهَدُ جَنَازَةَ مُعَاوِيَةَ الْمُزَنِيِّ	مزنی رض کے جنازہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
قَالَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	جنازہ میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے اور
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ جِبْرَائِيْلُ	جبرائیل علیہ السلام اترے اسی ہزار فرشتوں کے
عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي سَبْعِيْنَ اَلْفًا	ساتھ، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا دایاں بازو
مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ فَوَضَعَ جَنَاحَهُ	پہاڑوں پر رکھ دیا، تو پہاڑ پست ہو گئے اور بایاں
الْاَيْمَنَ عَلٰى رُؤُوْسِ الْجِبَالِ فَتَوَاضَعَتْ	بازو زمینوں پر رکھ دیا، تو وہ بھی پست (ہموار) ہو گئیں
وَوَضَعَ جَنَاحَهُ الْاَيْسَرَ عَلَى الْاَرَضِيْنَ	یہاں تک کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ نظر آنے لگے، تو
فَتَوَاضَعَتْ حَتّٰى نَظَرَ مَكَّةَ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز جنازہ پڑھی
وَالْمَدِيْنَةَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ	اور جبرئیل علیہ السلام اور فرشتوں نے بھی نماز جنازہ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	پڑھی، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے
وَجِبْرَائِيْلُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ عَلَيْهِمُ	تو آپ نے فرمایا، اے جبرائیل! کس وجہ سے معاویہ رض
السَّلَامُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا جِبْرَائِيْلُ	اس مرتبہ تک پہنچا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے
بِمَ بَلَغَ مُعَاوِيَةُ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ؟	کہا کہ یہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (سورۃ اخلاص)
قَالَ بِقِرَاءَتِهِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ	کھڑے بیٹھے، سوار پیدل چلتے وقت یعنی ہر حال
قَائِمًا وَّقَاعِدًا وَّرَاكِبًا وَّمَاشِيًا	میں اس سورۃ مبارکہ کو پڑھتا رہتا تھا، اس لیے
(عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی ص ۷۶)	اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ مرتبہ دیا ہے۔

اس روایت کے بارہ میں محدثین کرام کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے، حافظ ابن کثیر رح نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ

منکر روایت ہے، لہٰذا اس سے استدلال درست نہیں، اگر اس کو کسی درجہ تک استدلال کے قابل بھی سمجھ لیا جائے، تو اس میں دوسری بات یہ ہے، کہ یہ جنازہ غائب پر نہیں تھا۔ بلکہ زمین کے پردوں کو ہٹا کر اس کو سامنے کر دیا گیا تھا۔

اور یہی بات نجاشی کے جنازہ میں بھی پیش آئی تھی۔ چنانچہ محدثین کرام یہ کہتے ہیں۔

"نجاشی" اور معاویہ مزنی رض پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ پڑھنا، یہ آپ کی خصوصیات

سے تھا، کیونکہ ان دونوں کو آپ کے سامنے حاضر کر دیا گیا تھا، اور آپ نے ان دونوں کا معائنہ کیا، تو ایسی صورت میں پیچھے نماز پڑھنے والے کی حالت ایسی ہوگی، جس میت کو مقتدیوں کے علاوہ امام دیکھ رہا ہو، اور یہ چیز ایسی ہے، جو اقتداء کو درست ٹھہراتی ہے۔

امام ابن عبدالبرؒ نے بھی کتاب التمہید میں لکھا ہے، کہ

اکثر اہل علم اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص مانتے ہیں، نجاشی کی میت کو آپ کے سامنے حاضر کر دیا گیا تھا، آپ نے اس کا مشاہدہ کیا، اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یا اس کا جنازہ آپ کے سامنے اس طرح بلند کر دیا گیا، جس طرح اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو آپ کے سامنے ظاہر کر دیا تھا، جب کہ قریش نے آپ سے سوال کیا تھا، اسی طرح ابن عبدالبرؒ نے حضرت عمران بن حصینؓ کی روایت نقل کی ہے۔ کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا بھائی نجاشی وفات پا گیا ہے، اس پر نماز جنازہ پڑھو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم لوگ بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے صفیں بنائیں، آپ نے چار تکبیرات پڑھیں اور ہم بھی گمان کرتے تھے کہ جنازہ آپ کے سامنے ہے۔

اگر غائب پر نماز جنازہ جائز ہوتی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ان اصحاب پر نماز جنازہ ضرور پڑھتے، جو مدینہ سے باہر فوت ہو چکے تھے اور مسلمان بھی شرقاً غرباً خلفاء راشدین پر نماز جنازہ پڑھتے، حالانکہ کسی سے یہ منقول نہیں، (فتح الملہم ص ۴۹۶/۲)

علامہ شوکانیؒ کہتے ہیں کہ

اعذار میں سے ان محدثین اور فقہاء کا قول ہے کہ اس (نجاشی) کے جنازہ کو آپ کے سامنے منکشف کر دیا گیا تھا، یہاں تک کہ آپ نے اس کو دیکھ لیا، تو اس کا حکم اس شخص کا ہوگا، جس کو امام کے سامنے حاضر کر دیا گیا ہو۔ جس کو امام تو دیکھتا ہے، لیکن مقتدی اس کو نہیں دیکھتے، ایسی صورت میں نماز جنازہ پڑھنا بلا اختلاف جائز ہے۔

اور اس سلسلہ میں استدلال واحدی کی بات سے کیا ہے جس کو بغیر سند کے اس نے عبداللہ بن عباسؓ کے حوالہ سے نقل کیا ہے، کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نجاشی کی نعش کو ظاہر کر دیا گیا تھا، آپ نے اس کو

دیکھا، اور نماز جنازہ اس پر پڑھی، اور ابن حبانؒ نے جو حدیث ـــــ حضرت عمران بن حصینؓ سے نقل کی ہے، کہ صحابہ کرامؓ کھڑے ہوئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صفیں بنائیں، اور صحابہ کرامؓ یہی خیال کرتے تھے، کہ جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے۔

اور ابو عوانہؒ نے بھی ابان وغیرہ عن یحییٰؒ کے طریق سے جو روایت بیان کی ہے کہ ہم نے نماز جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی اور ہم یہی خیال کرتے تھے کہ جنازہ ہمارے سامنے ہے۔

اور اعذار میں سے یہ بھی ہے کہ یہ نماز جنازہ نجاشی کے ساتھ مخصوص تھا اس لیے کہ یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غائب میت پر سوائے نجاشی کے نمازِ جنازہ پڑھی ہو۔ (نیل الاوطار صہ ۵۴/۴)

الشہید والصلوٰۃ علیہ

(شہید اور اس کی نماز جنازہ)

حضرت امام اعظمؒ کہتے ہیں، کہ شہید وہ مسلمان ہوتا ہے جو مکلف اور طاہر ہو، اور اس کے بارے میں یہ معلوم ہو کر وہ ظلماً قتل کیا گیا ہے، اور اس کے مقتول ہونے پر مال و دیت بھی واجب نہ ہوئی ہو، اور اس نے زخمی ہونے کے بعد کوئی دنیاوی زندگی کا نفع بھی حاصل نہ کیا ہو، مثلاً کھانا، پینا، دوا کا استعمال یا آرام وغیرہ (ہدایہ صہ ۱۲۷/۱، شرح نقایہ صہ ۱۴۰/۱، ۱۴۱، کبیری صہ ۵۹۹)

اگر جنابت کی حالت میں اس کی شہادت واقع ہوئی ہو۔ تو پھر اس کو غسل دینا ضروری ہوگا۔

(ہدایہ صہ ۱۲۸/۱، شرح نقایہ صہ ۱۴۲/۱، کبیری صہ ۶۰۰)

اس لیے کہ جب حضرت حنظلہؓ بن ابی عامر جنابت کی حالت میں شہید ہو گئے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہارے ساتھی کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔

(مستدرک حاکم صہ ۲۰۴/۳)

فقہائے کرام فرماتے ہیں ملائکہ کا غسل دینا ہمارے لیے تعلیم ہے، کہ ہم بھی ایسے شہداء کو غسل دیا کریں۔

وجہ تسمیہ | شہید کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہوتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ﴿۱۵۴﴾ (البقرۃ پ۲)

اور نہ کہو ان لوگوں کو مردہ جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مارے جاتے ہیں، بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں۔

ایسے شہداء کو خاص قسم کی حیات عالم برزخ اور قبر میں حاصل ہوتی ہے، اور اس لیے بھی اس کو شہید کہتے ہیں، کہ ملائکہ ان کے لیے جنت کی شہادت دیتے ہیں، یا اس لیے کہ جب ان کی روحیں بدن سے جدا ہوتی ہیں، تو وہ ان چیزوں کا مشاہدہ کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے تیار کی ہیں، یا اس لیے کہ ملائکہ ان کے حق میں دوزخ سے امان اور حسن خاتمہ کی شہادت دیتے ہیں۔

یا اس لیے کہ موت کے وقت ان کے پاس صرف ملائکہ رحمت ہی حاضر ہوتے ہیں، یا اس لیے کہ یہ لوگ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ پر گواہی دیں گے۔

شہید کا کفن و غسل

شہید کے جسم سے زائد کپڑے جیسا پوستین، کوٹ، ٹوپی، زرہ، ہتھیار موزے وغیرہ اتار دیئے جائیں گے، اور باقی اس کے بدن والے کپڑے قمیص شلوار یا تہبند، اس کے جسم پر ہی پہنے دیئے جائیں گے، اور ان کے ساتھ ہی اس کو دفن کیا جائے گا۔ اس کو غسل بھی نہیں دیا جائے گا۔ اسی خون کے ساتھ اسے دفن کیا جائے گا۔

(ہدایہ صـ۱۲۸ جـ۱، شرح نقایہ صـ۱۴۱ جـ۱، کبیری صـ۶۰۲، ۶۰۳)

شہید کی مختلف قسمیں اور ان کے احکام

فقہاء کرام اور محدثین عظام کہتے ہیں، کہ شہید تین قسم پر ہوتے ہیں۔

۱۔ وہ مقتول جو کافروں کے ساتھ لڑائی میں کسی سبب سے مارا جائے، سو ایسے شہید کو آخرت میں کامل ثواب ملے گا، اور دنیاوی احکام میں بھی اس کو غسل نہیں دیا جائے گا، اور عند البعض اس پہ نماز جنازہ بھی نہیں پڑھا جائے گا۔

۲۔ دوسرا وہ شہید ہے، جس کو شہداء جیسا اجر و ثواب تو ملتا ہے، لیکن دنیاوی احکام میں وہ شہید جیسا نہیں ہوتا، اس زمرہ میں بہت سے لوگ آتے ہیں۔

چنانچہ ایک حدیث میں اس طرح آتا ہے۔ کہ

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَمَا تَعُدُّوْنَ الشَّهَادَةَ قَالُوا الْقَتْلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلشُّهَدَاءُ سَبْعَةٌ سِوَى الْقَتْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْغَرِقُ شَهِيْدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيْدٌ وَالْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْحَرِقُ شَهِيْدٌ وَالَّذِيْ يَمُوْتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيْدٌ وَالْمَرْأَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَهِيْدٌ

(موطا امام مالک ص۲۱۶)

تم شہادت کس کو شمار کرتے ہو، لوگوں نے عرض کیا! کہ ہم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کیے جانے والے کو شہید کہتے ہیں، آپ نے فرمایا، بلکہ شہداء قتل فی سبیل اللہ کے علاوہ سات قسم پر ہیں، طاعون میں مرنے والا شہید ہے، اور پانی میں ڈوبنے والا شہید ہے، پسلی کے درد اور ہیضہ یا سگرھنی یا اسہال میں مرنے والا، اور آگ میں جلنے والا، اور کسی دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے اور عورت جو زچگی میں مرجاتی ہے، وہ بھی شہید ہے۔

۲- اسی طرح ایک حدیث میں اس طرح آتا ہے۔

اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

(مسلم ص ۱۴۳/۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون میں مرنا ہر ایک مسلمان کے لیے شہادۃ ہے۔

۳- حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا تَعُدُّوْنَ الشَّهِيْدَ فِيْكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ قَالَ إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِيْ إِذًا لَقَلِيْلٌ قَالُوْا فَمَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَ

تم اپنے درمیان شہید کس کو شمار کرتے ہو، لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت! جو شخص اللہ تعالےٰ کے راستہ میں مارا جائے، اس کو شہید سمجھتے ہیں، تو آپ نے فرمایا پھر تو میری امت کے شہید بہت کم ہوں گے لوگوں نے عرض کیا حضرت پھر شہید کون لوگ ہیں، تو آپ نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں مارا گیا وہ شہید ہے اور جو اللہ کی راہ میں مر گیا وہ بھی شہید ہے اور طاعون میں اور پیٹ کی بیماری میں مرنے والا اور غرق ہونے والا شہید ہے۔

اَلْغَرِیْقُ شَہِیْدٌ (مسلم ص۱۴۲/۲۸)

۴- مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِیْنِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَھْلِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ (ترمذی ص۲۲۳)

جو اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنی جان اور خون کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ بھی شہید ہے، اور جو اپنے دین کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ بھی شہید ہے، اور جو اپنے اہل یا اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ بھی شہید ہے

دیگر آثار سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی لوگ ہیں، جن کو شہادت کا درجہ ملتا ہے، دین حاصل کرنے والا طالب علم قید خانہ میں مظلوم آدمی اور درندہ جس کو پھاڑ کھائے، سانپ بچھو یا موذی جانور جس کو کاٹ کھائے۔ یا مسافر سفر کی حالت میں مر جائے، اسل کا مریض اور نمونیہ کا مریض اگر مر جائے، یہ سب لوگ شہید ہوں گے، اور اسی قسم دوم کے تحت شامل ہوں گے، ایسے شہداء کو غسل دیا جائے گا، اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی،

ایسے شہداء کو صرف آخرت میں شہید کی طرح ثواب ملے گا۔ اگرچہ یہ ضروری نہیں، یہ ثواب میں شہدائے سبیل اللہ کے ساتھ برابر ہوں، لیکن منجملہ ان کو شہداء کے سلسلہ میں شمار کیا جائیگا۔

۳- تیسری قسم شہید کی وہ ہے، جس نے مال غنیمت میں سے خیانت کی ہو۔ اور ایسا شخص کفار کے ساتھ لڑائی میں مارا جائے، اس کا حکم دنیا میں تو شہدا جیسا ہو گا، کہ اس کو غسل نہیں دیا جائے گا (اور بعض کے نزدیک جنازہ بھی نہیں پڑھا جائے گا) لیکن آخرت میں اس کو شہداء فی سبیل اللہ جیسا کامل ثواب نہیں ملے گا۔ (فتح الملہم ص۲۸۴/۱)

شہید کی نماز جنازہ

شہید پر نماز جنازہ کے بارہ میں فقہائے کرام میں اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعیؒ، اور حضرت امام مالکؒ کہتے ہیں، کہ نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی۔

اور حضرت امام ابو حنیفہؒ اور دیگر فقہاء یہ کہتے ہیں، کہ ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی (ہدایہ ص۱۲۷/۱، شرح نقایہ ص۱۴۱/۱)

اس سلسلہ میں روایات میں اختلاف ہے، لیکن صحیح روایات سے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کا شہید پر نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہے۔

مسئلہ:- جو شخص شہر میں مقتول پایا گیا، اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کس نے قتل کیا ہے، تو ایسے شخص کو غسل دیا جائے گا۔

مسئلہ:- اگر کوئی شخص میدان جنگ میں زخمی ہو جائے، اور پھر وہ کوئی فائدہ اٹھائے، مثلاً سو جائے، کھا پی لے، یا علاج معالجہ کرے، یا اس کو اٹھا کر ہسپتال پہنچا دیا جائے، یا خیمہ وغیرہ میں، یا اس کو اتنا وقت مل جائے، جس میں ایک نماز ادا کی جا سکتی ہے، اور وہ ہوش میں ہو، یا وہ کوئی وصیت کر جائے، تو ایسے شہید کو غسل دیا جائے گا، اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

(ہدایہ ص ۱۲۸ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۴۲ ج ۱، کبیری ص ۶۱۰)

الصلوٰۃ فی الکعبۃ

(کعبہ شریف میں نماز)

بیت اللہ شریف کے اندر نماز پڑھنی جائز ہے۔ جیسا کہ بخاری مسلم وغیرہ کتب احادیث سے ثابت ہے۔ کہ فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو شیبہ کے خاندان کے ایک فرد عثمان بن طلحۃ الحجبیؓ (یہی خاندان ہمیشہ کعبہ کا کلید بردار رہا ہے) سے چابی منگوا کر بیت اللہ کو کھول کر اندر داخل ہوئے دروازہ بند کر دیا۔ اور اندر دو رکعات نماز ادا فرمائی، آپ کے ساتھ اس وقت حضرت اسامہؓ، حضرت بلالؓ، اور حضرت عثمانؓ بن طلحہ تھے۔ جہاں آپ کھڑے تھے۔ وہاں دو ستون آپ کے بائیں طرف اور ایک دائیں طرف اور تین ستون پیچھے تھے۔ ان دنوں میں کعبہ کی چھت چھ ستونوں پر قائم تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں آیا ہے کہ ایک موقع پر (غالباً یہ حجۃ الوداع کا موقع تھا) آپ ﷺ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اس میں چھ ستون تھے ایک ستون کے پاس آپ ٹھہرے رہے اور دعا کی اور نماز نہیں پڑھی (بخاری ص ۵۷ ج ۱، مسلم ص ۴۲۸ ج ۱)

اور حضرت اسامہؓ کی روایت میں اس طرح ہے۔

أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ الْبَيْتَ دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ حَتَّى خَرَجَ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ فِي قُبُلِ الْبَيْتِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ۔ (مسلم ص ۴۲۹ ج ۱)

حضرت اسامہؓ نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہوئے تو اس کے تمام کونوں میں دعا کی اور آپ نے اندر نماز نہیں پڑھی جب باہر تشریف لائے تو بیت اللہ کے سامنے دو رکعات نماز ادا کی اور فرمایا کہ یہ قبلہ ہے

اس میں غالباً یہی مصلحت تھی کہ کہیں لوگ اندر داخل ہو کر نماز پڑھنے کو سنت اور ضروری نہ خیال کرنے لگ جائیں۔ اور پھر بہت سے لوگ حرج میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

بہرحال کعبہ کے اندر فرض و نفل ہر قسم کی نماز پڑھنی جائز ہے۔ البتہ امام مالکؒ کے نزدیک فرض نماز اندر نہیں ادا ہو سکتی، کیونکہ امام مالکؒ کے خیال میں بعض کعبہ کی طرف پشت بھی ہوتی ہے، لیکن امام مالکؒ کا یہ استدلال کمزور ہے، کعبہ کے تمام اجزاء کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں۔

(ہدایہ ص ۱۲۹ ج ۱، در مختار ص ۱۲۸ ج ۱)

حضرت اسامہؓ کی روایت میں یہ بھی آتا ہے۔

جب حضرت اسامہؓ سے پوچھا گیا کہ نواحی کیا ہے، تو انہوں نے کہا زوایا (جمع زاویہ کی ہے جس کا معنی ہوتا ہے "کونا") حضرت اسامہؓ نے کہا کہ

بَلْ فِي كُلِّ قِبْلَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ (مسلم ص ۴۲۹ ج ۱) بلکہ بیت اللہ شریف کے ہر کونے اور زاویہ میں قبلہ ہے

فقہاء کرامؒ لکھتے ہیں کہ اگر خانہ کعبہ کے اندر باجماعت نماز ادا کریں اور بعض مقتدیوں کی پشت امام کی طرف ہو تو پھر بھی نماز جائز ہے۔ کیونکہ کعبہ کی طرف رُخ بدستور قائم ہے۔ لیکن اگر امام کا رُخ مقتدی کی پشت کی طرف ہو جائے تو یہ جائز نہیں۔ کیونکہ پھر مقتدی امام سے مقدم سمجھا جائیگا۔ مقتدی کا تقدم امام پر جائز نہیں۔ اس طرح کعبہ شریف کے گرداگرد مسجد حرام میں ہر طرف حلقہ کی شکل میں نماز درست ہے۔ (جیسا کہ موجودہ زمانہ میں پڑھی جاتی ہے)

حتیٰ کہ اگر بعض طرف سے مقتدی کعبہ کی طرف امام سے بھی زیادہ قریب ہوں تو بھی نماز جائز ہو گی۔ البتہ جس طرف امام کھڑا ہوا ہو اس طرف سے مقتدی اگر امام سے آگے ہو گا۔ تو اس کی نماز درست

نہ ہوگی کہ تقدم علی الامام روا نہیں ہے۔ (ہدایہ صفحہ ۱۲۹/۱ ، در مختار ص ۱۲۸/۱)

مسئلہ:- بیت اللہ شریف کی چھت پر چڑھ کر جو شخص نماز پڑھتا ہے۔ اس کی نماز جائز ہے۔ اگرچہ اس کے سامنے سُترہ بھی نہ ہو۔ لیکن چھت پر نماز مکروہ ہوگی کیونکہ اس میں بے ادبی ہے۔ اور یہ تعظیم کے خلاف ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن سات مواضع میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے ان میں ایک

فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ (ترمذی ص ۴۷) خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر نماز پڑھنا ہے۔

ابن ماجہ ص ۵۴ مصابیح ص ۵)

خطبات

خطبہ جمعہ

از: حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی (۱۱۹۳ھ-۱۲۴۶ھ)

الخطبۃ الاولیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلِیِّ الذَّاتِ عَظِیْمِ الصِّفَاتِ سَمِیِّ السِّمَاتِ کَبِیْرِ الشَّانِ، جَلِیْلِ الْقَدْرِ رَفِیْعِ الذِّکْرِ مُطَاعِ الْاَمْرِ جَلِیِّ الْبُرْھَانِ فَخِیْمِ الْاِسْمِ غَزِیْرِ الْعِلْمِ وَسِیْعِ الْحِلْمِ کَثِیْرِ الْغُفْرَانِ، جَمِیْلِ الثَّنَاءِ جَزِیْلِ الْعَطَاءِ مُجِیْبِ الدُّعَاءِ عَمِیْمِ الْاِحْسَانِ، سَرِیْعِ الْحِسَابِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ اَلِیْمِ الْعَذَابِ عَزِیْزِ السُّلْطَانِ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ فِی الْخَلْقِ وَالْاَمْرِ وَ نَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الْمَبْعُوْثُ اِلَی الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ، اَلْمَنْعُوْتُ بِشَرْحِ الصَّدْرِ وَرَفْعِ الذِّکْرِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلَاصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ

اَمَّا بَعْدُ: فَیٰٓاَیُّھَا النَّاسُ وَحِّدُوا اللّٰہَ فَاِنَّ التَّوْحِیْدَ رَاْسُ الطَّاعَاتِ، وَاتَّقُوا اللّٰہَ فَاِنَّ التَّقْوٰی مِلَاکُ الْحَسَنَاتِ وَعَلَیْکُمْ بِالسُّنَّۃِ فَاِنَّ السُّنَّۃَ تَھْدِیْٓ اِلَی الطَّاعَۃِ، وَمَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاھْتَدٰی وَاِیَّاکُمْ وَالْبِدْعَۃَ فَاِنَّ الْبِدْعَۃَ تَھْدِیْٓ اِلَی الْمَعْصِیَۃِ، وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰی وَعَلَیْکُمْ

بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يُنْجِيْ وَالْكِذْبَ يُهْلِكُ، وَعَلَيْكُمْ بِالْإِحْسَانِ
فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ، وَلَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ، أَرْحَمُ
الرَّاحِمِيْنَ، وَلَا تُحِبُّوا الدُّنْيَا فَتَكُوْنُوْا مِنَ الْخَاسِرِيْنَ، أَلَا وَإِنَّ نَفْسًا
لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَتَوَكَّلُوْا
عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ، وَادْعُوْهُ فَإِنَّ رَبَّكُمْ مُجِيْبُ الدَّاعِيْنَ،
وَاسْتَغْفِرُوْهُ يُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ
سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ، بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ
وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ
وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاسْتَغْفِرُوْهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔

الخطبة الثانية

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ
وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُوْلُهُ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا
أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ
هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ وَ
خَيْرَ الْأُمُوْرِ عَوَازِمُهَا وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ
بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَّرَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ

وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ وَاَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ قَالَ كَلِمَةَ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ وَاِنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ وَاِنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ وَاِنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَالْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ۔ وَالطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِيْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَّالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَّالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَّالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْحَمُ اُمَّتِىْ بِاُمَّتِىْ اَبُوْبَكْرٍ وَاَشَدُّهُمْ فِىْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَاَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ وَّاَقْرَاُهُمْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَّحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ وَخَالِدٌ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ وَمَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَآءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَآءُ اَصْدَقَ لَهْجَةً مِّنْ اَبِىْ ذَرٍّ وَسَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَسَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطِمَةُ وَسَيِّدُ الشُّهَدَآءِ حَمْزَةُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَعَنْ كُلِّ الصَّحَابَةِ اَجْمَعِيْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَّا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰهَ اللّٰهَ فِىْ اَصْحَابِىْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ مِّنْ بَعْدِىْ غَرَضًا مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّىْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِىْ اَبْغَضَهُمْ، وَخَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ

يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَالسُّلْطَانُ الْمُسْلِمُ الْعَادِلُ ظِلُّ اللّٰهِ فِي
الْاَرْضِ مَنْ اَكْرَمَهٗ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَهَانَهٗ اَهَانَهُ اللّٰهُ اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا
غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ، اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ
بِالْاِمَامِ الْعَادِلِ وَالْخَيْرِ وَالطَّاعَاتِ وَاتِّبَاعِ سُنَنِ سَيِّدِ الْمَوْجُوْدَاتِ
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا
اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ
وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ
يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ
وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ ؕ

خطبہ جمعہ

از شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ۱۲۹۶ھ–۱۳۷۷ھ / ۱۸۷۹ء–۱۹۵۷ء

الخطبة الاولیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِخَیْرِ الْاَدْیَانِ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَاَكْمَلَ لَنَا دِیْنَنَا وَاَتَمَّ عَلَیْنَا نِعْمَتَهٗ وَرَضِیَ لَنَا الْاِسْلَامَ دِیْنًا فَلَا نَعْبُدُ وَلَا نَسْتَعِیْنُ اِلَّآ اِیَّاهُ، اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِ اَهْلِ الْاِیْمَانِ فَاَصْبَحُوْا بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَحَثَّهُمْ عَلٰٓی اَنْ یَّكُوْنُوْا كَاَعْضَاۗءِ جَسَدٍ وَّاحِدٍ اَنْصَارًا وَّاَخْدَانًا نَهَاهُمْ عَنْ مُّوَالَاةِ اَعْدَاۗئِهٖ اَعْدَاۗءِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ، وَاَوْعَدَهُمْ بِمَسِّ النَّارِ وَالْخِذْلَانِ عَلَی الرُّكُوْنِ اِلَی الظّٰلِمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی شَمْسِ الْهِدَایَةِ وَالْیَقِیْنِ، اَلْمُمَیِّزِ بَیْنَ الطَّیِّبِ وَالْخَبِیْثِ الْمَهِیْنِ، اَلْمَاْمُوْرِ بِالْغِلْظَةِ وَالْجِهَادِ عَلَی الْكُفَّارِ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاِعْدَادِ الْمُسْتَطَاعِ مِنَ الْقُوَّةِ الْمُرْهِبَةِ قُلُوْبَ اَعْدَاۗءِ اللّٰهِ الْمَخْذُوْلِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ مُنْقِذًا لِّلْخَلَاۗئِقِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ ذِی الْقُوَّةِ الْمَتِیْنِ، وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْاَشِدَّاۗءِ عَلَی الْكُفَّارِ الرُّحَمَاۗءِ بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ، وَاَتْبَاعِهٖ وَتَابِعِیْهِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ الْحُمَاةِ بَیْضَةَ الْاِسْلَامِ وَالدِّیْنِ الْمُبِیْنِ۔

أما بعد فيا أيها الناس ألا هذا التناعس الفظيع ولم يزل
القرآن العظيم ينبهكم، وألا هذا التناوم الشنيع ولم يبرح الدهر
اليقظان يوقظكم، أما بان لكم أن الأمم قد تداعت عليكم تداعي
الأكلة على القصعة واجتمعت على أن تبلع المسلمين وبلادهم
فتمضغها مضغة، حتام تخشون الناس والله أحق أن تخشوه، و
حتام تتولون الأعداء والله ورسوله أحق أن تولوه أفطال عليكم
الأمد كالذين من قبل فقست قلوبكم، أم زال عنكم الخشوع
لذكر الله فتحجرت أفكاركم وعقولكم ألا ترون أن من
الحجارة لما يتفجر منه الأنهار عن مخافة الله وإن منها
لما يشقق فيخرج منه الماء أو يهبط من خشية الله أحسبتم
أن تتركوا أن تقولوا آمنا وأنتم لا تفتنون أم حسبتم أن تدخلوا
الجنة ولما يأتكم مثل الذين خلوا من قبل، وتبتلوا بمثل
ما كانوا يبتلون، فوالله ليعلمن الله الذين صدقوا وليعلمن الله الذين
جاهدوا منكم وليعلمن الصابرين، فقد ورد في الخبر عن
النبي الصادق الأبر صاحب القدر الأعظم صلى الله عليه وسلم
أنه قال سيكون بعدي أمراء فمن دخل عليهم فصدقهم
بكذبهم وأعانهم على ظلمهم فليس مني ولست منه وليس
بوارد على الحوض ومن لم يدخل عليهم ولم يصدقهم بكذبهم
ولم يعنهم على ظلمهم فهو مني وأنا منه وهو وارد على
الحوض، وقال عليه الصلاة والسلام لا تحاسدوا ولا تباغضوا
ولا تدابروا وكونوا عباد الله إخوانا وقال الله تعالى في كتابه
العظيم بشر المنافقين بأن لهم عذابا أليما الذين يتخذون
الكافرين أولياء من دون المؤمنين أيبتغون عندهم

الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا، بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ؕ

الخطبة الثانية

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔

اَمَّا بَعْدُ فَيَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِي السِّرِّ وَالْعَلَنِ، وَذَرُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَحَافِظُوْا عَلَى الْجُمَعِ وَالْجَمَاعَةِ وَوَطِّنُوْا اَنْفُسَكُمْ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَكُمْ بِاَمْرٍ بَدَاَ فِيْهِ بِنَفْسِهٖ ثُمَّ ثَنّٰى بِمَلٰٓئِكَةِ قُدْسِهٖ ثُمَّ ثَلَّثَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ بَرِيَّتِهٖ جِنِّهٖ وَاِنْسِهٖ فَقَالَ وَلَمْ يَزَلْ قَائِلًا كَرِيْمًا تَمْجِيْدًا لِقَدْرِ حَبِيْبِهٖ وَتَشْرِيْفًا وَتَعْظِيْمًا، اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَهُوَ فِيْ قَبْرِهٖ حَيٌّ اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَكَفٰى بِهٖ اِبْتِهَاجًا وَّفَخْرًا، مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى اَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ، وَاَكْرَمِهِمْ لَدَيْكَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَتَابِعِيْهِ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى، عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى يَا كَرِيْمُ

وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنْ صِدِّيْقِ نَبِيِّكَ وَصَدِيْقِهٖ وَاَنِيْسِهٖ فِي الْغَارِ وَرَفِيْقِهٖ مَنْ قَالَ فِيْ حَقِّهٖ سَيِّدُ مَنْ جَآءَ مِنْكَ بِالنَّهْيِ وَالْاَمْرِ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّيْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنِ النَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابِ الْفَارِقِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ الْاَوَّاهِ الْاَوَّابِ مَنْ قَالَ فِيْ حَقِّهٖ سَيِّدُ الْجِنِّ وَالْبَشَرِ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنْ كَامِلِ الْحَيَآءِ وَالْاِيْمَانِ مُحْيِ اللَّيَالِيْ قِيَامًا وَّ دِرَاسَةً وَّجَمْعًا لِّلْقُرْاٰنِ مَنْ قَالَ فِيْ حَقِّهٖ اَكْمَلُ الْخَلَائِقِ وَسَيِّدُ وُلْدِ عَدْنَانَ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَرَفِيْقِيْ فِيْهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنْ مَّرْكَزِ الْوِلَايَةِ وَالْقَضَآءِ وَبَابِ مَدِيْنَةِ الْعِلْمِ وَالْبَهَآءِ لَيْثِ بَنِيْ غَالِبٍ اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ مَنْ قَالَ فِيْ حَقِّهِ النَّبِيُّ الْاَوَّاهُ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنِ السَّيِّدَيْنِ الْقَمَرَيْنِ الْمُنِيْرَيْنِ رَيْحَانَتَيْ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ مَنْ قَالَ فِيْ حَقِّهِمَا مُنِيْرُ فَضَآءِ الدَّارَيْنِ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا، وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنْ اُمِّهِمَا الْبَتُوْلِ الزَّهْرَآءِ بِضْعَةِ جَسَدِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْعَزِيْزَةِ الْغَرَّآءِ مَنْ قَالَ فِيْ حَقِّهَا مُنْقِذُ الْخَلَائِقِ عَنِ النَّارِ الْحَاطِمَةِ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا، وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنْ عَمَّيْ نَبِيِّكَ الْمَخْصُوْصَيْنِ بِالْكَمَالَاتِ بَيْنَ النَّاسِ اَبِيْ عُمَارَةَ الْحَمْزَةِ وَاَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا، وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنِ السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ بِالْجَنَّةِ الْكِرَامِ وَعَنْ سَآئِرِ الْبَدْرِيِّيْنَ وَاَصْحَابِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ اللُّيُوْثِ الْعِظَامِ، وَعَنْ سَآئِرِ الْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِيْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ، وَاَتْبَاعِهِمْ وَتَابِعِيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، اَللّٰهُمَّ

لَا تَجْعَلْ لِّاَحَدٍ مِّنْهُمْ فِيْ عُنُقِنَا ظُلَامَةً، وَنَجِّنَا بِحُبِّهِمْ عَنْ اَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ، وَاجْعَلْهُمْ شُفَعَاءَ لَنَا وَمُشَفَّعِيْنَ بَيْنَ يَدَيْكَ يَوْمَ الْمَحْشَرِ اَللّٰهُمَّ يَامَنْ اَمْرُهٗ بَيْنَ الْكَافِ وَالنُّوْنِ، وَمَنْ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِجَاهِ نَبِيِّكَ الْاَمِيْنِ الْمَاْمُوْنِ اَنْ تَنْصُرَ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَتُنْجِزَ وَعْدَكَ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَوَفِّقْ وُلَاةَ الْاِسْلَامِ وَسَلَاطِيْنَهُمْ لِمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَاعْصِمْهُمْ عَنِ الضَّلَالِ وَالْغَيِّ وَالْمَيْلِ اِلَى الشَّيْطَانِ وَمَا يَهْوَاهُ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ الدِّيْنَ الْقَوِيْمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تَجْعَلْنَا مَعَهُمْ، وَاغْفِرِ اللّٰهُمَّ جَمِيْعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ، اِنَّكَ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ، رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ، وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ، اُذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَكْبَرُ۔

خطبہ جمعہ

از :۔ عبدالحمید سواتی خطیب جامع مسجد نور و خادم مدرسہ نصرۃ العلوم

الخطبۃ الاولیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا مُوَافِیًا لِنِعَمِہٖ مُکَافِیًا لِمَزِیْدِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَحْمَدُکَ بِاٰلَائِکَ وَنَشْکُرُکَ بِنَعْمَائِکَ لَکَ الْمِنَّۃُ وَالْاِحْسَانُ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ مَالِکُ الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ، وَمِنْکَ السَّبِیْلُ اِلَی الْجَبَرُوْتِ وَاللَّاھُوْتِ، وَمِنْکَ الْبِدَایَۃُ وَاِلَیْکَ النِّھَایَۃُ، اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَبِالْاِجَابَۃِ جَدِیْرٌ، اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ اَنْ تَخُصَّ اَکْرَمَ الْمَوْجُوْدَاتِ بِاَکْمَلِ التَّحِیَّاتِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ،

اَمَّا بَعْدُ اَیُّھَا النَّاسُ وَحِّدُوا اللّٰہَ فَاِنَّ التَّوْحِیْدَ رَاْسُ الطَّاعَاتِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ فَاِنَّ التَّقْوٰی مِلَاکُ الْحَسَنَاتِ،

اَیُّھَا النَّاسُ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰی،

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ وَاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَنَاظِرٌ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ،

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ الدُّنْیَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَہٗ وَمَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَہٗ وَلَھَا یَجْمَعُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَہٗ

اَیُّھَا النَّاسُ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ

يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا،

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الدُّنْيَا قَدْ آذَنَتْ بِفِرَاقٍ وَإِنَّ الْيَوْمَ مِضْمَارٌ وَغَدًا السِّبَاقُ،

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ لِرَبِّكُمْ فِي أَيَّامِ دَهْرِكُمْ نَفَحَاتٍ أَلَا فَتَعَرَّضُوا لَهَا،

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ يَأْكُلُ مِنْهُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، وَإِنَّ الْآخِرَةَ وَعْدٌ صَادِقٌ، يَحْكُمُ فِيهَا مَلِكٌ عَادِلٌ قَادِرٌ، يُحِقُّ فِيهَا الْحَقَّ وَيُبْطِلُ الْبَاطِلَ،

أَيُّهَا النَّاسُ كُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ وَلَا تَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا،

أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا الْحَرَامَ فِي الْبُنْيَانِ فَإِنَّهُ أَسَاسُ الْخَرَابِ،

أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ،

أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوا إِلَى رَبِّكُمْ مَا قَلَّ وَكَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهَى

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تُرْزَقُونَ بِالرِّزْقِ فَإِنَّ الرِّزْقَ مَقْسُومٌ، وَالِاسْتِقْصَاءُ شُؤْمٌ، وَقَدْ فَازَ مَنْ لَمْ يَحْمِلْ مِنَ الظُّلْمِ نَقِيرًا.

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِلْعَرَبِيِّ عَلَى الْعَجَمِيِّ وَلَا لِلْعَجَمِيِّ عَلَى الْعَرَبِيِّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالدِّينِ وَالتَّقْوَى

أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ،

أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ،

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا خُلِقَتِ الدُّنْيَا لَكُمْ وَإِنَّمَا خُلِقْتُمْ لِلْآخِرَةِ،

أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَنَابَزُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا،

أَيُّهَا النَّاسُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ أَلَا فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوا زَكٰوةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ وَأَنْ تَحُجُّوا بَيْتَ رَبِّكُمْ وَأَطِيعُوا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ

أَيُّهَا النَّاسُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْئَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا لَا تَرْجِعُوا ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ،

أَيُّهَا النَّاسُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ،

أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيرًا قَدْ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَاعْفُ عَنَّا إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى الْمَلٰئِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ مِنْ أَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرَضِينَ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ،

الْآيَاتِ ——— ——— ——— ———

——— ——— ——— ——— ——— ———

——— ——— ——— ——— ——— ———

أَسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِينَ

الخطبة الثانیة

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ اِلٰى كَافَّةِ النَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَیْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

اَیُّهَا النَّاسُ وَحِّدُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّوْحِیْدَ رَأْسُ الطَّاعَاتِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الشَّیْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحَابِ السَّعِیْرِ، یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْۤ اَمْرِنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ، وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَكْرٍ وَاَشَدُّهُمْ فِیْۤ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَحْیَاهُمْ عُثْمَانُ وَاَقْضَاهُمْ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَعَنِ السِّتَّةِ الْبَاقِیَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ وَعَنْ جَمِیْعِ اَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَعَنْ جَمِیْعِ بَنَاتِهِ الطَّاهِرَاتِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ وَعَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ، وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَّا تُغَادِرُ ذَنْبًا وَسَیِّدُ الشُّهَدَآءِ حَمْزَةُ وَسَیِّدَیْ شَبَابِ

اَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَسَيِّدَةِ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا وَعَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔

اَللّٰهُمَّ ارْضَ عَنْ جَمِيْعِ اَصْحٰبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اَللّٰهُمَّ اشْفِ مَرْضَانَا وَمَرْضَى الْمُسْلِمِيْنَ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَعْلٰى وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ۔

خطبہ عید الفطر

از :- عبدالحمید سواتی خطیب جامع مسجد نور و خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

الخطبۃ الاولیٰ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْکَبِیْرِ الْمُتَعَالِ، ذِی الْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ وَالْاِفْضَالِ،
اَلَّذِیْ مَنَّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ بِشَھْرِ رَمَضَانَ وَالْقُرْاٰنِ، وَرَفَعَ عَنْھُمُ
الْاِصْرَ وَالْاَغْلَالَ، وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ
نَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الَّذِیْ اَرْسَلَہٗ
لِقَطْعِ سَلَاسِلِ الطُّغْیَانِ وَالْاِضْلَالِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

اَیُّھَا الْمُسْلِمُوْنَ اِنَّ ھٰذَا یَوْمُکُمْ یَوْمٌ عَظِیْمٌ وَیَوْمٌ سَعِیْدٌ
یَوْمُ الْعِیْدِ وَیَوْمُ الْوَعِیْدِ عِیْدٌ لِلْاَبْرَارِ وَوَعِیْدٌ لِلْفُجَّارِ، یَوْمُ الْمُحَاسَبَۃِ
وَیَوْمُ الْجَوَائِزِ، یَوْمُ الْفَرْسَۃِ وَیَوْمُ الْفَرْحَۃِ فَرْحَۃٌ لِمَنْ مَضٰی
عَنْہُ رَمَضَانُ بِالْفَرْحَۃِ وَفَرْحَۃٌ لِمَنْ مَضٰی عَنْہُ رَمَضَانُ بِالْفَرْحَۃِ،
فَطُوْبٰی لِمَنْ تَابَ فِیْہِ مِنَ السَّیِّئَاتِ وَطَابَ لَہُ الْخَیْرَاتُ، قَالَ اللّٰہُ
تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ
یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنَاتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا،
اَیُّھَا النَّاسُ مَضٰی شَھْرُ الصِّیَامِ وَالْقِیَامِ شَھْرُ الْمُوَاسَاتِ

وَشَهْرُ الْمَغْفِرَةِ مِنَ الْاٰثَامِ، شَهْرُ نُزُوْلِ الْقُرْاٰنِ وَتِلَاوَةِ الْفُرْقَانِ،
اَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ لَبِسَ الثِّيَابَ الْفَاخِرَةَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ اَرَادَ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ اَكَلَ النَّعِيْمَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ شَرِبَ وَاَكَلَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ الْعَمَلَ، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِيْدَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِيْدَ، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ تَبَخَّرَ بِالْعُوْدِ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ تَابَ وَلَا يَعُوْدُ، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ تَزَيَّنَ بِزِيْنَةِ الدُّنْيَا اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ تَزَوَّدَ بِزَادِ التَّقْوٰى، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ تَرَكَ الْخَطَايَا، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ نَصَبَ الْقُدُوْرَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ سَعِدَ بِالْمَقْدُوْرِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ يُّنْفِقُ لِغَيْرِ اللّٰهِ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ يُّنْفِقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ اَكَلَ الثَّرِيْدَ وَلَبِسَ الْجَدِيْدَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ خَافَ يَوْمَ الْوَعِيْدِ، وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ، فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِّلصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِّلْمَسَاكِيْنِ فَمَنْ اَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ زَكٰوةٌ مَّقْبُوْلَةٌ وَمَنْ اَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِّنَ الصَّدَقَاتِ، وَعَنْ عَلِيٍّ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّخْرُجَ اِلَى الْعِيْدِ مَاشِيًا وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْعِيْدِ خَالَفَ الطَّرِيْقَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

الخطبة الثانية

اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ
وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ
بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰى، اللّٰهُ اَكْبَرُ
اللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اَمَّا بَعْدُ فَيَآ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الْمَعَاصِيَ وَالْاٰثَامَ
اِنَّ لَكُمْ مَعَالِمَ فَانْتَهُوْا اِلٰى مَعَالِمِكُمْ، وَاِنَّ لَكُمْ نِهَايَةً فَانْتَهُوْا
اِلٰى نِهَايَتِكُمْ فَاِنَّ الْعَبْدَ بَيْنَ مَخَافَتَيْنِ بَيْنَ اَجَلٍ قَدْ مَضٰى لَا
يَدْرِيْ مَا اللّٰهُ صَانِعٌ بِهٖ وَبَيْنَ اَجَلٍ قَدْ بَقِيَ لَا يَدْرِيْ مَا اللّٰهُ قَاضٍ
فِيْهِ فَلْيَتَزَوَّدِ الْعَبْدُ مِنْ نَفْسِهٖ لِنَفْسِهٖ وَمِنْ حَيَاتِهٖ لِمَوْتِهٖ وَمِنْ
شَبَابِهٖ لِكِبَرِهٖ وَمِنْ دُنْيَاهُ لِاٰخِرَتِهٖ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا بَعْدَ
الْمَوْتِ مِنْ مُّسْتَعْتَبٍ. وَلَا بَعْدَ الدُّنْيَا دَارٌ اِلَّا الْجَنَّةُ اَوِ النَّارُ، اللّٰهُ اَكْبَرُ
اللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ
وَتَعَالٰى اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ
اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا
وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ
اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا

وَاٰیَۃً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ قَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مُنَزِّلُھَا عَلَیْکُمْ فَمَنْ یَّکْفُرْ بَعْدُ مِنْکُمْ فَاِنِّیْٓ اُعَذِّبُہٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُہٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

خطبہ عید الاضحیٰ

از: عبدالحمید سواتی خطیب جامع مسجد نور و خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

الخطبۃ الاولیٰ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ وَنَشْکُرُہٗ شُکْرًا جَزِیْلًا، وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ اِلٰی کَافَّۃِ النَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ فَیَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَّھٰذَا عِیْدُنَا، اَیُّھَا النَّاسُ اُوْصِیْکُمْ وَنَفْسِیْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَاَحُثُّکُمْ عَلٰی طَاعَۃِ اللّٰہِ اِنَّ دِمَاءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ اِلٰی اَنْ تَلْقَوْا رَبَّکُمْ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ وَلَا یَحِلُّ لِامْرِءٍ مَّالُ اَخِیْہِ اِلَّا عَنْ طِیْبِ نَفْسٍ مِّنْہُ، قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰھَا لَکُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ لَکُمْ فِیْھَا خَیْرٌ فَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْھَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُھَا فَکُلُوْا مِنْھَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ کَذٰلِکَ سَخَّرْنٰھَا لَکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ، وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا لِّیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلٰی

مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗ أَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ،

قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ، أَيُّهَا النَّاسُ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَّوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ وَإِنَّهٗ لَيَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَّقَعَ بِالْأَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَقَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ الْأَضَاحِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سُنَّةُ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعَرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعَرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، يٰأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَّإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ كُلُّكُمْ أَبْنَاءُ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ لَا فَضْلَ لِلْعَرَبِيِّ عَلَى الْعَجَمِيِّ وَلَا لِلْعَجَمِيِّ عَلَى الْعَرَبِيِّ إِلَّا بِالدِّيْنِ وَالتَّقْوٰى، أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ. يٰأَيُّهَا النَّاسُ لَا نَبِيَّ بَعْدَ نَبِيِّنَا وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِنَا أَلَا فَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوْا زَكٰوةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ وَحُجُّوْا بَيْتَ رَبِّكُمْ وَأَطِيْعُوْا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا

وَتَجَاوَزْعَنْ سَيِّئَاتِنَا وَامِنْ رَوْعَاتِنَا وَتَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَاَصْلِحْ لَنَا شَانَنَا كُلَّهٗ وَاشْفِ مَرْضَانَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

الخطبة الثانية

(عید الاضحیٰ)

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِدِيْنِ الْاِسْلَامِ وَفَضَّلَنَا بِالضَّحَايَا وَالْمَنَاسِكِ عَلٰى سَائِرِ الْاَجْيَالِ وَالْاَدْيَانِ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَفْضَلُ الْخَلَائِقِ الَّذِيْ سَنَّ لَنَا الْاَعْيَادَ۔ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

اَمَّا بَعْدُ فَيَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ فَاَخْلِصُوا النِّيَّاتِ وَالْاَعْمَالَ لِلّٰهِ تَعَالٰى، وَسَمِّنُوْا ضَحَايَاكُمْ فَاِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ۔ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا۔ وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَّخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ،

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةٌ وَفِتْنَةُ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَالُ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ لَا يُدْرَكُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ إِلَّا بِالطَّاعَةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ فَإِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهُ أَجَلُهُ، وَلَا تَكُوْنُوْا إِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَحْسَنَّا وَإِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا - وَلٰكِنْ وَطِّنُوْا أَنْفُسَكُمْ إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَنْ تُحْسِنُوْا وَإِنْ أَسَاءُوْا فَلَا تَظْلِمُوْا

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ - وَوَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَيْرًا مِّنَ الْأُوْلٰى اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنَا إِلٰى أَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ

اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَللّٰهُمَّ اهْدِ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم

اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم

اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِيْ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا دَيْنًا إِلَّا قَضَيْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ -

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

خطبہ نکاح

از: عبدالحمید سواتی خطیب جامع مسجد نور خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا، يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا، يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ، وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا، وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ

اَلْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِهَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ،

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمَا وَبَارِكْ لَهُمَا وَاجْمَعْ بَيْنَهُمَا بِخَيْرٍ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (جمعہ)

اور اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

اَشْرَفُ الْعِبَادَةِ الدُّعَاءُ (الحدیث)

سب سے اشرف عبادت دعا ہے

(ادب المفرد مع شرح فضل اللہ الصمد ص ۱۷۷/۲)

کتاب الاذکار

و

الدعوات

آدابِ دُعا

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں دُعا کے آداب کا بھی ذکر ہے۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے، کہ دُعا گڑگڑا کر اور نہایت ہی عاجزی، انکساری و نیازمندی کے ساتھ مانگنی چاہیئے، دُعا چونکہ عبادت ہے، بلکہ عبادت کا لبِ لباب خلاصہ اور نچوڑ ہے، اور اس کے لیے کوئی بھی وقت مقرر نہیں ہر وقت دُعا کر سکتا ہے، جس طرح ایمان کا ہونا اور خوراک کا حلال اور طیب ہونا شرائط مقبولیت دعا میں سے ہے، اسی طرح دُعا کے بعض آداب بھی ہیں، جن کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

دُعا سے لاپرواہی اور استنکاف اختیار کرنا مذموم ہے، کسی حرام اور ناجائز بات کی دُعا کرنا، یا قطع رحمی اور گناہ کی دُعا کرنا بھی ناجائز اور مذموم ہے اسی طرح دُعا میں غلو اور مبالغہ نہ کرے اور محال و ناممکن باتوں کا سوال بھی ناجائز ہے۔ دُعا دلجمعی اور حضورِ قلب کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ انتہائی، ابتہال، تضرع، رغبت و شوق سے دُعا کرے، اخلاصِ نیت ہو، جسم و لباس پاک و صاف ہو، نجاست و گندگی کی حالت میں نہ ہو، باوضو اور باطہارت ہو، اگر قبلہ رخ ہو، بہت بہتر ہے دُعا کرتے وقت آسمان کی طرح نگاہ نہ اٹھائے، نغمہ اور تکلف بھی نہ کرے، اگر امام ہو تو تنہا اپنے لیے دُعا نہ کرے، بلکہ تمام مقتدیوں کو بھی دُعا میں شریک کرے اپنی خطاؤں اور گناہوں کا اقرار کرے اپنے لیے اپنے والدین اساتذہ مشائخ تمام مؤمنین و مومنات اور تمام امت کے لیے بھی دُعا کرے اپنی تمام شخصی ضروریات و حوائجات اللہ تعالےٰ سے طلب کرے، طلبِ دُعا کے وقت اگر ہاتھ اٹھائے تو بہتر ہے آخر میں ہاتھ منہ پر مل لے، دُعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے اور آخر میں بھی حمد و ثنا اور درود و سلام پر ختم کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس باب میں عام اور خاص دونوں قسم کے اذکار وادعیہ کا ذکر ہو گا، عام اذکار سے مراد وہ اذکار ہیں جو صبح شام یا دن، رات پڑھے جاتے ہیں، یا مختلف اوقات اور مقاصد کے لیے پڑھے جاتے ہیں، اور خاص سے مُراد وہ اذکار ہیں، جو خاص سلسلہ کے بزرگان دین کے معمولات میں شامل ہیں۔

ادعیہ اور اذکار میں جن کی فضیلت یا تاثیر بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے انکا ذکر کیا ہے یا جو ضروری ہیں، اور جن کو اختیار کرنا اور معمول بنانا ہر مرد مومن کے لیے بہتر ہے۔ پہلے ہم عام اذکار کا ذکر کرینگے۔

افضل الذکر

۱۔ عَنْ جَابِرٍؓ (مَرْفُوْعًا) اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَآءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے افضل ذکر لآ الٰہ الّا اللہ ہے اور سب سے افضل دعا الحمد للہ ہے۔

(ترمذی صـ۴۸۷)

۲۔ گھر سے نکلتے وقت کی دُعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے نکلتے تھے تو اپنی نگاہ مبارک آسمان کی طرف اٹھاتے اور یہ دُعا پڑھتے تھے۔

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے (میں گھر سے نکل رہا ہوں) میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہے۔

(ترمذی صـ۴۹۴)

۲۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ لیتا ہوں،

ضَلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ (ابوداؤد ص۳۲۹ ج۲، ابن ماجہ ص۲۷۸، مستدرک حاکم ص۵۱۹ ج۱)

اس بات سے کہ میں کسی کو گمراہ کروں یا گمراہ کیا جاؤں یا میں پھسل جاؤں سیدھے راستے یا پھسلا دیا جاؤں یا میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے یا میں نادانی کی بات کر دوں یا میرے ساتھ جہالت و نادانی کی بات کی جائے۔

۴۔ جو شخص گھر سے نکلے اور یہ دعا کرے، اس کے لیے کفایت و وقایت (حفاظت) ہو گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (ترمذی ص۴۹۴)

اللہ تعالیٰ کے نام سے (میں گھر سے نکل رہا ہوں) میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہے، برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے

گھر سے نکلتے اور داخل ہوتے وقت

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا (ابوداؤد ص۳۲۹ ج۲)

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں گھر میں اچھی طرح داخل ہونے کا، اور گھر سے اچھی طرح باہر نکلنے کا، اللہ تعالیٰ کے نام سے ہم گھر میں داخل ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے نام سے ہم گھر سے باہر نکلتے ہیں اور ہم اپنے اللہ پر جو ہمارا پروردگار ہے بھروسہ کرتے ہیں۔

شیطانی وسوسوں کی زیادتی کے وقت

شیطانی وسوسوں کی زیادتی کے وقت یہ دعا پڑھے۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (مسلم ص۷۹ ج۱)

ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر

کسی ناگوار چیز کو دیکھ کر

جب کسی ناگوار چیز کو دیکھے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ لَا يَاْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (حصن حصین ص۲۶۴)

اے اللہ! نہیں لاتا بھلائیوں کو مگر تو ہی اور نہیں ہٹاتا برائیوں کو مگر تو ہی۔ اور نہیں برائی سے پھرنے اور نیکی کرنے کی طاقت مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔

جب کوئی دشوار معاملہ لاحق ہو۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو بُردبار

اَللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (مسند احمد ص۲۰۶ ج۱)

اور کریم ہے، پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات جو عرش عظیم کا مالک ہے، سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

برائی سے بچنے کیلیے

اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ (مسند احمد ص۱۸۱ ج۴ تفسیر ابن کثیر ص۱۵۷ ج۴ حسن)

اے اللہ! ہمارے تمام امور کے انجام کو اچھا بنا دے، اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے پناہ دے،

مؤذن کی اذان سننے کے بعد

وَاَنَا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا (مسند احمد ص۱۸۱ ج۱)

اور میں گواہی دیتا ہوں، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے، اور بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ راضی ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کو اپنا رب، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اور اسلام کو دین مان کر۔

بازار میں داخل ہونے کے وقت کی دعا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (مسند احمد ص۴۷ ج۱)

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے، اسی کی بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے تعریف ہے، اس کے ہاتھ میں سب بھلائی ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۲۔ ابن سنیؒ نے عمل الیوم واللیلہ میں نقل کیا ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور اسی کے لیے بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

(كُتِبَ لَهُ اَلْفُ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَمُحِيَ عَنْهُ اَلْفُ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَبَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ (عمل اليوم والليلة ص۷۰)

اور وہ زندہ ہوتا ہے جس پر کبھی موت طاری نہیں ہوگی، (اسکے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس لاکھ برائیاں مٹائی جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اسکا گھر جنت میں بناتا ہے)

پانی پینے کے بعد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهِ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا (تفسیر ابن کثیر ص۲۹۱ ج۴)

سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں میٹھا اور خوشگوار پانی پلایا، اپنی رحمت سے، اور اس پانی کو ہمارے گناہوں کی وجہ سے کڑوا بدذائقہ نہیں بنایا۔

کفارہ غیبت کے لیے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ

اے اللہ! ہمارے گناہ بھی اور اس کے گناہ بھی معاف فرمائیے۔

(مظہری ص۵۶ ج۹)

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کوئیں میں یہ دعا سکھلائی تھی

اَللّٰهُمَّ يَا كَاشِفَ كُلِّ كُرْبَةٍ وَمُجِيْبَ كُلِّ دَعْوَةٍ وَيَا جَابِرَ كُلِّ كَسِيْرٍ وَيَا مُيَسِّرَ كُلِّ عَسِيْرٍ وَيَا صَاحِبَ كُلِّ غَرِيْبٍ وَيَا مُؤْنِسَ كُلِّ وَحِيْدٍ يَا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ، سُبْحَانَكَ اَنْ تَجْعَلَ لِيْ فَرَجًا وَمَخْرَجًا وَاَنْ تَقْذِفَ حُبَّكَ فِيْ قَلْبِيْ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ لِيْ هَمٌّ وَلَا ذِكْرٌ غَيْرُكَ وَاَنْ تَحْفَظَنِيْ وَتَرْحَمَنِيْ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

(کشف الرحمان ص۲۷۰)

اے اللہ! جو دور کرنے والا ہے، ہر تکلیف کا اور قبول کرنے والا ہر دعا کا اور اے جوڑنے والے ہر ٹوٹی ہوئی چیز کے، اور اے آسان کرنے والے ہر دشواری کے اور اے صاحب ہر بیکس اور غریب کے، اور انس دلانے والے ہر تنہا کے، یا اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ذات پاک ہے، بنا دے میرے لیے کشادگی اور تنگی سے باہر نکلنے کی راہ اور ڈال دے، اپنی محبت میرے دل میں، یہاں تک کہ میرے لیے کوئی فکر اور ذکر نہ ہو تیرے سوا۔ اور میری حفاظت فرما اور مجھ پر رحم فرما اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

طلبِ فضل و رحمت کے لیے دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ فَاِنَّھُمَا بِیَدِکَ لَا یَمْلِکُھُمَا اَحَدٌ غَیْرُکَ (حاشیہ نسائی صـ۲ بحوالہ دارقطنی فی العلل)

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرا فضل اور رحمت طلب کرتے ہیں، یہ دونوں تیرے ہاتھ میں ہیں، تیرے سوا ان کا کوئی مالک نہیں۔

فطرت پہ خاتمہ کی دُعا

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بستر پہ سونے کے لیے جاؤ تو پہلے وضو کر لو، پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ اور یوں دُعا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجٰی مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ

(بخاری صـ۹۳۴ جـ۲)

اے اللہ! میں نے اپنے چہرے یعنی اپنی جان و نفس کو تیرے تابع کر دیا اور میں نے اپنے ہر معاملہ کو تیرے سپرد کر دیا ہے اور میں نے اپنی پشت کو تیرے سہارے پر ٹیک دیا ہے تیری طرف رغبت رکھتے ہوئے، اور تجھ سے ڈرتے ہوئے، تیرے سوائے کوئی جائے پناہ نہیں، اور کوئی بچنے کی جگہ نہیں بجز تیرے۔ اے اللہ! میں تیری اس کتاب (قرآن) پر ایمان لایا ہوں، جس کو تو نے نازل فرمایا اور میں تیرے اس نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لایا ہوں، جس کو تُو نے رسول بنا کر بھیجا ہے

شگون سے بچنے کے لیے

اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُکَ وَلَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ

(تفسیر ابن کثیر صـ۲۹۵ جـ۲ بحوالہ مسند احمد صـ۲۲۰ جـ۲)

اے اللہ! نہیں خیر مگر وہ جو تیری دی ہوئی خیر ہے، اور نہیں کوئی فال نیک مگر وہ جو تیرا عطا کیا ہوا ہے، اور تیرے سوا کوئی الٰہ (معبود) نہیں

کڑک سُن کر

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا

اے اللہ! ہم کو اپنے غضب سے نہ قتل کر اور ہم کو

تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ — اپنے عذاب سے نہ ہلاک کر، اور اس سے پہلے ہی ہم کو عافیت عطا فرما۔

سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ — پاک ہے، وہ ذات کہ رعد اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں، اور ملائکہ بھی اس کے خوف سے تسبیح کرتے ہیں۔

(ابن کثیر ص۵۰۵ ج۲ ——— ترمذی ص۴۹۸

ادب المفرد للبخاری ص۱۰۵ عمل الیوم واللیلۃ ص۱۲۱)

(امام مالکؒ کا تکیہ کلام) نیز نظر بد زخم چشم سے بچنے کے لیے

مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (زرقانی شرح مؤطا امام مالک ص۳ ج۱ عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی ص۸۶) — جو چاہے اللہ تعالےٰ نہیں نیکی کرنے کی طاقت مگر اللہ تعالےٰ کی توفیق سے۔

قیام مجلس کی دعا:-

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ — پاک ہے تیری ذات اے اللہ! اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں، اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

(ابوداؤد ص۳۱۱ ج۲ ابن کثیر ص۲۴۶ ج۴)

سو کر اٹھنے کے بعد

یہ رات کو پڑھ کر سوئے تو اگر اپنے بستر پر مرگیا۔ شہادت کی موت پائے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ اِلَيَّ نَفْسِيْ بَعْدَ مَوْتِهَا وَلَمْ يُمِتْهَا فِيْ مَنَامِهَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِنَّ اللّٰهَ — سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے میری طرف میرے نفس کو اس کے مرنے کے بعد (نیند کے بعد) لوٹا دیا ہے، اور اس پر موت نہیں طاری کی خواب میں، سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو آسمان اور زمین کو روکتا ہے زائل ہونے سے اور اگر وہ زائل ہو جائیں (اپنے مقام سے گر کر تباہ ہو جائیں) تو کون ہے جو ان کو روکے اور تھامے، بیشک وہ

بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔
(کشف الرحمان ص۲۵۵، در منثور ج۵)
(ابن سنی ص۱۵)

بردبار اور بہت بخشش کرنے والا ہے۔ وہ روکتا ہے، آسمان کو زمین پر گرنے سے، سوائے اس کے حکم کے، بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بہت شفقت کرنیوالا مہربان ہے۔

کھانے میں برکت کے لیے دعا

حضرت ابوطلحہؓ کے گھر کھانے میں برکت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَعْظِمْ فِيْهِ الْبَرَكَةَ (مسند احمد، نسائی، بخاری

بین السطور ص۹۸۹ ج۲)

اللہ تعالیٰ کے نام سے، اے اللہ اس میں بڑی برکت رکھ دے۔

سفر سے واپسی پر :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر سے واپسی پر دعا کی۔

آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔
(بخاری ص۹۱۳ ج۲)

ہم سفر سے لوٹ کر آنیوالے ہیں، اور اپنی لغزشوں سے توبہ کرنیوالے ہیں، ہم اپنے رب کی عبادت کرنے والے ہیں، اور اس کی تعریفیں کرنیوالے ہیں۔

درد کے لیے

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَ سُلْطَانِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ
(ترمذی ص۲۰۳ ج۲)

میں اللہ تعالیٰ کی عزت، قدرت اور غلبہ کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، اس چیز کے شر سے جکو میں پاتا ہوں۔

حسن خاتمہ کے لیے

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَمِتْنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مُبَدِّلِيْنَ
(تفسیر ابن کثیر ص۲۲۹ ج۲)

اے اللہ! ہم کو فرمان برداری کی حالت میں زندہ رکھ اور فرمانبرداری کیحالت میں موت دے، اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ ملادے، اس حال میں کہ نہ ہم رسوا ہوں، اور نہ اپنے اعتقاد کو بدلنے والے،

تنزل سے بچنے کے لیے :- ابن ابی مُلَیْکَةَ يَقُوْلُ

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ اَنْ نَّرْجِعَ عَلٰی اَعْقَابِنَا اَوْ اَنْ نُّفْتَنَ عَنْ دِیْنِنَا (بخاری ص۹۷۵ ج۲ مسلم ص۲۴۹ ج۲)

اے اللہ! ہم تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتے ہیں، اس بات سے کہ ہم الٹے اپنی ایڑیوں کی طرف پلٹ جائیں (گمراہ ہو جائیں) اور اس بات سے کہ ہم اپنے دین سے فتنے میں ڈالے جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار کے پاس جاتے تھے۔

لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ (بخاری ص۸۴۴ ج۲)

کوئی حرج نہیں انشاء اللہ یہ تکلیف گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔

فوت ہونے پر

اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَمَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی (بخاری ص۸۴۲ ج۲)

بیشک اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے، جو اس نے دیا اور جو اس نے لے لیا، اور ہر چیز اس کے نزدیک ایک خاص مقرر مدت تک ہوتی ہے۔

عارف کی دعا مختصر ہوتی ہے :- حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کہتے ہیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ (شمائم امدادیہ ص۴۲)

اے اللہ! میں تجھ سے تیری رضا اور جنت کا طالب ہوں، اور میں تیری ذات کے ساتھ تیری ناراضگی اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو یہ دعا سکھلائی۔

(قُلْ) اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَّمَلِیْکَہٗ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطٰنِ وَشِرْکِہٖ وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِیْ سُوْءً اَوْ اَجُرَّہٗ اِلٰی مُسْلِمٍ

اے اللہ جو موجد ہے، آسمانوں اور زمین کا، اور جو جاننے والا ہے پوشیدہ اور کھلی باتوں کا جو رب اور بادشاہ ہے ہر چیز کا، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں پناہ چاہتا ہوں تیری ذات کے ساتھ اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے، اور اس کے شرک سے اور اس بات سے کہ میں اپنے نفس پر کوئی شر کماؤں۔

(ابوداؤد صـ ۲۲۷/۲، نسائی صـ ، مسند احمد صـ ۹/۱، تفسیر ابن کثیر صـ ۴۹۵/۲) یا اس شر کو کسی مسلمان کی طرف کھینچ کر لے جاؤں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یہ دعا بھی سکھلائی:۔ دن میں تین بار پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ (حاشیہ مظہری صـ ۲۲۹/۵)

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، اس سے کہ میں دانستہ تیرے ساتھ شرک کروں، اور میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ نادانستہ غلطیوں سے۔

کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا کرے تو عافیت دیا جائیگا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا (ترمذی صـ ۴۹۵)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے مجھے عافیت دی ہے، اس چیز سے جس کے ساتھ تجھے مبتلا کیا ہے اور مجھے بہت سی مخلوق پر فضیلت دی ہے۔

اشراق کی نماز کے وقت یہ دعا کرے:۔ یہ دعا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَقَالَنَا یَوْمَنَا هٰذَا وَلَمْ یُهْلِكْنَا بِذُنُوْبِنَا۔ (مسلم صـ ۲۷۴/۱)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں آج کے دن معافی دی اور ہم کو ہمارے گناہوں کی بدولت ہلاک نہیں کیا۔

برائے شفائے مریضاں:۔ حضرت عبداللہؓ نے اپنی بیوی سے کہا تمہارے لیے کافی تھا کہ تم وہ بات کہتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی (شفائے مریضاں کے لیے)

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا (بخاری صـ ۸۴۷/۲، مسند احمد صـ ، ابن کثیر صـ ۴۹۴/۲)

تکلیف کو دور کر دے اے لوگوں کے پروردگار! اور شفا عطا فرما، اور تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کسی کی شفا نہیں، ایسی شفا دے جو کسی روگ کو نہ چھوڑے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی

مریض کے پاس جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ یہی دعا کرتے۔

حوادث سے بچنے کے لیے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَرَمِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَدَمِ وَمِنَ الْغَرَقِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ یَّتَخَبَّطَنِیَ الشَّیْطٰنُ عِنْدَ الْمَوْتِ۔

(ابوداؤد ص۲۱۶ ج۱، ابن کثیر ص۲۵۴ ج۳)

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، انتہائی بڑھاپے سے اور میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں کسی چیز کے نیچے دب کر ہلاک ہونے سے، اور پانی میں ڈوبنے سے اور میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں کہ شیطان مجھے خبطی بنا دے موت کے وقت۔

ھوام و سانپ بچھو وغیرہ کیڑے مکوڑوں سے بچنے کیلیے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِہٖ وَمِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ وَمِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰٓی اَرْبَعٍ (جمع الوسائل ص۱۳۸ ج۱ بحوالہ طبرانی فی الاوسط بیہقی فی الدعوات باسناد صحیح عن ابن عباسؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں ان کے شر سے جو پیٹ کے بل چلتے ہیں، اور ان کے شر سے جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور ان کے شر سے جو چار پاؤں پر چلتے ہیں

عقبیٰ کا خزانہ: حضرت شداد بن اوسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے" جب لوگ سونے چاندی کا خزانہ جمع کریں، تو تم ان کلمات کو اپنی آخرت کا خزانہ بنا لو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَۃَ عَلَی الرُّشْدِ وَاَسْئَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَاَسْئَلُکَ حُسْنَ عِبَادَتِکَ وَاَسْئَلُکَ قَلْبًا

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں معاملہ (دین) پر ثابت قدم رہنے کا، اور رشد پر عزیمت کے کاربند رہنے کا، اور تیری نعمت کے شکر ادا کرنے کا، اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، تیری حسن عبادت کا، اور میں

سَلِيْمًا، وَاَسْئَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا، وَاَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔

(مسند احمد ص۱۲۳ ج۴، ترمذی ص۴۹۰، ابن کثیر ۲۵۱/۲۴)

تجھ سے سوال کرتا ہوں قلب سلیم کا، اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں سچی زبان کا، اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اس بہتری کا جو تو جانتا ہے اور میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں اس کی برائی سے جس کو تو جانتا ہے، اور میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں، ان باتوں سے جن کو تو جانتا ہے بیشک تو تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔

بے چینی (کرب) کے وقت

۱۔ اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا (ابوداؤد ص۲۱۳ ج۱)

اللہ ہی میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بناتا۔

نکاح کرنیوالے (متزوج) کے لیے دعا

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِیْ خَيْرٍ (ابوداؤد ص۲۹۰ ج۱)

اللہ تعالیٰ تیرے لیے اور تجھ پر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں (میاں بیوی) کے درمیان نیکی میں اکٹھ کرے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمُرِیْ اٰخِرَهٗ وَخَيْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَهٗ وَخَيْرَ اَيَّامِیْ يَوْمَ لِقَائِكَ

(تاریخ الخلفاء سیوطی ص۱۰۳)

اے اللہ! میری عمر کا بہتر حصہ آخری عمر کو بنادے اور میرے عمل کا بہتر حصہ خاتمہ کے عمل کو بنادے، اور میرے دنوں میں بہتر دن تیری ملاقات کا دن ہو۔

ایک شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھائی:- ایک اعرابی نے عرض کیا حضور! مجھے کچھ دعا سکھلا دیں، آپ نے فرمایا، پانچ مرتبہ یوں کہو،

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے، اللہ تعالیٰ ہی بڑا ہے اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کثرت سے اور پاک ہے، اللہ تعالیٰ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اور برائی سے ہٹنے اور نیکی کرنے کی توفیق نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے جو عزیز اور حکمت والا ہے۔

اس اعرابی نے عرض کیا حضور! یہ تو میرے رب کے لیے ہوا، میرے لیے کیا ہے، آپ نے فرمایا یوں کہو۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ۔ اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے روزی عطا فرما، اور مجھے ہدایت دے، اور عافیت عطا فرما۔

(مسند احمد صفحہ ۱۸/۱)

دعائے کفایت: حضرت عبداللہ بن بریدہؓ سے مرفوعاً مروی ہے

حَسْبِيَ اللّٰهُ لِدِيْنِيْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَا اَهَمَّنِيْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ بَغٰى عَلَيَّ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ حَسَدَنِيْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ كَادَنِيْ بِسُوْءٍ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَسْئَلَةِ فِي الْقَبْرِ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمِيْزَانِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الصِّرَاطِ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْحَوْضِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

(کشف الرحمٰن صفحہ ۷۳۸)

کافی ہے میرے لیے اللہ تعالیٰ میرے دین کے لیے، کافی ہے اللہ تعالیٰ اس چیز سے جو مجھے فکرمند کرتی ہے، کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے لیے اس شخص سے جو مجھ پر بغاوت کرتا ہے، کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے لیے اس سے جو مجھ سے حسد کرتا ہے کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے لیے اس سے جو میرے خلاف برائی کی تدبیر کرتا ہے، کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے لیے موت کے وقت، کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے لیے قبر میں سوال کے وقت، کافی ہے میرے لیے اللہ تعالیٰ میزان کے پاس، کافی ہے میرے لیے اللہ تعالیٰ پل صراط کے پاس، کافی ہے میرے لیے اللہ تعالیٰ حوض کوثر کے پاس کافی ہے میرے لیے اللہ تعالیٰ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے، اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

دعائے غازی :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غازی کو یہ دعا سکھلائی۔

۱۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَنَصِیْرِیْ بِکَ اَحُوْلُ وَبِکَ اَصُوْلُ وَبِکَ اُقَاتِلُ (ابوداؤد ص۳۵۲ ج۱ کتاب الجہاد)	اے اللہ! تو ہی میرا بازو (قوت) ہے، اور تو ہی میرا مددگار ہے، تیری توفیق سے میں برائی سے پھرتا ہوں، اور تیری مدد سے میں حملہ کرتا ہوں، اور تیری مدد سے میں لڑتا ہوں۔
۲۔ اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتٰبِ مُجْرِیَ السَّحَابِ ھَازِمَ الْاَحْزَابِ اَھْزِمْھُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ (ابوداؤد ص۳۵۲ ج۱)	اے اللہ! جو کتاب نازل کرنے والا ہے اور بادلوں کو چلانے والا، اور لشکروں کو شکست دینے والا، ان کو شکست دے، اور ان پر ہمیں غالب بنا۔

باقیاتِ صالحات :- سعد بن عبادہؓ کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات سکھلائے اور فرمایا کہ یہ باقیات صالحات ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (تفسیر ابن کثیر ص۸۴ ج۳ بحوالہ طبرانی)	پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات، اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے

قیامت کے خوف کے متعلق :- قیامت کے خوف کے متعلق مسلمانوں نے عرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہو،

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ تَوَکَّلْنَا عَلَی اللّٰہِ (یا) عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا (ترمذی ص۴۶ ج۲)	کافی ہے ہمارے لیے اللہ تعالیٰ، اور وہ بہتر کارساز ہے، اللہ تعالیٰ پر ہی ہمارا بھروسہ ہے۔

جامع دعاء :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں نہ بتلاؤں ایسی دعاء جو سب دعاؤں کی جامع ہو،

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ	اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں، اس بہتری کا جس کا سوال تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے، اور اے اللہ! ہم تیری ذات

شَیْءٍ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (ترمذی ص۵۰۰)

کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں، اس شر سے جس سے تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔ اور تجھ سے ہی مدد طلب کی جاسکتی ہے، اور تو ہی کفایت کرنے والا ہے، اور برائی سے ہٹنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی امداد سے۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ کی دعا

فَقَالَ لَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ اَدْهَمَ وَمَا عَلٰی اَحَدِكُمْ اِذَا اَصْبَحَ وَاِذَا اَمْسٰی اَنْ یَّقُوْلَ (پس ہمیں حضرت ابراہیم ادھمؒ نے کہا تم میں سے کسی پر کیا حرج اور بوجھ ہے اگر وہ صبح شام یوں کہے۔)

اَللّٰهُمَّ احْرُسْنَا بِعَیْنِكَ الَّتِیْ لَا تَنَامُ، وَاحْفَظْنَا بِرُكْنِكَ الَّذِیْ لَا یُرَامُ، وَارْحَمْنَا بِقُدْرَتِكَ عَلَیْنَا، وَلَا نَهْلِكُ وَاَنْتَ الرَّجَاءُ

(حلیۃ الاولیاء، ص۸ج۲)

اے اللہ! ہماری حفاظت فرما اپنی اس آنکھ کے ساتھ جو سوتی نہیں، اور ہماری حفاظت فرما اپنی اس مضبوط پناہ کے ساتھ جس کا قصد نہیں کیا جا سکتا، اور ہم پر رحم فرما اپنی قدرت کے ساتھ کہ تو ہم پر قادر ہے، اور ہم ہلاک نہیں ہوں گے جب تک کہ تو ہماری امید ہو۔

دعاء ماثورہ برائے حفاظت

۱۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لَنَا شَاْنَنَا كُلَّهٗ، وَلَا تَكِلْنَا اِلٰٓی اَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَیْنٍ، وَلَآ اِلٰٓی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ

(تفسیر ابن کثیر ص۲۷۲ج۳)

اے حی وقیوم (جو زندہ اور قائم رکھنے والا ہے) اے آسمانوں اور زمین کو ایجاد کرنے والے، اے بزرگی اور عزت والے! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری رحمت کے ساتھ ہی ہم مدد طلب کرتے ہیں ہمارے تمام حالات کو درست فرما دے اور ہم کو آنکھ جھپکنے کے لحظہ تک بھی ہمارے نفسوں کی طرف نہ سونپ، اور نہ اپنی مخلوق میں سے کسی کی طرف سونپ۔

۲- یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ شَانِیْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ (حصن حصین مترجم ص۱۱۴)

اے زندہ اور قائم رکھنے والے، میں تیری رحمت کے طفیل تجھ سے فریاد کرتا ہوں کہ میری تمام حالت کو درست فرما دے اور مجھے ایک لحظہ بھر بھی میرے نفس کی طرف نہ سونپ۔

۳- اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْا فَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی طَرْفَةَ عَیْنٍ، وَاَصْلِحْ لِیْ شَانِیْ كُلَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ۔

اے اللہ میں تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں، پس مجھے میری طرف نہ سونپ ایک لحظہ بھر بھی اور میری تمام حالت کو درست فرما دے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(تفسیر قرطبی ص ۲۲۳/۱۴ بحوالہ ابوداؤد طیالسی)

دو ہزار نیکیاں: حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ دعا پڑھے گا۔

مَنْ قَالَ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ، وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ، كُتِبَتْ لَهٗ اَلْفَیْ حَسَنَةٍ وَمَنْ زَادَ زَادَهُ اللّٰهُ (حلیة الاولیاء ص ۱۵۰/۳)

"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے، یگانہ، بے نیاز نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے"

تو اس کو دو ہزار نیکیاں ملیں گی، اور جو زیادہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ دے گا۔

حوادث اور شیطان سے بچاؤ کے لیے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ یَّتَخَبَّطَنِیَ الشَّیْطٰنُ عِنْدَ الْمَوْتِ

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، پانی میں غرق ہونے اور آگ میں جلنے سے اور میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ شیطان موت کے وقت مجھے خبطی بنا دے۔

(کتاب الاستعاذۃ لابن قدامہ ص۱۴۱ و نسائی ص ۳۲۱/۲ ابن ماجہ ص۔۔۔)

دعائے کرب

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ

کوئی معبود نہیں، مگر اللہ، جو عظیم اور بردبار ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے، کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو آسمانوں اور زمین کا اور بزرگ عرش کا کا رب اور مالک ہے۔

(بخاری ص ۹۳۹/ج۲، مسلم ص ۳۵۱/ج۲)

دعاء اسم اعظم

۱۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں (کہ میری یہ شہادت لکھی جائے) میں گواہی دیتا ہوں، کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو یگانہ اور بے نیاز ہے، وہ جس نے نہ کسی کو جنا ہے نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے۔

(روح المعانی ص ۱۹۳/ج۱۵)

۲۔ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ (ابوداؤد ص ۲۰۹/ج۱، ترمذی ص ۵۰۱، ابن ماجہ ص ۲۷۴، مستدرک حاکم ص ۵۰۴/ج۱، ابن حبان من حدیث بریدہؓ

قَالَ الْحَافِظُ هُوَ اَرْجَحُ مِنْ حَيْثُ السَّنَدِ مِنْ جَمِيْعِ مَا وَرَدَ فِیْ ذٰلِكَ تحفۃ الاحوذی ص ۲۵۳/ج۴

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی ہے یگانہ، بے نیاز، جس نے نہ کسی کو جنا ہے، نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے

۳۔ اَللّٰهُمَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

(ترمذی ص ۵۰۱ عَنْ اَنَسٍؓ)

اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہی ہے جو شفقت کرنے والا اور احسان کرنے والا ہے، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے، اے بزرگی اور عزت کے مالک۔

۴۔ ہر روز تین بار پڑھے

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَآ اِلٰهَنَا وَاِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ	اے زندہ اور قائم رکھنے والے ، اے بزرگی اور عزت والے، اے اللہ اے رحمٰن ، اے ہمارے معبود اور ہر چیز کے معبود، ایک ہی معبود، تیرے سوا کوئی معبود نہیں

(مسائل رازی صفحہ ۲۵۸)

دعائے عفت و ہدایت :۔ حضرت عبداللہؓ سے مرفوعاً مروی ہے ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعِفَافَ وَالْغِنٰى (ترمذی صفحہ ۵۰۲ حسن صحیح)	اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت ، تقویٰ ، پاک دامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں ۔

گناہوں سے بچنے کے لیے

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ فَحُلْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْخَطَايَا فَلَا اَعْمَلُ بِشَيْءٍ مِّنْهَا (تفسیر مظہری صفحہ ۴/۴۰)	اے اللہ! تو آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے ، پس میرے اور گناہوں کے درمیان تو حائل ہو جا ، پھر میں ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب نہ کروں ۔

حق اور باطل میں امتیاز کی دعائے ماثورہ

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ وَلَا تَجْعَلْهُ مُلْتَبِسًا عَلَيْنَا فَنَضِلَّ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱/۲۵۱)	اے اللہ! ہمیں حق بالکل واضح طریق پر دکھادے اور اس کا اتباع عطا فرما ، اور ہمیں باطل واضح طور پر دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما ، اور اس باطل کو ہم پر ملتبس نہ بنا ، پھر ہم گمراہ ہو جائیں گے اور ہمیں متقیوں کا پیشوا بنادے ۔

خوف و خطرے کے وقت

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ مِنْ شَيْءٍ نَّقُوْلُ فَقَدْ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ	حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں ، کہ ہم نے خندق کے دن عرض کیا حضرتؐ کیا کوئی دعا ہے جو ہم پڑھیں کیونکہ خوف سے دل اچھل اچھل کر گلوں تک پہنچ رہے

الْمُنَاجِيْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قُوْلُوْا
ہیں۔ آپ نے فرمایا، ہاں یوں کہو۔

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا (مسند احمد ۳/۳ ، ابن کثیر ۲/۴۲ ، بحوالہ مسند احمد و ابن ابی حاتم)
اے اللہ! ہمارے عیوب پر پردہ پوشی فرما اور ہمارے خوف کو امن سے بدل دے۔

رضا بالقضاء: حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا یوں کہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ نَفْسًا بِكَ مُطْمَئِنَّةً تُؤْمِنُ بِلِقَاءِكَ وَتَرْضٰى بِقَضَاءِكَ وَتَقْنَعُ بِعَطَاءِكَ (تفسیر ابن کثیر ۴/۵۱۱ ، بحوالہ ابن عساکر)
اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے ایسا نفس عطا فرما جو تیری ذات کے ساتھ اطمینان رکھنے والا ہو، اور تیری ملاقات پر ایمان رکھتا ہو، اور تیرے فیصلے پر راضی ہو، اور تیری عطا کردہ چیز پر قانع ہو۔

افتتاح صلوٰۃ کے وقت

۱۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (بخاری، مسلم، ترمذی ۲/۲۹۳ ، تفسیر ابن کثیر ۲/۲۵۱)
اے اللہ! جو رب ہے، جبرائیل، میکائیل، اسرافیل کا جو پیدا کرنے والا ہے، آسمانوں اور زمین کا، جو جاننے والا ہے غیب و شہادت کا، تو ہی فیصلہ کرتا ہے اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں اے اللہ! مجھے ہدایت دے اس چیز میں جس میں اختلاف کیا گیا ہے حق میں، اپنے حکم سے، بیشک تو ہی ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے سیدھے راستہ کی۔

۲۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ ۔ (تفسیر ابن کثیر ۳/۲۵۴)
میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شیطان مردود سے اس کی چھیڑ چھاڑ، تکبر اور وسوسہ اندازی سے۔

درستگی و سداد کے لیے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا یوں کہو۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ (مسلم ص ۳۵/۲) — اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے درستگی عطا فرما۔

نیند میں گھبرانے اور ڈرنے کے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ (مسند احمد ج ۲ ص ۵۷، حصن حصین ص ۱۵۱، ترمذی ص ۵۰۲، ابوداؤد ص ، ابن کثیر ص ۲۵۵/۳)

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ میں پناہ چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ساتھ، اس کے غضب اور اس کے عذاب سے، اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کی چھیڑ چھاڑ سے، اور اس سے کہ وہ شیاطین میرے پاس حاضر ہوں۔

ثبات قلب کے لیے

:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت یہ دعا کرتے تھے۔

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ (ترمذی ص ۵۰۰) — اے دلوں کو پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

رات کو خواب میں بیدار ہونے پر

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ ـــــ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اَوْ دَعَا اُسْتُجِیْبَ لَہٗ۔ (ترمذی ص ۴۹۱، بخاری ص ، ابوداؤد ص ، امانی الاحبار ص ۴۲/۲، ابن کثیر ص ۲۳۵/۳، ابن ماجہ ص ۲۷۶، حصن حصین ص ۱۵۳)

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اور برائی سے پھرنے کی اور نیکی کے کرنے کی طاقت نہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے، پھر کہے، اے اللہ! مجھے بخش دے، یا کوئی دعا کرے مستجاب ہوگی۔

دعائے خلیل

:- حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ دعا کی تھی۔

۱۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ کافی ہے میرے لیے اللہ تعالیٰ، اور وہ بہتر کارساز ہے۔ (بخاری ص ، ابن کثیر ص ۱۸۴ ج ۲)

۲۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے لیے جکڑ رہے تھے۔ تو ان کی یہ دعا تھی،

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الْمُلْکُ، لَاشَرِیْکَ لَکَ (ابن کثیر ص ۱۸۴ ج ۲)

اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیری ذات پاک ہے، تیرے لیے تعریف ہے، اور تیرے لیے ہی بادشاہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

علم نافع کے لیے ۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ وَزِدْنِیْ عِلْمًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ (ترمذی ص ۵۱۷ ابن ماجہ ص ۲۷) وَفِیْ رِوَایَۃٍ اُخْرٰی) وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ حَالِ اَھْلِ النَّارِ (ابن کثیر ص ۱۶۷ ج ۲)

اے اللہ! مجھے فائدہ پہنچا اس علم سے جو تو نے مجھے سکھلایا ہے، اور مجھے سکھلا وہ علم جو مجھے فائدہ دے، اور میرے علم میں اضافہ فرما، اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی تعریف ہے ہر حال میں، ایک روایت میں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں دوزخ والوں کے حال سے۔

شیاطین سے حفاظت اور بہت اجر:۔ جو شخص اس کو دس دفعہ پڑھے گا، اس کو چار غلام اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (ترمذی ص ۵۱۱)

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے، اسی کی بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

صحیحین کی روایت میں ہے، جو شخص اس کو سو مرتبہ پڑھے گا اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، سو نیکیاں حاصل ہوں گی اور سو برائیاں مٹیں گی، اور سارا دن رات تک شیطان سے اس کی حفاظت ہو گی (بخاری ص ، مسلم ص ۳۴۲ ج ۲)

مریض پر پڑھ کر پھونکنا:۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مرفوعاً روایت ہے، کہ جو مریض

قریب المرگ نہ ہو تو سات مرتبہ پڑھ کر دم کرے گا شفا ہوگی۔

اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ (ابوداود ص ۸۶ ج ۲)	میں سوال کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سے جو عظیم ہے اور عرش عظیم کا مالک ہے، کہ وہ تجھ کو شفا دے۔

توکل و توحید

تَوَکَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا (ابن کثیر ص ۶۹ ج ۳ بحوالہ ابویعلیٰ عن ابی ھریرۃ مرفوعاً بسند ضعیف)	میں نے توکل کیا ہے اس ذات پر جو زندہ ہے، اور کبھی بھی اس پر موت طاری نہ ہوگی، سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے کوئی بیٹا نہیں بنایا۔ اور نہ اس کا کوئی شریک ہے بادشاہی میں، اور نہ اس پر ضعف طاری ہوتا ہے کہ اس کا کوئی معاون ہو اور اسی کی بڑائی بیان کرو۔

خاص دعا: وَقَالَ یَامُحَمَّدُ اِذَا صَلَّیْتَ فَقُلْ	اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! جب آپ نماز پڑھیں تو یہ دعا کریں۔
اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ، وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِکَ فِتْنَۃً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ۔ (ترمذی ص ۲۶۶)	اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ نیکیوں کے کرنے کی توفیق دے، اور برائیوں کو چھوڑنے کی اور مساکین سے محبت کرنے کی توفیق دے اور جب تو اپنے بندوں کے ساتھ آزمائش کا ارادہ کرے تو مجھے ایسی حالت میں اپنی طرف اٹھالے، کہ میں فتنے میں مبتلا نہ ہوں۔

عام (سال) فتح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا کی تھی

اَللّٰھُمَّ لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (مسند احمد، تفسیر ابن کثیر ص ۲۹۲ ج ۲)	اے اللہ! مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کرنا۔

حضرت حسن بصریؒ کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَصْحَابِ	اے اللہ! ہم کو اصحاب یمین میں سے بنا دے

الیمین (تفسیر ابن کثیر ص۲۸۴ ج۴)

حضرت امام احمدؒ کی دعا

اَللّٰھُمَّ کَمَا صُنْتَ وَجْھِیْ عَنْ سُجُوْدِ غَیْرِکَ فَصُنْ وَجْھِیْ عَنْ مَسْئَلَةِ غَیْرِکَ

(فتح الملہم ص۶۴ ج۲)

اے اللہ! جس طرح تونے میرے چہرے کو اپنے سوا غیر کے سامنے سجدہ کرنے سے محفوظ فرمایا ہے اسی طرح میرے چہرے کو اپنے سوا غیر کے سامنے سوال کرنے سے بھی محفوظ فرما۔

وحشت اور گھبراہٹ میں

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ

(حصن حصین مترجم ص۱۵۱)

میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ساتھ پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کی چھیڑ چھاڑ سے اور اس سے کہ شیاطین میرے پاس حاضر ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو یہ دعا سکھلائی

اَنْ یَّقُوْلَ کُلَّ یَوْمٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

کہ ہر روز تین مرتبہ یوں کہو۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ"

(حاشیہ مظہری ص۲۲۹ ج۵)

"اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، اس بات سے کہ میں جانتے ہوئے تیرے ساتھ شرک کروں، اور میں بخشش چاہتا ہوں، تجھ سے ان چیزوں کے بارہ میں، جن کو میں نہیں جانتا۔

جب نکاح کرے یا خادم اونٹ خریدے تو یہ دعا پڑھے:-

بیوی اور خادم میں برکت کے لیے یہ دعا کرے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ

اے اللہ! میں تجھ سے اس (عورت، خادم یا جانور) کی خیر کا سوال کرتا ہوں، اور اس خصلت کی بہتری

شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ (ابوداؤد صفحہ ۲۹۳ ج ۱)

کا سوال کرتا ہوں جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے اور میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں اس کے شر سے اور اس خصلت کے شر سے جس پر تو نے اسکو پیدا کیا ہے۔

دُعا عند الوداع :- جب کسی کو رخصت کرے تو یہ دعا کرے۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ (للواحد)

میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، تیرے دین و امانت اور تیرے آخری عمل کو۔

(ابوداؤد صفحہ ۳۵ ج ۱، کتاب الجہاد)

اور اگر لشکر یا کسی جماعت کو رخصت کرے تو یوں کہے۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكُمْ (ابوداؤد صفحہ ۳۵ ج ۱)

میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، تمہارے دین و امانت اور تمہارے آخری عمل کو۔

امام گازرونیؒ کی دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ هٰذِهِ الْبُقْعَةَ عَامِرَةً بِذِكْرِكَ وَاَوْلِيَاۤئِكَ وَاَصْفِيَاۤئِكَ اِلَى الْاَبَدِ، وَاجْعَلْ قُوْتَنَا وَقُوْتَهُمْ يَوْمًا بِيَوْمٍ مِّنَ الْحَلَالِ مِنْ حَيْثُ لَا يُحْتَسَبُ،

اے اللہ! بنادے ہمارے واسطے اس خطہ کو آباد تیرے ذکر اور تیرے اولیاء و اصفیاء کے ساتھ ہمیشہ کے لیے آباد، اور بنادے ہماری اور ان کی روزی ہر روز حلال سے، اور ایسی جگہ سے جہاں سے کسی کا وہم و گمان بھی نہ ہو۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَحَابِّيْنَ فِيْكَ وَمِنَ الْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيْكَ وَمِنَ الْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيْكَ بِحُرْمَةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ

اے اللہ! بنادے ہم کو ایسے کہ تیری ذات و رضا کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہوں، اور تیری رضا کے لیے خرچ کرنے والے ہوں، اور تیری ہی وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت و ملاقات کرنے والے ہوں، تیرے نبی محترم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور سلام ان پر ہوں۔

وَانْظُرْ اِلٰى حَوَاۤئِجِنَا كَمَا يَنْظُرُ الْاَرْبَابُ فِيْ حَوَاۤئِجِ الْعَبِيْدِ

اور اے اللہ! ہماری حاجتوں کی طرف اس طرح

وَاِلیٰ مَا یَعْمَلُہٗ مِنَ الذُّنُوْبِ۔

اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَ بِفَضْلِكَ عَنْ مَّنْ سِوَاكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ مَّعْصِيَتِكَ، يَامَنْ اِذَا دُعِيَ اَجَابَ، وَاِذَا سُئِلَ اَعْطٰى، هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۔

اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا عَنْ بَابِ الْاَطِبَّاءِ وَعَنْ بَابِ الْاُمَرَاءِ وَعَنْ بَابِ الْاَغْنِيَاءِ،

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا بِثَنَاءِ النَّاسِ مَغْرُوْرِيْنَ وَلَا عَنْ خِدْمَتِكَ مَهْجُوْرِيْنَ وَلَا عَنْ بَابِكَ مَطْرُوْدِيْنَ، وَلَا بِنِعْمَتِكَ مُسْتَدْرَجِيْنَ وَلَا مِنَ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ وَارْحَمْنَا يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ، وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا دَائِمًا اَبَدًا كَثِيْرًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

(ابو اسحاق ابراہیم بن شہریار گازرونیؒ

تذکرۃ الاولیاء للشیخ عطارؒ ص ۳۲۵)

نگاہ فرما جس طرح آقا اپنے غلاموں کی حاجتوں کی طرف نگاہ کرتے ہیں، اور ان کے گناہوں پر جو وہ کرتے ہیں عفو کی نگاہ ڈال،

اے اللہ! اپنے حلال کے ساتھ ہمیں اپنے حرام سے مستغنی بنا دے، اور اپنے فضل کے ساتھ اپنے سوا دوسروں سے مستغنی بنا دے۔ اور اپنی اطاعت کے ساتھ اپنی معصیت سے مستغنی بنا دے، اے وہ ذات کہ جب اس کو پکارا جائے، تو وہ قبول کرتا ہے اور جب اس سے سوال کیا جائے تو وہ دیتا ہے۔ عطا فرما ہمیں اپنی جانب سے رحمت اور تیار کر دے ہمارے لیے ہمارے معاملہ میں ہدایت،

اے اللہ! ہم کو طبیبوں، ڈاکٹروں کے دروازوں پر جانے سے اور امراء و حکام کے دروازوں اور مالداروں کے دروازوں سے بچا اور مستغنی بنا،

اے اللہ نہ کر ہم کو لوگوں کی تعریف سے مغرور اور نہ اپنی خدمت سے مہجور اور روکے ہوئے۔ اور نہ تیرے دروازے سے دھکیلے ہوئے، اور نہ تیری نعمت کے ساتھ مہلت دیئے ہوئے، اور نہ بنا ہمیں ان لوگوں میں سے جو دنیا کو دین کے ساتھ کھاتے ہیں اور ہم پر رحم فرما، اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ نازل ہو، اپنی مخلوق میں سب سے بہتر ہستی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پر اور آپ کی تمام اہل پر، جو پاک ہیں، اور سلامتی ہو ان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تیری رحمت کے واسطے سے، اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

آئینہ دیکھ کر

اَللّٰهُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ
(حصن حصین ص۲۴۶ جامع صغیر مع شرح فیض القدیر ج۲ ص۱۲۰)

اے اللہ! میری شکل و صورت جس طرح تو نے اچھی بنائی ہے، تو میرے اخلاق کو بھی اچھا بنا دے۔

ھفوات وغیرہ کا کفارہ

۱۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَهَزْلِیْ وَخَطَئِیْ وَکُلَّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ (مسلم ج۲ ص۳۴۹ حصن حصین ص۲۴۳)

۲۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَظُلْمَنَا وَهَزْلَنَا وَجِدَّنَا وَخَطَأَنَا وَعَمْدَنَا وَکُلَّ ذٰلِکَ عِنْدَنَا
(حصن حصین ص۲۹۴ بحوالہ طبرانی)

اے اللہ! ہمارے گناہوں کو، ہماری زیادتیوں کو، ہماری دل لگی سے کیے ہوئے گناہوں اور غلطی سے کیے ہوئے گناہوں اور سنجیدگی سے کیے ہوئے گناہوں اور قصد و ارادہ سے کیے ہوئے گناہوں کو معاف فرما اور یہ سب ہم سے سرزد ہوتے ہیں۔

نفس کے شر سے پناہ کے لیے

اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ۔ (ترمذی ص۵۰۲)

اے اللہ! تو میرے دل میں نیکی اور ہدایت کی بات ڈال دے، اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچا۔

ثبات قلب کے لیے

اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِکَ۔
(حصن حصین ص۲۷۳)

اے اللہ! دلوں کو پھیرنے والے! تو ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔

قبرستان میں جاتے وقت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ

سلام ہو تم پر اے مومن قوم کی بستی کے رہنے

وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ — والو، اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔

(مسلم ۱۲۶/۱)

ناگوار بات کو دیکھے:- اگر کسی ناگوار بات کو دیکھے تو یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ — سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، ہر حال میں، اور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں دوزخ والوں کے حال سے۔

(تفسیر ابن کثیر ۱۶۷/۳)

قرض کی ادائیگی کے لیے

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ — اے اللہ! تو میری کفایت فرما اپنے حلال کے ساتھ حرام سے، اور اپنے فضل کے ساتھ مجھے غنی بنا دے اپنے سوا دوسروں سے۔

(ترمذی ۵۱۲)

کوئی احسان کرے

جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا (حصن حصین ۲۵۲) — اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے۔

قرض ادا کرنے پر

اَوْفَيْتَنِيْ اَوْفَى اللّٰهُ بِكَ — تو نے میرا قرض پورا کیا ہے، اللہ تعالیٰ تجھے پورا بدلہ عطا فرمائے۔

(حصن حصین ۲۵۴)

مسلمان کو ہنستے ہوئے دیکھے تو

اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ (ابوداؤد ۳۵۴/۲) — اللہ تعالیٰ تجھے ہمیشہ ہنستا ہوا اور خوش رکھے۔

چاند دیکھے تو

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ (ترمذی ۴۹۸) — اے اللہ! اس چاند کو ہم پر برکت اور ایمان وسلامتی سے نمودار فرما۔ (اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔

بارش برستی ہو تو

اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا (بخاری ۱۴۰/۱) — اے اللہ! خوب برسنے والی اور مفید ہو،

کسی کام میں مغلوب ہو جائے

حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (حصن حصین ص۲۲۵) — کافی ہے مجھے اللہ تعالیٰ اور وہ بہتر کارساز ہے،

ظالم حکمران وغیرہ سے ڈر ہو تو

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ حَكَمًا وَّإِمَامًا (حصن حصین ص۲۲۳)

میں اللہ تعالیٰ کو رب، اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور قرآن کریم کو امام اور پیشوا سمجھ کر راضی ہوں۔

شر سے بچاؤ کے لیے: تین بار پڑھے:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ (حصن حصین ص۲۱۸)

اے ازلی ابدی زندہ! اور اے ہر چیز کو تھامنے والے میں تیری رحمت سے فریاد رسی کرتا ہوں

خوف کے اندیشے سے

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ (ابوداؤد ص۲۱۵/۱)

اے اللہ! ہم تیری ذات کو ان کے مقابلہ میں سپر بناتے ہیں، اور ان کے شر سے تیری پناہ لیتے ہیں

زم زم پی کر: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ (مستدرک حاکم ص۴۷۳/۱)

اے اللہ! مجھے علم نافع کشادہ روزی اور ہر بیماری سے شفاء عطا فرما۔

کسی جگہ مقام کرے

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (مسلم ص۳۴۷/۲)

میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ساتھ پناہ لیتا ہوں، اس چیز کے شر سے جس کو اس نے پیدا کیا ہے

مباشرت کے وقت

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا (بخاری ۷۷۶/۲، مسلم ص۴۶۳/۱)

اللہ تعالیٰ کے نام سے اے اللہ! ہم کو شیطان سے دور رکھنا، اور جو تو ہمیں عطا فرمائے اس سے بھی

شیطان کو دُور رکھنا

فراغت کے بعد

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلشَّيْطٰنِ فِيْ مَا رَزَقْتَنِيْ نَصِيْبًا (حصن حصین ص ۲۷۲)

اے اللہ! جو تو نے مجھے عطا فرمایا اس میں شیطان کا حصہ نہ بنانا۔

نیا لباس کسی کو پہنے ہوئے دیکھے تو کہے

تُبْلِيْ وَيُخْلِفُ اللّٰهُ تَعَالٰى (ابوداؤد ص ۲۰۲/۲)

تم پہنو اور بوسیدہ کرو، اور خدا تمہیں اور دے

لباس پہنے تو پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ (ترمذی ص ۵۱۲)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے مجھے پہنایا، جس سے میں اپنی پردہ پوشی کرتا ہوں، اور اپنی زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں۔

کھانا کھانے پر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ (ترمذی ص ۴۹۹)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے ہم کو کھلایا پلایا، اور ہمیں مسلمان بنایا۔

روزہ افطار کرتے وقت

۱۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ (ابوداؤد ص ۳۲۲/۱)

اے اللہ! تیرے لیے میں نے روزہ رکھا ہے اور تیری دی ہوئی روزی پر میں نے افطار کیا۔

۲۔ ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ (ابوداؤد ص ۳۲۱)

پیاس دُور ہوگئی، رگیں تر ہوگئیں، اور اجر ثابت ہوگیا انشاء اللہ

۳۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ (مستدرک حاکم ص ۴۲۲/۱، ابن سنی ص ۱۸۰)

اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کے واسطے سے سوال کرتا ہوں، وہ رحمت جو ہر چیز پر وسیع ہے کہ تو میرے گناہوں کو بخش دے۔

۴۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ (نسائی ص۲۱۴)

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں۔ کفر، فقر اور عذاب قبر سے

۵۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

اے اللہ! میری مدد فرما۔ اپنے ذکر شکر اور اچھی عبادت کرنے پہ

(ابوداؤد ص ۲۱۴/۱)

جب بچہ بات کرنے لگے تو اس کو سکھلاؤ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

(عمل الیوم واللیلۃ لابن سنیؒ ص۱۶۰)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ نَعِیْمًا لَّا یَبِیْدُ وَقُرَّۃَ عَیْنٍ لَّا تَنْفَدُ وَمُرَافَقَۃَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ اَعْلَی الْجَنَّۃِ جَنَّۃِ الْخُلْدِ

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، ایسی نعمت کا، جو ہلاک نہ ہو، ——— اور ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک جو ختم نہ ہو، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا جنت کے اعلیٰ درجہ میں۔

(مسند احمد ص ۳۸۶/۱ج)

غیر مسلم کے لیے دعا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا، تو ایک یہودی نے آپ کو پانی پلا دیا۔ آپ نے اس کو دعا دی (مرتے دم تک اس کے بال سفید نہیں ہوئے)

جَمَّلَکَ اللّٰہُ (عمل الیوم واللیلۃ لابن سنیؒ ص۱۱۶)

اللہ تعالیٰ تجھے خوبصورت بنائے

غسل کے لیے کپڑے اتارنے سے پہلے

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ

اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں

(عمل الیوم واللیلۃ لابن سنیؒ ص۱۱)

مال و اولاد میں برکت کے لیے: ہر روز تین بار پڑھے

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ

اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما، ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی امی ہیں، اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہؓ اور آپ کی ازواج مطہرات پر جو مومنوں کی مائیں ہیں۔

۲۔ یہ بھی ہر روز تین بار پڑھے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما اپنے بندہ کامل اور اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور سب مومن مرد اور سب مومن عورتوں پر، اور سب فرمانبرداری کرنے والے مردوں اور فرمانبرداری کرنیوالی عورتوں پر۔

جن پر بہت اجر ملتا ہے

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ وَرِضَاءَ نَفْسِهٖ

(مسلم صـ ۲۵۰ / ۱ج)

پاک ہے اللہ تعالیٰ، اور ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اس کی مخلوق کی گنتی کے برابر، اور اس کے عرش کے وزن کے برابر، اور اس کے کلمات کی سیاہی کی مقدار کے برابر اور اسکی رضا کے برابر

حضرت حسن بصریؒ جو درود شریف پڑھتے تھے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْیَاعِهٖ وَمُحِبِّیْهِ وَاُمَّتِهٖ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

(شفاء لقاضی عیاض، صـ ۵۵)

اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے آل واصحاب پر اور آپ کی ازواج اور اولاد اور آپ کے اہل بیت پر اور آپ کے سسرال و انصار پر، اور آپ کے گروہ والے لوگوں یعنی اتباع اور محبین پر، اور آپ کی امت پر اور ہم پر بھی ان سب کے ساتھ، اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ جو درود شریف پڑھتے تھے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ اَلْفَ مَرَّةٍ (تذکرۃ الرشید ص۲۸ ج۲)

اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر، ہر ذرہ کے عدد کے برابر، ہزار ہزار مرتبہ۔

موت کی سختی سے بچنے کے لیے

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ وَغَمَرَاتِ الْمَوْتِ (شمائل مع ترمذی ص۵۹۹)

اے اللہ! مجھ پر موت کے سکرات اور موت کی سختیوں کو آسان بنا دے۔

۲- اَللّٰهُمَّ لَقِّنِيْ حُجَّةَ الْاِيْمَانِ عِنْدَ الْمَمَاتِ (حصن حصین ص۲۹۶)

اے اللہ مجھے ایمان کی دلیل سمجھا، دنیا میں موت کے وقت۔

اتباع سنّت کے لیے

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ اِتِّبَاعَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا قَوْلًا وَّفِعْلًا عِبَادَةً وَّعَادَةً۔

اے اللہ! مجھے ہمارے آقا اور مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ظاہر و باطن میں قول و فعل میں عبادت اور عادت میں نصیب فرما۔

غم و اندوہ سے بچنے کے لیے: ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

(ترمذی ص۵۰۲)

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، اندیشہ اور غم سے اور میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں عاجزی اور سستی سے اور میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور بخل سے، اور میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں قرضے کے غلبہ سے اور مردوں کے دباؤ سے

دنیا کی ناپائیداری سے بچنے کے لیے: ہر روز ایک بار پڑھے

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا

اے اللہ! ہماری مصیبت ہمارے دین میں نہ بنا، اور صرف دنیا کو ہی ہمارا بڑا مقصود اور ہمارے

اَکْبَرَ ھَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا غَایَۃَ رَغْبَتِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا (ترمذی ص۵۰۲)

علم کی آخری پہنچ اور ہماری رغبت کی انتہا نہ بنا، اور ہم پر ایسوں کو مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کریں۔

خشیت الٰہی حاصل کرنے کے لیے:۔ ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ عَیْنَیْنِ ھَطَّالَتَیْنِ تَسْقِیَانِ الْقَلْبَ بِذُرُوْفِ الدَّمْعِ مِنْ خَشْیَتِکَ قَبْلَ اَنْ تَکُوْنَ الدُّمُوْعُ دَمًا وَالْاَضْرَاسُ جَمْرًا۔

اے اللہ! مجھے ایسی آنکھیں عطا فرما، جو تیرے خوف سے بہنے والی ہوں، اور بہنے والے آنسوؤں سے دل کو سیراب کریں، اس سے پہلے کہ جب آنسو خون بن جائیں، اور دانت آگ کے کوئلے

(جامع صغیر مع شرح فیض القدیر ص$\frac{۱۴۳}{۲}$)

حصول تقوٰی کے لیے:۔ ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا (حصن حصین ص۲۶۳)

اے اللہ! مجھے میرے نفس کا تقوٰی عطا فرما، اور میرے نفس کو پاک کر دے، تو بہتر پاک کرنے والا ہے، اور تو ہی اس نفس کا آقا اور مولا ہے۔

محبت ایمانی حاصل کرنے کے لیے:۔ ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَکَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ۔

اے اللہ! ایمان کو ہماری طرف محبوب بنا دے اور اس کو ہمارے دلوں میں مزین کر دے، اور کفر فسق اور نافرمانی کو ہمارے دلوں میں مبغوض بنا دے اور ہم کو بنا دے ہدایت یافتہ

(حصن حصین ص۳۱۰)

مختصر اوراد قرآنیہ

سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی، بقرہ کی آخری آیات، سورۃ آل عمران کا آخری رکوع اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے لے کر اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ تک۔ سورۃ مؤمنون کا آخری رکوع اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا سے آخر تک حٰمٓ ۝ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ تین آیات، سورۃ حشر کی آخری آیات،

سورۃ زلزال، سورۃ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ، سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْنَ، سُوْرَۃُ الْاِخْلَاصِ۔ مُعَوِّذَتَیْنِ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ)؛

صبح شام دونوں وقت اور اگر دو وقت ممکن نہ ہو تو ایک مرتبہ اس کو ضرور جاری رکھنا چاہیئے۔ اور اگر ان کے ساتھ ساتھ روزمرہ صبح کے وقت سورۃ یٰسین اور مغرب کے بعد سورۃ السجدۃ اور عشاء کے بعد سورۃ الملک اور جمعہ کی شب سورۃ دخان اور جمعہ کے دن سورۃ الکہف یا اس کی ابتدائی اور آخری دس دس آیات کو۔ اور خیر و برکت کے حصول کے لیے سورۃ مزمل بھی اگر پڑھ لے تو بہت بہتر ہوگا۔

اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت اور اذکار مسنون کے ساتھ ساتھ الحزب الاعظم حضرت مولانا ملا علی قاریؒ کی مرتب کردہ اور مناجات مقبول حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کی مرتب کردہ،

اور دلائل الخیرات حضرت شیخ محمد بن سلیمان جزولیؒ کی مرتب کردہ اور حزب البحر مولانا شیخ ابوالحسن شاذلیؒ کی مرتب کردہ اور حصن حصین حضرت جزریؒ کی مرتب کردہ،

اگر ان میں سے بھی ایک منزل پڑھ لے تو یہ سب مقبول اور متبرک دعائیں ہیں، انشاء اللہ

بہت فیض ہوگا، اسلاف کرام ان پر عمل پیرا رہے ہیں۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ ان میں سے کسی دعا کا کسی غلط یا ناجائز مقصد کے لیے پڑھنا اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی کا موجب ہوسکتا ہے تمام جائز مقاصد کے لیے پڑھنی چاہییں، اور خاص طور پر تقرب الی اللہ پر نظر رہے، مقصد یہی ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کسی طرح ہم سے راضی ہوجائے۔

مشائخ کرام چشت کے معمولات

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى (تین بار)

۲۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ״

۳۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ ״

سُبْحَانَ اللّٰهِ	(ایک ایک سو بار)	صبح و شام
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ	״	״
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	״	״
اَللّٰهُ اَكْبَرُ	״	״
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى الخ	״	״
اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ [1]	״	״

---

[1] هٰذِهِ التَّسْبِيْحَاتُ السِّتَّةُ الَّتِيْ لَقَّنَنِيْ شَيْخِيْ وَمُرْشِدِيْ شَيْخُ الْاِسْلَامِ مَوْلَانَا السَّيِّدُ حُسَيْنُ اَحْمَدُ الْمَدَنِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عِنْدَ اَخْذِ الْبَيْعَةِ وَاَيْضًا لَقَّنَنِيْ "پاس انفاس" وَاَيْضًا اَجَازَنِيْ بِقِرَاءَةِ حصن حصين وَدَلَائِلِ الْخَيْرَاتِ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰى ذٰلِكَ۔ (رستاقی)

عمومی اوراد

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (سو بار یا جتنی بار میسر ہو)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ ״

یَا عَزِیْزُ ״

یَا مُغْنِیْ ״

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ״

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ״

اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ״

اَلْحَنَّانُ الْمَنَّانُ ״

یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ״

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ״

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلَّذِیْنَ ظَلَمْتُهُمْ وَاَسَاْتُهُمْ ״

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ״

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ״

اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ״

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ״

اَللّٰهُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ״

اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ״

(لَمَّا دُخِلَ عَلٰی عُثْمَانَ جَعَلَ ״

یَقُوْلُ (تفسیر ابن کثیر ص ۵۳۲ ج ۱) ״

اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم	ایک ایک سو بار
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِوَالِدِیْنَا وَلِاَسَاتِذَتِنَا وَلِمَشَائِخِنَا	″
اَللّٰہُ الصَّمَدُ	″
حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ	″
حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ	″
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ	″
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ	″
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ	″
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ	″
اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ اَحَدًا	″
اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا	″
مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ	″
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ	″

عَنْ جَعْفَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ
عَنْ جَدِّہٖ (مَرْفُوْعًا) مَنْ قَالَ
فِیْ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ
"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ
الْمُبِیْنُ"
کَانَ لَہٗ اَنِیْسًا فِیْ وَحْشَۃِ
الْقَبْرِ وَاسْتَجْلَبَ الْغِنٰی وَاسْتَقْرَعَ
بَابَ الْجَنَّۃِ (حلیۃ الاولیاء ص ۲۸۰ ج ۸)

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ	(ایک سو بار یا جتنی بار میسر ہو

حضرت معروف کرخیؒ کی دعا:۔ حضرت معروف کرخیؒ نے کہا ہے، جو شخص اس دعا کو دن میں دس بار پڑھے گا، وہ ابدالوں میں سے لکھا جائے گا۔

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ علیہ وسلم۔ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم (حلیۃ الاولیاء ص۳۶۶ ج۸)

اے اللہ! درست کر دے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی حالت کو، اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے تنگی کو دور کر دے! اے اللہ! رحم فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر

دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر:۔ دن میں ایک بار پڑھے۔

سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ۔

پاک ہے اللہ! سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، برائی سے ہٹنے کی اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔

بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر:۔ دن میں ایک بار پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ، وَارْحَمْنِیْ وَارْزُقْنِیْ، وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ، وَاجْبُرْنِیْ، وَارْفَعْنِیْ (ابوداؤد ص۱۲۳ ج۱، ترمذی ص۶۸، ابن ماجہ ص۶۵)

اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے روزی، ہدایت اور عافیت عطا فرما، اور میری شکستگی کی تلافی فرما اور مجھے بلند فرما۔

اظہار عجز کے لیے:۔ ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ (مسلم ص۲۱۸ ج۱)

اے اللہ! جس کو تو دے کوئی روک نہیں سکتا، اور جس کو تو روک دے، اس کو کوئی دے نہیں سکتا، اور بخت والے یا کوشش والے کو اس کا بخت یا کوشش تیرے سامنے فائدہ نہیں دے سکتی

برأت شرک کے لیے:۔ ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں

بِكَ شَيْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ
لِمَا لَآ اَعْلَمُ وَتَبَرَّأْتُ مِنَ الْكُفْرِ
وَالشِّرْكِ وَالنِّفَاقِ وَالرِّيَآءِ وَالْكِذْبِ
وَالْخِيَانَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْبُهْتَانِ
وَالْفَوَاحِشِ وَالْمَعَاصِيْ كُلِّهَا وَاَسْلَمْتُ
وَاٰمَنْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اس سے کہ میں تیرے ساتھ جانتے ہوئے کسی چیز کو شریک بناؤں، اور میں معافی چاہتا ہوں اس سے جس کو میں نہیں جانتا، میں بیزار ہوا کفر، شرک، نفاق، ریا، جھوٹ، خیانت، چغلی، بہتان اور تمام بے حیائیوں اور گناہوں سے، اور میں اسلام لایا ہوں اور ایمان لایا ہوں، اور میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

عہد پر قائم رہنے کے لیے :- ہر روز ایک بار

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ
وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ
شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ
عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ
فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

(حصن حصین ۲۲)

اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا ہے، اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں جتنی میری طاقت ہے، میں تیری ذات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، اس چیز کی برائی سے جو میں نے کی میں اقرار کرتا ہوں تیری نعمت کا مجھ پر، اور میں اقرار کرتا ہوں اپنے گناہ کا، اور بخش دے مجھ کو، بیشک تو ہی گناہوں کو بخشتا ہے۔

عہد نامہ :- ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّيْٓ اَعْهَدُ
اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
بِاَنِّيْٓ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ
وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَاِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ

اے اللہ! جو آسمانوں اور زمین کو ایجاد کرنے والا ہے، اور غیب و شہادت کو جاننے والا ہے میں تیرے سامنے عہد کرتا ہوں، اس دنیا کی زندگی میں کہ میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو وحدہٗ لاشریک ہے تیرا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں، کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول

اِلٰی نَفْسِیْ تُقَرِّبْنِیْ مِنَ الشَّرِّ، وَتُبَاعِدْنِیْ مِنَ الْخَیْرِ، وَاِنِّیْ لَآ اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِکَ فَاجْعَلْ لِّیْ عِنْدَکَ عَهْدًا تُوَفِّیْنِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ

(تفسیر ابن کثیر ص۱۳۸/۳)

ہیں، اور تو اگر مجھے میرے نفس کی طرف سونپ دے تو مجھے شر سے قریب کر دے گا، اور خیر سے دور کر دے گا اور میں سوا تیری رحمت کے کسی چیز پر اعتماد نہیں کرتا، پس مقرر کر دے میرے لیے اپنے پاس ایسا عہد تو مجھے دے دے قیامت کے دن بے شک تو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے خصوصی دعا: ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرٰتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ، وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِقَوْمٍ فِتْنَةً، فَتَوَفَّنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ

(حصن حصین ص۲۷۹، حاشیہ ترمذی ص۴۹۶)

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ نیکیوں کے کرنے کی توفیق عطا فرما اور برائیوں کو ترک کرنے کی، اور مساکین کے ساتھ محبت کرنے کی، اور یہ کہ مجھے بخش دے، اور رحم فرما، اور جب تو کسی قوم کے ساتھ فتنے کا ارادہ کرے، تو مجھے اپنی طرف اٹھالے ایسی حالت میں کہ میں فتنے میں مبتلا نہ ہوں۔ اے اللہ! مجھے اپنی محبت عطا فرما اور اس کی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور ایسے عمل کی محبت عطا فرما، جو تیری محبت کے قریب کر دے، اے اللہ اپنی محبت کو میرے نزدیک میرے نفس اور اہل اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب بنادے۔

استسقاء کے لیے

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا۔

(بخاری ص۱۳۷/۱، مسلم ص۲۹۳/۱)

اے اللہ! ہم کو پانی سے سیراب کر دے، اے اللہ ہم پر بارش برسا۔

مصیبت کے وقت اور قرآن پاک کی ابتداء کے وقت: عن ابن مسعودؓ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ

اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا

وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَآؤُكَ اَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ بَصَرِيْ وَجِلَآءَ حُزْنِيْ وَذَهَابَ هَمِّيْ اِلَّآ اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّهٗ وَاَبْدَلَ مَكَانَ حُزْنِهٖ فَرَحًا

(حسن حصین ص ۳۱۹)

اور تیری بندی کا فرزند ہوں، میری پیشانی تیرے دستِ قدرت میں ہے، تیرا حکم میرے اندر نافذ ہے اور تیرا فیصلہ میرے بارے میں نافذ ہے، اور تیرا فیصلہ میرے بارہ میں مبنی بر انصاف ہے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، تیرے ہر اس اسم پاک کے واسطے سے جس اسم کے ساتھ تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا ہے، یا اس کو اپنی کسی کتاب میں نازل کیا ہے، یا وہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے یا اپنے پاس علمِ غیب میں اس کو مخفی رکھا ہے، اس کے واسطے سے میں سوال کرتا ہوں کہ قرآنِ عظیم کو میرے دل کی بہار آنکھوں کا نور اور غموں اور تمام اندیشوں کو دور کرنے والا بنا دے۔

ختمِ قرآن کے وقت

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِيْ فِيْ قَبْرِيْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَاجْعَلْهُ لِيْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ مَا نَسِيْتُ وَعَلِّمْنِيْ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِيْ حُجَّةً يَّارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (الحزب الاعظم ص ۱۰۸)

اے اللہ! میری قبر میں میری وحشت کو انس سے تبدیل فرمادے، اے اللہ! مجھ پر رحم فرما، قرآنِ عظیم کی برکت سے، اور اس کو میرے لیے پیشوا، نور اور ہدایت اور رحمت بنادے۔ اے اللہ یاد دلادے مجھے جو میں اس سے بھول گیا ہوں، اور سکھادے مجھے جس سے میں جاہل رہا ہوں اور صبح و شام قرآن پاک کی تلاوت کی مجھے توفیق عطا فرما، اور اس کو میرے لیے حجت بنادے۔ اے رب العٰلمین۔

دفن کرتے وقت

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ (سُنَّةِ)

اللہ تعالیٰ کے نام سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلِ اللّٰہِ (ترمذی ص۱۸۲، ابوداؤد ص۱۰۲، ابن ماجہ ص۱۱۱) کی سنت یا آپ کی ملت پر (اس کو قبر میں رکھتے ہیں)

آگ لگ جائے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ (بار بار)

سواری پر سوار ہوتے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ، وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (ابوداؤد ص۳۵۰ ج۱، ترمذی ص۱۹۷، مسند احمد ص۹۸ ج۱)

اللہ تعالیٰ کے نام سے سواری کرتا ہوں، سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمارے لیے ان سواریوں کو مطیع اور فرمانبردار بنا دیا، اور ہم ان کو قابو میں رکھنے کی طاقت نہ رکھتے تھے، بیشک ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹ کر جانے والے ہیں۔

کشتی پر سوار ہوتے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ (تفسیر ابن کثیر ص۴۴۶ ج۲)

اللہ تعالیٰ کے نام پاک کی برکت سے ہی اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہوگا، بیشک میرا پروردگار بہت بخشش کرنے والا اور بہت مہربان ہے اور نہیں قدر کی ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسا کہ حق ہے، اس کی قدر کرنے کا، اور تمام زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی، اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے، پاک ہے اس کی ذات ان باتوں سے جن کو یہ لوگ اس کے ساتھ شریک بناتے ہیں۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت :- درود شریف پڑھ کر

۱- اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (مسلم ص۲۴۸ ج۱، ابوداؤد ص۶۷ ج۱)

اے اللہ! اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے

۲- اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ الشَّیْطٰنِ

اے اللہ! تو مجھے شیطان مردود سے پناہ دے

الرَّجِيْمِ (مستدرک حاکم ص۲۵۷ ج۱ وقال الحاکم والذہبی علی شرطہما)

مسجد سے نکلتے وقت: پہلے درود شریف پڑھے پھر یہ دُعا پڑھے۔

۱- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ (مسلم ص۲۴۸ ج۱، ابوداؤد ص۶۷ ج۱) — اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔

۲- اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (موارد الظمآن ص۱۰۱) — اے اللہ! تو مجھے شیطان مردود سے محفوظ رکھ

لیلۃ القدر نظر آنے پر

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (مستدرک حاکم ص۵۳۰ ج۱) — اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے، اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ مجھے بھی معاف فرمادے۔

درود شریف

۱- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(بخاری ص۴۷۶ ج۱، مسلم ص۱۷۵ ج۱)

اے اللہ! رحمت نازل فرما حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ان کی آل پر، بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور آپ کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر، اور آل ابراہیم پر، بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے

۲- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی — اے اللہ! رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح

جَسَدِهٖ فِي الْاَجْسَادِ وَعَلٰى قَبْرِهٖ فِي الْقُبُوْرِ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

(جذب القلوب ٢٦٩)

پاک پر ارواح میں، اور آپ کے جسم مبارک پر اجسام میں اور آپ کی قبر مبارک پر قبور میں، اور آپ کی آل اور اصحاب پر،

۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

(حصن حصین ص ۳۱)

اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرما، جو نبی امی ہیں، اور آپ کی ازواج مطہرات پر بھی، جو مؤمنوں کی مائیں ہیں اور آپ کی اولاد پر اور آپ کے اہل بیت پر، جیسا کہ تو نے رحمت کاملہ نازل فرمائی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔

۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ

اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب بھی ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں۔ اور اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب بھی ان کے ذکر سے غفلت کریں غفلت کرنے والے۔

۵۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا اَعْلَى الدَّرَجٰتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ۔

اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، ایسی رحمت جو ہمیں تمام خطروں اور آفات سے بچالے اور اس کی برکت سے ہماری تمام حاجتیں پوری فرمادے، اور اس کی برکت سے ہمیں تمام برائیوں سے پاک کردے، اور اس کی برکت سے ہمیں اعلیٰ درجوں پر بلند فرمادے اور اس کی برکت سے ہمیں تمام خوبیوں کی انتہا کو پہنچادے، زندگی میں اور موت کے بعد بھی۔

۶۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ (الدر الثمین ص۳۶)	اے اللہ! رحمت کاملہ اور سلامتی اور برکتیں نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی امی ہیں، اور آپ کی آل اور صحابہ پر۔
۷۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُنْشِئِ الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِي الْقِدَمِ مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ (قصیدہ بردہ)	سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو مخلوق کو نیستی سے پیدا کرنے والا ہے۔ پھر رحمت کاملہ ہو اس ہستی پر جو قدیم زمانے سے ہی برگزیدہ ہے اے میرے مولا! رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرما ہمیشہ ہمیشہ اپنے حبیب پاک پر جو تمام مخلوق سے بہتر ہیں
۸۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ	اے اللہ! اپنی بڑی بڑی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی ہیں اور آپ کی تمام ازواج پر جو مومنوں کی مائیں ہیں، اور آپ کی اولاد پر، اور آپ کے اہل بیت پر، جیسا کہ تو نے رحمتیں نازل فرمائی ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر، بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔

(جلاء الافہام لابن قیمؒ ص۱۲)

۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضرت زید بن وہبؓ سے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ	اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی امی ہیں

درود شریف برائے زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کی رات کو دو رکعت نفل پڑھے، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۲۵ بار پڑھے اور سلام کے بعد ہزار بار یہ درود شریف پڑھے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ — اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے نبی امی پر

تو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی۔ (جذب القلوب ص۲۶۱)

جامع درود شریف:۔ ہر روز ایک بار پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْمُقَرَّبِينَ وَعَلٰى صَالِحِ الْجِنِّ وَالْمُؤْمِنِينَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ

اے اللہ! تمام انبیاء رسول، ملائکہ مقربین، نیک جنات، مومنین اور اپنے نیک بندوں پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرما۔

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی فضیلت:۔ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ صَلّٰى يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَعَهٗ نُوْرٌ لَوْ قُسِمَ ذٰلِكَ النُّوْرُ بَيْنَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ لَوَسِعَهُمْ

جو شخص جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف پڑھے گا وہ قیامت کے دن آئے گا، اور اس کے ساتھ ایسا نور ہوگا کہ اگر اس نور کو ساری مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو سب کے لیے کفایت کر جائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وازواجہ امہات المؤمنین واتباعہم الیٰ یوم الدین۔

تم الکتاب بفضلہ تعالیٰ

اللّٰھم اجعلہ خالصا لوجھک الکریم

احقر عبدالحمید سواتی

خادم مدرسہ نصرۃ العلوم وجامع مسجد نور نزد گھنٹہ گھر شہر گوجرانوالہ

رجب ۱۴۰۶ھ

ضمیمہ

بقیہ ۵۰۷ سے آگے

مسئلہ ، نماز میں کوئی شخص اپنے ہاتھ سے مدد حاصل کر سکتا ہے (یعنی جب ضرورت پڑے)۔

چنانچہ امام بخاریؒ ترجمۃ الباب میں نقل کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ آدمی اپنے ہاتھ سے مدد لے سکتا ہے، اپنے جسم میں جس طرح چاہے۔ (جب کہ وہ معاملہ نماز کے ساتھ تعلق رکھتا ہو)

امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ ابو اسحٰقؒ نے اپنی ٹوپی اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی، اور نیز امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین علیؓ اپنا دایاں ہاتھ نماز میں اپنے بائیں ہاتھ کے گٹے (رسغ) پر رکھتے تھے اس کو اٹھاتے نہیں تھے، الا یہ کہ کہیں جسم میں کھجلی ہو یا کپڑا درست کرنا ہو تو اس کو اٹھاتے تھے۔

حافظ ابن حجرؒ شرح بخاری فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے، تو تکبیر کہہ کر اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے گٹے پر رکھتے تھے، اور برابر اسی طرح اسکو قائم رکھتے تھے، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائیں، الا یہ کہ اگر اپنے جسم کی جلد میں کھجلی ہوتی یا کپڑا درست کرنا ہوتا، تو اس کو اٹھاتے تھے۔

(حاشیہ بخاری مع بخاری ص $\frac{159}{1}$)

امام بخاریؒ نے اس پر حضرت ابن عباسؓ کی وہ روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ میں رات کے وقت آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تھا، اپنے دائیں ہاتھ سے میرا کان پکڑ کر مجھے دائیں طرف کھڑا کر دیا۔

بقیہ ۵۳۷ سے آگے

مسبوق و لاحق کے بعض مسائل

مسبوق اس شخص کو کہتے ہیں جس کو نماز کا کچھ حصہ یا اکثر حصہ امام کے ساتھ نہ مل سکے مسبوق کا حکم یہ ہے کہ اس سے جتنا حصہ نماز کا امام کے ساتھ رہ گیا ہو، وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھے گا، اور یہ بالکل منفرد کے حکم میں ہوتا ہے۔ جس طرح منفرد آدمی نماز پڑھنے میں ثناء، تعوذ، تسمیہ اور قراءۃ کرتا ہے، اسی طرح یہ بھی باقی ماندہ نماز میں اسی طرح کرے گا۔

لاحق وہ ہوتا ہے جو امام کے ساتھ ابتداء میں شریک ہوتا ہے لیکن کسی عذر کی وجہ سے یا بغیر عذر کے امام کے ساتھ اقتدار کرنے کے بعد اس کی بعض رکعات یا تمام رکعات رہ جائیں، مثلاً غفلت کی وجہ سے، یا بھیڑ کی وجہ سے یا حدث لاحق ہونے (بے وضو ہو جانے) کی وجہ سے، یا بلا عذر کے، مثلاً اپنے امام سے پہلے رکوع، سجود کر لیا، اور اس طرح وہ رکعت رہ گئی، یا مقیم شخص جو مسافر امام کی اقتدار میں پڑھتا ہے، یا صلوٰۃ خوف میں پہلی ایک یا دو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھتا ہے یہ لاحق ہوگا۔ اس کا حکم مقتدی کا حکم ہوتا ہے، یہ باقی ماندہ نماز میں قراءۃ نہیں کرے گا، نہ سجدہ سہو [illegible] اگر بھول گیا اور سجدہ سہو اس پہ واجب ہوا) اور نہ اس کا فرض اقامت کی نیت سے تبدیل ہوگا۔ ایسا شخص مسبوق کے برعکس پہلے اس حصہ کو قضا کرے گا۔ جو [illegible] کے ساتھ پڑھنے سے رہ گیا ہے، اور اگر جماعت ابھی باقی ہو تو یہ امام کے ساتھ شریک ہوگا۔

- لاحق سے جو رکعات رہ گئیں ہیں ان میں وہ مقتدی سمجھا جائے گا، اور امام کے ساتھ جیسا مقتدی قراءۃ نہیں کرتا ایسے ہی لاحق بھی قراءۃ نہیں کرے گا، بلکہ سکوت اختیار کرے گا، اور خاموش کھڑا رہے گا، اگر اس سے سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: مسبوق سے جو رکعتیں رہ گئی ہوں ان کو اس طرح ادا کرے پہلے

قراءۃ والی رکعت پڑھے اور پھر وہ رکعت جو بغیر قراءۃ کے ہو، اور قعدہ ان رکعات کے مطابق بیٹھتا ہوگا، جو امام کے ساتھ پڑھی ہیں، مثلاً تین رکعات ہو چکنے کے بعد وہ امام کے ساتھ شریک ہوا ہو، اس کو ایک ہی رکعت امام کے ساتھ ملی، اب یہ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری سورت ملا کر پڑھے گا۔ اور پھر قعدہ بیٹھے گا، اور پھر دوسری رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ اور سورۃ ملائے گا قعدہ نہ کرے گا، کیونکہ یہ تیسری رکعت بنتی ہے، چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ نہ ملائے اور قعدہ بیٹھے یہ آخری قعدہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر ایک شخص مسبوق بھی ہو اور لاحق بھی تو اس کی ادائیگی نماز کا طریقہ اس طرح ہے مثلاً عصر کی ایک رکعت ہو جانے کے بعد وہ جماعت میں شریک ہوا۔ اور شریک ہونے کے بعد اس کو حدث لاحق ہو گیا، اور وہ وضو کرنے لگ گیا۔ اور اس اثنار میں کچھ حصہ نماز کا یا پوری نماز ختم ہوگئی تو اس کو اس ترتیب سے نماز ادا کرنی ہوگی، پہلے ان رکعات کو ادا کرے جو اس کے نماز میں شریک ہونے کے بعد رہ گئی تھیں۔ ان میں یہ مقتدی کی طرح ادا کرے گا، یعنی قراءۃ نہ کرے گا۔ اور ان میں سے پہلی رکعت میں قعدہ کرے گا، کیونکہ یہ امام کے حساب سے دوسری رکعت بنتی ہے، اور پھر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے گا، کہ یہ امام کے حساب سے تیسری رکعت بنتی ہے، پھر تیسری رکعت پڑھ کر قعدہ بیٹھے گا، کہ یہ امام کے لحاظ سے چوتھی رکعت ہے، اور اس میں اس کو قراءۃ بھی کرنی ہوگی، کیونکہ اس میں وہ مسبوق ہے یہ رکعت ہو چکی تھی جب یہ امام کے ساتھ شریک ہوا تھا، اور مسبوق منفرد کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ:۔ نماز خوف میں پہلا گروہ لاحق کا حکم رکھتا ہے، جو اپنی باقی ماندہ ایک یا دو رکعت بغیر قراءۃ کے ادا کرے گا۔

اور نماز خوف میں دوسرا گروہ مسبوق کا حکم رکھتا ہے، جو اپنی باقی ماندہ نماز منفرد کی طرح پڑھے گا۔

اسی طرح جو مقیم شخص مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے، وہ مسافر امام کی نماز ختم کرنے کے بعد وہ لاحق ہوگا۔

مسبوق ولاحق کے مسائل مندرجہ ذیل احادیث وآثار سے ماخوذ ہیں۔

۱۔ اَبُوْ هُرَيْرَةَؓ (مَرْفُوْعاً) فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا (وَفِیْ رِوَايَةٍ) صَلِّ مَا اَدْرَكْتَ وَاقْضِ مَا سَبَقَكَ (مسلم ص ۲۲۰ ج ۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کی شرکت میں جلدی نہ کرو، جتنا حصہ امام کے ساتھ پاؤ اس کو پڑھو، اور جو تم سے فوت ہو جائے اسکو بعد میں پورا کر لو۔

(دوسری روایت میں ہے) نماز پڑھو جتنا حصہ امام کے ساتھ پالو، اور جو حصہ تم سے رہ جائے اس کو قضاء کر لو۔

۲۔ عَنْ مُعَاذٍؓ قَالَ كَانَ النَّاسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا سُبِقَ الرَّجُلُ بِبَعْضِ صَلَاتِهٖ سَاَلَهُمْ فَاَوْمَئُوْا اِلَيْهِ بِالَّذِیْ سُبِقَ بِهٖ مِنَ الصَّلٰوةِ فَيَبْدَاُ فَيَقْضِیْ مَا سُبِقَ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِیْ صَلَاتِهِمْ فَجَاءَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍؓ وَالْقَوْمُ قُعُوْدٌ فِیْ صَلَاتِهِمْ فَقَعَدَ، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت معاذؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب کسی شخص کی نماز میں کچھ حصہ اسکی جماعت میں شرکت سے پہلے ہو جاتا تھا، تو وہ لوگوں سے پوچھ لیتا تھا اور لوگ اس کی طرف اشارہ کرتے تھے اس کو تبلا دیتے تھے، کہ اتنا حصہ پہلے ہو چکا ہے، پھر وہ شخص اس حصہ کو جو پہلے ہو چکا تھا، پہلے پڑھکر لوگوں کے ساتھ باقی نماز میں شریک ہو جاتا تھا، ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبلؓ آئے اور لوگ نماز میں بیٹھے ہوئے تھے، تو وہ بھی اُن کے ساتھ بیٹھ گئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ

قَامَ فَقَضٰى مَا كَانَ سُبِقَ بِهٖ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِصْنَعُوْا كَمَا صَنَعَ مُعَاذٌ (مسند احمد ج۵ ص۲۲۳)

۳- اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ مَسْرُوْقًا وَجُنْدُبًا دَخَلَا فِيْ صَلٰوةِ الْاِمَامِ فِي الْمَغْرِبِ فَاَدْرَكَا مَعَهٗ رَكْعَةً وَسَبَقَهُمَا بِرَكْعَتَيْنِ فَصَلَّيَا مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ قَامَا يَقْضِيَانِ فَاَمَّا مَسْرُوْقٌ فَجَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى الَّتِيْ قَضٰى وَاَمَّا جُنْدُبٌ فَقَامَ فِي الْاُوْلٰى وَجَلَسَ فِي الثَّالِثَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَا اَقْبَلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ ثُمَّ اِنَّهُمَا تَسَاوَقَا اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَصَّا عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ كِلَاكُمَا قَدْ اَحْسَنَ ___

وَاَنْ اُصَلِّيَ كَمَا صَلَّى الْمَسْرُوْقُ اَحَبُّ اِلَيَّ.

ہوئے تو حضرت معاذؓ کھڑے ہو گئے اور جو حصہ رہ گیا تھا، اس کو پورا کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم بھی اسی طرح کیا کرو جس طرح معاذ نے کیا ہے۔

امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں امام ابو حنیفہؒ اور حمادؒ کے واسطے سے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت بیان کی ہے، ایک دفعہ حضرت مسروقؒ اور جندبؓ امام کے ساتھ مغرب کی نماز میں شریک ہوئے جب کہ امام دو رکعت پڑھ چکا تھا، انکو صرف ایک ہی رکعت امام کے ساتھ ملی۔ پھر یہ دونوں امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی باقی ماندہ دو رکعات پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے، مسروقؒ نے تو ایک رکعت پڑھکر قعدہ کیا اور جندبؓ پہلی رکعت پڑھنے کے بعد کھڑے ہو گئے اور دوسری رکعت پڑھکر پھر قعدہ کیا پھر جب دونوں نماز سے فارغ ہوئے تو ایک دوسرے پر متوجہ ہو کر ایک دوسرے کی کارگذاری کو غلط کہنے لگے، پھر دونوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہونے پر اتفاق کیا اور اپنا سارا واقعہ ان کے سامنے بیان کیا، تو عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا تم دونوں نے ٹھیک کیا ہے، اور میں تو اس طرح نماز پڑھنے کو زیادہ پسند کرتا ہوں

أَخْرَجَهُ الْإِمَامُ مُحَمَّدٌ فِي الْآثَارِ وَقَالَ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ نَأْخُذُ يَجْلِسُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ فَاتَتَاهُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رِجَالُهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ وَسَنَدُهُ مُتَّصِلٌ

جس طرح مسروق نے پڑھی ہے۔ اس اثر کو امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں نقل کیا ہے، اور خود امام محمدؒ نے کہا ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے قول پر عمل کرتے ہیں کہ جو دو رکعتیں اس سے رہ گئی ہیں۔ ان دونوں میں قعدہ کریگا۔ اور یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے (اس روایت کے رجال سب ثقات ہیں اور سند بھی متصل ہے)

احناف کا مسلک یہ ہے مسبوق جو رکعات امام کے سلام کے بعد پڑھتا ہے وہ قراءۃ کے اعتبار سے اوّل ہے یعنی حکماً اس کی نماز کا پہلا حصہ ہے، اگرچہ حِسّاً وہ آخر ہے، اور تشہد کے اعتبار سے یہ آخر ہیں اور امام کے ساتھ جو رکعتیں اس نے پائی ہیں وہ تشہد کے اعتبار سے اوّل ہیں، اور قراءۃ کے اعتبار سے آخر ہیں۔

عبداللہ بن مسعودؓ کا اثر جس کو مجمع الزوائد والے نے بحوالہ طبرانی نقل کیا ہے۔

اَلَّذِي تَفُوتُهُ بَعْضُ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ قَالَ يَجْعَلُ مَا يُدْرِكُ مَعَ الْإِمَامِ آخِرَ صَلَاتِهِ

وہ شخص جس کی نماز کا بعض حصہ امام کے ساتھ رہ گیا ہے، تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا ہے جو حصہ اس نے امام کے ساتھ پالیا ہے، اس کو اپنی نماز کا اخیر حصہ سمجھے۔

اور عبداللہ بن عمرؓ کا اثر جسے الجوہر النقی میں بحوالہ ابن ابی شیبہ نقل کیا ہے۔

اَنَّهُ كَانَ يَجْعَلُ مَا اَدْرَكَ مَعَ الْإِمَامِ آخِرَ صَلَاتِهِ

کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی جو حصہ نماز کا امام کے ساتھ پاتے تھے اس کو نماز کا آخری حصہ سمجھتے تھے۔

(اعلاء السنن [illegible] ۴)

واللہ اعلم بالصواب

بقیہ ۱۳ سے آگے

سسرال میں اقامت کے مسئلہ پر بعض حضرات نے اشکال پیش کیا ہے کہ فتاوی دار العلوم میں اس طرح لکھا ہے "وطن اصلی کے یہ معنیٰ لکھتے ہیں کہ وطن قرار ہو، یعنی وہاں رہنا مقصود ہو، پس موضع تاہل یعنی تزوج وطن اصلی اس وقت ہوتا ہے کہ وہاں رہنا مقصود ہو اس کی زوجہ وہاں رہتی ہو، یہ نہیں کہ اگر کسی جگہ نکاح کر کے عورت کو لے آیا، تو پھر بھی وہ موضع نکاح وطن ہو جاوے گا حاصل یہ ہے کہ جس جگہ اسکی زوجہ رہتی ہے، اور اسکو وہاں رہنا مقصود ہے تو وہ بھی وطن اصلی ہے اگر دو زوجہ دو شہروں میں رہتی ہیں تو دو وطن اصلی ہیں۔

لَوْ كَانَ لَهُ بَلَدَتَيْنِ فَأَيَّتُهُمَا دَخَلَ صَارَ مُقِيمًا (شامی)

اگر کسی شخص کے لیے دو مختلف شہروں میں دو بیویاں ہوں۔ تو وہ ان میں سے جس شہر میں داخل ہوگا وہ مقیم ہوگا۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ زوجہ کا وہاں ہونا اور رہنا معتبر ہے۔ محض نکاح کر کے کہیں سے لے آنا یہ سبب وطن بننے کا نہیں ہے۔ واللہ اعلم

انتہیٰ عزیز الفتاوی صلے ج ۱)

نیز کبیری اور فتح القدیر ص ۴۰۳ مصری کی عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

"وَطَنٌ اَصْلِيٌّ وَهُوَ مَوْلِدُ الْاِنْسَانِ اَوْ مَوْضِعُ تَاَهَّلَ بِهِ وَمَنْ قَصَدَهُ التَّعَيُّشَ بِهِ لَا الْاِرْتِحَالَ" انتہی

بعض فقہاء نے اسی پہلو کو اختیار کیا ہے، جیسا کہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ کے فتاوی میں درج ہے، لیکن یہ پہلو مرجوح ہے، راجح بات وہ ہے جو احقر نے تحریر کی ہے، حضرت عثمانؓ کی روایت میں مطلق تاہل علت ہے، اور صاحب فتح القدیر یا کبیری والے نے جو عبارت نقل کی ہے، اس کا محمل یہ بھی ہو سکتا ہے۔

فَالْاَصْلِيُّ (وطنِ اصلی)

۱۔ هُوَ مَوْلِدُ الْاِنْسَانِ وہ انسان کا مقام پیدائش ہوتا ہے۔

۲۔ وَمَوْضِعُ تَاَهَّلَ بِهِ اور جہاں انسان نکاح کرے۔

۴۔ وَمَنْ قَصَدَهُ التَّعَيُّشُ بِهٖ اور وہ مقام جہاں انسان رہائش پذیر ہونے کا قصد کرتا ہے۔

یہ تینوں الگ الگ جملے ہیں، اور ہر ایک علت اتمام ہے۔

ان حضرات کی پیش کردہ عبارت جہاں کبیری والے نے لکھی ہے۔ اس کے چار سطر بعد یہ بھی لکھا ہے۔

"وَلَوْ تَزَوَّجَ الْمُسَافِرُ بِبَلَدٍ وَلَمْ يَنْوِ الْاِقَامَةَ بِهٖ فَقِيْلَ لَا يَصِيْرُ مُقِيْمًا وَقِيْلَ يَصِيْرُ مُقِيْمًا وَهُوَ الْاَوْجَهُ لِمَا مَرَّ مِنْ حَدِيْثِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ (کبیری ص۵۴۴ مصری)	اور اگر مسافر کسی شہر میں نکاح کرے اور وہاں اقامت کا ارادہ نہ کرے (تو اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے) بعض نے کہا ہے کہ وہ شخص مقیم نہیں بنے گا اور بعض نے کہا کہ وہ مقیم بن جائے گا۔ اور یہی بات زیادہ بہتر اور راجح ہے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔

اسی طرح فتاویٰ قاضی خان والے بھی مطلق تاہل کو علت قرار دیتے ہیں۔

"اَلْكُوْفِيُّ اِذَا نَوَى الْاِقَامَةَ بِمَكَّةَ وَبِمِنًى خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا لَمْ يَكُنْ مُقِيْمًا وَاِنْ تَاَهَّلَ بِهِمَا كَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الْمَوْضِعَيْنِ وَطَنًا اَصْلِيًّا لَهٗ (قاضی خان ج۱ ص۸۱ مطبع نولکشور)	ایک کوفے کا باشندہ جب مکہ مکرمہ اور منیٰ میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو وہ مقیم نہیں بنے گا اور اگر ان مقامات (مکہ اور منیٰ) میں نکاح کرے تو ان دونوں میں سے ہر ایک مقام اس کے لیے وطن اصلی ہو جائے گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اتمام پر جب اعتراض کیا گیا تھا، تو اس کی توجیہ کے سلسلہ میں صاحب فتح الملہم حضرت شیخ عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

"ثُمَّ كَانَ ذٰلِكَ (اَيِ الْاِتْمَامُ) بَعْدَ مُضِيِّ الصَّدْرِ مِنْ خِلَافَتِهٖ لِاَنَّهٗ تَاَهَّلَ بِمَكَّةَ	پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نماز کو پورا چار رکعت پڑھنا ان کی خلافت کے ابتدائی دور گزرنے کے بعد ہوا، کیونکہ انہوں نے مکہ میں نکاح کر لیا

عَلٰی مَا رَوَاهُ اَحْمَدُ اَنَّهٗ صَلّٰی بِمِنٰی اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فَاَنْكَرَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ تَاَهَّلْتُ بِمَكَّةَ مُنْذُ قَدِمْتُ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ علیه وسلم يَقُوْلُ مَنْ تَاَهَّلَ فِیْ بَلَدٍ فَلْيُصَلِّ صَلٰوةَ الْمُقِيْمِ ـ

قَالَ الْحَافِظُ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَا يَصِحُّ لِاَنَّهٗ مُنْقَطِعٌ وَفِیْ رِوَايَتِهٖ مَنْ لَا يُحْتَجُّ بِهٖ

قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ وَقَدْ اَعَلَّهُ الْبَيْهَقِیُّ بِانْقِطَاعِهٖ وَتَضْعِيْفِهٖ عِكْرَمَةَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ

قَالَ اَبُو الْبَرَكَاتِ بْنُ تَيْمِيَّةَ وَيُمْكِنُ الْمُطَالَبَةُ بِسَبَبِ الضُّعْفِ فَاِنَّ الْبُخَارِیَّ ذَكَرَهٗ فِیْ تَارِيْخِهٖ وَلَمْ يَطْعَنْ فِيْهِ وَعَادَتُهٗ ذِكْرُ الْجَرْحِ وَالْمَجْرُوْحِيْنَ وَنَصَّ اَحْمَدُ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَهٗ اَنَّ الْمُسَافِرَ اِذَا تَزَوَّجَ لَزِمَهُ الْاِتْمَامُ

تھا جیسا کہ امام احمدؒ نے (مسند میں) نقل کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے منیٰ میں جب چار رکعات پڑھنی شروع کیں تو لوگوں نے اس بات کو اوپرا خیال کیا تو حضرت عثمانؓ نے کہا، اے لوگو! جب میں مکہ میں آیا ہوں اس وقت سے میں نے یہاں نکاح کر لیا ہے۔ اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے، جو شخص کسی شہر میں نکاح کر لے تو اس کو مقیم شخص کی طرح نماز پڑھنی چاہیئے۔

اس روایت پر بحث کرتے ہوئے حافظ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث درجہ صحت کو نہیں پہنچتی کیونکہ یہ منقطع ہے (ایک راوی درمیان میں سے چھوٹا ہوا ہے) اور اس حدیث کے بیان کرنے میں ایسا راوی بھی ہے جس کی روایت سے استدلال نہیں کیا جاتا (یعنی ضعیف ہے)

حافظ ابن قیمؒ نے کہا ہے کہ امام بیہقیؒ نے اس حدیث کو ایک تو منقطع ہونیکی وجہ سے اور دوسرا اس کے راوی عکرمہ بن ابراہیم کی تضعیف کی وجہ سے معلول قرار دیا ہے لیکن ابو البرکات ابن تیمیہؒ (جو امام ابن تیمیہؒ کے جد امجد ہیں) نے کہا۔ یہ ممکن ہے کہ اس حدیث کے ضعف کے سبب

وَهٰذَا قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَمَالِکٍ وَاَصْحَابِہِمَا وَہٰذَا اَحْسَنُ مَا اعْتُذِرَ بِہٖ عَنْ عُثْمَانَ رض

(فتح الملہم ص ۲۴۶ ج ۲)

کا مطالبہ کیا جائے، اور پوچھا جائے کہ اس حدیث کو کیوں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں اس راوی کا ذکر کیا ہے اور اس پر کوئی جرح نہیں کی حالانکہ امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ وہ جرح اور مجروحین کا تذکرہ ضرور کرتے ہیں، اور حضرت امام احمدؒ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی صراحت سے بیان ہو چکا ہے کہ مسافر شخص جب کسی مقام میں نکاح کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ نماز پوری پڑھے اور یہی قول حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور ان کے اصحاب کا ہے اور یہی سب سے بہتر توجیہ اور عذر ہے جو حضرت عثمانؓ کی طرف سے پیش کیا گیا ہے۔

صاحب اعلاء السنن نے حضرت عثمانؓ کی روایت کو بیان کرنے کے بعد یہ بھی بیان کیا ہے۔

اس حدیث کو ابو یعلی نے بھی روایت کیا ہے، اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔

اِذَا تَاَهَّلَ الْمُسَافِرُ فِیْ بَلَدٍ فَهُوَ مِنْ اَهْلِهَا یُصَلِّیْ صَلٰوةَ الْمُقِیْمِ اَرْبَعًا

جب کوئی مسافر کسی شہر میں نکاح کر لے تو وہ اس شہر کے اہل (باشندوں) میں شمار ہوگا، اور وہ مقیم کی طرح چار رکعات نماز پڑھے گا۔

صاحب اعلاء السنن حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ حافظ ابن قیمؒ کی عبارت مذکورہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں، ابن قیمؒ کی مراد اس کلام سے اس حدیث کی تحسین کرنا ہے

کہ اس کے راوی کی امام بخاریؒ نے گویا توثیق کی ہے، جب کہ انہوں نے اس پر جرح نہیں کی، طعن نہ کرنا ہی ان کی توثیق ہے۔ اب اس حدیث کے بارے میں کوئی مجمل جرح معتبر نہیں ہوگی، البتہ اگر مفسر جرح ہو تو وہ قابلِ قبول ہو سکتی ہے لیکن ایسی مفسر جرح موجود نہیں۔ اور پھر حضرت ابن عباسؓ اور امام احمدؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ نے اس پر عمل کیا ہے، اور مجتہد کا کسی حدیث سے احتجاج کرنا یہ اس حدیث کی تصحیح ہے، پس یہ حدیث حسن کے درجہ میں ہے، اور بالخصوص جب کہ حافظ ضیاء مقدسی نے اپنی کتاب مختارہ میں مند طریق پر اس کو نکالا ہے۔ یہ بات حافظ ابن قیمؒ نے اپنی کتاب تعجیل المنفعۃ میں بیان کی ہے۔

صاحب اعلاء السنن حاشیہ میں کہتے ہیں۔

"اور امام بیہقیؒ کا اس حدیث کو منقطع کہنا یہ غالباً عبدالرحمٰن بن ابی ذباب اور حضرت عثمانؓ کے درمیان ہے، لیکن جب عبدالرحمٰن کا بیٹا عبداللہ طبقہ ثالثہ کا راوی ہے، اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت کرتا ہے، جیسا کہ تہذیب ص ۲۹۴ ج ۵ میں مذکور ہے تو اس میں کوئی بُعد نہیں کہ اس نے عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عُثْمَانَ روایت کیا ہو۔ اور جمہور کے نزدیک معاصر اگر عن کے ساتھ روایت بیان کرتا ہے، تو اس کو لقا پر محمول کرتے ہیں، اور اگر انقطاع ہی تسلیم کیا جائے۔ تو پھر بھی قرون ثلاثہ میں انقطاع مضر نہیں جس طرح ارسال۔ امام بخاریؒ کی عادت سکوت وعدم جرح مشہور بین المحدثین ہے۔ جیسا کہ امام ابوداؤدؒ کا سکوت بھی روایت کے قابل احتجاج ہونے کی علامت ہے، لہٰذا کسی طرح بھی یہ حدیث حسن کے درجہ سے کم نہیں، جب کہ مجتہدین کرام نے اس پر عمل بھی کیا ہے۔

فقہاء کرام کا یہ بیان کہ اگر کوئی مسافر کسی جگہ پندرہ دن کی اقامت کی نیت کرے تو وہ مقیم ہوگا، اور اس سے کم مدت تک نیت کرے تو

مقیم نہیں ہوگا۔ اس سے مراد وطن کے علاوہ کسی مقام میں اقامت ہے، کیونکہ جب کوئی شخص وطن میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کو اقامت کی نیت کرنی ضروری نہیں ہوتی، محض وطن میں داخل ہونے کے ساتھ ہی بغیر نیت کے وہ مقیم ہوتا ہے۔
لیکن تاہل اختیار کرنے کی صورت میں مسند احمد کی یہ حدیث اور ابو یعلیٰ کی روایت کے مطابق مقام تاہل ملحق بالوطن ہو جائے گا، اب اس کا حکم مقیم جیسا ہی ہوگا، واللہ اعلم بالصواب

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی مدظلہ کی

مایہ ناز اور مقبول عام تفسیر

معالم العرفان فی دروس القرآن

مکمل طبع ہو رہی ہے

اللہ رب العزت کے کلام پاک کو عوام کے اذہان کے قریب کرنے لیے مفسرین کرام نے بے شمار کوششیں کی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ یہ تفسیر بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم اور مبارک کوشش ہے۔ رواں دواں اور آسان اردو زبان میں قرآن کریم کے الفاظ کا ترجمہ اور سہل انداز میں مستند تفسیر، ضروری مسائل کی توضیح، ضروریات وقت، زمانہ و ماحول کی خرابیوں کی نشاندہی اور ان کا علاج، قرآن کریم کی آیات سے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ تفسیر اور صحابہ کرامؓ ائمہ کرامؒ اور جمہور مفسرین کی اختیار کردہ توضیحات کو ملحوظ رکھتے ہوئے شرک و بدعت اور مذاہب باطلہ اور نظریات فاسدہ کا مختصر طریق پر بہتر رد اس تفسیر کا خاص امتیاز ہے۔ اعلیٰ کتابت و طباعت اور معیاری جلد بندی کے ساتھ بیس ضخیم جلدوں پر مشتمل اس تفسیر کی قیمت روپے ہے۔

علماء، طلباء، خطباء، اور عوام الناس کے لیے بے حد مفید اور معلومات افزا ہے۔

ناشر: ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرت العلوم، فاروق گنج گوجرانوالہ

مقالات سواتی

افادات۔ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی مدظلہ العالی

مرتب۔ حاجی محمد فیاض خان سواتی مہتمم مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

اس مجموعہ میں مندرجہ ذیل اکتیس علمی و تحقیقی مضامین کو ترتیب دیا گیا ہے۔

(۱) توحید کے چند دلائل (۲) اللہ رب العزت کی زیارت کیسے ہوگی (۳) رسول ﷺ کی شریعت کے مقاصد (۴) خواب میں رسول ﷺ کی زیارت (۵) مقام صحابہ رضی اللہ عنہم (۶) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی چند وصیتیں (۷) حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (۸) حصول علم کے لئے ضروری آداب (۹) علم اور اہل علم کا مرتبہ (۱۰) علم کہ راہ بحق ننماید جہل ست (۱۱) دارالعلوم دیوبند (۱۲) اسلام کا نظام طہارت (۱۳) اسلام کا قانون حدود و تعزیرات (۱۴) انسانیت کی تکمیل کے لئے اخلاق اربعہ کی اہمیت (۱۵) انسانیت کے چار بنیادی اخلاق (اخلاق اربعہ) (۱۶) تمدن میں بگاڑ کے اسباب اور ان کا علاج (۱۷) فرقہ ناجیہ اور نوابت میں فرق (۱۸) مودودی صاحب کے بعض نظریات دین کے لئے نقصان دہ ہیں (۱۹) فتنے کس طرح پیدا ہوتے ہیں اور انکا علاج (۲۰) بحالت صوم انجکشن کا حکم (۲۱) اسلام میں حلال و حرام کا تشریعی فلسفہ (۲۲) ملت حنیفیہ کی حقیقت (۲۳) مسئلہ توسل پر ایک نظر (۲۴) کائنات میں جانداروں کی تخلیق (۲۵) حکمت ولی اللہی کے شارحین (۲۶) شہروں کی آبادی اور بربادی کے اسباب (۲۷) تحقیق وحدت الوجود اور وحدت الشہود (۲۸) وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں تطبیق (۲۹) مسئلہ وحدت الوجود میں راہ اعتدال (۳۰) اکابر علماء دیوبند اور مسئلہ وحدت الوجود (۳۱) باب الرؤیا (۴۰۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب شائع ہوچکی ہے۔) قیمت -/ روپے

ناشر: ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرت العلوم، فاروق گنج گوجرانوالہ

مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے علوم و افکار

از: مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی دام مجدہ

برصغیر کے نامور عالم دین' انتہائی ذہین' فہم مستقیم' ذہن ثاقب' فطانت و سمجھ میں قوت قدسیہ کے مالک' قرآن کریم کے دور حاضر میں بے بدل مفسر' حدیث کی مشکلات پر کماحقہ نگاہ رکھنے والے' فقہ اور دیگر علوم و فنون عقلیات و نقلیات میں کمال درجہ کی مہارت تامہ رکھنے والے 'اقتصادیات 'معاشیات' تاریخ اور قدیم و جدید فلسفہ کے امام' سیاسیات و پولیٹکل معاملات سے کما حقہ باخبر' دقیق سے دقیق مشکل کو اپنے عمل و تدبر سے حل کرنے والے الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھانے والے عظیم صوفی' باعمل عالم' قرآنی انقلاب کی روح سے منور' شیطانی اور تمام خود ساختہ نظاموں کو درہم برہم کرنے والے' راسخ العقیدہ' پرجوش نومسلم' مربی علماء و محسن انسانیت' معلم قرآن' فلسفہ ولی اللہی کے ماہر استاذ اور صحیح اسلامی انقلاب کے علمبردار' سلف صالحین بالخصوص امام ابو حنیفہؒ کے مکتب فکر کے عظیم ترجمان' علمائے دیوبند کے تربیت یافتہ' انتہائی درجہ کے متقی پرہیزگار' خدا پرست عالم حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ جن کی اپنوں نے ناقدری کی اور بیگانوں نے کبھی تو الحاد و اشتراکیت کا اتہام' کبھی تشدد و عصبیت کا الزام لگایا اور کبھی تجدد و مغربیت کی طرف نسبت کی۔ مولانا کی طرف منسوب غلط باتیں' افکار و خیالات میں ان کی غلط ترجمانی' تعصب کی وجہ سے مولانا کی شخصیت کو مجروح کرنے کی ناکام کوشش تلامذہ و معاصرین کی مولانا کے صحیح افکار پیش کرنے میں کوتاہیوں اور دیگر غلط فہمیوں کے ازالہ کے ساتھ ساتھ اس مختصر کتاب سے مولانا کی شخصیت' ان کے مقام اور کام کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ علاوہ ازیں مولانا کا پورا ذہنی پس منظر اعتقادات و اعمال' تعلیم و تربیت' خاندانی حالات' راسخ العقیدہ بزرگوں سے تربیت پانے اور سلاسل طیبہ میں بیعت اور اشغالات' آزادی ملک و وطن کیلئے بے پناہ قربانیوں اور صعوبتوں کو برداشت کرنے' انگریز کی جڑوں کو برصغیر سے اکھاڑنے' مسلمانوں کو ان کے اصل مقام کی طرف لانے' علماء کو ان کا صحیح مقام دلانے کے سلسلہ میں مولانا کی کوششوں کا اجمالاً" یا تفصیلاً" خاکہ آپ کو زیر نظر کتاب میں ملے گا۔ جو پڑھنے سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ قیمت : روپے

ناشر: ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرت العلوم، فاروق گنج گوجرانوالہ